ناول: لا

فاطمہ نور

یہ سرزمینِ لاہور ہے

اندرون گلیوں میں چوبارے بنے ہیں

کسی چوبارے کے پاس مسجد ہے

سفید محرابوں والی مسجد

مسجد کی چھت سے سامنے والے گھر کا کمرہ نظر آتا ہے

جس کی کھڑکی کھلی ہے

کھلی کھڑکی سے چوڑیوں کی کھنک باہر نکلتی ہے

قالین پر سفید دوپٹہ پڑا ہے

سفید لباس والی الماری کے پاس ٹھہری ہے

جو اپنے آنچل میں ستارے باندھ کر چلتی ہے

جس نے پہاڑوں کے بنجارے کی چوڑیاں اپنی کلائی میں سجا رکھی ہیں

معطر صبا !

وہ بیڈ سے کپڑے، سامان، چیزیں اٹھاتی الماری میں رکھتی جا رہی تھی، سفید چہرے پر مٹے مٹے آنسو کے نشانات تھے، بال بکھرے تھے، سامان رکھ کر نیچے پڑا دوپٹہ جھپٹ کر اٹھایا

"تم کیا کہہ کر آ رہی ہو معطر ؟ "

دروازے پر دانیال ٹھہرا تھا، چہرے پر افسوس اور ملامت لئے، اس نے نظریں چرا لیں

"تم وہیں تھے اور تم نے سن لیا تھا جو میں نے کہا "

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے "

"چند دن سے۔۔۔۔ہاں چند دن سے "

وہ اسی افسوس کے ساتھ اندر آیا

"یہ مت کرو "

"میں نے طے کر لیا ہے، میں یہ کروں گی "

"تیمور بھائی کا ہی سوچ لو "

تیمور، ہاں تیمور ایک اسی کا سوچتی تھی تو دل ڈگمگا جاتا تھا

" میں چاہتی ہوں اب وہ میرا سوچے "

"تم خود اپنا کہاں سوچ رہی ہو "

"اپنا ہی سوچ رہی ہوں "

اس نے گال پر پھسلتے آنسو ایک بار پھر صاف کیئے، بیڈ پر بکھرا فالتو سامان اٹھا کر بیگ میں ٹھونسا

"ہمیشہ قربانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی معطر "

"جب ہوتی ہے یہ وہی وقت ہے "

"خود کے لئے اتنی ظالم مت بنو "..

اس کا سامان باندھتا ہاتھ رکا، چند لمحے وہ وہیں ٹھہری رہی پھر جیسے آہستہ سے تھک کر نیچے بیٹھی، آنسو پھسل کر گرنے لگے

"میں دوسروں کے لئے رحم دل بننا چاہتی ہوں دانیال، دوسرے بھی کون؟ میرے ماں باپ، مجھ سے خود کے لئے رحم دل بننے کا مت کہو، خود کے لئے رحم دل بن گئی تو ان کے لئے ظالم بن جاؤں گی "

دانیال دکھ سے اسے دیکھتا آگے کو ہوا

"یہ تمہارا فرض نہیں ہے، تم اپنی خوشیوں کا سوچو "

"تم چاہتے ہو میں اپنے بستر مرگ پر پڑے باپ کو چھوڑ کر اپنی خوشیوں کا سوچوں؟ اتنی بے حس لگتی ہوں تمہیں؟ "

نظریں اٹھا کر دکھ سے اسے دیکھا، دانیال چند لمحے کو بالکل چپ رہ گیا، پھر وہ فرش پر اس کے ساتھ بیٹھا

"میں ہوں نا "

"تمہارا ہونا کافی نہیں ہے، بابا کو، امی کو میری ضرورت ہے، ایسے میں شادی کے لئے کیسے ہاں کر دوں؟ تیمور کچھ عرصہ انتظار کر لے گا، کچھ عرصہ تو کر ہی لے گا "

"پھپھو نہیں کریں گی معطر "

وہ چپ رہ گئی، سر گھٹنے پر ٹکا لیا، آنکھ رو رو کر سوج گئی تھیں

"تیمور منا لے گا انہیں "

اس کی آواز کھوکھلی تھی، لہجہ بے جان تھا، دانیال تلخی سے مسکرایا

"وہ پھپھو کی اجازت کے بغیر سانس نا لیں، پھپھو کو منائیں گے؟ "

وہ کچھ کہے بغیر سامنے دیکھتی رہی اور دانیال اسے

"وہ میری مجبوریاں سمجھتا ہے دانیال، وہ میری خاطر پھپھو کو منا لے گا، وہ محبت کا دعوے دار ہے، جو محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبھاتا بھی ہے" وہ سامنے دیکھتے بڑبڑائی تھی، اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی" بابا کو دوائی دے دوں "

وہ دانیال کا جواب نہیں سننا چاہتی تھی، وہ کہتا تھا تیمور اس سے محبت نہیں کرتا، اور وہ یہ جملہ نہیں سننا چاہتی تھی

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

امی بڑبڑاتی ہوئی اسی چارپائی پر بیٹھی تھیں جس پر وہ انہیں چھوڑ کر گئی تھی، بابا بھی وہیں تھے، حسن چاچو بھی، پھپھو اس کی موجودگی میں ہی چلی گئی تھیں، وہ شادی کی تاریخ لینے آئی تھیں، اس کے انکار پر سب سے پہلے اٹھ کر وہی گئی تھیں ،وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ دوائی لائی، پانی بھرا اور بابا کے سامنے کیا، انہوں نے بنا کچھ کہے دوائی اٹھالی

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے معطر "

سب سے پہلے حسن چاچو کی آواز سنائی دی

"میں صرف سب کا بھلا سوچ رہی ہوں چاچو "

"اسے بھلا نہیں بیوقوفی کہتے ہیں "

وہ لب بھینچتی خود کو کچھ کہنے سے باز رکھ گئی

"تم ہی کچھ سمجھاؤ حسن، رضیہ کا مزاج کیسا ہے سب جانتے ہیں، تیمور کے مجبور کرنے پر وہ شادی کر رہی تھی اب بہانہ مل گیا اسے بھی "

"میرے سمجھانے کا کب اثر ہوتا ہے اس پر بھابھی؟ آپ لوگوں نے ہی سر پر چڑھا رکھا ہے "

وہ حلق میں اٹکتے آنسو کے ساتھ کچن کی طرف جانے لگی، راستے میں سیڑھیوں کے پاس دانیال ٹھہرا تھا، لمحہ بھر کو وہ رک گئ، دانیال کی نظر اس کی آنکھوں پر گئ، پھر پیچھے بیٹھے حسن چاچو پر، وہ لب بھینچے آگے بڑھا، معطر کچھ بے بسی سے کچن میں گئ، ٹرے رکھ کر ہاتھ سلیب پر رکھ لئے، وہ آگے کا منظر جانتی تھی

"اتنی ہی آپ کو معطر کی فکر ہو رہی ہے تو آپ لوگ ہماری مدد کیوں نہیں کرتے؟ "

چاچو نے چونک کر سر اٹھایا پھر اپنے سامنے کھڑے بیس سالہ دانیال کو دیکھا، آنکھوں میں ناگواری ابھری

"تم دور رہو اس معاملے سے "

"میرے گھر کا معاملہ ہے چاچو، جسے آپ باتیں سنا رہے ہیں وہ میری بہن ہے "

"تو جا کر سمجھاؤ اپنی بہن کو کہ یہ بیوقوفی نا کرے "

وہ غصے میں آتے کھڑے ہو گئے، دانیال نے لب بھینچ لئے

"وہ یہ بیوقوفی نہیں کرے گی اگر آپ لوگ بابا کا احساس کر لیں، وہ یہ بیوقوفی نہیں کرے گی اگر آپ دکان سے آنے والی کمائی کا آدھا حصہ بھی بابا کی دوائیوں کے لئے دے دیا کریں، وہ یہ سب صرف اسی وجہ سے کر رہی ہے کیونکہ وہ اپنی شادی پر ہونے والے اخراجات سے بابا کو بچانا چاہتی ہے تاکہ وہ پیسے بابا کے کینسر کے علاج پر لگ سکیں "

لمحے بھر کو صحن میں سناٹا چھا گیا، افتخار صاحب کا سر مزید جھک گیا، فرخندہ کے لب ساکت ہو گئے، معطر نے سلیب مضبوطی سے پکڑ لی، تھکی تھکی آنکھیں مزید نہیں رونا چاہتی تھیں لیکن بے قابو آنسو پھسلنے لگے

"مجھ سے جو ہوتا ہے وہ کرتا ہوں دانیال، ساری ذمہ داری میری نہیں ہے، جو ہے وہ میں نبھا رہا ہوں "

حسن چاچو کو غصہ آیا

"اور جو آپ نہیں نبھا رہے وہ معطر نبھا رہی ہے، وہ اس گھر کی بڑی بیٹی نہیں بڑا بیٹا بھی ہے "

"تم اب مجھ سے زبان چلاؤ گے ؟ تم خود کیا کر رہے ہو ؟ چھوڑ دو پڑھائی اگر اتنی ہی فکر ہے اس کی تو؟ "

"آپ کی اطلاع کے لئے پارٹ ٹائم جاب کرتا ہوں میں، اپنا خرچہ خود برداشت کر رہا ہوں، جو چند پیسے بچ جاتے ہیں وہ گھر لاتا ہوں آپ کی طرح نہیں ہوں جو ہمارے حق پر بھی ڈاکہ ڈال کر بیٹھے ہیں "

صحن میں زوردار تھپڑ کی آواز گونجی، وہ سلیب سے ہاتھ ہٹاتی جھٹکے سے باہر گئی ، صحن کے دہانے پر قدم رک گئے، بابا ششدر سے حسن چاچو کو دیکھ رہے تھے، اماں بے یقینی سے ،اور دانیال۔۔۔۔دانیال منہ پر ہاتھ رکھے سرخ پڑتی آنکھوں میں غصہ لئے انہیں گھور رہا تھا

"یہ تربیت ہے تمہاری؟ چچا کے آگے زبان چلائو گے اب؟ "

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ "

"دانیال۔۔۔ "

وہ جھٹ سے آگے آئی اور اسے تھاما، دانیال کے الفاظ منہ میں رہ گئے

"تم جاؤ یہاں سے "

اس کے بازوں کو تھام کر پیچھے کیا، آنکھوں میں ڈھیروں التجا تھی، نم آنکھیں

"چاچو کہلوانے کے بھی حقدار نہیں ہیں آپ، اس سے اچھا آپ یہاں آیا ہی نا کریں۔۔۔۔ "

وہ چلایا

"تم چپ کر جائو ورنہ۔۔۔۔ "

وہ غصے سے کھولتے اس کی طرف بڑھے جب وہ بیچ میں آ گئی

"پلیز۔۔۔۔ چاچو پلیز "

بے بسی سے ان کو دیکھا

"زبان قابو میں رکھو اس کی، میرے پیسوں سے گھر چلتا ہے اور مجھ پر ہی بھونک رہا ہے "

وہ غصے سے کھول رہے تھے

"مجھے آپ سے زیادہ زبان چلانی۔۔۔۔ "

"دانیال چپ کر جاؤ، خدا کا واسطہ ہے چپ کر جائو، خدا کا واسطہ جاؤ یہاں سے "

اس تک آتے اسے دھکا دیا، دانیال نے حسن چاچو سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا، گہری دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں سے وہ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر باہر کی طرف بڑھ گیا

"اسی دن کے لئے کہتا تھا کہ کنٹرول کریں اس پر، دیکھیں کیسے۔۔۔۔ "

اس نے مزید نہیں سنا، جھٹکے سے بابا کی طرف گئی، وہ سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے، آنکھیں بند ہو رہی تھیں

"بابا۔۔۔۔ "

اس کی چیخ صحن میں گونجی

oooooooooooooooooooooooooooooo

چائے کا پانی ابل ابل کر سیاہ ہو گیا تھا لیکن وہ اسی طرح ساکت ٹھہری تھی جب کسی نے آ کر گیس بند کی

"کس کے حصے کی سزا اس بچاری کو دے رہی ہو؟ "

چونک کر سر اٹھایا اور جیسی کچن کی باسی فضا میں گلاب کی مہک پھیل گئی

"تیمور۔۔۔۔ "

وہ سامنے ٹھہرا تھا، نیوی بلیو پینٹ پر سفید شرٹ پہنے غالباً آفس سے سیدھا یہیں آیا تھا، خوش شکل، لمبے قد والا تیمور حیدر

"تمہیں تو یاد آئی نہیں سوچا میں ہی مل آؤں "

وہ مسکرا کر کہتا سامنے سلیب سے ٹیک لگا گیا

"بابا کی طبیعت خراب ہو گئی تھی "

اس نے چولہا بند کر دیا

"امی بتا رہی تھیں "

چہرہ سنجیدہ، آواز ہموار ہو گئی، اس نے پیچھے ہوتے کرسی سے ٹیک لگا لی

"تم ان سے ملنے آئے ہو ؟ "

"ہاں۔۔۔ "

کچھ لمحے وہ دونوں خاموش ہو گئے

"شادی سے انکار کیوں کیا ہے تم نے ؟"

"انکار نہیں کیا، فلوقت شادی سے انکار کیا ہے "۔ تصحیح کی

"وجہ ؟ "

"تم جانتے ہو "

"تمہارے پاس دو سال سے یہی وجہ ہے معطر "

"میرے پاس صرف ایک یہی وجہ ہے تیمور "

"ان کا علاج ہو رہا ہے، وہ ٹھیک ہو جائیں گے "

تسلی دی

"جب تک وہ ٹھیک نہیں ہوتے تب تک تم مجھے وقت نہیں دے سکتے؟ "

"میں تمہارے کہنے پر دو سال امی کو روک چکا ہوں، تب ابھی ماموں کا کینسر ڈائگناز ہوا تھا، اب مزید نہیں "

وہ کچھ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی، تیمور نے شانے ڈھیلے چھوڑے

"یوں مت دیکھو معطر صبا "

"یوں مت کرو تیمور حیدر "

"آخر کیوں؟ "

"تم ہمارے حالات سے واقف ہو تیمور، بابا کے علاج پر سارا پیسہ لگ رہا ہے، میں جو تھوڑا بہت کماتی ہوں وہ بھی، جو تھوڑا بہت حسن چاچو دیتے ہیں وہ بھی، ہمارے حالات ایسے نہیں ہیں کہ میری شادی پر خرچہ کیا جا سکے "

"ہم سادگی سے سب کر لیں گے "

" پھپھو نہیں چاہیں گے سادگی سے، وہ دھوم دھام سے سب چاہتی ہیں، شادی کے بعد وہ میری جاب کے حق میں نہیں ہیں اور میں جاب نہیں چھوڑنا چاہتی "

"مجھے تمہاری کمائی کی ضرورت نہیں ہے "

"اس گھر کو ہے، میں شادی کے بعد بھی اپنے خاندان کو سپورٹ کرنا چاہتی ہوں "

اس کی آواز میں شدید ترین بے بسی کوٹ آئی، تیمور نے گہری سانس لی

"تم کیا چاہتی ہو؟ "

"کچھ وقت دے دو صرف کچھ وقت "

تیمور کچھ دیر اسے دیکھتا رہا

"کتنا وقت ؟ "

اس کے پاس جو جواب تھا وہ بھاری تھا لیکن اسے دینا تھا

"جب تک میں واپس نہیں آجاتی "

"واپس ؟ "

وہ چونکا، وہ اگلے کئی لمحے اسے دیکھتی رہی، جواب مشکل نہیں تھا لیکن اسے تیمور کو یہ جواب دینا مشکل لگ رہا تھا

"میں نے انگلینڈ کے ویزے کے لئے اپلائے کیا تھا "

"واٹ ؟ "

وہ بے یقینی سے کہتا سیدھا ہوا

"نادر بھائی نے ایک جاب کا بتایا تھا، ان کے دوست کو کچھ لڑکیوں کی کام کے لئے ضرورت ہے، یہاں اتنے پیسے نہیں ملتے کہ میں بابا کا علاج کرواسکوں، میں باہر جانا چاہتی ہوں تیمور "

وہ تیزی سے کہتی وضاحت دینے لگی، اسے ڈر تھا وہ ناراض ہو جائے گا

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ کس کی اجازت سے یہ حرکت کی تم نے ؟ "

وہ لمحوں میں اس کے سر پر پہنچا

"ابھی کسی کو نہیں بتایا، صرف تمہیں بتا رہی ہوں "

"بتا رہی ہو؟ یعنی پوچھ بھی نہیں رہیں، واللہ معطر صبا، واللہ "

وہ بے یقین تھا

"میں مجبور ہوں تیمور۔۔۔" اس کے آنسو بہہ نکلے، اپنی بے بسی، اپنی حالت پر جی بھر کر رونا آیا" میں اپنے باپ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی، ہمارے پاس مزید کچھ نہیں بچا جو بیچ سکیں، کچھ نہیں بچا جو میں اپنے باپ کو بچانے کیلئے دے سکوں، میرے پاس پوری دنیا ہوتی تو اپنے باپ کے لئے وہ بھی دے دیتی، لیکن میرے پاس پوری دنیا نہیں ہے، جو ہے وہ میں دے رہی ہوں "

"بس کر دو یہ ذمہ داری کے بہانے معطر، ایک تم نہیں ہو اس گھر میں، دانیال بھی ہے، اس پر بھی کچھ ذمہ داری آنے دو "

اسے ان آنسو پر رحم نہیں آیا تھا، غصہ ہر شے پر غالب تھا

"وہ پڑھ رہا ہے تیمور، جو کر سکتا ہے کر رہا ہے، مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟ جو بابا کی پینشن ہے، جو میری تنخواہ ہے، وہ سب دے کر بھی میں انہیں نہیں بچا پا رہی

۔.....''وہ وہیں کرسی پر بیٹھتی چلی گئ، تیمور غصے سے اسے گھور رہا تھا''تم اس اذیت کو نہیں سمجھ سکتے، تم نہیں سمجھ سکتے جب آپ کو لگے آپ کا عزیز ترین شخص آپ سے چھینا جا رہا ہے اور آپ اسے بچانے کیلئے کچھ نہیں کر سکتے، ''

وہ اس کی کرسی کے سامنے آیا

''مجھ سے وہ مت مانگو معطر جو میں نہیں دے سکتا، میں جتنا کر سکتا تھا کر لیا، جتنا تمہیں سپورٹ کر سکتا تھا کر لیا، لیکن تمہارے نزدیک ہر شے اہم ہے سوائے تیمور حیدر کے، میں نے تم سے پہلے دن سے کہا تھا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن میری انا مجھے زیادہ عزیز ہے، تم میری انا کو ٹھیس پہنچا رہی ہو، اتنا بڑا فیصلہ ؟ بنا پوچھے ؟ ''

''تم منع کر دیتے''...

''یقیناً کر دیتا، اب بھی کر رہا ہوں، تم نہیں جاؤ گی یاد رکھنا ''

لہجہ سخت ترین ہو گیا

''میں مجبور ہوں تیمور ''

وہ سمجھتا کیوں نہیں تھا؟ وہ اتنا خود غرض کیوں بن رہا تھا؟

"یہ لفظ میں دو سال سے سن رہا ہوں، دو سال سے میں تمہاری مجبوری کی وجہ سے امی کو روکے ہوئے ہوں، اب مزید نہیں، تم خود طے کر لو، میں یا تمہاری مجبوریاں، فیصلہ تمہارا ہو گا، جو ہو گا بتا دینا، لیکن اب مزید نہیں "

وہ غصے سے چبا چبا کر کہتا جھٹکے سے باہر چلا گیا، معطر نے جھکا سر نہیں اٹھایا، اس کے دل میں بہت تکلیف اٹھ رہی تھی

oooooooooooooooooooooooooooooo

اور پھر تیمور نے سب کو بتا دیا کہ وہ انگلینڈ جانے کا سوچ رہی ہے، گھر میں سب سے پہلے طوفان حسن چاچو لے کر آئے، وہ غیرت کی اس مٹی سے بنے تھے جن کے نزدیک عورت صرف گھر چلانے کا کام کر سکتی ہے، اسی غیرت میں آ کر سب کے سامنے اسے جانے کیا کیا کہا

"کس سے پوچھ کر اتنا بڑا فیصلہ لے رہی ہو؟ مر گیا ہوں کیا میں؟ بھائی مر گیا ہے تمہارا؟ "

"تو پھر اٹھائیں خرچ، ہر ماہ ان کی دوائی آتی ہے، ہر تین ہفتے بعد ایک ڈوز لگتا ہے، اس ایک ڈوز کی قیمت لاکھوں میں ہے، بتائیں دے سکتے ہیں اتنا پیسہ؟ "

وہ تنک کر کہتی ان کے سامنے آئی، بہت ہوا، اب خود کے لئے خود ہی بولنا تھا

"اب تم بھی میرے سامنے آجاؤ "

"میں سامنے نہیں آرہی، آپ کو اتنا ہی شوق ہے تو بھریں بابا کی دوائی کے پیسے "

"بس کردو تم دونوں۔۔۔۔ "

صوفے پر سفید شلوار قمیض پہن کر بیٹھے افتخار صاحب چلائے "سارا جھگڑا میری وجہ سے لگا رکھا ہے، اس سے اچھا تو میں ".....

ان کا جسم کھانسی کے باعث جھٹکے کھانے لگا، وہ تیز کی تیزی سے ان تک پہنچی

"بابا، آپ تو ٹینشن نا لیں "

"ضد چھوڑ دو معطر، مت کرواتنا سب، کیوں میرے سر پر بوجھ لادرہی ہو "

وہ کھانسنے کے بیچ بمشکل بولے، اس نے حلق میں اٹکتے آنسو اندر دھکیل دیئے، ان کا ہاتھ تھاما

"مجھے مت روکیں بابا، آپ کا کوئی احسان یا قرض مجھ پر نہیں ہے لیکن مجھے اپنا فرض تھوڑا سا تو ادا کرنے دیں "

"کیوں کر رہی ہو اتنا سب ؟ "

"کیوں کہ میں آپ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی "

بہت دکھ اور بے بسی سے کہا، ان کا پورا کا پورا وجود ساکت ہوا "میرا دل اس خیال سے مرنے لگتا ہے، میں صرف آپ کو نہیں خود کو بھی بچانا چاہتی ہوں بابا "

افتخار صاحب کے کاندھے ڈھیلے پڑے

"ہمارے خاندان میں لڑکیوں کو دوسرے شہر جانے کی اجازت نہیں ہے معطر ، تم دوسرے ملک جانے کی بات کر رہی ہو؟ "

" یہاں کچھ نہیں ہو سکتا بابا، نادر بھائی کہہ رہے تھے کہ بہت اچھی جاب ہے ، میں وہاں کچھ نا کچھ اور بھی کر لوں گی، یہاں رہی تو کچھ نہیں ہو پائے گا، مجھے یہ کرنے دیں "

"پیسے کہاں سے آئے تمہارے پاس؟ "

خاموشی سے روتی امی نے پہلی بار سر اٹھا کر اسے دیکھا، اس کا ہاتھ بابا کے ہاتھ سے نکل گیا، کھڑے ہوتے اس نے سب پر ایک نظر ڈالی، بابا، امی، چاچو، چاچی، دانیال گھر سے غائب تھا، وہ ہوتا تو وہ اکیلی نا کھڑی ہوتی

"میں نے زیور بیچ دیا "

بیٹھک میں موت سا سناٹا چھا گیا

"کون سا۔۔۔ کون سا زیور ؟ "

اس نے لب کاٹتے امی کو دیکھا

"میرے جہیز کے لئے جو آپ نے رکھا تھا، وہی "

یہ دوسرا دھماکہ تھا جو اس نے کیا تھا، بیٹھک میں اتنی خاموشی چھائی کہ سوئی گرنے کی آواز بھی سنائی دے جاتی

"تم اتنی بڑی کب سے ہو گئیں کہ اتنے بڑے فیصلے لیتی پھر و؟ یا خدایا، وہ زیور میں کئی سالوں کے بعد بنا پائی تھی معطر "

وہ گویا ہاتھ پیر چھوڑتی وہیں بیٹھ گئیں، حفصہ چاچی کا منہ صدمے سے کھل گیا تھا،

زیور؟ وہ زیور؟

"آپ نے میرے لئے ہی بنوایا تھا امی "

"تمہارے لئے بنوایا تھا لیکن اس لئے نہیں کہ بیچ دو، یہ کیا کیا تم نے؟ "

"ساری شے نادر نے دی ہے اسے، میں بلاتا ہوں اسے "

حسن چاچو غصے سے اسے گھورتے نادر بھائی کو کال ملانے لگے وہ انگلیاں مروڑتی وہیں ٹھہری رہی، پچھلے دو سال میں اسے لگا تھا وہ اس گھر کا بڑا بیٹا ہے، اسے فیصلے لینے کا حق تھا، اسی سوچ نے اس سے اتنا بڑا فیصلہ کروا دیا، لیکن اب دل ڈر رہا تھا چند لمحوں میں نادر بھائی وہاں آن موجود ہوئے، وہ اس کی کزن کے شوہر تھے، کسی ٹریول ایجنسی میں کام کرتے تھے جو بیرون ملک مسافروں کے لئے ویزے لگواتی تھی

"معطر نے خود مجھ سے کہا تھا کہ اسے کسی اچھے کام کی تلاش ہے چاچو، میرا دوست انگلینڈ میں ہوتا ہے اسی نے بتایا تھا کہ اسے چند ورکرز کی ضرورت ہے، تنخواہ کافی اچھی ہے، کم از کم اتنی ہے کہ افتخار چچا کے علاج میں آسانی ہو جائے گی، میں صرف اس کی مدد کرنا چاہتا تھا "

انہوں نے کاندھے اچکا دیئے، حسن چاچو جوابا کچھ کہنے لگے، وہ کچن کے دروازے میں ٹھہری سب سنتی رہی، اسے کسی کا ڈر نہیں تھا، اگر بابا مان جاتے، اگر تیمور منع نا کرتا، وہ دو لوگ اس کے لئے اہم تھے، وہ ان دو لوگوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی!!

OOOOOOOOOOOO

سکول کی عمارت سے باہر نکلتے وہ کسی رکشہ کو ڈھونڈنے لگی، بیگ میں چند ہزار رکھے تھے، کاغذ کے چند ٹکڑے جن سے اسے بابا کی دوائی لینی تھی، مبشرہ کی کالج فیس جمع کروانی تھی، عون کے سکول کی فیس، بجلی کا بل، گیس کا بل، گھر کا راشن، زہن میں گویا ایک ماہ کا پورا حساب چل رہا تھا،اس کی چند ہزار کی تنخواہ تو صرف بل بھرنے میں چلی جاتی، ابا کی پینشن راشن اور دوسرے چھوٹے موٹے اخراجات میں، حسن چاچو جو دیتے وہ دوائی۔۔۔۔

وہ جھٹکے سے رکی، ہاتھ میں تھامار جسٹر گر گیا، کوئی گاڑی اس کے بالکل سامنے آرکی تھی، دھک دھک کرتے دل سے اس نے میچی آنکھیں کھولیں

سفید رنگ کی کار سے تیمور نکل رہا تھا، خود کو ڈھیلا چھوڑتے اس نے تھکی سی سانس خارج کی

"بات کرنی ہے تم سے، میرے ساتھ چلو "

وہ اس کے پاس آتا کچھ اکھڑ انداز میں مخاطب ہوا، اسے دیکھتے وہ نیچے جھکی اور تیمور کے پاؤں کے پاس پڑا رجسٹر اٹھایا

"میں سن رہی ہوں "

سیدھے ہوتے بیگ کاندھے پر درست کیا اور سینے پر ہاتھ باندھ لئے

"میں نے کہا گاڑی میں بیٹھو، یہاں کیا بات کروں میں تم سے ؟ "

"جو کہنا ہے یہیں کہہ لو، مجھے جلدی ہے "

"تم دس منٹ بات بھی نہیں سن سکتیں اب ؟ "

وہ غصہ ہوا

"مجھے گھر جلدی جانا ہے تیمور "

وہ غصے سے کھولتا دو قدم آگے آیا

"تم نے اپنا فیصلہ نہیں بدلا ؟ "

"کون سا فیصلہ ؟ "

"انگلینڈ جانے کا "

"میری مجبوری۔۔۔۔۔ "

"اپنی مجبوریوں کا رونا مت رو میرے سامنے، مجھے میرے سوال کا جواب دو
"

وہ کچھ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی

"میرے ابا مر جائیں گے تیمور "

"میرا باپ بھی مر گیا تھا معطر، میں نے نا ہی خود پر مظلومیت کے خول چڑھائے نا ہی اپنی زندگی روکی، میری ماں ہاجرہ کی شادی کرنے والی ہے دو ماہ کے اندر، اگر تم مجبور ہو تو مجبور میں بھی ہوں، شادی سے انکار کیا کافی نہیں تھا کہ تم نے انگلینڈ جانے کا شوشہ بھی چھوڑ دیا؟ "

"تم چاہتے ہو میں انگلینڈ نا جاؤں ؟ "

گہری سانس لیتے اس نے گویا اس کا آخری فیصلہ جاننا چاہا

"ہاں۔۔۔۔۔ تم انگلینڈ نہیں جاؤ گی "

"ٹھیک ہے، لیکن ایک بات تم بھی میری مانو گے "

اس کے ماتھے پر بل پڑے

"کونسی بات؟ "

"میں فلحال شادی نہیں کرنا چاہتی، مجھے کچھ اور وقت چاہئے "

"ہرگز نہیں ۔۔۔۔۔ "

"پلیز تیمور ۔۔۔۔۔ "

" بالکل بھی نہیں معطر، نا میں مزید وقت دے سکتا ہوں نا امی دیں گی، ہاجرہ کے سسرال والے دو ماہ میں شادی کرنا چاہتے ہیں، ہماری بھی تبھی ہی ہو گی، یہ طے ہے "

وہ سختی سے کہہ رہا تھا

"میں یہ نہیں کر پاؤں گی "

"تو پھر ۔۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھ میں پہنی میرے نام کی انگوٹھی واپس کر دینا "

"تیمور ۔۔۔۔۔۔ "

بے یقینی سے اسے دیکھا

"بس معطر ۔۔۔ مجھ سے مزید قربانی کی امید مت رکھنا، ہمارے رشتے کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، جو فیصلہ کرنا ہے کر دو "

سرد لہجے میں کہتا وہ اپنی سفید گاڑی میں بیٹھا اور چلا گیا، معطر کا گلا رندھ گیا، کیا وہ واقعی یہ کہہ گیا تھا؟ تیمور حیدر؟ وہ معطر صبا سے یہ کہہ گیا تھا؟ وہ جو پکی اینٹوں والی چھت پر کھڑے ہو کر کہتا تھا کہ "تیمور حیدر کے دل پر معطر صبا کا چہرہ نقش ہے

"وہ یہ کہہ کر گیا تھا؟ اتنی آسانی سے؟ "

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

وہ صحن میں بیٹھی کاپیاں چیک کر رہی تھی، ساتھ دانیال بیٹھا تھا، حساب کتاب، راشن، فیسز، اخراجات کا ڈھیر

"دو دن بعد ڈوز لگنی ہے بابا کو "

اس نے رجسٹر بند کر دیا

"میں چھٹی لے لوں گی سکول سے "

"تم پریشان ہو؟ "

"نہیں ــــــ "

"تیمور بھائی نے کچھ کہا ہے؟ "

"وہ کیا کہے گا؟ "

"تمہارے چہرے کی زبوں حالی کے وہی زمہ دار ہیں"

"میرے حال میرے چہرے سے زیادہ زبوں ہیں "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا

" تیمور بھائی تمہارے لئے اچھے شوہر ثابت نہیں ہوں گے معطر "

وہ کچھ کیے بغیر رجسٹر کے صفحے کھرچنے لگی، یہ بات وہ پچھلے دو سال سے کہہ رہا تھا وہ پچھلے دو سال سے اس سے لڑ رہی تھی، اب تو الفاظ بھی نہیں بچے تھے

"وہ مجبور ہے "

"ہاہ۔۔" وہ کرب سے ہنسا" مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا، وہ خود غرض ہیں، ان کے اندر انا زیادہ ہے، جس مرد کے اندر انا زیادہ ہو وہ کبھی سچی محبت نہیں کر سکتا "

"وہ محبت نا کرتا تو رشتہ کیوں بھیجتا؟ "

"شاید وہ وقتی محبت تھی، یا شاید وہ صرف ضد تھی، تمہیں یاد ہے جب میں چھوٹا تھا تو میں ایک سائیکل لینا چاہتا تھا، بازار میں وہ سائیکل سب سے زیادہ مہنگی تھی، بابا نے صاف منع کر دیا، وہ چاہتے تھے میں اپنی خواہشات پوری کرنے کے

لئے خود محنت کرنا سیکھوں، محنت کی صورت مجھے پاکٹ منی ہی نظر آئی، میرے دو تین مہینے کے پاکٹ منی لگ جاتی سومیں نے لگ جانے دی، تین مہینے بعد جب وہ سائیکل مجھے مل گی تو چند دنوں بعد اس نے میرے نزدیک اہمیت کھو دی، ضد تھی پوری ہو گئ، جب پھپھو نے تمہارا رشتہ مانگا تھا تو بابا نے منع کر دیا تھا، میں نے تب بھی کہا تھا کہ وہ ضد میں آجائیں گے، تمہارا رشتہ وہاں ہو گیا، ضد پوری ہو گی تو شاید محبت بھی باقی نا رہی ہو، کم از کم مجھے یقین ہے وہ محبت کبھی نہیں تھی "

"تم بہت بے رحم اور تلخ ہوتے جا رہے ہو "

وہ افسوس سے اسے دیکھنے لگی

"میں حقیقت پسند بنتا جا رہا ہوں، جب میں نے اپنے باپ کو بیماری سے اکیلے لڑتے دیکھا اور اپنے رشتے داروں کی بے حسی دیکھی تو میں نے یہ جان لیا کہ دنیا صرف ان کی ہے جو طاقتور ہیں، ہم طاقتور نہیں ہیں، اس لئے دنیا نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے "

وہ صحیح کہہ رہا تھا، بابا کی بیماری کے بعد جیسے سب کے چہرے سے پردے اترے تھے، ہر ایک اصل روپ میں سامنے آیا تھا

"اتنی حقیقت پسندی اچھی نہیں ہے "

"بری ہی صحیح، "کاندھے اچکائے پھر جیب سے چابی نکالی۔۔۔"چاچو نے پیسے دینے تھے، ان سے لے لینا، میں مزید ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا "

وہ اٹھ کر باہر جا رہا تھا، اس نے دانیال کی بات کا جواب نہیں دیا، موبائل پر تیمور کا میسج آیا ہوا تھا

، "آئی ایم سوری۔۔۔میں کچھ زیادہ ہی تلخ ہو گیا تھا "

اس کے لبوں پہ تلخ سی مسکراہٹ ابھری، وہ ہر بار یوں ہی کرتا تھا، وہ جلد باز مرد تھا، غصے کا تیز، ہر بار دل توڑ کر سوری کر دیتا، وہ ہر بار معاف کر دیتی، دانیال ہر بار ایک جملہ کہتا "خود کو آزاد کر دو معطر "

اور معطر صبا کو لگتا تھا وہ قید نہیں تھی

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

چھت پر کھڑے ہو کر نیچے دیکھتے اس نے گہری سانس لی، صحن میں سب جمع تھے ، بابا، امی، پھپھو، چاچو، ہاجرہ کے سسرال والے اس کی شادی کی تاریخ طے کرنے آئے تھے، رونق سی تھی جو لگی ہوئی تھی اور وہ اوپر ٹھہری تھی، محفلوں سے دور، کونے میں، نیچے جھانکتے اس نے رخ موڑ کر سیڑھیوں کو دیکھا، وہاں سے قدموں کی آواز آرہی تھی، رخ واپس نیچے کی طرف کرلیا، وہ جانتی تھی آنے والا شخص کون تھا

"تمہاری اندر کسی بزرگ کی روح تو نہیں ہے؟ "

وہ سفید شلوار قمیص میں ملبوس اس کے ساتھ آکھڑا ہوا، لبوں پہ مسکراہٹ تھی، معطر سامنے دیکھتی رہی

"تنہائی پسند ہونا بزرگی کی علامت ہے؟ "

"بھری جوانی میں تنہائی پسند ہونا بزرگی سے بھی آگے کی بات ہے "

"جس کے پاس غم ہوں وہ تنہا ہی ہوتا ہے "

تیمور کی مسکراہٹ غائب ہوئی

"تمہارے پاس کون سے غم ہیں؟ "

"کون سے نہیں ہیں یہ پوچھو"

سرخ رنگ کا سادہ پیروں سے نیچے تک جاتا لمبا فراک پہنے دوپٹہ سینے پہ پھیلائے وہ کسی خوشنما محفل کا اداس منظر لگتی تھی

"کیا ہم کوئی اور بات کر سکتے ہیں؟ ہر وقت غموں کا رونا لے کر مت بیٹھ جایا کرو یارر"

وہ کچھ اکتا گیا، معطر نے نیچے کے منظر سے نیچے پھیر کر اسے دیکھا، اسے تیمور کی بات سے دکھ ہوا تھا، وہ تسلی بھی تو دے سکتا تھا

"اور کیا بات کرنی ہے؟"

"ہماری، ہم دونوں کی، ہمارے مستقبل کی"

وہ دایاں کاندھا دیوار کے ساتھ لگائے بازوں سینے پر باندھے اسے دیکھ رہا تھا، آنکھوں میں جگنوں چمک رہے تھے

"ساری زندگی پڑی ہے مستقبل کے لئے تیمور"

"وہ ساری زندگی میں تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں"

"اور مرنا کس کے ساتھ چاہتے ہو؟"

"آہ محترمہ! ابھی زندگی گزاری ہی کتنی ہے اور تم مرنے کی باتیں کرنے لگی ہو
"

وہ ہلکا سا ہنسی، اداس شام میں کسی نے رنگ چھوڑ دیئے تھے، تیمور رک کر اسے دیکھنے لگا

"ہنستی رہا کرو "

"یہ بھی کہہ دو کہ ہنستے ہوئے اچھی لگتی ہو "

"ہنستے ہوئے سیدھا دل میں اترتی ہو، اچھی تو ہر وقت لگتی ہو "

وہ دلکشی سے مسکرایا

"دھیان رکھنا، یہ باتیں صرف وقتی نا ہوں "

اس نے منڈیر پر کہنی رکھ کر اسے دیکھا

"تم کیا ساری زندگی مجھ سے ایسی ہی باتیں سننا چاہتی ہو؟ "

"کیا حرج ہے؟ "

"میں پریکٹیکل سا بندہ ہوں بھئی، ایک دو جملے کسی فلم سے دیکھ کے بول دیتا ہوں، انہی پر گزارہ کر لیا کرو "

"یعنی تمہارے جذبات بھی کاپیڈ ہیں؟ "

افسوس سے اسے دیکھا

"الفاظ کاپڈ ہیں، جذبات نہیں "

اس نے مسکرا کر رخ پھیر لیا، نظر پھر سے نیچے گئ، بابا پھپھو کے ساتھ بیٹھے تھے، ان کی بات سن کر سر ہلاتے ہوئے، اس کی مسکراہٹ سمٹی، چور نظروں سے تیمور کو دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

"ایک بات بتاؤ "

"آپ بات پوچھیں، ہم بتانے کو حاضر ہیں "

"کچھ مانگوں تو دو گے؟ "

سیدھا ہوتے ایک مان سے پوچھا

"پورا کا پورا تیمور حیدر مانگ لو "

وہ سینے پر ہاتھ رکھے ہلکا سا جھکا

"پورے کے پورے تیمور حیدر سے کچھ اور چاہیے "

"حکم جناب "

"تم پھپھو کو فلحال شادی کے لیے منع نہیں کر سکتے ؟ "

تیمور کا موڈ بگڑا

"تمہارے پاس ایک یہی شے تھی مانگنے کو؟ "

"فلوقت ؟ ہاں "

"معطر۔۔۔" وہ کچھ بے بسی سے آگے کو ہوا" یار ر، میرا ابھی کبھی سوچ لیا کرو

، ہر وقت بس اپنے خاندان کی پڑی رہتی ہے تمہیں "

وہ خفا ہوا تھا

"ابھی میرا خاندان جو ہے اسی کا سوچ رہی ہوں، جب تم خاندان کا حصہ بن

جاؤ گے تو تمہارا سوچوں گی "

"بننے کہاں دے رہی ہو خاندان کا حصہ ؟ "

وہ انگلیاں مروڑتی آگے کو ہوئ

"پلیز تیمور، اتنا تو کر ہی سکتے ہو؟ میں اپنے باپ کو "...

"بس بھی کر دو۔۔۔" وہ شدید بے زاری سے اسے ٹوک گیا" تمہارے پاس

ماموں کے علاوہ کبھی کچھ ہوتا بھی ہے بات کرنے کو؟ "

"وہ میرے بابا ہیں تیمور "

اسے دکھ ہوا

"اور ہر وقت انہیں بیچ میں لانا ضروری نہیں ہوتا، تم کبھی کبھی مجھے بے زار کر دیتی ہو، یہی حال رہا تو میں کچھ اور سوچ لوں گا "

'کچھ اور؟ "

اس کی آنکھوں میں کرب اترا

"ہاں کچھ اور، مرد ہوں بھئ، تمہارے ہر وقت رونے سے اکتاہٹ ہوتی ہے، ایسے ہی رہا تو چھوڑ دوں گا تمہیں "

اور بس، اس کا دل لمحے میں کرچی ہوا، وہ ایک بار پھر اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ گیا تھا؟ وہ چند لمحے اسے شاکی نظروں سے دیکھتی رہی اور پھر جھٹکے سے نیچے کی طرف بڑھی

"آہ خدایا، ایک تو تم سے مزاق برداشت نہیں ہوتا، معطر۔۔۔۔۔ "

وہ کراہ کر اس کے سامنے آیا، وہ جو سیڑھیاں اتر رہی تھی اس کے سامنے آنے پر رکی

"ہٹو آگے سے "

خفا ہو کر گھورا

"مزاق تھا "

"بہت برا تھا "

"سوری۔۔۔۔ "

"سوری کیوں ؟جب چھوڑنا ہے تو ابھی چھوڑ دو مجھے "

وہ غصہ تھی، تیمور نے کان کھجایا

"اتنی آسانی سے ؟ "

"اتنی آسانی سے کہہ بھی دیا تھا "

"کہنا آسان ہے، کرنا مشکل، معطر صبا سے کون دستبردار ہو سکتا ہے ؟ "

بے بسی سے کہتے وہ بے چارہ بن گیا، وہ ہنوز خفگی سے دیکھ رہی تھی

"تمہاری ایسی باتیں تکلیف دیتی ہیں تیمور "

"تمہاری ویسی باتیں اکتاہٹ میں مبتلا کرتی ہیں معطر، چند لمحے ہوتے ہیں جب ہم مل لیتے ہیں اس میں بھی تم اپنے دکھڑے لے کر بیٹھ جاؤ تو میں اکتاؤں گا نا "

"تم سے اپنے دکھ نہیں بانٹوں گی تو اور کس سے بانٹوں گی؟ "

وہ دھیمی پڑی، شاید وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا

"اچھا ٹھیک ہے بابا سوری، اب مان بھی جاؤ "

وہ اسے دھیما پڑتا دیکھ دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر لے آیا

"مان گئی، اب ہٹو سامنے سے، سب نیچے انتظار کر رہے ہوں گے، کیا سوچیں گے "

"یہی تو مسئلہ ہے لوگوں کی فکر ہے، بس چند دن انتظار کرو، امی کل پرسوں تک آرہی ہیں ڈیٹ فکس کرنے، پھر دیکھتا ہوں کون لوگ، کیسے لوگ "

وہ اپنی کہتا آرام سے نیچے اتر گیا، معطر کو ایک بار پھر بے بسی نے آن گھیرا، وہ شخص صرف اپنی منوانے والوں میں سے تھا

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

اس نے انگلینڈ جانے کا فیصلہ بدل دیا، شادی نا کرنے کا قائم رکھا، وہ تیمور کو منالے گی، وہ مان جائے گا، وہ محبت کا دعویٰ کرتا تھا تو نبھائے گا بھی، ہاں اس کی بھی مجبوریاں تھیں، اس کی بہن کی شادی تھی، پھپھو گھر میں اکیلی ہو جائیں گی، ٹھیک ہے وہ بھی مجبور تھا، وہ بھی تھی، حالات شاید ان دونوں کے حق میں نہیں تھے

انگلینڈ جانے کا فیصلہ ختم کیا تو گھر میں سب اس سے شادی کا پوچھنے لگے، اس نے صاف منع کر دیا، ایک بات اس نے تیمور کی مانی تھی، ایک اسے ماننی ہو گی، تعلق دو طرفہ تھا، قربانی بھی دونوں کو دینی ہو گی، جب تک بابا کا علاج چل رہا تھا وہ شادی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی

جو وہ سوچ نہیں سکتی تھی پھپھو اس پر عمل کرنا چاہتی تھیں، اگلے دن وہ پھر ان کے گھر موجود تھیں

"بس افتخار بھائی، ایک ماہ بعد کی ڈیٹ فائنل کریں آپ "

سامنے رکھے صوفے پر شان سے بیٹھی پھپھو، سامنے رکھے صوفے پر بیٹھے نحیف سے بابا سے کہہ رہی تھیں

"جیسا تم چاہو رضیہ، "

وہ بس پھیکا سا مسکرائے، چائے اندر لاتی معطر نے کچھ بے بسی سے انہیں دیکھا

"یہاں بیٹھو معطر "

پیار سے اسے مخاطب کیا تو وہ ان کے پاس بیٹھ گئی۔ سیاہ رنگ کے سوٹ میں سفید رنگت کملائی ہوئی لگ رہی تھی

"بس اب چند دن کی مہمان ہو تم یہاں "

اس کے سر پر مصنوعی سا مسکراتے ہوئے ہاتھ پھیرا، وہ مسکرا بھی نا سکی، پھپھو نے بیگ سے چند پیسے نکالے اور اس کے ہاتھ پر رکھے اور پھر بابا کو دیکھا

"افتخار بھائی، آپ بس ٹینشن نا لیں، زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جہیز بھی جتنا ہو سکے اتنا دیجیئے گا، ہوٹل تو تیمور نے کہا ہے وہ بک کروا دے گا، ہم مل کر سب کر لیں گے، آخر اکلوتے بیٹے کی شادی ہے میری، آپ کی مجبوریاں اپنی جگہ لیکن میرے بھی کچھ ارمان ہیں "

اس نے جھکا سر اٹھا کر پہلی مرتبہ بابا کو دیکھا، پھپھو کی بات پر ان کا چہرہ پھیکا پڑا تھا، شفیق صحت مند چہرہ اب جھریوں زدہ ہو گیا تھا، انہیں اتنا بیماری نے نہیں توڑا تھا

جتنا ان کی بیماری پر ہونے والے خرچے نے توڑا تھا، مضبوط نظر آنے کی کوشش میں خاموش ہو گئے تھے، نرمی اب بھی چہرے پر تھی لیکن اس نرمی کو شکنوں نے چھپا لیا تھا، وہ چند لمحے انہیں دیکھتی رہی، پھر فیصلہ کن سانس لیتی پھپھو کی طرف رخ کیا

"میں فلحال شادی نہیں کر سکتی پھپھو "

پھپھو کے ساتھ ساتھ افتخار صاحب بھی ٹھٹکھے

"معطر_____ "

"نہیں بابا، مجھے کہنے دیں" وہ گردن سیدھی کرتی ان کی طرف متوجہ ہوئی "ہم فلحال اس پوزیشن میں نہیں ہیں پھپھو کہ میری شادی کا، بلکہ دھوم دھام سے شادی کا خرچہ برداشت کر سکیں، اور نا ہی جہیز کا خرچہ برداشت کر سکیں، آپ کی مجبوریاں میں سمجھتی ہوں لیکن میری مجبوریاں بھی آپ کو سمجھنی پڑیں گی "

"تم شادی سے منع کر رہی ہو؟ "

ان کا لہجہ تیز ہوا

"میں فلحال شادی سے منع کر رہی ہوں "

"میں ایک ہی مطلب لوں گی "

اس نے لب بھینچے

"آپ غلط مطلب لیں گی، تیمور نے کہا میں انگلینڈ نہیں جا سکتی میں نے مان لیا، اب میں کہہ رہی ہوں کہ فلحال میں شادی نہیں کر سکتی تو اسے میری بات ماننی پڑے گی، آپ لوگ ہاجرہ کی شادی کر دیں لیکن میری طرف سے معذرت "

نرمی لیکن دوٹوک انداز میں کہتے وہ بیٹھک سے چلی گئی، سیڑھیوں کی طرف جاتے ہوئے اس نے بیٹھک کا دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز سنی، دل زور سے دھڑکا، وہ جانتی تھی کہ پھپھو کو برا لگا ہو گا لیکن تیمور انہیں منا لے گا، اسے یقین تھا وہ انہیں منا لے گا، وہ اس کے لئے یہ کر لے گا

ooooooooooooooooooooooooo

بچیوں کی کاپیاں چیک کرتے ہوئے اس نے گھڑی پر وقت دیکھا، رات کے گیارہ بج رہے تھے، گھر میں ہو کا عالم تھا، سب یقیناً سو چکے تھے، گردن کو مسلتے اس نے بیڈ سے ٹیک لگا لی

زندگی دو سال پہلے تک آسان تھی، سب ٹھیک تھا، سب ٹھیک ہو کر بہترین تھا، اس کا یونیورسٹی کا آخری سال تھا، تیمور کا پہلا، مبشرہ سکول جاتی تھی، عون مبشرہ کے ساتھ جاتا، گھر میں خوش حالی نا صحیح بدحالی بھی نہیں تھی، بابا نے سالوں سکول کی نوکری کی تھی، ریٹائر ہونے پر ملنے والی رقم اور جمع کی گئ رقم سے سٹور کھول لیا، چچا گھر میں فارغ رہتے تھے انہیں بھی ساتھ ملا لیا، حالات مزید اچھے ہوتے گئے، اور پھر انہی دنوں بابا کی طبیعت خراب رہنے لگی، وہ عرصہ نظر انداز کرتے رہے پھر جب چیک اپ کرایا تو کینسر کی تشخیص ہوئ، جو سب ٹھیک تھا وہ خراب ہو گیا، جو بہترین تھا وہ بدترین بن گیا، پہلے پہل تو سب صدمے سے اپنی جگہ جم گئے پھر جب ہوش آیا تو آگے کا خیال ستانے لگا، سٹور کی کمائ اچھی تھی، انہوں نے طے کیا وہ سٹور بیچ دیں تاکہ بابا کا علاج کیا جا سکے، بابا نے منع کر دیا کہ وہ ان کی اولاد کا حق ہے، اولاد کا حق چچا نے قبضے میں لے لیا، وہ خلاف ہو گئے کہ ان کی بھی محنت ہے، سٹور وہ چلا لیں گے، جو کمائ ہو گی وہ آدھی تقسیم کر لیں گے، بیچنے کا فیصلہ بے وقوفی تھی

شروع شروع میں وہ رقم بھجواتے رہے پھر آہستہ آہستہ رقم کم کردی کہ اب کمائی نہیں ہوتی، وہ سوچتی تھی اگر کمائی نہیں ہوتی تو انھوں نے گھر دوبارہ سے کیسے تعمیر کرالیا تھا؟، دانیال سے غلط برداشت نہیں ہوتا تھا، وہ جو ہوتا کہہ دیتا، چچا سے بحث کی، دھمکیا دیں، لیکن وہ کمزور تھا، بابا نے دکان چچا کے نام پر کھولی تھی، کاغذات چچا کے نام پر تھے، ان کے لئے سارے راستے بند ہو گئے، حالات بہتر سے بدتر ہو گئے، ہر شے بابا کے علاج پر لگ گی ٔ اور اب یوں تھا کہ وہ مقروض ہو گئے تھے، ان حالات میں وہ شادی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی

اس کے ذہن میں تیمور کی باتیں گونجنے لگیں

وہ اس کی جوانی کے اوائل دنوں کی پسند تھا، وہ اٹھارہ سال کی تھی جب پھپھو نے اس کا رشتہ اپنے تیئس سالہ بیٹے کے لئے مانگا، اس نے سب سے سنا تھا کہ وہ اس کے لئے اپنی ماں سے لڑا تھا، زندگی میں کوئی آئے گی تو وہ معطر صبا ہو گی، ورنہ کوئی نہیں، وہ جانتی تھی پھپھو اس رشتے پر راضی نہیں تھیں، وہ ان کے خاندان کو کچھ خاص پسند بھی نہیں کرتی تھیں، وجہ ان کا سوتیلا تعلق تھا، وہ اس کے دادا کی پہلی بیوی سے تھیں، رشتوں میں خود بخود کڑواہٹ آ گی ٔ تھی، کچھ وہ ان سے

زیادہ صاحب ثروت تھے کہ تیمور کا اپنا بزنس تھا، بہت زیادہ نہیں لیکن وہ اپنا کماتا تھا، گھر تھا، گاڑی تھی، خوش شکل تھا، گئی گزری تو وہ بھی نہیں تھی پر کشش شکل اور پڑھی لکھی تھی، انگلش میں ماسٹرز کیا تھا، لیکن یہ سب کچھ جیسے پس منظر میں چلا گیا تھا، پھپھو کو اعتراض تھا، لیکن تیمور نے انہیں منا لیا، وہ اس سے محبت کرتا تھا، وہ اس کی محبت پر یقین رکھتی تھی، اور یہ یقین اسے اب بھی تھا، وہ اب بھی پھپھو کو منا لے گا

"معطر۔۔۔۔۔"

بابا کی آواز پر اس نے چونک کر سر اٹھایا، وہ دروازے میں ٹھہرے تھے، جھٹکے سے سیدھی ہوتی وہ ان تک آئی

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے بابا؟ "

چہرے پر لمحوں میں پریشانی پھیلی

"ٹھیک ہوں بیٹا، تمہارے کمرے کی لائٹ جلی دیکھی تو یہاں آ گیا "

وہ آہستہ سے پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھ گئے

"بچیوں کا ٹیسٹ چیک کرنا تھا "

انہوں نے سر ہلا دیا پھر اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ کرسی سائیڈ پر کرتی ان کے قدموں کے پاس بیٹھ گئ

"یہ تمہاری بہت بری عادت ہے "

وہ ہلکا سا مسکرائ

"آپ کے قدموں کے پاس بیٹھنا اچھا لگتا ہے "

"عورت قدموں میں رکھی جانے والی چیز نہیں ہے، اوپر بیٹھو شاباش "

وہ نہیں اٹھی، آگے کو ہوتے سر ان کی گود میں رکھ دیا، افتخار صاحب گہری سانس لے کر رہ گئے، وہ بہت ضدی تھی

"دوائ لے لی تھی نا آپ نے؟ "

"مبشرہ نے دے دی تھی، تم دونوں بیٹیوں کو سارا دن میری دوا کی فکر لگی رہتی ہے "

اس کے سر پر دھیرے سے ہاتھ پھیرا، وہ کچھ کہے بغیر سامنے دیکھتی رہی، کھلی کھڑکی کے اوپر دھاگہ لگا تھا، کھڑکی سے باہر تک جاتا ہوا، اس پر جوڑ لگا چوڑیاں

لگائی ہوئی تھیں، چند ساتھ، چند دور، سجاوٹ کا عجیب طریقہ،، ہوا سے وہ چھن چھن کی آواز پیدا کرتیں

"معطر------ "

"جی "

"ضد چھوڑ دو بیٹا "

اس نے سر نہیں اٹھایا، وہ جانتی تھی وہ یہی بات کرنے آئے ہوں گے

"میں ضد نہیں کر رہی بابا "

"جو بھی ہے، چھوڑ دو، میرے لئے خود کو مت اذیت دو "

اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا

"فرض کہتے ہیں اسے "

"تمہارا فرض نہیں ہے معطر، اپنی اولاد کو خود کے لئے تکلیف میں دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی ہے، "

"آپ کو تکلیف میں دیکھ کر بھی مجھے ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے"

"مت کرواتنا بیٹا، اولاد کو پالا ہے میں نے، اب جب اولاد پال رہی ہے تو دل چیر رہا ہے جیسے کوئی "

اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے لیکن بہت درد کے ساتھ انہیں بھی نگل لیا

"یہ میرا فرض ہے بابا، میں سو بار مر کر سو بار زندہ ہو جاؤں اپنا فرض پورا نہیں کر سکتی "

"پھر میری حق سمجھ کر میری بات مان لو "

اس نے سر نفی میں ہلایا

"آخری خواہش ہی سمجھ لو معطر "

اس کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا

"یہ مت کہیں "

"آخری خواہش سمجھ لو معطر، میری زندگی میں ہی اپنی زندگی سنوار لو، تمہیں خوش دیکھ لوں گا تو سکون سے مر۔۔۔ "

"مت کہیں۔۔۔پلیز مت کہیں" وہ ان کے گھٹنوں پر سر رکھے رو دی، دل کسی نے چیر دیا تھا" خدا کا واسطہ مت کہیں، چپ کر جائیں بابا "

"چپ کرنے سے حقیقت نہیں بدلے گی بیٹا، نا تم کچھ کر سکتی ہو نا میں، یہ سچ ہے، اس سچ کو مان لو، رضیہ اب مزید نہیں صبر کرے گی، یہ بھی سچ ہے، اس سچ کو بھی قبول کر لو "

اس کے سر کو تھپکا، جیسے بچپن میں تھپکتے تھے، جب وہ کسی سے ناراض ہو کر آتی تھی، جب اسے کچھ چاہئے ہوتا تھا تو وہ آ کر ان کے گھٹنے پر سر رکھتی اور وہ اس کی پسندیدہ چیز لے آتے، اسے اب بھی کچھ چاہئے تھا لیکن اب اس کی پسندیدہ چیز وہ نہیں لا سکتے تھے

"اٹھو شاباش، جا کر سو جاؤ، کل رضیہ آ رہی ہے، ضدمت کرنا اب "

اس کا سر اٹھاتے وہ دھیرے سے اٹھ گئے، انہوں نے نہیں دیکھا وہ رو رہی تھی، اس نے نہیں دیکھا ان کی آنکھیں نم تھیں، بابا چلے گئے، ہوا بند ہو گئی، چوڑیوں کی کھنک تھم گئی اور وہ وہیں بیٹھتی روتی رہی

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

اگر یوں تھا تو یوں سہی، سب یہی چاہتے تھے تو یہی صحیح، وہ انتظار کرتی رہی کہ تیمور کی کال آئے گی تو وہ اسے بتا دے گی کہ وہ شادی کے لئے راضی ہے، وہ جو چاہتا تھا وہی صحیح لیکن نا اس کی کال آئی، نا میسج نا اور نا وہ خود آیا، ہفتہ گزر گیا اور سب ساکن رہا، طوفان سے پہلے کا سکوت

وہ طوفان اسے سکول سے واپسی پر ملا تھا، بیگ اتارتے اس نے صوفے پر رکھا تو نظر میز پر گئی، چند شاپر، کچھ ڈبے، آنکھوں میں اچھنبا ابھرا، یہ کس کا تھا؟، بیگ سے موبائل نکالتے نظریں ابھی میز پر تھیں جب کونے میں رکھی انگوٹھی نظر آئی، سونے کی انگوٹھی، اس کا موبائل نکالتا ہاتھ رکا، دوسرا ہاتھ پہلو میں آن گرا، آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں، مردہ قدموں سے وہ میز کی طرف گئی تو شک یقین میں بدل گیا

وہ وہی انگوٹھی تھی، اسے اس کا ڈیزائن حفظ تھا، تیمور حیدر کو پہنائی جانے والی انگوٹھی، دروازے میں کھٹکا ہوا تو اس نے مردہ آنکھیں اٹھائیں، سوجی آنکھوں سے امی اندر داخل ہو رہی تھیں، اسے وہاں رکے دیکھ ٹھٹکیں، پھر نظر اس کے ہاتھ پر گئی

"یہ؟ "

بس ایک لفظ، ایک سوال، نا مزید کچھ پوچھنا تھا، نا پوچھنے کی ہمت تھی

"رضیہ واپس کر گئی ہے، منگنی توڑ دی ہے اس نے "

جواب بھاری تھا، جواب طویل تھا، مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی، مزید کچھ جاننے کی ہمت بھی ختم ہو گئی

وہ اگلے کئی لمحے کسی مجسمے کی مانند ٹھہری رہی، یوں جیسے روح کھینچ لی گئی ہو، یوں جیسے جان نچڑ گئی ہو، یوں جیسے دل رک گیا ہو، پھر کس نے اس میں زندگی ڈالی جھٹکے سے پیچھے پڑی چادر کھینچی

"معطر۔۔۔۔۔ "

ساجدہ پیچھے آواز دینے لگیں، وہ سفید چہرے کے ساتھ صحن میں آئی، دانیال کتاب اٹھائے یہاں وہاں گھوم رہا تھا

"دانیال۔۔۔۔ "

آواز کانپ گئی، اس نے چونک کر سر اٹھایا

"پھپھو کے گھر چلو گے؟ "

"اس وقت؟ "

"ہاں ابھی، اسی وقت، اسی لمحے "

وہ اچھنبھے سے آگے کو ہوا

"خیریت ہے؟ "

"مجھ سے کچھ مت پوچھو، بخدا کچھ مت پوچھو، "

وہ وہیں رک گیا، وہ کپکاتے ہونٹوں کے ساتھ ٹھہری تھی، دھیرے سے سر ہلاتے اس نے کتاب رکھی، پھر کونے میں ٹھہری بائیک تک گیا

، سارا راستہ اس کا دل رکتا رہا، دھڑکتا رہا، راستہ جانے کیوں لمبا ہو گیا، راستہ جانے کیوں چھوٹا ہو گیا تھا، بائیک گلی میں رکی تو وہ جھٹکے سے نیچے اتری، دانیال پیچھے بلا رہا تھا، اس نے نہیں سنا، لاؤنج خالی تھا، سیڑھیوں سے ہاجرہ اتر رہی تھی

"معطر آپی؟ "

"تیمور گھر پہ ہے؟ "

"کمرے میں ہیں۔۔۔۔ "

وہ بنا کچھ مزید سنے اس کے کمرے کی طرف گئی، اوپر دوسرا کمرہ اس کا تھا، وہ جانتی تھی، وہ کبھی اس کے کمرے میں نہیں آئی تھی لیکن وہ اس کمرے کی ہر شے جانتی تھی، دروازے پر دستک دیئے بنا اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا تو نظر سامنے راکنگ چیئر پر جھولتے تیمور پر گئی

"کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔۔۔۔ "

ناگواری سے کہتے اس نے سر اٹھایا تو معطر کو دیکھ کر باقی الفاظ زبان پہ رہ گئے، لب کاٹتی، سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ وہ دروازے میں ٹھہری تھی

"یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ "

اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا، وہ دروازہ کھلا چھوڑتی کمرے کے وسط میں آئی

"پھپھو نے منگنی کا سامان واپس بھجوایا ہے، تم جانتے ہو؟ "

سرسراتے لہجے میں اس سے پوچھا، وہ اسی طرح بیٹھا رہا

"وہ ایسا کیسے کر سکتی ہیں تیمور؟ تم سے پوچھے بنا۔۔۔۔ "

"انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا "

وہ رک گئی، اس کے الفاظ ذہن میں جذب ہوئے تو آنکھوں میں بے یقینی ابھری

"تم مذاق کر رہے ہو؟ "

تیمور چیئر سے اٹھتا اس کے سامنے آیا

"سچ ہے "

اس نے نفی میں سر ہلایا

"یہ مذاق ہے"

"یہ سب سے بڑا سچ ہے معطر صبا، وہ منگنی میری مرضی، میری اجازت سے توڑ کر آئی ہیں "

بے تاثر لہجے میں کہتے وہ کوئی اجنبی بن گیا تھا، اس کی بے یقینی صدمے میں بدلی

"کیوں؟ چار سال تیمور؟ "

"چار سال میں سوائے اذیت کے کیا دیا تم نے مجھے؟"

اذیت؟ وہ اذیت کہہ رہا تھا؟ جو محبت کہتا تھا وہ اب اذیت کہہ رہا تھا؟

"ایسا مت کرو تیمور "

اس کا سر نفی میں ہلنے لگا، وہ اس شخص کو نہیں کھونا چاہتی تھی، اس ایک شخص کو یاد کرنے میں معطر صبا خود کو بھلا بیٹھی تھی، اب وہ اس کا حافظہ چھیننے کی بات کیوں کر رہا تھا؟

"بات اب میری انا کی ہے، مرد سے انا کا مقابلہ کرنے والی عورت بیوقوف ترین عورت ہوتی ہے، میری ماں کے منہ پر انکار مارا تھا نا تم نے؟ یہ وہ آخری چیز تھی جو تمہیں کرنی چاہئے تھی، تو اب میں اس تعلق کو توڑتا ہوں، میں سب ختم کرتا ہوں معطر، اب نا تمہارے آنسو مجھے روکیں گے نا تمہاری التجا "

"میں تمہارے لئے خود کو بھول گئی تیمور۔۔۔" وہ دبا دبا سا چلائی "تم نے مجھے کیوں یاد نا رکھا؟ "

"جذباتی باتیں بند کرو لڑکی، اگر اتنی ہی محبت تھی تو شادی کے لیے کیوں منع کیا؟ "

وہ چلایا

"میرا باپ مر رہا ہے تیمور، تم چاہتے ہو میں اپنی بارات کے اگلے دن اس کا جنازہ پڑھوں؟ تم میری ہر مجبوری سے واقف ہو کر بھی خود غرض ہو گئے ہو "

"خود غرض؟۔۔۔" وہ پھنکارا "میرے پاس تم سے زیادہ مجبوریاں ہیں لیکن میں تمہاری طرح ان کا ڈھونگ نہیں رچاتا، دو سال بہت ہوتے ہیں معطر، دو سال مزید نہیں "

"ڈھونگ؟ تمہیں وہ سب ڈھونگ لگتا ہے؟ "

"ہاں ڈھونگ لگتا ہے، تھک گیا ہوں تمہارے باپ کی بیماری کا سن سن کر، مجھے تم سے اپنے اور تمہارے مستقبل کی باتیں کرنی ہوتی تھیں اور تم اپنے باپ کی بیماریوں کے قصے لے کر بیٹھ جاتی تھیں، مجھے تمہیں سرخ گلاب لا کر دینے تھے، تم نے ہر گلاب کی خوشبو کو دوائیوں کی مہک میں باسی کر دیا، تمہاری ساتھ زندگی سوچ جیسی نہیں خوف جیسی ہو گئی تھی، اب میں نے آزاد کیا خود کو ہر خوف سے "

وہ ساکت سی اسے دیکھتی رہی، یہ وہی شخص تھا جس سے اس نے محبت کی تھی؟ وہی تیمور حیدر جو کہتا تھا کہ وہ اس کے دامن کی پریشانیاں اپنی مٹھی میں چن لے گا

"تم ایسا سوچتے تھے؟ "

وہ بے یقین ہوئی

"میں اس سے زیادہ بدتر سوچتا ہوں، اتنا کہ تم سن کر شرمندہ ہو جاؤ گی، اس لئے اگر میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں تو عزت کے ساتھ میری زندگی سے نکل جاؤ، مجھ سے اپنی محبت کی بھیک مت مانگو "

یہ وہ زبان تھی؟ یہ وہ زبان تھی جو اس کے لئے محبت کے اظہار کیا کرتی تھی؟

"تم نے کہا تھا تم میرا قیامت تک انتظار کرو گے "

"پھر یوں سمجھ لو قیامت آ چکی "

"میرے دل کے ساتھ یہ مت کرو تیمور "

اس نے آخری بار کچھ کہنا چاہا، تیمور چند لمحے اسے گھورتا رہا اور پھر آگے بڑھتے بازوؤں سے دبوچا، گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر نکال دیا

"یہ تمہاری اوقات تھی معطر صبا، میں نے تمہیں سر کا تاج بنانا چاہا جبکہ تم مٹی میں رہنے کو ترجیح دیتی رہیں تو اب اسی مٹی میں رہو، میری زندگی سے چلی جاؤ اور آئندہ اپنی شکل مت دکھانا مجھے "

دھاڑتے ہوئے اس نے دروازہ بند کر دیا، اس کا ہاتھ بے یقینی سے اپنے بازوں پر گیا، اس کا گرم لمس وہاں آگ دہکا رہا تھا

یہ وہی ہاتھ تھے جو اس کے لئے محبت کے نامے لکھا کرتے تھے، یہ وہی ہاتھ تھے جو سرخ گلاب لایا کرتے تھے، ان ہاتھوں میں اتنی بے رحمی کب آئی؟

اس کا ساکت مجسمہ حرکت میں آیا، نظر اٹھا کر مردہ چہرے سے بند دروازے کو دیکھا پھر انہی مردہ قدموں سے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی، پہلی سیڑھی پر ہاجرہ ٹھہری تھی، آخری سیڑھی پر دانیال ٹھہرا تھا، اس نے آنکھیں میچیں، آواز ان دونوں تک گئی ہوگی، آنکھیں کھولتی وہ انہی مردہ قدموں سے سیڑھیاں اترتی باہر بڑھی

دانیال کی نظر سیڑھیوں پر ٹھہری ہاجرہ پر گئی وہ نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی، وہ چند لمحے ان آنکھوں کو دیکھتا رہا پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گیا

OOOOOOOOOOO

دو سال کے انتظار میں وہ شخص تھک گیا تھا جو دو صدیوں کا انتظار کر سکتا تھا۔اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب چھت پر کھڑے ہو کر تیمور نے منگنی کے بعد اس کے موبائل پر پہلا میسج کیا تھا

"تم میری زندگی میں سرخ گلاب کی طرح داخل ہوئ ہو "

محبت کا پہلا اظہار !!

اسے آج بھی وہ لمحہ یاد تھا جب پہلی بار تیمور کو دیکھتے اس کا دل چاہا وہ وہیں رک کر اسے دیکھتی رہے

محبت کا پہلا احساس !!

وہ جگنوؤں بھری شام جب وہ اسے کہہ رہا تھا کہ وہ پورا کا پورا تیمور حیدر مانگ لے

رشتے میں پہلا مان !!

اب یوں ہوا تھا کہ وہ جو سرخ گلابوں کی باتیں کرتا تھا وہ بچھڑنے کی نوید سنا رہا تھا

وہ اپنے کمرے میں کھڑکی کے ساتھ بیٹھ کر کتنی ہی دیر روتی رہی، کتنی ہی دیر افسوس کرتی رہی، اس نے کیوں ایک عارضی شخص کو دل میں جگہ دی؟ وہ شخص عارضی ہی کیوں نکلا؟ وہ انتظار بھی تو کر سکتا تھا؟ اب تو انتظار بھی نہیں کرنا تھا، وہ تو ہاں کرنے جارہی تھی، اب کیوں پھر؟

ہفتے بھر کی بات تھی جب خاندان میں ہر کسی کو علم ہو گیا

تیمور حیدر نے معطر صبا کو ریجیکٹ کر دیا ہے، وجہ کیا تھی کسی نے نہیں پوچھا، رشتہ کیوں توڑا گیا کسی کو دلچسپی نہیں تھی، دلچسپی تھی تو تبصروں میں

انگلینڈ جانے کا کہہ رہی تھی، تیمور نے منع کر دیا

دو سال سے رضیہ تاریخ لینے کی کوشش کر رہی ہے، یہی ہونا تھا

معطر اور تیمور کا جوڑ تھا بھلا؟

لڑکی کو باہر جانے کے خواب زیادہ عزیز تھے

وہ افتخار کی وجہ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی

وہ جو تیمور حیدر کے نام سے جڑی تھی تو اس پر رشک کیا جاتا تھا وہ اب قابل رحم بن گئی تھی، قابل ترس بھی، لڑکیوں کو ریجکٹ کیا جانا ان کے ساتھ کیا کرتا ہے یہ بات مرد کبھی نہیں سمجھ سکتے، انا کے لئے زندہ رہنے والے مردوں کو محبت کرنے کا حق نہیں ہونا چاہئے

وہ اگلے کئی دن ساکت ذہن کے ساتھ سارے کام کرتی رہی، درد بھرے دل کے ساتھ ہر پل گزارتی رہی، بابا کی طبیعت مزید خراب ہوتی گئی، اپنی بیماری کم اس کا درد زیادہ کمزور کر دینے والا بن گیا، بستر پر پڑے تو اٹھ ہی نا سکے، یوں لگنے لگا جیسے ہر طرف سے مصیبتیں ایک ساتھ آن پڑی ہوں، وہ گھبرا گئی اور بوکھلا گئی زیادہ گئی خرچے، درد تکلیف، ہر شے ایک ساتھ حملہ آور ہو گئی

"میں پڑھائی چھوڑ رہا ہوں"

دانیال سرخ آنکھ کے ساتھ اس کے سامنے بیٹھا کہنے لگا، وہ بی ایس آئی ٹی کے چوتھے سیمسٹر میں تھا

"کیوں؟"

"فیس بہت زیادہ ہے"

"پہلے بھی اتنی ہی تھی "

"پہلے اتنی زیادہ نہیں لگتی تھی "

وہ لب کاٹنے لگا، وہ گھر کا بڑا بیٹا تھا، وہ گھر کی بڑی بیٹی تھی، گہری سانس لیتے اس نے گویا ہمت کرنی چاہی

"میں کچھ کرتی ہوں دانیال، تم بے فکر رہو "

"کیا کرو گی؟ "

"کچھ نا کچھ تو کرلوں گی "

وہ بڑبڑائی، کچھ نا کچھ تو کرنا ہی تھا

"سب سے پہلے پھر خود کو آزاد کردو "

"کس چیز سے؟ "

"تیمور حیدر سے "

وہ ساکت پتلیاں لئے اسے دیکھ رہی تھی

"میں قید نہیں ہوں "

"ہو معطر۔۔۔ تم نے خود کو قید کر رکھا ہے، جو نہیں مل سکا اسے بھلا دو "

"، چار سال دیئے ہیں اسے، آسان ہے یوں بھلانا؟ "

"جن ماں باپ نے بائیس سال پالا ہے ان کو چار سال کی محبت کے لئے بھول گئ ہو؟ "

بھول گئ ہو؟ وہ ساکت رہ گئ

"بابا تمہارا غم لے کر وقت سے پہلے چلے جائیں گے معطر "

وہ بس اسی ایک جملے کو پکڑ کر بیٹھ گئ، وہ ایک جملہ دل میں کھب گیا، دانیال اٹھ کر چلا گیا، وہ بیٹھی رہ گئ

oooooooooooooooooooooooooo

جن پر زمہ داریوں کے بوجھ ہوں انہیں غم منانے کی فرصت ملتی ہے نا اجازت، جن کے دل میں خواہشوں کے مقبرے ہوں انہیں صبر بھی آ ہی جاتا ہے، جانے اسے آیا تھا یا نہیں لیکن اس نے سارے غم پیچھے دھکیل دیئے، مضبوط تھی یا نہیں لیکن مضبوط بننے کا ناٹک ضرور کر سکتی تھی، زندگی چند دن رکنے کے بعد پھر سے چلنے لگی، دل رکا تھا تو وہ رک ہی گیا تھا، بابا نے اس سے کچھ نہیں کہا، کچھ نہیں

پوچھا، نا کوئی الزام نا کوئی سرزنش، وہ شاید اس کے دل کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے

"تم کہو تو میں تیمور سے بات کروں؟ "

وہ انہیں دوائی دینے گئی تو اس کے چہرے کو دیکھ کر وہ پوچھ بیٹھے

"کیا بات کریں گے؟ "

"یہی کہ وہ منگنی نا توڑے، وہ میری بیٹی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا "

"آپ اپنی بیٹی کو اس کی نظر میں گرانا چاہتے ہیں؟""

"میں یہ کیوں چاہوں گا معطر؟ "

انہیں دکھ ہوا، وہ گلاس رکھتی ان کے سامنے بیٹھی، مبشرہ سکول کا کام کر رہی تھی ،وہ پچھلے دو سال سے بابا کے آس پاس منڈلاتی رہتی تھی، معطر جانتی تھی وہ خوفزدہ ہے، ہر کوئی خوفزدہ تھا

"پھر اس سے بات مت کریں بابا، میں معطر صبا ہوں، مجھے یہ نہیں سکھایا گیا کہ اگر کوئی مرد مجھے اپنی زندگی سے نکال دے کہ تو میں اس کی زندگی میں دوبارہ شامل ہونے کا سوچوں بھی "

"تمہارا دل ٹوٹا ہے بیٹا "

"ہاں وہ ٹوٹا ہے بابا لیکن وہ رکا نہیں ہے، میرے پنکھ زخمی ہیں لیکن وہ گرے نہیں ہیں، میں اس ٹوٹے دل اور زخمی پنکھوں کے ساتھ زندہ بھی رہ لوں گی اور اڑ بھی لوں گی، میرے پاس کھلا آسمان ہے، میں اس پر اڑ لوں گی، میرے پاس وسیع زمین ہے، میں اس پر دوڑ بھی لوں گی، چل بھی لوں گی، آپ نے مجھے تھکنا تو نہیں سکھایا "

وہ بہت کوشش سے مسکرا پائی، بہت دقت سے، تا کہ انہیں دکھا سکے کہ وہ ٹھیک تھی

"مجھے تمہارا رشتہ وہاں نہیں کرنا چاہئے تھا "

انہیں افسوس تھا، اب زیادہ افسوس ہو رہا تھا

"آپ قسمت نہیں بدل سکتے، چھوڑیں، مبشرہ، میں سکول جا رہی ہوں، بابا کی دوائی دے دینا "

"میں دے دوں گی آپی "

اس کے میٹرک کے پیپر تھے تو وہ گھر پر ہی تھی، تیزی سے سر ہلا دیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی، اس نے ظاہر کرنا چاہا کہ جو ہوا تھا اسے فرق نہیں پڑا تھا، لیکن فرق پڑا تھا اور بہت زیادہ پڑا تھا، وہ تنہا کمرے میں روئی تھی اور بہت زیادہ روئی تھی، لیکن اسے بکھرنا نہیں تھا، وہ بکھرنے جیسے عیاشی فلحال افورڈ نہیں کر سکتی، وہ ظاہر کرتی تھی کہ اسے کسی کی باتوں سے فرق نہیں پڑا لیکن اسے دنیا کی باتوں نے بھی تکلیف دی تھی، وہ دنیا جس میں اب تیمور حیدر بھی شامل تھا، جانے دنیا ہم پر ہمارے باپ جتنی مہربان کیوں نہیں ہے

" پھپھو نے تیمور بھائی کا رشتہ طے کر دیا ہے "

دانیال اسے سکول چھوڑنے جا رہا تھا جب راستے میں اس نے بتایا، پل بھر کو اس کے ارد گرد ساری دنیا غائب ہو گئی

" کس سے ؟ "

" تیمور بھائی کی تایا زاد ہے، نازنین، تم جانتی ہو نا؟ "

وہ جانتی تھی، اب زیادہ جان گئی تھی، دانیال مزید بتا رہا تھا، اگلے ماہ شادی تھی، ہاجرہ اور اس کی ایک ہی دن، دھوم دھام سے۔۔۔۔ اور اس کے ارگرد کی دنیا ویسے ہی رکی ہوئی تھی

ooooooooooooooooooooooooooooo

اور جب وہ دن آیا کہ تیمور حیدر کو کسی اور کے نام ہونا تھا تو معطر صبا کانچ کی طرح بکھر گئی۔ بند کمرے میں اس نے خود کو رونے دیا، اپنی محبت کے بچھڑنے پر اس نے خود کو رونے دیا

پھپھو ایک دن پہلے پورے خاندان کو لے کر انہیں منانے آئی تھیں۔ بھری محفل میں سارا الزام اس پر ڈال کر خود کو بری الزمہ قرار دے کر انہوں نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ غلطی اسی کی تھی

جس نے محبت کرنے کی غلطی کی تھی وہ سب کے جانے کے بعد اپنے کمرے میں بیٹھ کر کئی گھنٹے روتی رہی۔ لڑکیوں کو کچی عمر میں خواب نہیں دیکھنے چاہئیں۔ خوابوں کی تعبیر نا ملے تو وہ بکھر جاتی ہیں۔ وہ بھی بکھر گئی۔ اسی بکھرے دل سے وہ اگلی صبح مطمئن زرد چہرے کے ساتھ نکلی۔ ٹوٹے دل سے وہ ارد گرد کا شور سنتی

گئی۔ان کے گھر سے شادی پر کوئی نہیں گیا تھا۔ بابا نے دعائیں بھجوا دیں۔اماں نے تحفے۔ ناظرف اتنا بڑا تھا نا ہمت اتنی زیادہ کہ وہاں جاتے۔اس نے ہر ایک سے یہ بھی سن لیا کہ تیمور خوش تھا، یہ بھی کہ اس نے غلطی کی ہے، یہ بھی کہ وہ اپنا نصیب خود سیاہ کرنے جا رہی ہے، یہ بھی کہ وہ اپنا دل خود توڑے گی، جانے وہ بد دعا دے رہے تھے یا پیش گوئی کر رہے تھے، مگر وہ کہہ نا سکی کہ جو دل پہلے ٹوٹ چکا تھا وہ مزید کتنا ٹوٹتا؟

oooooooooooooooooooooooooooooo

"امی آپ خود چلی جائیں نا "

"تمہارے بابا کی طبیعت خراب ہے، خود کیسے جاؤں؟ "

"پھر جانا اتنا ضروری ہی کیوں ہے؟ "

"تو کیا سارے خاندان سے تعلق توڑ لیں "

"اس خاندان نے کون سا ہمیں سکھ دیئے ہیں، قطع تعلقی کر ہی لیں "

کتنی ہی دیر سے ان دونوں کی بحث سنتے دانیال نے پہلی بار مداخلت کی تو اماں اسے گھورنے لگی

"تمہارا بس چلے تو اس خاندان سے خود کو کاٹ دو "

" بالکل۔۔۔ مجھے اس خاندان میں ایک فرد بھی اس قابل نہیں لگتا کہ میں ان کے لئے اپنے چچا، ماموں یا بلاں بلاں کا لفظ استعمال کروں "

سکون سے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا، ساجدہ اب کی بار اسے نظر انداز کرتے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی معطر کی طرف متوجہ ہوئیں

"تم جارہی ہو اور بس جارہی ہو "

"امی۔۔۔ "

وہ احتجاج کرنا چاہتی تھی

"معطر۔۔۔۔۔ "

"مان جاؤ معطر، ورنہ ابھی یہاں امی پہلے تمہیں دکھ سے دیکھیں گی پھر ان کے آنکھوں میں آنسو آئیں گے پھر وہ اٹھ کر کچن میں جائیں گی پھر تم دکھ سے چند منٹ اِدھر بیٹھو گی، گلٹ کہ تمہاری وجہ سے امی روئیں، پھر دو منٹ بعد کچن میں جا کر کہو گی، ٹھیک ہے میں چلی جاؤں گی، ان سب میں میرے دس منٹ اور

تمہارے بارہ منٹ ضائع ہو جائیں گے ،اپنا اور میرا دونوں کا وقت بچاؤ، شاباش "

اب کی بار امی نے بنا اس کی عمر کا لحاظ کئے ایک تھپڑ اس کے کاندھے پر مارا

"یہی تمیز ہے تمہیں "

"سچ کہہ رہا تھا بھئ "

اس نے کاندھا سہلایا

"اچھا ٹھیک ہے، چلی جاؤں گی "

وہ بے زاری سے کہتی اٹھنے لگی

"ناشتہ تو کر لو "

"کر لیا ہے بس، چلو دانیال "

"مجھے ابھی دو منٹ دیر ہے، باہر جاؤ میں آتا ہوں "

وہ بنا کچھ کہے باہر کی طرف بڑھ گئی تو دانیال امی کی طرف متوجہ ہوا

"آپ جانتی ہیں وہاں پھپھو ہوں گی، خود چلی جائیں "

تھوڑی دیر پہلے کے برعکس اس کا لہجہ سنجیدہ تھا، ساجدہ گہری سانس لے کر رہ گئیں

"تم یوں کہو وہاں تیمور ہو گا، نازنین ہو گی، میں خود نہیں چاہتی کہ وہ جائے، یہ تمہارے بابا کا حکم ہے، وہ چاہتے ہیں کہ وہ ان سب کا سامنا کرے۔ خاندان سے کٹ کر نہیں رہا جاتا دانیال، ایک نا ایک دن یہی خاندان سہارا بنتا ہے "

"ہم پر وہ ایک نا ایک دن دو سال پہلے آ گیا تھا امی اور ہمارا سہارا کوئی نہیں بنا تھا "

"تمہیں اتنی نفرت کیوں ہو گئی ہے سب سے؟، کرتی ہوں تمہارا ابھی کوئی بندوبست "

"کیسا بندوبست؟ "

وہ کرسی سے اٹھتا ٹھٹکا

"کرتی ہوں خاندان میں کہیں رشتہ تمہارا، کسی کھونٹے سے بندھو گے تو خاندان والے خود ہی عزیز ہو جائیں گے "

"یہ غلطی مت کیجئے گا والدہ ماجدہ، آپ کے کسی بھائی یا کزن کے ساتھ میں ایک کمرے میں نا بیٹھنا چاہوں ان کی دختر نیک اختر سے شادی تو کجا "

"باہر کرنے کا سوچنا بھی مت "

گھور کر تنبیہہ کی

"اور آپ یہاں کرنے کا سوچئے گا بھی مت، میں پہلے ہی بتا رہا ہوں، ورنہ اس خاندان میں اگلا پھڈا میری وجہ سے ہو گا "

وہ وارننگ دیتا بیگ اٹھاتا باہر بڑھ گیا، ساجدہ نے پیچھے سے ہاتھ جھلایا گویا انہیں اس دھمکی سے فرق نہیں پڑا تھا

oooooooooooooooooooooooooooo

سفید لمبی قمیص پر اس نے سفید ہی دوپٹہ سینے پر پھیلا رکھا تھا، سادہ سفید قمیص جس کے بارڈر پر گلابی اور نیلے پھول بنے تھے، ویسے ہی پھول کلائی اور دوپٹے کے کونوں پر تھے، بال گول جوڑے میں بندھے تھے، ہاتھوں سے چوڑیاں اور ہونٹوں پہ ہلکا سا لپ گلوز اور بس یہی تھی معطر صبا کی تیاری،

وہ مبشرہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی، کچھ بے زاری، کچھ اکتاہٹ سے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے، بابا کے چچازاد کے بیٹے کا ولیمہ تھا، وہ خود نہیں آسکتے تھے اور اماں ان کی وجہ سے نہیں آسکتی تھیں تو ڈانٹ ڈپٹ کر ان دونوں کو گھر کے مرد کے ساتھ بھیج دیا، اس کی نظر سامنے والی کرسی پر گئ

سیاہ پینٹ پر سیاہ شرٹ پہنے تھوڑا معصوم تھوڑا سنجیدہ نظر آتا عون افتخار، ان کے گھر کا مرد

"کب تک کھانا کھلے گا آپی؟"

مبشرہ اس کے ساتھ کھسکتی سرگوشی کرنے لگی

"صبر کرلو... کھل جائے گا"

"تمہیں کھانے کے علاوہ کچھ آتا بھی ہے؟"

چودہ سالہ عون نے آنکھیں گھمائیں تو وہ تپ کر اس کی طرف متوجہ ہوئ

"تم تو جیسے دولہا دلہن کو دعائیں دینے آئے ہونا"

"دوسروں کے رزق پر نظر نہیں رکھتے"

"دوسروں کو بھی یہی کرنا چاہیے"

معطر نے افسوس سے سر ہلاتے رخ موڑ لیا، وہ دونوں جب جنگ شروع کرتے تو ان کو روکنا ناممکن تھا، اس کی نظریں اسٹیج پر گئیں، فرقان انکل کا اپنا گھر کافی بڑا تھا تو ولیمہ گھر پہ ہی رکھ لیا تھا، صحن میں ہر طرف لوگ، ہجوم، آوازیں، اس کا سر درد کرنے لگا

ہر تھوڑی دیر بعد کوئی نا کوئی ان کی طرف آتا، بات بابا کی طبیعت سے شروع ہوتی اور اس کی اور تیمور کی منگنی ٹوٹنے کی طرف چلی جاتی، اس کے نا آنے کی ایک وجہ یہی تھی، اسے خاندان والوں کا سامنا نہیں کرنا تھا، یہ ترحم اور ترس بھری نظریں، تمسخرانہ انداز اور مسکراہٹ نا اسے پسند تھیں اور نا وہ یہ نظریں خود پر دیکھنا چاہتی تھی

اور دوسری وجہ۔۔۔۔

اس کا سر بے ساختہ اینٹرنس کی طرف گھوما، سامنے سے وہ آرہا تھا، نیوی بلیو پینٹ شرٹ میں ملبوس، سرخ ساڑھی والی نازنین کے ساتھ، چہرے پر کچھ بے زاری تھی، اور جیسے محفل یکدم ان دونوں کے گرد گھومنے لگی، ہر کسی کی نظر ان پر گئی،

ہر کسی کی نظران پر جانے کے بعد اس پر گئی، ہاتھ میں تھامے موبائل پر اس کی گرفت سخت ہو گئی

یہ منظر اس نے کئی بار سوچا تھا، یوں ہی کسی دن وہ دونوں ساتھ چلتے ہوں گے، تیمور حیدر اور معطر صبا، ایسی ہی کوئی جگہ ہو گی، ایسا ہی کوئی منظر ہو گا، یوں ہی سب انہیں دیکھتے ہوں گے، کچھ رشک سے کچھ حسد سے، وہ تیمور کا ہاتھ تھامے ہوئے ہو گی، وہی ہاتھ جو اب نازنین نے تھام رکھا تھا

ہر منظر بدل گیا، ہر شخص کی جگہ بدل گئی، وہ ہٹ گئی اور تیمور حیدر کا مرکز نازنین عامر بن گئی، ہر نظران دونوں پر گئی، کچھ رشک سے کچھ حسد سے، وہ تیمور حیدر تھا، ان کے خاندان کا چمکتا ستارہ، وہ جس کے ساتھ کی چاہ ان کے خاندان کی ہر دوسری لڑکی کو تھی، وہ جس کے ساتھ کی خواہش کی جاتی، وہ تیمور حیدر اس کے نصیب میں لکھا گیا تھا اور اس نے وہ نصیب ضائع ہو جانے دیا، احساس ضیاع بڑی شدت سے ہوا تھا، کسی نے دل کو دو ٹکڑوں میں بانٹا تھا

"آپی۔۔۔۔۔"

وہ چونکی، مبشرہ ساتھ بیٹھی بلا رہی تھی

"جی "

"گھر چلیں۔۔۔ "

آہستہ سے کہا، اس کی نظر عون پر گئی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر اس کی نظر دوبارہ نازنین اور تیمور پر گئی، حلق میں اٹکتے آنسو اور چہرے پر پھیلی زردی کم کرنی چاہی

" تھوڑی دیر تک چلیں گے "

"آپ۔۔۔ "

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ "وہ اٹھ کھڑی ہوئی، اسے کچھ دیر کی تنہائی درکار تھی

"تم لوگ بیٹھو میں آتی ہوں "

بیگ وہیں رکھا اور پلٹی ہی تھی جب نازنین پر نظر گئی، وہ خوش دلی سے مسکراتے ہوئے ان کی طرف آرہی تھی، ناخوش اور کچھ سپاٹ سے تاثرات کے ساتھ موجود تیمور حیدر بھی ساتھ تھا جیسے اسے زبردستی لایا گیا ہو، اس نے بے اختیار کرسی کو مضبوطی سے تھاما

"کیسی ہو معطر۔۔۔ "

آگے بڑھتے اسے گلے سے لگایا، معطر کی نظر پیچھے ٹھہرے تیمور پر گئی، وہ سپاٹ تاثرات سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"ٹھیک۔۔۔آپ کیسی ہیں؟ "

نا اس کا لہجہ کپکپایا تھا نا آواز، نازنین پیچھے ہوئی اور اسے دیکھا

"کیسی لگ رہی ہوں؟ "

وہ خوش تھی یوں جیسے دنیا مل گئی ہو، سرخ ساڑھی میں سفید رنگت والی نازنین، وہ جیسا حسن قسمت والوں کو ملتا ہے، سیاہ سوٹ میں تیمور حیدر جیسا بخت نصیب والوں کو ملتا ہے، اور سفید سوٹ والی معطر صبا، اس کے پاس کیا تھا؟

"خوش رہیں۔۔۔ "

وہ دعا کر سکتی تھی، وہ دعا دے سکتی تھی، سو وہی دے سکی

"خالو نہیں آئے؟ "

وہ یوں تیمور کے ساتھ ٹھہر گئی جیسے فرصت سے تھی، بازو اس کہنی کے گرد رکھ لیا

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی "

"اوہ۔۔۔ہم آئیں گے پوچھنے، کیوں تیمور؟ "

ناز سے اس سے کہا، تیمور نے بس سر ہلا دیا، وہ سرد نظروں سے معطر کو ہی دیکھ رہا تھا، نازنین نے ضبط کرتے رخ واپس معطر کی طرف موڑا

"ویسے ہم نے سنا تھا کہ تم انگلینڈ جا رہی ہو؟ کب کا پلین ہے پھر؟ "

"میں نہیں جا رہی "

"کیوں؟ سب کچھ وہیں جانے کے لئے تو چھوڑا تھا، ارادہ کیوں بدل گیا پھر؟ "

وہ لہجہ تلخ ترین تھا، وہ لہجہ کبھی شہد جیسا ہوا کرتا تھا، معطر نے کرسی کے ہتھے سے ہاتھ اٹھا لیا، نظر کاٹ دار نظروں سے دیکھتے تیمور پر گئی، سب کچھ؟

"میں آپ کو جواب دہ ہوں تیمور؟ "

وہ تم سے آپ ہو گیا، اجنبی !

تیمور کے چہرے پر سرخی پھیلی

"جب تھیں، تب بھی تم نے بہت سے جواب نہیں دیئے تھے "

وہ تم ہی رہی، اجنبی تو وہ بھی بن گئی تھی نا؟

"پرانا وقت نا ہی دہرائیں تو بہتر ہو گا، نئے وقت کو دیکھیں ورنہ آپ کی زندگی میں کڑواہٹ گھل جائے گی "

"ریلیکس معطر، تمیز سے "

نازنین کی مسکراہٹ غائب ہوئی، لہجے میں سختی گھل گئی

"تمیز سے ہی کہہ رہی تھی، ایکسکیوز می "

زبردستی مسکراتے ہوئے وہ ان دونوں کی سائیڈ سے ہو کر گزر گئی، اندر کی طرف جاتے ہوئے مسکراہٹ غائب ہو گئی

"یہ معطر ہے نا، تیمور کی ایکس؟ "

کسی ٹیبل کے پاس سے گزرتے ہوئے آواز گونجی

"ہاں۔۔۔ وہی ہے۔۔۔ انگلینڈ جانا تھا محترمہ کو۔۔۔ رضیہ۔۔۔ "

اس نے مزید نہیں سنا، اسی بے تاثر چہرے کے ساتھ اندر بڑھتی گئی مضبوط قدم، کمزور دل، ان کے گھر میں سامنے لاؤنج تھا، بائیں طرف گیسٹ روم، وہ سیدھا گیسٹ روم کے اندر گئی، دروازہ کھلا چھوڑ دیا، واش روم کا دروازہ کھولا اور واش بیسن پر جھکی

ضبط ٹوٹ گیا، آنسو پوری رفتار سے بہہ نکلے، دل رکنے لگا، اذیت سی پھیل گئی، خواب ٹوٹنے کا غم، اپنے ہاتھوں سے تیمور کو کھونے کی اذیت، محبوب شخص کو کسی اور کے ساتھ دیکھنے کا کرب، ہر شے ارگرد پھیل گئی، جانے محبوب شخص کا نا ملنا زیادہ تکلیف دہ ہے یا محبوب شخص کا کسی اور کو مل جانا، وہ فیصلہ نا کر سکی

واش بیسن سے ہٹتے اس نے ہاتھ ہونٹوں پر رکھا، جو کھویا تھا وہ عزیز تھا، جو کھویا تھا اس کے بدلے کیا ملا تھا؟، اذیت؟ دکھ؟

اسے افسوس تھا تو بس اتنا کہ کیا ہوتا اگر وہ انتظار کر لیتا؟ چند سال؟ جب تک بابا ٹھیک ہو جاتے، وہ اس کے لئے چند سال انتظار کر لیتا، ہونٹوں سے ہاتھ ہٹاتے اس نے آئینے میں خود کو دیکھا، سرخ چہرہ، سرخ آنکھیں، مسلسل بہتے آنسو، کانپتے ہونٹ، سیاہ نصیب، وہ معطر صبا تھی، جسے بابا آسمان کا چاند کہتے تھے، جس پر تیمور نے گرہن لگنے دیا تھا، وہی جسے امی پھول کہتی تھیں، وہی پھول جسے تیمور نے مسل دیا تھا، ہاتھ بڑھاتے اس نے نل کھولا، پانی ہاتھوں کے پیالے میں بھرا، چہرے پر چھینٹے مارے، ایک بار، دو بار، کئی بار، چہرہ پہلے جیسا ہو گیا، آنکھیں ویسی

ہی رہیں،اور رہا دل، تو وہ تو پرسان حال ہی تھا،دو تین ٹشو کھینچتے ہوئے اس نے چہرہ صاف کیا، گہری سانس لی اور باہر کی طرف بڑھی

اسی لمحے کوئی اندر داخل ہوا تھا،وہ کمرے کے وسط میں رک گئی،جو اندر داخل ہوا تھا وہ بھی، نظر سرخ آنکھوں پر گئی، سرخ آنکھوں والی معطر صبا نے بس ایک لمحے کو تیمور حیدر کی آنکھوں میں بے چینی دیکھی تھی،بس ایک لمحے کو اور پھر وہاں سپاٹ تاثرات آگئے،اسے ڈھیروں خفت نے آن گھیرا، کیا سوچ رہا ہو گا کہ اس کے لئے رو رہی تھی؟ سر جھٹکتے وہ اس کی دائیں طرف سے ہو کر جانے لگی

"اگر رونا ہی تھا تو کیوں سب اپنے ہاتھوں سے ضائع کیا؟ "

پاس سے آواز ابھری، وہ جاتے جاتے رکی، وہ رخ موڑ کر اسے دیکھ رہا تھا،اس کی آنکھوں میں کچھ تھا، کچھ تکلیف جیسا، کچھ پچھتاوے جیسا، یہ وہ لمحہ تھا جب اس نے جانا کہ احساس ضیاع صرف اسے نہیں تھا

"میں نے اپنے ہاتھوں سے ضائع کیا تھا؟ تم اب بھی الزام مجھ پر لگاؤ گے ؟"

انگلی سے اپنی جانب اشارہ کیا

"تم چاہتیں تو وہ سب نا ہوتا معطر، تم چاہتیں تو وہ سب ہونے سے روک لیتیں، تم نے اپنی جگہ نازنین کو آنے دیا "

"واہ تیمور حیدر واہ، تم سارا الزام مجھ پر لگا کر خود کو بری الزمہ کر رہے ہو؟ "

"کیونکہ اس الزام کی حقدار تم ہی ہو معطر، تم نے اس رشتے کو بچانے کیلیئے، قائم رکھنے کے لئے ایک بار بھی کوشش نہیں کی "

سلگتا لہجہ، کاٹ دار آواز

"کوشش نہیں کی؟"....وہ بے یقینی سے بولی"میں گئی تھی تیمور، میں آخری بار گئی تھی تمہارے پاس، کیا تمہیں اپنے کمرے کا منظر بھول گیا ہے؟ تم نے میری کہنی سے پکڑ کر مجھے اپنے کمرے سے نکالا تھا، تم نے کہا تھا کہ مجھ سے اپنی محبت کی بھیک مت مانگنا، تو ٹھیک ہے، طے ہوا کہ معطر صبا تم سے بھیک نہیں مانگے گی، اگر تم نے چھوڑا ہی تھا تو میں بھی پیچھے ہٹ گئی لیکن۔۔۔کیا وہ میں تھی جس نے منگنی توڑی تھی؟ کیا وہ میں تھی جو کچھ عرصہ انتظار نا کر سکی؟ "

"میں تمہاری وجہ سے مجبور تھا، تمہارے پاس سوائے رونے دھونے کے کچھ نہیں تھا، تم نے میری ماں کی انسلٹ کی تھی "

وہ سرد لہجے میں سختی سے کہہ رہا تھا

"شادی ملتوی کرنا انسلٹ ہے؟ اگر اتنا ہی اپنی ماں عزیز تھی تو مجھ سے محبت کے دعوے کیوں کئے تھے؟ اگر تم ان کی ہی باتوں پر چلنے والے انسان ہو تو تبھی اپنی ماں کی پسند سے منگنی کر لیتے، اتنے سال خود کو اور مجھے کیوں اذیت دی؟ "

اس کی آواز اختتام پر ہلکی سی بھرا گئی، ہلکی سی کانپ گئی

"امی کے خلاف ایک لفظ نہیں معطر "

وہ پھنکارا، سختی سے اس کی کہنی کو تھاما، معطر کا بازو سلگ اٹھا، جھٹکے سے اس کا ہاتھ ہٹایا

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے "

اس کا چہرہ سرخ ہوا

"کاش تم مان جاتیں معطر۔۔۔کاش "

"ہر الزام معطر صبا کے نام، اور تم خود کو کچھ نہیں کہو گے؟ میں بتاتی ہوں حقیقت کیا ہے تیمور، ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنے باپ سے محبت کرتی ہوں، وہ باپ جو موت سے لڑ رہا ہے، تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ تم اپنی ماں سے محبت کرتے ہو

،وہ ماں جس نے اپنی جوانی تمہارے لئے ضائع کر دی، میں اپنے باپ کی بیماری سے ہار گئی اور تم اپنی ماں کی محبت سے، یہ سب نہیں ہونا تھا لیکن ہو چکا اور اب جب تم خود تعلق ختم کر چکے تو میرے راستے میں مت آؤ، مجھے تمہیں بھلانے دو "

"اتنی آسانی سے بھول جاؤ گی مجھے؟ "

اس کے لبوں پہ تلخ مسکراہٹ ابھری، یوں جیسے وہ جانتا تھا تیمور حیدر کو بھلانا معطر صبا کے لئے آسان نہیں تھا

"بھول جاؤں گی، اگر تم مجھے نظر نا آؤ تو میں تمہیں یوں بھول جاؤں گی گویا تم کبھی تھے ہی نہیں "

وہ آنسو وہ محفلوں میں کیوں آتے تھے؟ وہ ان کے سامنے کیوں بہتے تھے جن کے سامنے انہیں بہنے دینا توہین تھی، تیمور کی نظر اس کے گال پر پھسلتے آنسو پر گئی، پھر اس کے ہاتھ پر، درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی میں پہنی انگوٹھی پر، وہ چند لمحے ان ہاتھوں کو دیکھتا رہا، پھر ایک قدم صرف ایک قدم آگے کو ہوا

"اگر بھولنا ہی ہے تو میرے نام کی انگوٹھی اب تک کیوں پہن رکھی ہے؟ "

معطر کا وجود تھم گیا، انگوٹھی؟ ہاتھ سامنے کرتے اس نے سفید انگوٹھی کو دیکھا

"تم مجھے نہیں بھول پاؤ گی معطر، تم ساری زندگی مجھے نہیں بھول پاؤ گی" وہ اس کی جھکی نظروں کو دیکھتا کہہ رہا تھا، لہجہ پر سکون تھا لیکن ہلکی سی تپش لئے ہوئے تھا" میں ایک نا ایک دن آگے بڑھ جاؤں گا، تمہاری یاد شاید ساری زندگی دل کے ایک کونے میں رہے لیکن میں آگے بڑھ جاؤں گا، مگر تم کسی ایک مقام پر قید رہو گی، عورتیں اتنی آسانی سے موو آن نہیں کر پاتیں نا معاشرہ کرنے دیتا ہے اور ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اگلی ساری زندگی اسی شہر میں رہنے والے ہیں معطر، تم بھول جاؤ کہ تم مجھے بھول جاؤ گی "

سرد تلخ انداز، وہ چاہتا تھا وہ ساری زندگی اسے یاد رکھے، وہ ساری زندگی پچھتائے کہ اس نے تیمور کو خود کھویا تھا، یہ محبت نہیں تھی، ضد تھی، آخری نظر اس پر ڈال کر وہ باہر کی طرف بڑھ گیا، معطر کے آنسو مزید تیز ہوئے، وہ اب تک انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی، پھر ایک ہاتھ سے اس نے وہ انگوٹھی اتارنا چاہی، ناہمت تھی نا وہ کر سکتی تھی، ہاتھ نیچے گر گیا، زندگی یکدم مشکل لگنے لگی تھی، اس نے بے دردی سے گال رگڑا، گہری سانس لی اور باہر کی طرف بڑھ گئی، راستے میں

یوں ہی اسٹیج پر نظر گئی، وہ نازنین اور پھپھو کے ساتھ ٹھہرا تھا، فیملی فوٹو، پرفیکٹ فیملی، وہ مسکرا رہا تھا، وہ جانتی تھی وہ جھوٹی مسکراہٹ تھی، معطر صبا اس شخص کو اس سے زیادہ جانتی تھی

اپنی کرسیوں کی طرف جاتے ہوئے اسے احساس ہوا وہ ٹھیک کہہ رہا تھا وہ ایک شہر میں، ایک علاقے میں رہتے تھے، سامنا ہوتا اور وہ اسے کبھی نا بھول پاتی

اس لمحے اس نے طے کر لیا، وہ انگلینڈ جائے گی، بابا کے لئے، خود کے لئے، جس بابا کے لئے اس نے تیمور کو کھو دیا وہ انہیں نہیں کھو سکتی تھی، کبھی نہیں، جس تیمور حیدر نے اسے چھوڑ دیا تھا اسے بھلانے کے لئے ہی صحیح، وہ لاہور سے چلی جائے گی

ooooooooooooooooooooooooo

"میں نے نادر بھائی سے ٹکٹ بک کرنے کا کہہ دیا ہے "

سپاٹ لہجہ، بے تاثر چہرہ، اس نے اگلے دن امی کو بتا دیا

"اب تم نیا شوشہ چھوڑ دو، جو ہوا اس کے بعد یہ فیصلہ کیسے لے سکتی ہو؟ "

امی خفا ہونے لگیں

"جو ہوا اس کے بعد یہ فیصلہ لینا آسان ہو گیا ہے "

"بس کر دو معطر۔ مزید کتنا ہمیں بدنام کرواؤ گی، سارے خاندان میں رضیہ نے یہ بات پھیلا دی ہے کہ تم انگلینڈ جانا چاہتی تھیں اسی وجہ سے شادی نہیں ہوئی، تیمور تمہارا مقدر تھا جسے تم نے ضائع کر دیا "

اس نے درد سے تھکتی آنکھیں بند اور پھر کھول کر امی کو دیکھا

"نہیں بنا مقدر۔ نہیں تھا تیمور حیدر معطر صبا کے نصیب میں۔ اب؟ مزید کیا امی؟ مجھے بتائیں ہم بابا کا علاج کہاں سے کروائیں گے؟ دانیال کی فیس کہاں سے بھریں گے؟ مبشرہ آگے کالج جائے گی۔ اس کے خواب ہیں۔ عون کی ساری زندگی پڑی ہے، ان کا کیا؟ گھر کا خرچ؟ بجلی، گیس، لاکھوں دوسرے اخراجات؟ ان سب کا کیا؟ میں نہیں جاتی کمانے۔ گھر بیٹھ جاتی ہوں۔ تو جو رشتے دار باتیں کر رہے ہیں ان سے کہیں میرے باپ کی زندگی بچانے کے لئے پیسے دیں، ان سے کہیں میرے بھائی کی فیس بھریں یونیورسٹی کی۔ ان سے کہیں میری بہن اور بھائی کا خرچ اٹھائیں۔ ان سے کہیں برداشت کریں ہمارا خرچہ۔ اتنا ہی سب کو

مسئلہ ہے تو جو مسئلہ مجھے ہے وہ ختم کر دیں، میں ان کی نام نہاد عزت کا جنازہ نہیں نکالوں گی "

وہ بولنے پہ آئی تو بولتی چلی گئی، امی کو گویا سانپ سونگھ گیا۔ انہیں احساس ہوا وہ اس کے لئے ظالم بن رہی تھیں، تھکی سانس لیتے وہ اٹھ کر اس تک آئیں۔ اس کی آنکھوں کا پانی خشک ہو گیا تھا، جتنا غم منانا تھا منا لیا

" یہ سب تمہاری زمہ داری نہیں تھی معطر، مت خود کو تھکاؤ "

" یہ شروع سے میری زمہ داری تھی امی۔ بابا کہتے ہیں میں اپنے گھر کا بڑا بیٹا ہوں، بیٹے ہی کمانے جاتے ہیں۔ زمانے کی فکر کرنے بیٹھ گئی تو ہم سب یہاں بے بسی سے مر جائیں گے "

وہ اسے دیکھتی رہ گئیں۔ اس کی عمر کی لڑکیاں اپنے مستقبل کے خواب دیکھا کرتی تھیں۔ وہ اپنے حال میں زندہ رہنے کی کوشش کر رہی تھی

" ہم پر یہ بوجھ مت ڈالو معطر۔ تمہارا ہمارے لئے خود کو برباد کرنا ہمیں چین نہیں لینے دے گا "

" میں بوجھ نہیں ڈال رہی امی۔ بوجھ تو نہیں ہے یہ "

وہ تھکے قدموں سے باہر بڑھ گئی، بابا اپنے کمرے میں تھے، ان کے پاس بیٹھ کر ان سے اجازت لی

"مجھے معاشرے سے بے غیرتی کا طعنہ دلوانا چاہتی ہو معطر؟ تمہاری زندگی برباد کر کے حاصل کی جانے والی کمائی سے زندہ رہا تو یہ موت سے بری شے ہو گی۔ "

"اگر زندگی بری شے ہے تو معطر صبا کے لئے اس سے بدتر کوئی شے روئے زمین پر باقی نہیں رہی "

"ایسی باتیں مت کرو۔ مجھے لگتا ہے تمہاری زندگی میں نے خراب کر دی۔ یہ ندامت مجھے وقت سے پہلے لے جائے گی "

"مجھے لگتا ہے میری زندگی آپ نے بچالی۔ تیمور حیدر شاید میرے قابل نہیں تھا "

"مجھے جھوٹی تسلیاں مت دو "

"حقیقت ہے "

"حقیقت یہ بھی ہے کہ تمہاری ساری بربادی کا زمہ دار میں ہوں "

ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ وہ لمحہ تھا جب معطر صبا نے جانا اپنے باپ کے لئے وہ سات سمندر کیا پوری دنیا کی خاک چھان سکتی تھی۔ ان کے قدموں کے پاس بیٹھتے اس نے ان کا ہاتھ تھاما

"میرے پاس چند لوگ ہیں بابا۔ چند خوشیوں کے ٹکڑے۔ میرے ہوتے ہوئے آپ کو کچھ ہو گیا تو اس سے اگلا لمحہ میرا اس روئے زمین پر آخری ہو گا۔ یوں سمجھیں خود کو بچا رہی ہوں۔ مجھے خود کو تو بچانے دیں۔ آپ کو نا صحیح۔ خود کو بچانے دیں "

۔ان کے سارے اعتراض دم توڑ گئے۔ ساری تاویلیں دھری رہ گئیں۔ ہر لفظ زبان پہ رہ گیا۔ اس نے جا کر ویزہ کے لئے اپلائی کر دیا، زیورات کی رقم اس کے پاس تھی، کچھ اِدھر اُدھر سے جوڑ لیا، بس چند دن اور وہ یہاں سے چلی جائے گی، کسی اور کے دیس میں، یہاں سے دور!!

oooooooooooo

یہ شہر لندن ہے۔۔۔۔

لندن میں قدیم روم کی جھلک دیتا از لنگٹن

اونچی عمارتوں، پرانی گلیوں والا

اونچی عمارتوں میں سے ایک کے سبز قطعے پر وہ چلتا ہے

جس کے ہاتھ میں کیمرہ ہے

تصویر بنانے والا اپنی مٹھی میں دنیا قید کر کے رکھتا ہے

وہ جو چلتا ہے تو زمین اسے تخت پیش کرتی ہے

رکتا ہے تو اسے رک کر دیکھا جاتا ہے

سنتا ہے تو کلام کرنے والا کلام بھول جاتا ہے

بولتا ہے تو اس کی خاموشی کی دعا کی جاتی ہے

وہ جو۔۔۔۔۔۔

"تم نے میرے کمرے سے چپس اٹھائے؟ "

تڑخ کر کہتا کوئی اس کے سامنے آیا

"میں ایک عزت دار شہری ہوں، مجھ پر الزام مت لگاؤ "

اس نے آنکھیں گھمائیں

"عزت دار لفظ تم سے پناہ مانگتا ہے "

"کوئی ثبوت کہ چور میں ہوں؟ "

"گواہ۔۔۔مارک نے خود دیکھا ہے "

"اس نے پچھلی مرتبہ مجھ پر چیٹنگ کا الزام لگایا تھا "

"وہ پہلا الزام تھا جو غلط تھا "

"میں ایک شریف شہری ہوں، مجھے بدنام مت کرو "

"شرافت یہ سننے کے بعد دنیا سے رخصت ہو چکی "

"تم میرا وقت برباد کر رہے ہو "

"تم ہماری زندگی برباد کر رہے ہو "

"میں ایک امن پسند شہری ہوں، مجھ پر بہتان مت باندھو

"تم جسے امن کہتے ہو، وہ درحقیقت طوفان سے پہلے والی خاموشی ہے "

"اور میں طوفان ہوں، میرے سامنے سے ہٹ جاؤ "

"میرے چپس واپس کرو "

"وہ میں کھا چکا "

ڈھٹائی کے ساتھ سچائی کا اعتراف کیا گیا

"مجھے اس کی رقم دو "

"جس دن میں نے اپنی جیب سے تمہیں رقم دی وہ دن دنیا کا آخری دن ہو گا "

"تم ناقابل برداشت انسان ہو "

وہ چلایا

"میں برا انسان بھی ہوں، مجھ سے دور رہو "

"تم۔۔۔تم "

اس کے پاس الفاظ ختم ہو گئے

"میں بہت مصروف بھی ہوں،اور تم میرا وقت برباد کر رہے ہو مجھے اہم کام کرنا ہے "

وہ منہ پر ہاتھ رکھتا جمائی روک رہا تھا

"کون سا اہم کام؟ "

"مجھے سونا ہے، پھر جاگ کر کھانا ہے، پھر سونا ہے، اس کے بعد میں سوچوں گا کہ میں کون سا اہم کام کروں، تم جا سکتے ہو، اپنی شکل گم کرو تاکہ میں اگلی مرتبہ تمہاری تصویر نا بناؤں "

سامنے والا اسے گھورتا رہا پھر اس کی ڈھٹائی پر لعنت بھیجتا پیچھے ہٹ گیا، اس کے کیمرے کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ اس سے پناہ مانگنی چاہئے، اور اس شخص کے بارے میں؟

وہ ہزار ڈھیٹوں کے مرنے کے بعد ان کا تخت سنبھالنے والا ان کا اکلوتا وارث تھا !

وہ برا انسان جو ــــــ؟

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

ان سے دور شہر از لنگٹن میں

گیلی سڑک پر کوئی ڈائری تھام کر چلتا ہے

کسی نے چوک میں قمقمے جلا رکھے ہیں
ان قمقموں کے نیچے ستارے جھلکتے ہیں
کسی درخت سے سرخ پھول گرتے ہیں
کسی کی گزرگاہ ان پھولوں پر سے ہے
جس نے ہاتھوں میں سفید کاغذ تھام رکھے ہیں
جن پر وہ کچھ لکھتا ہے
وہ جو۔۔۔۔

سنان سعدی خان

18 اکتوبر !

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

لندن اس قدر روکھا کیوں ہے؟ روکھے لندن میں میں کس قدر بے زار کیوں ہوں؟ یہاں زندگی دوڑتی ہے، اس دوڑتی زندگی میں کچھ اچھا کیوں نہیں لگتا؟

مجھے لگتا ہے مجھے کسی سنسان گلی سے سرخ پھول چن کر زندگی میں بھرنے چاہئیں۔۔۔۔کیا یہ بہتر طریقہ ہے؟یا پھر مجھے کسی رنگ بھرنے والے کو ڈھونڈنا چاہئے؟

"تم ڈائری بھی لکھتے ہو؟"

کوئ مرد پاس آکر ٹھہرا تو وہ چونکا

"ڈائری میں خود کو لکھتا ہوں"

"خود کے علاوہ بھی کوئ اور ہے جسے لکھو؟"

"کوئ نہیں۔۔۔۔"

"کوئ تو ہو گا"

"جب ہو گا۔۔۔تب لکھوں گا"

وہ سر جھکا کر مسکرایا

"میں پڑھنا چاہوں گا۔۔۔۔کیا تم میرا ایک کام کر سکتے ہو؟"

"میں نہیں پڑھواؤں گا۔۔۔۔۔نہیں میں وہ کام نہیں کر سکتا"

"تم چھوٹی سی بچی سے اتنا ڈرتے کیوں ہو؟"

سامنے والے کے چہرے پر افسوس تھا

"وہ چھوٹی سی بچی اس قابل ہے کہ اس سے ڈرا جائے "

"چند دن بعد صرف تین دن کے لئے "

" تین دن بعد میں چند دن کے لئے غائب ہو رہا ہوں "

"تم ایک مہربان شخص ہو، میری مدد کر دو "

"میں اب مہربان شخص نہیں رہا "

"میری بیٹی بہت پیاری لڑکی ہے "

"تمہاری بیٹی بہت پیاری لڑکی ہے لیکن مجھے اس پیاری لڑکی سے دور رکھو "

"وہ تمہیں بہت پسند کرتی ہے "

"وہ میری جیب میں موجود رقم کو مجھ سے زیادہ پسند کرتی ہے "

وہ آگے جا رہا تھا، جو پیچھے تھا وہ کچھ کہہ رہا تھا، جو دونوں تھے وہ جانتے تھے کہ وہ مان جائے گا، وہ اچھا انسان تھا، اچھے انسان کی اچھائی کا فائدہ وہاں ہر شخص اٹھاتا تھا،

وہ اچھا انسان جو سنان سعدی خان تھا !

oooooooooooooooooooooooo

اس نے ویزہ ارجنٹ بیس پر اپلائے کیا تھا تو ایک مہینے سے پہلے مل گیا، نادر بھائی نے اس دوران اس کی پوری مدد کی، وہ جنتی ان کی مشکور ہوتی کم تھا، جانے سے پہلے اس نے بابا کی اگلے مہینے کی ساری دوائیاں لے کر رکھ دیں، مبشرہ کو ڈھیروں چیزیں سمجھائیں، عون کو ڈھیروں نصیحتیں، ذمہ دار بننے، مبشرہ کے ساتھ نا لڑنے، دانیال کی مدد کرنے، ہر وہ نصیحت جو وہ کر سکتی تھی

دنیا کی سب سے زیادہ ذمہ دار مخلوق گھر کی بڑی اولاد ہوتی ہے، وہ بچپن سے اپنے خوابوں اور ذمہ داریوں کا بوجھ لے کر بڑے ہوتے ہیں، وہ ماں باپ کے بنا بتائے بھی ان کی ہر پریشانی سے واقف ہوتے ہیں وہ پریشانیاں ان کے خواب بدل دیتی ہیں، خواہشات ختم کر دیتی ہیں، گھر کی بڑی اولاد دنیا کی سب سے ڈپریسڈ ترین مخلوق ہوتی ہے

"مجھے کوئی نصیحت نہیں کرو گی؟ "

سامان صحن میں رکھتے دانیال نے کب سے عون اور مبشرہ کو سمجھاتی معطر سے کہا تو وہ آزردہ سا مسکرائی

"تمہیں نصیحت کرنے کی ضرورت ہے؟ "

"کیوں نہیں ہے؟ "

"تم پہلے ہی بہت ذمہ دار ہو "

وہ بیگز تک آئی، بیگ دیکھے، سامان زیادہ لگ رہا تھا

"تم ہو تو میں بھی ذمہ دار ہوں، تمہاری موجودگی مجھے ہمت دیتی ہے "

"میری غیر موجودگی زیادہ ہمت دے گی "

"ہم دوست ہیں معطر، تم مجھ سے میرا دوست لے کر جا رہی ہو، میں اکیلا پڑ جاؤں گا یارر "

اس نے دھیرے سے سر اٹھا کر دانیال کو دیکھا، وہ اسے دیکھ رہا تھا، دکھ سے، محبت سے

"جانا مجبوری ہے "

"واپس آنا ہمیشہ آپشن رکھنا"

"تمہیں کیا لگتا ہے میں برطانیہ میں کہیں کھو جاؤں گی؟ "

وہ مسکرائی

"تم پاکستان میں ہی کھو گئی ہو "

وہ آہستہ سے کہتے سامان باہر رکھنے کے لئے لے گیا، معطر کی مسکراہٹ غائب ہوئی، پھر سر جھٹکتے اس نے سر اٹھا کر گھر کو دیکھا، اماں ہر تھوڑی دیر بعد کچھ نا کچھ لا کر دے دیتیں، عون آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہو رہا تھا، مبشرہ یہ کوشش کیئے بنا شوں شوں کر کے رو رہی تھی اور بابا۔۔۔

اس نے دھیرے سے سر گھمایا، وہ برآمدے میں بیٹھے تھے، اس کا بیگ لے کر، ٹوٹا بیگ جو وہ کب سے بنا چکے تھے لیکن پھر بھی مزید کوئی نقص ڈھونڈنے میں لگے تھے، وہ جوتا صحن میں اتارتی ان تک آئی، آہستہ سے ان کے قدموں کے پاس بیٹھی اور سر گھٹنوں پر رکھ لیا، افتخار صاحب کا ہاتھ بیگ پر تھم گیا

"اپنا خیال رکھئے گا "

"جو رکھتی تھی وہ تو جا رہی ہے "

"مبشرہ یہاں ہے، میں روز کال کروں گی "

"مت جاؤ معطر، میرا دل ڈر رہا ہے "

ان کا ہاتھ اس کے سر پر آ ٹھہرا

"میرا دل کب سے ڈرا ہوا ہے بابا، یہ ڈر سچ نا ہو اسی وجہ سے جا رہی ہوں "

وہ اس کا سر سہلا رہے تھے، اسے نیند آنے لگی، شفقت، محبت، نرم لمس، دنیا کی ساری راحت باپ کے ہاتھ میں منتقل کر دی گئ تھی

"اپنا خیال رکھنا۔۔۔ "

"جو رکھتے تھے انہیں یہیں چھوڑ کر جا رہی ہوں "

"تمہارے پاس تو وہاں کوئ ہو گا بھی نہیں "

"اللہ ہے نا "!

اگلے کئ لمحے وہ دونوں چپ رہے، پھر معطر نے گہری سانس لے کر سر اٹھایا، اس کی فلائٹ کا وقت ہو رہا تھا

"الوداع نہیں کہیں گے؟ "

"تم بھی نہیں کہو گی؟ "

اس کے حلق میں آنسو اٹکے

"نہیں۔۔۔میں واپسی کی امید پر جا رہی ہوں "

"میرے مرنے سے پہلے واپس آ جاؤ گی نا؟ "

یوں جیسے کوئی روح کھینچتا ہے، یوں جیسے کوئی بے رحمی سے دل کا ایک حصہ کاٹ ڈالتا ہے، یوں جیسے کوئی آہستہ سے جسم سے جان نکال لیتا ہے، اس نے جسم سے نکلتی جان محسوس کی تھی، اس بے جان وجود کے ساتھ وہ کتنی ہی دیر انہیں دیکھتی رہی، دل کیا ہر شے چھوڑ دے، جو ٹکٹ بیگ میں تھی اسے پھاڑ دے، جو دل پھٹ رہا تھا اسے سلامت رہنے دے

"آپ میرے جسم سے روح نکال رہے ہیں بابا "

"تم میرے جسم سے دل نکال کر جا رہی ہو معطر "

"یوں کہیں گے تو میں رک جاؤں گی "

"میں یوں کہہ رہا ہوں، تم رک جاؤ "

اسے رک جانا چاہئے، اسے واقعی رک جانا چاہئے لیکن مجبوریاں، ذمہ داری، ظالم زندگی، وہ نفی میں سر ہلاتی تھوڑا سا آگے ہوئی اور ان کا ہاتھ تھاما

"آپ روکیں گے تو میں رک جاؤں گی، اور میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے مت روکیں "

یوں جیسے وہ چاہتی تھی کہ وہ مزید کچھ نا کہیں، افتخار صاحب کچھ دیر اسے دیکھتے رہے، پھر ان کا کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پر آ ٹھہرا

"تم ایک سال کی تھیں جب پہلی بار میرا ہاتھ چھڑا کر چلنے لگی تھیں، دو قدم چل کر تم گر گئیں، میں اس کے بعد ہمیشہ تمہارا ہاتھ تھام کر چلا ہوں، تم اب ہاتھ چھڑا کر جا رہی ہو، اس بار مت گرنا، تمہارا ابا ہاتھ تھامنے کے لئے نہیں ہو گا"

وہ آہستہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، کچھ تھکن سے، دو قدم چل کر وہ رکے "میری معطر صبا کا دھیان رکھنا "

بنا پلٹے وہ اسی شکستہ قدموں سے چلتے گئے، اس کی نم آنکھ سے آنسو نکلا، نظر ان کے قدموں پر گئ، جب وہ چھوٹی تھی اور ان کے قدم گنا کرتی تھی

ایک۔۔۔دو۔۔۔ تین۔۔۔ چار۔۔۔۔ پانچ۔۔۔۔ چھ۔۔۔ سات

اور ان کا وجود غائب ہو گیا، ارگرد ویرانی چھا گئ، وہ کئ لمحے دروازے کی چوکھٹ کو دیکھتی رہی

"معطر ۔۔۔۔ "

امی کی آواز پر وہ چونکی، وہ چھوٹے سے بیگ میں پھر سے سامان بھر رہی تھیں

"یہ دیسی گھی ہے، ضائع مت کرنا، تھوڑا سا رکھا تھا، وہی دے رہی ہوں "

تیزی سے چلتے ہاتھ، کانپتے ہاتھ، وہ جانتی تھی وہ ایک بار پھر گھر کے اندر غائب ہو جائیں گی، آنسو صاف کرتے اس نے کرسی پر رکھا بیگ اٹھا اور ان تک آئی

"زیادہ گھلنا مت انگریزوں سے، سنا ہے بہت بے حیا لوگ ہیں، کسی پاکستانی ۔۔۔۔ "

الفاظ منہ میں رہ گئے، معطر نے آہستہ سے ان کو گلے لگایا تھا

"اپنا خیال رکھئے گا "

ان کا کپکپاتا ہاتھ اس کی پشت پر گیا، چند لمحے وہ اس کی پشت سہلاتی رہیں پھر الگ ہوئیں، اس نے دیکھا تھا ان کی آنکھیں نم تھیں، سب اتنا جذباتی کیوں ہو رہے تھے؟ وہ بے بس ہوئی

"دھیان رکھنا، جاؤ، دانیال ٹیکسی بلانے گیا تھا، آ گیا ہو گا "

آخری بارا نہیں خدا حافظ کہتے، مبشرہ اور عون سے ملتے وہ باہر کی طرف بڑھی، نظر اندرونی دروازے پر گئی، مغرب کا وقت تھا تو اندر اندھیرا تھا، کسی کو لائٹیں جلانا یاد نہیں رہا تھا، اندھیرے میں بابا نظر نہیں آتے تھے، وہ بس ایک بار انہیں دیکھنا چاہتی تھی، صرف ایک بار، اسے واپس جانا چاہیئے، بابا کمرے میں ہوں گے، اسے ان کے پاس جانا چاہیئے، ایک بار ان کے گھٹنے پر سر رکھنا چاہیئے، جو نیند تھوڑی دیر پہلے آرہی تھی وہ نیند اب کرنی چاہیئے، لیکن وقت نہیں تھا، مہلت نہیں تھی، اسے دیر ہو رہی تھی، اس کی نظر واپس پلٹ گئی، وہ گھر سے باہر رک کی ایک آخری نظر گھر پر ڈال لے گی، جیسے ہر پردیس جانے والا ڈالتا ہے

"تم ٹیکسی میں بیٹھو، میں والٹ لے لوں "

دانیال عجلت میں کہتے اندر آیا تو وہ سر ہلاتے آگے بڑھنے لگی جب نظریوں ہی ساتھ والے گھر کی طرف گئی، چچا ناراض تھے، خاندان کا ہر دوسرا فرد ناراض تھا، وہ ان کے خاندان کو بدنام کرنے جا رہی تھی، اکیلی لڑکی برطانیہ کی سڑکوں پر گھومے گی؟ شرمناک، اس نے سر جھٹکا

قدم باہر رکھتے ہوئے ساتھ والے دروازے سے کسی کی ہنسی کی آواز آئی، اس کا سر ایک بار پھر اٹھا، اور دنیا وہیں رک گئی

وہ تیمور تھا، نازنین کے ساتھ ٹھہرا ہوا، وہ شاید چچا کے گھر دعوت پر آئے تھے۔ اپنی بیوی کے ساتھ ٹھہرا مسکرا کر چچی کی بات سنتا وہ کسی بات پر ہنسا تھا، وہ قدم بڑھانا بھول گئی، پیچھے سے آتی گھر والوں کی آوازیں بھی، نگاہیں اسی پر ٹک گئیں، وہ اپنے پہلو میں ٹھہری نازنین کو دیکھ رہا تھا، دیکھ سکتا تھا، حق تھا لیکن وہ نگاہیں۔۔۔ وہ نگاہوں میں چھپا احساس؟ اس کا وجود کسی نے خاک میں اڑا دیا، اسی لمحے تیمور کی نظر اس پر پڑی، مسکراہٹ سمٹی، خاک ہوئی وہ راکھ میں بدلنے لگی، دھڑکتا دل ساتھ چھوڑنے لگا، لڑکھڑاتا وجود کسی کے سہارے آن ٹھہرا

دانیال، وہ اس کے پاس ٹھہرا اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا

"چلیں؟"

گلے میں ابھرتی گلٹی سے اس نے سر ہلا دیا، سامان کہاں تھا؟ دل کہاں تھا؟ ذہن کہاں تھا؟ وہ بنا کسی شے کو یاد رکھے گاڑی کی طرف بڑھ گئی، کسی کی چبھتی نظریں پشت پر تھیں، آگ میں جھلستا دل اندر تھا، دانیال خاموشی سے سامان گاڑی میں

رکھتا خود بھی اندر بیٹھ گیا، وہ جسے آخری بار اپنے گھر کو دیکھنا تھا آخری نظر بھی نا ڈال سکی، کوئی تھا جو ساتھ والے دروازے پر ٹھہرا تھا، اس نے پتھر نہیں بننا تھا موم میں ڈھلی معطر ایئرپورٹ سے روانہ ہونے لگی تو اس نے بنا کپکپاہٹ کے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی اتار کر دانیال کو دی

"یہ تیمور کو پہنچا دینا "

"صرف انگوٹھی دے رہی ہو یا اس کی یاد بھی یہیں چھوڑ کر جا رہی ہو؟ "

"یاد بھی۔۔خیال بھی۔۔۔محبت بھی "

"اتنی آسانی سے؟ "

وہ تلخی سے مسکرایا

"ہمت سے۔۔۔آسانی سے نہیں۔۔۔جس لمحے اس نے اپنے کمرے کا دروازہ میرے اوپر بند کیا میں نے اسے زندگی سے نکال دیا۔ جس لمحے اس نے اپنی وہ نظریں جن سے مجھے دیکھتا تھا کسی اور پر ڈالیں اس لمحے اسے دل سے بھی نکال دیا۔ میں تیمور حیدر سے خود کو آزاد کر کے جا رہی ہوں "

اسے لگا یہ آخری بار ہے جب وہ اس کا نام لے رہی ہے، جہاز کی کھڑکی سے باہر دیکھتے اس نے یہ بھی سوچ لیا کہ وہ واپس آئے گی تو وہ تیمور حیدر نام کے شخص کو جانتی بھی نہیں ہو گی۔ جانے والے واپس آتے ہیں تو نئے ناموں کے ساتھ آتے ہیں وہ نئے نام حفظ کر کے آئے گی۔ نئے دیس سے نئے نام !!

oooooooooooooooooooooooooooooo

ازلنگٹن شمالی لندن میں ایک قدیم شہر ہے جس کی تاریخ رومن دور سے ملتی ہے، یہ لفظ "اگسڈ کا قلعہ" سے ماخوذ ہے، قدیم دور کی عمارتوں کی جھلک دیتا یہ شہر کاروباری تعلیمی اور صنعتی لحاظ سے برطانیہ کے اہم شہروں میں شمار ہوتا ہے، آج کے ازلنگٹن میں بھی قدیم دور کی جھلک بازاروں، گلیوں اور عمارتوں میں نظر آتی ہے

اس کا جہاز ازلنگٹن سے کچھ دور سٹی ایئرپورٹ آف لندن پر اترا تھا، ایئرپرٹ پر ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد بھی اسے کوئی لینے نا آیا، وہ ویٹنگ روم میں بیٹھی بے چینی سے پاؤں جھلاتی ارد گرد دیکھتی رہی، کئی بار جا کر باہر دیکھا کوئی تو ہو جس نے اس کے نام کا بورڈ اٹھا رکھا ہو؟ نادر بھائی نے کہا تھا کہ ان کے دوست

خود لینے آئیں گے یا کسی کو بھیجیں گے ،ان کے دوست آئے نا کوئی دوسرا ،اس نے دو مرتبہ نادر بھائی کو کال کی لیکن ان کا فون بند جا رہا تھا، تیسری مرتبہ خدا خدا کر کے انہوں نے کال پک کی تو وہ فوراً شروع ہو گئی

"آپ کے دوست کہاں ہیں نادر بھائی ؟ "

"تمہیں لینے نہیں آیا؟ "

وہ حیران ہوئے

"نہیں، میں ڈیڑھ گھنٹے سے انتظار کر رہی ہوں "

"ڈیڑھ گھنٹہ ؟ اچھا تم رکو میں پتہ کرتا ہوں "

وہ انتظار کرنے لگی، ہاتھ پاؤں شل ہونے لگے لندن کی ٹھنڈ یخ بستہ ہوائیں ہڈیوں میں گھس رہی تھیں، موسم میں خنکی تھی اور پاکستان سے آنے والی معطر صبا کے لئے یہ خنکی نا قابل برداشت تھی ،مایوسی، بے چینی اضطراب، ہر شے اندر تک پھیل گئی، اس نے سامان اٹھایا اور بنا کچھ سوچے باہر کی طرف بڑھ گئی، ایئرپورٹ کی عمارت سے نکلتے لمبی گاڑیوں کی لائنیں تھیں، وہ کچھ بوکھلائی، کہاں جاتی ؟

چند ڈرائیور اس کی طرف بڑھے

"کہاں جانا ہے مادام؟ "

اس نے کہاں جانا تھا؟ اسے ایڈریس تک معلوم نہیں تھا، کچھ بوکھلائے انداز میں وہ وہاں سے ہٹی تو سامنے سے کسی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی

"معطر صبا؟ "

وہ چالیس کے قریب کے شخص تھے، اس نے بے اختیار تھکی سانس خارج کی

"عمر بھائی؟ "

نادر بھائی نے انہی کی تصویر دکھائی تھی، تصویر میں کچھ تبدیل سے لگ رہے تھے لیکن یہ وہی تھے

"جی جی، عمر درانی ہوں، آجائیں، معذرت دیر ہو گئی"

وہ پریشان لگ رہے تھے گویا کچھ عجلت میں اکتائے ہوئے ہوں

"کوئی بات نہیں، لیکن میں پریشان ہو رہی تھی "

اپنا سامان خود ہی گھسیٹے وہ ان کے پیچھے گئی، وہ ٹیکسی میں آئے تھے، اس کی بات کا جواب دیئے بغیر دروازہ کھولتے بیٹھ گئے، وہ کچھ خائف ہوئی پھر سامان پچھلی سیٹ پر گھسیٹ کر رکھنے لگی کہ ڈرائیور آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ سے سامان لیتے ڈگی میں رکھا

گہری سانس لیتے معطر صبا نے اپنی شرمندگی، درد، خفت ہر شے پیچھے پھینک دی، سارا راستہ وہ باہر دیکھتی رہی، لندن کی صاف ستھری سڑکیں، بڑی بڑی عمارتیں، مشین سی زندگی، اسے رونا آنے لگا، گھر ابھی سے یاد آرہا تھا

وہ ازلنگٹن میں رہتے تھے، وہ جانتی تھی، کسی پوش ایریا میں کار رکی تو وہ اتر گئی، عمر بھائی نے پیچھے بڑھ کر اس کا سامان نکالا، شاید مروت کا احساس ہو گیا تھا، دروازہ بجا تو سامنے سے کرخت تاثرات والی نادیہ بھابھی نکلیں

"سامان رکھ دو معطر کا گیسٹ روم میں "

سامان گویا پٹخنے کے انداز میں انہیں دیا، جوابا وہ اکتائی نظروں سے معطر کو دیکھتی اس کا سامنا گھسیٹنے لگیں، وہ ایک پل کو وہیں رک گئی، عجیب شرمندگی ہونے لگی، اتنا سرد رویہ؟

"آ بھی جاؤ لڑکی، اب کیا پھولوں کا راستہ رکھوں تمہارے لئے؟ "

اندر سے انہیں خاتون کی آواز گونجی تو وہ ہڑبڑا کر اندر گئ، سامنے کشادہ لاؤنج تھا جس کی دائیں طرف سیڑھیاں جارہی تھیں، اوپر شاید کمرے تھے، لاؤنج کی دائیں طرف کچن اور

"یہ کمرہ ہے، کچھ لینا ہو تو بتادینا، میں باہر ہی ہوں "

اس کی نظر ہڑبڑا کر واپس آئ، خاتون جان چھڑوانے والے انداز میں کہتی کمرے کے سامنے سے جاچکی تھیں، وہ گہری سانس لیتی اندر داخل ہوئ، چھوٹا سا ایک بیڈ کا کمرہ، دائیں طرف وارڈروب، بائیں طرف واش روم، کونے میں ایک صوفہ پڑا تھا، صوفے کے سامنے ٹیبل

وہ بیگ اٹھاتی وارڈروب تک آئ، وہاں کھڑا کیا اور خود تھک کر صوفے پر بیٹھی عجیب احساسات ہو گئے، اجنبی ملک، اجنبی لوگ، اجنبی جگہ، اجنبی رویہ، ماضی برا تھا، مستقبل سے بے خبر، موبائل اٹھا کر دیکھا، پاکستان سے از لنگٹن کا وقت چار گھنٹے پیچھے تھا، ٹائمنگ سیٹ کی، دانیال کو میسج کر کے اطلاع دی اور واش روم کی طرف بڑھ گئ

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

پورے دو گھنٹے کچھ سکون سے سونے کے بعد وہ اٹھی تو رات کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا، عمر بھائی کا دس سالہ بیٹا اسے بلانے آیا تو وہ منہ ہاتھ دھوتی باہر کی طرف بڑھ گئی، ڈائننگ ٹیبل پر نادیہ بھابھی عمر بھائی سے کسی بحث میں مصروف تھیں اسے آتے دیکھ خاموش ہو گئیں، وہ متذبذب سی ٹیبل تک آئی اور کرسی کھینچی

"سفر کیسا رہا؟ "

عمر بھائی کے پوچھنے پر اس نے سر ہلا دیا

"اچھا گزرا "

"تھک گئی ہو گی، ایسا کرو آرام کرو کچھ دن پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا ہے "

کیا کرنا ہے؟ وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ اب کیا کرنا تھا؟ وہ انہی کے بلانے پر یہاں آئی تھی، ان کا بزنس، ؟ لیکن فلحال خاموش ہی رہ گئی کہ اس وقت پوچھنا عجیب تھا پھر دو دن وہ منتظر رہی کہ وہ کچھ کہیں گے لیکن ان کی طرف سے خاموشی رہی، نادیہ بھابھی اپنے کام میں مگن، گھر کی فضا کچھ بوجھل تھی اس نے یہ دو دن میں

ہی محسوس کر لیا تھا، دو دن اس کے یوں ہی گزر گئے، تیسرے دن رات کو عمر بھائی نے اسے ڈرائنگ روم میں بلایا

"سب ٹھیک ہے یہاں؟ '

"جی "

"کوئی مسئلہ ؟ "

"نہیں "

"کسی چیز کی ضرورت؟ "

"شکریہ۔۔۔ "

پھر وہ خاموش ہو گئے، معطر چند لمحے ان کے بولنے کی منتظر رہی

"آپ کہہ دیں عمر بھائی "

"کیا؟ "

وہ چونکے

"جو کہنا ہے، میں ہر شے سننے کے لئے تیار ہوں "

وہ کچھ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے پھر تھکی سانس لی

"میرے پاس تمہیں یہاں دینے کے لئے کوئی جاب نہیں ہے معطر "

"جی؟؟ "

"میں کب سے بتانا چاہ رہا تھا لیکن ہمت نہیں ہوئی، میں نے اپنا سارا پیسہ جوڑ کر بزنس شروع کرنے کا سوچا تھا لیکن میرے پاس پرمٹ نہیں ہے، جو ورک پرمٹ ہے وہ اپنا بزنس شروع کرنے کی اجازت نہیں دیتا، یہاں کا قانون بہت سخت ہے، دوسری صورت میں مجھے کسی برطانوی شہری کو ڈھونڈنا تھا جسے رقم دوں اور وہ اپنے نام سے بزنس شروع کرے، میں نے یہی کیا، سب ٹھیک تھا، جارج کو میں سالوں سے جانتا ہوں، سب بہتر تھا لیکن اب جب ہم سب شروع کرنے جا رہے تھے تو وہ سارے پیسے لے کر فرار ہو گیا ہے، کہاں؟ میں نہیں جانتا، پولیس اسے ڈھونڈ رہی ہے لیکن اس کا کچھ پتا نہیں چل رہا "

سر پر آسمان گرنا کسے کہتے ہیں یہ اس لمحے اس نے جانا تھا

"ایسے۔۔۔ایسے کیسے؟ "

اس کی زبان لڑکھڑا گئی

"یہ سچ ہے، میں ان دو ہفتوں میں اتنا پریشان رہا ہوں کہ نادر کو فون کر کے کہنا یاد ہی نہیں رہا کہ تمہاری ٹکٹ کینسل کروا دے، جس دن تم یہاں آئیں اسی وقت مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا، لیکن تب دیر ہو چکی تھی، آئی ایم سوری "

سوری؟ صرف سوری؟ وہ اپنا سب چھوڑ کر آئی تھی، سب کچھ، گھر، محبت، بہن بھائی، سب کچھ، سوری؟

"آپ کو مجھے بتانا چاہیئے تھا عمر بھائی "

وہ روہانسی ہوئی

"مجھے معاف کر دو "

بس؟ معافی؟ وہ اٹھ کر چلے گئے، وہ وہیں بیٹھی رہی، چند لمحے سر کے جب نادیہ بھابھی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھیں

" دیکھو معطر شاید تم مجھے غلط سمجھو، میں صفائی نہیں دوں گی لیکن سچ یہ ہے ہم اب تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتے، ہمارے پاس جگہ نہیں ہے جہاں تم رہ سکو، کوئی بزنس نہیں ہے جہاں تم کام کر سکو، ہم لوگ اتنے خوشحال بھی نہیں ہیں کہ

تم کئی دن ہمارے ساتھ آرام سے گزارا کر سکو، اس لئے بہتر ہو گا کہ اپنا انتظام دیکھ لو "

اتنی سفاکی، وہ بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گئی

"میں اتنی جلدی کہا جاؤں گی بھابھی؟ "

"رینٹ پر رہ لینا، یہاں کام کر سکتی ہو، ویسے بھی تمہارا اوپن ورک ویزہ ہے، تمہیں مشکل نہیں ہو گی، میں جانتی ہوں میں سفاک بن رہی ہوں، مجھے افسوس بھی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم تمہارے جتنے ہی مجبور ہیں "

"کچھ وقت تو دیں بھابھی "

"میں فوراً جانے کا نہیں کہہ رہی، ہم بھی چند دن اس گھر میں ہیں، پھر یہ بیچ کر کہیں اور لے رہے ہیں، ان چند دنوں میں تم اپنے لئے کوئی اور ٹھکانہ ڈھونڈ لو، نادر سے جو ہو سکا وہ کریں گے، ہم جانتے ہیں ہم سے بھول ہوئی ہے، ہمیں تمہیں پہلے بتا دینا چاہئے تھا اپنے حالات کا، آئی ایم سوری "

دنیا کے پاس ایک یہی لفظ باقی رہ گیا تھا، سوری، بڑے سے بڑا نقصان کر دو، سوری کہہ دو، اتنا چھوٹا لفظ اتنے بڑے نقصان کو کیسے دور کر سکتا ہے؟، وہ اٹھ کر

کمرے میں آئی اور بے چینی سے ارد گرد گھومنے لگی، گھر بتانے سے سب پریشان ہو جاتے، یہاں وہ رہ نہیں سکتی تھی، انجان ملک، اجنبی لوگ، ایک لاوارث سی معطر صبا، اسے ایک بار خود ہی عمر بھائی سے ساری ڈیٹیل لے لینی چاہئے تھی، یوں منہ اٹھا کر دوسرے ملک اس امید پر آجانا کہ گویا کام وہاں اس کا انتظار کر رہا ہے، سراسر بے وقوفی تھی اور وہ یہ بے وقوفی کر چکی تھی

اسے لگا اس پر زمین اس سے زیادہ تنگ کبھی نہیں رہی

OOOOOOOOOOOO

اگلے چند دن اس نے شدید پریشانی میں گزارے، نادیہ بھابھی نے دوبارہ کچھ نہیں کہا تھا لیکن وہ خود ان کے حالات دیکھ رہی تھی، جس گھر میں وہ رہ رہے تھے وہ ان کا اپنا تھا اور ان کی ضرورت سے زیادہ بڑا تھا، فلوقت وہ کسی چھوٹے گھر میں شفٹ ہونا چاہتے تھے، دو بچے تھے جو سکول جاتے تھے اور کمانے والے واحد عمر بھائی، اگر مجبور وہ تھی تو وہ لوگ بھی تھے، پہلے پہل اس نے سوچا نادر بھائی کو

کال کرے اور انہیں خوب سنائے، یا کم از کم عمر بھائی کے سامنے ہی سارا غصہ نکال دے، انہوں نے اس کے ساتھ غلط کیا تھا اور اب وہ سفاک بن رہے تھے، لیکن بہت سی باتیں وہ صرف سوچ کر رہ گئی، زندگی عجیب ہو گئی تھی، وہ اپنا سب چھوڑ کر یہاں آئی تھی واپسی مشکل نہیں ناممکن تھی، گھر بتا نہیں سکتی تھی، وہاں سب پریشان ہو جاتے

اسے جاب کرنی تھی، بابا کا علاج کروانا تھا، پیچھے بہت سی چیزیں تھیں جو درست کرنی تھیں، اس نے طے کر لیا تھا کہ اب وہ خود ہی کوئی جاب ڈھونڈے گی، یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے کچھ نہیں ہونا تھا، اسی رات عمر بھائی نے اسے بلایا

"ایک جاب ہے اگر تم کرنا چاہو "

"میں تیار ہوں "

"پوچھو گی نہیں کون سی جاب؟ "

"کوئی بھی ہو۔۔۔۔۔ "

وہ کچھ دیر اسے دیکھتے رہے

"ایک کیفے میں ویٹرس کی ضرورت ہے، کر لو گی؟ "

ویٹرس ؟اس کے دل پر گھونسا پڑا، انگلش میں ماسٹرز کرنے والی برطانیہ میں ویٹرس کی جاب کرے گی ؟ عزت نفس فوراً عود کر آئی

"میں جانتا ہوں یہ جاب تمہارے لئے مناسب نہیں ہے لیکن اس وقت غنیمت ہے" عمر بھائی نے جیسے اس کے خیالات جان لئے تھے "تمہیں فلحال کام کی ضرورت ہے اور اس سے فرق نہیں پڑنا چاہئے کون سا کام، ویسے بھی وہاں کے پڑھے لکھے پی ایچ ڈی ہولڈر بھی یہاں چھوٹے موٹے کام کر رہے ہیں "

اسے احساس ہوا وہ ٹھیک کہہ رہے تھے، وہ اس وقت انکار کرنے کی حالت میں نہیں تھی، گہری سانس لیتے اس نے فیصلہ کر لیا

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے "

وہ کچھ دیر کو چپ ہو گئے

"دیکھو معطر، میں جانتا ہوں تم مجھے قصوروار سمجھتی ہو، ٹھیک سمجھتی ہو، مجھے اپنی پریشانی میں یہ نہیں بھولنا چاہئے تھا کہ میں نادر سے تمہیں یہاں بلوانے کا کہہ چکا ہوں، سوری بہت چھوٹا لفظ ہو گا لیکن میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتا "

"میں بھی سمجھ سکتی ہوں عمر بھائی، کوئی بات نہیں "

اس نے لاپرواہی ظاہر کرنا چاہی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ بات عام نہیں تھی، وہ اپنا تقریباً سب کچھ داؤ پر لگا کر آئی تھی، ناوہ واپس جا سکتی تھی نااس کے پاس یہ آپشن تھا

"تم کل سے ہی جوائن کر سکتی ہو، کیفے کا مینیجر میرا جاننے والا ہے، اس سے بات کرلی تھی میں نے اور جب تک چاہو یہاں رہ سکتی ہو "

"شکریہ۔۔۔ لیکن میں کوئی اور جگہ دیکھ لوں گی، مجھے علم ہے آپ لوگ یہ گھر چھوڑ رہے ہیں "

وہ ظرف دکھا رہے تھے تو کم ظرف اسے بھی نہیں بننا تھا، دنیا میں ہر شخص کی الگ داستان ہے، ہر شخص کے پاس غم ہیں تو اگر ہم کسی کی پریشانی دور نہیں کر سکتے تو اس میں اضافہ بھی نہیں کرنا چاہیے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیفے کا نام کوزی مگ (cozy mug) تھا، ارد گرد یونیورسٹیز تھیں سکول، تفریحی مقامات، کاروباری اور مصروف علاقہ، اس نے اگلے دن ہی جوائن کر لیا

،کام زیادہ نہیں تھا، اسے بس کافی کا آرڈر لینا تھا اور ڈسپوزیبل کپ کسٹمر کو دینے تھے، چند ایک لوگ آرڈر کرتے تو وہ بھی ان تک پہنچا دینا تھا، تنخواہ کم تھی لیکن فی الحال نعمت ہی تھی، صبح سویرے سے دوپہر دو کی ٹائمنگ تھی، اس نے بنا کسی شکوے کے کام شروع کر دیا ساتھ ساتھ گھر کی تلاش بھی جاری رکھی، از لنگٹن مہنگا علاقہ تھا، ہوسٹل کی فیس اس کی استطاعت سے زیادہ تھی، جو ہوسٹل نسبتاً سستے تھے وہاں کا ماحول اسے مناسب نہیں لگا، کئی دن کی خواری کے بعد بھی وہ کوئی بہتر جگہ نا ڈھونڈ سکی

"تم ہیکنی یا فنسبری پارک میں کیوں نہیں دیکھتیں؟، وہاں اکثریت ایشیائی کمیونٹی کی ہے، تمہیں کوئی جگہ مل جائے گی "

مایا کیفے میں اس کے ساتھ جاب کرتی تھی، شام کو وہ یونیورسٹی جاتی اور صبح کیفے، کئی دن کی خواری کے بعد اس نے مایا سے پوچھنا ہی مناسب سمجھا کہ وہ از لنگٹن کو یہاں آنے سے پہلے جانتی تک نہیں تھی اور مایا از لنگٹن کی ہی رہائشی تھی، آئیڈیا اچھا تھا تو وہ دونوں ہی کیفے کے بعد ٹیوب سے ہیکنی چلی گئیں، وہ جب سے

از لنگٹن میں تھی تب سے عموماً بس سے سفر کرتی تھی لیکن اس مرتبہ مایا کے ساتھ ٹیوب سے جانا پڑا تاکہ مایا یہ نا سمجھے کہ وہ کنجوسی کر رہی ہے

ٹیوب انڈر گراؤنڈ ٹرین تھی جو از لنگٹن میں عام سفر کے لئے استعمال کی جاتی تھی، عام طور پر کرایہ چھ پاؤنڈ اور ستر پینس تھا (برطانیہ میں سو پینس کا ایک پاؤنڈ بنتا ہے) لیکن آئسٹر کارڈ کے ذریعے کرایہ دوگنا کم ہو جاتا تھا، کم سے کم دو پاؤنڈ اور زیادہ سے زیادہ تین پاؤنڈ تک، مایا کے پاس سٹوڈنٹ کارڈ تھا تو اسے ٹیوب پر ڈسکاؤنٹ مل جاتا تھا، لیکن وہ نا سٹوڈنٹ تھی اور نا اس کے پاس آئسٹر کارڈ تھا، اس لئے وہ عموماً لوکل بس سے سفر کر لیتی تھی کہ ٹیوب کے مقابلے میں بس سستی تھی، گو اس کا ارادہ آئسٹر کارڈ بنوانے کا تھا کہ اس سے کرایہ کافی حد تک کم ہو جاتا تھا، یوں بھی نہیں تھا کہ کارڈ کو ہر وقت چارج کرنا ضروری تھا بلکہ وہ pay as you go (جتنا سفر اتنا خرچ) کے اصول پر چارج کیا جاتا تھا، تو ان سب سے فراغت کے بعد اس کا یہ سب کام نبٹانے کا ارادہ تھا

لیکن فی الحال وہی فراغت میسر نہیں آرہی تھی، ہیکنی میں آدھا دن خوار ہونے کے بعد بھی انہیں رہائش کے لئے کوئی مکان نا مل سکا، اگلے دن وہ فنسبری پارک چلی گئیں، اس بار اس نے مایا سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ بس سے ہی جائے گی (بھاڑ میں گئی شرمندگی، شومار نے کو خرچہ کرنا ضروری تھا؟)، عام طور پر ایک بس جبکہ بعض اوقات دو بس بدل کر فنسبری پارک تک کا سفر کیا جاتا تھا، فنسبری پارک ویسے تو رہائشی علاقہ تھا لیکن اس کے ساتھ پارک بھی موجود تھا اسے بھی فنسبری پارک ہی کہا جاتا تھا، رہائشی علاقے کے لئے پارک کا لفظ مشابہت اور الجھن سے بچنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ وسطی لندن میں ازلنگٹن سے قریب فنسبری نام کا ایک اور علاقہ بھی موجود تھا

فنسبری پارک کا علاقہ بہتر تھا، زیادہ تر عرب اور ایشیائی ممالک کے لوگ آباد تھے، مڈل کلاس اور تنخواہ دار طبقہ، کچھ دیر وہاں پتا کیا، گھر مہنگے تھے، ایک دو جگہ کرائے دار کی ضرورت تھی لیکن کرایہ زیادہ، وہ واپس آگئیں، اگلے دن دوبارہ سے مایا وہیں لے گئی

"یہ دیکھو۔۔۔۔کیسا گھر ہے؟"

ایک سیاہ گیٹ والے گھر کے سامنے رکتی وہ اس سے پوچھنے لگی

"اچھا ہے۔۔۔آگے چلو مزید اچھے گھر دیکھتے ہیں"

وہ آگے بڑھنے لگی جب مایا نے اسے پیچھے کھینچا

"بیوقوف، کرائے کے لئے کارڈ لگا رکھا ہے اِدھر"

وہ پلٹتی بورڈ تک گئی، باہر لیٹر باکس کے ساتھ "کرائے دار کی ضرورت ہے" کا اشتہار لگا تھا، دلچسپ بات یہ تھی کہ ساتھ "صرف پاکستانی رابطہ کریں" بھی لکھا ہوا تھا

"پوچھ لیں؟"

وہ متذبذب تھی

"پوچھ لیں کیا مطلب؟ چلو بس"

وہ اس کا ہاتھ پکڑتی دروازے تک آئی، بیل بجائی، کوئی باہر نا آیا، اس نے دوبارہ بجائی، پھر تیسری بار اور ہٹانا بھول گئی، پورے دو منٹ بعد کسی نے دھڑام سے دروازہ کھولا

"کس قدر جاھل مخلوق ہو تم لوگ، اگر کوئ دروازہ نہیں کھول رہا تو مطلب واپس چلے جاؤ "

وہ کوئ خاتون تھیں، دھاڑ کر دونوں کو مخاطب کیا تو وہ ڈر کر پیچھیں ہٹیں

"سوری.... "

مایا بوکھلا گئ

"زہر لگتا ہے یہ لفظ، بھاگو یہاں سے اب، جو کام تھا وہ بتانے کی ضرورت بھی نہیں ہے "

وہ غصے سے کہتے دروازہ بند کرنے لگیں

"ہم کرائے دار ہیں "

معطر گڑبڑا کر جلدی سے بولی، کہ وہ واقعی دروازہ بند کر رہی تھیں، اس کی آواز سن کر رکیں

"کس کے؟"

"آپ کے اگر آپ اجازت دیں تو "

"میں اجازت نہیں دے رہی، اس قدر بد تہذیب لڑکیوں کو مجھے کرائے دار نہیں رکھنا "

"وہ بد تہذیب میں تھی۔۔۔۔"مایا فورا سامنے آئی" یہ با تمیز، باتہذیب ہے، کرائے دار بھی یہی ہے "

خاتون کے ماتھے کے بل موجود رہے

"مجھے ضرورت نہیں ہے، بھاگو یہاں سے "

"مجھے ہے۔۔۔۔پلیز "

ملتجی انداز، سادہ چہرہ، وہ رک کر چند لمحے ان دونوں کو دیکھتی رہیں، نیلی جینز سفید شرٹ والی انگریز دکھتی لڑکی، گلابی شلوار قمیص پہنے ایشیائی نظر آنے والی دوسری لڑکی

"کہاں سے ہو؟ "

"پاکستان سے۔۔۔ پاکستان میں لاہور سے "

ان کی شکنیں ہلکی ہوئیں، کچھ دیر اسے گھورتی رہیں پھر دروازہ کھول کر اندر چلی گئیں، گویا اندر آجائیں، وہ دونوں جھٹ اندر گئیں، سامنے چھوٹا سالاؤنج، اوپر جاتی لکڑی کی سیڑھیاں، سامنے کچن، چھوٹا سا نفیس گھر

"بیٹھنے کا کس نے کہا ہے؟ جا کر گھر دیکھ لو پہلے "

وہ کچن میں جا رہی تھیں، بنا مڑے کہا اور وہ دونوں جو پہلے ہی بیٹھ چکی تھیں، ہڑ بڑا کر کھڑی ہوئیں، پھر سر ہلاتے اوپر نیچے سارا گھوم لیا

"مجھے تو مناسب لگ رہا ہے "

"ان خاتون کے ساتھ رہ لو گی؟ "

مایا نے جھر جھری لی تو وہ مسکرا کر رہ گئی، جب تک وہ دونوں واپس آئیں خاتون صوفے پر آرام سے بیٹھ چکی تھیں

"دیکھ لیا؟ "

"جی۔۔۔ "

"اب بیٹھو۔۔۔۔ "

وہ بیٹھ گئیں

"تمہارا نام کیا ہے؟ "

"معطر صبا "

"مطلب؟ "

"خوشبودار ہوا "

" یہاں کیوں آئ ہو؟ "

یہاں یعنی برطانیہ۔۔۔ برطانیہ یعنی لندن۔۔۔لندن یعنی از لنگٹن

"جاب کے لئے "

"گھر میں کوئ کمانے والا نہیں ہے کیا؟ "

"کچھ مجبوریاں تھیں "

" مجبوریاں؟ گھومنے کا شوق ہوتا ہے تم لڑکیوں کو بس "

کڑوا لہجہ، وہ چپ کر گئ

"کیا جاب کرتی ہو؟ "

"کیفے میں۔۔۔ کہیں اور ڈھونڈنی ہے ابھی "

"ہمممم۔۔۔دیکھو لڑکی" وہ کپ رکھتی آگے کو ہوئیں "گھر سے باہر تم جو کرو تمہاری مرضی، لیکن گھر میں لڑکوں سے رابطہ رکھنے سے پرہیز کرنا، مجھے صاف ستھرہ گھر پسند ہے، گند مت پھیلانا، میں زیادہ نہیں کھاتی اس لئے کچن کا سامان کم ہے، تمہیں زیادہ کھانا ہو تو زیادہ سامان لے آؤ، اپنے سارے کام میں خود کرتی ہوں، تمہیں بھی خود کرنے پڑیں گے، رات کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہو گی، جو کام ہو دن کو نپٹا لینا، اوپر والا کمرہ تمہیں دے رہی ہوں، سامان لے کر شفٹ ہو سکتی ہو آج سے ہی لیکن اس سے پہلے اپنے گھر کا ایڈریس، فون نمبر، گھر کا نمبر سب مجھے دو "

مایا نے اس کا ہاتھ دبایا، گویا وہ منع کرنا چاہتی تھی لیکن اس نے سر ہلا دیا

"کرایہ کتنا ہو گا؟ "

انہوں نے بتا دیا، کرایہ مناسب تھا اسے کوئ اعتراض نہیں تھا، ان سے چند ایک دوسری باتیں پوچھنے کے بعد وہ دونوں واپس چلی گئیں، مایا پورا راستہ اسے منع کرتی رہی لیکن اسے کوئ اعتراض نہیں تھا، عمر بھائ کل دوسری جگہ شفٹ ہو رہے تھے، فلوقت وہ اسی جگہ گزارہ کر لے گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سامان لے کر اگلے ہی دن شفٹ ہو گئ

خاتون کا نام بانو بیگم تھا، فنسبری پارک میں وہ صرف بانو کے نام سے جانی جاتی تھیں، اسے بھی صاف کہہ دیا کہ ساتھ آنٹی وانٹی لگانے کی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنا کروشیا کا کام کرتی تھیں، سوٹوں پر کڑھائی کرتیں اور یہاں پاکستانی کمیونٹی اور انڈینز میں فروخت کرتیں، شوہر وفات پا چکے تھے لیکن چند ایک چھوٹی موٹی دکانوں میں سرمایہ کاری کر رکھی تھی تو اس کی رقم بھی مل جاتی، نا انہیں بہت زیادہ کا لالچ تھا، نا ان کے پاس بہت زیادہ تھا، جو تھا وہ اس پر راضی تھیں

اپنے شوہر کے ساتھ بیس سال پہلے خاندان والوں کی مرضی کے خلاف شادی کر کے لندن آئ تھیں، پیچھے سب نے تعلق توڑ دیا، انہیں بھی پیچھے والوں کی ضرورت نہیں تھی لیکن صرف تب تک جب تک ان کے شوہر زندہ رہے، چھ سال پہلے ان کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے پیچھے رہ جانے والوں سے رابطے کی کوشش کی، لیکن اب پیچھے سوائے بھائیوں کے کوئ باقی نہیں رہا تھا اور بھائ نے لاتعلقی کا اظہار کر دیا تو انہوں نے بھی دوبارہ رابطہ نہیں کیا، اب یوں تھا کہ وہ تنہا

تھیں اور یہ تنہائی انہیں کاٹ کھانے کو دوڑتی، کئی کرائے دار رکھے لیکن کسی سے بن نا سکی، انگریزوں سے خدا واسطے کا بیر تھا، جب سے کار ایکسیڈنٹ میں کسی انگریز کی ٹکر سے ان کے شوہر کا انتقال ہوا تھا تب سے انگریز زہر لگتے تھے، اٹھتے بیٹھتے ان کی برائی کرتیں

اب پاکستانی لڑکی گھر آئی تھی تو کچھ سکون ہوا تھا، اس کا سکون البتہ درہم برہم ہو گیا تھا، جانے کس مزاج کی خاتون تھیں، اس کے گھر فون کر کے تصدیق کی، کیفے جا کر جگہ دیکھی، اس کا آئی ڈی کارڈ چیک کیا، ایک کاپی اپنے پاس رکھی، لاہور کا ایڈریس تک رکھ لیا

"کن کے ساتھ رہ رہی ہو معطر؟"

امی ان کے فون آنے کے بعد اس سے پوچھ رہی تھیں

"پاکستان سے ہیں امی، بانو بیگم نام ہے"

"تم نادر کے دوست کے گھر نہیں رکی تھیں؟"

"میں وہاں کمفرٹیبل نہیں تھی، بچے ہوتے ہیں، ان کی اپنی زندگی ہے، پھر یہاں کرایہ مناسب تھا تو میں ایڈجسٹ کر لوں گی"

اس نے کسی طرح انہیں مطمئن کر دیا، نادر بھائی کو اس نے صاف منع کر دیا تھا کہ گھر میں کسی کو نا بتائیں کہ یہاں کیا ہوا تھا، جانے اماں مطمئن ہوئیں یا نہیں لیکن مزید کچھ نہیں کہا

وہ دن میں ایک بار دو تین منٹ کی کال کر لیتی، بابا کی خیریت اور باقی سب کا پوچھ کر رکھ دیتی، اپنی خیریت بتانے کا وقت نہیں تھا نا وہ اپنا حال بتانا چاہتی تھی، اس کے حال پہلے جیسے ہی تھے اب مزید خراب ہو گئے تھے

وہ کیفے کے علاوہ بھی جاب ڈھونڈ رہی تھی، کچھ بانو آپا (ان کے منع کرنے کے باوجود اس نے بانو آپا کہنا شروع کر دیا تھا) کے ساتھ مل کر کروشیا کرواتی تو کچھ پیسے اسے بھی دے دیتیں، صبح وہ کیفے چلی جاتی، دوپہر میں واپسی، جو مل رہا تھا وہ کافی نہیں تھا، جو کافی تھا وہ میسر نہیں تھا، گھر میں حالات پہلے جیسے تھے، اس کی کمائی وہاں کافی نہیں تھی، بابا کے علاج کے لئے مزید رقم درکار تھی، وہ انگلش میں ماسٹرز کرنے والی لڑکی اب دیار غیر میں ایک ویٹرس تھی وہ اس پر بھی راضی تھی اگر اس کی جاب سے پیچھے کے حالات بہتر ہو جاتے، اسے اب احساس ہوا کہ ملک سے باہر جانے والوں کے لیے زندگی کتنی مشکل ہوتی ہو گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کیفے سے عموماً کچھ فاصلہ پیدل طے کر لیتی تھی کہ کوزی مگ سے چار پانچ منٹ کی مسافت پر روٹ تھا جہاں سے فنسبری پارک کے لئے ڈائریکٹ بس چلتی تھی تو اسے آسانی ہو جاتی تھی، یہ بھی انہیں عام دنوں میں سے ایک دن تھا جب وہ کسی قدر تیزی سے اسٹاپ کی طرف جا رہی تھی، بس نکل جاتی تو اگلی بس دس منٹ بعد آتی اور اسے جلدی پہنچنا تھا، یہ اسی تیز رفتاری کا نتیجہ تھا کہ وہ کسی سے زور سے ٹکرائی، جانے سامنے والی لڑکی کچھ زیادہ موٹی تھی یا وہ کمزور کہ ایک ٹکر کی دیر تھی اور وہ دھڑام سے نیچے گری، ہتھیلیاں چھل گئیں، کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ گئیں اور وہ کراہ کر رہ گئی

"تم دیکھ کر نہیں چل سکتیں؟"

بمشکل خود کو کھڑا کرتے وہ سیدھی ہوئی تو سامنے دیکھا، سات آٹھ سال کی اچھی خاصی موٹی بچی، اگر وہ اس کے اوپر گرتی تو یقیناً اس نے زندہ نہیں بچنا تھا

"نہیں، اب اگلا سوال تم یہ کرو گی کہ کیا تم آنکھیں گھر رکھ کر آئی ہو؟ تو ہاں میں آنکھیں گھر رکھ کر آئی ہوں"

منہ میں کریکر چباتے اس نے اسی پھولے منہ کے ساتھ جواب دیا

"اگر آنکھیں گھر رکھ کر آئی ہو تو پھر باہر کیوں ہو؟ "

"کیا اندھے لوگوں کو باہر نکلنے کا حق نہیں؟ کس قدر غلط بات ہے "

بڑی آئی تھی اندھی، مسلسل کھاتے ہوئے وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی، معطر کا دل کیا اسے ایک تھپڑ لگا دے

"اگر تم مجھے مارنے کا سوچ رہی ہو تو میں بتا دوں کہ برطانوی قانون کے تحت میرے پاس یہ حق ہے کہ میں تمہیں صرف تھپڑ لگانے پر ہی پولیس کے حوالے کر سکتی ہوں "

اس نے اپنے دل کی خواہش دبا دی، یہ پاکستان ہوتا تو وہ اس کی اچھی طرح دھلائی کر دیتی، لیکن افسوس انگریزوں کے ملک میں وہ انگریزوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی تھی

"تم مجھے سوری کہہ کر معاملہ رفع دفع کر سکتی ہو "

"میں معاملہ رفع دفع نہیں کرنا چاہتی، تم پولیس کے پاس جاسکتی ہو لیکن میں یہ بھی بتادوں کہ برطانوی قانون مجھے کچھ کہنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ یہ ایک حادثہ تھا "

اس نے لعنت بھیجی برطانوی قانون پہ اور اپنی ٹوٹی چوڑیوں کو دیکھا، سبز رنگ کا کانچ نیچے بکھرا تھا، اس کا دل ٹوٹ گیا، یہاں برطانیہ میں وہ اب چوڑیاں کہاں سے ڈھونڈتی، سامنے کھڑی منہ چلاتی لڑکی کو غصے سے گھورتے وہ جانے کے لئے مڑنے لگی، جب سامنے سے کوئی لڑکا تیزی سے اسی بچی کے پاس آیا اور اسے تھاما

"لوئ تم ٹھیک ہو؟ "

"یہ سوال مجھ سے نہیں اس سے پوچھوں "

لوئ نامی بچی کا ہاتھ اس کی طرف اشارے کی صورت آیا، اس کے سامنے بیٹھے لڑکے کا چہرہ بھی، وہ سیاہ بالوں اور شہد رنگ آنکھوں والا مرد تھا، معطر صبا نے ایک نظر میں ہی دونوں میں مماثلت ڈھونڈ کر انہیں ایک دوسرے کا باپ اور بیٹی اور بیٹی بنادیا

"آپ ٹھیک ہیں مادام؟ "

وہ بچی کے سامنے سے ہٹتا اس سے پوچھ رہا تھا، شستہ انگریزی، سرخ و سفید رنگت

،یقیناً وہ مقامی تھا

"نہیں، آپ کی بیٹی نے مجھے اچھا خاصا زخمی کر دیا ہے، اسے مجھے سوری کہنا چاہئے لیکن میرا خیال ہے آپ لوگوں کو سوری کہنے کا طریقہ نہیں آتا "

"بیٹی ؟ "

اس نے ابرو اچکائے

"ظاہر ہے اسی نے ٹکر ماری ہے مجھے "

"حالانکہ تمہیں احتیاط کرنی چاہئے، تم جیسی لڑکیوں کو گھر سے نہیں نکلنا چاہئے ،میرا خیال ہے کمزور لوگوں کو اس ڈر سے گھر میں قید کر لیا جانا چاہئے کہ وہ باہر جا کر ہم جیسوں کے نیچے نا آ جائیں "

اس کا چہرہ سرخ پڑا، یہ سراسر بعزتی تھی

"آپ کی بیٹی کو زرا تمیز نہیں ہے "

وہ شاید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رکا پھر ایک ہاتھ جیب میں ڈالے دوسرا ہاتھ منہ پر رکھتا کھنکارا

"وہ کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہی ویسے "

،اب کے اس کے کان لو تک سرخ ہوئ، یہ انگریز کس قدر بد تمیز تھے ،مزید خوار ہونے کے بجائے اس نے جھپٹ کر بیگ سیدھا کیا اور جانے لگی جب وہ اس کے پیچھے آیا

"اس کی طرف سے میں معذرت کرتا ہوں "

"اس کے حصے کی سزا بھی آپ بھگت لیں "

"کون سی سزا؟ "

"یہ دیکھیں۔۔۔"رک کر اپنا ہاتھ اسے دکھایا، کلائ زخمی تھی"میری چوڑیاں توڑ دی ہیں اس نے، یہاں برطانیہ میں اب میں کہاں سے لوں گی؟ "

وہ چند لمحے اس کی کلائیوں کو دیکھتا رہا، جو ٹوٹے ٹکڑے تھے وہ اس نے ہاتھ میں تھام رکھے تھے، عزیز من، عزیز جان شے، معطر صبا کی چوڑیاں

"آپ کو چوڑیوں کے ٹوٹنے کا غم ہے؟ "

"ہاں۔۔۔ "

"آپ زخمی ہوئ ہیں "

زخمی؟اس نے ٹھٹک کر کلائی کو دیکھا، کانچ کے ٹکڑے کلائی میں چبھے تھے، اسے یاد آیا یہ چوڑیاں تیمور نے دلائی تھیں، زخم کا احساس دیر سے ہوا، درد بھی اب ہوا تھا

"چھوٹا سا زخم ہے "

دھیمے سے کہتے اس نے سر جھٹکا پھر جانے لگی

" نظر انداز مت کریں، میں دوائی لے دیتا ہوں "

وہ پیچھے آ رہا تھا، لوئی بھی مسلسل ان کے پیچھے چل رہی تھی

"نہیں چاہئے، اس سے زیادہ بڑے زخم کھائے ہیں، "

اوور بسس، وہ کس قدر تیز قدموں سے چلتے ہوئے وہاں سے دور ہوتی گئی، راستے میں وہ رکی ڈسبن پڑا تھا، ٹھہر کر اس نے بچی ہوئی چند چوڑیاں کلائی سے نکالیں اور اس کے اندر پھینک دیں، برطانیہ کی شہری کو تھپڑ مارنے کا سوچنے والی برطانیہ کے شہری کی زخم دور کرنے کی آفر ٹھکرا چکی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اگلے دن اسی راستے سے گزر رہی تھی جب لوئی نامی بچی یکدم سامنے آ گئی

"تم مجھے کسی دن ہلاک کرو گی"

"میں اس کام کو یہاں کیوں کروں گی؟، میرا نہیں خیال میں پکڑے جانا پسند کروں گی"

"تو کیا باقاعدہ پلاننگ کر کے مجھے ہلاک کرنے کا ارادہ ہے؟"

"اول تو میں ایسا چاہتی نہیں ہوں، دوم، کیونکہ میں ایسا نہیں چاہتی تو میں اپنے دماغ کو پلاننگ کرنے میں ضائع نہیں کروں گی، میرے پاس اس سے زیادہ اہم کام ہیں"

اس کا اہم کام شاید کھانا ہی تھا، معطر سر جھٹکتے جانے لگی جب وہ سامنے آ گئی

"میں تم سے معذرت کرتی ہوں، دراصل کل غلطی میری تھی"

"یہ احساس کیسے ہو گیا؟"

"کیا تمہیں لگتا ہے میں بے حس ہوں، دیکھو اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے تو معافی مانگ رہی ہوں"

"ٹھیک ہے، معاف کیا"

اس نے جان چھڑانی چاہی لیکن بچی شاید جان چھڑانے نہیں آئی تھی

"شکریہ، میرا خیال ہے اب ہمیں دوست بن جانا چاہئے، اور کیونکہ دوست ایک دوسرے کو تحفے دیتے رہتے ہیں اس لئے ہم بھی تحفے سے آغاز کرتے ہیں، میں بتادوں مجھے چاکلیٹ بہت پسند ہے "

بہت خوب، کل تک اسے مارنے کی باتیں کرنے والی دوستی کی پیشکش کر رہی تھی، بلکہ زبردستی دوست بن رہی تھی

"ٹھیک، اور مجھے تحفے کے طور پر کیا ملے گا؟ "

"میں ایک آٹھ سال کی بچی ہوں، مجھے جتنی پاکٹ منی ملتی ہے اس سے میرا گزارا مہینے میں نہیں ہوتا، تمہیں مجھ سے تحفہ مانگتے ہوئے شرم آنی چاہئے "

اس کا چہرہ سرخ ہوا، یہ لوگ کس قدر منہ پھٹ تھے

"میرے پاس فلحال کوئی تحفہ نہیں ہے "

وہ دراصل اس سے دوستی نہیں کرنا چاہتی تھی، دو دن میں ہی دماغ خراب کر دیا تھا آگے کیا ہوتا؟

"تمہارے پاس فی الحال پرس ہے جس کے اندر مجھے یقین ہے کہ پیسے ہوں گے، تم پیسے دے دو میں اپنی مرضی سے تحفہ لے لوں گی "

اللہ! یہ تو زبردستی پیچھے ہی پڑ گئ تھی، جواب دینے سے پہلے اس کی نظر پیچھے آتے لڑکے پر گئ، وہ چھوٹی بچی کا بیگ کاندھے پر رکھے ہوئے تھا

"لوئ کیا تم نے معافی مانگی؟ "

"ہاں بالکل، یہ مجھے معاف کر چکی ہیں، اور چاہتی ہیں کہ اب ہم دوست بن جائیں، بلکہ انہوں نے مجھے تحفے کی آفر کی ہے، جو میں کب سے منع کر رہی ہوں "

اس نے فوراً پینترا بدلا، معطر کا منہ ہلکا سا کھلا

"اور جیسے میں یقین کر لوں گا، گاڑی میں بیٹھو جا کر "

نرمی سے کہتے وہ معطر کی طرف متوجہ ہوا تو لوئ تابعداری سے سر ہلاتی فوراً غائب ہوئ

"آئ ایم سوری، شاید اس نے آپ کو تنگ کر دیا ہے "

"تنگ نہیں، دماغ گھما دیا ہے، آپ کی بیٹی پیاری ہے لیکن تھوڑی شرارتی ہے ـــ "

"وہ میری بیٹی نہیں ہے "

نرمی سے ٹوکا تو اسے چپ لگ گئ

"جی؟ "

"لوئ۔۔۔۔ وہ میرے پڑوسی کی بیٹی ہے، وہ چند دن سے شہر سے باہر ہے تو لوئ کو پک اینڈ ڈراپ کی سروس میں فراہم کر رہا ہوں "

وہ بہت نرمی سے بولتا تھا، دھیما، شائستہ لہجہ انگریزوں کی طرح بہت تیزی سے نہیں بلکہ دھیمے سے، چہرے پر ایک نرم سا تاثر تھا

"اوہ آئ ایم سوری۔۔۔۔ "اسے خفت نے آن گھیرا

"اٹس اوکے۔۔۔ ویسے میں حیران ہوں کہ آپ کو وہ کس اینگل سے میری بیٹی لگی؟"وہ سر جھٹکتے مسکرایا

"ویسے ہی کہہ دیا تھا، یوں ہی منہ سے پھسل گیا، آپ اس کے ساتھ تھے تو میں نے یہی سمجھنا تھا نا، اوپر سے لوئ کا انداز..."سر جھٹکا"آپ کے ملک کے بچے بہت عجیب ہیں "

"میرے ملک کے بچے؟ میرا خیال ہے بچے سب ایک جیسے ہی ہوتے ہیں "

"جی نہیں، آپ کبھی پاکستان آئیں، ہمارے ملک کے بچے اس قدر تابعدار، سلیقہ شعار، تمیزدار ہیں کہ سوچ ہے آپ کی "

"آپ پاکستان سے ہیں؟ "

وہ چونکا تھا

" بالکل۔۔۔اس لئے تو کہہ رہی تھی کہ مجھ سے یہاں کے بد تمیز بچے ہضم نہیں ہو رہے ہے، ہمارے اِدھر تو سب اتنی تمیز سے رہتے ہیں "

اس نے صاف دیکھا تھا کہ مقابل نے مسکراہٹ ضبط کی تھی، کیوں؟

"آپ مسکرا رہے ہیں؟ "

ماتھے پر بل ڈالے پوچھا تو اس نے چہرے کے زاویے درست کئے

"زخم ٹھیک ہو گیا آپ کا؟ "

"زخم نہیں تھا۔۔۔ "

اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا

"آپ کو نہیں لگا ہو گا، "

نظر اس کی کلائی پر گئی، چھوٹی چھوٹی کھروچ، سونی کلائی، زخموں کا ہلکا سا نشان

"آپ نے چوڑیاں نہیں پہنیں؟ "

لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا، غیر ارادی طور پر، معطر کی نظر کلائی پر گئی

"ٹوٹ گئی تھیں۔۔۔۔ "

آواز دھیمی ہو گئی

"میں لا دوں؟ "

اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، وہ ہلکا سا گڑ بڑا گیا

"لوئی کی وجہ سے ٹوٹی تھیں، اس لئے آفر کی ہے "

"نہیں۔۔۔ انہیں اب تک ٹوٹ جانا چاہئے تھا، وہ ٹوٹ گئیں۔۔۔ اچھا ہوا

"

"میں سمجھا نہیں "

"آپ کو سمجھانا بھی نہیں تھا "

وہ اب جانا چاہتی تھی

"آپ کا نام جان سکتا ہوں؟ "

"میں اجنبیوں کو نام نہیں بتایا کرتی "

"شاید ہم کچھ عرصے بعد اجنبی نا رہیں؟ "

وہ رک کر اسے دیکھنے لگی، سامنے والا ایک بار پھر گڑ بڑا گیا

"میرا خیال تھا میں اچھا مزاق کرتا ہوں "

"میں اجنبیوں سے مزاق بھی نہیں کیا کرتی "

وہ سنجیدہ تھی اور جانے کو پر تول رہی تھی

"اگر میں نے آپ کی چوڑیاں واپس کرنی ہوں تو کہاں ملیں گی آپ؟ "

وہ چلتے چلتے رکی، اجنبی دیس کا اجنبی اسے ہی دیکھ رہا تھا

" بنجارے ڈھونڈ لیا کرتے ہیں، ڈھونڈ لیجئے گا کسی گلی میں مجھے "

اردو میں کہتی وہ اپنا دو گز کا دوپٹہ سنبھالتی آگے بڑھ گئ، نا وہ دوبارہ ملتا نا اس نے چوڑیاں لینی تھی اور نا مقابل کو بات سمجھ آئ ہو گی، اسے یقین تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کولڈ کافی کا آرڈر اس کے سامنے رکھنے کے بعد اس نے رقم بتاتے ہوئے بل جمع کرانے کا کہا تو وہ جو کافی کا کپ منہ سے لگا رہا تھا رک گیا

"تم مجھ سے پیسے مانگ رہی ہو؟ "

"جی "

"مجھ سے ؟ "

انداز یوں تھا جیسے وہ کہنا چاہتا ہو مجھ سے ؟ جس کی ملکیت میں پورا برطانیہ ہے، جس کو سلامی دینے کے لئے روز گھر کے سامنے فوجی دستے اترتے ہیں، جس کا نام لے کر مثالیں دی جاتی ہیں، اس سے رقم مانگنے کی گستاخی کی جا رہی ہے ؟

"جی، میں آپ سے آپ کی لی گئی کافی کے پیسے مانگ رہی ہوں "

گستاخ ابھی تک اپنی گستاخی پر قائم تھا، سامنے کھڑے لڑکے نے ابرو اچکائے

"تم جانتی ہو میں کون ہوں؟ "

"نہیں "

"یقیناً نہیں جانتیں، ورنہ تم یہ گستاخی نا کرتیں، اب یوں کرو میرے جانے کے بعد کیفے کے مالک سے پوچھنا کہ ایرک کیان سے پیسے مانگنے پر سب سے قابل عزت طریقہ کون سا ہے جس سے تمہیں جاب سے نکالا جا سکے "

" تمہیں لگتا ہے تم اس طرح کہو گے اور میں تم سے ڈر جاؤں گی اور پیسے نہیں لوں گی؟ "

"افسوس میں تمہیں ڈرانا بھی نہیں چاہتا "

" باتیں بند کرو مسٹر اور پیسے نکالو "

وہ بے زار ہوئی، وہ اسے دیکھتا کاؤنٹر پہ کہنیاں رکھتا جھکا

"لڑکی، میں آخری موقع دے رہا ہوں، ورنہ اس کے بعد ہماری اگلی ملاقات تب ہو گی جب تم مجھے سوری کہنے آؤ گی "

"خواب۔۔۔۔ "

"میں خوابوں پہ نہیں حقیقت پہ یقین رکھتا ہوں، تم میری طاقت سے واقف نہیں ہو"

"اور میں باتیں کرنے والوں کو ذرا اہمیت نہیں دیتی، جن کی باتیں عمل سے خالی ہوں "

"چچ۔۔۔ مجھے تمہارے لئے افسوس ہے "

وہ لب بھینچتی آگے کو ہوئی

"بہت شکریہ لیکن تم رقم ادا کئے بغیر نہیں جا سکتے "

"تم اب بھی گستاخی پر قائم ہو، میری برداشت کی داد دو "

"باتیں بند کرو اور پیسے جمع کراؤ "

اس کا چہرہ سرخ ہوا، پٹخ کر کافی سامنے رکھی

"یہ اس کیفے سے لی گئی میری آخری اور تمہاری اس کیفے پر بیچی گئی آخری کافی ہے، مسٹر ولیم سے کہنا آج سے اس کیفے کی کافی ایرک پر حرام ہے "

اور یہ جا وہ جا، پیچھے کھڑی معطر نے کاندھے اچکاتے کافی اٹھالی، آیا بڑا دھمکی دینے والا، جیسے وہ کوئی سلیبرٹی ہو

وہ سلیبرٹی سے کم نہیں تھا، اسے اندازہ ہو گیا، اس کے جانے کے بعد مینیجر کو ایرک کی آمد اور معطر کی اس کی شان میں کی جانے والی گستاخی من و عن بتادی گئی، انہوں نے اپنے آفس میں بلا کر اس کی اچھی خاصی کلاس لی

"کیا تم بیوقوف ہو؟ تم ایرک سے پیسے مانگ سکتی ہو؟"۔

"اس نے کافی لی تھی سر "

وہ منمنائی

"وہ پورے دس کپ لے سکتا ہے، تم نے ایک کپ کے پیسے مانگ لئے؟"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس سے پیسے مانگنا جرم ہے "

"یہ ناقابل معافی جرم ہے، کل تک اگر وہ واپس نا آیا تو تم جا کر اس سے معافی مانگو گی، اگر وہ معاف نا کرے تو اپنا سامان سمیٹ لینا "

وہ ضبط کرتی واپس آ گئی، اس لڑکے پر جی بھر کر غصہ آیا، اتنا اہم کیوں تھا آخر؟

وہ اہم اس لئے تھا کیونکہ وہ یونیورسٹی کے آدھے سٹوڈنٹس کو اس کیفے سے کافی دلاتا تھا، آدھی یونیورسٹی اس کی وجہ سے یہاں سے کافی لیتی تھی، جانے وہ مشہور تھا یا بدنام لیکن ایسا ہی تھا، کیفے کی طرف سے اسے اس خدمت پر روز کی ایک کافی مفت دی جاتی تھی جس پر آج معطر صبا نے لات مار دی تھی

یہ اسے بعد میں علم ہوا کہ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس سے لی گئی رقم میں سے اسے کافی دی جاتی تھی، یعنی وہ نا ہی مفت کی کافی پیتا تھا نا اپنے پیسوں کی، وہ بچارے غریب سٹوڈنٹس کے جیب خرچ پر ڈاکہ ڈالتا تھا

وہ اگلے دن نا آیا، خوش قسمتی کے اگلے دن مینیجر بھی نا آیا، بد قسمتی کہ اگلے دن یونیورسٹی سے صرف چند سٹوڈنٹس کافی لینے آئے تھے، جو وہ طاقت رکھتا تھا اس نے وہ طاقت معطر صبا کو دکھا دی تھی

اگلے دن پھر مینیجر نے اسے آفس بلا کر اچھی خاصا سنا کر یونیورسٹی بھیجا کہ جا کر ان کے کیفے کی خوش حالی کے سبب کو منا کر لائے، ناچار اسے جانا ہی پڑا کہ معاملہ اس کی نوکری کا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یونیورسٹی میں عام لوگوں کو صرف لائبریری یا کینٹین جانے کی اجازت تھی، عام لوگ پوری یونیورسٹی میں نہیں گھوم سکتے تھے، جہاں گھوم سکتے تھے وہاں بولائے بولائے گھومنے کے بعد وہ ایک سٹوڈنٹ کے سامنے رک گئ

"کیا تم اس لڑکے کو جانتی ہو جس کے گلے میں کیمرہ تھا، وہ جس کے بازوں میں بہت سے ربنز تھے "

اسے نام تک بھول گیا تھا، جانے کیا بتایا تھا مینیجر نے

" نظریں گھماؤ تمہارے پیچھے ہزاروں ایسے لڑکے گھوم رہے ہیں، اپنا مطلوبہ لڑکا لے لو "

مطلوبہ لڑکا لے لو؟ اس کا چہرہ سرخ ہوا

"میں اس کا پوچھ رہی ہوں جو سامنے کے کیفے سے کافی لیتا ہے "

"ہماری آدھی یونیورسٹی وہیں سے لیتی ہے، تم چاہو تو آدھی یونیورسٹی کے لڑکے لے کر جا سکتی ہو "

بدتمیز انگریز، وہ پیر پٹختی آگے بڑھ گئ، جانے کیا نام تھا اس آفت کا، جانے کون سے ڈیپارٹمنٹ میں ہوتا تھا

"کیا آپ میری تھوڑی سی مدد کر سکتی ہیں؟ "

تھک ہار کر وہ ایک اور لڑکی کے پاس رک گئ

"ہاں کیوں نہیں، لیکن دھیان رکھنا تھوڑی سی مدد سے زیادہ مدد مانگوں گی تو میں نہیں کروں گی "

کتنے بے مروت تھے انگریز!!

"نہیں بس تھوڑی سی ہی مدد، کیا تم اس لڑکے کو جانتی ہو جو سامنے کیفے سے روز مفت کی کافی لیتا ہے؟ "

"اوہ۔یہ کب ہوا؟اس یونیورسٹی میں مسٹر ولیم کا ایسا پیارا کون پیدا ہو گیا جسے وہ مفت کافی دینے لگا؟ "

وہ حیران ہوئ، پریشان ہوئ

"وہ جس کے گلے میں کیمرہ تھا، وہی جو یہاں کی آدھی عوام کو وہاں سے کافی دلواتا ہے اور پھر ان کے آدھے پیسوں سے کئی صدیوں سے مفت کی کافی پی رہا ہے"

وہ بے زاریت سے یہی کہہ سکی

"تم کس کی بات کر رہی ہو؟..." پھر وہ چونکی، منہ کھلا "کیا تم ایرک کا کہہ رہی ہو؟ مجھے یقین کرنے دو"

"ہاں یہی، یہی تھا، ایرک، یہ کہاں ملے گا؟"

شکر !!

"تم نے ابھی جو کہا سچ کہا؟"

"سچ تھا، یہ لڑکا کہاں ملے گا؟"

"وہ اس وقت صرف ایک جگہ ملے گا"

"کہاں؟"

"کینٹین میں"

وہ سر ہلاتی اس ششدر چہرے والی کو وہیں چھوڑتی کینٹین تک آئی، ڈھیروں کرسیاں، میزیں، لوگ، ان میں اب وہ اس ایرک نامی بلا کو کہاں ڈھونڈے؟

"سنو مسٹر، یہ ایرک کون سا ہے ان میں سے؟"

لڑکے نے کچھ کہنے کی بجائے ہاتھ سے اشارہ کر دیا، اس کی نظر اشارہ کی گئی جگہ پر گئی، آخری کونے میں کرسی پر بیٹھا، بلکہ نیم دراز لڑکا، پاؤں ٹیبل پر لمبے کر رکھے تھے، ہاتھ گود میں تھے، سر کرسی پر پیچھے کی طرف تھا، منہ پر کتاب

وہ گہری سانس لیتی اس تک آئی

"مسٹر۔۔۔"

وہ اسی طرح پڑا رہا

"ایکسکیوز می؟"

ساکت

"ہیلو؟"

"کیا تم سن رہے ہو؟"

"میرا نام مسٹر، ایکسکیوزمی، ہیلو نہیں ہے، ایرک ہے، اس نام سے بلاؤ، پھر میں جواب دوں گا "

اس نے دانت پیسے، کس قدر بگڑی قوم تھی یہ

"مسٹر ایرک، کیا تم میری بات سن سکتے ہو؟ "

اس نے ایک ہاتھ سے بڑھا کر کتاب چہرے پر سے اٹھائ، دوسرے ہاتھ سے جمائ روکی

"سناؤ "

"میں تم سے سوری کہنے آئ تھی "

"کہو "...

کہو مطلب؟ ان کے ہاں سوری کہنے آئ ہوں کا مطلب سوری نہیں ہوتا؟

"آئ ایم سوری "

"اب مجھے یاد کرنے دو تمہاری غلطی کیا تھی "

جمائے روکتے، آنکھیں پوری کھولتے پہلی بار غور سے اسے دیکھا، سفید لمبی قمیص، سفید شلوار، لمبا سفید دوپٹہ، ہاتھوں میں چوڑیاں، چہرے پر بے زاری

"اوہ، کافی گرل"۔۔۔وہ محظوظ ہوا"کیا میری طاقت پر یقین آگیا؟ '

پاؤں کرسی سے اتار کر رکھ لئے، غور سے اسے یوں دیکھا جیسے اندر تک جان لینا چاہتا ہو، اس نے لب بھینچ لئے

، "میری معذرت قبول کرو تاکہ میں جا سکوں "

"کون سے سیارے کی ہو؟ "

وہ اس کی چوڑیوں کو دیکھ رہا تھا

"مطلب؟ "

"تم ہمارے ملک کی نہیں ہو "

"نہیں ہوں۔۔۔تم بس سوری قبول کرو "

"پہلے سوری کہو، پھر قبول کروں گا "

"ابھی تو کہا ہے "

"وہ میری نیند خراب کرنے کے لئے تھا، اب تم اس دن کی بدتمیزی پر دوبارہ سوری کہو "

معطر کا ضبط جواب دینے لگا، مسئلہ نوکری کا نا ہوتا تو وہ اس شخص پر لعنت بھیج کر چلی جاتی

"مسٹر ایرک، اس دن کی بدتمیزی پر میں معافی مانگتی ہوں، کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو؟ "

"میں سوچوں گا کہ معاف کروں یا نا، اور کچھ؟ "

سوچوں گا؟ وہ اپنی عزت نفس کچل کر یہاں آئی تھی اور یہ سوچے گا، دل کیا ایک مکا مار دے اسے

"دیکھو، میں واقف نہیں تھی کہ تم وہاں سے مفت کافی لیتے ہو اور"...

"اپنے حق کی مفت کافی "

"اپنے حق کی مفت کافی لیتے ہو، تم دوبارہ سے اپنا کام جاری رکھو، میں معذرت کرتی ہوں "

"لیکن جو مجھے برا لگا اس کا کیا؟ "

"جو برا لگا اس کے لئے بھی سوری "

اس کا سر درد کرنے لگا تھا

"کیا تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ ہر سوری کی ایک وقعت ہوتی ہے؟ بار بار سوری کہنے سے وقعت ختم ہو جاتی ہے "

وہ فلسفہ جھاڑنے لگا

"نہیں، ہمارے ملک میں اتنی گہری باتیں نہیں کی جاتیں "

مسئلہ کیا تھا اس لڑکے کو؟

"مجھے سوچنے دو تم کون سے ملک سے ہو؟ لیکن کیونکہ میں اپنا دماغ فالتو کاموں میں خرچ نہیں کرتا، اس لئے تم خود ہی بتا دو "

وہ دونوں ہاتھ میز پر رکھتی جھکی

"تم نے سوری قبول کیا یا نہیں؟ "

"خوش قسمتی سے آج میرا دل پوری دنیا پر رحم کرنا چاہتا ہے، ٹھیک ہے میں تمہیں معاف کرتا ہوں "

"بہت شکریہ "

وہ مڑنے لگی

"تم نے اپنا نام کیا بتایا تھا؟ "

وہ پیچھے سے اٹھتا اس کی طرف آرہا تھا

"میں نے اپنا نام نہیں بتایا تھا"

"اوہ۔۔۔۔ معاف کرنا میری یاداشت بہت کمزور ہے "

گویا لاچاری سے کاندھے اچکائے پھر وہ ہونٹوں پہ کوئی انگلش ساز گنگناتا دوبارہ پیچھے کی طرف چلا گیا، معطر نے مشکوک نظروں سے گھورتے کاندھے پہ رکھا بیگ سنبھالا اور آگے بڑھ گئی، اس کی چوڑیوں کی چھن چھن پورے ہال کا گونجی تھی، یہ اس کی ایرک سے پہلی اور آخری ملاقات تھی، یہ اس کا خیال تھا

☆☆☆☆☆☆

وہ ایرک کیان تھا !

سٹی یونیورسٹی آف لندن سے جرنلزم میں گریجویشن کر رہا تھا، جرنلسٹ بننا اس کا خواب نہیں جنون تھا، اسے کرائم رپورٹنگ میں مزہ آتا تھا اور کرائم کرنے میں خوشی ملتی تھی، وہ ان لوگوں میں سے تھا جو نا زندگی کو سریس لیتے ہیں نا زندگی انہیں سریس لیتی ہے، کہ جاؤ بھائی جو کرنا ہے کرو، چاہے برباد کرو چاہے آباد کرو، سو وہ اسی مشورے پر عمل کرتے ہوئے زندگی کو بہت خوشی سے برباد کر رہا تھا

وہ اپنے یونیورسٹی کا بدنام ترین مشہور انسان تھا، اس کے یونیورسٹی فیلوز کا خیال تھا کہ اگر اسے یونیورسٹی سے نکال دیا جائے تو ان کی زندگی میں سکون آجائے گا، جبکہ اس کا خیال تھا کہ وہ انتہائی معصوم انسان ہے اور اسے خواہمخواہ بدنام کیا گیا ہے، اس کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر آدھی دنیا کے لوگ اس سے جلنا چھوڑ دیں تو وہ مقابلہ حسن جیت سکتا ہے

اس کا پہلا خیال غلط تھا !

ایرک کیان کا یہ بھی خیال تھا کہ اسے دنیا میں سکون پیدا کرنے کے لئے بھیجا گیا

"صرف خود کے لئے "

وہ یہ جملہ استعمال نہیں کرتا تھا، ایرک کیان پورا سال آوارہ گردی میں گزارنے اور زندگی جینے کا قائل تھا، پورا سال آوارہ گردی کرنے کے بعد اگزیمز کے آخری دنوں میں وہ پڑھ کر فرسٹ کیسے آجاتا ہے یہ بات ان کے پورے ڈیپارٹمنٹ کے لئے معمہ تھی، اس معمے سے پردہ ایرک نے ہٹایا، جس کے بقول وہ کوزی مگ سے ملنے والی کافی کی بدولت اس قدر زہین ہو گیا تھا کہ وہ با آسانی ایک رات کی تیاری کے بعد پیپر دے کر فرسٹ آسکتا ہے، بات نا قابل یقین اور مضحکہ خیز دونوں تھی لیکن پڑھائی سے ستائے ہوئے سٹوڈنٹس کے لئے اس پر یقین کرنا مشکل نہیں تھا، اور جو چیز مشکل نا ہو وہ کر لی جاتی ہے، سو مسٹر ولیم کو ایرک کیان نے اپنا بزنس بڑھانے کا موقع فراہم کر دیا تھا بشرطیکہ وہ سٹوڈنٹس سے ملنے والی رقم میں سے ساری زندگی اسے مفت کافی دیں گے، کیونکہ بقول اس کے وہ بہت غریب ہے اور دن میں دو کپ کافی کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتا

اس غریب کو ہر مہینے اس کے ڈیڈ اور مام الگ سے پیسے بھیجا کرتے تھے، وہ یہ پیسے کہاں خرچ کرتا تھا یہ سب کے لئے ایک دوسرا معمہ تھا، لیکن اس کے دوستوں

کو سو فیصد یقین تھا کہ ہر مہینے ملنے والی رقم ایرک اپنے اوپر خرچ نہیں کرتا، اس کا کہنا تھا کہ اگر دوسروں کے پیسوں سے زندگی گزاری جاسکتی ہے تو اپنے پیسے خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کی کل جائیداد میں ایک سائیکل اور ایک کیمرہ تھا، اس ایک کیمرے میں لاتعداد تصاویر تھیں، ان لاتعداد تصاویر میں ہزاروں کہانیاں تھیں، جن میں سے ایک ڈیوڈ کی نوٹس بورڈ سے ڈیٹ شیٹ ہٹانے کی ویڈیو بھی تھی جس پر خاموشی کی صورت اس نے ایرک کو نیا کیمرہ لے کر دیا تھا، جینی کی اپنے کلاس فیلو کے ساتھ کسی ریسٹورنٹ میں لی گئی تصویر بھی تھی اور یہ بات اس کے بوائے فرینڈ کو نا بتانے کے لئے ایرک نے اس سے اپنی کئی اسائنمنٹس بنوائی تھیں الغرض اس کا کیمرہ یونیورسٹی کے لئے خطرے کی علامت تھا، اور وہ خود معصوم نظر آنے والا سر درد تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ شاید واقعی کوئی بنجارا تھا، تین دن بعد وہ اسے اپنے کیفے میں نظر آیا، سیاہ پینٹ، سفید شرٹ، ٹائی ندارد، دو سوٹڈ بوٹڈ آدمیوں کے ساتھ وہ کسی آفیشل میٹنگ کے

لئے آئے تھا، دروازے سے داخل ہوتے اسے دیکھ کر وہ لمحہ بھر کو ٹھٹکا پھر قدم آگے بڑھا دیئے، وہ اسے نظر انداز کرتی اپنا کام کرتی رہی، ایک گھنٹے تک وہ لوگ وہیں رکے رہے، وہ کسٹمرز نبٹاتی رہی، ان لوگوں نے کافی منگوائی تو انہیں بھی جا کر دے دی، واپس مڑنے لگی تو سوٹ میں ملبوس ان کے باس نظر آتے شخص نے روک لیا

"تم کس ملک سے ہو؟"

وہ شاید اس کی لمبی کرتی اور دوپٹہ دیکھ کر بولا تھا

"پاکستان سے"

"اوہ غریب ملک، یہاں بہت سے پاکستانی آتے تھے، تم لوگ اپنا کلچر چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟"

طنزیہ انداز، تمسخرانہ نظریں، اس نے لب بھینچ لئے

"کافی انجوائے کریں سر"

بحث بیکار تھی، الجھنا فضول، تیسری دنیا کے ملک پاکستان کی معطر صبا ترقی یافتہ ملک برطانیہ کے باسیوں کو سنا نہیں سکتی تھی، وہ خاموشی سے پلٹ کر کاؤنٹر تک

آگئی، چند لمحے سرکے اور وہ لوگ وہاں سے جانے لگے جب وہیں آدمی کاؤنٹر پر اس کے سامنے رکتا چند پاؤنڈز نکال کر اسے دینے لگا

"یہ کس لئے؟"

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی

"ٹپ سمجھ لو"

ٹپ؟اس کارواں رواں ہتک میں مبتلا ہوا، چہرے پر سرخی دوڑی، نظریں پیچھے ٹھہرے لڑکے پر گئیں، اس کے چہرے پر ناپسندیدگی تھی لیکن اس نے کچھ نہیں کہا تھا، معطر صبا نے گہری سانس لیتے ہاتھ بڑھا کر پیسے لئے

'اگر آپ برا نا مانیں تو کیا میں اپنی زبان میں آپ کا شکریہ ادا کر سکتی ہوں؟"

"شیور۔۔۔۔۔"

وہ تفاخر سے اکڑائے، معطر ہلکا سا مسکرائی، لاوا باہر ابلنے لگا

"خدا آپ کا بھلا نا کرے محترم، خدا کرے آپ کے سر کے بال اڑ جائیں، دانت گر جائیں، اللہ مجھے صبر دے لیکن انتہائی مکار لوگ ہو تم، دنیا پر اپنی اچھائی کا ڈھونگ رچا کر جس طرح تم لوگ ان کا خون چوس رہے ہو اچھی طرح جانتی

ہوں میں، اللہ تمہارے ملک پر کسی ایسٹ انڈیا کمپنی کو مسلط کر دے۔۔۔ آمین
"

مسکرا مسکرا کر اردو میں کہتے اس نے بہت کچھ اندر دبا لیا، ورنہ دل چاہ رہا تھا کہ انگلش میں وہ سناتی انہیں کہ یاد رکھتے، لیکن افسوس انگریز ملک !!

"اچھا لگا سن کر "

وہ اسی غرور سے مسکراتے چلے گئے، ان کے پیچھے موجود لوگ بھی، جانے سے پہلے اس نے دیکھا تھا کہ اس لڑکے نے کچھ زیادہ ہی گہری نظر اس پر ڈالی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باہر نکلتے اس نے ہاتھ میں تھامے پاؤنڈز گلی کی نکڑ پر بیٹھے آئسکریم کھاتے دو بچوں کو تھمائے کہ وہ ان کی بھی آئسکریم لے لیں اور اسی سرخی لئے چہرے کے ساتھ آگے بڑھی، ٹھیک ہے اسے پیسوں کی ضرورت تھی لیکن بھیک میں ملے پیسوں کی نہیں، عزت نفس ٹوٹی تھی مری نہیں تھی

گہری سانس لیتے اس نے خود کو پر سکون کرنا چاہا جب نظریوں ہی سڑک کنارے گی اور وہ وہیں رک گئ

وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کی طرف آ رہا تھا

"آج لوئ کی جگہ آپ میرا دن برباد کرنے آئے ہیں؟ '

اسے اکتاہٹ نے آن گھیرا تھا

"آپ کو میرا آنا برا لگا؟ "

"آپ کی سوچ سے زیادہ "

اس کے چہرے پر سایہ گزرا

"ہماری ملاقاتیں اتنی ناخوشگوار تو نہیں تھیں "

"آپ آج کی ملاقات بھول رہے ہیں "

"وہ ملاقات مجھ سے نہیں تھی "

"غالباً وہ آپ کے باس تھے، "

"میرے باس کے بزنس پارٹنر، اور میں ان کے خیالات پر بات نہیں کرنا چاہتا، وہ وطن پرست انسان ہیں "

ہاتھ اٹھاتے وہ محتاط سا کہہ رہا تھا

"اس ملک میں شاید ہر دوسرا انسان وطن پرست ہے، آپ لوگوں کے پاکستان کے بارے میں خیالات اتنے برے کیوں ہیں؟ ہوں گے آپ لوگ ترقی یافتہ، ٹھیک ہے لیکن دوسروں کو ڈی گریڈ کیوں کرتے ہیں؟ اور آپ کی ترقی، اگر میں یہاں کھڑے ہو کر برطانوی پالیسیز پر بات کرنا شروع کر دوں تو۔۔۔۔ "

"میں پاکستان سے ہوں "

وہ اس کی بات کاٹ کر اُردو میں بولا تو معطر صبا کی زبان کو بریک لگی، چند لمحے وہ ساکت سی اسے دیکھتی رہی پھر اس کا منہ ہلکا سا کھلا

"پاکستان سے؟ "

"جی محترمہ پاکستان سے، پشاور میں مجھے سنان سعدی کہا جاتا ہے "

مسکرا کر کہا تو اس کے سارے الفاظ گم ہو گئے، وہ شکل سے انگریز معلوم ہوتا تھا، شہد رنگ آنکھیں، گوری سفید رنگت، بھورا تاثر دیتے سیاہ بال، مکمل انگریز جیسا، وہ دھوکا کھا گئی تھی تو بجا تھا، پھر اسے یاد آیا وہ کیفے میں اس انگریز کو اردو میں یہ

سوچ کر کہ کسی کو کیا سمجھ آئے گی پتا نہیں کیا کیا سنا آئی تھی، چہرے پر سرخی دوڑی

" آپ کئی دن سے مجھے بیوقوف بنا رہے ہیں ؟ "

کچھ سمجھ نا آیا تو وہ یہی کہہ سکی، سنان نے مسکراہٹ دبائی

"میں نے تو نہیں کہا تھا کہ میں برطانوی شہری ہوں، آپ نے خود ہی قیاس لگا لیا "

"آپ تصحیح کر سکتے تھے "

"کر سکتا تھا...... لیکن نہیں کی "

"غلطی آپ کی ہے "

افففف، کیا کیا سمجھتی رہی وہ، اتنی کم عقل کب سے ہو گئی وہ؟

"اپنی غلطی اور لوئی کی غلطی دونوں کے لئے معذرت"

"ویسے یہ انتہائی غیر اخلاقی حرکت تھی "

"معذرت خاتون۔۔۔"اس نے کان کھجایا پھر ارد گرد دیکھتے کچھ معصومیت سے پوچھا۔۔۔"آپ کا نام جان سکتا ہوں ویسے ؟ "

"آپ اجنبی۔۔۔۔ "

"میں نے ابھی بتایا میں پاکستان سے ہوں، ہم اجنبی تو نہیں رہے اب "

وہ گہری سانس لے کر رہ گئی

"لاہور میں مجھے معطر صبا کہتے ہیں "

اسی کے انداز میں کہا تو سنان ہلکا سا ہنسا

"لاہور کی معطر صبا کو پشاور کے سنان سعدی کی طرف سے از لنگٹن میں خوش آمدید "

ایک ہاتھ سینے پر رکھے وہ دوسرا ہاتھ جیب کی طرف بڑھا رہا تھا، معطر سرخ پڑتے چہرے سے اس کے ہاتھ کو دیکھنے لگی، پھر نظر اس کے چہرے پر گئ

"چوڑیاں پہننے والی اس لڑکی کے نام جسے زخمی کلائ کا نہیں ٹوٹی چوڑیوں کا غم تھا "

وہ سرخ رنگ کی چوڑیاں اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھا، اس کے چہرے پر سنجیدگی دوڑی

"اس کی ضرورت نہیں تھی "

" "پہاڑوں کا بنجارا دو دن شہر کے بازار گھوما ہے اور پھر اسے یہ چوڑیاں ملی ہیں
"

گویا جتانا چاہا کہ وہ ان چوڑیوں کے لئے کتنا خوار ہوا ہے
"میں نے بنجارے کو چوڑیاں لانے کا نہیں کہا تھا "
گویا بتانا چاہا کہ اس کی خواری بے وجہ تھی
"آپ نے نہیں کہا تھا لیکن مجھے احساس ہوا کہ یہ کلائیاں چوڑیوں کے بغیر ادھوری لگتی ہیں،۔۔۔۔" پھر وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھتا کھنکارا "میں دو دن سے یہ چوڑیاں اپنے کوٹ میں لے کر پھر رہا ہوں کہ شاید کسی گلی میں مجھے آپ مل جائیں "
"اگر میں یہ نا لوں؟ "

سینے پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدہ ہوئی، چوڑیاں دینے کا حق اس نے صرف ایک شخص کو دیا تھا، کسی اور کی لائی گئی چوڑیاں اسے بوجھ لگتیں، ان چوڑیوں کی کھنک شور لگتی

"میں مزید کئی دن ان چوڑیوں کو اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ سکتا ہوں "

وہ نرمی سے مسکرایا، معطر نے گہری سانس لی

"دیکھیں مسٹر سنان، آپ کی لائی گئی چوڑیوں کا شکریہ لیکن میں یہ نہیں لے سکتی، کچھ چیزیں صرف کچھ لوگوں کے ہاتھوں سے لینا ہی اچھا لگتا ہے، میرے پاس چوڑیاں لانے والا کوئی اور تھا، اب نہیں رہا، نا کبھی ہو گا، اور آپ کے ہاتھوں سے لینا میرے دل کو منظور نہیں، اس تکلف کا شکریہ "

نرمی لیکن بنا کسی مسکراہٹ کے کہتے وہ پلٹ گئی، سنان کا ہاتھ نیچے آ گرا، وہ گویا اس کا خلوص اس کے منہ پر مار کر گئی تھی، اسے برا لگا تھا اور بہت لگا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دو دن بعد دوبارہ سے اس کی کافی شاپ کے سامنے ٹھہرا تھا، بیگ کاندھے پر ڈالے، جیب میں ہاتھ ڈالے، مطمئن، ڈھیٹ اور لاپرواہ

معطر نے کافی کا کپ سامنے رکھتے پیچھے مڑنا چاہا جب اس نے ہاتھ میں تھامے پیسے اس کی طرف بڑھائے

"تمہاری کافی فری نہیں تھی؟ "

"دو دن پہلے تک تھی "

"میں تم سے معذرت کرچکی ہوں "

"میں نے معذرت قبول کرلی تھی "

"پھر؟ "

"پھر یہ کہ ۔۔۔۔" پیسے کاؤنٹر پر رکھتے کافی کا ڈسپوزیبل کپ اٹھایا اور گہری نظروں سے اسے دیکھا "کسی نے میرے دوستوں کو بتادیا کہ میں ان کے پیسوں سے اب تک کافی پی رہا تھا، اس کے بعد انہوں نے مجھے کئی لعنتیں بھیج کر میرا دانہ پانی بند کروادیا ہے "

اس نے تھوک نگل کر سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا

"بہت افسوس ہوا "

"میں اس افسوس کا فلوقت حقدار ہوں، لیکن مجھ سے زیادہ اس وقت یہ کافی شاپ اس کی حقدار بننے والی ہے "

"وہ کیوں؟ '

وہ ٹھٹکی

"انتظار کرو۔۔۔ "

اسی لاپرواہی سے کاندھے اچکاتا وہ آگے بڑھ گیا، اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا، اگلے دن مینیجر نے دوبارہ اسے آفس میں بلا کر پھٹنے والے انداز میں فون اس کے سامنے رکھا

"تم مجھے برباد کرنے آئی ہو؟ "

"جی؟ "

"کیا جی؟ خبر دیکھی ہے فیس بک پر؟ یہ پڑھو، پڑھو اسے "

اس نے سراسیمہ ہو کر موبائل اٹھایا، سٹی یونیورسٹی آف لندن کا کوئی فیس بک گروپ تھا جہاں انجان آئی ڈی سے پوسٹ کی گئی تھی

"کوزی مگ سے ملنی والی کافی صحت کے لئے خطرناک؟ چند دن پہلے ہی ہمارے زرائع (ایرک کیان) سے اطلاع ملی ہے کہ کوزی مگ میں بنائی جانے والی کافی صفائی ستھرائی کا خیال نا رکھنے کی وجہ سے طلبہ کی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے، کیفے کی انتظامیہ پرانے کپس اٹھا کر ان میں کافی بیچتی ہے، اس کے علاوہ انتظامیہ صفائی کا معیار بہتر بنانے میں ناکام نظر آتی ہے، یہ سٹوڈنٹس کی صحت کے ساتھ نا

انصافی ہے، ہم نے زہن کا زکر اس لئے نہیں کیا کیونکہ ان کا زہن یونیورسٹی نے پہلی ہی خراب کر رکھا ہے

اس کے علاوہ ہمارے زرائع نے یہ بھی بتایا ہے کہ کافی شاپ نے اپنے پاس خطرناک ہتھیاروں سے لیس کام کرنے والی خواتین رکھی ہوئی ہیں، جن کے ہاتھوں میں کانچ کے خطرناک ہتھیار ہیں جن سے۔۔۔ "

اس نے جھٹ موبائل نیچے کیا، چہرہ سفید پڑنے لگا

"یہ کس نے؟ "

"کون کر سکتا ہے؟ایرک کے علاوہ کون کر سکتا ہے؟ "

وہ اشتعال میں تھے

اس کا سر چکرا گیا، ایرک کیان جانتا تھا کہ اسی نے سٹوڈنٹس میں یہ بات پھیلائی ہے، وہ جانتی تھی کہ اس کا صاف صاف مطلب نوکری سے ہاتھ دھونا تھا

"میں نے اسے سوری کہا تھا اور اس نے قبول کر لیا تھا "

وضاحت دی

"پھر یہ سب کیا ہے؟ کیا تم مجھے بیوقوف سمجھتی ہو؟ '

"میری غلطی نہیں تھی سر "

وہ روہانسا ہو گئی، ایک دم ہی مایوسی اور گہری تکلیف نے احاطہ کر لیا

"مجھے کوئی سروکار نہیں اس سے، تم فائرڈ ہو، سامان سمیٹو اپنا "

وہ کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گئے، معطر بوکھلا گئی

"سر۔۔۔ "

"اپنی تنخواہ لیتی جانا "

"میری بات۔۔۔ '

"گیٹ آؤٹ "

ہاتھ دروازے کی طرف کرتے وہ دھاڑے، اس کی ساری آواز گم ہو گئی، آنکھیں میچتے وہ باہر گئی، سامان اٹھایا، مایا کچھ بوکھلاہٹ میں پوچھتی رہی کہ کیا ہوا لیکن وہ بنا کچھ بتائے باہر کی طرف بڑھ گئی

"کیا تمہیں جاب سے نکال دیا گیا ہے؟ "

روڈ پر چلتے ہوئے وہ سرخ چہرے کے ساتھ جا رہی تھی جب ساتھ قدموں کی آواز آئی، اس کا دل کیا اس انسان کو اٹھا کر دریائے ٹیمز میں پھینک دے، لیکن کچھ خواہشیں پوری نہیں کی جا سکتیں

"شاید تمہارے زہن پر کچھ زیادہ ہی اثر ہو گیا ہے, کیا تمہاری زبان بھی کسی نے کاٹ دی ہے "

وہ رکی، وہ بھی رک گیا

" جہنم میں جاؤ تم ایرک "

"راستہ بھی بتا دو اپنے ملک جانے کا "

اس کا ماتھا سلگنے لگا

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ '

"اگر مجھے پاگل نا سمجھا جائے تو میں خود کو سات براعظموں کا بادشاہ سمجھنا چاہوں گا "

معطر گہرے گہرے سانس لیتی اسے دیکھنی لگی

"تمہارے لئے یہ سب مزاق ہے؟، میری جاب چلی گئ "

"آغاز تم نے کیا تھا، مجھے تنگ کرنے والوں کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ میں ایک انتہائی شریف آدمی ہوں لیکن صرف تب تک جب تک مجھے چھیڑا نا جائے"

"وہ صرف غلطی تھی، میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا"

وہ دبا دبا سا چلائی، ساری فرسٹریشن باہر نکلنے لگی

"دو غلطیاں، ایک بار معافی دوسری بار سزا"

لاپرواہی سے شانے اچکائے

"تم۔۔۔۔۔۔"

وہ آگے بڑھ کر اس کا منہ نوچنا چاہتی تھی، وہ اس وقت رو رو کر پورا برطانیہ اکٹھا کر لینا چاہتی تھی، وہ اس وقت آنسو سے پوری دنیا بہا دینا چاہتی تھی، پیر پٹختے وہ آگے بڑھ گئی، نا ایرک اس کے پیچھے آیا تھا نا وہ اس وقت اس انسان کی شکل دیکھنا چاہتی تھی

تیز تیز قدموں سے چلتے وہ ایک بینچ پر بیٹھی، بیگ وہاں رکھا اور سر ہاتھوں میں دے دیا

ان انگریزوں کے لئے سب مزاق تھا؟ اتنی چھوٹی سی غلطی تھی اس کی، غلطی بھی نہیں تھی، وہ ہر شے کرنے کو تیار تھی اس کے باوجود، اپنی انا کچل کر وہ اس سے معافی مانگنے گئی، سوری کہا، ذلت برداشت کی، پھر بھی؟ اس کا دل کیا وہ دنیا سے غائب ہو جائے، ڈپریشن، پریشانی، شدید فرسٹریشن میں وہ اپنے ساتھ کچھ کر ڈالتی جب پیچھے سے آواز آئی

"میں آپ کے ساتھ اس بینچ پر بیٹھ جاؤں؟ میں آپ کو رونے سے نہیں روکوں گا "

اس نے جھٹکے سے رخ موڑا، سنان سعدی خان وہ سفید شرٹ پر سیاہ جیکٹ پہنے ٹھہرا تھا، اسے شدید شرمندگی نے آن گھیرا، تیزی سے آنسو صاف کرتے وہ اٹھی اور بیگ اٹھایا

"میں اتنا برا بھی نہیں ہوں کہ میرے ساتھ بیٹھنے سے ڈرا جائے "

جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اس کے ساتھ چلنے لگا

"آپ کے لئے بینچ خالی ہے "

"میں نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں ؟ اکیلے بیٹھنے کا نہیں پوچھا تھا "

انتہائی معصوم انداز ، وہ اندر ہی اندر شدید جھنجھلائی

"مجھے تنگ مت کریں سنان "

آواز بھرا گئی، وہ جھٹکے سے سامنے رکا

"کسی نے تنگ کیا ہے آپ کو؟ "

"ہاں، بہت زیادہ "

"کس نے؟ "

لہجہ سخت ہو گیا، معطر صبا چاہتی تھی وہ سامنے سے ہٹ جائے، اسے کہیں اکیلا بیٹھ کر رونا تھا

"میں نے خود کو خود تنگ کیا ہے "

"معطر۔۔۔ مجھے بتائیں کیا ہوا ہے ؟ "

اور بس، وہ نرم لہجہ اور اس کی ساری ہمت ٹوٹ گئی، جھٹ سے وہ بینچ پر بیٹھی، سر کو ہاتھوں میں گرایا، چوڑیوں کی کھنک دور تک گئی، چوڑیوں کا شور اندر تک گیا

"میری جاب چلی گئ، مجھے نہیں معلوم اب میں کیا کروں گی، زندگی کچھ لوگوں پر کبھی مہربان نہیں ہوتی، میں وہی ہوں "

اسے کوئ کاندھا چاہئے تھا، زندگی میں پہلی بار اسے رونے کے لئے کوئ کاندھا چاہئے تھا، دیار غیر میں، وہ مشرق کی لڑکی تنہا کسی بینچ پر بیٹھ کر نہیں رونا چاہتی تھی

"کیسے چلی گئ جاب؟ '

وہ اس کے ساتھ نہیں بیٹھا تھا، وہ سامنے کھڑا رہا

"میری غلطی نہیں تھی، پتا نہیں اس لڑکے کو کیا مسئلہ ہے مجھ سے۔۔۔ "

اس نے سب بتا دیا، بنا کچھ چھپائے، کیوں؟ وہ نہیں جانتی تھی، اس کا خیال تھا وہ کسی اداس سی شام کسی ندی کنارے ملنے والا اجنبی ہے، جس سے غم بانٹا جا سکتا ہے، جو خاموشی سے سن لیتا ہے اور پھر آپ دونوں کے راستے جدا ہو جاتے ہیں، سنان سامنے ٹھہرا خاموشی سے سنتا رہا

وہ راستے جدا کرنے والوں میں سے نہیں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کا خیال تھا کہ شاید جاب ڈھونڈنا اتنا مشکل نہیں ہو گا، دو دنوں میں ہی اس کا خیال نا صرف غلط ثابت ہوا بلکہ اس کا دماغ اچھا خاصا ہل گیا، پاکستان میں بیٹھنے والوں کا خیال ہوتا ہے کہ دوسرے ملک جائیں گے تو فوراً سے نوکری ان کے انتظار میں ہو گی، اسے بھی یہی لگتا تھا، پورے دن خواری کے بعد بھی دو دن تک اسے کہیں کام نا مل سکا، حالات یوں تھے کہ اس سے چھوٹا سا چھوٹا کام کرنے کا بھی کہا جاتا وہ بھی اسے قبول ہوتا، باوجود اس کے کہ از لنگٹن کاروباری علاقہ تھا وہاں جاب ڈھونڈنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہو گیا تھا

تیسرے دن وہ کسی کیفے سے واپس آ رہی تھی جب راستے میں ایک سیاہ کار اس کے پاس سے گزری، چند لمحے بعد وہی کار واپس مڑی اور اس کے ساتھ رک گئی، اسے یکدم رکنا پڑا، سخت الفاظ ابھی زبان تک آئے ہی تھے جب وہ باہر نکلا، معطر گہری سانس لے کر رہ گئی، اس دن کے بعد سے وہ دعا کر رہی تھی کہ سنان سے

اس کا سامنا نا ہو لیکن یوں لگتا تھا کہ آج کل دعائیں بھی قبول نہیں ہو پا رہی تھیں

"کیسی ہیں معطر؟ "

"ٹھیک ہوں "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا

"مجھے یہاں آئے چوتھا سال ہے "

"اچھا۔۔۔"

تعجب سے اسے دیکھا، اس بات کی کیا تک بنتی تھی؟

"جب چار سال پہلے میں پاکستان سے آیا تھا تو وہاں دوسروں سے ان کا حال پوچھنے کا رواج باقی تھا "

وہ ٹونٹ مار رہا تھا، اسے خفت نے آن گھیرا

"کیسے ہیں آپ؟ "

"گو دو دن پہلے مجھے زکام تھا لیکن کیونکہ فلوقت میں ٹھیک ہوں، تو میرا جواب ہے کہ میں خیریت سے ہوں "

اس نے کچھ کہے بغیر سر ہلا دیا، یہ لڑکا کچھ زیادہ ہی فری ہو رہا تھا، اسے دور رہنا چاہئے اس اجنبی سے

"آپ کہیں جا رہی تھیں؟ "

" کہیں سے آ رہی تھی "

"تو اب جہاں جانا ہے، میں وہاں چھوڑ دوں؟ میں پہلے ہی بتا دوں اس سوال کے جواب میں، میں آپ کی طرف سے تھپڑ کی توقع نہیں رکھتا "

ہاتھ اٹھائے محتاط انداز سے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرا دی

"میں تھپڑ مارنے کی بجائے صاف صاف منع کرتی ہوں "

"میں ویسے ایک شریف آدمی ہوں، آپ پشاور کے سنان سعدی پر اعتبار کر سکتی ہیں "

"آپ کی شرافت پر یقین نا ہوتا تو میں یہاں نا ٹھہری ہوتی "

"اعزاز کی بات ہے میرے لئے "

"کیا میں جاؤں اب؟ مجھے دیر ہو رہی ہے "

"جا سکتی ہیں، لیکن میں ایڈریس لکھ کر دے دیتا ہوں "

"کس چیز کا؟ "

وہ رک گئ

"ایک سٹور ہے، وہاں جاب کے لئے کسی کی ضرورت تھی، مجھے آپ کا خیال آیا تو ان سے بات کی، یہ ایڈریس "

وہ پیچھے سے اپنی گاڑی سے کچھ نکال رہا تھا، جب نکال کر پلٹا تو وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی، چہرہ سپاٹ تھا

"کیا ہوا؟ "

"اس مہربانی کی وجہ جان سکتی ہوں؟ "

"اااا۔۔۔مہربانی نہیں ہے، میرے جاننے والوں کو ضرورت تھی ورکرز کی "

"اور آپ کو صرف میں یاد آئ؟ "

"جی۔۔۔مجھے صرف آپ یاد آئیں "

نظریں اس کی کلائ پر گئ، سیاہ چوڑیاں

"آپ نے غلط انسان کو یاد رکھا، بہت شکریہ لیکن میں یہ آفر قبول نہیں کر سکتی
"

وہ سنجیدہ تھی، ازحد سنجیدہ، اس سے بات کرنا اور بات تھی، یوں فیور قبول کرنا اور بات، اس نے کبھی اپنے بھائی کے علاوہ کسی سے کوئی مدد یا احسان نہیں لیا تھا اور وہ اس کا بھائی نہیں تھا (وہ اس کا بھائی بننے پر راضی بھی نہیں تھا)

"آپ مجھے شاید غلط سمجھ رہی ہیں "

"نہیں۔۔۔۔"

"میری کوئی بات بری لگی ہے آپ کو؟ "

"دیکھیں سنان، آپ کی مدد کا شکریہ لیکن مجھے اس طرح احسانات لینا نہیں پسند ، میں کچھ نا کچھ کر لوں گی، آپ کو آؤٹ آف داوے جا کر میرے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ بھی اس صورت میں جبکہ ہم ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں "

"میں آؤٹ آف داوے جاکر آپ کی مدد نہیں کر رہا،انہیں واقعی ورکر کی ضرورت ہے،اور یہ کوئی احسان بھی نہیں ہے جس کا آپ کو بدلہ اتارنا پڑے، آپ کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو میں اسے بھی یہ جاب دلوا دیتا "

اس کا چہرہ بھی سنجیدہ ہو چکا تھا

"آپ کسی اور کو یہ جاب دلوا دیں پھر "

"آپ کی جگہ کوئی اور ہے ہی نہیں۔۔۔ "

"سنان۔۔۔۔ "

"میری بات سنیں معطر، میں سنان سعدی خان ہوں، میرے گھر میں مجھے یہ تربیت نہیں دی گی کہ اگر میں کسی عورت کو تکلیف میں دیکھوں اور میں اس کی مدد کر سکتا ہوں تو میں یہ نا کروں، آپ میرے ملک سے ہیں، یہاں اجنبی ہیں، دوسرے ملک میں اپنے ملک کا ہر فرد خاندان جیسا ہے، میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ میرے ملک کی کوئی خاتون اس طرح سڑکوں پر ایک جاب کے لئے خوار ہو جبکہ میں اس کی مدد کر سکتا ہوں "

"میرے لئے اتنی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے "

"آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا میں تب بھی یہی کرتا، لیکن بات یہی ہے کہ فلوقت آپ ہی ہیں، اور میں نے کوئی سفارش نہیں کی آپ کے لئے، آپ جائیں اگر وہ آپ کو رکھنا چاہیں تو رکھ لیں گے ورنہ میرے کہنے پر کم از کم وہ یہ کام نہیں کریں گے "

سنجیدگی لیکن نرمی سے کہتے ہوئے اس نے وہ کارڈ اس کے ہاتھ کی طرف بڑھانا چاہا لیکن اس کا ہاتھ آگے نہیں آیا، وہ کچھ دیر ٹھہرا پھر کارڈ دھیرے سے اس کی کلائیوں میں پہنی ہوئی چوڑیوں کے درمیان اٹکایا، اس طرح کے اس کا ہاتھ معطر کے ہاتھ کو نا لگے، کارڈ چوڑیوں کے درمیان اٹک گیا، جلترنگ سی فضا میں بکھری، وہ اس جلترنگ کو سنتے ہوئے پیچھے ہوا، نظر کلائی سے اس کے چہرے پر گئی

"پہ خپل مسکا سرہ دورحیئ ٘کلا نورہ ھم زیاتہ کری "

)اپنی مسکراہٹ سے دن کی خوبصورتی میں اضافہ کریں "(

پشتو میں کہتا وہ اسی سنجیدگی سے پیچھے کی طرف بڑھ گیا، معطر کی نظر کلائی پر گئی، سفید رنگ کا کارڈ، دوسرے ہاتھ سے وہ کارڈ نکالتے اس نے پیچھے دیکھا، اس کی گاڑی اپنے راستے پر روانہ ہو چکی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ پس و پیش کے بعد اس نے وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا کہ فلوقت اسے کام کی ضرورت تھی، فنسبری پارک سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا، وہ آرام سے پیدل آجا سکتی تھی، کام آسان تھا، وہ کوئی یوٹیلیٹی سٹور تھا، جہاں انہیں سامان نکال کر مختلف سیلف میں رکھنا تھا، کوئی کسی سامان کا پوچھتا تو ان کی رہنمائی کرنی تھی، اس نے ناہی سنان کا حوالہ دیا ناہی اسے ضرورت پڑی، جاب شاید اسی کے لئے لکھی تھی تو مل گئی، شفٹ شام کی تھی، دوپہر سے رات تک، اس کی پہلے صبح مصروف ہوتی اب شام

اس دن کے بعد سے سنان سے دوبارہ نا اس کی بات ہوئی نا ملاقات، اس کے جانے کے بعد اسے احساس ہوا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ہی سخت ہو گئی تھی، اس کے

بعد وہ نظر ہی نہیں آیا تھا کہ وہ اس سے معافی مانگ لیتی، بعض لوگ یوں غائب ہوتے ہیں کہ ان کی موجودگی صرف خیال لگتی ہے

اور بعض لوگ یوں نظر آتے ہیں کہ دل چاہتا ہے ان کی موجودگی خیال ہی ہو

ایرک کیان، اسے اپنا دوسرا پسندیدہ کام کرنے کے لئے وہی سٹور ملا تھا، ٹرالی گسھیٹتے وہ انتہائی سنجیدگی سے چیزیں الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا، گویا اسے اس کام کا کئی سالہ تجربہ ہو جب نظر اس پر گئی، ابرو اچکائے، ہونٹ گول ہوئے، لبوں پہ کمینی سی مسکراہٹ ابھری

"تمہیں اتنی جلدی جاب مل گئی؟ "

کاؤنٹر پر رکھے سامان کی لسٹ بناتے ہوئے اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر حلق تک کڑوا ہو گیا

"یہاں کیا کر رہے ہو؟ "

"یہ سٹور ہے، انسان یہاں سے کھانے کے لئے چیزیں لینے آتے ہیں، میں انسان ہوں اور میں کھاتا بھی ہوں "

"تو سامان لو اور جاؤ "

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا، تمہیں اتنی جلدی جاب کیسے مل گئ ؟ "

"تمہیں کوئ اعتراض ہے ؟ "

"میں اپنے ملک کے لوگوں کی فکر کرتا ہوں، میرا خیال ہے مجھے اسٹور کے اونر سے بات کرنی چاہیئے، تم ان خطرناک ہتھیاروں کے ساتھ لوگوں کی زندگی مشکل میں ڈال رہی ہو "

وہ اس کی چوڑیوں کا کہہ رہا تھا، اس کا رواں رواں ساکت ہوا، دل ایک دم دھڑک کر رکا

"میرا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے تم؟ "

وہ سیدھی ہوتی غرائ

"تمہیں غلط فہمی ہے کہ میں تمہارے پیچھے ہوں، تم نے آخری وہیں جاب کیوں کی جہاں سے میں گروسری لیتا ہوں؟ "

اسے علم ہوتا تو مر کر بھی یہاں نا آتی، اللہ صبر

"تم آخر یہیں سے کیوں شاپنگ کرتے ہو؟ "

"یہاں چیزیں سستی ملتی ہیں، تمہیں کچھ چاہئے ہو تو بتانا، میرے خیال سے دنیا کے سب سے سخی انسان کا ایوارڈ مجھے دیا جا سکتا ہے "

"وہ دن اس دنیا پہ سخاوت کا آخری دن ہو گا "

"بہت شکریہ ۔۔۔۔ "

وہ دو قدم پیچھے ہوا، سر پہ پہنی کیپ اتارتا پیچھے لے گیا، ایک ہاتھ سینے پر رکھ کر ہلکا سا جھکا، پھر سیدھا ہوا اور اسے دیکھ کر تپانے والے انداز میں مسکرایا

"لیکن میری آفر برقرار ہے "

سیٹی گنگناتے وہ ٹرالی گسیٹتا آگے بڑھ گیا، اس کا خیال تھا اب وہ اپنا سامان لے گا اور چلا جائے گا، اس کا خیال غلط تھا، تھوڑی دیر بعد وہ اس کے سامنے کھڑا تھا

"تمہارے سٹور میں چپس نہیں ہے ؟ "

"آخری رو میں سامنے پڑی ہے "

"میں آخری رو کے سامنے سے گزر کر یہاں آیا ہوں "

اس نے جھنجھلا کر اسے دیکھا، اندھا نا ہو تو

پیر پٹختی وہ آخری روتک گئی، چپس کے دو پیکٹ اٹھا کر پٹخنے والے انداز میں اس کی ٹرالی میں رکھے

"یہ رکھے ہیں۔ کیا تمہیں نظر نہیں آتا؟ "

"میں نے کب کہا کہ مجھے نظر نہیں آئے؟ میں تو صرف پوچھ رہا تھا کہ کیا یہاں چپس ہیں؟ "

کاندھے اچکاتے وہ پھر سے غائب ہو گیا

"کیا ٹوتھ پیسٹ برطانوی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے منظور شدہ ہے؟ "

دو منٹ بعد وہ پھر سامنے ٹھہرا تھا

"مجھے کیا معلوم؟ '

"کیا تمہارا فرض نہیں ہے؟ "

"نہیں، میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے تعلق نہیں رکھتی "

"کریکر کم کیوں ہیں اس مرتبہ؟ "

"میں پچھلی مرتبہ یہاں نہیں تھی، مجھے نہیں معلوم "

"کیا یہ جوس فریش ہے؟ "

"ہاں "...

"میں کیسے یقین کروں؟ "

"مت کرو اور جاؤ یہاں سے "

اس کی بس ہو گئی تھی، اس کی اب بس ہو گئی تھی، دماغ تھا کہ پھٹنے کو تھا

"تم ایک اچھی ایمپلائے نہیں ہو "

آخر میں بے نیازی سے تبصرہ کرتا وہ اپنا سامان سمیٹتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا ، معطر کو جی بھر کر غصہ آیا، مٹھیاں بھینچتے وہ آخری رو کی طرف آئی، وہ جاتے جاتے سامان بکھیر گیا تھا، سامان واپس رکھتے ہوئے اس کی نظر شیشے کے گلاس وال سے باہر گئی، وہ سامان سے بھرے دو بیگ اٹھائے چل رہا تھا، پھر کسی گاڑی کے پاس وہ رکا، اِدھر اُدھر مشکوک نظروں سے دیکھا، لمحے کا کھیل تھا کہ اس نے دیکھا کہ دونوں پیکٹ کھول کر اس نے چند چیزیں باہر نکالیں، ایک دو کو جیکٹ کی جیب میں ٹھونسا، کچھ کو جینز کی جیب میں، پھر سیدھا ہوا، کیپ درست کی، مسکینیت سے مسکرایا اور آگے بڑھ گیا، وہ سامان وہیں رکھتی گلاس وال تک آئی، سامان اسی طرح اٹھائے وہ کسی خاتون کے سامنے رکا، بیگ ان کی طرف بڑھایا،

کریڈٹ کارڈ، خاتون حاملہ تھیں، چند لمحے رک کر انہیں کچھ کہتا رہا، وہ سامان دینا چاہ رہی تھیں، کچھ پیسے بھی دینے کی کوشش کی، وہ جھٹ پیچھے ہوا (میسنا)

پھر وہ کیپ درست کرتا ہاتھ سینے پر رکھتا ہلکا سا جھکا اور ماتھے پر دو انگلیوں سے سلیوٹ کرتا آگے بڑھ گیا، خاتون ممنون نظروں سے اسے دیکھتی اپنی گاڑی میں بیٹھیں

وہ گلاس وال کے ساتھ ٹھہری اسے دیکھتی رہی، جب وہ چلا گیا تو وہ کھلے منہ سے پلٹی، آنکھوں میں شرارے سے لپکے، کس قدر بدتمیز انسان تھا یہ، خریداری اور مدد کے نام پر بچاری خاتون کے کتنے پیسے لٹائے ہوں گے، دوغلا اور منافق۔۔۔

ہنہہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سنان سعدی اسے سڑک کے اس پار نظر آیا تھا، وہ بیگ سنبھالتی کس قدر تیزی سے اس تک آئی

"سنان۔۔۔ "

وہ ٹھٹک کر رکا، موبائل کان سے لگا رکھا تھا، چند لمحے پشتو میں کچھ کہا، وہ پھولی سانسوں کے ساتھ سنتی رہی، دو منٹ بات کی پھر کال کاٹ کر سنجیدگی سے اسے دیکھا

"کیا میں آپ کو جانتا ہوں؟ ""

"ایک ہفتے میں بھول گئے ہیں؟ "

"کیا ایک ہفتہ گزرا ہے؟ مجھے لگا ایک سال گزر گیا ہے "

وہ ہنوز سنجیدہ تھا لیکن الفاظ؟ معطر نے سر جھٹکا

"میں اس دن کچھ سخت لہجے میں بول گئی، آئی ایم سوری "

"کوئی بات نہیں، میرا دل ویسے بھی پلاسٹک کا بنا ہوا ہے "

"میں نے جاب سٹارٹ کر دی ہے "

وہ کچھ بے بسی سے بولی، اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ وہ واقعی کچھ زیادہ ہی سخت ہو گئی تھی

"اور میں نے سفارش نہیں کی تھی، بہت مبارک ہو "

اسی سنجیدگی سے کہتا وہ آگے بڑھ گیا، معطر آنکھیں میچتی وہیں ٹھہری رہی، وہ اس کا محسن نا ہوتا تو اس کی بلا سے وہ ناراض رہتا اسے زرا برابر پرواہ نہیں تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس کی احسان مند تھی اور اتنی کم ظرف تو کبھی نہیں رہی تھی کہ جس نے احسان کیا تھا اسے یوں ناراض کر دے

اگلے دن وہ لوئ کے سکول کے باہر گئی تو چھٹی ابھی ہی ہوئ تھی، حسب توقع وہ منہ زیادہ اور قدم کم چلاتی سامنے سے آ رہی تھی، اسے دیکھا تو اس کے سامنے آئ، لمبی سٹریپ والا بیگ دائیں کاندھے سے گزار کر بائیں جانب رکھے اس نے گلا کھنکارا

"کیا تمہاری دوستی کی آفر ابھی تک برقرار ہے؟"

"دو چاکلیٹ کے ساتھ وہ کل ہی ایکسپائر ہو چکی ہے"

"یعنی میں امید چھوڑ دوں؟"

اس نے اپنے بیگ سے چاکلیٹ کے پیکٹ نکالتے کچھ مایوسی سے پوچھا

"چار چاکلیٹ کے ساتھ وہ اس وقت دوبارہ سے اویلیبل ہے"

لوئ کے لبوں پہ دنیا جہاں کی خوبصورت مسکراہٹ ابھری

"چار چاکلیٹ کے ساتھ ہم دوست "

اس نے اپنا لمبا نازک ہاتھ لوئ کی طرف بڑھایا، جوابا اس کے دونوں ہاتھ آگے بڑھے، معطر نے گہری سانس لیتے چاکلیٹ کے چاروں پیکٹ اس کے ہاتھ میں رکھے

"اب تم مجھے کیا تحفہ دو گی؟ "

"میں پہلے ہی بتا چکی ہوں، میں ایک سٹوڈنٹ ہوں اور میرے پاس سوائے اپنی کتابوں کے تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے، وہ لے سکتی ہو، بہت شوق سے "

"مجھے کچھ اور چاہئے "

"کیا؟ "

اس نے جواب دینے کی بجائے ایک چھوٹا سا سفید کاغذ اس کی طرف بڑھایا، اوپر چاکلیٹ بندھی ہوئ تھی

"یہ سنان کو دے سکتی ہو؟ '

"لو لیٹر ہے؟ "

"بالکل نہیں "اس کا چہرہ سرخ ہوا" معافی نامہ "

لوئی نے سر ہلاتے وہ کاغذ اندر رکھا

"ممی ٹھیک کہتی ہیں "

"کیا کہتی ہیں؟ "

"یہ کہ دنیا بہت مطلبی ہے، تم نے مجھے صرف یہ خط دینے کے لئے دوست بنایا ہے نا؟ "

وہ سٹپٹائی

"نہیں تو "

"سچ بولنے والے عظیم ہوتے ہیں، میں عظمت کی قدر کرتی ہوں، کوئی بات نہیں، مجھے ضرورت کے وقت گدھا بننے پر کوئی اعتراض نہیں "

وہ ڈھٹائی سے کہتی آگے بڑھ گئی، گہری سانس لیتے معطر نے اپنا رخ گھر کی طرف موڑ دیا، پتا نہیں سنان راضی ہو گا یا نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

چائے کا مگ میز پر رکھتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ سامنے کیا، اسے ای میل بھیجنی تھی، پھر گھر فون کرنا تھا، پھر نماز پڑھنی تھی اور پھر سو جانا تھا، روز کی روٹین، روز کا معمول، چند منٹ مزید سر کے اور اس نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے ہاتھوں کو سیدھا کرتے کرسی سے ٹیک لگائی، سامنے کھلا آسمان تھا، از لنگٹن میں سردیوں کا آغاز ہو چکا تھا اور مزید بڑھنے کا امکان تھا، اسے یہاں کی سردیاں پسند نہیں تھیں، اسے شاید از لنگٹن ہی پسند نہیں تھا، پچھلے ایک برس میں وہ کئی بار واپس جانے کا سوچ چکا تھا، یہاں اب بے زاریت ہوتی تھی، اب بھی ہو رہی تھی ،چائے کا مگ اٹھاتے ہوئے اس کی نظر ڈائری پر گئی، وہ تھوڑی دیر پہلے چائے بنانے گیا تھا تو وہ ڈائری لکھ رہا تھا، ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس نے سرخ کور والی ڈائری اٹھائی، سامنے چند دن پہلے کی تحاریر لکھی ہوئی تھیں، اس نے بے اختیار پچھلا صفحہ پلٹایا

سنان سعدی خان !

تاریخ: یکم نومبر 2025 !

مقام: برطانیہ، از لنگٹن !

یہ چوتھا دن ہے اور میں دوسرے دن ہی اس سے تنگ آگیا تھا، بچے پیارے ہیں لیکن تب تک جب تک تنگ نا کریں، اور لوئ تنگ کرتی ہے، جیسے آج کچھ زیادہ ہی کر دیا تھا۔۔۔ مجھے بھی اور

وہ مشرق سے تھی، اس نے چوڑیاں پہن رکھی تھیں، جانے مجھے ان چوڑیوں نے متوجہ کیا تھا، ان کے ٹوٹنے نے یا اس کے ان چوڑیوں کے ٹوٹنے پر غمگیں ہونے نے، اسے چوٹ لگی تھی، اس کی چوڑیاں ٹوٹی تھیں، اسے غم چوڑیوں کا تھا، چوٹ کا نہیں

وہ ایک دلچسپ لڑکی تھی اور میں اس سے دوبارہ ملنا چاہوں گا

اس کا ہاتھ میکانکی انداز میں اگلے صفحے کی طرف بڑھا

سنان سعدی خان

تاریخ: 2 نومبر، 2025

مقام برطانیہ، از لنگٹن !

دوسری ملاقات !

وہ پاکستان سے ہے، وہ پاکستان میں لاہور سے ہے، مجھے حیرت اور خوشی کیوں ہو رہی ہے؟ ہاں ٹھیک ہے اپنے ملک کا پرندہ بھی عزیز ہوتا تھا، وہ تو پھر ۔۔۔ انسان ہے، میں کچھ غلط نہیں سوچ رہا، پڑھنے والا میری نیت پر شک مت کرے اس کی کلائی خالی تھی، کسی کی خالی کلائی پہلی بار بری لگی، اس نے کہا کہ اگر میں بنجارا ہوں تو میں اسے لندن کی گلیوں میں ڈھونڈ لوں، وہ مجھے بنجارہ کہہ کر گئی ہے ؟ یہ اچھا لقب ہے !

سنان سعدی خان

تاریخ: 5 نومبر، 2025

مقام لندن، از لنگٹن

آفس سے واپسی پر میں نے اس کے لئے چوڑیاں لی ہیں، میں یہ چوڑیاں دو دن سے اپنی جیب میں لے کر گھوم رہا ہوں, وہ کسی گلی میں نظر کیوں نہیں آتی؟ میں اس سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ چوڑیاں پہن لے، کیا وہ پہن لے گی؟ یا شاید وہ انہیں میرے منہ پر مار دے؟ ٹھیک ہے میں اس کے لئے تیار ہوں

اگلا صفحہ پلٹتے ہوئے وہ لمحہ بھر کو رکا پھر سر جھٹکا

سنان سعدی خان

تاریخ: 6 نومبر، 2025

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

تیسری ملاقات !

میں اس تیسری ملاقات کو ایک جملے میں سمیٹ رہا ہوں

ھغی دہ د بہ○○ واخیستل منع کا○ل

(اس نے چوڑیاں لینے سے منع کر دیا)

مگ ہونٹوں سے لگاتے اس کا چہرہ بے تاثر ہوا، نگاہیں اب بھی صفحے پر تھیں

سنان سعدی خان

تاریخ چھ اکتوبر, 2025

مقام: برطانیہ، ازلنگٹن

چوتھی ملاقات، آخری ملاقات !

اس نے چوڑیاں نہیں لیں، ٹھیک ہے، میں یہ توقع کر سکتا تھا، لیکن اس کے بعد اس نے کیا مجھ پر شک کیا؟ میں صرف اس کی مدد کرنا چاہ رہا تھا، وہ پاکستان سے

ہے، وہ عورت ہے، میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ وہ میرے ہوتے ہوئے خوار ہو لیکن۔۔۔۔

کیا وہ مجھے غلط سمجھ رہی تھی؟ سنان سعدی کو؟ ٹھیک ہے ایسا ہے تو ایسا ہی صحیح، میں اسے ڈائری سے مٹا رہا ہوں، ذہن سے بھی، اس کاغذ پر وہ اسے دوبارہ نہیں لکھا جائے گا، اب وہ مجھے از لنگٹن کی گلیوں میں نظر آئی تو میں رخ پھیر لوں گا

سنان نے ڈائری ٹھک سے بند کی، اس دن وہ غصہ تھا، آج اسے دکھ ہوا تھا، وہ صرف اس کی مدد کرنا چاہتا تھا اور بدلے میں کیا وہ اس طرح کے رویے کا حقدار تھا؟

"ہیلو سنان "....

بالکل کہیں قریب سے آواز گونجی، اس کا سر بے ساختہ دائیں طرف گھوما، وہ ساتھ والے گھر کی بالکنی سے جھانک رہی تھی، ہونٹوں پہ بہت گہری مسکراہٹ تھی

"ہیلو مادام لوئ "

وہ کپ اٹھاتے اس تک آیا

"کیا تم ڈائری لکھتے ہو؟ "

"ہاں "

"مجھے پڑھواؤ گے؟ "

"نہیں۔۔۔ "

"کیوں؟ "

"تمہیں دوسروں کی پرسنل چیزوں سے دور رہنا چاہئے "

"دوسروں کو اپنی پرسنل چیزیں مجھے نہیں دکھانی چاہئیں "

"تم میرے گھر میں جھانک رہی تھیں "

اس نے بالکنی سے ٹیک لگالی، ایک ہاتھ جیب میں تھا، دوسرے ہاتھ میں تھاما کپ لبوں سے لگایا

"میں تمھاری زندگی میں جھانکنے کی اِجازت چاہتی ہوں "

اس نے دونوں ہاتھ گول گول گھمائے، سنان کی نظر اس کے دائیں ہاتھ پر گئی،

سفید لفافہ

"میں اجازت نہیں دوں گا، جا کر سو جاؤ "

وہ ہٹنے لگا جب لوئی تیزی سے بولی

"آج معطر ملی تھی مجھے "

اس کے قدم رک گئے، دھیرے سے پلٹتے اس سفید کاغذ کو دیکھا

"تو۔۔؟ "

"تم پوچھو کہ وہ کیا کہہ رہی تھی؟ "

"کیا کہہ رہی تھی؟ "

سرسری لہجہ، جیسے وہ بس یوں ہی جاننا چاہ رہا تھا

"تمہارا پوچھ رہی تھی "

وہ شوخی سے مسکرا رہی تھی

"میرا کیا؟ "

"اس نے مجھے یہ خط دیا۔۔۔"دایاں ہاتھ بلند کیا"اور کہا تمہیں دے دوں، کیا تمہیں یہ چاہئے؟ "

"یہ بھی پوچھنے والا سوال ہے؟میرے لئے ہے تو مجھے دو "

"مفت میں؟ "

"تمہارا کتنا خرچ لگا ہے اسے اٹھانے پر؟ "

اس کے چہرے پر خفگی ابھری

"میری انرجی لگی ہے، کیا تم نہیں جانتے میرا بیگ کتنا بھاری ہے،اس بھاری بیگ کے ساتھ تمہارا یہ خط اٹھایا، کیا یہ کم ہے؟ "

سنان کے ماتھے پر بل پڑے

"کیا لو گی؟ "

"اممممم۔۔۔۔"اس نے ہاتھ ماتھے پر رکھا"دو چاکلیٹ کے ڈبے "

"تمہارے دانت کسی دن گر جائیں گے لوئ "

"وہ گر جائیں اس سے پہلے میں ہر شے کھا لینا چاہتی ہوں "

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔" اس نے اکتاہٹ سے ہاتھ ہلائے "خط دو، پھر کل میں چاکلیٹ لادوں گا "

"میں تم پر بھروسہ کررہی ہوں "

اس نے سفید کاغذ آگے بڑھایا، سنان نے آہستگی سے تھامے اسے کھولا، یوں جیسے وہ خود کو اور لوئ کو دکھانا چاہتا تھا کہ اسے یہ خط پڑھنے کی جلدی نہیں تھی

"سلام سنان !

لاہور کی معطر صبا اپنی تلخی کے لئے پشاور کے سنان سعدی سے معذرت کرتی ہے ،اپنا دل میری طرف سے صاف کرلیں، میں آپ کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی "

خط بند کرتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر لوئ کو دیکھا

"کیا لکھا ہے ؟ "

"تم سے مطلب ؟ "

مسکراہٹ ضبط کرتے اسے کچھ سختی دکھانا چاہی

"تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو؟ "

"میں اسے پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ ایک اچھی لڑکی ہے "

وہ مسلسل مسکرا کیوں رہا تھا؟ بے زاریت یکدم خوشگواری میں کیوں بدلی تھی؟ از لنگٹن کی سرد رات پیاری کیوں ہو گئی تھی؟

"اور وہ تمہیں کیوں پسند نہیں کرتی؟ حالانکہ تم زیادہ اچھے ہو "

"تم فکر مت کرو، میری تعریف نا بھی کرو تب بھی میں تمہیں چاکلیٹ لادوں گا "

"تم نالائے تو میں نے بہت سی دھمکیاں بچا رکھی ہیں "

"اوہ میں ڈر گیا۔۔۔" اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی، پھر خط جیب میں ڈالتے لوئی کو دیکھا" جا کر سو جاؤ اس سے پہلے کہ تمہاری ممی آکر مجھے اور تمہیں ڈانٹے "

وہ جھٹکے سے ریلنگ سے ہٹتی پیچھے ہوئی، پھر بالکنی سے اندر جھانکا

"تم صحیح کہہ رہے ہو۔۔ وہ تو تمہارا بھی لحاظ نہیں کرتیں، گڈ نائٹ "

بناسنان کا گڈ نائٹ سنے وہ فوراً سے اندر بھاگی، سنان سر جھٹکتے پیچھے کی طرف گیا، نظر ڈائری پر گئی، آخری ملاقات کا صفحہ سامنے تھا، اس نے چور نظروں سے اس صفحے کو دیکھتے ڈائری بند کر دی، اب انسان کو کبھی کبھی غصہ آجاتا ہے تو کیا غصے میں کہی گئی ہر بات مان لے؟

☆☆

دو دن بعد وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ سٹور میں موجود تھا، پتا نہیں وہ کوئی جن تھا یا شیطان، لیکن وہ وہی تھا جسے دیکھنے کا دل نہیں کرتا اور وہ پھر بھی ہر جگہ نظر آجاتا تھا

"تم نے ابھی تک جاب نہیں چھوڑی؟ "

سیٹی بجاتے وہ اس تک آیا

"نہیں، میں تمہارے ملک کا نقصان کرنے کے لئے تیار ہوں "

"محتاط رہو لڑکی "

"تم سے؟ محتاط ہوں "

"تم انڈیا سے ہو؟ "

"نہیں "

"تم یقیناً ایشین ہو لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم سارے ایشین ایک جیسے لگتے ہو "

لاپرواہی سے کاندھے اچکائے

"تم سارے انگریز بھی ایک جیسے ہی ہو، مکار، دوغلے، منافق، برے "

آخری چار الفاظ اس نے اردو میں کہے تھے

"میری برائ میری زبان میں کرو گی تو بہتر ہو گا "

"بے فکر رہو، تمہاری برائ تمہاری زبان میں ہی کروں گی "

ایرک نے ابرو اچکائے، اتنی پر سکون؟ ورنہ پہلے تو کاٹنے کھانے کو دوڑتی تھی

"اچھا یہ بتاؤ کس ملک سے ہو؟ مجھے تجسس ہے"

وہ اس کے ساتھ چلنے لگا، سامان ریکس میں رکھتے ہوئے وہ پہلے کی نسبت پر سکون تھی

"پاکستان "

ایرک کے ہونٹ گول ہوئے

"دا لینڈ آف ٹیررسٹ "

اس کا دماغ کھول اٹھا، جھٹکے سے اس کی طرف گھومی

"میرے سامنے میرے ملک کے خلاف بات کرتے ہوئے محتاط رہنا مسٹر ایرک "

"اوہ تم مجھے دھمکی دے رہی ہو، کیا کرو گی ؟ "

وہ دو قدم آگے کو ہوئی

"ہم لاہور والوں کو منہ توڑنا بھی آتا ہے، ہڈیاں توڑنا بھی اور دل توڑنا بھی، کیا تڑوانا پسند کرو گے ؟ "

اس کے لبوں پہ محظوظ کن مسکراہٹ ابھری

"میں تو وہی کہہ رہا تھا جو میڈیا دکھاتا ہے "

"تم اور تمہارا میڈیا ایک نمبر کا دوغلا ہے، میرا منہ مت کھلواؤ ورنہ میں تم لوگوں کی اصلیت بتانے پر آئی تو تمہیں برا لگ جائے گا "

پیچ کر سارا سامان ایک طرف کیا، اسے لسٹ بنانی تھی، سارا سامان ریکس میں رکھوانا تھا اوپر سے یہ آٹپکا تھا

"تمہیں تو غصہ آ گیا... بلکہ تم شدت پسند بن رہی ہو، اب میں یہ کہوں کہ تم مسلمان شدت پسند ہوتے ہو تو پھر تم یہ کہو گی کہ میں کرسچنز کی اصلیت بتانے پر آئی تو تم برا مان جاؤ گے، میں بتا دوں یہ بھی شدت پسندی کی ہی ایک قسم ہے "

"اب کیا تم مجھ سے یہاں کھڑے ہو کر مذہب پر بحث کرنا چاہتے ہو؟ "

سیدھے ہوتے اس نے سینے پر ہاتھ باندھے

"میں پیشگی ہار کا اعلان کرتا ہوں، میں زندگی میں صرف تین بار چرچ گیا ہوں، میں صرف سیاست پر بحث کر سکتا ہوں، تمہارا سیاسی علم کیسا ہے؟ "

"کسی دن بتاؤں گی کیسا ہے، ابھی شکل گم کرواپنی "

اس نے ہاتھ جھلاتے رخ موڑ لیا، ماتھا سلگ اٹھا تھا، وہ کاندھے اچکاتا بنا مزید کچھ کہے سٹور میں آگے بڑھ گیا، کچھ الم غلم سامان لیا اور جانے ہی لگا تھا جب معطر کی آواز پر رکا

"بل کون بھرے گا؟ "

"ظاہر ہے میں یعنی ایرک کیان "

"واقعی؟ "

"ہاں واقعی "

آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا، وہ اسے دیکھتی رہی پھر مسکراتی ہوئ آگے کوئ ہوئ

"جیسے اس دن والے سامان کا بھرا تھا؟ "

اس کے ہونٹ گول ہوئے پھر وہ سیدھا ہوتا دیوار سے ٹیک لگا گیا، پاؤں قینچی کی صورت کر لئے

"یعنی تم مجھے دھمکی دے رہی ہو کہ اس دن تم نے مجھے مسز تھامسن کے سامان سے چیزیں نکالتے ہوئے دیکھ لیا تھا؟ "

وہ چند لمحے کو چپ رہ گئ، اس کا خیال تھا وہ اتنی آسانی سے نہیں مانے گا

"تم چیزیں نہیں نکال رہے تھے، چوری کر رہے تھے "

"اکارڈنگ ٹو لاء چوری وہ ہوتی ہے جو چھپ کر کسی قیمتی چیز کی کی جائے، میں نے تقریباً بیس لوگوں کی موجودگی میں سامان نکالا تھا، اور وہ میرا اپنا سامان تھا، بل بس مسز تھامسن نے بھرا تھا "

اسی ڈھٹائ اور لاپرواہی سے شانے اچکائے

"تم یہ ظاہر نہیں کر سکتے کہ تمہیں فرق نہیں پڑتا "

وہ کچھ جھنجھلائی، اس کا خیال تھا کہ وہ پریشان ہو گا، گھبرائے گا لیکن یہ انسان ڈھیٹ نہیں مہا ڈھیٹ تھا

"مجھے فرق نہیں پڑ رہا لیڈی، گو تمہاری کوشش اچھی تھی دھمکانے کی لیکن افسوس ناکام ہو گئی "

وہ تپانے والے انداز میں مسکرا رہا تھا

"میں دھمکا نہیں رہی تھی، سمجھے؟ "

"چچ، اب تم مکر رہی ہو بات یہ ہے کہ تمہارے پاس ثبوت ناکافی ہیں، اگر تم میری کوئی پک بناتیں تو شاید کوئی فائدہ تھا، لیکن تم نے کوئی ثبوت جمع نہیں کیا اور مجھے دھمکانے آ گئیں "

اسے اس صورتحال سے غالباً مزہ آ رہا تھا اور معطر کو غصہ

"ایسی کوئی بات نہیں "

"چلو میں تمہیں ایک فری کی ٹپ دیتا ہوں، ایک شے ہوتی ہے کانفیڈنس، ایک ہوتا ہے اسی کانفیڈنس کے ساتھ جھوٹ بولنا، تمہارے اندر پہلی نہیں ہے،

میرے اندر دونوں ہیں، کیا معلوم مجھے فرق پڑا ہو؟ لیکن میں نے ظاہر نہیں کیا، کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا میں کانفیڈنس سے جھوٹ بول لیتا ہوں"

"میں تمہیں دھمکی نہیں دے رہی، میں صرف سمجھا رہی ہوں کہ یہ کتنی غلط حرکت تھی "

"ایہہ۔۔۔کون سی غلط حرکت "اس نے منہ بنایا "انہی مسز تھامسن کے ہزبینڈ ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں ہیں، آئے روز ملکی خزانے کا نقصان کرتے ہیں، میں نے صرف اپنے ٹیکس کی رقم واپس لی تھی "

"تمہارے پاس ہر غلط کام کے لئے تاویل ہے "

افسوس سے اسے دیکھا

"ہر غلط نظر آنے والے صحیح کام کی، اور اگر تم نے اب مجھے دھمکا لیا ہو تو کیا میں جا سکتا ہوں؟ "

معطر نے ہونٹ بھینچے، پھر ہاتھ سے دفع ہونے کا اشارہ کرتے وہ مڑ گئی، اسے ایرک سے دور ہی رہنا چاہیئے، وہ شہد کا چھتہ تھا اور وہ اس میں ہاتھ ڈال کر پھنس جاتی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سٹور سے فنسبری پارک کا راستہ کم تھا تو وہ پیدل ہی طے کر لیا کرتی تھی، اسے ایک ایک پاؤنڈ بچانا تھا، آج بھی اس کا اردہ پیدل مارچ کا تھا جب راستے میں اس نے کسی کے قدموں کی آواز اپنے ساتھ سنی، جھکی نظریں درمیانی فاصلے سے ہوتی ساتھ چلتے قدموں کی طرف مڑیں، سیاہ بوٹ، سیاہ جینز، پھر سفید شرٹ، اور پھر اس کا چہرہ

سنان!!

اس نے رخ موڑ لیا

"مجھے آپ کا خط ملا تھا"

گویا وضاحت دینا چاہی کہ وہ وہاں کیوں آیا تھا

"وہ خط نہیں، معذرتی خط تھا"

"میں نے معذرت نہیں مانگی تھی"

"میں نے آپ کا دل دکھایا تھا، معافی بنتی تھی"

"نہیں، اٹس اوکے، اتنی بڑی بات نہیں تھی "

"واقعی؟ پھر آپ کا منہ کیوں پھولا ہوا تھا؟ "

"میں کسی اور وجہ سے پریشان تھا "

وہ ہلکا سا مسکرایا

"کس وجہ سے؟ "

"چھوڑیں، آپ کے کام کی بات نہیں ہے "

اس نے کچھ نہیں کہا، ذہن الجھا الجھا سا تھا

"ویسے آپ کے ہاں معذرت ایسے روکھی سوکھی کی جاتی ہے؟ "

"میں نے ساتھ ایک چاکلیٹ بھی بھیجی تھی "

"کون سی چاکلیٹ؟ "

وہ یکدم رکا تو اسے بھی رکنا پڑا

"لوئی کو جو خط دیا تھا اس کے ساتھ تھی۔۔۔ "

لب بھینچ گئے، اف وہ موٹو، یقیناً خود کھا گئی ہو گی، سنان ہنس دیا

"اسے کھانے کی کوئی چیز مت دیا کریں، خاص کر دوسروں کو دینے کے لئے "

"آئندہ نہیں دوں گی "

نفی میں سر ہلاتے اسے افسوس ہوا، وہ لب آپس میں ملائے مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا

"ویسے میں نے ابھی تک آپ کی معذرت قبول نہیں کی "

"پھر کیسے کریں گے ؟ "

وہ اب کے اکتا گئی، سنان جواب دینے کے بجائے اپنی جیب سے کچھ نکال رہا تھا، سیاہ کاغذ میں لپٹی چوڑیاں، سر اٹھا کر اسے دیکھا

"کیا آپ یہ قبول کر سکتی ہیں ؟ ""

معطر کی نظر چوڑیوں پہ جمی رہ گئی

"آپ کسی اور کو دے دیں "

"میں آپ کے علاوہ کسی خاتون کو نہیں جانتا جو چوڑیاں پہنتی ہوں، میں آپ کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا جس کے ہاتھ میں چوڑیاں اتنی اچھی لگتی ہوں "

وہ کچھ تذبذب سے اسے دیکھتی رہی، یہ صحیح نہیں تھا، اسے یہ قبول نہیں کرنی چاہئیں، لاکھ وہ چوڑیوں کی دیوانی تھی، پچھلے برسوں میں ہر سجنا سنورنا بھول گیا

تھا، ایک یہی چوڑیاں تھیں جنہیں وہ نہیں چھوڑ سکی تھی، لیکن پھر بھی، پھر بھی وہ یہ قبول نہیں کر سکتی تھی

"سنان۔۔۔۔ "

"آپ منع کرنے لگی ہیں؟ "

اس نے یکدم گہری سانس لی، انکار کے الفاظ زبان تک رہ گئے

"اب نہیں کر رہی "

ہتھیلی سامنے پھیلائی، اس نے آہستہ سے وہ سیاہ چوڑیاں اس کی ہتھیلی پر رکھ دیں

"قبول کرنے کا شکریہ "

وہ بس ہلکا سا مسکرائی، چوڑیاں دل پر بھاری پڑنے لگیں، واحد تیمور حیدر تھا جو اسے یہ تحفہ دیا کرتا تھا، واحد وہی تھا جس کی دی گئی چوڑیاں وہ قبول کر لیتی تھی، اس شام اس نے پہلی بار کسی اور کی طرف سے دی گئی چوڑیاں بھی قبول کر لیں، بھلے بھاری دل سے لیکن کر لیں

"پیاری ہیں۔۔۔ "

"جانتا ہوں۔۔۔ "اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر گلا کھنکارا پھر پشتو میں بولا

"دد نیاھر ساز دھغ° پہ کلائی کا° داغو ستل شویو چو° یوپہ و° اند° ب° ر ز°° کاري۔

)دنیا کا ہر ساز اس کی کلائی میں پہنی چوڑیوں کے سامنے ماند پڑ جاتا ہے "(

"اس کا کیا مطلب ہے؟ "

اسے سمجھ نہیں آئی تھی

"میں نے آپ کو مطلب بتا دیا تو آپ ان چوڑیوں کو یہیں پھینک کر چلی جائیں گی "

وہ ہنسا

"آپ نے نا بتایا میں تب بھی یہ کر سکتی ہوں "

"تعریف کی ہے "

"مجھے اس تعریف۔۔۔۔ "

اس کے باقی الفاظ زبان میں رہ گئے، پیچھے سے بالکل پیچھے سے کسی نے کوئی نام پکارا تھا، اس کا چہرہ زرد ہوا، بیگ پر گرفت مضبوط ہو گئی

"آپ ٹھیک ہیں؟ "

سنان کچھ حیران سا آگے کو ہوا، معطر نے جواب نہیں دیا، زرد چہرے سے گہری سانس لیتے وہ بمشکل پیچھے پلٹی

"تیمور۔۔۔۔ "

کوئی بزرگ کسی کو بلا رہے تھے، اس کی نظر بزرگ کے تعاقب میں گئی، پانچ سالہ بچہ جو بھاگتے ہوئے آگے کی طرف جا رہا تھا، اس نے یکدم پر سکون سانس لی، پیچھے پلٹ کر دیکھا تو وہ کچھ حیران نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

"آپ کو کیا ہوا ہے؟ "

"تیمور رکو۔۔۔ "

آواز اب تک آ رہی تھی

"کچھ نہیں۔۔ "

اسے لگا فضا میں آکسیجن کم ہو گئی تھی، سنان کی نظر پیچھے گئی، بزرگ، بچہ، بچے کو پکارتے بزرگ

"تیمور گر جاؤ گے "

اس میں ایسی کیا چیز تھی جو وہ یوں پریشان ہو گئی تھی؟

"آر یو شیور؟ "

"جی۔۔خداحافظ۔۔ "

چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ خود کو نارمل کر رہی تھی، چوریاں بیگ میں ڈالے بغیر وہ آگے بڑھ گی گال دہکنے لگے تھے، گزرے سال پوری شدت سے یاد آئے، کوئ بے وفا پوری شدت سے نظروں کے سامنے گھوما، سنان کی نظر اس کے قدموں پر گئ، پھر ان بزرگ پر، اس منظر میں ایسا کیا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم وہاں خوش ہو؟ "

صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھے اس نے بابا کی آواز سنی

" بالکل۔۔۔میں یہاں ٹھیک ہوں، خوش ہوں، سکون سے ہوں "

مسکرا کر کہتے اپنی آواز میں زبردستی بشاشت پیدا کرنی چاہی

"میں نے صرف خوش ہونے کا پوچھا تھا "

"میں ٹھیک اور پرسکون بھی ہوں "

"لمبا جواب دوسرے کو مطمئن کرنے کے لئے دیا جاتا ہے، جھوٹ پر مطمئن کرنے کے لئے "

اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی

"ایسی کوئی بات نہیں بابا، ظاہر ہے آپ لوگ یاد آتے ہیں لیکن مجھے یہاں کوئی مسئلہ نہیں "

"دوسری طرف چند لمحے کو خاموشی چھا گئی

"واپس آجاؤ معطر ".....

اس کا دل دکھ سے بھر گیا

"کچھ عرصے بعد آجاؤں گی بابا، ابھی فون رکھتی ہوں "

اس نے کال کاٹ کر موبائل گود میں رکھ دیا، دانیال سے تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی تھی، وہ بھی یہی پوچھتا تھا وہ ٹھیک تھی؟ وہ لوگ اسے اتنا کمزور کیوں سمجھتے تھے؟ معطر صبا اپنے پسندیدہ شخص کو چھوڑ کر، اپنے ملک کو چھوڑ کر انجان ملک، انجان شہر میں تھی، وہ کمزور تو نہیں تھی

گہری سانس لیتے اس نے موبائل میز پر رکھنا چاہا تو سیاہ کاغذ پر نظر گئی، ہاتھ بڑھاتے اس نے وہ اٹھایا، گول گول کر کے باندھا گیا کاغذ کھولا تو سامنے سیاہ چوڑیاں نظر آئیں، سادہ بنا کسی آرائش کی سیاہ چوڑیاں جن میں پہلی اور آخری چوڑی پر موتی لگے تھے، اس نے وہ ہاتھ میں تھامیں تو مدھم ساز بجا، جانے وہ پشتو میں کیا کہہ رہا تھا؟

چوڑیاں واپس رکھتے اس کی نظر ایک اور کاغذ پر گئی، کچھ اچھنبے سے اس نے وہ اٹھا کر کھولا

"اگر کبھی از لنگٹن میں خود کو تنہا محسوس کریں تو میں صرف چند ہندسوں کے فاصلے پر ہوں، میں بتادوں اس حرکت پر میں آپ کی طرف سے تھپڑ کی توقع رکھتا تھا اس لئے ایسے نمبر دینا پڑا، "

ساتھ ایک سمائلی بنا ہوا تھا اور نیچے اس کا نمبر دے رکھا تھا

معطر دھیمے سے ہنس دی، عجیب انسان تھا، یوں جیسے کوئی اجنبی مل جاتا ہے اور اس سے کوئی بے نام سا تعلق بن جاتا ہے، جو کچھ نہیں لگتا اور پھر بھی ہمیشہ آپ کے لئے موجود رہتا ہے

"یہ کسی لڑکے نے دی ہیں؟ "

اس نے چونک کر سر اٹھایا، بانو آپا سامنے ٹھہری عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں

"جی۔۔۔ "

اس نے کچھ خفت سے چوڑیاں سیاہ کاغذ میں لپیٹیں

"کون ہے؟ "

سرد انداز

"پاکستان سے ہے سنان، میری کافی مدد کی ہے اس نے "

"چوڑیاں دینا کون سی مدد ہے؟ "

"اس کی پڑوسی نے میری چوڑیاں توڑی تھیں، ازالے کے طور پر دی ہیں ۔۔۔" اسے ان کی تفتیش بری نہیں لگی تھی انداز برا لگا تھا

"مرد پر اتنی جلدی بھروسہ نہیں کرتے "

"وہ میرا محسن ہے بانو آپا "

"اور ہر محسن اس قابل نہیں ہوتا کہ اس سے تحفے لئے جائیں، جو کام کرنے آئی ہو وہی کرو، لڑکوں سے میل جول بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے "

اس کے چہرے پر سرخی دوڑی، سامان اٹھاتے ہوئے وہ چل کر ان کے سامنے آئی

" میں بائیس سال کی ہوں آپا، مجھے مردوں سے بات کرنا بھی آتا ہے اور انہیں ان کی اوقات میں رکھنا بھی، میں جانتی ہوں کون کس طرح کا مرد ہے، اور سنان ویسا مرد نہیں ہے جس سے میں ڈروں، وہ ویسا مرد بھی نہیں ہے جس سے میں متاثر ہو جاؤں، مجھے اپنی عزت اور کردار کی فکر آپ سے زیادہ ہے "

نرمی لیکن دوٹوک لہجے میں کہتے وہ اوپر کی طرف بڑھ گئی، کردار پر بات آتی تو وہ کسی کا لحاظ نہیں کرے گی، پیچھے ٹھہری بانو آپا کی نظر ٹیبل پر گئی

"تم نہیں جانتیں معطر، کوئی مرد بھروسے کے قابل نہیں ہے "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کے لئے ایک جاب ناکافی تھی، گھر پیسے بھیجنا آپشن نہیں فرض تھا، جتنی تنخواہ اسے پہلی بار ملی اس نے کرایے کی رقم نکال کر سب پاکستان بجھوادی، اس

کے لئے بانو کی طرف سے کروشیا کا معاوضہ کافی تھا، اس کی ضروریات بابا کے علاج سے زیادہ اہم نہیں تھیں، وہ خرچ کرنے سے پرہیز کرتی، اسٹور سے فنسبری کا فاصلہ زیادہ نا صحیح کم بھی نہیں تھا لیکن وہ چل لیتی، ٹیوب پر یا لوکل بس پر جانے کے لئے وہ پاؤنڈز خرچ نہیں کر سکتی تھی، وہاں لوکل بس اور ٹیوب پر صرف سٹوڈنٹس کو تیس فیصد ڈسکاؤنٹ ملتا تھا یا پھر بعض معذور افراد کو، اسے ڈسکاؤنٹ ملتا وہ تب بھی پیسے بچانے کیلئے پیدل سفر کرنے کو ترجیح دیتی، اس نے گھر والوں کو بھی زیادہ کال کرنے سے منع کر دیا، وہ لوگ کرتے تو چند منٹ بات کر کے بند کر دیتی، خود وہ کال کرتی نہیں تھی

یہ اس کی لندن میں آنے کے ڈیڑھ ماہ بعد کا واقعہ تھا جب ایک رات اسے واپسی پر دیر ہو گئی، سڑکیں آج کل سنسان تھیں کہ کل رات از لنگٹن میں قتل کی واردات کے باعث پولیس کی جانب سے احتیاط کا کہا گیا تھا، وہ تیزی سے چلتی گھر کی طرف جا رہی تھی جب پاس سے کسی کھٹکے کی آواز ابھری، ایک لمحے کو اس کا دل سکڑ گیا پھر ہمت کرتے وہ آگے بڑھ گئی، لبوں پہ آیت الکرسی کا ورد جاری ہو گیا، چند قدم چلنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے تھا، اس کی

پوری ہستی وہیں رک گئ، قدم تیز تھے یوں جیسے کوئ پیچھے سے بھاگ رہا ہو،

خوفزدہ وجود کے ساتھ وہ پلٹی

وہ کوئ لڑکا تھا جو زخمی تھا، زخمی ٹانگ کے ساتھ وہ جس قدر تیزی سے بھاگتے ہوئے آسکتا تھا آرہا تھا

"تم۔۔۔ بات سنو۔۔ میری مدد کردو پلیز "

اس کے پاس آکر وہ رکا تو معطر کو ہوش آیا، اس کی ٹانگ پر شاید کوئ زخم تھا

"تم ٹھیک ہو؟ "

وہ پریشانی سے آگے بڑھی، گلی مکمل سنسان تھی

"مجھے گولی لگی ہے، وہ لوگ میرے پیچھے ہیں، خدا کے واسطے پولیس کو کال کرو "

وہ ہراس تھا، معطر کا دماغ دو سو کی سپیڈ سے دوڑنے لگا،

"پرسکون۔۔۔ پرسکون رہو، میں کال کرتی ہوں "

بیگ سے موبائل نکالتے بوکھلاہٹ سے اس نے نمبر ملانا چاہا، اسے نمبر نہیں آتا تھا

"نم۔۔۔ نمبر کیا ہے پولیس کا؟ "

آواز کپکپا گئی

"ہم بتا دیتے ہیں مادام "

اس کا دل رک گیا، آواز پیچھے سے آئی تھی، اس کا دل کیا یہاں سے بھاگ جائے، غائب ہو جائے، تنہا وہ اور ایک زخمی نوجوان، اللہ

"زرا دیکھیں تو کون ہے جس نے بہادری پلس بیوقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس قدر خراب حالات میں یہاں رکنے کی جرأت کی، اے ے پکڑو اسے "

وہ جو زخمی تھا وہ ڈر کر بھاگنے لگا جب ایک لڑکے نے آگے بڑھتے اسے پکڑا، معطر کی چیخ نکلی، دوسرا لڑکا فوراً سے آگے بڑھا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکا، اس کے ہاتھ رکھنے کی دیر تھی کہ اس کا رواں رواں سلگ اٹھا

"چھوڑو۔۔۔ "

بھاری ہاتھ ہٹاتے اس نے جھٹکا دیا، لڑکا کمزور نہیں تھا لیکن یونہی اسے لگا شاید وہ اسے دیکھ کر ٹھٹکا تھا، شاید اس کا ہاتھ غیر ارادی طور پر ڈھیلا پڑا تھا، وہ فوراً بھاگنے

لگی جب وہ گویا ہوش میں آتے جھٹکے سے اس تک پہنچا، اس کی کلائی تھام کر پیچھے دھکیلا وہ لڑکھڑا کر نیچے گری

" یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو جان سے مار دوں گا "

وہ غرایا تھا، معطر نے خشک ہوتے سانس سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، نقاب کی صورت باندھا گیا سیاہ رومال، سر پر سیاہ کیپ، ان سب میں صرف اس کی آنکھیں نظر آرہی تھیں، سرخ آنکھوں میں غصہ، وہ آنکھیں؟ وہ آنکھیں؟

" پکڑو اسے۔۔۔ "

دوسرے لڑکے نے پٹخ کر زخمی کو وہیں نیچے پھینکا، وہ کراہ کر رہ گیا

"زندہ رکھیں یا؟ "

اس کے وجود سے جان نکلنے لگی، وہ اس طرح نہیں مرنا چاہتی تھی، اس طرح نہیں، کسی اجنبی ملک کی سنسان گلی میں یوں لاوارثوں کی طرح نہیں

"مار دو، ہمارے خلاف جو جائے گا یہی ہو گا "

اس نے ختم ہوتی ہمت سے کچھ بولنا چاہا، نظر اسی لڑکے پر تھی، اس کی آنکھیں؟ وہ ان آنکھوں کو جانتی تھی، وہ ان آنکھوں سے اسے نہیں دیکھ رہا تھا

"ایسامت کرو "...

بلاآخر حلق سے کچھ آواز نکلی، لڑکا درد سے مسلسل کراہ رہا تھا، اسے بہت شدت سے رونا آیا

"ایکس۔۔۔مار دو اسے "

"نہیں۔۔مت کرو۔۔۔خدا کے لئے "

وہ گڑگڑانے لگی، لڑکا چھوٹا تھا، وہ زخمی تھا، وہ مر رہا تھا، سفید نقاب والے نے اس کی بات نہیں سنی تھی

"خدا کے لئے مت کرو، وہ چھوٹا ہے "

وہ گویا اس کی التجا نظرانداز کر رہے تھے، لمحوں کا کھیل تھا جب اس نے دیکھا کہ اسی نقاب والے لڑکے نے گن سیدھی کی، سائلنسر لگی گن سے تین گولیاں یکے بعد دیگرے اس کے سامنے پڑے لڑکے کو لگیں، اس کا دل کیا وہ زور سے چیخے لیکن آواز دب گئی، اس کا دل کیا وہ اس لڑکے کے ہاتھ سے گن چھین لے لیکن ہمت ختم ہو گئی، آنکھیں وحشت سے ابل پڑیں، چہرہ سفید پڑنے لگا، ختم ہوتی ہمت سے وہ بمشکل تھوڑا سا سرکی، وہ زخمی کم عمر تھا، بمشکل سترہ اٹھارہ سال کا

"سن۔۔ سنو۔۔۔۔ "

اس کے کاندھے کو ہلایا، وہ ساکت تھا، اس کا دل بند ہونے لگا

"اس کا کیا کرنا ہے؟ "

سفید نقاب والا سیاہ نقاب والے سے پوچھ رہا تھا

"اسے بھی مار دو۔۔۔ "

بے تاثر لہجہ، اجنبی سپاٹ انداز

"اٹھو۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔ "

وہ ابھی تک اسی لڑکے کے پاس بیٹھی تھی

"ماردیں؟ میرے خیال سے چھوڑ دیتے ہیں "

"پولیس کو بتا دیا تو؟ "

"نہیں بتائے گی "...

"تمہیں یقین ہے؟ "

"شاید۔۔۔۔۔ "

وہ ان کی گفتگو سے بے نیاز سفید چہرے سے مردہ وجود کو دیکھ رہی تھی

"آنکھیں کھولو، بچے، پلیز "

"اے۔۔۔۔ "

"سنو پلیز۔۔۔ "

وہ اسی طرح بیٹھی رہی، اس کا وجود ہلاتی رہی، بال بکھر گئے تھے، آنکھوں سے سیل رواں ہو گئے، پھر کس نے گن سے اس کا کاندھا ہلایا، وہ جی جان سے کانپتی جھٹکے سے اٹھی

"اس کی جان کی فکر چھوڑو، اب اپنی فکر کرو "

اپنی؟ یعنی وہ اب اسے بھی مار دیں گے؟

"مجھے چھوڑ دو۔۔۔ پلیز "

اس کا رواں رواں کانپ اٹھا، اپنے گھر بستر پر پڑا باپ یاد آیا، اسے صحن میں گھومتا دانیال یاد آیا، اسے چیزوں کی فہرست بتاتی مبشرہ یاد آئی، مبشرہ کے بال کھینچتا عون، اسے اپنی ماں یاد آئی، اسے چھت پر ٹھہرا تیمور یاد آیا

"جانے دیں تاکہ تم پولیس کو بتا دو؟ "

سفید نقاب والا غصے سے گھور رہا تھا

"میں کسی کو نہیں بتاؤں گی، وعدہ کسی کو نہیں بتاؤں گی "

اس کا وجود ہچکیاں کھانے لگا، اسے لگا وہ مزید وہاں رہی تو مر جائے گی

"اگر بتا دیا تو؟ "

"نہیں بتاؤں گی۔۔۔یقین کرو۔۔۔مجھے جانے دو "

وہ یہاں اس طرح نہیں مرنا چاہتی تھی، رواں رواں کانپ رہا تھا، آنکھیں مسلسل رو رہی تھیں، دل مسلسل کانپ رہا تھا

وہ دونوں چند لمحے اسے گھورتے رہے پھر سیاہ نقاب والے نے آنکھوں سے اشارہ کیا، سفید نقاب والا ایک آخری نظر اس پر ڈالتا پلٹ گیا، معطر ہونٹوں پر ہاتھ رکھے ہچکیاں روکنے لگی، چند لمحے سرکے، چند ساعتیں، اس کا وجود تھمنے لگا، چہرہ سفیدی سے زردی میں ڈھلنے لگا، پھر وہ چونکی

وہ زندہ تھی۔؟انہوں نے اسے نہیں مارا تھا؟ معجزہ؟ یا کچھ اور؟ وہ زندہ تھی؟ وہ دھپ سے نیچے بیٹھی، ہاتھ ہونٹوں پر گیا، وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی، ہانٹوں پر ہاتھ رکھ کر روتے اس کی نظر لڑکے پر گئی،، پھر خون پر، پھر وہ تیزی سے اس تک آئی

"تم زندہ ہو؟ سنو؟ اٹھو۔۔۔پلیز "

وہ ساکت رہا، اسے وحشت ہوئی، اسے لگا وہ مر جائے گی، اسے لگا وہ زندہ نہیں رہے گی، پھر دماغ جاگنے لگا، اس نے نظریں گھمائیں، فون کہا تھا، وہ چند قدم دور پڑا تھا، اس کے اندر وہاں تک جانے کی ہمت ختم ہو گئی، خود کو اسی طرح بیٹھے بیٹھے گھسیٹ کر وہ فون تک لے کر آئی، پولیس۔۔۔پولیس کا نمبر، وہ وہیں کہیں تھا، وہ ہو گا، مایا نے کہا تھا کہ اسے فون لاگ میں پولیس کا نمبر مل جائے گا

کال لاگ کھولی، نمبر سیو تھا

اوہ خدایا

اس کا ہاتھ کانپنے لگا

بمشکل کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے نمبر ملا کر کان پر لگایا

"لندن، از لنگٹن پولیس ہیئر، ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟"

روانی بھری انگریزی میں آفیسر پوچھ رہا تھا، اس کی ہچکی نکلی

"ہو از دیئر؟ "

اس کی آواز دب گئی

"ہیلو "

"پولیس۔۔۔؟ "

"یس۔۔۔؟ہوازدیئر؟ "

وہ معطر صبا تھی، لاہور کی معطر صباز لنگٹن کی سڑک پر بیٹھی رو رہی تھی، روتے وجود سے اس نے کچھ کہنا چاہا جب پیچھے سے کسی نے فون کھینچ کر اس کے ہاتھ سے پکڑا

وہ کرنٹ کھا کر پلٹی، پیچھے سفید اور سیاہ نقاب والا لڑکا ٹھہرے تھے، اس کا دل دھڑکن چھوڑنے لگا

"پولیس؟ہاں؟تو کیا ہم نے غلطی کی تھی؟ "

اسے لگا یہ اس کا آخری وقت ہے، زندگی بس یہیں تک تھی، جو تھا سب یہیں تک تھا

"میرا تو پہلے ہی یہی خیال تھا کہ اسے بھی ڈیوڈ کے ساتھ مار دو، "

وہ سیاہ نقاب والے سے کہہ رہا تھا، وہی سیاہ نقاب والا جس کی آنکھیں وہ پہنچانتی تھی، سیاہ نقاب والا معطر کے سامنے آیا

"اب بھی عمل کیا جا سکتا ہے، ہم نے رحم کیا اور غلط شخص پر رحم کیا "

لہجہ سرد ترین تھا، وہ گن تھامے ہوئے تھا، وہ گن اس نے معطر کی طرف موڑی، اس کا جسم بے جان ہونے لگا، بے جان ہوتے جسم سے اس نے آخری بار کچھ کہنا چاہا، زبان سب بھول گئی

"دیر کس بات کی؟ "

بس، شاید سب یہیں تک تھا، یعنی سب یہیں تک تھا، وہ خواب جو وہ لے کر آئی تھی سب ختم، وہ خواب جو اس نے مستقبل کے لئے دیکھے تھے سب ختم، ہر شے، کیا زندگی ایسے ختم ہو جائے گی؟ یوں لاچاری کی حالت میں؟ ایک اجنبی ملک میں؟ اس کے گھر والوں کو پتا تک نہیں چلے گا کہ وہ کسی انجان سڑک پر یوں مر گئی، کیا وہ خود کو یوں ختم ہونے دے؟ کیا وہ مقابلہ بھی نا کرے؟

مردہ ہوتے وجود میں شاید زندگی کی آخری کرن بھری، جب وہ ہر خوف بھلاتی جھٹکے سے آگے بڑھی اور سیاہ نقاب والے کا چہرہ نوچ کر نقاب اتارا، اس کی ٹوٹی چوڑیاں سامنے والے کے چہرے پر لگیں

"آؤچ ـــــ "

وہ کراہ کر دور ہوا، معطر کا اوپر کا سانس اوپر رہ گیا، اس کا پورا وجود ساکت ہوا، وہ آنکھیں.... وہ چہرہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایرک۔۔۔۔ "

وہ چہرہ ایرک کا تھا، وہ نیلی آنکھیں ایرک کیان کی تھیں، اس کے ہونٹ صدمے سے کھل گئے، ذہن میں جھکڑ سے چلنے لگے

ایرک نقاب اتارتا اپنے گال پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا، ہاتھ گال پر سے ہٹا کر دیکھا، انگلی پر دو قطرے خون کے لگے تھے، سیاہ اندھیرے میں سیاہ خون، اس کا دماغ گھوما

"جنگلی بلی۔۔۔۔" وہ تیزی سے اس تک آیا اور بازوؤں سے دبوچا" کس قدر خونخوار عورت ہو تم "

"یہ تم ہو؟ "

وہ اب تک بے یقین تھی، وہ قاتل تھا؟ ایرک کیان قاتل تھا؟

"ہاں۔۔۔یہ میں ہوں "

"تم نے۔۔۔تم نے قتل کر دیا؟ "

وہ ششدر تھی، ہر خوف پر بے یقینی غالب آ گئی، ایرک کا منہ بگڑا، اس کا بازوؤں چھوڑتے وہ پیچھے ہوا

"کس کا قتل؟ اے ڈیوڈ اٹھو، بہت ہو گیا "

اس نے نیچے پڑے لڑکے کو لات ماری، ڈیوڈ نامی لڑکا کراہ کر اٹھا

"آرام سے برو، تازہ تازہ مرا ہوں میں "

"مرا ہوں؟ ایکٹنگ تک کرنی آتی نہیں تمہیں "

وہ کپڑے جھاڑتا اٹھ رہا تھا، پیچھے والا سفید نقاب اتار رہا تھا، جیسے نارمل سی بات ہو ،یوں جیسے کوئی ڈرامہ چل رہا تھا، ڈائریکٹر کہے "کٹ "اور سین روک دیا جائے، اداکار کردار سے نکل کر واپس زندگی میں آ جائیں اور تماشائی۔۔۔وہ تماشائی جو

ایرک کے سامنے کھڑی تھی، لاہور کی معطر صبا، اس کا چہرہ صدی کا حیران ترین چہرہ بن گیا

"یہ۔۔۔کیا ہے یہ؟"

"مزاق۔۔۔اور کیا، زندہ ہے یہ، لیکن میرا چہرہ"

صدمے سے اپنے گال پر ہاتھ رکھا، کوئی چوڑی ٹوٹی ہوئی تھی جو اس کے چہرے پر نشان بنا گئی تھی، اسے ٹوٹی چوڑی سے بنایا جانے والا نشان دکھ دے رہا تھا، جس کی ٹوٹی چوڑی کا نشان لگا تھا اس کا ساکت وجود ہوش میں آیا، یقین آنے لگا، مذاق؟ مزاق؟ اس کی نظر ایرک کے ہاتھ پر گئی، اسے اپنے گال کا غم تھا، گن کہیں چھینک دی تھی، نظر نیچے گئی، جسے گولی لگی تھی وہ چھوٹا لڑکا سامنے ٹھہرا تھا، جس نے ماری تھی وہ بھی سامنے ٹھہرا تھا، یہ سب مزاق تھا؟ مزاق؟ مزاق؟

اس کے اندر لاوا ابھرا، کسی تیر کی طرح وہ ایرک تک پہنچی اور اسے دھکا دیا، وہ لڑکھڑا گیا

"مزاق سمجھ رکھا ہے تم نے؟"

وہ پوری قوت سے چلائی، پوری شدت سے، ایرک نے کان پر انگلی رکھی

"آہستہ۔۔۔۔۔ "

"جہنم میں جاؤ تم ایرک، جہنم میں جاؤ "

اس کا ضبط ٹوٹ گیا، آنسو پوری قوت سے باہر نکلے

"مزاق تھا، سریس کیوں لے رہی ہو؟، ہم اسائنمنٹ کی تیاری۔۔۔۔۔ "

"مزاق؟ تمہارے لئے ہر شے مزاق ہے؟"اس نے چلا کر بات کاٹی۔۔۔۔۔"

اس قدر بے ہودہ مزاق؟، میرا دل کانپ رہا تھا، میرا جسم کانپ رہا تھا، مجھے لگا میں مرنے لگی ہوں، اور تم کہتے ہو مزاق تھا؟ "

وہ چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اسے گریبان سے تھاما، دونوں لڑکے فوراً آگے بڑھے، ایرک نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا، اس کا چہرہ لمحے میں سپاٹ ہوا تھا

"تم سریس ہو گئیں، یہ سب سچ نہیں تھا "

"تمہیں ہر شے مزاق کیوں لگتی ہے؟ میری جاب چھڑوادی، مجھے مینٹلی ڈسٹرب کر کے رکھ دیا، میرے سٹور میں مجھے دھمکایا، میرے ملک اور مذہب

کے خلاف بات کی اور اب یہ سب، میرا کیا قصور ہے ایرک؟ صرف اتنا کہ تم سے ایک کافی کے پیسے مانگے تھے؟ "

دوپٹہ کاندھے پہ ڈھلک گیا تھا، آنکھیں سوجی ہوئی تھیں، ٹوٹی چوڑیاں جلد میں گھس رہی تھیں، لندن کی سرزمین پہ ازلنگٹن کی گلیوں میں لاہور کی معطر صبا لندن کے ایرک کیان کا گریبان تھامے ٹھہری تھی، وہ جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ باتیں زبان کی نوک پہ رکھتا ہے، وہ خاموشی سے اسے سن رہا تھا

"ہمیں نہیں معلوم تھا کہ یہاں تم آؤ گی "

"میں یہاں ناآتی تب بھی تم ایسا ہی کرتے، تم میرے لئے قابل نفرت بن گئے ہو ایرک "

"آئی ایم سوری "

وہ جو کہا جاتا تھا کہ یا تو سورج مغرب سے طلوع ہوگا یا ایرک کسی کو سوری کہے گا، وہ ایرک لاہور کی معطر صبا سے معافی مانگ رہا تھا

"سوری؟ جہنم میں جاؤ سوری لے کر، میں مرنے لگی تھی ایرک، میں مرنے لگی تھی، اور سوری؟ تمہیں میرے علاوہ کوئی اور نہیں ملا؟ "

"ہم تمہارے ساتھ یہ نہیں کرنا چاہتے تھے، یہ اتفاق تھا "

اس نے نا گریبان چھڑوایا نا آواز اونچی کی، وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئ

"تم جھوٹے ہو ایرک، تم جھوٹے ہو "

آنسو صاف کرتی وہ پلٹی، کاٹ دار نظر پیچھے ٹھہرے لڑکوں پر ڈالی، ان کے سر جھکے ہوئے تھے، وہ دونوں جیسے گونگے ہو گئے تھے، اس نے نیچے پڑا موبائل اٹھایا ، پرس جھپٹا، اسے اس وقت یہاں سے جانا تھا، کہیں دور، بس یہاں سے دور ، کہیں جانا تھا، دوپٹہ درست کیئے بغیر وہ آگے بڑھنے لگی جب ایرک سامنے آیا

"اس وقت اکیلے مت جاؤ، ہم چھوڑ دیتے ہیں "

اس کے لہجے میں نرمی گھل گئ

"چھوڑ دو، اب واقعی مجھے چھوڑ دو ایرک "

"میری بات سنو لیڈی، ہاں ٹھیک ہے ہم سے غلطی ہوئ لیکن تم نے ہمیں بہت زیادہ سنا دیا ہے، حالانکہ ہم یہ سب نہیں چاہتے تھے لیکن پھر بھی تمہیں سوری کہا "

"احسان کا شکریہ "

وہ غصے میں تھی، طیش سے پورا جسم کانپ رہا تھا

"مس پاکستان۔۔۔۔ "

"میری نظروں سے دفع ہو جاؤ ایرک" وہ وہیں رکتی پوری شدت سے غرائی،

ایرک بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوا، پھر ہاتھ اٹھائے

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے "

وہ بنا مزید کچھ کہے آگے بڑھ گئی، سنسان گلیاں، اجنبی راستے، جانے کتنی دیر چلنے کے بعد وہ کسی پارک سے گزرتے ہوئے سامنے رکھے بینچ پر بیٹھی، سر ہاتھوں میں گرایا اور پوری شدت سے رونے لگی، مذاق؟ اس لڑکے کے لئے سب مذاق تھا؟ یوں بھی کوئی مذاق کرتا ہے؟

ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے وہ ہچکیوں سے روئے گئی، ٹھنڈا آسمان، اندر جھلستی آگ، وحشت اور تنہائی، اسے لگا دل پھٹنے کو ہے، پھٹتے دل سے اس نے سر اٹھایا، اکا دکا لوگ، چند مرد، چند عورتیں، بڑی بڑی بلڈنگز، بھاگتی دوڑتی زندگی، سب جیسے جلدی میں تھے، عجیب وحشت، یہاں کوئی اپنا نہیں تھا، یہاں کوئی ایسا نہیں تھا جس سے وہ کہتی کہ اسے اپنا ملک یاد آرہا ہے، اسے لاہور کی تنگ گلیاں یاد آرہی

ہیں، اسے سڑک پر ٹھیلے لگا کر ٹھہرے سستے ملنے والے کھانے یہاں کے پیکڈ بریڈ سے زیادہ عزیز ہیں، اسے اپنا ٹوٹا پھوٹا ملک یاد آ رہا تھا، اسے اپنے گھر والے یاد آ رہے تھے، وہی گھر والے جن کے لئے وہ اپنے ملک سے دور یوں اجنبی ملک میں بیٹھی تھی، وہی اپنے جن کے لئے اسے لڑنا تھا، اسے اس ملک سے وحشت ہوتی تھی، اسے اس ملک کے لوگوں سے وحشت ہوتی تھی

"آر یو او کے گرل؟"

اس نے جھٹکے سے مڑ کر دیکھا پھر ڈر کر اٹھی، پیچھے بند ہوتی کھلتی آنکھوں سے کوئی مرد ٹھہرا تھا، نشے میں جھولتا ہوا، وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی پھر پوری رفتار سے پیچھے کی طرف بھاگی، دماغ سن ہونے لگا، راستہ بھول گیا، وہ کہاں تھی؟ دماغ جیسے کچھ سمجھنے کی کیفیت میں نہیں تھا، کیا کرے؟

اسی سن ہوتے دماغ سے اس نے چند قدم خود کو گھسیٹا، پھر یکدم جیسے کوئی خیال آیا، اسے کسی کو فون کرنا چاہیئے، بانو آپا، کوئی بھی، کسی کو بلانا چاہیئے، بیگ کھولتے اس کی نظر چوڑیوں پر گئی، پھر چوڑیوں کے ساتھ رکھے سفید کاغذ پر، اس نے جھٹ وہ کاغذ اٹھایا

سنان

موبائل نکالتے اس نے نمبر ملایا، بیل جانے لگی، اس کا دل دھڑکن چھوڑنے لگا

"ہیلو؟ "

دوسری طرف اس کا محتاط لہجہ سنائی دیا

"سنان۔۔۔ "

"معطر؟ "

وہ پہچان گیا تھا، وہ بس ایک لفظ سے پہچان گیا، اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا، آنسو ابل کر نکلنے لگے

"معطر بات کر رہی ہوں "

وہ تعارف کروا رہی تھی، جو ایک لفظ سے پہچان گیا تھا وہ اسے بتا رہی تھی کہ وہ کون تھی

"پہچان لیا ہے، خیریت؟ "

"مجھے۔۔۔ مجھے لینے آ سکتے ہیں؟ "

اس کی آواز بمشکل نکلی، دل بند ہونے کو تھا

"کہاں پر ہیں آپ؟"

وہ چونکا تھا

"پتا نہیں، مجھے نہیں معلوم، یہاں لوگ ہیں، مجھے ان لوگوں سے وحشت ہو رہی ہے، پلیز آ جائیں"

وہ بنا آواز کے رو رہی تھی، ڈر اندر تک چلا گیا تھا

"ریلیکس۔۔۔پر سکون رہیں، مجھے لوکیشن سینڈ کریں، میں آ رہا ہوں"

"مجھے نہیں معلوم"

"او کے ریلیکس، میری بات سنیں، پولیس کا نمبر ہے نا آپ کے پاس؟ انہیں کال۔۔۔"

"مجھے کسی کو نہیں بلانا، آپ آ رہے ہیں یا نہیں؟"

"دس منٹ لگیں گے مجھے، آپ جہاں ہیں وہیں رہیں، مجھے صرف یہ بتائیں اپنے سٹور سے کتنی آگے تک ہوں گی؟"

"پتا نہیں۔۔۔شاید دس منٹ۔۔۔بس، میں نہیں جانتی"

"او کے۔۔۔پر سکون رہیں۔۔۔میں آ رہا ہوں۔۔۔دس منٹ صرف"

اس نے کال کاٹ دی، موبائل بیگ میں پھینکا، گہری گہری سانس لیتے آنسو صاف کیئے، سوجی آنکھیں رونے کی چغلی کھانے لگیں، اس کا دل ڈر کے مارے سکڑ گیا تھا، جانے کتنی دیر گزری جب سیاہ کار جھٹکے سے اس کے سامنے رکی، دروازہ کھولتا وہ باہر نکلا

"آپ ٹھیک ہیں؟ "

معطر نے سر اٹھا کر دیکھا، وہ پریشان لگ رہا تھا، کچھ بوکھلایا ہوا بھی، سیاہ پینٹ، سفید شرٹ، وہ شاید کسی کام میں مصروف تھا، اسے یکدم شرمندگی نے آن گھیرا

"جی۔۔۔۔ "

"سب ٹھیک ہے نا؟ "

"جی "

"پھر۔۔۔؟" وہ رک گیا، وہ غائب دماغ لگ رہی تھی، سر جھٹکتے وہ کار تک گیا، دروازہ کھولا

"بیٹھیں۔۔۔ "

"میں چلی جاؤں گی "

بولنے کے بعد اسے احساس ہوا اس نے سنان کو یوں ہی بلا لیا تھا

"آپ ڈسٹرب لگ رہی ہیں معطر، مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں "

نرمی سے کہا تو وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر ایڈریس بتاتے سر ہلاتی گاڑی میں بیٹھی، سنان دروازہ بند کرتا دوسری طرف آیا، اس پر ایک نظر ڈالی

" کسی نے آپ کو تنگ کیا ہے؟ "

"نہیں "

وہ آنسو ضبط کر رہی تھی

"معطر۔۔۔ "اس نے رخ اس کی طرف موڑا، آنکھوں میں سختی سی تھی" مجھے بتائیں کیا بات ہے "

"راستے میں، کوئی مرد تھا، میں ڈر گئی تھی بس "

لب کاٹتے بس وہ اتنا ہی کہہ سکی

"کون تھا؟ "

"میں نہیں جانتی "

"کچھ کہا اس نے آپ کو؟ "

اس کا سر نفی میں ہلا "گھر چلیں سنان پلیز "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر گہری سانس لیتے گاڑی سٹارٹ کر دی

"گھر سے فاصلے پر روک دیجیئے گا "

رخ مکمل گاڑی کی طرف موڑ لیا، سنان نے کچھ نہیں کہا، وہ خاموشی سے باہر دیکھتی رہی، وہ ڈرائیو کرتا رہا، چند لمحے بعد گاڑی بانو آپا کے گھر کے سامنے رکی تو وہ سیدھی ہوئی، بیگ اٹھایا اور بنا اسے دیکھے اندر کی طرف بڑھ گئی، سنان تب تک وہیں رہا جب تک وہ اندر غائب نا ہو گئی، اس کے جانے کے بعد اس نے سر جھٹکتے گاڑی چلائی، سارا راستہ ذہن الجھا رہا، اپنے اپارٹمنٹ پہنچنے تک سر درد سے پھٹنے کو ہو گیا، دروازہ بند کرتے وہ کچن میں آیا، چائے کے لئے پانی رکھا اور صوفے پر دھڑام سے بیٹھا، بریف کیس سامنے ہی پڑا تھا، وہ پورے دن کا تھکا ہارا اسی وقت اپارٹمنٹ آیا تھا جب معطر کی کال آئی، اس نے بریف کیس کے ساتھ رکھی ڈائری اٹھائی، سامنے سیاہ حروف بکھرے تھے

سنان سعدی خان

تاریخ: 8 نومبر 2025

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

پانچویں ملاقات !

میرا خیال ہے انسان کو اتنا رحمدل نہیں ہونا چاہئے، وہ خط بھیج کر مجھ سے معذرت کر رہی تھی، میں بہت رحمدل ہوں لہذا میں نے معذرت قبول کرلی، وہ بھی بہت رحم دل ہے، اس لئے اس نے چوڑیاں قبول کرلیں، لکھنے والا اس سے زیادہ کچھ نہیں سوچ رہا، پڑھنے والے کو تنبیہ کی جاتی ہے وہ اس سے زیادہ کچھ مت سوچے

یہ پانچواں صفحہ ہے جو میں لکھ رہا ہوں اور میں صرف اسے ہی لکھ رہا ہوں، وہ کہیں نقش ہو رہی ہے، کاغذ پر۔۔۔ زہن میں۔۔۔ یا شاید کہیں اور
وہ شاید مجھے ٹھیک ہی بنجارا کہہ گئ تھی۔۔۔

صفحہ آگے خالی تھا، اس نے ٹیبل پر پڑا پین اٹھایا، سفید کاغذ پر سیاہ نوک رکھی

"میں ایک لفظ میں اس کے پورے وجود کو پہچان گیا، کیسے ؟میں اس کے پورے وجود کو سیاہ اندھیرے میں بھی پہچان گیا، کیوں ؟وہ عورت مجھ پر اثر کر رہی ہے،اس کے آنسو مجھے تکلیف دے رہے ہیں،اس کی آواز مجھے بے اختیار کر رہی ہے..... میں نے آج جانا وہ زمین کے ایک کونے سے مجھے بلائے تو بھلے ہی میں زمین کے دوسرے کونے پر ہی کیوں نا ہوں، میں اس کے لئے ضرور جاؤں گا "

اس نے پین رکھ دیا، آنکھیں بند کرتے سر پیچھے کی طرف کر لیا، روتی ہوئ معطر نظروں کے سامنے گزری، جانے وہ کیوں اس طرح پریشان تھی ؟

"بنجارے تہ پر خپل ز ° ہ شک راغلی دی.

)بنجارے کو اپنے دل پر شک ہو رہا ہے "(

وہ بند آنکھوں سے دھیرے سے بڑبڑایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن تک وہ کچھ سنبھل گئی تو سنان کو شکریہ کا میسج بھی کر دیا

"آپ ٹھیک ہیں؟ "

اس نے شکریہ کا میسج نظر انداز کیا تھا

"جی۔۔۔ ٹھیک ہوں "

اسے اب تک خفت تھی، ذہن جاگا تھا تو احساس ہوا وہ خوامخواہ ڈر گئی تھی، وہ کبھی اتنی کمزور نہیں رہی تھی، کبھی بھی نہیں، وہ تنہا راتوں میں اپنے باپ کو ہوسپٹل لے کر جاتی رہی تھی، وہ دانیال کے ساتھ اپنے گھر کے وہ کام بھی کرتی تھی جو مرد کیا کرتے ہیں، لیکن کل رات کا منظر، گولی لگنے سے گرنے والا وجود، خون، خوف، اذیت، ہر شے نے ذہن مفلوج کر دیا تھا، یہ وہی خوف تھا جس کی وجہ سے اس نے سنان کو کال کر لی اور اب شدید پچھتا رہی تھی، جانے وہ کیا سوچتا ہو گا؟ کتنی بزدل لڑکی ہے؟

بانو کو اس نے کچھ نہیں بتایا تھا، اس کی واپسی تک وہ سو چکی تھیں، ایک ڈپلیکیٹ چابی اس کے پاس تھی جس سے دروازہ کھول کر وہ اندر چلی گئی تھی، سنان کا ایک

اور قرض اس کے سر چڑھ گیا، خود پر غصہ اور ایرک پر حد سے زیادہ غصہ آیا، کم از کم ایرک سے وہ یہ امید نہیں رکھتی تھی کہ وہ محض اسے تنگ کرنے کے لئے اس حد تک چلا جائے گا

"تم مجھے وضاحت کرنے کا موقع دو گی؟ "

وہ شام کو سنجیدہ چہرے کے ساتھ اس کے سٹور آیا

"مجھے کوئی وضاحت نہیں چاہئے، تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں پولیس میں کمپلین نہیں کروں گی "

وہ بنا سر اٹھائے رجسٹر پر لسٹ تیار کرتی رہی، ایرک کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر کھٹاک سے اس کا رجسٹر بند کیا

"کیا بدتمیزی ہے؟ "

وہ سیخ پا ہوئی

"چپ۔۔۔" ایرک نے سختی سے انگلی اٹھا کر اسے دیکھا، وہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی "تمہاری چھٹی ہونے میں پندرہ منٹ باقی ہیں، پندرہ

منٹ بعد میں باہر ملوں گا، خبر دار جو مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی، کام ختم کرو اور باہر ملو "

حکم دیتا وہ باہر نکل گیا، معطر خون کے گھونٹ پی کر رہ گئ، اسے پندرہ منٹ میں آف مل گیا لیکن وہ آدھا گھنٹہ لگا کر باہر نکلی۔ اسے یقین تھا وہ چلا گیا ہو گا لیکن وہ باہر ٹھہرا تھا

"میرا پیچھا چھوڑ دو "

وہ اس کے ساتھ چلنے لگا تو وہ سیخ پا ہو کر پلٹی

"چھوڑ دوں گا، پہلے مجھے وضاحت کرنے دو "

"ضرورت نہیں ہے "

وہ پیر پٹختی آگے بڑھ گئ، کل کے بعد سے اس نے طے کر لیا تھا کہ بس سے چلی جایا کرے گا، کل کے بعد جو ڈر اندر بیٹھا تھا وہ ساری زندگی ساتھ رہنے والا تھا

"تمہیں نہیں ہو گی، ویسے تو مجھے نہیں ہے لیکن میں پھر بھی وضاحت کرنا چاہوں گا، تم شاید مجھے کوئ قاتل وغیرہ سمجھ رہی ہو "

"میں تمہیں فراڈ، گھٹیا، بکواس، بد تمیز بھی سمجھ رہی ہوں "

وہ سامنے چلتی گئی، بس جانے میں پندرہ منٹ دیر تھی، اسے جلدی اسٹیشن پہنچنا تھا

"تمہاری گالیوں کی کلیکشن بہت بری ہے "

"مسئلہ کیاہے تمہارے ساتھ؟ "

وہ یکدم رک گئی، چہرے پر بے چارگی چھا گئی، ایرک ہاتھ پیچھے کرتے ہٹا

"فلوقت تم ہو"

"دفع ہو جاؤ ایرک اس سے پہلے کہ میں چیخ کر سب کو اکٹھا کروں "

وہ گہری سانس لیتا دو قدم آگے بڑھا، معطر ڈر کر پیچھے ہوئی، وہ رک گیا

"مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے "

"جو کچھ تم نے کل کیا ہے اس کے بعد مجھے تمہارے سائے سے بھی ڈر لگنے لگا ہے "

"وہ صرف ایک مزاق تھا "

"مزاق؟ تمہیں معلوم ہے جب تم نے اسے گولی ماری تب مجھے ایک لمحے کو لگا کہ میرے اندر سے جان نکل گئی ہے، مجھے اس وقت سانس بھی نہیں آرہی تھی،

وہ رات میرے لئے بھیانک ترین رات بن گئی ہے، تمہیں اندازہ ہے ایرک تمہارے اس مذاق نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ "

اس کی آواز شدت غم سے اختتام پر کانپ گئی، ایرک سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا

"مزید کچھ کہنا ہے؟ "

"سوائے اس کے کہ میرا پیچھا چھوڑ دو، میں تمہارے مذاق برداشت نہیں کر سکتی، میرا دل کمزور ہے، میں اپنے دل سے زیادہ کمزور ہوں، میرے اندر برداشت نہیں بچی ایرک، بخدا میں اب تھک گئی ہوں "

اس کا لہجہ لاچاری سے بھر گیا، ایرک نے سر ہلا دیا

"میں نے سب خاموشی سے سن لیا، اب تم سنو گی، اور چپ" وہ جو منہ کھول رہی تھی اس کے جھڑکنے پر رک گئی" وہ مذاق تھا، صرف تمہارے ساتھ نہیں تھا، ہمیں یونیورسٹی کی طرف سے اسائنمنٹ ملی تھی کہ ایک اصلی کرائم سین ریکارڈ کر کے اس کی رپورٹنگ کرنی ہے، واقعہ، تفصیل سب نیچرل ہونا چاہیے، ایسا اسی صورت میں ممکن تھا جب ہم کسی اصلی مرڈر کا ڈرامہ کر کے کسی سویلین کے ذریعے یہ کام کرتے، ہم وہاں کسی کا انتظار کر رہے تھے جس کے ساتھ یہ

نیچرل سین ریکارڈ کیا جا سکے، وہ "کسی "تم ہو گی میں نہیں جانتا تھا، ہمارا ساتھی

پیچھے سب ریکارڈ کر رہا تھا، یہ صرف ایک اسائنمنٹ تھی مس پاکستان "

"اور تمہیں لگتا ہے میں اس کہانی پر یقین کر لوں گی؟ "

"اس کہانی پر یقین کر لو اس کے لئے میں اپنی سنائی گی کہانی کا سکرپٹ لے کر آیا

ہوں "

وہ بیگ سے کاغذ نکال رہا تھا، سفید صفحات، سیاہ حروف، چند ڈائلا گز جو وہاں ان

تینوں نے بولے تھے، کاغذ اس کی طرف بڑھائے، معطر نے وہ نہیں لئے

"کیا معلوم تم نے یہ ابھی بنائی ہو؟ "

وہ کچھ کہنے کی بجائے ابرو اچکائے اسے دیکھنے لگا یوں جیسے کہہ رہا ہو "واقعی خاتون

؟یعنی تم ایرک کیان سے یہ توقع رکھتی ہو کہ تمہیں یقین دلانے کی لئے وہ اتنی

محنت کرے گا کہ ایک دن میں اپنا سونے اور کھانے پر خرچ کیا جانے والا قیمتی

وقت ضائع کرے؟ خاتون تم کس صدی میں جی رہی ہو؟ تم ایرک سے یہ توقع

رکھتی ہو؟ واقعی؟؟

معطر نے ہونٹ بھینچ لئے، چہرے پر سرخی پھیلی، ٹھیک ہے اسائنمنٹ ہوگا، لیکن ایک اسائنمنٹ؟ بدتمیز نے ایک اسائنمنٹ کے لئے اسے مار ہی دیا تھا

"اگر میرا جگہ کوئی اور ہوتا تب بھی تم یہ سب کرتے؟ "

"میں یہی سب کرتا لیکن تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ یہ سب نا کرتا جو تم نے کیا ہے "

اس کی نظر ایرک کے گال پر گئی، چھوٹے سے زخم پر اس نے دوائی لگائی ہوئی تھی ،اسے ہلکی سی شرمندگی نے آن گھیرا پھر یکدم وہ چونکی

"تم لوگوں نے اس سب کی ویڈیو بنائی تھی؟ "

"آاااا۔۔۔ویل،ہاں "

"ڈلیٹ کرو اسے "

وہ تیزی سے بولی

"وہ نہیں ہو سکتی "

"ایرک، میں نے کہا ڈلیٹ کرو اسے "

"میں نے کہا وہ اب ڈلیٹ نہیں ہو سکتی "

لاپرواہی سے شانے اچکائے

"کیوں؟ '

"وہ ہم کل جمع کروانے والے ہیں "

"میری اجازت کے بغیر ویڈیو بنانے پر میں تم پر کیس کر دوں گی "

"تم کتنی ناشکری ہو"....افسوس سے اسے دیکھا"میں تمہیں اپنی یونیورسٹی میں مشہور ہونے کا موقع دے رہا ہوں اور تم ہو کہ مجھے ہی دھمکی دے رہی ہو "

"جس یونیورسٹی میں تم بدنام ہو مجھے وہاں مشہور نہیں ہونا "

وہ تپ کر بولی

"بدنام؟ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی مجھ سے سب جلتے کیوں ہیں؟خواہمخواہ بدنام کر رکھا ہے مجھے حالانکہ میں انتہائی معصوم انسان ہوں "

"معصومیت یہ سننے کے بعد خودکشی کر لے گی "

"تمہاری زبان کتنی تیز چلتی ہے "

"میرے ہاتھ اس سے زیادہ تیز چلتے ہیں، تم کل رات دیکھ چکے ہو، ویڈیو ڈلیٹ کرو میری "

"اگر میں شرمندہ نا ہوتا تو اس زخم پر تمہیں سزا دیتا "

شرمندہ؟ وہ شرمندہ تھا؟ یہ کون سی شرمندگی تھی؟

"تمہاری موجودگی سے بڑی سزا دنیا کے لئے کوئی نہیں ہے "

وہ ہاتھ جھلاتی آگے بڑھنے لگی، اس انسان سے بحث کرنا فضول تھا، ایرک چند لمحے وہاں ٹھہرا رہا پھر وہ تیزی سے اس کے پیچھے آیا

"تم بس سے جاؤ گی؟"

"خوش قسمتی سے لندن میں میرے باپ کی ٹرینین نہیں چل رہیں، بد قسمتی سے تم مجھے کل اچھا خاصا خوف زدہ کر چکے ہو اس لئے میں اکیلے جانے کا رسک نہیں لے سکتی "

"کل جس لڑکے کے ساتھ تم گئی تھیں وہ کون تھا؟ "

وہ جھٹکے سے رکی

"تمہیں کیسے معلوم یہ بات؟ "

"دیکھو۔۔میں بہت براہوں،اور سچ ہے کہ میں ہوں، لیکن میرے اندر دو چار اچھے جراثیم ہیں جنہوں نے کل رات مجھے مجبور کیا کہ تمہارا پیچھا کروں تا کہ تم بحفاظت اپنے ہوسٹل پہنچ جاؤ، تم نے کسی لڑکے کو کال کر کے بلایا تھا، کیا وہ تمہارا بوائے فرینڈ تھا؟ "

اس کے کان کی لوئیں تک سرخ پڑیں،ایرک نے دلچسپی سے اس منظر کو دیکھا تھا ،انٹرسٹنگ!!

"تمیز سے۔۔۔۔ "

"سوال تھا، تم غصہ کیوں کر رہی ہو، میں سوال تبدیل کر دیتا ہوں، کیا وہ تمہارا بھائی تھا؟ "

"نا وہ میرا بھائی تھا نا بوائے فرینڈ، تم کتنا واحیات سوچتے ہو "

اس کے گال ابھی تک سرخ تھے

"میں تمہاری سوچ سے زیادہ واحیات سوچتا ہوں "

اس کی نظر پیچھے گئی،لبوں پہ خباثت بھری مسکراہٹ ابھری

"تمہاری بس چلی گئی "

وہ کرنٹ کھا کر پلٹی، پیچھے اسٹیشن سے میٹرو بس ابھی ابھی نکلی تھی، اسے صدمے نے آن گھیرا پھر وہ تپ کر پلٹی

"تم اسی لئے میرا سر کھا رہے تھے؟"

"جیسا کہ میں نے کہا میرے اندر صرف دو فیصد اچھے جراثیم ہیں، باقی اٹھانوے فیصد میں ایک برا انسان ہوں"

"ان دو فیصد جراثیم کو ڈوب کر مر جانا چاہئے"

وہ دبی دبی آواز میں چلائی، بس کا کرایہ ٹیوب سے کم تھا، اکیلے جانے کا رسک وہ اگلے کئی دن تک نہیں لے سکتی تھی، یہ انسان!!

"پھر میں دنیا کا جینا حرام کر دوں گا، زمہ دار تم ہو گی، معاطر صبا"

وہ معطر کا الف لمبا کھینچ رہا تھا، اس کا دل کیا اس کا دوسرا گال بھی زخمی کر دے

"یہ معطر ہے، درست کرو"

"یہ ایرک ہے، اس کی موجودگی پر فخر کرو"

"دفع ہو جاؤ تم ایرک"

وہ غصے سے کھولتی آگے بڑھ گئی، بس کے بعد وہ ٹیوب مس نہیں کرنا چاہتی تھی، ایرک اس کے پیچھے نہیں آیا تھا، غالباً اسے بھی کہیں پہنچنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"دن کے چند گھنٹے مجھے دے سکتی ہیں؟ انتہائی عاجزانہ درخواست "!

سنان کا میسج اسے صبح ملا تھا، وہ دوپہر تک فری تھی لیکن پھر بھی اسے منع کر دیا

" بانو آپا کو اچھا نہیں لگے گا "

وہ لڑکوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کے سخت خلاف تھیں

"میں ان سے بات کر سکتا ہوں "

وہ کتنی ہی دیر اس میسج کو دیکھتی رہی

"آپ ایڈریس بھیج دیں، میں آجاؤں گی "

وہ محسن تھا، وہ احسان فراموش نہیں تھی، کمرے کو لاک کر کے نیچے آئی تو بانو آپا صوفے پر بیٹھی تھیں

" بانو آپا، سنان نے کہیں ملنے کے لئے بلایا ہے، میں چلی جاؤں؟ "

"مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو، تم خود بہتر جانتی ہو "

وہ آنکھوں پر چشمہ لگائے کسی فریم پر کشیدہ کاری کر رہی تھیں

"آپ کی اجازت کے بغیر کیسے جاؤں؟ "

"میری اجازت لو گی تو میں منع کر دوں گی، جانا ہے تو چلی جاؤ، لیکن واپسی پر اس لڑکے کو یہاں لے کر آنا مجھے اس سے ملاقات کرنی ہے "

وہ کچھ اچھنبے کا شکار ہوئی لیکن پھر سر ہلا دیا، البتہ اس کا کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا، خواہ مخواہ سنان عجیب طرح سے سوچتا، وہ اوپر واپس آئی تو سنان کا میسج آیا ٹھہرا تھا، اس نے کیمڈن پیسیج کا ایڈریس بھیجا تھا، ڈھنگ کا سوٹ نکال کر بال گول مول باندھ کر بنا کوئی مزید تیاری کیئے اس نے کوٹ پہن لیا، از لنگٹن میں موسم سرد تھا اور اسے کچھ زیادہ ہی سرد لگتا تھا، ایک واحد سنگھار جو وہ کرتی تھی وہ اس کی چوڑیاں تھیں، از لنگٹن کو اور اس کے باسیوں کو جانے اس کی چوڑیوں سے کیا مسئلہ تھا، اب تک جانے کتنی ہی چوڑیاں ٹوٹ چکی تھیں، سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر سنان کی دی ہوئی پڑی تھیں تو وہی اٹھا کر پہن لیں

فنسبری پارک سے کیمڈن پیسیج تک وہ نادرن لائن کے ذریعے اینجل اسٹیشن تک آئی تھی، وہاں سے کیمڈن پیسیج واکنگ ڈسٹینس پر تھا تو وہ آرام سے چل

لیتی، سنان نے گو اسٹیشن پر ملنے کا کہا تھا لیکن وہ تھوڑا جلدی آ گئی تھی تو آگے واک کرتے ہوئے جانے کا ارادہ تھا

اسٹیشن سے اترتی وہ ابھی چند قدم ہی چلی ہو گی جب سامنے وہ نظر آیا، بلیو جینز پر سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی، نیچے سیاہ شرٹ جھانک رہی تھی، بال پیچھے کو جمار کھے تھے، ڈیسنٹ، ڈیشنگ سا سنان سعدی، ان تمام دنوں میں یہ پہلی بار تھا جب وہ اسے عام سے حلیے میں دیکھ رہی تھی ورنہ تو ہمیشہ سوٹس میں ہی ملتا تھا

"سلامتی قبول کریں "

اس نے سر ہلا دیا

"آپ جلدی آ گئے؟ "

"میں نے سوچا آپ کو انتظار نا کرنا پڑے "

وہ تھوڑے سے فاصلے پر ساتھ چلنے لگا، نظر اٹھا کر اسے دیکھا، سیاہ شلوار قمیص، سیاہ لمبا کوٹ، اور کلائی۔۔۔۔ اس کی نظر کلائی پر ٹھہر گئی، سیاہ چوڑیاں جو وہ دو دن جیب میں لے کر گھوما تھا، اور جس کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ وہ

پھینک دے گی، وہ چوڑیاں ان کلائیوں میں تھیں، ان چوڑیوں کی کھنک اس پر بہت بھاری تھی

"بلایا کس لئے تھا؟ "

معطر کی آواز پر نظر اس کے چہرے پر گئی

"آپ ڈیڑھ مہینے سے یہاں ہیں، سوچا آپ کو از لنگٹن گھمایا جائے "

وہ یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے چند دن پہلے کچھ ہوا ہی نہیں تھا، کسی رات معطر نے اسے کال کر کے بلایا ہی نہیں تھا، جیسے ایسا کوئی دن اس کی یاداشت میں محفوظ نہیں تھا

"میرا از لنگٹن نہیں کہیں گے؟ "

وہ مسکرایا

"میرا صرف پشاور ہے، میں اپنی پسندیدہ چیزوں کے معاملے میں تھوڑا خود غرض واقع ہوا ہوں، از لنگٹن جس کا ہے اسی کا رہنے دیں "

جس کا از لنگٹن تھا اس کا بس چلتا تو پوری دنیا پر قبضہ کر لیتا، اسے یونہی خواہ مخواہ ایرک یاد آگیا، حلق تک کڑوا ہو گیا

"مجھے ویسے از لنگٹن گھومنے کا کوئی خاص شوق نہیں ہے "

"کیمڈن پیسیج گھومنے کے بعد آپ اپنی رائے پر نظر ثانی کریں گی "

چند منٹ کا فاصلہ تھا تو وہ جلدی طے ہو گیا،

کیمڈن پیسیج از لنگٹن میں اینجل کے قریب واقع تاریخی گلی تھی جو اپنے ثقافتی عمارتوں، کیفے اور نوادرات کے لئے مشہور تھی، 1950 تک یہ عام سا علاقہ تھا لیکن بعدازاں اس کی تاریخی اور قدیم اہمیت کی وجہ سے اسے لندن کے اہم ترین سیاحتی مقامات میں شمار کیا جانے لگا، یہاں بعض عمارتیں انیسویں صدی سے موجود تھیں جو قدیم دور کا تاثر دیتیں عجیب انداز سے اپنی طرف کھینچتی تھیں، گلی واک فری تھی، گاڑیوں کی گنجائش نہیں تھی، البتہ چند سائیکلز نظر آرہی تھیں، وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو وہ پل بھر کو تھم گئ، قدیم زمانے کی کوئ گہری چھاپ تھی جو وہاں نظر آتی تھی، لمبی گلی کے ارد گرد سٹالز لگا رکھے تھے جن پر نوادرات، اور دوسری چیزیں تھیں، یوں جیسے پاکستان میں عام بازاروں میں ریڑھی پر سامان بکتا ہے البتہ وہاں صاف صفائ تھی

"یہ تو اتوار بازار جیسا لگتا ہے "

لبوں سے بے ساختہ پھسلا، سنان ہنس دیا

"ہفتہ بازار کہہ لیں، عام دنوں میں صورتحال تھوڑی مختلف ہوتی ہے، بدھ جمعہ اور ہفتے کے روز یہاں اینٹیک مارکیٹ لگتی ہے، میں کل لے آتا آپ کو لیکن آج یہاں منظر مختلف ہوتا ہے "

وہ اسے سنتی ایک سٹال پر آئی، قدیم طرز کے برتن جن پر جدید کشیدہ کاری کی گئی تھی، چند پرانی کتابیں، پیچھے دکانوں پر ملبوسات، قدیم عمارتیں

" کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ کتنا اچھا ہوتا ناسنان اگر ہم قدیم دور میں پیدا ہوتے، پرانا دور ہم جیسوں کے لئے زیادہ اچھا تھا، ہم دیر سے دنیا میں آئے، یہ دنیا بہت تیز ہے، ہم جیسے دھیمے لوگ جنہیں یہ تیزی وحشت میں مبتلا کرتی ہے، ہم پرانے دور میں زیادہ اچھے سے رہ لیتے، "

عمارتوں کو دیکھتے وہ جانے کس احساس کے تحت بولی

" ممکن ہے تب ہماری سوچ مختلف ہوتی، اس دور میں ہم کسی اور دور میں پیدا ہونا چاہتے "

وہ شاید اس کی رائے سے متفق نہیں تھا، معطر نے بحث نہیں کی، وہ ایک پرانے دور کا تاثر دیتا بھورا خط اٹھائے ہوئے تھی، محبت نامہ، محبت نامے سے اسے کوئی اور یاد آیا تھا، چھت پر ٹھہرے مجسمے، زرد پھول، اس کا دل وحشت کا شکار ہوا، اس نے خط چھوڑ دیا

"میں چاہتی ہوں ایسا ہی ہوتا، کچھ لوگوں سے ہم کبھی نہیں ملنا چاہتے، ان لوگوں کو ہم سے پہلے یا ہمیں ان سے پہلے دنیا میں آنا چاہئے تھا، ہماری آمد کا وقت ایک ٹھہرا، وقت نے غلط کیا "

سنان کی نظر ان آنکھوں پر گئی، پھر کلائی پر

"اگر ایسا ہوتا تو شاید ہم بھی نا مل پاتے "

نظریں ارد گرد گھماتے اس نے کچھ دھیمے لہجے میں کہا تھا، معطر کا بیگ درست کرتا ہاتھ تھما، نظریں سنان پر گئیں، وہ کیا سوچ رہا تھا؟

، "جن کا ملنا مقدر ہو مل جاتے ہیں، خیر میں چلتی ہوں "

"اتنی جلدی؟ ہر گز نہیں، ہم یہاں سے کچھ لیں گے، پھر کچھ کھائیں گے، اور پھر میں آپ کو اسٹور چھوڑ دوں گا "

"سنان۔۔۔ "

"بحث مت کریں خاتون" وہ ہاتھ اٹھاتا پیچھے کی طرف گیا، وہاں خواتین کے لئے زیورات وغیرہ رکھے تھے، وہ کچھ بے بسی اس تک آئ

"یہ کس کے لیے لینا ہے؟ "

"مورے، پریزے، اور کسی اور کے لئے "

"پریزے کون ہے؟ "

اتنا تو وہ جانتی تھی پشتو میں ماں کو مورے کہا جاتا ہے، اس نے کسی اور کا نہیں پوچھا ، ہو گا کوئ

"میری چھوٹی بہن۔۔۔ "

وہ محبت سے مسکرایا، پھر سر جھٹکا "اسے زیورات کا بہت شوق ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں خواتین کی شاپنگ کے معاملے میں نالائق ہوں، کیا آپ کچھ مدد کر دیں گی؟ "

"ہاں۔۔ ضرور۔۔۔ "

وہ گہری سانس لیتی سٹال تک آئ، جھمکے، چوڑیاں، بریسلٹ، چند شال

"اسے کیا پسند ہے؟"

"کوئی بھی زیور۔۔۔"

معطر نے سر ہلا دیا، کچھ جھک کر وہ نیچے رکھے جھمکے دیکھنے لگی، سیاہ ریشمی بال پھسل کر دائیں طرف آئے، بائیں ہاتھ سے انہیں سیدھا کرتے ہوئے اس نے ایک جھمکا اٹھایا، چوڑیوں کا ساز بج اٹھا، ساتھ ٹھہرے بنجارے کی نظر ان چوڑیوں پر گئی، پھر چوڑیاں پہننے والی پر، وہ ہونٹ کاٹتی سوچتے ہوئے جھمکے دیکھ رہی تھی، وہ کئی لمحے اس چہرے کو دیکھتا رہا، کچھ بے خیالی، کچھ بے اختیاری میں

"سنان۔۔۔"

چونک کر وہ ہوش میں آیا، معطر دو جھمکے کے سیٹ اٹھائے اسے دکھا رہی تھی

"یہ کیسے ہیں؟"

سفید رنگ کے ہلکے سے جھمکے، اس نے بس سر ہلا دیا، معطر نے وہ دکان دار کی طرف بڑھا دیئے

"کچھ اور لینا ہے؟"

"جی"

"کیا؟ "

"کسی کے لئے کسی کی طرف سے کچھ لینا ہے "

"کس کی طرف سے کس کے لئے ؟ "

"جس کی طرف سے لینا ہے وہ بتانا نہیں چاہتا، جس کے لئے لینا ہے بتادیا تو وہ لے گی نہیں، آپ یوں ہی پسند کر لیں "

"ہر کسی کی پسند مختلف ہوتی ہے، میں کیسے لوں؟ "

وہ متذبذب تھی

"لے لیں معطر، اسے پسند آجائیں گی "

وہ بھنویں سکیڑتی اسے دیکھنے لگی

"یہ آپ کی کوئی خاص ہیں کیا؟ "

سنان نے مسکراہٹ دبائی

"اگر ہیں تو؟ "

"تو اس کے لئے اپنی پسند سے لیں "

"فلحال آپ کی پسند سے لے لیتا ہوں "

"میرا پسند کیا گیا انہیں پسند نا آیا تو؟ "

"آجائے گا "

وہ مطمئن تھا، وہ گویا ہار مانتی واپس پلٹی

"کیا پسند ہے انہیں "

"چوڑیاں۔۔۔۔ "

وہ ٹھٹکی، رک کر اسے دیکھا، وہ اسی پر سکون چہرے کے ساتھ ٹھہرا تھا، جیسے وہ نا جانتا ہو وہ کیوں رکی تھی، وہ سر جھٹکتے سٹال کی طرف مڑی، دو سیٹ لے کر سنان کو دے کر وہ دور ہٹ گئی، جیسے زمہ داری پوری ہو گئی ہو، سنان پیمنٹ کرتا پلٹا تو وہ جو ایک دکان کو دیکھ رہی تھی اس کے پلٹنے پر اندر کی طرف گئی، لمبی اور وسیع دکان جہاں کتابوں کا قدیم زخیرہ موجود تھا، قدیم برطانوی مصنفین سے لے کر جدید مصنفین تک کی کی کتابیں، وہ ریکس کو دیکھتی ایک جگہ پر رکی، ریک سے کتاب نکال کر ہاتھ میں تھامی، سنان نے جھک کر کتاب کا نام پڑھا

"Islamophobia in Britain ' the making of a Muslim enemy"

نیچے برطانوی مصنفہ " leaoni. B Jackson کا نام لکھا تھا

"آپ کو سیاست میں دلچسپی ہے ؟ "

وہ حیران ہوا تھا

"نہیں ہونی چاہئے ؟ "

"ہو سکتی ہے" وہ رکا پھر مسکراہٹ دبائی "ویسے میں نے کہیں پڑھا تھا کہ جو عورت چوڑیاں پہنتی ہو اور سیاست پر بحث کرتی ہو اس سے ہر مرد کو پناہ مانگنی چاہئے، وہ اپنے زہن اور دل دونوں سے تمہیں متاثر کر دے گی "

وہ کتاب لیتی دکاندار کی طرف جا رہی تھی، اس نے لفافے میں ڈال کر معطر کو دی تو وہ سنان کی طرف مڑی

"اور اس کتاب کے مصنف کا نام سنان سعدی ہے۔۔۔ رائٹ ؟ "

وہ ہلکا سا ہنس دیا

"میں اتنا زہین کہاں۔۔۔ "

وہ جیب سے والٹ نکالتے ہوئے اس میں سے پاؤنڈز نکال رہا تھا، معطر کی نظر والٹ پر گئی پھر اس نے ہاتھ میں تھامی کتاب دکان دار کی طرف واپس بڑھائی، سنان رکا

"آپ نہیں لے رہیں؟ "

"اگر قیمت آپ دیں گے تو ہاں "

لہجہ پر سکون تھا

"میرے ہوتے ہوئے آپ قیمت دیں یہ مجھے منظور نہیں "

"میں اپنی لی گئی چیز کی قیمت خود دے رہی ہوں سنان، آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے "

"میری غیرت۔۔۔۔ "

"اپنی غیرت سے کہیں میرے اصولوں کے بیچ نا آئے "

سنان کا ہاتھ جیب کی طرف گیا، والٹ جیب میں ڈالتے وہ کچھ خفگی سے اسے دیکھنے لگا، اس نے بنا پرواہ کئے قیمت ادا کی اور دروازہ کھولتی آگے بڑھی

" یہ بہت غلط بات ہے ویسے "

"میرا اصول سمجھ لیں، میں تحفے قبول کر لیا کرتی ہوں، وہ تحفے جو کوئی بنا مجھے بتائے میرے لئے لے کر آئے، اگر آپ مجھے بتا کر میرے لئے کچھ لے رہے ہیں یا میں اپنے لئے کچھ لے رہی ہوں اور آپ اس کی قیمت ادا کرنا چاہ رہے ہیں تو مجھ سے یہ توقع مت رکھیں کہ میں آپ کو ایسا کرنے دوں گی "

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے آگے بڑھ رہے تھے، گلی پتھروں والی تھی، قدیم دور کے راستوں جیسی، ارد گرد چند اونچے لیمپ بھی تھے، اونچی عمارتیں تھیں، چند پر مختلف رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا، یوں جیسے کسی نے سفید اور سیاہ چننے کی بجائے رنگوں کو منتخب کیا ہو، جیسے اہل برطانیہ نے رنگ چنتے وقت کہا ہو زمین کے سات رنگ ہیں زمین والے خود جو رنگ پہنتے ہیں وہ عمارتوں کو کیوں نہیں پہناتے ؟، اسے وہ رنگوں سے سجی عمارتیں زیادہ پیاری لگیں

"کوئی مرد آپ کا بل بھرنا چاہ رہا ہے تو میرا نہیں خیال اس میں کچھ برا ہے جب کے آپ اس کے ساتھ ہیں "

"اگر قیمت ادا کرنے والا آپ کا بھائی یا والد ہو تو، دوسرے ہر مرد کے ساتھ خریدی جانی والی چیز کی قیمت عورت کو خود دینی چاہیئے، تا کہ ہر مرد آپ کو میسر نا

سمجھنے لگے ، جو مرد آپ کی خریدی گئی چیزوں کی قیمت ادا کر رہا ہے آپ اپنے آپ کو اس کے لئے میسر بنا رہی ہیں ، وہ سوچے گا کہ وہ جب چاہے آپ کو صرف چند نوٹوں کے بدلے متاثر کر سکتا ہے ، موجود رہیں میسر نہیں "

"آپ میرے بارے میں ایسا سوچ رہی ہیں ؟ "

"میں نے آپ کا نام تو نہیں لیا "

وہ ایک شاپ کے سامنے رک گئی ،اندر پرانے دور کے چند ملبوسات ٹھہرے تھے ، کچھ قدیم دور کی شہزادیوں جیسے ، کچھ ویٹیکن زمانے کے

"آپ نے کبھی برطانوی شہزادیوں کے بارے میں پڑھا ہے سنان ؟ "

"مجھے ان خواتین سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے "

اس نے کاندھے اچکائے

"میں انہیں پسند کرتی ہوں ، ملکہ وکٹوریا کو ، مجھے اس عورت کا تاریخ میں کردار پسند ہے ، باوجود اس کے کہ میں اس کے اعمال کو پسند نہیں کرتی ، میں اس کی سیاسی حکمت عملی کے بھی خلاف ہوں ، بطور اس ملک کا باشندہ ہونے کے بھی جس پر اس نے قبضہ کیا تھا میں اسے ناپسند کرتی ہوں ، لیکن مجھے تاریخ میں یہ

عورت ہمیشہ پسند رہی ہے، اس ایک عورت نے ہندوستان کے مرد حکمرانوں کو اکیلے ہرایا، وہ ملکہ تھی، اس کا تخت اسے ملکہ نہیں بناتا تھا، اس کا عمل بناتا تھا، وہ ایک اچھی عورت نہیں تھی لیکن وہ ایک عظیم ملکہ تھی "

کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ سامنے دیکھ رہی تھی، نظر سامنے رکھے تاج پر تھی، سنان رخ موڑے اسے دیکھ رہا تھا

"اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی کرتا، اس کے سر پر تخت رکھا گیا تھا اسے ملکہ بننا پڑا "

"اور ہم اس دور میں ہیں جہاں عورت کو تاج نہیں اس کا عمل ملکہ بناتا ہے، اٹھی گردن، مضبوط آواز، دوٹوک اصول، ہر وہ عورت ملکہ ہے جو دنیا کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھنا جانتی ہے "

"آپ ایسی ہی عورت ہیں "

معطر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا، وہ چہرے پر سادگی لیکن آواز مضبوط تھی

"کاش میں ایسی عورت ہوتی، لیکن میں اتنی مضبوط نہیں ہوں،،،، چلیں؟ "

وہ بیگ سیدھا کرتی آگے بڑھ گئی

"آپ مزید کچھ نہیں لیں گی؟ "

"میری پسند کا یہاں مزید کچھ نہیں ہے "

"چوڑیاں بھی نہیں؟ "

"آپ کو لگتا ہے مجھے صرف چوڑیاں پسند ہیں؟"۔ وہ ہلکا سا مسکرائی

"اب تک۔۔۔ہاں "

"چوڑیوں کے علاوہ بھی اور چیزیں ہیں دنیا میں "

"جیسے کہ؟ "

وہ ساتھ چل رہا تھا، اسے لمحے اسے احساس ہوا، ان دونوں کا لباس ایک رنگ کا تھا ،اسے ان رنگی برنگی عمارتوں میں سیاہ عمارتیں زیادہ پیاری لگیں

" جیسے کہ سبز پہاڑوں پر گرتی برف، کسی ندی کا ٹھنڈا پانی اور اس میں پاؤں ڈال کر بیٹھنا، کسی سنسان گلی میں بجتا مدھر سا ساز۔ کوئی ٹھنڈی نرم پشاوی چادر، چند محبت بھرے بول، لمبی فہرست ہے "

"خاصی رومان پرور ہیں آپ "

"میں صرف ایک مشرقی لڑکی ہوں "

"مشرق کا حسن "

وہ رک کر اسے گھورنا چاہتی تھی جب موبائل بجنے کی آواز پر رک گئ، بیگ میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا اور نمبر پر نظر پڑتے چہرہ زرد ہوا

تیمور کالنگ

اسے یاد آیا وہ نمبر ڈلیٹ کرنا بھول گئ تھی، اسے یاد آیا اس نے یہ بھول جان بوجھ کر کی تھی، اسے یہ بھی یاد آیا کہ وہ سرخ اینٹوں والی گلی میں کسی اور کے ساتھ ٹھہرا تھا، کسی اور کو دیکھ رہا تھا، کسی اور کے ہوتے ہوئے وہ اسے کیوں کال کر رہا تھا؟

اس کا ہاتھ ہلکا سا کپکپایا، سنان اسے ہی دیکھ رہا تھا

"سب ٹھیک ہے ؟ "

وہ چونکی، سر اٹھا کر اسے دیکھا، پھر نمبر کو، کسی شے کے زیر اثر اس نے کال اٹھاتے فون کان سے لگایا، دوسری جانب خاموشی تھی، وہ اس خاموشی کو بھی سن سکتی تھی

"معطر_____ "

وہ لہجہ، وہ نام، وہ آواز، اس نے چار سال اس نام کو دیئے تھے، آنکھیں جلنے لگیں

"کیسی ہو؟"

وہ کہنا چاہتی تھی جس حال میں وہ چھوڑ کر گیا تھا وہ اس حال میں تھی، جن مقام پر وہ چھوڑ کر گیا تھا وہ اسی مقام پر اٹک گئی تھی، لیکن زبان آج الفاظ بھول گئی، وہ یہ بھی بھول گئی کہ وہ کیمڈن پیسیج کی گلی میں کسی پشاور کے سنان سعدی کے ساتھ ٹھہری تھی، وہی سنان سعدی جو لاہور کی معطر صبا کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا

"کیا ہم چند منٹ بات کر سکتے ہیں؟"

اسے آخری نظر یاد آئی پھر اس نے گہری سانس لی

"آئندہ مجھے کال مت کرنا، تمہارا نمبر بلاک کر رہی ہوں"

کال کاٹتے اس نے وہیں کھڑے کھڑے نمبر بلاک کر دیا، زندگی سے وہ پہلے ہی جا چکا تھا

"کیا کوئی آپ کو تنگ کر رہا ہے؟"

سنان فکر مندی سے پوچھ رہا تھا

وہ کہنا چاہتی تھی کہ ہاں

سینے کے بائیں جانب

جہاں دل تھا

اس دل کو کوئی تنگ کر رہا تھا

"نہیں۔۔۔۔ "

"آپ جانتی ہیں اسے؟ "

اس نے یقیناً دیکھا تھا کہ نمبر سیو تھا

"جانتی ہوں "

وہ بیگ میں موبائل ڈالتی دھیمے سے آگے بڑھنے لگی

"کون تھا "

"تیمور حیدر۔۔۔۔ "

سنان کے قدم تھمے، اس نے ان قدموں کا تھمنا نہیں دیکھا تھا، وہ آگے چل رہی تھی، کیمڈن کی ساری رونق ماند پڑ گئی تھی، ہر شے نے طلسم کھو دیا تھا، جو سینے کی بائیں جانب تنگ کر رہا تھا اس نے سینے میں دھواں بھر دیا تھا، وہ اسٹیشن کی طرف جا رہی تھی، جو اس کے ساتھ تھا اس نے دیکھا اس کے قدم مضبوط تھے،

وہ لڑکھڑائی نہیں تھی، اسے یاد آیا چند روز قبل از لنگٹن کی گلیوں میں جب وہ اس کے ساتھ ٹھہری تھی تو اسی نام پر اس کا چہرہ زرد پڑا تھا، تیمور حیدر۔۔۔ کون تھا یہ؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیمور حیدر، وہ محبت نہیں رہا تھا تو زخم کیوں بن گیا تھا؟ زخم تھا تو بھر کیوں نہیں جاتا تھا؟ وہ آگے بڑھ گیا تھا تو اسے کیوں یاد کر رہا تھا؟ دو دن تک فون سے دور بھاگتی رہی، پاکستان سے آنے والی ہر کال اسے ایک اسی کال کی یاد دلانے لگی تھی، وہ ہر کال نظر انداز کرنا چاہتی تھی

لیکن وہ کال پاکستان سے نہیں تھی، وہ اسی اجنبی ملک سے تھی، کیفے کے میجر ولیم کی کال

"معطر کیا تم کیفے دوبارہ جوائن کر سکتی ہو؟ "

"جی؟ "

وہ سٹپٹا گئی

"میں تمہیں زیادہ اچھی سیلری کے ساتھ جاب دوبارہ آفر کر رہا ہوں، کیا تم یہ آفر قبول کر سکتی ہو؟ "

"میں۔۔۔میں بتاتی ہوں "

"ضرور لیکن پلیز مجھے مایوس مت کرنا "

یہ معجزہ کیسے ہو گیا تھا؟ اپنے پیارے ایرک کی وجہ سے اسے جاب سے نکالنے والے ولیم کو یکدم اس کی ضرورت کیسے پڑ گئ؟ اس نے بانو آپا کو بتایا تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئیں

"لعنت بھیجو اس پر، کم ظرف انگریز، اب کیوں یاد آگئ اُسے؟ "

انہیں گویا تپ چڑھ گئ تھی، وہ بتا کر شدید پچھتائ، پھر سوچا جا کر ایک بار ملنے میں کوئ حرج نہیں، سو وہ اس صبح کیفے چلی گئ، مایا وہیں تھی اسے دیکھ کر یکدم آگے بڑھتے گلے لگا لیا

"میں تمہیں واپس دیکھ کر تم سے زیادہ خوش ہوں "

وہ نروس سا مسکرائ، آفس میں گئ تو ولیم سر خود اٹھ کر استقبال کے لئے آئے، وہ مزید حیران ہوئ

"آئی ایم سوری معطر۔۔مجھے تمہیں سننا چاہئے تھا، میں شرمندہ ہوں "

وہ شرمندگی کی ایکٹنگ اچھی کررہے تھے، اس نے سر ہلادیا

"دیکھو۔۔اب سب بھول جاؤ، ہم نئے سرے سے تمہیں جاب آفر کرتے ہیں، یوں سمجھو کچھ ہوا ہی نہیں "

"میں جاب نہیں کرسکتی سر "

وہ سنجیدہ تھی

"ایسا مت کہو، تم کہو تو میں سب کے سامنے جاکر تم سے معافی مانگ لوں گا "

"اس کی ضرورت نہیں "

"نہیں، ہے ضرورت، ایسا کرو چلو باہر چلتے ہیں، اٹھو "

وی اٹھے کھڑے ہوئے

"سر۔۔پلیز بیٹھ جائیں، مجھے کوئی سوری نہیں سننا، مجھے کوئی شکوہ نہیں "

"پھر جاب قبول کرلو "

"سر۔۔۔ "

"دیکھو معطر۔یوں سمجھو میں کنگال ہو جاؤں گا، پلیز مجھے کنگال ہونے سے بچالو

،"

وہ متذبذب تھی لیکن اس نے آفر قبول کرلی، مسئلہ ان کا نہیں اس کا اپنا تھا، اسے فلوقت دوسری جاب کی اشد ضرورت تھی، اسٹور کی ٹائمنگ شام تک تھی، کیفے کی صبح تو وہ مینیج کرلیتی، یوں لگا جیسے کوئ بوجھ کاندھوں سے سر کا ہو

،وہ باہر آئ تو مایا آخری کسٹمر نپٹاتی اس کے ساتھ ہی باہر آگئ

"یہ ولیم سر کو کیسے رحم آگیا؟ "

"رحم ؟ان پر تو رحم کا کبھی گزر بھی نہیں ہوا، وہ ایک مفاد پرست انسان ہیں "

"مجھے واپس رکھنے میں کیسا مفاد ؟ "

وہ حیران تھی، مایا یکدم رکی پھر اِدھر اُدھر دیکھا، اس کے چہرے پر بے چینی تھی جیسے کچھ بتانے کے لئے متذبذب ہو

"انہیں ایرک نے کہا تھا "

"کیا؟ "

اس کا صدمے سے منہ کھل گیا

"افف، آہستہ بولو، میں بتاتی ہوں کیا ہوا" وہ پکڑتی بینچ پر بیٹھ گئی" کل ایرک آیا تھا اس نے دھمکی دی کہ اگر معطر کو واپس نا رکھا تو اس بار وہ اخبار میں ایسی ایسی خبریں چھاپے گا کہ ہیلتھ اتھارٹی والے خود آ کر یہ کیفے بند کریں گے، ولیم سر ہیلتھ اتھارٹی والوں سے نہیں اخبار والوں سے ڈرتے ہیں، کیفے بند ہو جاتا "

اسے کوئی نیل کے سمندر میں ڈبو دیتا تب بھی وہ یقین نا کرتی، ایرک کیا ان اور اس پر اس قدر مہربان؟ اس کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تھا؟ یا پھر وہ اس سے بدلہ لینے کا کوئی پروگرام بنا رہا تھا؟ اسے یکدم فکر سی ہوئی

"میں منع کر دیتی ہوں جاب کے لئے "

یہی صحیح تھا

"پاگل مت بنو، آسان ٹائمنگ ہے اور بہترین سیلری، موقع ضائع مت کرو "

یہ ٹھیک تھا، سب ٹھیک تھا لیکن ایرک؟ اسے خدشات تھے اور بدترین تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن اس نے دوبارہ کیفے جوائن کر لیا، دوپہر دو تک اسے اسٹور پہنچنا تھا، رات آٹھ کی شفٹ تھی، زندگی یکدم مصروف ہو گئی تھی، اسے اس مصروف زندگی سے کوئی شکوہ نہیں تھا

"اوہ، تم واپس آ گئیں؟ "

وہ کپ واپس رکھ کر پلٹی تو وہ سامنے سے آ رہا تھا، نیلی جینز، سبز شرٹ، کیمرہ گلے میں، کاندھے پہ بیگ، ایرک کیان

"تمہیں دکھ ہوا؟ ""

"تم مجھے کتنا غلط سمجھتی ہو" اسے افسوس ہوا "میں ہر کسی کی خوشی میں خوش ہوتا ہوں سوائے ان کے جنہیں مجھ سے زیادہ خوشی ملے "

"کتنے خود غرض ہو تم "

"کتنا سچ بولتا ہوں میں، مجھ سے منافقت نہیں ہوتی، میں ایک اور سچ بولنا چاہتا ہوں، مجھے تمہیں دیکھ کر واقعی خوشی ہوئی ہے "

"بالکل، اسی لئے تم نے مجھے جاب پر واپس رکھوایا ہے تاکہ مجھے تنگ کر و اور مزید خوش ہو سکو"

وہ چند لمحے کو چپ رہ گیا

"لوگوں کو باتیں پیٹ میں رکھنی آنی چاہئیں "

"میری مدد کیوں کی ہے؟"

وہ غصے سے اسے گھورتی آگے کو ہوئی

"دیکھو، تمہیں جاب سے میں نے نکلوایا تھا، گو مجھے بالکل بھی احساس نہیں ہے کہ میں نے غلط کیا تھا، لیکن تمہاری غلطی کی اس سے چھوٹی سزا ہو سکتی تھی، مجھے تمہیں وہ دینی چاہئے تھی "

"اور کیا ہے وہ چھوٹی سزا؟ "

اس کا ماتھا ٹھنکا

"کیا میں تمہیں بیوقوف لگتا ہوں کہ تمہیں اس سزا کا بتاؤں گا؟ "

"ایرک۔۔۔میں یہ جاب چھوڑ دوں گی اگر تم نے مجھے تنگ کیا تو "

" بائے گاڈ، میرا یقین کرو اتنا برا نہیں ہوں میں "اس نے آنکھیں گول گول گھمائیں، معطر خفگی سے پیچھے ہوئی

"اچھا ایسا ہے کہ اب کیونکہ ہماری صلح ہو چکی ہے تو تعارف کروا دیتے ہیں "

وہ کرسی کھینچتا سامنے بیٹھ گیا، گویا فراغت سے تھا

"کس نے کہا ہماری صلح ہو چکی ہے؟ "

"میں نے۔۔۔ تمہیں نہیں کرنی تو ٹھیک ہے لیکن میں تم سے صلح کرتا ہوں "

اس نے کچھ نہیں کہا یہ وہ انسان تھا جس کی دشمنی بھی بری تھی، دوستی بھی "

کس نے کہا ہماری صلح ہو چکی ہے؟ "

"میں نے۔۔۔ تمہیں نہیں کرنی تو ٹھیک ہے لیکن میں تم سے صلح کرتا ہوں "

اس نے کچھ نہیں کہا یہ وہ انسان تھا جس کی دشمنی بھی بری تھی، دوستی بھی

"آغاز میں کرتا ہوں، میں ایرک کیان ہوں، جرنلزم میں گریجویشن کر رہا ہوں، تم مجھے مستقبل میں نیویارک ٹائمز میں، بی بی سی میں دیکھو گی، اگر تم چاہو

تو ابھی آٹو گراف لے سکتی ہو، میں مشہور ہونے کے بعد تمہیں پہچاننے سے انکار کردوں گا "

کتنا خوش فہم تھا وہ

"تمہارے خواب تمہیں مبارک ہوں "

"میرے خواب مجھے مبارک، اب تم اپنا انٹروڈکشن کرواؤ "

"میں معطر صبا ہوں، "

"واؤ، مجھے تو علم ہی نہیں تھا "

اس نے سامنے آتے کسٹمر کو کافی کا کپ پکڑاتے ہوئے اسے گھورا

"اس کے علاؤہ کیا جاننا ہے تمہیں؟ "

"اس کے علاوہ سب جاننا ہے مجھے "

وہ کچھ بے زاری سے کاؤنٹر سے ٹیک لگا گئی، جب تک اسے جواب نا دیا جاتا وہ وہیں چپکا رہتا وہ جانتی تھی

"میں پاکستان میں پنجاب سے ہوں "

"خوش قسمت پنجاب، پنجاب میں کہاں سے؟ "

"لاہور۔۔۔۔ "

"لاہور کو مبارک، تھوڑا مزید بتاؤ، لاہور میں کہاں سے؟ "

اس نے سامنے کھڑے لڑکے کو گھورا

"تمہیں کیوں میرے گھر کا ایڈریس جاننا ہے؟ "

"کیونکہ ممکن ہے میں کسی دن تمہارے گھر آؤں "

"میں تمہارا استقبال نہیں کروں گی "

"میں زبردستی آجاؤں گا "

وہ مسکرایا

"مجھ سے اچھائی کی امید مت رکھنا، میں تمہیں باہر نکال دوں گی "

"کیا پاکستان میں سب اتنے ہی بے مروت ہیں؟ "

"جو ہیں میں ان میں سے ہوں "

"جو نہیں ہیں، میں ان کے گھر ٹھہر جائوں گا "

"ہم زبردستی کے مہمانوں کو پسند نہیں کرتے "

"میں پہلے پسند آنے کی کوشش کروں گا پھر مہمان بنوں گا "

اففف انگریزوں کی زبان

"کیا تم جانتے ہو تم کتنا زیادہ بولتے ہو؟ "

"کیا تم جانتی ہو تم کتنا بے مقصد بولتی ہو؟ پانچ منٹ میں ایک گھر کا پتہ تم نہیں بتا سکیں "

"پانچ منٹ میں تم یہ نہیں جان سکے کہ میں تمہیں ایڈریس نہیں بتانا چاہتی؟ "

"اور پانچ منٹ میں کیا تم یہ نہیں جان سکیں کہ میں ایڈریس جانے بغیر نہیں جائوں گا؟، کیا تم جانتی نہیں ہو میں کتنا ڈھیٹ ہوں "

اففف انگریزوں کی ڈھٹائ

"دماغ مت کھائو "

"میں بدمزہ چیزیں نہیں کھاتا "

اللہ یہ شخص گویا جملے زبان پہ رکھتا تھا

"تم ہر شے کھا جاتے ہو، اس لئے کسی اور کا دماغ جا کر کھاؤ "

وہ ہاتھ جھلاتی مڑ گئ، ایرک اٹھتا دوبارہ کاؤنٹر تک آیا

"یہ بتاؤ تم لاہور والے زندہ کیسے رہ لیتے ہو؟ "

"کیا مطلب؟ "

"مطلب یہ کہ لاہور میں سردی میں آخری مرتبہ ایئر کوالٹی انڈیکس 1165 ریکارڈ کی گئی تھی، عالمی ادارہ صحت کے مطابق سب سے خطرناک حد بھی 300 ہے، تم لوگ کس سیارے کی مخلوق ہو؟ "

جانے وہ تعریف کر رہا تھا یا طنز لیکن اسے بیک وقت سبکی اور تھوڑے سے فخر کا احساس ہوا

"تمہیں کیسے معلوم؟، یہ سب جھوٹ ہے، لوگ لاہور کو بدنام کرنا چاہتے ہیں "

"میں ایک جرنلسٹ ہوں، تم مجھ سے باتیں نہیں چھپا سکتیں "

"یہ سب جھوٹ ہے سمجھے، اور ٹھیک ہے، ہر جگہ برائی ہوتی ہے، از لنگٹن بھی خاصہ ترقی یافتہ ہونے کے باوجود کرائم ریٹ میں لندن کے دیگر علاقوں سے زیادہ ہے، لاہور میں بھی چند زیادہ نہیں چند برائیاں ہوں گی، اب تم بھاگو یہاں سے "

وہ سختی سے کہتی اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی

"یہ اچھا تو نہیں لیکن برا طریقہ بھی نہیں ہے کہ سوال کرنے والے کی برائیاں بتائی جائیں تا کہ وہ تمہاری برائیوں پر سے نظر ہٹا لے "

وہ چند لمحے رک کر اس کے تبصرے کا انتظار کرتا لیکن وہ گویا مصروف تھی ایر ک کاندھے اچکاتا باہر کی طرف بڑھا، دروازہ کھول کر نکلتے ہوئے وہ یونہی رکا، رخ موڑ کر اسے دیکھا، وہ رجسٹر پر شاید کوئی حساب کتاب چیک کر رہی تھی، سیاہ ایپرن سر پر مخصوص سیاہ کیپ، ایک لٹ باہر نکل رہی تھی، اس کا ہاتھ کیمرے کی طرف بڑھا، آنکھوں پر رکھ کر فوکس کیا اور یونہی بے ارادہ اس کی دو تصویریں اتار لیں، کیمرے کو واپس گلے میں ڈالتے ہوئے وہ ہونٹوں پر سیٹی کی کوئی دھن بجاتا باہر بڑھ گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاؤنج میں بیٹھے سامنے ڈھیروں فائلز رکھے، بالوں کو کیچر میں باندھے وہ مصروف اور تھکی ہوئی سی لگ رہی تھی

"اس ہفتے کی رپورٹ بھی بھیج دو "

دانیال کو میسج کرتے اس نے ایک بار پھر فائلز دیکھیں، بابا کی پچھلی ساری رپورٹس جو وہ اپنے ساتھ لائی تھی اور جو دانیال نے تصاویر بنا کر بھیجی تھیں، وہ کل پرسوں تک جا کر کسی اچھے ڈاکٹر کو رپورٹس دکھائے گی، اگر ہو سکا تو وہ بابا کو یہاں لانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گی، اپنے باپ کے لئے اسے جو کرنا پڑا کرے گی

"سو جاؤ معطر۔۔۔ "

بانو آپا غالباً پانی لینے کے لئے آئی تھیں تو اسے وہیں بیٹھے دیکھ حیران ہوئیں، چہرے پر کچھ سرخی تھی، انہیں بخار تھا

"رپورٹس دیکھ رہی تھی بس "

وہ فائل سمیٹنے لگی، بانو آپا وہیں تھک کر صوفے پر لیٹ گئیں

"کیسی طبعیت ہے اب تمہارے بابا کی؟ "

"جیسی پہلے تھی "

وہ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہیں، سادہ چہرے والی تھکی سی معطر، وہ پورا دن گھن چکر بنی رہتی تھی، کیفے، اسٹور، پھر وہاں سے رات تک واپسی، گھر آ کر ان کی مدد، چند گھنٹوں کی نیند اور پھر وہی روٹین

"کچھ دن کی چھٹی لے لو"

وہ اٹھتے اٹھتے بیٹھ گئی

"کس لئے؟"

"آرام کر لو، از لنگٹن گھوم لو"

"آرام کا وقت نہیں ہے اور از لنگٹن گھومنے میں دلچسپی نہیں ہے"

وہ مسکرائی

"گھومنے پھرنے کا کسے شوق نہیں ہوتا؟"

"میرے جیسے لوگوں کو"

"از لنگٹن کی گلیوں میں چلتے ہوئے ہو جائے گا، میں تمہیں اس سنڈے کیمڈن پیسیج لے جاؤں گی"

"میں وہاں گئی تھی سنان کے ساتھ"

وہ بے اختیار بولی پھر چپ ہو گئی، بانو آپا صوفے پر لیٹی رخ موڑے اسے دیکھ رہی تھیں

، "وہ جو تمہیں گھر چھوڑنے آیا تھا وہی؟ "

"آپ کو کیسے معلوم؟ "

"تمہیں لگتا ہے میں تمہارے آنے تک سو جاتی ہوں؟ جب تک تم آنا جاؤ نیند کہاں آتی ہے "

"اس دن راستے میں کچھ لوگ مل گئے تھے، میں ڈر گئی تھی تو اسے بلا لیا "

اس نے یوں ہی وضاحت دی، بانو آپا نے رخ موڑ لیا، ان کا چہرہ نحیف لگتا تھا

"تمہیں یقین ہے کہ وہ بھروسے کے قابل ہے؟ "

" کم از کم یہاں از لنگٹن میں ہے "

"کوئی مرد دنیا کے کسی کونے میں بھی بھروسے کے قابل نہیں ہوتا معطر "

ان کی نگاہیں چھت پر تھیں

"چند مرد ہوتے ہیں۔۔ شاید سنان ان چند مردوں میں سے ہو "

"تم اسے پسند کرتی ہو؟ "

"ہر گز نہیں۔۔۔" وہ تیزی سے بولی "وہ صرف میرا محسن ہے"

"اور وہ؟ کیا وہ تمہیں پسند کرتا ہے؟"

"وہ صرف میری مدد کر دیتا ہے کیونکہ وہ ایک اچھا انسان ہے"

"یہ احسان کی کون سی قسم ہے کہ وہ ازلنگٹن کے ہزاروں لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے لئے جاب ڈھونڈتا ہے، صرف تمہیں چوڑیاں دیتا ہے، صرف تمہارے لئے آدھی رات کو آجاتا ہے؟"

لمحے بھر کو وہ بالکل چپ رہ گئی پھر گویا وضاحت دینی چاہی

"وہ ہر کسی کے ساتھ اچھا ہے بانو آپا، اور میرے ساتھ زیادہ اچھا اس لئے ہے کیونکہ میں اس کے ملک سے ہوں"

بانو آپا اب کے بہت زیادہ دیر خاموش رہیں، انہیں کل سے موسمی بخار ہو رہا تھا، معطر کو یوں ہی ان پر ترس سا آیا

"آپ کا یہاں کوئی رشتے دار نہیں ہے؟"

"ازلنگٹن میں نہیں ہے اور اب تو شاید پوری دنیا میں میرا کوئی نہیں بچا"

آنکھیں بند کرتے وہ دھیمے لہجے میں بولیں

"ایسے کیوں کہہ رہی ہیں؟ "

اسے دکھ ہوا

"سچ کہہ رہی ہوں، سب کو خود ہی چھوڑ آئی تھی معطر، پھر سب نے بھی مجھے چھوڑ دیا "

وہ کچھ دیر خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی

"آپ کی اپنے شوہر کے ساتھ محبت کی شادی تھی نا؟ "

جواب نہیں آیا، اسے لگا شاید وہ سو چکیں ہیں، سر جھٹکتے اس نے باقی ماندہ کاغذ سمیٹنے شروع کئے جب سامنے والے صوفے سے آواز ابھری

"میری طرف سے تو محبت کی ہی تھی، جانے اس کی طرف سے تھی یا نہیں "

اس کا سر دھیرے سے اٹھا

"کیا مطلب؟ "

"وہ ہمارے گاؤں گھومنے آیا تھا، اونچا خوبصورت مرد، مجھ سے محبت ہو گئی، کہتا تو یہی تھا، شاید ہوئی بھی ہو گی، مجھے بھی ہو گئی، گھر والے راضی نہیں تھے، ہم نے سوچا بھاگ جاتے ہیں، اب سوچتی ہوں غلط سوچا تھا، جاوید اچھا شوہر تھا،

لیکن اچھا مرد نہیں تھا، ہماری اولاد نہیں ہوئی تو میں نے سوچا بچہ اڈاپٹ کر لیتے ہیں"....وہ مدھم سا بول رہی تھیں، کچھ تھکن سے، معطر دم سادھے انہیں سن رہی تھی "جاوید سے کہا تو جانتی ہو اس نے کیا کہا؟ "

اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا، وہ اگلے کئی لمحے خاموش رہیں پھر بولیں تو آواز میں کرب گھل گیا

"اس نے کہا میں روز شکر ادا کرتا ہوں کہ ہماری اولاد نہیں ہوئی ۔۔۔ میں نے پوچھا کیوں تو اس نے کہا، اگر بیٹی ہو گئی تو؟ اگر وہ بھی کسی دن گھر سے بھاگ گئی تو ؟اس نے دو جملوں میں مجھے زندہ زمین میں گاڑھ دیا، اس نے دو جملوں میں مجھے میری اوقات دکھا دی، صرف دو جملے معطر "

معطر کی نظر ان کے گال پر گئی، وہ رو رہی تھیں، وہ کچھ بے چینی سے ان کے صوفے تک آئی

" بانو آپا۔۔۔۔ "

"وہ محبت کرتا تھا، عزت نہیں کرتا تھا، میں سمجھتی رہی وہ عزت بھی کرتا ہے، میں زندگی کو غلط سمجھتی رہی، دیکھو اب میں اکیلی ہوں، کوئی پاس نہیں ہے، کسی

دن میں اس گھر میں تنہا مر جاؤں گی، کسی کو علم نہیں ہو گا، کوئی میرا جنازہ نہیں پڑھے گا، کوئی میرے لئے نہیں روئے گا، میں نے گھر سے بھاگ کر جو عزت کھوئی تھی وہ عزت کبھی مجھے واپس نہیں ملی "

ان کی آواز دھیمی ہو گئی۔ کرب زدہ

"کوئی مرد بھروسے کے قابل نہیں ہوتا، جاوید پر بھی نہیں کرنا چاہئے تھا، مجھے اپنے ماں باپ کے گھر سے قدم نہیں نکالنے چاہئے تھے، غلطی ہو گئی، وہ مجھے طعنے مارتا رہا، بری عورت کہتا رہا، جو گھر سے بھگا کر لایا تھا تو دنیا میں تنہا چھوڑ کر مر گیا، اسے مرنا نہیں چاہئے تھا، میں ساری زندگی اس کے طعنے برداشت کر لیتی، لیکن اسے مرنا نہیں چاہئے تھا، کوئی تو اپنا ہوتا نا، اب کوئی نہیں ہے، اب میں اکیلی ہوں "

آواز بڑبڑاہٹ میں بدل گئی، پھر وہ بڑبڑاہٹ آہستہ آہستہ ہوتی ختم ہو گئی، ان کا چہرہ پر سکون ہوتا گیا وہ دکھ سے انہیں دیکھتی رہی، نیچے ڈھلکا ان کا ہاتھ تھام کر درست کیا، پھر پیچھے پڑی رپورٹس کو دیکھا

زندگی ہر کسی کے سفید پھول نہیں تھی !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوائی دیتے ہوئے اس نے ایک بار پھر ان کا ٹمپریچر چیک کیا

"آپ آرام کیجئے گا، میں اسٹور سے چھٹی کر لوں گی "

"ٹھیک ہوں میں معطر، میرے پیچھے اپنا دن مت برباد کرو "

بمشکل کھولی آنکھوں اور بھاری ہوتی زکام زدہ آواز سے انہوں نے منع کر دیا

"آپ اگر مجھے یقین دلائیں کہ میرے پیچھے گھر کے کام اور آرڈرز کی تیاری نہیں کریں گی تو میں چھٹی نہیں کرتی "

"میری ماں مت بنو "

وہ جھنجھلائیں

"بیٹی صحیح۔۔۔ "

نرمی سے کاندھے اچکاتے اس نے اپنا پرس اٹھایا

"رقم لیتی جانا دراز سے "

"لے لی تھی، آپ آرام کیجئے گا "

اسے دیر ہو رہی تھی سو جلدی جلدی باہر بڑھ گئی، لمبے کوٹ کی جیب میں رقم کا لفافہ رکھا تھا وہ بیگ میں ڈالا

بانو آپا لندن میں قائم ایک ٹرسٹ کو ہر ماہ رقم دیا کرتی تھیں، وہ نہیں جانتی تھی کہ کس چیز کا ٹرسٹ تھا، اس مرتبہ وہ خود نہیں جا سکتی تھیں تو اسے رقم دے دی کہ جمع کروا تی آئے، وہ جگہ کیفے کے راستے میں پڑتی تھی سو اسے پہلے رقم جمع کروانی تھی پھر آگے جانا تھا

از لنگٹن میں صبح صبح کی ہنگامہ خیزی تھی، وہ ٹیوب سے قریبی اسٹیشن پر اتر گئی، علاقہ کچھ رہائشی تھا، کشادہ سڑک، گھروں کے آگے درخت لگے تھے، وہ ایک سیاہ دروازے کے سامنے رک گئی، سامنے صحن تھا، پھر دروازہ، دروازہ کھلا تھا تو بجائے باہر رہنے کی وہ اندر چلی گئی، اندر چھوٹا سا آفس بنا رکھا تھا، کاؤنٹر پر سیاہ حجاب پہنے خاتون بیٹھی تھیں

"السلام علیکم، مجھے چیریٹی کے لئے رقم جمع کروانی ہے"

"وعلیکم السلام، دن خیریت سے گزرے، کس چیز کے فنڈ کے لئے؟"

نرمی سے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ لمحہ بھر کو چپ ہو گئی، بانو آپا نے نہیں بتایا تھا کہ کس فنڈ میں جمع کروانی ہے، بس رقم جمع کروانے کا کہہ دیا تھا

"میں بانو بیگم کی طرف سے آئی ہوں، ان کی رقم جمع کروانی تھی "

بہترین جواب یہی لگا، وہ عرصے سے رقم جمع کروا رہی تھیں تو شاید وہ لوگ جانتے ہوں

"اوہ۔۔۔وہ خود نہیں آئیں؟ "

اندازہ ٹھیک تھا

"ان کی طبیعت خراب ہے "

"شفا ملے، آپ ایسا کریں یہ سامنے والے دروازے کے پار آفس ہے وہاں چلی جائیں، وہاں ان کا نام لے کر فنڈ جمع کروا دیں "

وہ سر ہلاتی سامنے کی طرف گئی، بند دروازے کے پار دو دروازے تھے، کس کا کہا تھا خاتون نے؟ اندازے سے ایک دروازے پر دستک دے کر ہاتھ رکھا تو وہ کھلتا چلا گیا، چھوٹا سا کمرہ یوں کہ بمشکل کرسی اور میز کی جگہ بن رہی تھی، سامنے ہی

ٹیبل اور کرسی پڑی تھی، میز کے پار کوئی شخص جھک کر دراز سے کچھ نکال رہا تھا، وہ وہیں رک گئی، سامان نکالتے سنان نے نظر اٹھائی تو وہ بھی لمحہ بھر کو تھم گیا

"معطر۔۔۔۔ "

"سنان "

اسے حیرت ہوئی، وہ یہاں کام کرتا تھا؟

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ "

وہ تعجب سے مسکرایا

"یہ سوال میں پوچھنا چاہ رہی تھی "

"جواب دینے کے لئے حاضر ہوں، بیٹھیں۔۔۔۔ "

"مجھے جلدی ہے، کیفے پہنچنا ہے "

وہ جو اسے بیٹھنے کا کہہ کر خود بیٹھ رہا تھا رکا، ایک نظر میز کو دیکھا پھر سیدھا ہوتے میز سے چابی اور اخبار اٹھایا

"باہر چلتے ہیں "

"آپ کا آفس ٹائم نہیں ہے،؟ "

"نا ہی یہ میرا آفس ہے اور نا ہی یہ میرا آفس ٹائم ہے، چلیں بتاتا ہوں، آپ کس لئے آئی تھیں؟ "

وہ چابی، موبائل جیب میں ڈالتا باہر جا رہا تھا

"فنڈ جمع کروانا تھا "

"رقم دیں "

یکدم وہ رکا تو اس نے بیگ سے لفافہ نکالتے ہوئے سنان کے ہاتھ میں تھمایا، وہ لفافہ لیتے ساتھ والے کمرے کی طرف گیا تو وہ متذبذب سی اس کے پیچھے آئی

"فاتح بھائی یہ رقم معطر صبا کے نام سے جمع کروا دیں "

اندر داخل ہوتے کرسی پر بیٹھے شخص کو مخاطب کیا

" بانو بیگم کے نام سے جمع کروانی ہے "

"اوکے۔۔۔۔ بانو بیگم کے نام سے جمع کروا دیں اور رسید بھی دے دیں"

شستہ انگریزی میں سامنے کھڑے ادھیڑ عمر آدمی کو مخاطب کیا جو شکل سے کوئی انگریز لگتا تھا، وہ سر ہلاتے رقم لیتا میز کی طرف گیا

"تم جا رہے ہو؟ "

"جی۔۔۔شام کو آؤں گا "

"ایڈ تیار ہے؟ "

"مکمل۔۔۔۔میں شام کو اپنی نگرانی میں بھجوا دوں گا "

وہ خاموشی سے ان کی گفتگو سنتی رہی، فاتح نامی آدمی نے رسید بنا کر سنان کی طرف بڑھائی، اس نے شکریہ کہتے تھامی اور اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا، وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئ

" بانو بیگم آپ کی کیا لگتی ہیں؟ "

وہ باہر پہنچ گئے تو رسید اس کی طرف بڑھاتے وہ پوچھنے لگا

"میں ان کے گھر کرائے پر رہ رہی ہوں "

"ٹھیک "

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ یہاں جاب کرتے ہیں؟ "

"کیونکہ میں یہاں جاب نہیں کرتا۔۔۔"وہ اپنے قدموں کو دیکھتا آہستہ چل رہا تھا، لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی، چہرے پہ کچھ تھا جو پہلے وہاں نہیں ہوتا تھا

"پھر۔۔۔؟ "

"پھر یہ کہ۔۔۔۔" وہ رک گیا، معطر کو بھی رکنا پڑا "میں یہاں والنٹیئر کے طور پر کام کرتا ہوں، چھوٹی سی آرگنائزیشن ہے جو برطانیہ اور دیگر ممالک سے پیسے اکٹھے کرتی ہے اور شام، عراق، فلسطین اور دیگر اسلامی ممالک میں بھیجتی ہے

"

"اوہ۔۔۔" اس کے ہونٹ گول ہوئے "کب سے کام کر رہے ہیں؟ "

"ڈیڑھ سال تقریباً، یہ فنڈ ہاشم بن عبداللہ نے بنایا تھا، وہ ویسے تو افغانی ہیں لیکن برطانوی شہریت رکھتے ہیں، میرے علاوہ چند دیگر ممالک کے سٹوڈنٹس بھی ہیں جو والنٹیئر کے طور پر کام کرتے ہیں "

"مشکل نہیں ہوتی؟ "

"کیسی مشکل؟ "

"میں نے تو سنا تھا کہ مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور آپ فلسطین اور ان ممالک میں رقم بھجوانے کی بات کر رہے ہیں جن کے مخالفین برطانیہ کے اتحادی ہیں "

"مشکل کس کام میں نہیں ہوتی؟ "

وہ نرمی سے مسکرایا

"میں سوال تبدیل کرتی ہوں، برطانیہ میں بھی؟ ہم نے تو یہی سنا تھا کہ برطانیہ میں اس طرح کی مشکلات زیادہ برداشت نہیں کرنی پڑتیں، یہاں قوانین اتنے سخت نہیں ہیں، دوسرے ممالک کے مقابلے میں یہاں عوام کو اسلاموفوبیا کا زیادہ سامنا نہیں کرنا پڑتا "

"میں تردید نہیں کروں گا لیکن تصدیق بھی نہیں کروں گا، آپ کو مغرب میں ایسا کوئی ملک نہیں ملے گا جہاں مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا نا کرنا پڑتا ہو "

"لیکن میں نے ابھی تک یہاں کوئی ایسی چیز برداشت نہیں کی "

وہ دونوں درمیان میں فاصلہ رکھے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، ایک ہاتھ میں اخبار تھامے دوسرا ہاتھ جینز کی جیب میں ڈالے سر جھکا کر اپنے قدموں کو دیکھتا سنان اور لمبے کوٹ میں ہاتھ ڈالے معطر صبا

"آپ لباس کی وجہ سے کہہ رہی ہیں غالباً، اس معاملے میں برطانیہ داد کا مستحق ہے کہ یہاں خواتین کے حجاب نقاب یا اپنا مقامی لباس پہننے پر پابندی نہیں ہے ،لیکن دیگر معاملات میں میری رائے محفوظ ہے، یہ وہی برطانیہ ہے جس نے

اپنی فلمز اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اپنے لوگوں میں اسلام کا امیج خراب کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، جیسے کہ یہ۔۔۔۔۔"وہ ہاتھ میں تھاما اخبار کھول رہا تھا، معطر کی نظر اخبار پر گئ، سامنے کالم تھا" یہ ایک برطانوی صحافی کا کالم ہے جس میں اس نے مسلم ممالک پر تنقید کی ہے کہ اگر وہ مذہبی شدت پسندی کا مظاہرہ کرنے اور دہشت گردی کو سپورٹ کرنے کی بجائے اپنی معیشت اور دیگر امور پر توجہ دیں تو وہ مغربی ممالک سے اس قدر پیچھے نا ہوتے، میں آخری بات سے متفق ہوں لیکن پہلی بات سے نہیں، وہ مسلمانوں کی پسماندگی کو شدت پسندی سے جوڑتے ہیں "

وہ اخبار لپیٹ رہا تھا جب یونہی معطر کی نظر کالم لکھنے والے کے نام پر گئ

"کھولیں اسے "

وہ تیزی سے بولی، سنان کا ہاتھ تھما پھر اس نے اخبار کھول لیا، معطر کے ماتھے پر بل پڑے، کالم نگار کی جگہ ایرک کیان کا نام لکھا ہوا تھا

"کیا ہوا؟ "

وہ اس کے بگڑتے تاثرات دیکھتا پوچھ رہا تھا، اس نے سر جھٹکا

"کچھ نہیں۔۔۔۔ یہ اخبار مل سکتا ہے؟ "

سر ہلاتے اس نے اخبار معطر کے ہاتھ میں دے دیا، وہ انہی بگڑے تاثرات کے ساتھ ٹھہری تھی

"اگر آپ کیفے جارہی ہیں تو میں چھوڑ دوں؟ "

کچھ معصومیت سے پوچھا

"نہیں، میں چلی جاؤں گی، شکریہ "

وہ کوٹ سیدھا کرتی آگے کی جانب بڑھ گئی، سنان کچھ دیر وہیں ٹھہرا رہا پھر سر جھٹکتے آگے بڑھ گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کافی تھامنے کے لئے بڑھے ہاتھوں میں اخبار آیا تو وہ چونکا

"معاشی ماہرین ٹھیک کہتے ہیں عنقریب وہ وقت بھی آئے گا جب چند پاؤنڈز دینے پر آپ کو کافی کی جگہ اس کی تصویر تھمادی جائے گی، بتاؤ کس جگہ تصویر چھپی ہے؟ "

معطر نے سنجیدگی کے ساتھ اخبار کھولتے ایک جگہ انگلی رکھی

"یہ تم نے لکھا ہے؟"

"یہ غالباً میرا ہی نام ہے، کیا تم اب آٹو گراف لینا چاہو گی؟ شیور۔۔۔۔ کاغذ آگے کرو"

وہ مزاح کر رہا تھا اور وہ سنجیدہ تھی

"تو تمہارے مطابق مسلمانوں کی معاشی بدحالی کی وجہ ان کی شدت پسندی ہے؟"

ایرک کچھ سنجیدہ ہوا

"کیا ایسا نہیں ہے؟"

"اگر ایسا ہے تو تم ان عرب ممالک کے بارے میں کیا کہو گے جو معاشی لحاظ سے مضبوط ہیں؟"

"وہاں شدت پسندی نہیں پائی جاتی۔۔۔۔ سمپل"

کاندھے اچکائے

"بہت خوب۔۔۔۔ یعنی کوئی اسلامی ملک غریب ہے تو وجہ شدت پسندی ہے اور اگر کوئی ملک امیر تو وجہ یہ کہ وہ شدت پسند نہیں ہیں"

"میں اسی نظریئے پر یقین رکھتا ہوں، تم ان ممالک کو دیکھ لو جن پر امریکہ نے سٹرائیکس کی ہیں، عراق، لبنان، شام وغیرہ، اگر وہ لوگ بجائے دہشت گرد تنظیموں کو سپورٹ کرنے کے اپنی ترقی پر توجہ دیتے تو ان کا یہ حال نا ہوتا "

"اور تمہیں یہ لگتا ہے کہ ان کا یہ حال اس وجہ سے ہے؟ "

اسے حیرت اور صدمہ بیک وقت ہوا

"ظاہر ہے، تم لوگوں کو یہ بات قبول کر لینی چاہئے کہ ہر مسلمان ملک کی تباہی کے پیچھے امریکہ نہیں بلکہ ان کا اپنا عمل ہے "

"تو پھر تم بھی یہ بات کیوں نہیں مان لیتے کہ امریکہ نے اب تک دہشت گردی کے نام پر صرف مسلمان ملکوں کو ہی نشانہ کیوں بنایا ہے؟ کوئی عیسائی ملک یا کوئی اور ملک کیوں نہیں،؟، مجھے کسی ایک ملک کا نام بتا دو جس پر اس طرح سے حملے کئے گئے ہوں جیسے مسلمان ملکوں پر کئے گئے ہیں "

اسے غصہ آگیا تھا

"بات پھر وہیں آجاتی ہے کہ مذہبی شدت پسندی۔۔۔ "

معطر نے اس کی بات کاٹ دی

"مذہبی شدت پسندی کو ان سب سے مت جوڑو، امریکہ کے حملوں میں کسی مذہبی شدت پسندی کا حوالہ نہیں تھا، عراق سے لے کر لبنان تک، ہر ملک پر الگ الگ بہانے بنا کر حملے کئے گئے ہیں، مجھے صرف اتنا بتاؤ ایرک کیان کہ امریکہ کو خطرناک ہتھیاروں کی موجودگی کی خبر صرف عراق کے حوالے سے ہی کیوں ملتی ہے؟ برسوں بعد ان کی طرف سے خود اقرار کیا جاتا ہے کہ خبر جھوٹی تھی، کسی نے کچھ کہا تب؟ وہاں ہزاروں لوگ مر گئے، یہ عام بات تھی؟ مجھے یہ بتاؤ کہ عوامی استحکام کے نام پر لیبیا پر ہی کیوں چڑھائی کی جاتی ہے؟ 11/9 جیسے واقعات صرف افغانستان سے ہی کیوں جوڑے جاتے ہیں؟ دنیا میں ہونے والے ہر حادثے کا الزام مسلمان ملک پر لگا کر وہاں حملے کر دینا، اس کی اجازت دنیا کا کون سا قانون دیتا ہے؟ "

ایرک کے لب بھینچ گئے

"تم ان ملکوں کی تباہی کا الزام امریکہ پر ڈالنے کی بجائے مقامی حکومت پر کیوں نہیں ڈالتیں؟ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا ہر کسی کو شوق ہے بلاوجہ تباہی پھیلانے کا؟ کون سا ملک اس قدر بیوقوف ہے یوں ہی کسی بھی ملک پر حملے کر دے؟ مس

معطر صبا اب وقت آگیا ہے کہ تم لوگ یہ کہنا بند کر دو کہ ہماری تباہی کے پیچھے فلاں فلاں ملک ہے، بہادر بنو اور یہ قبول کرو کہ مسلمان صرف اپنی وجہ سے پیچھے ہیں، اور اگر الزام لگانا ہی ہے تو پھر یہ بھی مان لو کہ امریکہ نے اگر حملے کئے تو یہ ممالک اپنا دفاع کیوں نہیں کر سکے؟ اگر اتنا ہی امریکہ طاقتور ہے تو تم لوگ کمزور کیوں ہو؟ دبئی اور قطر کے ممالک بڑی بڑی بلڈنگز بنانے کی بجائے اپنے دفاعی نظام کو مضبوط کیوں نہیں بناتے؟ اگر بقول تمہارے مغربی ممالک صرف مسلمان ملکوں کو ہی نشانہ بناتے ہیں تو کیا یہ بے وقوفی نہیں کہ آپ جانتے ہوں کہ آپ پر جنگ مسلط کی جائے گی اور آپ میدانوں میں تیاری کرنے کی بجائے اونچے محلوں میں اپنے لئے آرام دہ بستر بنوا رہے ہوں؟ پھر اگر میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ملک خود اپنی وجہ سے پسماندگی کا شکار ہیں تو تمہیں مجھ سے بحث نہیں کرنی چاہئے کیونکہ میں ٹھیک ہی کہتا ہوں"

وہ جرنلزم کر رہا تھا، اس کے پاس دلائل تھے، الفاظ تھے، وہ الفاظ اپنے حق میں موڑنا جانتا تھا، معطر کے پاس الفاظ کی کمی ہو گئی، پھر اس نے گہری سانس لی

"تم اسلاموفوبیا کا شکار ہو"

"بہتر ہوگا تم خود پہلے جانو کہ اسلاموفوبیا ہے کیا پھر مجھ پر یہ الزام لگاؤ "

"میں جانتی ہوں اسلاموفوبیا کیا ہے "

اسے برا لگا تھا

"پھر اپنی معلومات اپڈیٹ کرو، کیونکہ میں اسلاموفوبیا کا نہیں حقیقت کا شکار ہوں، جو کچھ میں نے کہا اس کا مذہبی تعصب سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ سب حقیقت ہے، میری یونیورسٹی میں میرے ساتھ کئی مسلمان سٹوڈنٹس پڑھتے ہیں، پسماندہ اور ترقی یافتہ ممالک سے آنے والے، ان میں سے کوئی ایک بھی مجھے متاثر نہیں کر سکا، ان میں بہت مذہبی بھی ہیں لیکن بات صرف مذہبی ہونے کی نہیں ہے، ان میں سے جس سے پوچھا جائے کہ تمہارا ملک کیسا ہے وہ آپ کے سوال کا آغاز صرف ایک بات سے کرتے ہیں "تمہارے ملک جتنا ترقی یافتہ نہیں ہے "میرے لئے ایسے لوگ قابل ترس ہیں، جو لوگ اپنے ملک پر فخر نہیں کرتے وہ قابل ترس ہیں، لیکن اس سے زیادہ میں ان ملک کے حکمرانوں کے خلاف ہوں جو بجائے دہشت گرد تنظیموں کو سپورٹ کرنے کے اپنے ملک کی ترقی پر توجہ دیتے تو احساس کمتری کا شکار کسی پسماندہ ملک کا باشندہ مجھے یہ نا کہہ

رہا ہوتا کہ برطانیہ اور امریکہ ہم سے کئی گنا آگے ہیں، میں اگر ان کے حالات اپنی آنکھوں سے نا دیکھتا تو تمہاری بات درست تھی کہ میں اسلاموفوبیا کا شکار ہوں، لیکن میں تمہاری اس بات سے اب اتفاق نہیں کرتا "

اس کا چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا، کچھ حد تک سخت بھی، اگر وہ ایرک کو پہلے نا جانتی ہوتی تو وہ کبھی یقین نا کرتی کہ یہ انسان ہر وقت ہنستا مسکراتا رہتا تھا

"مسئلہ یہ ہے ایرک کہ تم بھی اسی معاشرے کا حصہ ہو جس نے مسلمان ملکوں کی تباہی میں اہم کردار ادا کیا ہے، اور یہ اس وجہ سے کہ تم لوگ مسلمانوں سے خوفزدہ ہو "

"ہاااا۔۔۔۔" وہ طنزیہ ہنسا" مجھے یاد کرنے دو کہ ہم لوگوں کو کس چیز سے خوفزدہ ہونا ہے، سعودیہ کے ورلڈ لارجسٹ کولنگ سسٹم سے؟ جب کہ وہ اتنی ہمت بھی نہیں پاتے کہ فلسطین کے لئے بول سکیں، یا پھر ہمیں مصر کے اہرام سے خوفزدہ ہونا چاہیے؟ یا پھر دبئ کے برج خلیفہ سے؟ یا پھر پاکستان کے تھر میں پانی کے لئے میلوں کا سفر کرتے ناچار لوگوں سے؟، اب بتاؤ معطر، ان سب میں سے ایسی کون سی چیز ہے جس سے اہل مغرب کو خوفزدہ ہونے کی اور تم

لوگوں کے خلاف اقدامات کرنے کی ضرورت ہے؟، کیونکہ مجھے ان چیزوں میں سے کچھ ایسا نظر نہیں آتا جو ہمارے لئے خطرے کا باعث ہو "

سنجیدہ سپاٹ انداز، اگر وہ کہتا تھا کہ وہ سیاست پر بحث کر سکتا ہے تو وہ ٹھیک کہتا تھا، معطر کا چہرہ سرخ پڑا، وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی جب مایا ان دونوں کی طرف آئی

"تم دونوں بحث بند کرو گے؟ سب ڈسٹرب ہو رہے ہیں "

وہ جھنجھلائی ہوئی اور غصے میں تھی، ایرک نے رخ پھیر کر اسے دیکھا پھر معطر کو، کاؤنٹر پر پڑا اپنا کیمرہ اٹھایا اور ایک آخری نظر اس پر ڈالتا باہر بڑھ گیا، وہ کافی لے کر نہیں گیا تھا، معطر گہری سانس لے کر رہ گئی، وہ جاتے جاتے اسے ایک سوال سونپ کر گیا تھا، اور وہ جانتی تھی جواب کس کے پاس ملے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں پر ہیں؟ "

اسٹیشن سے اترتے ہی اس نے سنان کو میسج کیا

" گراہم سٹریٹ پر آجائیں "

وہ میسج پڑھتی گوگل میپ سے دیکھتی اسٹیشن سے جنوب کی طرف بڑھ گئ، گراہم اسٹریٹ کے آغاز پر سامنے ہی وہ ٹھہرا تھا، ہاتھ میں چند دانے تھے جو سامنے موجود بطخوں کو ڈال رہا تھا، ریجینٹس کنال (Regent' s canal) بالکل پاس ہی تھی تو ان بطخوں کا یہاں موجود ہونا عام بات تھی، وہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی اس کی طرف بڑھنے لگی جب کچھ فاصلے پر رک گئ ،سنان کوئ پشتو غزل گنگنا رہا تھا

محبت چ°ﻪ ز°ﻩ ﻧﻪ وی

ھغﻪ مینﻪ دَلوبوده

پﻪ خنداکي بﻪ ژا°ي ھم

چ°مینﻪ دَ محبوبوده

دَ جانان دَ دیدن وخت کا°°

ثانیه ھم دَزر ° وده

زه حمزه دَ عشق مریض یم
زما درمل دَ زلفو ده

) جو محبت دل سے نہ ہو
وہ صرف ایک کھیل ہوتی ہے

محبوبوں کی محبت ایسی ہوتی ہے
کہ ہنسی میں بھی رونا چھپا ہوتا ہے

محبوب کی دید کے لمحے
ہزار سالوں کے برابر لگتے ہیں

میں حمزہ عشق کا بیمار ہوں

میری دوا اُس کی زلفوں میں چھپی ہے (

حمزہ شنواری

دھیمی پر سوز آواز، یوں جیسے الفاظ اس کے دل سے نکلے ہوں، وہ پیچھے ٹھہری سنتی رہی، الفاظ سمجھ نہیں آئے تھے لہجہ سمجھ آگیا تھا

"آپ کو شاعری میں دلچسپی ہے؟ "

وہ چونک کر پلٹا پھر اسے دیکھ کر لبوں پہ مسکراہٹ ابھری

"صرف پشتو شاعری۔۔۔ میں پشتو شاعری کا دلدادہ ہوں "

"اگر مجھے سمجھ آجاتی تو میں کہتی کہ کچھ سنادیں "

"اگر آپ کو لفظ محبت کی سمجھ آجاتی ہے تو پشتو بھی سمجھ آجائے گی "

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی

"میں نے لفظ محبت کو حفظ کیا تھا سنان، آپ سمجھنے کی بات کرتے ہیں؟ "

سنان سعدی کی مسکراہٹ غائب ہوئی

" کبھی محبت کی ہے آپ نے ؟ "

" کبھی محبوب نا ملنے کا غم سہا ہے آپ نے ؟ "

وہ آگے کی طرف جا رہا تھا، معطر ساتھ چلنے لگی، سردی سے اس کے گال اور ناک سرخ پڑ رہے تھے، گراہم اسٹریٹ سے آگے نیچے کی طرف ریجینٹس کنال کا ابتدائی حصہ تھا، وہاں ڈھیروں بوٹس خالی ٹھہری تھیں، سردیوں میں سیاح کم آتے تھے

" کبھی محبت کی ہی نہیں "

" کیجیئے گا بھی مت "

" ڈرا رہی ہیں۔۔۔ حالانکہ میں پہلے ہی خوفزدہ ہوں "

" کس چیز سے ؟ "

سائیکل چلاتا کوئی سوار پاس سے گزرا تو وہ سائیڈ پر ہو گئی، پتھریلی روش کی ایک طرف درخت تھے جو جھاڑیوں کی صورت لگتے تھے اور دوسری طرف پانی جس

پر وقفے وقفے سے چند بوٹس بزرتیں، نہر تقریباً تیرہ کلو میٹر لمبی تھی اس کے باوجود بھی بوٹس کثرت سے نظر آتی تھیں، گو سیاح پھر بھی کم ہی تھے

"مجھے لگتا ہے کہ میں محبت کے معاملے میں خوش قسمت نہیں ہوں گا، شاید میں دنیا سے ایک یہی غم لے کر جاؤں گا۔۔۔ محبوب نا ملنے کا غم "

"ممکن ہے آپ محبت کے معاملے میں خوش قسمت ہوں "

"ممکن ہے محبت میرے لئے لکھی ہی نا گئی ہو "

اس نے رخ موڑ سنان کو دیکھا

"اتنا پوزیٹو سوچنے والا انسان اس معاملے میں منفی کیوں ہو رہا ہے؟ "

وہ ہلکا سا مسکرایا، جواب دینے کی بجائے وہ اوپر برج کی طرف جا رہا تھا، معطر کو وہاں نہیں جانا تھا، اسے اونچائی پر ٹھہر کر پانی دیکھنا پسند نہیں تھا لیکن پھر سر جھٹکتے وہ اوپر کی طرف بڑھی، برج گولائی کی صورت لگتا تھا، ایک طرف سے گزر کر دوسری طرف جاتا ہوا، نیچے نہر میں چند کشتیاں نظر آ رہی تھیں، کچھ سیاح خود چلا رہے تھے، چند الیکٹرانک بوٹس پر تھے، رنگ برنگی کشتیاں جو پانی کی سطح

پر بھلی لگتی تھیں، لوگ از لنگٹن کو خوبصورتی کا شہر کہتے تھے، معطر صبا کو وہ رنگوں کا شہر لگتا تھا

وہ برج سے ٹیک لگاتا چہرہ کا رخ موڑ کر نیچے دیکھنے لگا اور معطر اس کے بالکل سامنے ٹھہر گئی، اسے نیچے نہیں دیکھنا تھا

"آپ نے جواب نہیں دیا "

سنان نے رخ اس کی طرف موڑا

"خوف کہہ لیں، محبت ہوئی نہیں ہے کبھی، کبھی ہو گی تو میں محبت ہونے سے نہیں محبوب نا ملنے سے ڈرتا ہوں، یہ درد نا قابل برداشت ہوتا ہے "

وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی، کچھ یاد آیا، کوئی درد، کوئی ٹوٹے خواب، چند کرچیاں ،پھر اس نے رخ موڑا

"آپ کا لہجہ اتنا صاف کیوں ہے ؟ "

اس نے بات بدل دی، وہ اس غم سے گزر چکی تھی، جس سے گزری تھی اس غم میں کسی دوسرے کو مبتلا نہیں دیکھنا چاہتی تھی

"صاف مطلب ؟ "

وہ حیران ہوا

"مطلب یہ کہ آپ "مڑا، خاناں یا جس طرح پختون کہتے ہیں تم کرتا ہے، تم کرتی ہے، یعنی مذکر کو مؤنث اور مؤنث کو مذکر بنا کر بات کیوں نہیں کرتے؟ "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر فضا میں اس کا قہقہ گونجا

"کیا کیا سوچ لیتی ہیں؟"

"سوال تھا۔۔۔ "

"عجیب تھا "

وہ ہنس رہا تھا، وہ ہنستے ہوئے اچھا لگ رہا تھا

"آپ نے ہنسنا بند نا کیا تو میں چلی جاؤں گی "

وہ خفا ہوئی، سنان نے بمشکل ضبط کیا پھر چہرہ کچھ سنجیدہ کرنا چاہا

"میں جواب دے رہا تھا، بات یہ ہے کہ میں شروع سے گھر سے باہر رہا ہوں، پہلے اسلام آباد، پھر کچھ عرصہ لاہور، پھر یہاں لندن آگیا تو میرا لہجہ تھوڑا کم پختون ہے، یعنی میں مئونث کو مئونث اور مذکر کو مذکر ہی کہتا ہوں "

مسکراہٹ دبائی، معطر نے سر ہلا دیا

"اس لئے آپ بات بات پہ پشتو بول جاتے ہیں کیونکہ آپ اپنی زبان مس کرتے ہیں۔۔۔ہیں نا؟ "

"ہاں۔۔۔۔میں مس کرتا ہوں، بابا، مورے، پریزے، وہاں کے لوگ سب کو، ایک دن آئے گا جب لندن کے خشک موسم سے میں پشاور کی پررونق سردیاں انجوائے کروں گا، جب اپنے باغ میں پریزے کے ساتھ پھل توڑنے جاؤں گا، مورے کے ہاتھ کا کھانا کھاؤں گا، ایک وقت "

وہ کسی خیال میں تھا، لب مسکرا رہے تھے، اس لمحے اسے احساس ہوا کہ سنان سعدی اپنے پشاور کو یاد کرتا تھا

"واپس چلے جائیں "

"ایک دن جاؤں گا۔۔۔آخری بار اور پھر دوبارہ میں اس شہر میں واپس نہیں آؤں گا "

"آپ کو ازلنگٹن نہیں پسند؟ "

نیچے کوئی بوٹ گزری تھی، چند سرخ غبارے اور پھول باندھے، شاید کسی نے اپنے محبوب کے لئے اظہار محبت کا انوکھا طریقہ منتخب کیا تھا

"شاید۔۔۔" اس نے کاندھے اچکائے "مجھے اس شہر سے کبھی اچھی وائبز نہیں آئیں، مجھے یہ شہر کبھی اپنا نہیں لگا، گو یہ خوبصورت ہے، لیکن مجھے یہ خوبصورت کے ساتھ بے رحم بھی لگتا ہے، مجھے لگتا ہے جیسے یہ مجھے اچھے انداز میں الوداع نہیں کرے گا، معلوم نہیں کیوں لگتا ہے لیکن لگتا ہے "

معطر کو اس لمحے اس شخص کا چہرہ فقط معصوم لگا تھا پھر اس نے گہری سانس لیتے سر جھٹکا

"آپ کا خوف بے وجہ ہے بہر حال میں اصل بات بھول گئ، میں آپ سے کچھ پوچھنے آئ تھی "

"کیا؟ "

"سچ سچ بتائیں گے ؟ "

"آپ کو لگتا ہے میں جھوٹ بولوں گا؟ "

"نہیں۔۔۔ لیکن میں سب جاننا چاہتی ہوں، گو اس بارے میں میرے پاس بھی معلومات ہیں لیکن مجھے کسی اور سے جاننا ہے "

"کیا جاننا چاہتی ہیں آپ؟ "

وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی رہی

"اسلاموفوبیا کیا ہے ؟ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلاموفوبیا کیا ہے ؟ "

وہ اس کے سامنے ٹھہری پوچھ رہی تھی

"مسلمانوں کے خلاف تعصب، ان کو برے الفاظ میں پیش کرنا، ان کے خلاف نفرت انگیزی "

"میں ڈکشنری کا مطلب جانتی ہوں، مجھے اپنے الفاظ میں بتائیں "

"او کے سادہ الفاظ میں یوں سمجھیں جیسے ہمارے بچپن میں ہماری والدہ کسی ایسی جگہ جہاں ہمیں جانے سے منع کرنا چاہتی ہوں وہاں کے بارے میں جھوٹ بولا کرتی تھیں کہ یہ جگہ خطرناک ہے، یہاں نقصان دہ چیزیں ہیں، ایسے ہی صدیوں پہلے چند مغربی ممالک جو اپنی اقوام کو اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے انہوں نے اسلام کو ہانٹڈ پلیس بنادیا، خطرناک جگہ جہاں جانا ان کے لئے خطرے کا باعث ہے "

"تو کیا یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے؟ "

"یہ صدیوں پرانا مسئلہ ہے، کہہ سکتے ہیں کہ آغاز عباسیوں اور عثمانیوں کی صلیبیوں کے ساتھ لڑی جانی والی جنگوں سے ہوا تھا، اس وقت کی قوتوں نے عوام کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے کے لئے اسلاموفوبیا کا پروپیگنڈہ شروع کیا، بعد میں برطانوی راج نے ہندوستان پر اپنے قبضے کو جائز ثابت کرنے کے لئے اسلاموفوبیا کا سہارا لیا، آج کے دور میں یہی مغربی حکومتیں غریب مسلمان ملکوں پر اپنے حملے کو جائز بتانے کے لئے اسلاموفوبیا کا سہارا لیتی ہیں "

"میں پرانے دور کا سمجھ سکتی ہوں لیکن آج، اکیسویں صدی میں اسلاموفوبیا کیوں اتنا پھیل رہا ہے؟ "

"پرانے دور کے مقابلے میں آج یہ کام زیادہ آسان ہے، آج کل آپ کو سوشل میڈیا پر صرف ایک پوسٹ شیئر کرنی ہوتی ہے اور آپ اپنے ساتھ جڑے کئی لوگوں کو اسلام سے متنفر کر دیتے ہیں، مغربی ممالک کا میڈیا اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، برطانیہ کو ہی لے لیں، ایک تحقیق کے مطابق یہاں ستر فیصد خبریں مسلمانوں کے خلاف دی جاتی ہیں "

"اور مسلمان ملک ؟ وہ کچھ کیوں نہیں کر رہے ؟ "

"وہ سو رہے ہیں۔۔۔" وہ سر جھٹکتے تلخی سے مسکرایا "آپ کو لگتا ہے جو ملک فلسطین، عراق لبنان کی بربادی کے وقت خاموش تھے وہ اسلاموفوبیا کے حل کے لیے کچھ کریں گے ؟ "

"کاش ہم میں اتحاد ہوتا، ہمارے حکمرانوں میں اتحاد ہوتا، مغربی ممالک اپنے اسی اتحاد کی وجہ سے تو اتنا آگے بڑھ گئے ہیں، ان کے حکمران ہر پالیسی پر اختلاف رکھتے ہوں گے لیکن مسلمانوں کے خلاف پالیسی پر متفق ہیں، یہ اتفاق ہمارا ہونا چاہئے تھا "

"آپ کو لگتا ہے کہ ہر مغربی حکمران اس ایک پالسی سے متفق ہے ؟ "

"کیا ایسا نہیں ہے ؟ "

"میں اس چیز پر یقین نہیں رکھتا، اگر ایسا تھا صدر اوباما صدر بش کی عراق پر حملے کی پالیسی کے خلاف نا ہوتے "

"پھر ؟ "

"پھر یہ کہ یہ ممالک کی پالیسی ہے، یوں سمجھیں جیسے پاکستان کے قیام سے ہی ہماری پالیسی تھی کہ اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا، ہمارے حکمران تبدیل ہوتے رہے، پالیسی وہی رہی، مغربی ممالک میں بھی کچھ یہی حساب ہے، ان کی مسلمانوں کے بارے میں ایک ہی پالیسی ہے اور ہر حکمران اسی پر چلتا ہے چاہے وہ اس چیز کو پسند کرے یا ناپسند، طریقہ کار تبدیل کر لیا جاتا ہے لیکن مقصد نہیں "

"لیکن کیوں؟ "

"مغربی معاشرہ جتنی بھی ترقی کر لے معطر، آج بھی، کہیں نا کہیں آج بھی وہ لوگ مذہبی بنیاد پر مسلمانوں سے تعصب رکھتے ہیں، انہیں اپنے مذہب کا صحیح سے علم نہیں ہوتا لیکن وہ مسلمانوں کو ان کے مذہب کی وجہ سے ہی ٹارگٹ کرتے ہیں، اور ہمارے ممالک اس قدر بچے ہیں کہ وہ یہ بات سمجھ ہی نہیں پارہے، مغرب صدیوں سے صدیوں تک اسی ایک وجہ سے ہر کام کر رہا ہے "

"پھر میں یہ نہیں سمجھ پارہی کہ ہمارے حکمران اس قدر غفلت میں کیوں پڑے ہیں؟ "

وہ جھنجھلائی، ایرک کی بات کس حد تک درست لگنے لگی

"کیوں کہ میں نے کہا ناوہ سو رہے ہیں، مقابلہ بازی کر رہے ہیں، پاکستان انڈیا سے زیادہ بہتر فلمیں بنانے کی دوڑ میں، سعودی عرب دبئی سے زیادہ اونچی بلڈ نگز بنانے میں مصروف ہے، وہ اندازہ تک نہیں کر پا رہے کہ ان کا دشمن کس قدر ان سے آگے ہے، آپ کو علم ہے اسرائیل میں گھروں کے نیچے شیلٹر بنانا قانون ہے ؟وہ اس جنگ کی تیاری کر رہے ہیں جو ایک دن ہونی ہے، لیکن وہ اس جنگ کے لئے تیار ہیں، ان پر اگر جنگ مسلط کی جاتی ہے تو وہ اپنی عمارتیں کھو دیں گے لیکن اپنے لوگ بچا لیں گے، اس کے بر عکس مسلمان ملک شاید اپنی اونچی عمارتیں بچا لیں لیکن لوگ کھو دیں گے "

وہ لمبا کوٹ پہنے ہوئے تھا، ایک ہاتھ میں اب بھی چنے کے دانے تھے جس سے وہ منہ میں ڈال لیتا، اس کی طرف بڑھائے تو معطر نے نفی میں سر ہلایا

"اگر مسلمان حکمران کچھ نہیں کر رہے تو پھر ہم عام لوگ کیا کریں؟ "

"جو کر سکتے ہیں "

"اور کیا کر سکتے ہیں؟ "

"ابابیل بن جائیں جس کے منہ میں ایک کنکر تھا اور ایک کنکر نے ہاتھی کو مار دیا ، عام لوگ اپنے مذہب کا عکس ہوتے ہیں، لوگ آپ کو دیکھ کر آپ کے مذہب کو جج کریں گے، یہ طے کریں کہ آپ اپنے مذہب کا امیج کیسا رکھ رہے ہیں "

آدھا پیکٹ خالی تھا تو اس نے وہ ساتھ گزرتے بچے کی طرف بڑھا دیا پھر مسکراتے ہوئے اس کے بال بگاڑے اور سیدھا ہوا، معطر کچھ پریشان چہرے کے ساتھ ٹھہری تھی، وہ گہری سانس لیتا اس تک آیا

"سیاست کی وجہ سے پریشان مت ہوا کریں "

"یہ مذہب کا معاملہ ہے "

"آپ اپنا کردار ادا کر رہی ہیں معطر، آپ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچ رہی، اس سے زیادہ آپ کچھ نہیں کر سکتیں "

اس نے سر ہلا دیا لیکن اسے معلوم تھا وہ بہت کچھ کر سکتی ہے، فلوقت اسے ایرک کے ساتھ بات کرنی تھی، کن اکھیوں سے اس نے سنان کو دیکھا، وہ کچھ کہتے ہوئے واپسی کی طرف جا رہا تھا، اس کی لنچ بریک ختم ہونے والی تھی، وہ معطر کے کہنے پر تھوڑی دیر کے لئے آیا تھا

اور واپسی کی طرف جاتے ہوئے معطر نے طے کیا اسے اب ایرک کیان اور سنان سعدی کی ملاقات کرانی تھی، اگر ایرک کے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں نظریات کوئی تبدیل کر سکتا تھا تو سنان سعدی تھا !

☆☆☆☆☆☆☆

کوزی مگ سے اسٹیشن کی طرف جاتے ہوئے اس کے قدموں کی رفتار سست تھی، ایک ہاتھ کوٹ میں تھا اور دوسرے سے موبائل تھام رکھا تھا

"ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ "

"کہہ رہے تھے کہ پہلے سے کچھ بہتر ہے طبیعت، لیکن زیادہ نہیں، شاید میڈیسن چینج کرنی پڑے "

"ان سے کہو کر لیں، پیسوں کی فکر مت کرو، اگر ہو سکے تو میں تو بابا کو یہاں لانے کی کوشش کروں گی "

"بہت مشکل ہو گا "

"ناممکن نہیں "

تھکی تھکی سے سانس خارج کرتے اس نے ارد گرد دیکھا، نیال سال شروع ہونے میں چند دن باقی تھے، سڑکیں برقی قمقموں سے سج گئی تھیں، کرسمس کا جوش وخروش اور خوشی، گویا پورا از لنگٹن سجا دیا گیا تھا، تقریبات اور رونق سی تھی، اور اسے یہ رونق وحشت میں مبتلا کر رہی تھی

"تم تھک تو نہیں گئیں معطر؟ "

"کس چیز سے؟ "

"ہر چیز سے "...

"جس دن تھک جاؤں گی اس دن کسی کے کاندھے پر سر رکھ کر بتادوں گی کہ تھک گئی ہوں "

گہری سانس لی

"کوئی کاندھا ڈھونڈ لو پھر "

اس کے لبوں پہ زخم خوردہ سی مسکراہٹ ابھری

"ابھی تو دل کا زخم ٹھیک سے نہیں بھرا، خیر بابا کا دھیان رکھنا، خدا حافظ "

"تم ان سے بات کیوں نہیں کرتیں؟ "

اس کا موبائل کان سے ہٹاتا ہاتھ رکا

"کس سے؟ "

" بابا سے۔۔۔ تم کال کر کے ان کی خیریت پوچھتی ہو اور کال کاٹ دیتی ہو، اس کے علاوہ کوئ بات نہیں کرتیں، وہ پورا دن تمہاری کال کا انتظار کرتے ہیں معطر "

اس کی آنکھوں میں رات کی سیاہی اتری

"وہ واپس آنے کا کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں ان کا دل تھکا رہی ہوں، ان سے بات کروں تو اگلے کئ گھنٹے بے سکون رہتی ہوں، ان کی تکلیف مجھے ختم کر رہی ہے دانیال "

دوسری طرف پل بھر کو خاموشی چھا گئ

"مبشرہ کی لسٹ مل گئ تھی نا؟ عون کی گھڑیاں بھی لیتی آنا "

اس نے بات بدل دی، وہی پرانا انداز جس چیز سے ان دونوں کو تکلیف ہوتی اس کا ذکر کرنا چھوڑ دیتے

"جب آؤں گی لیتی آؤں گی، تمہیں کچھ نہیں چاہئے؟ "

"چاہئے نا۔۔۔اپنے لئے ایک عدد بھابھی ڈھونڈتی آنا "

وہ ہنس دی

"امی کے سامنے کہو یہ بات زرا "

"کیوں مجھے گھر سے بے دخل کرنا چاہتی ہو؟ "

وہ کراہا

"حرکتیں درست کرو اپنی پھر، کال رکھتی ہوں، دیر ہو رہی ہے مجھے "

دانیال کا خدا حافظ سنتے اس نے ابھی کال کاٹی ہی تھی جب پیچھے سے کوئی سائیکل سوار تیزی سے اس کے قریب سے گزرا، وہ کراہ کر دور ہوئی

"اللہ۔۔۔۔ "

پیچھے کوئی بینچ پڑا تھا، اس کے نیچے والے کونے نوکیلے تھے، پاؤں پر چوٹ لگ گئی تھی، زخم کو دیکھ کر اس نے تپ کر سر اٹھایا، لڑکے نے سائیکل آگے جا کر روک

دی تھی، معطر کو لمحہ لگا پہچاننے میں، چہرے کے تاثرات بگڑ گئے، وہ ہیلمٹ اتار کر سائیکل پیچھے کی طرف کرتا اس کے پاس آرہا تھا، نیلی جینز اوپر سفید شرٹ جس کے بٹن کھلے تھے اور نیچے سیاہ ٹی شرٹ جھانک رہی تھی، ماتھے پہ بکھرے بالوں کے ساتھ ازلی بے نیازی لئے ایرک کیان اس کے سامنے تھا

"تمہیں چاہئے کہ ازلنگٹن کی سڑکوں پر احتیاط سے چلو "

"میں ازلنگٹن کی سڑکوں پر احتیاط سے ہی چل رہی تھی، تمہیں چاہئے کہ ازلنگٹن کی سڑکوں پر احتیاط سے سائیکل چلاؤ "

"فٹ پاتھ دو انچ پیچھے ہے، تم آگے تھیں "

اس نے بے اختیار پیچھے دیکھا، وہ جانے کب فٹ پاتھ پر چلتے چلتے سڑک پر آگئ تھی، شرمندگی سی ہوئ لیکن پھر کاندھے اچکائے

"میں فٹ پاتھ پر ہوتی تب بھی تم نے کسی نا کسی بہانے سے مجھے ٹکر مارنی ہی تھی "

"سچ تم کتنا غلط سوچتی ہو میرے بارے میں، اب بتاؤ کہ تم اچھا سوچو اس کے لئے مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

"مجھے تنگ کرنا بند کردو "

"میں جان بوجھ کر نہیں کرتا "

"جانے انجانے میں بھی مت کرو "

"میں کوشش کروں گا، لیکن میں کہنا چاہتا ہوں مجھ پر یقین مت کرو"

وہ یوں تھا جیسے دو دن پہلے ان کی کیفے میں کسی بات پر بحث نہیں ہوئی تھی، یوں جیسے وہ بچپن کے دوست رہے ہوں

"میں تم پر پہلے دن سے یقین نہیں کرتی، اور تم مجھ سے ناراض نہیں تھے؟ "

وہ آگے چلنے لگی، پاؤں میں ہلکا سا درد تھا تو رفتار مزید آہستہ ہوگئی

"میں سیاسی بحث پر ناراض نہیں ہوا کرتا "

"غیر سیاسی بحث پر ہو جاتے ہو؟ "

اسے احساس نہیں ہوا لیکن ایرک غیر محسوس انداز میں سڑک کے ساتھ اس کے بالکل ساتھ چل رہا تھا، دوسری طرف سائیکل تھی، معطر کی بات پر چہرے کے تاثرات بگڑے

"تم مجھ سے کتنی تنگ ہو "

"میرا خیال ہے تمہاری یونیورسٹی کا ہر شخص تم سے تنگ ہے "

"میری یونیورسٹی کا ہر شخص بیوقوف ہے، انہیں میری قدر کرنی چاہیئے "

"کس بات پر؟ ان کے پیسوں پر ڈاکہ ڈالنے کی خوشی میں؟ "

"کیا تم مجھے دوبارہ یاد دلوا رہی ہو کہ میری مفت کی کافی تمہاری وجہ سے ضائع ہو گئی؟ "

"خدا کرے تمہاری یاداشت ہمیشہ محو ہی رہے "

"میں اپنی یونیورسٹی کے ذہین ترین سٹوڈنٹس میں سے ہوں "

گویا جتانا چاہا کہ وہ اتنی آسانی سے بھولنے والوں میں سے نہیں تھا، معطر لمحہ بھر کو رکی، پاؤں کو دیکھا، خون نکل رہا تھا، ایرک کی نظریں ہی پاؤں کی طرف گئی، سائیکل وہیں کھڑی کرتا وہ یکدم نیچے بیٹھا اور اس کے پاؤں پر ہاتھ رکھا

"یہ تو خون نکل رہا ہے "

وہ بدک کر دو قدم پیچھے ہوئی

"کیا کر رہے ہو؟ "

"افف پاگل لڑکی، مجھے نہیں علم تھا کہ اتنی چوٹ لگی ہے، چلو بینڈ تج کرواتے

ہیں "

وہ پریشان ہوا تھا، معطر کو لگا شاید اس وجہ سے ہے کہ اس کی سائیکل سے چوٹ

لگی ہے

"اتنی زیادہ نہیں ہے کہ بینڈ تج کرواؤں "

حالانکہ اسے درد ہو رہا تھا

"لاپرواہ مت بنو، ٹیٹنس شاٹ لگوالینا چاہئے تمہیں، بیٹھو پیچھے، چند منٹ کے

فاصلے پر ہوسپٹل ہے "

وہ سائیکل پر دوبارہ بیٹھ رہا تھا، ہیلمٹ بھی پہن لیا، معطر چند لمحے وہیں رکی رہی

پھر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے

"تم مجھے سائیکل پر ہاسپٹل لے جاؤ گے ؟ "

"تو۔۔۔؟ "

وہ رک گیا

"سچ میں ایرک ؟ "

"کیا تم سائیکل کو چھوٹی سواری سمجھ رہی ہو؟ یہی وجہ ہے کہ لاہور میں اس قدر زیادہ آلودگی ہے، مقابلہ بازی کے چکر میں تم لوگ گاڑیاں لے کر آلودگی میں اضافہ کررہے ہو"

اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی، ماتھے پہ بل پڑے، اس انسان کو بس موقع چاہئے تھا پاکستان کے خلاف بولنے کا

"میں نہیں جارہی تمہاری شاہی سواری پر، ہٹو یہاں سے"

"یہ یقیناً طنز تھا۔۔۔ میں بتادوں یونیورسٹی کا ذہین ترین سٹوڈنٹ یونیورسٹی کا امیر ترین سٹوڈنٹ بھی ہے"

"اور یونیورسٹی کا یہ ذہین ترین سٹوڈنٹ دوسرے سٹوڈنٹس کے پیسوں سے کافی کیوں پیتا ہے، اگر وہ اتنا ہی امیر ترین ہے تو؟"

"تم ایسا کرو دنیا کے ہر خطے میں جا کر اعلان کردو، تم ایسا ہی کرو"

وہ خفگی سے اسے دیکھتی آگے بڑھ گئی، ابھی چند قدم ہی چلی تھی جب پیچھے سے آواز ابھری

"رولز رائس دیکھی ہے کبھی؟"

اس کے قدم رکے، دھیرے سے مڑ کر ایرک کو دیکھا، وہ ہیلمنٹ اتارتا سائیکل پر ٹھہرا تھا

"ٹی وی پر "

"میں نے حقیقت میں دیکھی ہے، میں نے خواب میں بھی دیکھی ہے، میں نے اس حقیقت کو خواب کی صورت جیا ہے، ایک دن آئے گا جب میں اپنے بچت کئے گئے پیسوں سے دنیا کی مہنگی ترین کار لوں گا اور تم مجھے ان سڑکوں پر وہ کار دوڑاتے ہوئے دیکھو گی "

اس کی آنکھوں میں خوابوں کی چمک تھی، وہ بلند ارادے رکھتا تھا اور اسے یقین تھا ایک دن وہ اس خواب کو حقیقت بنا لے گا

"کیا معلوم میں تب تک واپس پاکستان چلی جاؤں، لیکن میری دعا تمہارا خواب پورا ہو "

ایرک نے ابرو اٹھائے

"پاکستان کیوں جاؤ گی؟ "

"ایک نا ایک دن تو واپس جانا ہے، یہاں ہمیشہ کے لئے تھوڑی آئی ہوں "

"وہ ایک دن میرا ایک دن سے پہلے نا آئے یہ بھی دعا کرو "

اس نے دھیرے سے مسکراتے رخ موڑا، ایرک اب سائیکل سے اتر تا دوبارہ اس کے ساتھ چل رہا تھا

"تم نے مجھے اپنے گھر کا ایڈریس نہیں بتایا ویسے "

"تم تو جیسے واقعی کسی دن پاکستان آؤ گے نا "

"دنیا ناقابل یقین شے ہے، تم ہر شے تصور کر سکتی ہو، میں تمہاری ہر تصور کی گئی شے پر عمل کر سکتا ہوں، اب بتاؤ کہاں رہتی ہو؟ "

"تمہیں علاقوں کا علم نہیں ہوگا "

"میرا علم مجھے علاقوں کا بتادے گا، تم ایسا کرو کوئی نشانی بتاؤ "

"کیسی نشانی؟"

"اپنے گھر کی۔۔۔اگر میں کبھی لاہور گیا تو میں تمہیں لاہور کی گلیوں میں کہاں ڈھونڈوں؟ "

وہ لمحہ بھر کو رکی پھر کچھ سوچا

"میرے گھر کے سامنے مسجد ہے، چھت سے بالکل سامنے میرے کمرے کی کھڑکی نظر آتی ہے وہاں ایک دھاگے سے میں نے ڈھیروں چوڑیوں کو باندھ رکھا ہے، ہر رنگ کی چوڑیاں، اب یوں کرنا لاہور کی گلیوں میں کوئی ایسی مسجد ڈھونڈنا، پھر اس مسجد کی چھت پر ٹھہر کر کوئی ایسی کھڑکی ڈھونڈنا "

ایرک کے تاثرات بگڑے

"صاف صاف کہو کہ تم ایڈریس نہیں بتانا چاہتیں "

"میں صاف صاف کہہ رہی ہوں، میں ایڈریس نہیں بتانا چاہتی "

اس کی بس اسٹیشن پر رک رہی تھی، ایرک کا جواب سننے کا وقت نہیں تھا، وہ ہاتھ جھلاتے آگے بڑھنے لگی جب ایک بار پھر پیچھے سے اس کی آواز ابھری

"تم چوڑیاں پہننا چھوڑ کیوں نہیں دیتیں؟ "

معطر صبا پلٹی

"چھوڑوں کیوں۔؟ "

"مجھے ان کا شور ناگوار لگتا ہے، تم ان چوڑیوں کے بغیر زیادہ اچھی لگو گی "

"اگر میں تمہیں ان چوڑیوں کے بغیر زیادہ اچھی لگوں گی تو مجھے منظور ہے کہ میں ان چوڑیوں کے ساتھ تمہیں بری لگوں "

ایک بار پھر ہاتھ جھلاتے وہ مڑ گئ

"ٹیٹنس شاٹ لگا لینا، ورنہ از لنگٹن کی سڑکوں پر دوبارہ نظر نہیں آؤ گی "

وہ پیچھے سے کہہ رہا تھا، معطر بنا کچھ کہے آگے بڑھ گئ، ایرک کاندھے اچکاتا سائیکل دوبارہ چلا رہا تھا

کوئ تھا جسے ان چوڑیوں کا شور ناگوار لگتا تھا اور کوئ تھا جس کا دل ان چوڑیوں میں دھڑکتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ بینچ پر بیٹھا تھا، ہاتھ میں سرخ کور والی ڈائری تھی

سنان سعدی خان

تاریخ: 25 دسمبر 2025

مقام: از لنگٹن، برطانیہ

ملاقات۔۔۔۔ بنجارے کا ذہن اب فقط مناظر یاد رکھ رہا ہے

"دو دن، اور ان اٹھتالیس گھنٹوں میں، میں نے پچاس بار اسے کال کرنے کا سوچا، مجھے علم نہیں تھا کہ میں اسے اتنا یاد کروں گا، مانچسٹر کے بازاروں میں میں چوڑیاں ڈھونڈ رہا تھا، حالانکہ میں جانتا ہوں وہ چوڑیاں نہیں لے گی، پھر بھی۔۔۔۔ پر زے کہہ رہی تھی میری ہر پہلی بات اس سے شروع ہوتی ہے، ہر دوسری بات میں اس کا ذکر آ جاتا ہے، وہ کہہ رہی تھی وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے ، وہ اچھی لگنے والی لڑکی از لنگٹن کی گلیوں میں اداس آنکھوں کے ساتھ گھومتی اچھی نہیں لگتی، سنا ہے پھول مسکراہٹ لانے کی وجہ بنتے ہیں، ایسا ہے تو

"زہ غوا○م د ن○○○ ول سرہ ○ملان ور ○ول ک○م او ھغ○ تہ ی○ ور ک○م"

)میں دنیا کے سارے سرخ پھول توڑ کر اسے دینا چاہتا ہوں(

سرخ پھول، ؟ وہ تو محبت کی علامت نہیں ؟ لیکن میں جانتا ہوں یہ محبت نہیں ہے ، یا شاید ہے، مجھے طے کرنا چاہئے کہ یہ کیا ہے، پھر مجھے اسے اس ڈائری پر لکھنا چاہئے، تو طے ہوا یہ ڈائری اگلی مرتبہ تب کھلے گی جب میں جان لوں گا کہ وہ کیا ہے، پسند ؟ دوست ؟ یا۔۔۔۔ محبت ؟" !

"تو سنان سعدی ڈائری بھی لکھتے ہیں "

اس نے ہڑ بڑا کر ڈائری بند کی پھر جھٹکے سے اٹھا، وہ پیچھے ٹھہری تھی، سینے پر ہاتھ باندھے، کچھ شرارت سے اسے دیکھتی ہوئ

"آپ نے پڑھی تو نہیں؟ "

لبوں سے بے ساختہ نکلا، معطر ہلکا سا ہنسی

"اخلاقیات نے پڑھنے نہیں دی، ورنہ سوچا تو تھا "

"یوں ہی لکھتا ہوں بس، ویسے ہی "

اس نے گویا پر سکون سانس خارج کی تھی

"آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ کوئ پڑھ لے گا؟ "

"کسی ایک کو میں یہ پڑھوانا چاہوں گا "

وہ ڈائری بریف کیس میں ڈال رہا تھا

"کسے؟ "

"ہو گا کوئی۔۔۔آپ نہیں لکھتیں ڈائری؟ "

"مجھے الفاظ کی صورت خود کو لکھنا نہیں آتا "

"آج کل تو میں بھی خود کو نہیں لکھ رہا" وہ بڑبڑایا، پھر سر جھٹکتے اس تک آیا"

آپ یہاں کیسے آئیں؟ "

" سنا ہے کہ اصل بچ جانے والا مال وہی ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں دیا جائے، تو

اپنا مال بچانے آئی تھی "

وہ ٹرسٹ کے باہر ٹھہرے تھے

"جمع کروا دیا ڈونیشن؟ "

"جی۔۔۔۔ "

وہ آگے کی طرف بڑھ گئی تو سنان نے پیچھے پڑا بریف کیس اٹھایا اس کی گاڑی ساتھ

ٹھہری تھی اس کے اندر رکھا پھر تیز قدموں سے اس کی طرف آیا

"جاب کیسی جا رہی ہے؟ "

"ٹھیک جا رہی ہے "

وہ خاموش ہوا، اور کیا پوچھے؟

"میرے پیچھے سب ٹھیک رہا؟ "

وہ دو دن کے لئے مانچسٹر گیا تھا

"جی۔۔۔۔آپ کب واپس آئے؟ "

"رات۔۔۔۔ "

"کام ہو گیا آپ کا؟ "

"جی ہو گیا، ویسے میرا کام نہیں تھا، ہاشم بھائی کے کام سے گیا تھا، سیمینار اٹینڈ کرنا تھا ایک "

"یہ آرگنائزیشن جنہوں نے بنائی ہے وہ خود یہاں نہیں ہوتے؟ "

سنان نے نفی میں سر ہلایا

"ہوتے ہیں، آج کل نہیں ہیں، افغانستان واپس گئے ہوئے ہیں، برطانیہ میں ان کے لئے حالات مشکل ہیں "

"مشکل کیوں؟ "

"وہ برطانوی حکومت کی ہٹ لسٹ پر ہیں، یا کہہ لیں امریکی حکومت کی "

"وہ کیوں؟ "

"کیونکہ انہیں بولنا آتا ہے، یہاں وہ امریکی مظالم کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں، ان کی ایک اور آرگنائزیشن بھی ہے جو فلسطینی حقوق کے حق میں اور اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرتی ہے، میں اسی کام سے مانچسٹر گیا تھا، اسلاموفوبیا کے خلاف کانفرس تھی جس میں شرکت کرنی تھی "

"آپ اس آرگنائزیشن کا حصہ ہیں؟ "

"کہہ سکتی ہیں، زیادہ تو نہیں لیکن میں اس کام میں تھوڑی بہت ان کی مدد کر دیتا ہوں، "

وہ سادگی سے کہہ رہا تھا جیسے نا اسے کسی ستائش کی تمنا تھی نا کسی عزت کی چاہ

"آپ کو ڈر نہیں لگتا اتنا خطرناک کام کرتے ہوئے؟ ڈونیشن الگ بات ہے، لیکن اس طرح امیریکن پالیسز پر سر عام تنقید، پھر آپ اسلاموفوبیا کے خلاف جو مہمات چلا رہے ہیں، یہ مشکل ہے "

"جس نے ڈر کر زندگی گزاری وہ بزدلوں کی طرح جیا، میں بہادر ہوں یا نا ہوں لیکن میں بہادروں کی طرح جینا چاہتا ہوں "

معطر مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی رہی

آپ اچھے انسان ہیں سنان "

وہ چہرہ جھکا کر ہلکا سا ہنس دیا

"میرا خیال ہے اگر دنیا میں اچھے لوگوں کا مقابلہ ہوا تو میں جیت جاؤں گا ------ جیت جاؤں گا نا؟ "

اس نے سر ہلا دیا، وہ ٹھیک کہہ رہا تھا وہ اتنا اچھا تھا کہ وہ جیت جاتا، وہ اتنا اچھا تھا کہ اس کے لئے جان بوجھ کر ہارا جا سکتا تھا

"جیت جائیں گے، سب سے پہلے میں ووٹ دوں گی "

وہ ایک بار پھر ہنس دیا پھر سر اٹھا کر اوپر دیکھا، وہ گلی میں ٹھہرے تھے، درخت کے نیچے جس پر سرخ چھوٹے چھوٹے پھول لگے تھے، وہ ننھے پھول ان دونوں پر گر رہے تھے، سنان کی نظر معطر کے بالوں پر گئی، اس کے سر پر چند پھول گرے تھے

"میں کچھ مدد کر سکتی ہوں؟ "

"مورل سپورٹ دے سکتی ہیں "

"اس کے علاوہ کچھ؟ "

"دعا کر سکتی ہیں۔۔۔" وہ رکا۔۔۔ "ان دو دنوں میں آپ نے مجھے یاد کیا؟ "

"دو دن کے لئے تو گئے تھے، کیا یاد کرتی؟ "

وہ مسکرا کر سر جھٹکتی یکدم نیچے بیٹھی، سنان اسی تیزی سے چار قدم پیچھے ہوا، وہ نیچے بیٹھ کر چھوٹے چھوٹے سرخ پھول چن رہی تھی، وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا، مٹھی کھولی اور ایک ننھا پھول اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا

"آپ دل رکھنے کو ہی کہہ دیتیں کے یاد کیا تھا "

اس کی جیب سے کچھ جھلکتا تھا، سیاہ کانچ جیسا، معطر کی نظر اس کے ہاتھ پر گئی

"میں نے دل رکھنا چھوڑ دیا ہے "

سنان کا ہاتھ لمحہ بھر کو تھما، نیچے بیٹھے بیٹھے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا، وہ اپنی چوڑیوں میں اٹکا پھول نکال رہی تھی، مدھم سا ساز بج رہا تھا، اس کا لباس سفید رنگ کا تھا،

سفید لباس والی معطر صبا سرخ پھول چنتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھی تھی، اس کے سیاہ بال دائیں طرف گر گئے تھے، سنان سعدی خان نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ حسین منظر نہیں دیکھا تھا

" کبھی کبھی رکھ لینا چاہئے "

" کبھی رکھا کرتی تھی، پھر وہ دل کسی نے توڑ دیا "

اس کے جھکے چہرے پر کچھ درج ہوا، وہ چند لمحے اس چہرے کو دیکھتا رہا، وہ نہیں جانتا تھا کہ کیوں لیکن اس ایک چہرے پر سے وہ نظریں نہیں ہٹا پاتا تھا

" کس نے توڑا تھا۔۔۔؟ "

اس نے یہ سوال یونہی کیا تھا، جیسے کوئی یوں ہی پوچھ لیتا ہے کہ کیا تم ٹھیک ہو؟ کوئی یوں ہی پوچھ لیتا ہے دل کا موسم کیسا ہے؟" یونہی۔۔۔

" تھا کوئی۔۔۔ "

اس نے وہ جواب یونہی نہیں دیا تھا، جیسے کوئی کسی کے پوچھنے پر بتا دیتا ہے کہ وہ ٹھیک نہیں ہے، ہاں اس کے دل کا موسم بھی ویران ہے، سنان کو ایک بار پھر رکنا پڑا، اس کے ذہن میں کچھ مناظر تازہ ہوئے، کچھ لمحے قید ہوئے

"تیمور حیدر کون ہے معطر؟ "

معطر کا ہاتھ رکا، اس نے مٹھی بھر لی تھی، بھری گئی مٹھی میں سرخ پھول اچھے لگ رہے تھے، پھر وہ دھیرے سے اٹھی، سنان بھی بے ساختہ اٹھا، یوں جیسے وہ اس کے سامنے نیچے بیٹھے گی تو اس پر لازم تھا کہ وہ بھی بیٹھے گا، وہ عورت کو قدموں میں بٹھانے والا مرد نہیں تھا، وہ کھڑی ہو گی تو اس پر لازم تھا کہ وہ بھی کھڑا ہو گا، وہ عورت کو برابری پر رکھنے والا مرد تھا

"وہ میرا منگیتر تھا، پھر اس نے منگنی توڑ دی، یعنی کہہ لیں مجھے چھوڑ دیا "

درخت سے مزید پھول نیچے گرے تھے، نا معطر صبا انہیں اٹھانے کو جھکی نا سنان سعدی کو یاد رہا کہ وہ پھول بھی چنے جانے چاہئیں

"تھا؟ "

اسے ایک یہی لفظ یاد رہا تھا

"تھا۔۔۔۔" وہ بند مٹھی کو دیکھتی رہی تھی نظر اٹھا کر سنان کو دیکھا، پھر دوبارہ سرخ پھول دیکھے "میں اس سے محبت کرتی تھی "

سنان کے ہاتھ سے سرخ پھول نیچے گرے، معطر صبا کی نظر نیچے ہی تھی

"کرتی تھیں؟ "

اسے اب بھی بس ایک لفظ یاد رہا تھا

"شاید۔۔۔یا شاید اب بھی کرتی ہوں۔۔۔۔ "

وہ ننھے پھول چننے والی، اس لمحے اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ اس نے کسی کا دل سرخ رنگ سے بھرا تھا، وہ جس کے پھول نیچے گرے تھے اور جس کی جیب میں چوڑیاں تھیں اس کے حلق میں کچھ اٹکا

"وہ کرتا۔۔۔۔ہے "

"وہ پہلے بھی نہیں کرتا تھا "

اس نے جھکا سر اٹھایا، جو اس کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا اس نے نظریں موڑ لیں

"پھر آپ کو کیوں کرتی ہیں؟ "

"محبت پر اختیار کس کا رہا ہے؟ "

کچھ بے بسی سے کہتے اس کی نظر سنان کے ہاتھ پر گئی

"آپ کے پھول گر گئے "

ہاتھ بڑھاتے اس نے اپنی مٹھی میں تھامے چند سرخ پھول سنان کی سامنے والی جیب میں ڈالے، چند ننھے ننھے قطرے اس کی سینے پر بکھرے، چند ننھے قطرے سینے کے اندر ابھرے، معطر پھول ڈالتی پیچھے ہوئی

"میں چلتی ہوں، خدا حافظ "

وہ آنکھیں چراتی آگے کی طرف جا رہی تھی، سنان کی نظر اپنے سینے پر گئی، جیب کے اندر ڈھیروں سرخ پھول رکھے تھے، گہری سانس لیتے اس نے سر جھٹکا، اذیت بہت چھوٹا لفظ تھا جو اس وقت وہ محسوس کر رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کیفے میں داخل ہوئی تو لمحہ بھر کو قدم رک گئے، سامنے رکھی کرسی پر کوئی خاتون بیٹھی تھیں، سیاہ پینٹ، سفید شرٹ اور بلیو کوٹ پہنے کہنیاں میز پر رکھے کافی کا کپ لبوں سے لگا رکھا تھا، ان کے پرفیوم کی مہک پورے کیفے میں پھیلی تھی، سنہری بال جوڑے میں باندھے اٹھی گردن اور شاہانہ انداز، اگر وہ اندازہ لگاتی تو بمشکل تیس کی ہوں گی

سر جھٹکتے وہ کاؤنٹر تک آئی، ایپرن پہنا اور کیپ سر پر رکھ لی، دن کا آغاز !

چند لمحے گزرے، کئی کسٹمر آئے اور وہ خاتون وہیں بیٹھی رہیں، ہر تھوڑی دیر بعد ہاتھ میں پہنی گھڑی سے وقت دیکھ لیتیں، بظاہر پر سکون لیکن آنکھوں میں کچھ اکتاہٹ تھی، دو منٹ گزرے جب کیفے کا دروازہ کھلا اور سیاہ جینز پر سیاہ جیکٹ پہنے ایرک اندر داخل ہوا، اس نے کاؤنٹر کی طرف نہیں دیکھا تھا لیکن معطر کی نظر بے ساختہ اس پر گئی، کاندھے پر بیگ ڈالے وہ انہیں خاتون کی طرف جا رہا تھا، ان کی میز کے پاس پہنچ کر بیگ میز پر پھینکا جھک کر ان کے سر پر بوسہ دیا اور سامنے بیٹھ گیا، خاتون خفگی سے کچھ کہنے لگیں تو اس نے ہاتھ اٹھاتے گویا معذرت کی

یہ معاملہ اس کا نہیں تھا لیکن اس کی نظر بار بار اس طرف جاتی، اگلا آدھا گھنٹہ وہ دونوں وہیں بیٹھے رہے، خاتون مسلسل بولتی رہیں اور ایرک کچھ بے زاری ،اکتاہٹ سے سنتا رہا، وہ بار بار ارد گرد دیکھتا، سامنے رکھے واز سے کھیلنے لگتا، کبھی بال درست کرتا، صاف ظاہر تھا وہ بور ہو رہا تھا، آدھے گھنٹے بعد وہ چلی گئیں تو ایرک کی آواز ابھری

"ون کافی پلیز "

مایا اندر کی طرف گئی ہوئی تھی تو وہ کافی لیتی اس تک آئی اور میز پر رکھی، واپس مڑنے لگی تو ایرک نے کارڈ اس کی طرف بڑھایا

"وہ بل پے کر کے گئی ہیں "

"او کے ۔۔۔ "

اس نے کارڈ واپس رکھ لیا

"کیا وہ تمہاری سسٹر تھیں؟ "

ان دونوں میں کافی مشابہت تھی، نیلی آنکھیں، بال، چہرے کے خدوخال تو وہ پوچھے بنا نا رہ سکی

"مام۔۔۔۔ "

"اتنی کم عمر مام؟ "

لبوں سے بے ساختہ پھسلا، ایرک ہنس دیا

"ان کا چہرہ ایجڈ نہیں لگتا "

وہ محظوظ ہوا تھا، کافی لبوں سے لگائی

"پیاری تھیں۔۔۔ "

"حالانکہ ان کے بیٹے کے بارے میں تمہارے خیالات کافی برے ہیں"

"میرے خیالات ان کے بیٹے کی حرکتوں کے مطابق ہیں "

"ان کے خود کے بھی اپنے بیٹے کے بارے میں یہی خیالات ہیں، تم لوگوں کو میرے اندر اچھائی نظر کیوں نہیں آتی؟، مام کو بھی بس چن چن کر مجھے بتانا ہوتا ہے کہ ایرک تم یہاں غلط ہو، ایرک یہ مت کرو، وہ مت کرو "

وہ بےزار لگ رہا تھا

"تم ان سے ناراض ہو؟ "

"ناراض نہیں تھا۔۔۔اگنور کر رہا تھا "

"کیوں؟ "

اسے کسی کی ذاتی زندگی میں کبھی دلچسپی نہیں رہی تھی لیکن کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ایرک اپنی والدہ سے ناراض ہے تو وہ اسے سمجھانا چاہتی تھی

"وہ چاہتی ہیں میں امریکہ واپس چلا جاؤں، اور میں نہیں جانا چاہتا "

"تم امریکہ سے ہو؟ "

"میری مام امریکہ سے ہیں "

پھر تمہارے ڈیڈ یہاں کیوں رہتے ہیں؟ "

اس نے ایک بار بتایا تھا کہ اس کے ڈیڈ لندن میں کسی لاء فرم میں وکیل تھے

ایرک نے کپ میز پر رکھا پھر اسے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ گڑ بڑائی

"ویسے ہی پوچھ رہی تھی، میں جاتی ہوں "

خواہ مخواہ اس کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی کر رہی تھی، جھنجھلا کر پلٹنے لگی جب پیچھے سے آواز آئی

"مام ڈیڈ کی ڈائیورس ہو چکی ہے "

آواز بے تاثر تھی، معطر کرنٹ کھا کر پلٹی

"کیا مطلب؟ "

"اس بات کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ "

عادتاً آنکھیں گھمائیں

"یعنی وہ میاں بیوی نہیں رہے "

"تم اتنی عقلمند شروع سے ہو یا برطانیہ آکر عقل میں اضافہ ہوا ہے؟ "

"مجھ پر طنز مت کرو "

"نہیں۔۔۔ تم تو تعریف کی حقدار ہونا، ظاہر ہے ڈائیورس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ اب میاں بیوی نہیں رہے "

"تم انہیں اگنور کیوں کر رہے تھے ؟ "

"کیونکہ ڈائیورس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ وہ میرے ماں باپ نہیں رہے،اور کیونکہ وہ میرے ماں باپ ہیں تو مام چاہتی ہیں میں امریکہ چلا جاؤں ،ڈیڈ چاہتے ہیں میں برطانیہ میں رہوں "

وہ کافی پیتے آرام سے بتا رہا تھا

"تم اپنے ڈیڈ کی زیادہ سنتے ہو؟ "

"میں اپنے علاوہ کسی کی نہیں سنتا، مجھے یہیں سے جرنلزم کرنا تھا تو میں یہی سے کر رہا ہوں، امریکہ سے کرنا ہوتا تو وہاں سے کرتا "

"تمہیں برا نہیں لگتا؟ میرا مطلب ہے تم خوش ہو؟ "

اسے اپنی ایک کزن یاد آئی جس کے ماں باپ کی طلاق ہو گئی تھی اور وہ اس قدر ڈسٹرب ہوئی تھی کہ ایک عرصہ دنیا سے کٹ کر رہ گئی، اور ایک یہ تھا، ایرک کیان.... یہ واقعی انسان تھا؟

"آفکورس میں خوش ہوں، طلاق ان کا ذاتی معاملہ تھا، جیسے شادی کرنا ان کا ذاتی معاملہ تھا، اگر وہ خوش نہیں تھے تو ان کو حق تھا کہ وہ الگ ہو جاتے، میری وجہ سے ساتھ رہنے کی ضرورت تو نہیں تھی "

"اور تم ان سے اس بات پر ناراض نہیں ہو؟ "

ایرک اب کے کپ رکھتا سنجیدگی سے اٹھا

"میں اپنے ماں باپ سے اس بات پر کیوں ناراض ہوں گا؟ ان کی زندگی پر ان کا حق مجھ سے زیادہ تھا، جیسے میری زندگی پر میرا حق ان سے زیادہ ہے، ڈیڈ شادی دوبارہ کر چکے، مام بھی کر چکیں، میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور میں ان دونوں کے بغیر بھی رہ سکتا ہوں، بچہ تو نہیں ہوں نا "

ایرک کی بات سنتے اسے کن اکھیوں سے نظر آیا کہ کوئی کیفے کا دروازہ کھولتا اندر آیا تھا، کاؤنٹر پر رک کر کسی کا پوچھا پھر نظر اس پر گئی، معطر رخ موڑ کر اسے دیکھتی رہی، وہ سنجیدہ چہرے سے اسی طرف آ رہا تھا

"السلام علیکم "

اس نے سر ہلایا پھر چور نظروں سے ایرک کو دیکھا

"یہ سنان ہے اور یہ ایرک "

ایک دوسرے کی طرف اشارے کرتے تعارف کروایا تو سنان نے بنا کسی مسکراہٹ کے ہاتھ ایرک کی طرف بڑھایا، اس کا چہرہ اتنے دنوں میں پہلی بار سنجیدہ لگتا تھا، ایرک نے البتہ مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا تھا

")میں چاہتی ہوں آپ ایرک کو سمجھائیں کہ وہ اسلام کے متعلق غلط سوچتا ہے "

"آپ کو لگتا ہے میرے سمجھانے سے وہ سمجھ جائے گا؟ "

"مجھے لگتا ہے آپ کوشش کریں گے تو شاید وہ سمجھ جائے "

"میں آپ کے کہنے پر کوشش کرلوں گا لیکن یہ فضول کوشش ہو گی، بقول آپ کے وہ جرنلزم کررہا ہے تو جو میڈیا مسلمانوں کے خلاف ہے اس کا حصہ ہونے کے باوجود وہ کیسے سمجھے گا؟ "

"ہم کوشش تو کر سکتے ہیں نا؟ "

وہ ہم کہہ رہی تھی، وہ ہم میں اسے بھی شامل کر رہی تھی، سنان سعدی نے گہری سانس لیتے سر ہلادیا

"کوشش کر سکتے ہیں " (

وہ دونوں آمنے سامنے کرسی پر بیٹھے تھے، معطر نے مایا کو دو کافی لانے کا اشارہ کیا، ولیم سر آج کیفے نہیں آئے تھے تو وہ آرام سے یہ ڈبیٹ جوائن کر سکتی تھی

"سنان پاکستان سے ہے "

اس نے لاپرواہی سے بیٹھے ایرک کو بتایا تو وہ کاندھے اچکا گیا

"میں شکل سے پہچان گیا تھا لیکن بات یہ ہے کہ میں اس ملاقات کی وجہ نہیں سمجھ پارہا "

"سنان دراصل ۔۔۔۔" وہ گلا کھنکارتی آگے کو ہوئی "یہ اسلاموفوبیا کے خلاف آگاہی پھیلاتے ہیں "

ایرک کے چہرے پر سنجیدگی دوڑی

"یعنی تم چاہتی ہو میں اب سنان سے اس بات پر بحث کروں جس پر تم سے کی تھی ؟کم آن معطر وہ صرف سیاسی مسئلہ تھا "

"میرے لئے مذہبی مسئلہ تھا، اگر تم میرے مذہب کو غلط سمجھو گے تو ظاہر ہے میں تمہاری غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کروں گی "

نرمی سے اسے دیکھا، ایک نظر سنان پر بھی ڈالی، وہ خاموشی سے ٹیبل پر گھور رہا تھا ،وہ چپ کیوں تھا؟

"میں اسلام کو غلط نہیں سمجھتا، تصحیح کرو، میں مسلمانوں کو غلط سمجھتا ہوں، وجہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں "

"اور وہ وجہ بے تکی تھی، دنیا میں 57 اسلامی ممالک کے مسلمانوں میں سے تمہارا اسامنا جن سے ہوا وہ اگر احساس کمتری کا شکار ہیں تو تم ان چند لوگوں کی وجہ سے باقی مسلمانوں کو جج نہیں کر سکتے "

"اب تم بحث کو غلط سمت کی طرف لے کر جا رہی ہو، میں چند کے عمل کی وجہ سے نہیں، چند کے برے عمل کی وجہ سے باقی سب کو جج کر رہا ہوں "

"اور کیا ہے وہ برا عمل؟ "

سامنے بیٹھا سنان پہلی مرتبہ بولا تھا، معطر نے پُر سکون سانس لی، وہ اسے سمجھا لے گا

"یہ کہ مسلمان ملک کچھ نہیں کر رہے سوائے شدت پسندی پھیلانے کے "

"ہم نے کس شدت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے؟ "

وہ سنجیدہ چہرے سے کرسی پر آگے کو ہو کر پوچھ رہا تھا

"کس کس معاملے میں پوچھو برادر سنان، تم لوگ زبردستی سب کو اپنا کلچر اپنانے پر مجبور کرتے ہو، کئی مسلم ممالک دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث ہیں، جس کی وجہ سے باقی سب کا امیج خراب ہو رہا ہے "

"تو پھر بات یہی ہے کہ مسٹر ایرک تم چند لوگوں کے عمل کی وجہ سے باقی سب کو غلط سمجھ رہے ہو "

"کیوں؟ کیا یہ چند لوگ اسلام کو ریپریزنٹ نہیں کرتے؟ "

"چند لوگ جس اسلام کو ریپریزنٹ کرتے ہیں اس کی بنا پر تم ہزاروں لوگ جس اسلام کو رپیریزنٹ کرتے ہیں اسے کیسے فراموش کر سکتے ہو؟ اور بات یہ ہے ایرک کہ جب دنیا میں کوئی مسلمان کوئی غلط کام کرتا ہے تو مذہب کا حوالہ کیوں ساتھ دیا جاتا ہے؟ جبکہ اگر کوئی غیر مسلم غلط کام کرے تو صرف فلاں شخص نے جرم کیا ہے کیوں کہا جاتا ہے؟ ان کے جرم پر مذہب کو کیوں نہیں جوڑا جاتا؟ "

ایرک نے کاندھے اچکائے

"اس چیز کے پیچھے بھی تم لوگوں کا عمل ہے، اگر مسلم ممالک اپنے اعمال درست کریں تو۔۔۔۔ "

اس کی آواز میں تلخی شامل ہو گئی، معطر کو احساس ہوا شاید اس نے ایرک اور سنان کی ملاقات کروا کر غلط کیا تھا، وہ ایرک سے ایسے رویئے کی توقع رکھتی تھی لیکن سنان کیوں اتنا تلخ ہو رہا تھا؟

"پھر فلسطین کے بارے میں کیا کہو گے ؟ان کا کون سا عمل ایسا ہے جو اسرائیل ان کی نسل کشی کر رہا ہے ؟اور جس کی اجازت سے کر رہا ہے ان کے بارے میں کیا کہو گے ؟ "

"میں اسرائیلی پالیسیز پر بات نہیں کروں گا، میں اس ملک کو پسند نہیں کرتا، ان کے اعمال غلط ہیں لیکن یہاں ایک بار پھر بحث امریکہ پر چلی جاتی ہے کہ ان سب میں مسلم ممالک غلط ملک پر الزام لگاتے ہیں "

سنان سعدی کے چہرے پر کچھ سختی ابھری

"میں تمہیں ایک قصہ سناتا ہوں ایرک کیان، پرانے زمانے میں کچھ بادشاہ جو عوامی رد عمل سے ڈرتے تھے انہوں نے خود کو بچانے کے لئے یہ طریقہ نکالا کہ جو فیصلے مشکل ہوتے ان کے لئے وزراء کو آگے کر دیتے، وزراء بادشاہ کے نافذ کردہ فیصلے عوام کو سناتے اور عوام کے عتاب کا نشانہ بن جاتے، فیصلہ بظاہر وزراء کا لگتا کیونکہ عوام کا خیال تھا وہ بادشاہ کو یہ فیصلہ لینے کے لئے مجبور کرتے ہیں، لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ بادشاہ نے خود کو عوامی عتاب سے بچانے کے لئے یہ کرائے کے وزیر مقرر کئے تھے، لیکن میں بتادوں بعض اوقات یہی

چھوٹے وزرا بادشاہ کا تخت الٹنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اس لئے بادشاہ کو چاہئے کہ سنبھل جائے کیونکہ آج کی عوام بے وقوف نہیں ہے"

مثال عام تھی لیکن معطر صبا اور ایرک کیان دونوں کو سمجھ آگئی تھی، ایرک کے چہرے پر سرخی دوڑی

"اینڈ دس از وٹ جو تم لوگوں کو لگتا ہے کہ پوری دنیا تم لوگوں کے گرد گھومتی ہے، ہر مغربی ملک کے پاس نا ہی اتنا وقت ہے نا ہی اتنا سرمایہ کہ وہ تم لوگوں پر لگا سکیں، "

"لیکن ان کے پاس ذہن ضرور ہے جو یہ بات جانتا ہے کہ جس دن مسلمانوں کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کس قدر بڑی قوت ہیں اس دن مغربی سامراج ختم ہو جائے گا، وہ یہ حقیقت جانتے ہیں "

"اور تمہیں لگتا ہے کہ اس مفروضے کی بنا پر وہ اپنا سارا مال اسلامی ملکوں کے خلاف جھونک رہے ہیں؟ "

"اگر ایسا نہیں ہے تو تم سالوں قبل کی صلیبی جنگوں کے بارے میں کیا کہو گے؟ ایسٹ انڈیا کمپنی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے اپنا سرمایہ ہندوستان پر خرچ نہیں کیا تھا؟ "

"پرانے وقت میں مت جاؤ سنان، اس وقت مغل حکمرانوں اور عثمانیوں نے بھی برطانوی راج کے خلاف جنگیں لڑی تھیں "

معطر نے بے بسی سے انہیں دیکھا، اسے شدت سے احساس ہوا وہ بے وقوفی کر گئی تھی، وہ دونوں سنجیدہ اور کچھ حد تک سخت چہروں کے ساتھ ایک دوسرے سے بحث میں مصروف تھے، وہ یہ نہیں چاہتی تھی

"پھر ہم آج کی ہی بات کر لیتے ہیں کیا یہ سچ نہیں کہ تمہارے میڈیا میں مسلمانوں کے بارے میں دی جانے والی آدھی سے زیادہ خبریں غلط ہوتی ہیں جو اسلاموفوبیا کی وجہ بن رہی ہیں؟ "

"اگر ایسا ہوتا تو یہاں مسلمان اتنی آذادی سے نا رہ رہے ہوتے"

"آذادی۔۔۔۔"وہ تلخی سے ہنسا Tell MAMA " کی رپورٹ کے مطابق 2014 سے اب تک تقریباً تیس ہزار اسلاموفوبیا کے کیسز برطانیہ میں

رپورٹ ہوئے ہیں، زیادہ نہیں چند سال قبل ہی از لنگٹن میں بھی اسلاموفوبیا کا شدید ترین نقصان دہ مسئلہ بھی پیش آیا تھا، آزادی رائٹ؟ "

ایرک اسے دیکھتا رہا پھر وہ آگے کو ہوا

"تم لوگ بہت احساس فراموش ہو سنان۔، صرف تیس فیصد آبادی صرف تیس فیصد آبادی پر تم باقی کی ستر فیصد آبادی کو کیسے جج کر سکتے ہو؟ "

"پھر ایرک کیان تم صرف چند مسلمانوں کے عمل پر باقی مسلمانوں کو کیسے جج کر سکتے ہو؟ "

اور یہ پہلی بار تھا جب ایرک کے پاس الفاظ کم پڑ گئے، وہ لمحہ بھر کو چپ چاپ سنان کو دیکھتا رہا پھر سر جھٹکتے وہ اٹھا

"تم الفاظ کے ساتھ اچھے ہو لیکن تم حقائق نہیں چھپا سکتے، مسلم ممالک کو یہ بات قبول کر لینی چاہئے کہ تم لوگوں کی پسماندگی کی وجہ شدت پسندی ہی ہے، کم از کم برطانیہ میں لڑکیوں کی پر پابندیاں نہیں لگائی جاتیں، ناہی مذہبی بنیادوں پر کسی دوسرے ملک کے شہری کو غصے میں ق ت ل کیا جاتا ہے، اور ناہی برطانیہ میں لوگ اپنے ہی ملک کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے کر معصوم لوگوں کو مارتے

ہیں، تم لوگوں کو پہلے اپنے مسائل پر توجہ دینی چاہئے، پہلے اپنے اندر سے فرقہ واریت ختم کرو پھر دنیا کی بات کرنا، کیونکہ اس صورت میں دنیا کو تم لوگوں کی آواز شور کے علاوہ کچھ نہیں لگے گی۔۔۔" سنجیدگی سے کہتا وہ معطر کی طرف مڑا" بہت شکریہ، میری کلاس کا وقت ہو گیا ہے "

وہ بیگ اٹھاتا باہر کی طرف بڑھ گیا، سنان کا چہرہ اسی طرح رہا

"آپ کو کیا ہوا ہے سنان؟ "

وہ مڑ کر اسے دیکھ رہی تھی

"کیا ہوا ہے؟ "

"اتنے تلخ کیوں ہو رہے تھے آپ؟ "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹکا، کیا بتاتا

" تلخ نہیں ہو رہا تھا سمجھا رہا تھا لیکن شاید یہ لڑکا سمجھنا ہی نہیں چاہتا "

"آپ کی معلومات صحیح تھیں لیکن انداز غلط تھا۔ مجھے آپ دونوں کو ملوانا ہی نہیں چاہئے تھا"

اسے افسوس ہوا

"مجھے نہیں لگتا یہ سمجھے گا اور۔۔۔" رک کر اسے دیکھا "اس انسان سے دور رہیں معطر "

"کیوں؟ "

وہ چونکی

"وہ اسلاموفوبیا کا شکار ہے، اگر وہ مسلمانوں کو صحیح نہیں سمجھتا تو آپ کو محتاط رہنا چاہئے "

"ایسی بات نہیں ہے، وہ صرف مسلم ممالک کی پالیسیز کے خلاف ہے "

"اس کے انداز سے ایسا نہیں لگ رہا، آپ یہاں نئی ہیں، میں چار سال سے یہاں ہوں، برطانیہ کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں، یہاں اسلاموفوبیا دن بدن بڑھ رہا ہے، ممکن ہے یہ شخص جیسا دکھتا ہے ویسا نا ہو، بعض لوگ اپنے ٹارگٹ کو مخصوص طریقوں سے نقصان پہنچاتے ہیں، احتیاط کریں "

اس کی ریڑھ کی ہڈی میں پل بھر سنسناہٹ دوڑ گئی، شاید وہ ٹھیک کہہ رہا تھا، اسے ایرک سے دور ہی رہنا چاہئے

"میں چلتا ہوں "

وہ موبائل اٹھاتا اٹھ رہا تھا

"آپ ٹھیک ہیں سنان ؟ "

"مجھے کیا ہونا ہے ؟ "

"آپ عجیب طرح سے بی ہیو کر رہے ہیں۔۔ پتا نہیں شاید مجھے لگ رہا ہو "

سنان لمحہ بھر کو تھما پھر زبردستی مسکرایا

"ٹھیک ہوں، کام کی وجہ سے شاید تھکن ہو گئی ہے، پھر ملاقات ہو گئی، خدا حافظ "

وہ آگے بڑھ گیا، مسکراہٹ غائب ہو گئی، پیچھے ٹھہری معطر کاؤنٹر پر گئی، پھر سے افسوس ہونے لگا، ان دونوں کا پہلا تعارف کی غلط ہو گیا تھا، سر جھٹکتے اس کی نظر موبائل پر گئی تو وہاں کوئی میسج آیا ٹھہرا تھا، موبائل اٹھاتے واٹسپ کھولا تو دانیال کا میسج آیا ہوا تھا، اس نے کچھ دیر پہلے کہا تھا کہ وہ کچھ بتانا چاہتا ہے، کیا؟؟ یہ اس نے اب بتایا تھا اور جو بتایا تھا لمحہ بھر کو وہ اس کے ارد گرد کی ساری دنیا رک گیا، موبائل کاؤنٹر پر رکھتے اس کی پتھر آنکھیں سرخ پڑنے لگیں، سکرین پر سامنے میسج نظر آرہا تھا

"تیمور بھائی از لنگٹن جا رہے ہیں "

☆☆☆☆☆☆

"وہ کیوں آ رہا ہے یہاں ؟ "

"ہنی مون کے لئے ،وہ نئے سال کا فائر ورکس لندن میں دیکھنا چاہتے ہیں "

یہاں اس کی زندگی آگ میں جھونک کر وہ فائر ورکس دیکھنے آ رہا تھا؟

"یعنی از لنگٹن نہیں آئیں گے"

کچھ سکون ملا،از لنگٹن لندن کے شمالی حصے میں واقع تھا

"ممکن ہے از لنگٹن بھی جائیں "

"دو ماہ بعد ہنی مون کے لئے اسے لندن ہی ملا تھا؟ "

وہ جھنجھلائی

"پہلے پھپھو کی طبیعت خراب تھی، جب ٹھیک ہوئیں تو انہیں یاد آیا تیمور بھائی کو ہنی مون پر جانا ہے، انہیں یکدم لندن کی خوبصورتی کا احساس ہوا اور یہ بھی کہ وہاں معطر ہے تو تم دونوں کو گھما پھرا دے گی "

معطر کو اب یہی کام رہ گیا تھا؟ اس کا دل جل رہا تھا، دماغ کھول رہا تھا، بمشکل خود کو ٹکڑے ٹکڑے جمع کیا تھا، وہ آکر سب بکھیر دیتا، وہ آکر سب تباہ کر دیتا

"میں کیسے گھماؤں گی؟ میں از لنگٹن میں ہوں "

"اور از لنگٹن لندن میں ہے "

"تم ان سے کہو یہاں مت آئیں "

"میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟ "

"کچھ کرو دانیال، ان سے کہو یہاں مت آئیں، پوری دنیا ہے، پوری دنیا میں سینکڑوں ملک ہیں، سینکڑوں ملکوں میں ہزاروں شہر ہیں، ان ہزاروں شہروں میں سے تیمور حیدر کو ایک لندن کیوں یاد آیا؟ "

"صاف ظاہر ہے کیوں یاد آیا۔۔۔ وہ تمہیں دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ خوش ہیں، وہ خود کو دکھانا چاہتے ہیں کہ تم کتنی ناخوش ہو "

وہ خوش تھا تو خوش رہے، وہ ناخوش تھی تو اسے مزید ناخوش نہیں ہونا تھا، کال کاٹ کر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی، زندگی مزید مشکل ہو گئی، آسان تو پہلے بھی نہیں تھی ,اس کا دل کیا چند دن کے لئے ازلنگٹن سے چلی جائے، اسے یقین تھا اگر وہ دونوں لندن آتے تو پھر ازلنگٹن بھی لازما آتے، اور وہ تیمور کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اب ایرک کیان کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی، وہ اگلے دن کیفے کے باہر ٹھہرا تھا، وہ لمبا کوٹ پہنتی کچھ بے زاری سے اسے دیکھتی آگے بڑھ گئی، ازلنگٹن میں کل سے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی، ایرک کے ہاتھ میں چھاتا تھا

"تمہارا دوست اچھی بحث کرتا ہے، میرے پاس وقت ہوتا تو اس کی اچھی بحث کا جواب زیادہ اچھے سے دیتا "

وہ اس کے ساتھ چلنے لگا

"وہ میرا دوست نہیں ہے "

"اچھی بات ہے, تم نے ٹیٹنس شاٹ لگوایا تھا؟"

اس نے سر ہلا دیا، ایرک چھاتا کھولتا درمیان میں کر رہا تھا، بارش تیز ہو رہی تھی

"نئے سال کا فائر ورکس دیکھنے لندن آئی (London eye) چلو گی

؟ "

"نہیں "

"کیوں؟ "

"ٹکٹ نہیں ہے میرے پاس "

"میرے پاس دو لوگوں کے لئے ہے، دو میں سے ایک میں ہوں، دوسرا نہیں مل رہا، وہ دوسرا تم بن جاؤ "

"وہ دوسرا تم اپنے کسی دوست کو بنا لو "

"وہ اس قابل نہیں کہ میں ان پر اپنی رقم خرچ کروں، صاف صاف انکار مت کرو، میں اتنی فراخدلی کا مظاہرہ کم ہی کرتا ہوں "

"مجھے نہیں جانا ایرک "

اس کی آواز بے زار ہو گئی

"تم غالباً مجھ سے ناراض ہو؟اس کی وجہ اگر وہ بحث تھی تو میں دوبارہ سے بتادوں کہ میں سیاسی بحث پر ناراض نہیں ہوتااور میں تم سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں "

معطر یکدم رکی تو وہ بھی رک گیا

"تم آج بتا ہی دو کہ تمہیں آخر مسلمانوں سے مسئلہ کیا ہے ؟ "

"میں وضاحت کر دوں مجھے کوئ مسئلہ نہیں ہے، تم لوگ غلط سمجھتے ہو کہ میں مسلمانوں کو ناپسند کرتا ہوں، میرے یونیورسٹی فیلوز مسلمان ہیں اور وہ میرے دوست ہیں، میرے دو پرفیسر مسلمان ہیں اور میں انہیں پسند کرتا ہوں، تم بھی میرے جاننے والوں میں سے ہو اور میں تمہاری عزت کرتا ہوں، میں صرف یہ حقیقت بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمان ملکوں کو مظلوم بن کر یہ کہنے کی بجائے کہ مغربی طاقتیں انہیں آگے نہیں بڑھنے دے رہیں، انہیں بہادری سے یہ قبول کرنا چاہئے کہ وہ اپنی وجہ سے پیچھے ہیں، ان میں سے بہت سے ہیں جو شدت پسند ہیں، وہ اپنا امیج خراب کر رہے ہیں، بات اتنی سی ہے کہ ان بہت سوں نے باقی سب کو بھی مجرم بنا دیا ہے، بس، اتنی سی بات ہے "کاندھے اچکائے

وہ جانتی تھی کہ کچھ حد تک وہ ٹھیک تھا، مسلمانوں کے اندر شروع سے یہ سوچ بٹھادی گئی تھی کہ ان کی ناکامیوں کے پیچھے انگریزوں کا ہاتھ ہے کیونکہ وہ انہیں کامیاب ہوتا نہیں دیکھنا چاہتے، وہ سائنسی میدان میں، معاشی میدان میں پیچھے ہیں کیونکہ ان سب پر غیر مسلموں نے قبضہ جمار کھا ہے، ورنہ ایک وقت تھا جب وہ طاقتور تھے، دنیا پر ان کی حکمرانی تھی، اور اب اپنی ہر ناکامی کا الزام ڈالنے کے لئے ان کے پاس طاقتور غیر مسلم تھے، یہ سستی اور ناکامی تھی جسے قبول کرنے کے بجائے وہ اسے مغربی سازشوں کا نام دے دیتے تھے، لیکن وہ چاہتی تھی کہ ایرک یہ بات بھی سمجھ لے کہ یہ سب ایک حد تک سچ بھی تھا کہ مغربی طاقتیں مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہیں، وہ اسے فلسطین، سلطنت عثمانیہ، ہندوستان میں مسلمان حکومت کے زوال کی داستانیں سنانا چاہتی تھی، اندرونی حکومت کی کمزوری بجا لیکن ان سب میں زیادہ ہاتھ مغربی سامراج کا تھا، وہ اس سے یہ بھی پوچھنا چاہتی تھی کہ دنیا کا کوئی ایک مسلمان کچھ غلط کرے تو الزام سب مسلمانوں پر کیوں لگا دیا جاتا ہے؟، دنیا کا کوئی ایک غیر مسلم غلط کرے تو الزام صرف اسی پر کیوں لگتا ہے؟ مسلمانوں کے لئے دہرا معیار کیوں تھا؟

صرف چند وجوہات کی بنا پر وہ لوگ مسلمانوں کو دہشت گرد بنا رہے تھے اور وہ ایرک سے دنیا کے ان تمام ممالک کا پوچھنا چاہتی تھی جہاں مسلمانوں پر کھلے عام زیادتیاں ہو رہی تھیں، کیا وہ دہشت گردی نہیں تھی؟ لیکن فلوقت اس کے اندر بحث کرنے کی ہمت نہیں تھی، سر جھکتے وہ آگے بڑھنے لگی

"اب یہ بتاؤ کیا تم واقعی مجھ سے ناراض ہو؟ "

"نہیں ہوں۔۔۔۔ "

"کسی بات پر پریشان ہو؟ "

"نہیں "

"پھر اگر تم چاہو تو میں تمہیں لفٹ دے سکتا ہوں"

"مجھے نہیں چاہئے لفٹ "

"یہ جملہ اتنا ہی کافی ہے، آگے میری شاہی سواری کی تعریف مت کرنا "

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟ "

وہ جھنجھلا گئی

"لندن آئی چلو گی؟ فلوقت یہی مسئلہ ہے "

"مجھے نہیں جانا۔۔۔ "

"تم زندگی بھر پچھتاؤ گی اگر انگلینڈ میں آکر تم نے نئے سال کا جشن نہیں دیکھا تھا، تم جانتی ہو لندن آئی کی آتش بازی پوری دنیا اپنے گھر بیٹھ کر دیکھتی ہے، واٹر لو برج (wateloo bridge) پر کھڑے ہو کر دنیا کا خوبصورت ترین منظر دیکھا جاتا ہے، اگر تمہیں یہ موقع مل رہا ہے تو خود کو خوش قسمت سمجھو "

اس کی بلا سے پوری دنیا لندن آکر دیکھے وہ ان خوش قسمت لوگوں میں سے نہیں بننا چاہتی تھی

"پھر؟ "

وہ ابرو اچکائے پوچھنے لگا

"کیا پھر؟ "

"میں ہاں سمجھوں؟ "

"ناں سمجھو۔۔۔ "

"تم غلطی کرنے۔۔۔۔۔ "

"مجھ سے دور رہو ایرک "

وہ یکدم رکتی سختی سے کہہ گئ

"میں دو فٹ کے فاصلے پر ہوں "

"میں مزاق نہیں کر رہی "

"میں بھی نہیں کر رہا، تم چاہو تو فاصلہ ماپ سکتی ہو "

"میں سنجیدہ ہوں ایرک اور میں واقعی سنجیدہ ہوں، مجھ سے دور رہو، کیفے آؤ تو مجھ سے مت ملا کرو، باہر ہو تو میرے ساتھ مت چلا کرو، ساتھ چلو تو اجنبی بن جایا کرو "

ایرک کا چہرہ پہلی بار کچھ سنجیدہ ہوا

"تم شاید واقعی ناراض ہو گئ ہو، ٹھیک ہے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں، ہم آئندہ سیاست پر بحث نہیں کریں گے "

"وہ مذہب کا معاملہ ہے، اور نہیں میں اس وجہ سے نہیں کہہ رہی، بہتر ہے مجھ سے فاصلے پر رہو، یوں کرو بھول جاؤ کہ تم کبھی لاہور کی کسی معطر صبا سے ملے تھے "

ایرک کے چہرے پر الجھن ابھری

"تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟ "

"کیونکہ مجھے احساس ہوا کہ میں تمہیں نہیں جانتی، میں اس شخص پر بھروسہ نہیں کرسکتی جو مجھے جاب سے نکلوا چکا ہے "

"جاب پر واپس بھی رکھوا چکا ہے "

"جس نے مجھے از لنگٹن کی گلیوں میں خوفزدہ کیا تھا "

"اور پھر معذرت بھی کی تھی "

"جس نے میرے ملک کے خلاف بات کی "

"وہ صرف رائے تھی "

"میرے مذہب کے خلاف۔۔۔ "

"وہ صرف صحافتی تجزیہ تھا، لیکن ٹھیک ہے ہم آئندہ اس پر بات نہیں کریں گے "

ایک ہاتھ اٹھا کر احتیاطاً کہا، دوسرے ہاتھ سے وہ چھاتا بلند کئے ہوئے تھا

"آئندہ کی نوبت نہیں آئے گی، میں مغربی معاشرے کے مرد پر بھروسہ نہیں کرسکتی "

"مجھ سے کس طرح کا خطرہ ہے تمہیں؟ "

"میں تم پر بھروسہ نہیں کرتی، کیا یہ کافی نہیں؟ تم اسی مغربی ملک سے ہو جہاں لڑکیوں کے ساتھ دوستی عام ہے، جہاں شراب عام ہے، میں کیسے بھروسہ کروں کہ کسی انجان راستے پر چلتے ہوئے تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے؟ "

وہ سختی سے کہہ رہی تھی، ایرک کے چہرے پر سرخی دوڑی

"مس معطر صبا، میں بھلے ہی آزاد معاشرے کا حصہ ہوں لیکن کم از کم اتنا گھٹیا نہیں ہوں کہ تمہارے ساتھ کچھ غلط کرنے کا سوچوں گا، اتنا برا ابھی نہیں ہوں کہ تمہارے ساتھ غلط کروں گا "

" اتنے ہی اچھے ہو تو مجھ سے دور رہو "

بارش تیز ہو رہی تھی، وہ برستی بارش میں اس پر چھاتا تانے ٹھہرا تھا، وہ خود آدھا بھیگ رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی کہ ایرک کیان اسے نقصان پہنچائے گا

"میں اتنا اچھا ہرگز نہیں ہوں کہ تمہاری بات مان لوں جبکہ تم میرے کردار پر بات کر رہی ہو "

اس کی آنکھوں میں کچھ سختی ابھری

"تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھو، سنان کہتا ہے تم مسلمانوں کو شدت پسند کہتے ہو حالانکہ تم خود زیادہ شدت پسند ہو، وہ ٹھیک کہتا ہے اس لئے بہتر ہے میں تم سے دور رہوں"

"تمہیں سنان نے مجھ سے دور رہنے کا کہا ہے؟"

اس کی آنکھوں میں یکدم اتنی بے یقینی ابھری کہ پل بھر کو وہ بھی تھم گئی

"وہ میرا بھلا چاہتا ہے"

"بہت خوب۔۔۔" اس کا لہجہ ضبط سے پر ہو گیا "تو یعنی اسے یہ بھلا مجھ سے دور رہنے کی صورت نظر آیا؟"

"وہ برطانیہ کو چار سال سے جانتا ہے، اس نے کہا ہے کہ یہاں مجھے محتاط رہنا چاہئے"

"واہ۔۔۔ یہاں آکر ہم دونوں برابر ہو گئے، اگر وہ مجھے یہ کہہ کر گیا تھا کہ میں چند مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے باقی سب کو جج کر رہا ہوں تو کیا وہ یہ کام نہیں کر رہا؟"

"دیکھو ایرک۔۔۔"

"مجھے صرف یہ بتاؤ، ان دو ڈیڑھ ماہ میں ایک بار بھی تمہیں لگا کہ میں تمہیں کسی بھی طرح کا نقصان پہنچاؤں گا؟ جاب اور اس مزاق کی بات مت کرنا وہ صرف شرارت تھی، کم از کم تم شرارت اور نقصان میں فرق سمجھتی ہو گی "

اس کے چہرے پر کچھ ٹوٹنے کی اذیت تھی، معطر لمحہ بھر کو بالکل چپ رہ گئ

"ایرک..... "

ایرک نے اس کی بات کاٹ دی

"تمہیں علم ہے معطر اس لمحے میں تم نے مجھے میری نظروں میں کتنا گرا دیا ہے ؟"اس کا لہجہ ،اس کی آنکھوں کا کرب، جیسے جو ٹوٹا تھا اس نے اندر تک زخمی کیا تھا"اگر میں ایسا انسان ہوں جیسا تم سمجھتی ہو تو پھر تمہیں واقعی مجھ سے دور رہنا چاہئے، بلکہ مجھے ہر انسان سے دور رہنا چاہئے، ٹھیک ہے میں آئندہ تمہیں تمہارے راستے میں نہیں ملوں گا، ملوں گا تو اجنبی بن کر ملوں گا "

بارش کی بوچھاڑ اس کے سر پر گر رہی تھی لیکن اس نے چھاتا اپنے اوپر نہیں کیا ،معطر خاموشی سے اسے دیکھتی رہی

"تم غلط سمجھ رہے ہو "

"میں وہ سمجھ رہا ہوں جو تم کہہ رہی ہو، تم طے کرو اور سوچو کیا کہہ رہی ہو" اس نے ایک زکام دہ سانس اندر کھینچی پھر چھاتا تھاما، ہاتھ اس کی طرف بڑھایا "آئندہ ایرک کیان تمہیں اپنے راستے میں نظر نہیں آئے گا "

سپاٹ ٹوٹا لہجہ، معطر نے چھاتا نہیں لیا، وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے لمبے کوٹ کی بڑی جیب میں وہ چھاتا اس کے ہاتھ کے ساتھ گھسایا، چھاتا کہنی پر ٹک کر ڈھلک گیا لیکن وہ اب بھی بارش سے محفوظ تھی، ایرک چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر واپس پلٹ گیا، وہ اسے جاتا دیکھتی رہی، بارش کے قطروں میں وہ دھندلا سا ہوتا جا رہا تھا، پھر وہ نقطہ بن گیا، اور چند لمحے بعد مکمل غائب ہو گیا، معطر کی آنکھوں سے آنسو پھسلا

وہ جانتی تھی اس نے ایرک کا دل دکھایا تھا، لیکن اسے اس دیس کے کسی باسی سے تعلق نہیں رکھنا تھا، اتنی بچی تو وہ بھی نہیں تھی کہ سنان کی باتوں میں آکر ایرک کو غلط سمجھتی، لیکن اسے اب سب سے دور رہنا چاہیے، ہاتھ باہر نکالتے ہوئے اس نے وہ چھاتا تھاما، کچھ عرصے بعد جب وہ پاکستان چلی جائے گی تو لاہور کی گلیوں میں کھیلتے بچوں کو بتائے گی کہ ازلنگٹن کی سرزمین پر اسے ایک ایرک

کیان بھی ملا تھا، جو سیٹی کی دھن بجا کر چلتا تھا، جس کے پاس کیمرہ تھا، جس کے کیمرے میں لاتعداد تصویریں تھیں، جن تصویروں سے اس کا ہر دوست ڈرتا تھا ،وہ انہیں از لنگٹن کے ایرک کیان کے قصے سنایا کرے گی اور وہ انہیں وہ چھاتا دکھائے گی ُجس کے سائے میں ٹھہر کر اس نے ایرک کیان کا دل توڑا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگر اس کا خیال تھا کہ وہ دونوں از لنگٹن پہنچنے کے بعد اس سے رابطہ نہیں کریں گے تو اس کا خیال غلط تھا، ایئرپورٹ سے اترنے کے بعد نازنین نے سب سے پہلی کال اسے کی

"تم ہمیں لینے نہیں آئیں؟ "

کھنکتا لہجہ ،ہشاش آواز

"مجھے آپ لوگوں کے آنے کا وقت نہیں معلوم تھا"

"تم پوچھ لیتیں "

اسے جیسے شوق تھا نا؟

"ضروری نہیں لگا "

نازنین ہنسی

"کب مل رہی ہو؟ "

"میں مصروف ہوتی ہوں "

"ہم ملنے آجائیں گے "

وہ ان دونوں کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی تھی، مسئلہ محبت نہیں تھا، مسئلہ کچھ اور بھی تھا، پاکستان میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ وہاں ایک کیفے اور اسٹور میں جاب کرتی ہے، اس کی بلا سے پورے خاندان کو پتا چل جاتا لیکن اس کے گھر میں کسی کو پتا نا چلے، اس نے دانیال تک کو بھی نہیں بتایا تھا

"آپ لوگ چند دن کے لئے آئے ہیں نازنین، انجوائے کریں، میرے ساتھ آپ کا وقت ضائع ہو گا "

سپاٹ سے انداز میں کہتے اس نے فون بند کر دیا، پاکستان میں صرف اس کے گھر والے جانتے تھے کہ وہ کہاں رہ رہی تھی، پاکستان میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں جاب کر رہی تھی، ٹھیک ہے سب ٹھیک رہے گا، وہ دونوں اسے نہیں ملیں گے، سب ٹھیک رہے گا، اس نے خود کو پر سکون کرنا چاہا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ واقعی یوں ہو گیا جیسے اسے جانتا تک نا ہو، کافی لینے آتا تو مایا سے کہہ دیتا، وہ اٹھا کر دے دیتی، اس کے راستے میں آنا بند کر دیا، اس کے ساتھ چلنا چھوڑ دیا، اس کے آس پاس نظر آنا بند کر دیا، اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا ہرٹ ہو جائے گا

"تم نے میری بات کو غلط سمجھا تھا "

وہ کیفے سے واپسی پر ایک دن اس کے سامنے رک گئ

"میں ایک بگڑے ہوئے معاشرے کا بگڑا ہوا انسان ہوں مادام، مجھ سے دور رہیں، ممکن ہے کہ میں آپ کو نقصان پہنچا دوں "

"اوہ اللہ، ایرک میں چاہتی تھی تم مجھ سے فاصلے پر رہو، تم نے میری بات کو صحیح سے نہیں سمجھا "

"تم ٹھیک کہہ رہی تھیں، کیونکہ میں ایک برا انسان ہوں تو بہت بہتر ہے کہ تم مجھ سے فاصلے پر ہی رہو "

میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم برے ہو "

"تم نے کہا تھا اور تم نے ٹھیک کہا تھا، بلکہ رکو میں تمہیں اپنے مطلق چند مزید بری باتیں بتاتا ہوں، کیونکہ میں برطانیہ کے آزاد معاشرے کا حصہ ہوں تو میں لڑکے لڑکی کے تعلقات کو برا نہیں سمجھتا، بلکہ تم فرض کرلو کہ میری بہت سی لڑکیوں کے ساتھ دوستی بھی ہے، میں شراب بھی پیتا ہوں، جوا بھی کھیلتا ہوں، انفیکٹ میں ایک دو بار مسلمانوں کے خلاف ہونے والے مظاہرے میں شرکت بھی کر چکا ہوں، تم دیکھو میں کتنا برا ہوں، تم ٹھیک کہتی ہو تمہیں مجھ سے فاصلے پر رہنا چاہئے"

وہ رکا، پھر سر پر پہنی کیپ اتاری، اپنے مخصوص انداز میں ایک ہاتھ سینے پر رکھا اور ایک ہاتھ کمر پر باندھے ایک قدم پیچھے لے جا کر ہلکا سا سر کو خم دیا

"اور میں بھول چکا کہ میں لاہور کی کسی معطر صبا کو جانتا ہوں "

اور وہ تیزی سے چلتا غائب ہو گیا، اسے مزید اکتاہٹ، بے زاری نے آن گھیرا

"ایرک کہاں ہے رائن؟ "

وہ اگلا پورا دن نظر نہیں آیا تو اس نے رائن سے پوچھ لیا، وہ ایرک کا دوست تھا اور وہی تھا جس کے ساتھ وہ اسے از لنگٹن کی گلیوں میں ڈرا چکا تھا

"بزی ہے "

"کہاں؟ "

"اس کی مام آئی ہوئی ہیں امریکہ سے،ان کے ساتھ "

وہ سر جھٹک کر رہ گئی،اس کی بلا سے وہ جہاں رہتا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ اسے دکھ نا پہنچا چکی ہوتی تو اسے واقعی فرق ناپڑتا

"تم دونوں کی کوئی لڑائی ہوئی ہے؟ "

"میری ایرک سے کیوں اور کس لئے لڑائی ہو گی؟ "

"ایرک کو بھی کوئی وجہ چاہئے لڑنے کے لئے؟،اس کا بس چلے تو پوری دنیا سے لڑنا شروع کردے "

"مجھے وجہ چاہئے ہوتی ہے،میں دل چاہنے پر پوری دنیا سے نہیں لڑ سکتی "

"تم دونوں کی واقعی لڑائی ہوئی ہے "

معطر کچھ اکتائی

"میری کوئی لڑائی نہیں ہوئی،میرا اس سے لڑائی والا تعلق ہی نہیں ہے،صرف دشمنی والا ہے،مجھے اچھے سے یاد ہے کہ یہ وہی ایرک ہے جس نے میری جاب

چھینی تھی، مجھے ڈرایا تھا، بلکہ تم بھی ساتھ تھے، اس لئے شکل گم کرواِدھر سے "

اسے یکدم رائن پر بھی غصہ آیا

"وہ صرف مزاق تھا، تمہیں ہمارا احسان مند ہونا چاہئے بجائے اس کے کہ ہم پر غصہ ہورہی ہو "

"کس بات پر احسان مند؟ مجھے ڈرایا دھمکایا اس پر مستزاد ویڈیو بنا کر پوری یونیورسٹی کو دکھائی، اس پر کیسا احسان مند؟ "

"کون سی ویڈیو؟ اسی ایک ویڈیو کی وجہ سے ہماری اچھے خاصے نمبر کٹ جائیں گے اگزیمز میں سے "

"کیا مطلب؟ "

وہ ٹھٹکی

"تمہیں بتایا نہیں ایرک نے؟ اس نے وہ ویڈیو ڈلیٹ کروادی تھی، اچھی خاصی ویڈیو تھی، یو نو بلکہ بیسٹ تھی۔۔۔ "

وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا لیکن اس کا ذہن وہیں تک رک گیا، ایرک نے وہ ویڈیو ڈلیٹ کروادی تھی؟ کیوں؟ اتنا مہربان کیوں ہو رہا تھا وہ اس پر؟ اور وہ سڑک پر ٹھہر کر اس سے کہہ آئی تھی کہ وہ اس سے دور رہے کیونکہ اسے لگتا ہے وہ اسے نقصان پہنچائے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فیملی گروپ کھولنے کی دیر تھی کہ یکدم میسجز کی بوچھاڑ آ گئی، موضوع گفتگو ایک ہی تھا

خاندان کے موسٹ پاپولر کپل کا دورہ لندن !

ہر ایک اسی بات کو ڈسکس کر رہا تھا، پتا نہیں کتنے میسجز تھے جو موجود تھے، وہ سب کو نظر انداز کرتی وہ ایک میسج ڈھونڈنے لگی جس پر کسی نے اسے مینشن کیا تھا اور واٹسپ کھولتے ہی اسے نوٹیفیکیشن مل گیا تھا، چچی، ان کی سولہ سالہ بیٹی، پڑوس والے رضا انکل کا بیٹا، ہر دوسرا بندہ گروپ میں ایڈ تھا، اسے سخت چڑ تھی یوں گھنٹوں کسی ایک مسئلے کو لے کر ساروں کا بحث میں پڑ جانا

"معطر سے کہاں ملاقات ہوئی ابھی تک "

میسج مل گیا، مینشن کرنے والی نازنین تھی، اوپر کسی نے پوچھا تھا کہ معطر سے ملاقات ہوئی یا نہیں، اور بس نیچے جیسے ایک ہی بحث چھڑ گئی، معطر صبا تیمور کا سامنا نہیں کرنا چاہتی، لاؤنج میں بیٹھے صوفے پر آلتی پالتی مارے بیٹھی معطر صبا کچھ ازیت سے وہ میسجز پڑھتی گئی، نیچے ہر ایک نے اپنی رائے دے رکھی تھی

وہ اب تک تیمور کو نہیں بھلا سکی

وہ اب بھی اسے پسند کرتی ہے

وہ اب بھی اسے یاد کرتی ہے

وہ اب بھی اس کی منتظر ہے

وہ اب بھی۔۔۔

وہ اب بھی۔۔۔۔

اس نے سر پیچھے ٹکا لیا، کتنا آسان تھا ان کے لئے یوں کہنا؟ کتنا آسان تھا ان کے لئے یہ سوچنا، سب کا خیال تھا وہ میسجز نہیں پڑھتی ہو گی، وہ نہیں پڑھتی تھی، آج

جانے کیوں پڑھ لئے تھے، گروپ میں تیمور بھی تھا، وہ جانتی تھی وہ بھی میسیجز نہیں پڑھتا تھا، شاید اس نے بھی آج پڑھے ہوں

"تم ملنے نہیں گئیں اپنے کزن سے؟ "

بانو آپا سوئیٹر پہنے سامنے والے صوفے پر آ بیٹھیں تو اس نے تھکے تھکے انداز میں سر اٹھایا

"میں مصروف تھی "

"کل سنڈے ہے "

"کل زیادہ مصروف ہوں "

وہ کچھ خاموش ہو گئیں، پھر سر جھٹکا

"پرسوں لندن آئی پر فائر ورکس ہے، میں نے ٹکٹ لی ہیں ہم دونوں کی، تم چل رہی ہو "

"آپا۔۔۔میں "

"خبر دار جو کوئی بہانہ کیا "

وہ گہری سانس لے کر رہ گئی

"مجھے اتنے ہجوم سے وحشت ہوتی ہے "

"کیونکہ تم نے خود کو تنہا کر لیا ہے، ٹھیک ہے میرے ساتھ تمہیں مزہ نہیں آئے گا تو اپنی کسی دوست کو بلا لو "

دوست؟ دوست کہاں تھے اس کے؟ اس اجنبی ملک میں وہ صرف ایرک اور سنان کو جانتی تھی، ایرک ناراض تھا اور سنان؟

اس نے واٹسپ پر سنان کے ساتھ چیٹ کھولی، دو دن سے وہ غائب تھا، اس کے میسج کو بھی نظرانداز کر رہا تھا، ایرک اور سنان یوں لگتا تھا جیسے اس کی زندگی سے یکدم ہی کہیں چلے گئے ہوں، بانو آپا اٹھ کر نماز پڑھنے جا رہی تھیں، اس نے کچھ سوچتے سنان کو کال ملائی

موبائل پر بیپ بجنے لگی، وہ سنتی رہی، چند لمحے سر کے اور کال ڈراپ ہو گئی، سنان فون نہیں اٹھا رہا تھا، وہ کچھ حیران ہوئی، دوبارہ کال ملانے کا سوچا لیکن پھر سوچ جھٹک دی

میز پر رکھی ٹرے اٹھاتے وہ اٹھنے ہی لگی تھی جب موبائل پر سنان کی کال آنے لگی

"السلام علیکم، آپ کی کال آئی تھی "

وہ مصروف سے انداز میں کہہ رہا تھا، جیسے جلدی میں ہو

"وعلیکم السلام، آپ بزی تھے تو اٹس اوکے "

"ہوں۔۔۔ لیکن دو منٹ آپ کو سن سکتا ہوں "

وہ چند لمحے کو خاموش ہو گئی

"میں اور بانو آپا کل لندن آئی پر جا رہے ہیں، آپ چلیں گے؟ "

دوسری طرف وہ کچھ دیر خاموش رہا

"میں مصروف ہوں "

"شام کو بھی؟ "

"جی۔۔۔ "

وہ مختصر بول رہا تھا، معطر کو سبکی سی ہوئی، شاید وہ واقعی مصروف تھا

"اوکے۔۔۔ میں کال رکھتی ہوں "

کھٹاک سے کال کاٹتے اس نے فضا میں بوجھل سانس خارج کی

لندن کا شہر یکدم اجنبی لگنے لگا تھا

دوسری طرف معطر کی کال بند ہونے پر بالکنی میں ٹھہرے سنان سعدی نے گہری سانس لیتے سر جھٹکا، وہ دو دن سے اسے نظرانداز کر رہا تھا، وہ دو دن سے خود کی حالت کو نظرانداز کر رہا تھا، وہ دو دن سے سرخ ڈائری کو نظرانداز کر رہا تھا وہ ڈائری جو سنان سعدی کے اعتراف کی منتظر تھی، وہ اعتراف جو اسے اب کبھی نہیں کرنا تھا

وہ کسی اور سے محبت کرتی تھی، اس کے دل میں کوئی اور تھا، تو اب اس کے پیچھے جانے کا کیا فائدہ؟ اچھا تھا کہ وہ پسندیدگی تھی، بہتر تھا کہ وہ پسندیدگی ہی رہتی، بہترین تھا کہ وہ پسندیدگی کو ہی بھول جاتا، اور کیا بھول جانا اتنا آسان تھا؟
ایک بار پھر گہری سانس لیتے اس نے دونوں ہاتھ ریلنگ پر رکھے، ٹھنڈک اندر تک اتر رہی تھی، وہ اس ٹھنڈک سے بے نیاز تھا، آگ اندر تک جل رہی تھی، وہ اس جلن سے بے نیاز نہیں رہ سکتا

اس لمحے اس نے طے کیا اسے اب پاکستان واپس چلے جانا چاہئے، وہ یہاں رہتا تو ازلنگٹن کی گلیوں میں وہ نظر آجاتی، وہ نظر آتی تو پسندیدگی سے محبت بن جاتی، پسندیدگی تھی تو یہ کیفیت تھی، محبت بن جاتی تو دل کا کیا حال ہوتا

کیا، مگر۔۔۔۔۔۔۔ابھی محبت بننا باقی تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دریائے ٹیمز پر واٹر لو برج (bridge waterloo) پر ٹھہری تھی، اکتائے انداز میں ارد گرد دیکھتی ہوئ، لوگ تھے کہ سمندر امڈ آیا تھا، گویا پوری دنیا دریائے ٹیمز پر آتش بازی دیکھنے آگئ تھی، پتا نہیں یہ لوگ اتنی سردی میں باہر کیسے نکل آتے تھے، ایک وہ تھی سوئیٹر پر کوٹ پہن رکھا تھا، دستانے بھی تھے، سر پر سفید اونی ٹوپی اور پھر بھی وہ کانپ رہی تھی

"اگر تم یہ فائر ورکس نا دیکھتیں تو ساری زندگی پچھتاتیں "

بانو آپا کی آواز پاس سے ابھری تو اس نے رخ ان کی طرف موڑا

"اللہ کرے یہ فائر ورکس دیکھنے کے بعد میں ساری زندگی نا پچھتاؤں"

وہ صرف سوچ کر رہ گی کہا تو بس اتنا

"شکریہ بانو آپا آپ نے مجھے ساری زندگی کے پچھتاوے سے بچا لیا "

"تم پاکستان جاؤ تو سب کو بتانا کہ تم دنیا بھر میں براہ راست ٹی وی پر دکھایا جانے والا فائر ورکس براہ راست آنکھوں سے دیکھ کر آرہی ہو "

"آپ کو تو انگریز ناپسند نہیں تھے؟"

"انگریز جس ملک میں رہتے ہیں وہ تو اللہ نے بنایا ہے نا؟"

اس نے رخ موڑ کر ٹائم دیکھا، بیس منٹ رہتے تھے پھر دنیا براہ راست لندن آئی پر آتش بازی کا مظاہرہ دیکھتی، عجیب مخلوق تھے انگریز، جب دیکھو بچت کا راگ الاپتے تھے اور اتنی فضول خرچی؟ اسے فضول خرچی نا لگتی اگر بانو آپا کے علاوہ کسی کے ساتھ آتی، نظریں یوں ہی ارد گرد گئیں، جانے ایرک آیا تھا یا نہیں، جانے وہ اسی برج پر تھا یا نہیں؟

"تم ویڈیو کیوں نہیں بنا رہیں؟"

"پندرہ منٹ رہتے ہیں ابھی آپا"

"بہانہ مت بناؤ، موبائل نکالو اور ابھی سے ریکارڈ کرو"

اس نے سر ہلاتے موبائل نکال کر کمرہ فوکس کیا، کل سے عون اور مبشرہ کے میسج آرہے تھے کہ وہ فائزور کس کی ویڈیو بنا کر انہیں ضرور بھیجے، پتا نہیں پوری دنیا کیوں اس منظر کی دیوانی تھی، ایک وہ تھی جسے اکتاہٹ ہوتی تھی، تیمور ٹھیک ہی کہتا تھا اس کے اندر کوئی بزرگ روح تھی

تیمور حیدر۔۔۔جانے کیوں وہ ہر وقت یاد آجاتا تھا جانے کیوں وہ اس وقت یاد آیا تھا

جانے کیوں وہ اس لمحے نظر آیا تھا
اس کا موبائل تھامے ہاتھ نیچے آگرا
وہ سامنے سے آرہا تھا، ایک ہاتھ میں نازنین کا ہاتھ تھامے دوسرا ہاتھ جیب میں تھا، سیاہ لمبا کوٹ پہنے، تیمور حیدر بالآخر دو ماہ بعد اس کے سامنے تھا، مگر وہ اکیلا نہیں تھا

"کیسی ہو معطر؟"

نازنین آگے بڑھتی اسے گلے لگا رہی تھی، اس کی نظریں پیچھے تھیں، پیچھے والے کی نظریں اس پر تھیں، دو ماہ بعد!

"تم لندن آکر کچھ مغرور ہو گئی ہو، ملنے تک نہیں آئیں"

وہ نہیں جانا چاہتی تھی، وہ جانتی تھی جس لمحے اس نے تیمور کو دیکھا دل کا وہی حال ہوتا جو اس لمحے ہوا تھا، آنکھیں بند کرتے وہ گہری سانس لیتی نازنین سے الگ ہوئی

"میں نے بتایا تھا میں مصروف ہوتی ہوں "

"اپنوں کے لئے وقت نکال لینا چاہئے، اتنی بھی کیا مصروفیت ؟ "

اپنوں کے لئے ؟ وہ اپنا رہا ہی کہاں تھا؟

"کیا تم میرا تعارف نہیں کرواؤ گی ؟ "

اس نے گلے میں اٹکتے آنسو دھکیلتے بانو آپا کو دیکھا پھر مسکرانے کی کوشش کی

"یہ بانو آپا ہیں، میں ان کے گھر پے انگ گیسٹ کے طور پر رہ رہی ہوں، اور بانو آپا یہ نازنین ہے، میری کزن سمجھ لیں "

"اور میں تیمور حیدر ہوں، سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں حقیقتاً معطر کا کزن ہو "

سامنے ٹھہرا شخص مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا، وہ جانتی تھی وہ مسکراہٹ کھوکھلی تھی

"یہ نازنین کے شوہر ہیں "

اس نے سپاٹ تاثرات کے ساتھ بتایا، جیسے ایک یہی حوالہ تھا جو باقی رہ گیا تھا

"اچھا اچھا، یہی ہیں وہ جو لاہور سے آئے ہیں ؟ "

"جی۔۔"

"کسی دن گھر آؤ تم دونوں"

اس کی نظر بے ساختہ تیمور پر گئی، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

"نہیں۔۔۔ ایکچولی ہم۔۔۔۔"

نازنین منع کرنے لگی تھی جب تیمور نے اس کی بات کاٹ دی

"خوش قسمتی سے ہم معطر کی طرح مصروف نہیں ہیں، تو ضرور آئیں گے"

اس نے ضبط سے آنکھیں بند کیں، بانو آپا اس انسان سے جڑی کوئی کہانی نہیں جانتی تھیں، برا تھا جو نہیں جانتی تھیں

"تیمور کہہ رہے ہیں تو ضرور"

نازنین نے جبراً مسکراتے تائید کی، بانو آپا سر ہلاتے اپنا موبائل نکال رہی تھیں، فائر ورکس شروع ہونے لگا تھا تو وہ دونوں مڑ گئے، بانو آپا بھی موبائل تھامے آگے بڑھ گئیں، اسے نا فائر ورکس میں دلچسپی تھی نا کسی اور شے میں، پیچھے ہٹتے اس نے برج کی دیوار سے ٹیک لگا لی، اذیت سی اذیت گھر گئی، اسے لگا تھا اس نے تیمور حیدر سے خود کو آزاد کر لیا ہے، اسے غلط لگتا تھا، اسے لگتا تھا وہ اب محبت

نہیں رہا تھا، یہ بھی وہم تھا، وہ سوچتی تھی اگر وہ کبھی سامنے آیا تو نگاہیں پھیر لے گی، اجنبی بن جائے گی، وہ شخص اجنبی بننے ہی نہیں دیتا تھا

"لندن آنے کے بعد اور زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو "

سرگوشی قریب سے ہی ابھری تھی، بالکل قریب سے، اس نے جھٹکے سے رخ موڑا، وہ اس کے ساتھ ٹھہرا تھا، اس کے انداز میں پیچھے سے ٹیک لگائے، جیبوں میں ہاتھ ڈالے، اسے دیکھتا ہوا

"حد میں رہو تیمور "

اس نے کچھ سختی سے کہنا چاہا

"اور ظالم بھی۔۔۔ "

آواز اب بھی سرگوشی میں تھی

"جاؤ یہاں سے "

"اجنبی بھی۔۔۔ "

وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا، وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی، ارد گرد کا ہر منظر غائب ہو گیا، صرف وہ دونوں باقی رہ گئے، وہ جو کچھ نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا ،وہ جو سختی سے اسے دیکھ رہی تھی

"اور تم اب بھی ویسے ہو "

سختی کا خول چٹخنے لگا، وہ وہی معطر صبا بن گئی جس نے تیمور حیدر سے محبت کی تھی

"کیسا؟ "

"بے حس۔۔۔۔ "

"ہمیشہ سے۔۔۔ "

"خود پسند "...

"ہمیشہ کے لئے۔۔۔ "سر کو خم دیا

"بے وفا "

تیمور کے لبوں کے کونے پہ مسکراہٹ ابھری

ایک دم سے زور کی آواز آئی اور آسمان روشن ہو گیا، نیا سال شروع ہو چکا تھا، گھنٹیاں بج گئی تھیں، ان کے بالکل سامنے کسی نے ڈھیروں رنگ چھوڑ دیئے تھے

،رنگی برنگی روشنیاں آسمان میں بکھری تھیں،ارد گرد کا ہجوم چیخیں مار رہا تھا،وہ دونوں اس منظر سے بے نیاز تھے

"جسے قدر کرنا نہیں آتی،جو صرف خود کو عزیز رکھتا ہے۔۔۔یہ نہیں کہو گی ؟ "

"وہ بھی ہے "

"کبھی تم یہ تعریف کے طور پر کہا کرتی تھیں "

"آج تعریف نہیں تھی "

"جانتا ہوں "

تیمور نے رخ سامنے کی طرف کیا،ڈھیروں آگ کی طرح لگتے سرخ رنگ،اس نے سامنے نہیں دیکھا تھا،وہ ان رنگوں کو تیمور کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی،چند لمحے وہ خاموشی سے سامنے دیکھتا رہا پھر دھیرے سے بولا

"میں تمہیں یاد کرتا ہوں معطر "

کسی نے دل کو زور سے بھینچا تھا،وہ سامنے دیکھتا کہہ رہا تھا،آنکھوں میں اب صرف آتش بازی کا سرخ رنگ نہیں تھا

"میں وہ سرخ پھول یاد کرتا ہوں جو میں تمہیں بھیجا کرتا تھا، وہ خط جو تم مجھے بھیجا کرتی تھیں، وہ محبت کے رنگ جو ہم دونوں ایک دوسرے کو بھیجا کرتے تھے" رخ موڑ کر اسے دیکھا، وہ ضبط سے پر آنکھیں اسی پر رکھے ہوئے تھی "کیا تم مجھے یاد کرتی ہو؟"

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہئے تھا تیمور"

"یہاں آنا میرا انتخاب تھا، دنیا میں سینکڑوں ملک میں سے میں نے برطانیہ چنا، برطانیہ کے سینکڑوں شہروں میں سے لندن چنا۔۔" وہ اس کے پاس سے ہٹتا سامنے آگیا، آتش بازی کا ہر رنگ معطر صبا کی آنکھوں کا حصہ بن گیا

"کیوں؟"

"کیونکہ میں تمہیں دیکھنا چاہتا تھا"

اس کی آنکھوں میں کسی نے رنگوں کے ساتھ مرچیں بھر دیں، پیچھے اب بھی رنگ جل رہے تھے، گویا آج برطانیہ ہر کسی کو اپنا آسمان دکھانا چاہتا تھا

"اور میں تمہیں نہیں دیکھنا چاہتی"

تیمور حیدر کی انکھوں میں لمحہ بھر کو کرب اترا، پھر اس نے سر کو خم دیا

"جانتا ہوں "

"پھر کیوں آئے ہو؟ "

"کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے نا بھلا سکو، میں چاہتا ہوں تم مجھے ساری زندگی یاد رکھو "

اس نے خواہش کی کہ وہ شخص اس کے سامنے سے ہٹ جائے، اس نے خواہش کی وہ اس شخص کے سامنے سے غائب ہو جائے

"یہ محبت نہیں ہے "

"شاید۔۔۔شاید یہ پاگل پن ہے، انا ہے، جانے کیا ہے، مگر۔۔۔" وہ ہلکا سا اس کی طرف جھکا "میں چاہتا ہوں تم مجھے کبھی نا بھولو، مجھے یہ خیال مار دیتا ہے کہ تم مجھے بھول جاؤ گی، میں ہمیشہ تمہارے خیالوں میں رہنا چاہتا ہوں معطر "

اس کے حلق میں آنسو اٹکے

"تم خود غرض ہو تیمور، تم نے ہر شے برباد کر دی "

"مجھے افسوس ہے، تم سے زیادہ ہے، میں نے طے کیا تھا کہ شادی کے بعد ہم دونوں یہاں آئیں گے، اسی جگہ ایک دوسرے کے ساتھ ٹھہر کر یہی منظر

دیکھیں گے، میں نے یہ منظر سوچا تھا معطر، اس طرح نہیں سوچا تھا لیکن سوچا تھا

، ہم دونوں کے ساتھ کتنا غلط ہوا نا؟ "

اس کا گلا درد کرنے لگا، آتش بازی روک دی گئی تھی، تیمور اب بھی اس کے

سامنے ٹھہرا تھا

"تم نے یہاں آکر غلط کیا ہے "

" یہ بھی جانتا ہوں، اگلے چند دن تم میرے لئے روتی رہو گی، یہ بھی جانتا ہوں،

اگلے چند دن میں تمہاری یاد میں نازنین کو فراموش کردوں گا یہ بھی جانتا ہوں

"

وہ قد میں اس سے لمبا تھا، دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے سامنے ٹھہرا تھا،

رک کر لب کاٹا پھر سر جھٹکتے اسے دیکھا" مجھ سے ملنے آسکتی ہو کل؟ "

جو حلق میں اٹکا تھا وہ آنکھوں سے بہہ نکلا

"میں نہیں آؤں گی "

"پلیز "....

"مجھ سے دور رہو تیمور "

"ممکن نہیں "

وہ ایرک نہیں تھا کہ وہ ایک بار کہتی تو وہ سامنے آنا چھوڑ دیتا

"میرے لئے مشکل کھڑی مت کرو "

"اگر میرا یہاں آنا تمہارے لئے مشکل کھڑی کرتا ہے تو اس بات پر راضی ہوں "

وہ سنان بھی نہیں تھا جو اس کے لئے حل ڈھونڈا کرتا تھا

"چلے جاؤ یہاں سے پلیز "

"میں تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔ لندن میں ہم دونوں کی ایک آخری ملاقات، تم ضد کہو یا جو بھی، تم آؤ گی، میں جانتا ہوں تم آؤ گی "

وہ تیمور حیدر تھا، اسے گمان تھا کہ وہ دنیا تسخیر کر سکتا ہے، اسے یقین تھا معطر صبا اسی دنیا میں آتی ہے، جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ پیچھے کو ہوا، پھر مڑ گیا، اس کی بیوی یہیں کہیں تھی، اسے اپنی بیوی کے پاس جانا تھا، اس کے ساتھ وہاں چند تصویریں لینی تھیں پھر سب کو دکھانا تھا وہ کتنا خوش تھا، وہ دہرے معیار کے ساتھ جی رہا تھا، اور وہ خوش تھا

وہ صرف ایک معیار کے ساتھ زندہ تھی اور وہ کتنی ناخوش تھی۔۔۔اس کا ہاتھ سینے پر گیا، اندر گھٹن ہو رہی تھی، پھر وہ ڈگمگاتے قدموں سے ساتھ آگے چلنے لگی ، نیچے دریا تھا، نیچے کی طرف جاتے وہ وہاں سے دور ہٹتی گئی پھر ایک جگہ رکی، ہاتھ مضبوط دیوار پر رکھ لیا، ضبط ختم ہو گیا، وہ سینے پر ہاتھ رکھے گھٹ گھٹ کر روئے گئی

کیوں ؟ یہ ہونا ضروری تھا؟ وہ کیوں نہیں ملا تھا؟ نا ملنا مقدر تھا تو وہ یہاں کیوں آیا تھا؟ اسے نہیں آنا چاہئے تھا، وہ بھولنے لگی تھی کہ کوئی تیمور حیدر بھی تھا، وہ بھولنے لگی تھی کوئی معطر صبا بھی تھی جو تیمور حیدر سے محبت کرتی تھی، اسے سب بھولنے لگا تھا، پھر وہ واپس کیوں آیا تھا؟، اس کا سینہ درد کرنے لگا یوں جیسے اب دھڑکن رک جائے گی، اس کا دل کیا وہ کسی کو سامنے بٹھا کر بتائے وہ کس قدر اذیت میں تھی، لیکن وہاں کوئی نہیں تھا، نا ایرک نا سنان، وہ دونوں اسے تنہا چھوڑ گئے تھے یا شاید اس نے خود ہی سب کو تنہا چھوڑ دیا تھا

"معطر۔۔۔ "

دور سے کسی نے بلایا، وہ وہیں کھڑی رہی، ارد گرد سے سب گزرتے گئے، کچھ اچھنبے سے اسے دیکھتے ہوئے کچھ ترس سے

"معطر۔۔۔ "

وہ بانو آپا تھیں، اس نے جھٹکے سے آنسو صاف کیئے، گہری سانس لی، خود کو پرسکون کرنا چاہا

"معطر۔۔۔۔" وہ ہانپتی کانپتی اس کے پاس آئیں "کہاں چلی گئ تھیں؟ اوہ اللہ میں ڈر گئ تھی "

"یہیں تھی آپا، وہاں وحشت ہو رہی تھی "

"آواز کو کیا ہوا ہے؟ "

"سردی۔۔۔۔ سردی ہے تو "

وہ مزید نا کہہ سکی، وہ جس حصے میں تھی وہاں اندھیرا تھا تو وہ اس کی سوجی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی تھیں

"ہاں۔۔ سردی تو ہے، چلو چلتے ہیں "

اس کا ہاتھ تھاما، اسے اسی سہارے کی ضرورت تھی، ورنہ شاید گر جاتی، بانو آپا ساتھ چلتی کچھ کہہ رہی تھیں، وہ ساتھ چلتی غور سے سننے کی کوشش کر رہی تھی، اسے پیچھے آتی آواز سے پیچھا چھڑانا تھا، وہ آواز جو کانوں میں گونج رہی تھی، ذہن میں گونج رہی تھی، دل میں بھی

"میں تمہیں یاد کرتا ہوں معطر "!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆لا

اگر وہ سوچتا تھا کہ وہ پوری دنیا تسخیر کر سکتا ہے اور معطر صبا اسی دنیا کا حصہ ہے تو وہ غلط سوچتا تھا، جس دنیا میں تیمور حیدر اب رہ رہا تھا وہ دنیا معطر صبا کب کی چھوڑ چکی تھی، اس نے اگلے دن اپنے دوسرے نمبر سے ایک ایڈریس بھیجا، ساتھ فقط ایک پیغام

"میں تمہارا انتظار کروں گا "

اس نے دیکھ کر نظرانداز کر دیا، تیمور حیدر کا سامنا اس کے دل کو منظور نہیں تھا، آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے خود کو کئی بار بتایا کہ وہ کمزور نہیں پڑے گی، وہ اسے از لنگٹن کی سڑکوں پر نظر نہیں آئے گا، آیا تو وہ اس کے سامنے نہیں رکے گی، نا اس کی بات سنے گی، سن لی تو یقین نہیں کرے گی، وہ میٹھے بول بولے گا تو وہ نظرانداز کر دے گی، وہ کہے گا کہ وہ اسے یاد کرتا ہے تو وہ ان سنا کر دے گی، اگر وہ پاکستان سے اکیلے ایک اجنبی ملک میں آسکتی تھی تو وہ اجنبی ملک میں آنے والے شخص کو بھی نظرانداز کر سکتی تھی

وہ ایسا ہی کرے گی اب، ٹھیک ہے، طے ہوا

پر جو طے کیا جائے وہ کہاں ہوتا ہے؟

وہ اگلے دن کوزی مگ سے تیزی سے اسٹیشن کی طرف جا رہی تھی جب راستے میں کسی چیز سے لڑکھڑا کر گرنے لگی پھر بمشکل خود کو سنبھالا، ایک تو ان انگریزوں نے ہر دوسری جگہ ڈسٹبن لگا رکھے تھے اور وہ پاکستانی ہر دوسری جگہ گر جاتی تھی، پاؤں کو پکڑے وہ ساتھ رکھے بینچ پر بیٹھی، جوتا ٹوٹ گیا تھا، اسے اکتاہٹ ہوئی، اب وہ ٹوٹے جوتے کے ساتھ از لنگٹن کی سڑکوں پر چلے گی؟ سر

اٹھا کر اوپر دیکھا، آج موسم نسبتاً بہتر تھا، سورج بالکل سامنے چمک رہا تھا، اس نے جوتا اٹھا کر دیکھنا چاہا کہ شاید بن جائے، ایک سٹریپ ٹوٹ گئی تھی، اب نیا جوتا لینا پڑے گا، لیکن یہاں کوئی جوتوں کی مارکیٹ نہیں تھی، وہ کچھ فاصلے پر تھی اور اسے وہاں تک پیدل جانا پڑتا

"اور پہنو سردیوں میں بھی یہ سینڈل اور چپلیں "

خود کو کوسا

"میں تمہارا انتظار کر رہا تھا "

بالکل سامنے سے کسی کی آواز آئی، اس نے دھیرے سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا، سرد موسم کے سورج کو سورج کے سامنے آنے والے نے چھپا لیا تھا، وہ جو گرمیوں کا سورج بن گیا تھا تپش زدہ، حبس زدہ

معطر نے سر جھکا کر ایک بار پھر جوتے کو دیکھا پھر پاؤں کو، اسی پاؤں پر کچھ دن پہلے ایرک کی وجہ سے چوٹ لگی تھی

"تم مجھے اگنور کر رہی ہو؟ "

"ہاں۔۔۔۔ "

تیمور کے چہرے پر سرخی دوڑی

"لندن آکر۔۔۔ "

"میں لندن آکر بدل گئی ہوں تیمور، میں لندن آکر مغرور ہو گئی ہوں، میں لندن آکر تمہیں بھول گئی ہوں "

وہ ٹوٹا جوتا لیتی اٹھ کھڑی ہوئی، چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا، تیمور چند لمحے اسے دیکھتا رہا

"اور میرا کیا معطر؟ میرے دل کا کیا؟ "

"اپنے دل سے متعلق کوئی الزام مجھ پر مت ڈالو، تم شادی کر چکے ہو، آگے بھی بڑھ چکے ہو، میرا دل اب تک وہیں ہے، لیکن آگے میں بھی بڑھ چکی ہوں "

وہ ٹوٹا جوتا اٹھاتی دوبارہ سے جانے لگی جب پشت پر اس کی آواز ابھری

"وہ میری پسند نہیں تھی۔۔۔" وہ رک گئی، جوتے پر گرفت مضبوط ہو گئی، تیمور چلتا ہوا اس کے سامنے آرہا تھا، آنکھیں سرخ تھیں "نازنین میری پسند نہیں تھی، میری پسند تم ہو معطر "

ہو؟ وہ "ہو" کہہ رہا تھا؟

"ان سب باتوں کا وقت گزر چکا "

" گزرے وقت میں میرا دل ٹھہر گیا ہے، میں نے کہا تھا میں آگے بڑھ جاؤں گا

، میں آگے بڑھ گیا، میرا دل وہیں کہیں رہ گیا، کسی سرخ گلاب میں، کسی چھت کی

منڈیر پر، میں تمہیں نہیں بھلا پا رہا معطر "

وہ چاہتا کیا تھا؟ اب ان سب باتوں کا کیا فائدہ؟

" یہ الفاظ تمہیں اپنے بیوی کے لئے بولنے چاہئیں, میرے راستے سے ہٹ

جاؤ "

وہ سختی سے کہتی جانے لگی جب وہ ایک بار پھر بولا

" مجھے ایک موقع دے سکتی ہو؟ "

وہ دھیرے سے پلٹی

" کیسا موقع؟ "

تیمور کچھ دیر اسے دیکھتا رہا

" ایک موقع اور؟ ہم نے جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کر لیتے ہیں "

اور اس لمحے کسی نے اس کی ذات کے پرخچے اڑائے تھے، اس کا چہرہ دھواں دھواں ہوا، گال اہانت سے تپ اٹھے

"تم جانتے بھی کیا کہہ رہے ہو؟ "

"جانتا ہوں۔۔۔میں یہ بھی جان گیا ہوں کہ میں آج بھی تم سے پہلے دن جتنی محبت کرتا ہوں، یہ بھی کہ تم آج بھی مجھ سے آخری دن جتنی محبت کرتی ہو، میری محبت تمہاری محبت سے ایک موقع اور چاہتی ہے معطر "

اتنی بڑی بات وہ اتنی آسانی سے کہہ گیا تھا؟ اس قدر آسانی سے؟

"میری نظروں سے دور ہو جاؤ تیمور "

وہ دباد باغرائی

"میرے ساتھ یہ مت کرو معطر "

"اور تم اپنے ساتھ یہ مت کرو، خود کو میری نظر میں مت گراؤ "

"ہم سب ٹھیک کر لیں گے، ایک موقع پلیز "

"تم ہوش میں نہیں ہو "

آواز کانپ گئی

"میں جانتا ہوں میں کیا کہہ رہا ہوں "

"لیکن تم یہ نہیں جانتے کہ تمہارے کہے گئے الفاظ کی کتنی بڑی قیمت ہے "

"صرف ایک بار سوچو معطر، ٹھنڈے ذہن سے، میں کچھ غلط تو نہیں کہہ رہا، میں کچھ غلط تو نہیں چاہ رہا۔ "

وہ چند لمحے اسے غصے سے دیکھتی رہی پھر دو قدم چل کر اس کے سامنے آئی

"ٹھیک ہے، فرض کرتے ہیں میں دے رہی ہوں موقع، کیسے ٹھیک کرو گے سب؟ "

تیمور کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ ابھری، یوں جیسے وہ جانتا تھا کہ یہی کہے گی

"ہم شادی کر لیں گے "

"اور نازنین؟ "

"نازنین کیا؟ "

"اسے چھوڑ دو گے؟ "

وہ لمحہ بھر کو چپ رہ گیا

"چھوڑوں گا کیوں؟ "

"تم مجھے اپنی زندگی میں شامل ہونے کا کہہ رہے ہو، یعنی اس کی جگہ مجھے دینا چاہتے ہو "

"میں تمہیں تمہاری جگہ دینے کا کہہ رہا ہوں جو ہمیشہ سے تمہاری تھی "

"وہاں اب نازنین ہے "

"وہاں اب بھی کوئی نہیں ہے "

"مجھے الجھاؤ مت تیمور حیدر، بتاؤ کہ نازنین کا کیا؟ طلاق دے دو گے اسے؟ "

طلاق؟ تیمور حیدر کی ہستی اس لفظ پر الجھ گئی

"طلاق کیوں دوں گا؟ "

"تو تم مجھے دوسری عورت بننے کا کہہ رہے ہو؟ "

وہ زخمی سا مسکرائی

"نہیں۔۔۔ میں "

معطر نے اس کی بات کاٹ دی

"تم یہی کہہ رہے ہو۔۔۔تو سنو پھر۔۔۔میں مرنا پسند کروں گی لیکن کسی مرد کی زندگی میں دوسری عورت نہیں بنوں گی، میں مرنا پسند کروں گی لیکن کسی پہلی عورت کا گھر برباد نہیں کروں گی، معطر صبا اتنی بھی سستی نہیں ہے تیمور حیدر کہ تم محبت کے دو بول سے اسے خرید لو جب کہ تم نفرت کے کئی بول پہلے ہی بول چکے ہو "

چبا چبا کر کہتے اس کے چہرے پر سختی مزید بڑھ گئی، وہ اسے سمجھ کیا رہا تھا؟

"تو پھر کیا کرو گی؟ خاندان میں ہر ایک جانتا ہے کہ میں نے تمہیں چھوڑا ہے، کون اپنائے گا تمہیں،؟ چھوڑی ہوئی عورت نا قابل قبول ہوتی ہے، تم سمجھ نہیں رہیں "

تلخی سے کہتے اس نے اختتام پر لہجہ نرم کرنا چاہا

"میں محبت میں محبت سے زیادہ وفا کی قائل ہوں، تم نے محبت کی اور وفا نا کر سکے، میں نے جو محبت کی اس پر پوری وفا سے قائم رہی، لیکن صرف اس دن تک تیمور جس دن میرے دل نے کسی اور کو یاد کر لیا، جس دن میرے دل کو کوئی اور شخص حفظ ہوا میں تمہیں بھول جاؤں گی، اور کوئی ہو گا۔۔۔کوئی تو ہو گا

جسے وفا نبھا آتی ہو گی، کوئی ہو گا جسے مخلص رہنا ہے تو صرف مجھ سے رہے، جو جگہ میری ہو وہ مجھے دے، وہ مجھے چھوڑ کر جانے والا نا ہو، پھر لوٹ کر یہ نا کہے کہ ایک موقع اور دے دو۔۔۔ میں اپنی زندگی میں ایسا مرد چاہتی ہوں اور اب تیمور حیدر تم وہ مرد نہیں ہو "

اس نے بمشکل ڈھیروں آنسو ضبط کر لئے، آج نہیں، آج نہیں رونا تھا، اب تو بالکل نہیں

"تو پھر کون ہے وہ مرد معطر صبا؟ "

اس کے چہرے کی نرمی لمحے میں غائب ہوئی تھی، نا اپنی تذلیل برداشت ہوئی تھی نا ٹھکرایا جانا

"کم از کم تم نہیں ہو "

وہ اب پلٹ جانا چاہتی تھی، رخ موڑ لینا چاہتی تھی

"اور وہی پوچھ رہا ہوں کہ کون؟ لندن کا کوئی گورا ڈھونڈا ہے یا اپنے ملک سے کوئی لینڈ لارڈ؟ "

جسے پلٹ جانا تھا کسی نے اس پر سے ٹرین گزار دی، جسے رخ موڑ لینا تھا، اس کا چہرہ ساکت ہوا

"اپنی زبان کو لگام دو تیمور "

"بات کھل گئی ہے تو ٹھیک ہے، میں تمہیں عزت دینا چاہ رہا تھا لیکن تمہیں وہ عزت راس نہیں آ رہی۔۔۔" وہ سخت آنکھوں اور تپش بھرے لہجے میں کہتا اس کے بالکل سامنے آ رکا "میں نے باوجود اس کے کہ تم یہاں کیا کرتی پھر رہی ہو تمہیں اپنانا چاہا، لیکن تم اس قابل ہی نہیں ہو "

"کیا کرتی پھر رہی ہوں میں یہاں؟ "

اس کا لہجہ سلگ گیا

"کون سی کمپنی میں جاب کر رہی ہو تم معطر؟ نام بتا سکتی ہو؟ "

اس کا پورا وجود تھم گیا، اس نے جانا کہ وہ جانتا تھا، وہ جانتا تھا وہ یہاں ایک کیفے میں ویٹرس تھی، ایک اسٹور میں ملازمہ تھا، وہ جانتا تھا اسی لئے تو اس راستے پر ٹھہرا تھا جہاں سے وہ گزرتی تھی

"تم۔۔۔ "

"میں تیمور حیدر ہوں معطر صبا، اپنے خاندان کا سب سے کامیاب مرد، جس کے پیچھے لوگ چلتے ہیں، جس کے ساتھ کی خواہش خاندان کی ہر لڑکی کو ہے، تم مجھے ٹھکرا رہی ہو؟ تم ہو کون؟ "

اس سے اپنی تذلیل برداشت نہیں ہوئی تھی، وجود انگاروں پر لوٹا تھا، جو تذلیل وہ برداشت نہیں کر سکا تھا وہ تذلیل اب وہ اس کے حصے میں ڈال رہا تھا

"مزید کچھ مت کہنا تیمور "

اس کا لہجہ کپکا گیا

"اب نہیں، تم نے میری زبان کو خود موقع دیا ہے تو اب اس کا زہر برداشت کرو۔۔۔ "

تیمور کے الفاظ زبان میں رہ گئے، اس کے بالکل پیچھے سے کسی نے پکارا تھا

"آپ ٹھیک ہیں معطر؟ "

سنان سعدی، اس لمحے وہ آخری شخص ہوتا جسے یہاں موجود ہونا چاہئے تھا، معطر نے کراہ کر آنکھیں بند کیں، تیمور چونک کر مڑا، سامنے سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ

کے بازوں موڑے کوئی مرد ٹھہرا تھا، سیاہ کوٹ بازوں پر تھا، اس پر مستزاد وہ معطر کا نام لے رہا تھا، تیمور کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ اتری

"معطر؟ کیا یہ تمہارا نام لے رہا ہے؟ تو یہ ہے وہ جس کے لئے تم مجھے منع کر رہی ہو؟ "

داد بھرے انداز میں کہتا وہ واپس اس کی طرف پلٹا جو ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ ٹھہری تھی

"خاموش ہو جاؤ تم "

"تو کیا کرتے ہو تم؟ شکل تو اچھی ہے، کماتے کتنا ہو؟ یقیناً امیر تو ہو گے، ظاہر ہے اگر یہ مجھے تمہارے لئے ٹھکرا رہی ہے تو چھوٹی آسامی تو تم ہو گے نہیں "

وہ سنان کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا، معطر صبا کو لگا کسی نے اسے زمین میں گاڑھ دیا ہو

"آپ کون ہیں مسٹر؟ "

سنان کچھ سختی اور بے زاری سے بولا، ایک نظر معطر پر بھی ڈالی، اس طرح سڑک پر سرخ چہرے کے ساتھ وہ کیوں ٹھہری تھی؟ اور یہ مرد کون تھا؟

"میں؟..." اس نے اپنے سینے پر انگلی رکھی "تمہیں اس نے میرا نہیں بتایا؟ بہت خوب، کس قدر چالاک عورت ہو تم، اور میں تمہیں معصوم سمجھتا رہا، افسوس "

وہ معطر کی طرف واپس پلٹا جو سخت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

"مزید ایک لفظ نہیں تیمور۔۔۔ "

تیمور؟ وہ تیمور حیدر تھا، سنان کو یکدم احساس ہوا وہ غلط وقت پر غلط جگہ آ گیا تھا

"آئی ایم سوری۔۔۔ مجھے جانا چاہیے "

وہ آکورڈ سی پوزیشن کا حصہ بن گیا، دل کے ہاتھوں یوں ہی مجبور ہو کر اسے دیکھنے چلا آیا تھا، اور دل نے ہر بار کی طرح اس بار بھی اذیت ہی چنی تھی، اس لمحے اس نے سامنے کھڑے انسان کے لئے صرف ایک جذبہ محسوس کیا تھا، رقابت کا جذبہ

"آہاں۔۔۔ رکو مسٹر۔۔۔ معاملہ واضح تو ہونے دو" وہ یکدم درمیان میں آ ٹھہرا، یوں کہ سنان اور معطر آمنے سامنے آ گئے "تو یعنی بات یوں ہے کہ پاکستان سے آنے والی محترمہ معطر صبا جو اپنے باپ کی بیماری کا بہانہ لے کر آئی تھیں وہ

یہاں لندن میں عشق کی داستان درج کر رہی ہیں، حالانکہ یہی معطر صبا کل تک میری محبت کا دم بھرتی تھیں "

وہ اس کی ذات کے پرخچے اڑا رہا تھا اور سر عام اڑا رہا تھا، کسی نے اس کے حلق میں موجود زبان کھینچ لی تھی، کاش کوئی تیمور کے حلق میں موجود زبان بھی کھینچ لیتا

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں مسٹر تیمور "

سنان کو جیسے اب صورتحال کا اندازہ ہوا تھا، اور جو اندازہ ہوا تھا وہ خطرناک تھا، وہ اس کی وجہ سے معطر کو غلط سمجھ رہا تھا

"اب تو صحیح سمجھا ہوں میں، اور تم۔۔۔" وہ یکدم پلٹتا معطر کی طرف آیا "تم جو پاکستان سے یہاں کمانے آئی تھیں تاکہ اپنے بستر پر پڑے باپ کی زندگی بچا سکو یہ کما رہی ہو تم؟ ایک کیفے کی ویٹرس؟ ایک اسٹور کی ملازمہ؟ کم آن معطر صبا اتنی تو میری سیکرٹری کی تنخواہ بھی نہیں ہو گی جتنا تم ان دو جابز سے ملا کر کماتی ہو، ان چند ٹکوں کے لئے تم مجھے ٹھکرا کر آئی تھیں؟ مجھے؟ کتنے سستے میں خود کو جانے دیا تم نے "

وہ افسوس سے کہہ رہا تھا، لہجہ آگ جیسا تھا۔ لہجہ برف جیسا تھا، اسے رجیکشن نے غضبناک کیا تھا، وہ اس غضب میں اسے جلانا چاہتا تھا

"خاموش ہو جاؤ تیمور "

وہ جو جل رہی تھی، اسی جلتے لہجے میں کہنا چاہا

"اب بھی میں خاموش ہو جاؤں ؟اور تم ؟ تم جو چاہے کرتی رہو ؟ تمہارا بھائی مجھے انگوٹھی واپس کر کے گیا تھا، اس انگوٹھی کی قیمت جانتی ہو ؟ تم نے خود کو اس سے بھی کم قیمت کا بنا دیا ہے میری نظر میں "

سنان کے ضبط کی انتہا یہیں تک تھی، وہ آگے بڑھتا تیمور کے سامنے آیا اور بازوں سے پیچھے کی طرف دھکیلا

"ایک لفظ مزید نہیں "

"یہ تو سچا عاشق لگتا ہے" وہ طنز سے ہنسا، معطر کا چہرہ اب سیاہ پڑنے لگا تھا، کسی نے زبان واقعی کھینچ لی تھی

"بس کر دو مسٹر، اس سے پہلے کہ میں یہیں کھڑے کھڑے تمہارا منہ توڑ دوں "

وہ طیش میں آیا تھا، تیمور پہلے ہی غصے میں تھا، معطر کو لگا فضا میں آکسیجن کم ہو گئ تھی

"کیا کرو گے؟ تم اس عورت کے لیے مجھے دھمکی دے رہے ہو؟ میں تمہیں بتاتا ہوں یہ کیا ہے، چار سال اس نے مجھ سے محبت کی، چار سال میں نے اس سے محبت کی، چار سال بعد یہ اپنے کینسر سے مرتے باپ کو بچانے کے نام پر یہاں آگئ، اور اگر میں اب جا کر اس کے باپ کو بتاؤں کہ کمانے کے نام پر وہ یہاں کیا گل کھلا رہی ہے تو وہ کینسر سے مرے نا مرے غیرت سے ضرور مر جائے گا"

سنان کا دماغ کھول اٹھا، آگے بڑھتے اس نے یکدم تیمور کا گریبان پکڑا

"کیا بکواس کر رہے ہو"

معطر کے ساکت وجود کو ہوش آیا، وہ جھٹکے سے آگے بڑھی اور سنان کے بازو کو پیچھے کرنا چاہا

"سنان چھوڑیں اسے"

تیمور حیدر زہر سا مسکرا رہا تھا

"اس کی باتیں سنی ہیں آپ نے؟"

"سنان چھوڑیں اسے، آپ کا ان سب سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہاتھ ہٹائیں اس کے گریبان سے "

وہ یکدم چلائی تھی، سنان کی گرفت ڈھیلی پڑی، وہ صحیح کہہ رہی تھی، وہ ہوتا کون تھا اس کے پسندیدہ شخص کا گریبان پکڑنے والا؟

"تم۔۔۔" وہ سنان کا ہاتھ ہٹاتی تیمور کے سامنے آئی "تم بابا سے کچھ نہیں کہو گے تیمور "

اس کا ہر الزام جائے جہنم میں، اسے بس یہی ایک فکر دامن گیر ہوئی

"اب تو ضرور بتاؤں گا۔۔۔" ہلکا سا اس کی طرف جھکتے پھنکارا پھر قہر بھری نظر سنان پر ڈالتے پلٹ گیا، معطر تھک کر بینچ پر بیٹھی، آنسو بہنا بھول گئے، دل کی دھڑکن کب سے رکی ہوئی تھی

"آپ ٹھیک ہیں؟ "

وہ اس کے سامنے آتا پوچھ رہا تھا، اس نے ساکت بے تاثر نظروں سے سنان دیکھا

"آپ کیوں آئے یہاں؟ "

"گزر رہا تھا تو۔۔۔"

جانے اس کے راستے اسی طرف سے کیوں گزرتے تھے؟ وہ سر جھٹکتی اٹھی

"آئی ایم سوری میری وجہ سے"....

"اس نے آپ کی وجہ سے کچھ نہیں کہا، اس سڑک پر اسے کوئی بھی ملتا وہ تب بھی مجھ پر ایسے ہی الزام لگا کر چلا جاتا"

"میں جانتا ہوں وہ جھوٹ کہہ رہا تھا"

"آپ چاہیں تو سچ بھی مان لیں"

وہ آگے بڑھ گئی، اسے بھول گیا کہ اس کا ایک جوتا ٹوٹ گیا تھا، وہ ایک جوتے سے چلتی جا رہی تھی، سنان کی نظر اس کے پاؤں پر گئی

"آپ کا جوتا ٹوٹ گیا ہے، میں نیا لا دیتا ہوں"

"میرا دل بھی اسی جگہ ٹوٹ گیا ہے، وہ نیا لا دیں گے؟"

سنان تھم گیا، حلق میں گلٹی ابھری

"معطر۔۔۔"

"جائیں یہاں سے سنان۔۔۔"

بے زاری سے ہاتھ جھلایا، وہ اس وقت ماؤف دماغ کے ساتھ تھی، سنان کو فکر ہوئی

"آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں۔"

"کہانا آپ جائیں یہاں سے، میں سیدھا گھر جاؤں گی، مجھے اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھ کر یاد کرنا ہے کہ غلطی کہاں ہوئی"

آخر پر وہ بڑبڑائی، پھر سر جھٹکتے آگے بڑھی، بس آگئی تھی، اسے گھر جانا تھا، تب تک شاید سویا دماغ جاگ جاتا

سنان اس کے بس میں سوار ہونے تک وہیں رکا رہا، دماغ میں بیک وقت بہت کچھ چل رہا تھا؟ معطر کی داستاں کیا تھی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھر پہنچ کر اس نے سب سے پہلی کال دانیال کو کی

"یہ سب کیا کہہ رہی ہو تم؟"

"جو سچ ہے وہی کہہ رہی ہوں، اب جو جھوٹ ہے وہ تیمور کہے گا، کچھ کرو دانیال"

وہ جلے پیر کی بلی مانند کمرے میں چل رہی تھی

" تمہیں کم از کم مجھے تو بتا دینا چاہئے تھا "

"تم خواہ مخواہ پریشان ہو جاتے "

"وہ اب بھی ہوں، اوہ اللہ، تم وہاں اسٹور میں جاب کر رہی ہو؟ پہلی فرصت میں جاب چھوڑو "

"مشورہ نہیں مانگا "

"میں مشورہ نہیں حکم دے رہا ہوں "

"میں تمہارے حکم کی پابند نہیں ہوں، تم بس وہاں حالات سنبھالو "

"کیسے سنبھالوں؟ تم جانتی ہو جب بابا کو پتا چلے گا تو وہ کیا کریں گے، اس سے بہتر ہے جاب ابھی چھوڑ دو "

"اور پھر؟"

"پھر؟" لمحہ بھر کو دانیال چپ رہ گیا" تمہیں یہ جاب کرنی ہی نہیں چاہئے تھی معطر "

"کیا کرتی پھر؟ تمہیں لگتا تھا یہاں کوئی فیری ٹیل کی کہانی چل رہی تھی؟ معطر صبا ایئر پورٹ پر پھنس گئی تو کوئی امیر لینڈ لارڈ شہزادہ اس کی مدد کو آیا اور اسے اپنے ساتھ اپنے محل لے گیا، اس کی فیملی کی دیکھ بھال کی، ان دونوں کی کہانی چلی اور ہیپی اینڈنگ ہو گئی" وہ پھٹ پڑی۔۔۔ "نہیں دانیال افتخار، یہ کوئی فیری ٹیل نہیں چل رہی جس میں شہزادہ آپ کا پہلی ہی منزل پر منتظر ہو، یہ حقیقت ہے، میں دو گھنٹے ایئر پورٹ پر رہی اور کوئی شہزادہ نہیں اترا، میں نے کیفے میں جاب کی اسٹور میں لوگوں کو سامان اٹھا اٹھا کر دیا، یہاں کوئی فیری ٹیل نہیں چل رہی جس کے اختتام پر سب ٹھیک ہو جائے، مجھے اپنی جنگ لڑنی ہے، تم میری جگہ پر آ کر نہیں لڑ سکتے، میں سب کچھ چھوڑ کر یہاں آئی تھی، اپنا سب کچھ، اور تم فون کر کے کہہ دیتے ہو کہ جاب چھوڑ دو۔۔۔ اتنا آسان ہے یہ؟ "

دانیال خاموشی سے سنتا رہا پھر اس نے گہری سانس لی

"مت چھوڑو۔۔۔ لیکن ان الزامات کا کیا؟ "

"میری بلا سے وہ پوری دنیا کو بتا دے، تم صرف بابا کو سنبھال لینا "

"میں کہتا تھا کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتا "

وہ آپ سے تم ہو گیا، نا بھائی رہا نا کوئی عزت باقی رہی

"تم ٹھیک کہتے تھے، تم ہمیشہ ٹھیک کہتے تھے "

تھک کر کہتے اس نے کال کاٹ دی، سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا، وہ ہمیشہ سے ٹھیک کہتا تھا، اس نے جان لیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جانے دانیال نے بابا سے کیا بات کی، کیا کہا، کیسے سمجھایا لیکن اس دن اسے بابا کا فون آیا تو زندگی میں پہلی بار اس نے ان کے لہجے میں وہ تھکن محسوس کی جو میلوں دور اس کے دل کو ان سے زیادہ تھکا گئی، وہ اس وقت کیفے میں تھی، کچھ تھک کر اس نے وہ کال اٹھائی

"تم فوراً واپس آؤ معطر، کوئی ضرورت نہیں ہے وہاں دھکے کھانے کی "

"آپ کہتے ہیں کوئی کام چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا "

"کام کرنے والا چھوٹا یا بڑا ضرور ہوتا ہے، میں نے تمہیں زمین میں رولنے کے لئے بڑا نہیں کیا تھا، تمہیں ملکہ بننا تھا معطر "

"میرے سر پر کسی نے تاج ہی نہیں رکھا بابا۔ ملکہ کیسے بنتی ؟ "

"میں نے رکھا تھا "

"پھر یوں سمجھیں اسی تاج کا فرض نبھا رہی ہوں "

"یہ مت کرو، واپس آجاؤ "

"کچھ عرصہ بابا، میں یہاں ٹھیک ہوں، میں نہیں تھکتی، یہاں سب ٹھیک ہے ، میں نہیں گروں گی، آپ کی وہ ایک سال کی معطر بائیس سال کی ہو گئی ہے، اسے اب انگلی کی ضرورت نہیں رہی، وہ اپنے قدموں پر چل سکتی ہے"

"تم کچھ بھول رہی ہو "

"کیا؟ "

"تمہاری انگلیاں بڑی ہو چکی ہیں، وہ اب میری انگلیوں میں نہیں آتیں، انہیں ہاتھ میں تھامنا پڑتا ہے، اپنے ارد گرد دیکھو، میرا ہاتھ وہاں نہیں ہے "

کال کٹ گئی، اس کے اندر کا سکون درہم برہم ہوا، کتنی ہی دیر موبائل کو دیکھتی رہی، پھر یکدم چونکی

کسی اجنبی نمبر سے کال آرہی تھی

"ہیلو؟ "

موبائل کان سے لگاتے اس نے دیکھا ایرک کیان اسی لمحے اندر آیا تھا، کاؤنٹر کی طرف بڑھتے اس نے معطر کو نظر انداز کرتے مایا سے کافی مانگی

"معطر؟"

"کون؟ "

"نازنین بات کر رہی ہوں "

اسے شدید ترین اکتاہٹ نے آن گھیرا، یہ عورت اور اس کا شوہر اس کا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے تھے؟

"میں نے بتایا تھا میں بزی ہوتی ہوں، تم لوگوں کے ساتھ گھومنے نہیں ..."

نازنین نے اس کی بات کاٹ دی

"جو کچھ تم کر رہی ہو اس کے بعد تمہیں لگتا ہے میں تمہیں اپنے ساتھ گھمانے پھرانے لے جاؤں گی؟ "

وہ چلائی تھی، معطر نے کچھ حیرانی سے اس کی آواز سنی

"نازنین۔۔۔ "

"تم کتنی مکار ہو معطر، کتنی بے حیا لڑکی ہو، جس مرد نے تمہیں چھوڑ دیا اسی پر دوبارہ ڈورے ڈال رہی ہو، کیا لندن آکر شرم ختم ہو گئی ہے تمہارے اندر سے ؟ "

اس کا چہرہ سفید پڑا، ایرک جاتے جاتے رکا

"نازنین۔۔۔"

"نام مت لو میرا، میں اسی وجہ سے یہاں آنا ہی نہیں چاہتی تھی، اسی ایک وجہ سے، ہو کیا تم؟ سمجھتی کیا ہو خود کو؟ ایسا ہے کیا تمہارے اندر کہ وہ مجھے چھوڑ کر تمہیں اپنائے گا؟ لاہور کی بسوں اور لندن کی ٹرینوں میں دھکے کھانے والی عام سی عورت ہو تم، میرے مقابلے پر آنا چاہتی ہو؟ "

اس کا لہجہ سلگتا ہوا تھا، معطر نے کاؤنٹر کو زور سے تھاما، ذلت، تہمت، اذیت

"مزید ایک لفظ مت بولنا نازنین "

"میں بولوں گی اور چیخ کر بولوں گی، تم تیمور سے ملاقاتیں کرتی پھر رہی ہو؟ تمہیں لگتا ہے وہ مجھے چھوڑ کر تمہیں اپنائے گا؟ "

"میں نے کوئی ملاقات نہیں کی اس سے "

آواز سخت کرنی چاہی

ایرک اس کی طرف آرہا تھا

"تم ٹھیک ہو۔۔۔؟"

اکھڑا انداز، یوں جیسے سرسری سا پوچھ رہا ہو، اس نے جواب نہیں دیا، وہ نازنین کو سن رہی تھی

"میں نے خود اس کے موبائل میں میسجز دیکھے ہیں، اس نے خود مجھے بتایا ہے کہ تم نے اسے ملنے کے لئے بلایا تھا، تم چاہتی ہو وہ تمہیں اپنا لے، تم چاہتی ہو وہ مجھے طلاق دے دے، تم ہو کیا؟"

وہ چیخ رہی تھی، معطر صبا کی ہستی فنا ہوئی، کاؤنٹر پر پڑا ہاتھ دھیرے سے نیچے گرا

"اس نے یہ کہا ہے؟"

بے یقینی سے دہرایا

"تمہیں لگتا ہے وہ یہ کرے گا؟ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے معطر، وہ اب مجھ سے محبت کرتا ہے، تم اس کے قدموں میں گر جاؤ وہ تب بھی تمہیں نا اپنائے، لیکن

تم واقعی ایسی عورت ہو؟ تم اس کی دوسری بیوی بننے پر تیار تھیں؟، کوئی عزت نفس ہے تمہارے اندر؟ "

"اس نے کہا میں اس کی زندگی میں دوسری عورت بننا چاہتی ہوں؟ "

دھیرے سے بے یقینی سے دہرایا

"اس نے کہا اور میں مانا، اور تم۔۔۔، تم دور رہو میرے شوہر سے، اس نے اس بار شرافت سے منع کیا ہے، اگلی بار وہ تمہیں پوری دنیا کے سامنے رسوا کرے گا اگر تم اس کے سامنے آئیں تو، مجھ سے اور میرے شوہر سے دور رہو سمجھیں؟، وہ تو اچھا ہے ہم دونوں آج جا رہے تھے، تین گھنٹے میں ہماری فلائٹ ہے، تم رہو یہیں لندن کی سڑکوں پر دھکے کھاتے ہوئے، تیمور تمہارا کبھی نہیں تھا، نا ہو گا "

پھنکار کر کہتے اس نے کال کاٹ دی، معطر کا منہ صدمے سے کھلا ہوا تھا، چہرہ سفید پڑ رہا تھا، ایرک کچھ پریشان ہوا

"تم ٹھیک ہو؟ "

اس نے بے جان نظریں ایرک کی طرف موڑیں

"معطر۔۔۔"

"میں نے اس سے یہ سب کہا؟ "

"کیا۔۔؟ "

اسے سمجھ نہیں آئی تھی

"میں نے اس سے کہا کہ وہ مجھے اپنا لے؟ "

بے یقینی سی بے یقینی تھی،اذیت سی اذیت تھی، دوسری عورت؟ وہ اس طرح اسے رول رہا تھا؟اس طرح؟

پھر دماغ یکدم جاگنے لگا،احساس زندہ ہونے لگے، تیمور حیدر اپنی بے وفائی کو اس کی بے حیائی قرار دے رہا تھا،وہ اپنی بیوی کے سامنے خود کو فرشتہ اور اسے گناہ گار بنا رہا تھا،یقیناً نازنین نے اس کی چیٹ پڑھ لی ہو گی اور اب وہ خود کو بچانے کے لئے اس پر الزام لگا رہا، معطر کا دماغ کھول اٹھا، جھپٹ کر پیچھے بیگ اٹھایا، کیپ پٹخ کر کاؤنٹر پر رکھی

"کہاں جا رہی ہو؟ "

ایرک بوکھلایا، مایا اس سے پوچھ رہی تھی، مینجر آتا ہو گا، وہ غصہ کرے گا، لیکن اس نے ان دونوں کو نہیں سنا، وہ طیش سے سرخ پڑتے چہرے سے باہر کی طرف بڑھ رہی تھی

"کہاں جا رہی ہو لڑکی؟ "

وہ تیزی سے اس کے پیچھے آیا

"جہنم میں۔۔۔ "

"پاکستان کی فلائٹ دستیاب ہے فلوقت؟ "

وہ تیزی سے اس کے ساتھ چل رہا تھا، کافی بیگ میں ڈال لی تھی

"اس بار کسی اور کو جہنم بھیجنا ہے، سائیکل کہاں ہے تمہاری؟"

وہ تیزی سے چلتی اس کی طرف پلٹی، چہرہ غصے کی حدت سے سرخ پڑ رہا تھا

"کیوں؟ وہ مجھے بہت عزیز ہے، اسے کچھ کیا تو۔۔۔۔۔ "

"ایرک منہ بند رکھو اپنا، سائیکل کہاں ہے تمہاری؟ "

"ریلیکس۔۔۔ میں لاتا ہوں "

ہاتھ اٹھائے

وہ کیفے کے باہر ہی سائیکل کھڑی کرتا تھا، معطر سلگتے قدموں سے گھومنے لگی،

دوسری عورت؟ دوسری عورت؟

"کہاں جانا ہے؟ "

وہ سائیکل پر بیٹھا اس کے سامنے آیا تو وہ ایک سائیڈ پر بیٹھی

"تم چلو بس "

اسے راستہ نہیں معلوم تھا بس اتنا معلوم تھا اسے کچھ کرنا تھا

"میں بتادوں میں پاکستان تک تمہیں سائیکل پر نہیں لے جاسکتا "

معطر نے جواب نہیں دیا، ایک ہاتھ سے پیچھے پکڑے وہ فلائٹ شیڈیول دیکھ رہی تھی، پاکستان کے لئے اگلی فلائٹ تین گھنٹے بعد نکلنے والی تھی، یعنی وہ لوگ ایئرپورٹ پہنچنے والے ہوں گے

"تم تیز نہیں چلا سکتے؟ "

"اس سے زیادہ سپیڈ قانونی طور پر جرم ہے "

"پہلے کون سا قانون مانا ہے تم نے؟ "

وہ تپی

"جو مان رہا ہوں وہ ماننے دو، اور بات مت کرو مجھ سے، میں ایک برا انسان ہوں "

اسے یکدم یاد آیا وہ اس سے ناراض تھا

"ایرک تیز چلاؤ"

بھاڑ میں گیا اس کا برا یا اچھا ہونا

"جانا کہاں ہے تمہیں؟ "

"ایئرپورٹ "ایرک نے جھٹکے سے سائیکل روکی، اس کے سر کا دایاں حصہ زور سے ایرک کی پشت سے لگا

"اللہ۔۔۔۔ "

"تم لندن سٹی ایئرپورٹ کی بات کر رہی ہو؟ "

"ہاں۔۔۔"اتر کر اپنا ماتھا سہلایا

"وہ یہاں سے تقریباً گیارہ کلو میٹر دور ہے "

"تم اتنا سا سفر بھی نہیں کر سکتے؟ "

"سائیکل پر؟ ہاں "

"ٹھیک ہے، مرو پھر۔۔۔"

طیش سے کہتے وہ کوئی ٹیکسی روکنے کے لئے جا رہی تھی، ایرک گہری سانس لیتا اپنی سائیکل وہیں کھڑی کرتا اس تک آیا

"ایئرپورٹ جانا کیوں ہے؟"

"تم برے انسان ہو، واقعی برے ہو، دور رہو مجھ سے"

وہ چلائی، دماغ کھول رہا تھا

"لفٹ کیوں لی پھر، اگر برا ہوں تو؟"

"دماغ خراب ہو گیا تھا"

"شروع سے ہے"

اللہ جی، اس نے اپنا بیگ گھما کر سائیڈ پر کیا، ایرک ساتھ چلتا موبائل سے کچھ دیکھ رہا تھا

"پاکستان کی فلائٹ قریب ڈھائی گھنٹے بعد ہے، کسی کو الوداع کہنا ہے؟"

"ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"

وہ تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی

"معطر۔۔۔ "

"تم جاؤ، میں دیکھ لوں گی۔۔۔ "

"معطر۔۔۔ "

وہ یکدم سامنے آیا تو وہ رک گئی

"کیا ہے؟ "

"خود کو پر سکون کرو پہلے "

"نہیں ہونا مجھے پر سکون "

"غصہ بری شے ہے "

عادتاً آنکھیں گول گول گھمائیں

" مجھے اس وقت کسی اچھی شے کی ضرورت نہیں ہے، سمجھے؟ "

"اچھا اوکے تم پہلے پر سکون تو ہو جاؤ۔۔۔ "

وہ اسے نظرانداز کرتی ٹیکسی روک رہی تھی، ایرک نے کچھ جھنجھلا کر اسے دیکھا، پھر یکدم گھوم کر دوسری طرف بیٹھا

"تم کہاں جا رہے ہو؟ "

"تمہارے ساتھ جہنم میں "

"نیچے اترو۔۔۔ "

" ٹیکسی چلائیں سر، جتنے غصے میں یہ خاتون ہیں آج کسی کا مرنا طے ہے اور میں یہ شو مس نہیں کرنا چاہتا "

ڈرائیور کو مخاطب کرتے وہ آرام سے پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا

"تم اتر رہے ہو یا نہیں؟ "

خونخوار نظروں سے اسے گھورا

"نہیں۔۔۔۔ بہتر ہو گا اپنا خون مت جلاؤ "

وہ ضبط سے گہری سانس لیتی باہر دیکھنے لگی، غصہ، طیش، اہانت، ذلت، ہر شے بیک وقت اندر بھری تھی، یوں لگتا تھا جیسے اسے اس وقت پوری دنیا دی جائے تو وہ اسے بھی آگ لگا دے گی، باہر دیکھتے ہوئے آنکھیں نم ہونے لگیں تو سر جھٹکا، آج نہیں، آج تو ہرگز نہیں

"پتا نہیں میری سائیکل واپسی پر ٹھہری ہو گی یا نہیں؟ "

وہ ساتھ بیٹھا اپنے ہی مسئلوں پر غور کر رہا تھا، ڈرائیور سے اس کی پوری ہسٹری بھی اگلوالی، برطانیہ میں بڑھتی مہنگائی اور ٹرانسپورٹ کے کرائے پر بھی تبادلہ خیال کر لیا جو کہ ڈرائیور کے نزدیک کم تھا، اسے تسلیاں دیں، یقین بھی دلوایا کہ وہ جرنلسٹ بننے کے بعد سب سے پہلے یہی مسئلہ اٹھائے گا، معطر باہر دیکھتی رہی ، دس منٹ عذاب کی طرح گزرے، ایئرپورٹ کے احاطے میں ٹیکسی رکی تو وہ باہر نکلی، بنا کرایہ دیئے تیزی سے آگے بڑھی

"میرے باپ کی سونے کی کانیں نہیں ہیں ملک میں "

وہ پیچھے سے اسے بلا رہا تھا، اس کی بلا سے بلاتا رہے، وہ پارکنگ سے اندر تک گئی، وہاں تیمور نہیں تھا

"میری سائیکل کی حفاظت کی دعا کرو ورنہ میں پورا ازلنگٹن تمہاری خلاف اکٹھا کر لوں گا "

وہ ایک بار پھر باہر پارکنگ میں آئی تو وہ اسی طرف آ رہا تھا، بیگ سے کافی نکال کر لبوں سے لگائی

"آغاز اپنے جاننے والوں سے کرنا "

ہاتھ جھلاتے اس کا غصہ کچھ اور بڑھا، شاید وہ چلا گیا تھا، شاید معطر صبا کی قسمت میں آخری ملاقات نہیں تھی

"تم چاہتی ہو وہ الٹا میرے خلاف اکٹھے ہو جائیں؟ "

اس نے جواب نہیں دیا، نظر سامنے تھی، تیمور حیدر ٹیکسی سے سامان اتار رہا تھا، نازنین اس کے ساتھ ٹھہری موبائل نکال رہی تھی، اس کے اندر طیش سے لاوا پھٹا، دماغ کی رگیں گویا پھٹنے کو ہو گئیں، یکدم ایرک کی طرف مڑتے اس کے ہاتھ سے ڈسپوزیبل کپ جھپٹا، اس کا ڈھکن ہٹاتے تیزی سے تیمور کی طرف بڑھی

"تم میری زندگی میں سرخ گلاب کی طرح آئی ہو "

وہ بھول گی گلاب مرجھا جاتے ہیں۔۔۔چند قدم کا فاصلہ

"مجھ سے اپنی محبت کی بھیک مت مانگنا "

وہ بھول گئی ایسے الفاظ محبت کرنے والے نہیں کہا کرتے۔۔۔۔چند سیکنڈ کا فاصلہ

"میں تمہیں یاد کرتا ہوں معطر "
وہ بھول گی کہ یاد بھلانے کے بعد کیا جاتا ہے۔۔۔چند لمحوں کا فاصلہ
"کتنے سستے میں جانے دیا تم نے خود کو "

پوری قوت سے اس نے کپ میں موجود کافی تیمور کے چہرے پر پھینکی، نازنین کا سیلفی کے لئے اٹھتا ہاتھ نیچے آ گرا، اس کے بالکل پیچھے آتا ایرک ٹھٹھک کر رکا اور وہ۔۔۔اس کے سامنے ٹھہرا تیمور حیدر، وہ جو بیگ اٹھا کر آگے بڑھ رہا تھا، یکدم پیچھے کو ہوا، پہلے پہل تو سمجھ نا آیا پھر جھک کر صدمے سے اپنی شرٹ کو دیکھا، پھر نظر اٹھا کر سامنے کانپتی معطر کو جو سرخ نظروں سے اسے گھور رہی تھی

"تم۔۔۔۔ "

بے یقینی حیرت میں بدلی، پھر غصے میں، پھر طیش اور وہ بیگ وہیں پھینکتا اس کی طرف بڑھا

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری "

معطر صبا نے ڈسپوزیبل کپ تیمور حیدر کے سینے پر پوری قوت سے مارا، وہ وہیں رک گیا، وجہ کپ نہیں تھا، وہ پلاسٹک کا کپ نادر ددے سکا تھا نا پیچھے کر سکا تھا، وجہ وہ ہمت تھی جو کپ پھینکنے والے میں اسے نظر آئی تھی، وجہ وہ بے یقینی تھی کہ یہ حرکت معطر نے کی تھی، معطر صبا نے؟

"تم شروع سے ایسے تھے، تم شروع سے ایسے ہی تھے تیمور،۔۔۔" وہ آگے بڑھی اور چلاتے ہوئے اسے گریبان سے پکڑا، تیمور ششدر سا کھڑا رہ گیا "تم شروع سے بے وفا تھے، تم آخر تک بے وفا رہے، تم شروع سے محبت نہیں کرتے تھے، آخر تک پسندیدگی بھی ختم ہو گئی، اور میں نے یہ بھی جان لیا کہ وہ نا محبت تھی ناپسندیدگی وہ انا تھی، اور میں ۔۔۔ وہاں دریائے ٹیمز پر ٹھہر کر جب تم نے کہا میں تمہیں یاد کرتا ہوں، میں سمجھی وہ محبت تھی، وہ تب بھی انا تھی، تم ایک انا کے مارے شخص ہو تیمور، اور تمہیں سوچ سوچ کر میں روتی رہی، تم اس

قابل بھی نہیں تھے کہ میری سوچ کا حصہ بنتے اور میں نے تم پر اپنے آنسو ضائع کیئے "

اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ ارد گرد چلتے چند لوگ رک گئے، ایرک نے ابرو اچکا کر اس کا انداز دیکھا، یہ معطر صبا تھی؟اس کا یہ روپ بھی تھا؟دلچسپ!!

"معطر۔۔۔۔ "

تیمور کے لب بے یقینی سے پھڑ پھڑائے

"وہ کبھی محبت نہیں تھی، تھی تو میں لعنت بھیجتی ہوں ایسی محبت پر، میں لعنت بھیجتی ہوں اس محبت پر کیئے گئے اپنے یقین پر، تم محبت نہیں کرتے تھے، وہ انا تھی، بابا نے رشتے سے منع کیا تو انا کا مسئلہ بن گیا، تم ڈٹ گئے، معطر نے شادی سے منع کیا تو انا کا مسئلہ بن گیا، تم پیچھے ہٹ گئے، وہ شروع سے انا تھی" چلاتے ہوئے اس کے گریبان کو جھٹکا

"تمہاری اتنی ہمت۔۔۔" نازنین غصے سے کھولتی اس کی طرف بڑھی جب اس نے نازنین کا اپنی طرف اٹھتا ہاتھ پکڑے جھٹکا دیا، وہ کراہ کر رہ گئ

"تم؟ مجھ سے کہہ رہی تھیں نا کہ میں تمہارے شوہر سے دور رہوں؟ پلاسٹک کی دو روپیے کی گڑیا اپنا یہ چند روپے کا گڈا اپنے پاس رکھو، میں اسے اب دیکھنا بھی پسند نا کروں "

نازنین کو جھٹکے سے چھوڑتے وہ پیچھے ہوئی اور تیمور کو جیسے ہوش آیا، نظر جھکا کر اپنی شرٹ کو دیکھا پھر اسے اور اس کے ماتھے کی رگیں پھول گئیں

"تم۔۔۔۔ "

وہ غصے سے کھولتے اس کی طرف بڑھنے لگا، جب یکدم ایرک اس کے اور معطر کے درمیان آیا، ایک ہاتھ سے تیمور کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلا

"Don't you dare ۔۔۔۔۔۔۔ "

آنکھوں میں سختی لئے ایک انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا، تیمور ہلکا سا پیچھے کو ہوا پھر وہی طیش بھری نظریں معطر پر جمائیں

"تو یہاں دو دو مردوں کو پھنسا رکھا ہے "

ایرک کے پیچھے ٹھہری معطر کا دماغ کھولا، اس کی سائیڈ سے ہوتے وہ تیمور کے سامنے آئی

"اپنی زبان اپنے حلق کے اندر رکھو، اپنی زبان کے الفاظ بھی اندر رکھو، میں تمہارے جیسی نہیں ہوں جو بیوی کے ہوتے ہوئے اپنی سابقہ منگیتر سے آکر کہے کہ اسے ایک موقع اور چاہئے "

نازنین یکدم ٹھٹکی

"کیا مطلب ؟ "

"میں بتاتی ہوں تمہیں، بات کھل گئی تو سب واضح ہونے دو" وہ دونوں ہاتھ لمبے کوٹ کی جیب میں ڈالتی نازنین کی طرف مڑی، انداز آگ جیسا تھا، تیمور کا ماتھا ٹھنکا لیکن وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی "آج جو کال تمہاری جانب سے مجھے کی گئی اور مجھ پر الزامات کی بوچھاڑ تمہاری طرف سے کی گئی، وہ سب تمہارے اس شوہر کا جھوٹ تھا، اس نے کل واٹرلو برج (waterloo bridge) پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ یہ مجھے یاد کرتا ہے، اس گھٹیا شخص نے کل ازلنگٹن کی سڑک پر کھڑے ہو کر یہ بھی کہا تھا کہ یہ مجھ سے ایک اور موقع چاہتا ہے "

وہ پھنکاری، ایرک کی نظر اردگرد گئی، ابھی سکیورٹی اہلکار آتے ہی ہوں گے، معاملہ بگڑ جاتا

"جھوٹ مت بولو، مجھے اپنے شوہر پر یقین ہے "

وہ تڑخ کر کہتی تیمور کے ساتھ جا ٹھہری

"پھر انتظار کرو کہ اس یقین کا جنازہ کب نکلتا ہے، اور جو تم مجھے کال پر کہہ رہی تھیں نا کہ میں نے اس سے کہا ہے اپنی زندگی میں واپس آنے کا، تو میں اس پر تھوکنا بھی پسند نا کروں اب "

"یہ کیا ہو رہا ہے، براہ مہربانی جائیں یہاں سے "

تین چار اہلکار ایک ساتھ وہاں آئے اور سختی سے انہیں گھورا

"میرا بس چلے تو ان پولیس والوں کے ساتھ بھیج دوں تمہیں، یعنی تم کس قدر گھٹیا تھے تیمور، کس قدر گھٹیا "

"معطر۔۔۔" ایرک ہونٹ بھینچے اس تک آیا" چلو یہاں سے، پولیس سختی کرے گی ورنہ "

"مجھے نہیں جانا، اسے تو میں بتاتی ہوں، یہ کس منہ سے مجھ پر الزام لگا رہا تھا؟ "

"مادام بی ہیو یور سیلف، آپ جائیں یہاں سے ورنہ ہمیں آپ کو گرفتار کرنا پڑے گا، اور مسٹر اگر آپ کی فلائٹ ہے تو اندر جائیں ورنہ نکلیں یہاں سے "

تیمور نے غضب سے سرخ پڑتی آنکھیں معطر پر جمائیں اور دو قدم آگے کو ہوا

" You will pay for it"

ایرک ایک بار پھر اس کے سامنے آیا

"اور ایسا نا ہو اس سے پہلے تمہیں انجام بھگتنا پڑے، میں ایک خبر دوں گا اخبار میں اور برطانوی پولیس تمہیں اسی ایئرپورٹ سے اٹھا کر جیل میں ڈالے گی، اپنی شکل گم کرو اب "

، معطر نے دانت جما کر اس کی پشت کو گھورا، خواہ مخواہ ہیرو بن رہا تھا

"بہت خوب معطر، تو وہ پاکستانی اور یہ انگریز، بہت خوب معطر۔۔۔ "

تیمور پھنکارتے ہوئے پیچھے پڑے بیگز کھینچتا آگے بڑھا، وہ ایک بار پھر طیش سے اس کی طرف بڑھنے لگی جب ایرک نے اسے بازوں سے کھینچا

"معطر رک جاؤ اب، پولیس دیکھ رہی ہے "

"اور تم خود کیا ہو، جہنم میں جاؤ، یا اللہ، میں کیا کروں تمہارے ساتھ "

وہ پیچھے سے چلائی، وہ دونوں اندر جا رہے تھے، بار بار اسے گھورتی نازنین اور سپاٹ تاثرات والا تیمور حیدر، جب تک وہ اندر غائب نا ہو گئے وہ وہیں ٹھہری انہیں غصے سے گھورتی رہی پھر ایرک کے ہاتھ سے بازوں کھینچا

"دور رہو مجھ سے "

" نزدیک ٹھہرا تھا تو زندہ ہو ورنہ وہ لڑکا پتا نہیں کیا کرتا تمہارے ساتھ "

"ہاتھ تو لگا کر دکھاتا، ہاتھ نا توڑ دیتی میں اس کا "

چیخ کر کہتے وہ آگے جا رہی تھی

"کون سی روح آ گئی ہے تمہارے اندر ؟ "

وہ حیران نہیں شدید حیران تھا

"وہ مجھ پر الزام لگا رہا تھا؟ کل اس نے سنان کے سامنے وہ سب کہا آج تمہارے سامنے ؟ میں اس سے محبت کرتی رہی ؟ اس انسان سے ؟ "

ایرک کا منہ بگڑا

"بڑی ہی گھٹیا چوائس ہے تمہاری ویسے "

معطر نے رک کر اسے گھورا

"تم کیوں آئے ہو میرے ساتھ؟ "

"آئے ہو؟ میری سائیکل پر زبردستی سوار ہوئی تھیں تم، پتا نہیں وہ بچاری سلامت ہو گی بھی یا کسی بری نظر والے کی بری نظر اس پر پڑ چکی ہو گی "

جس کی اچھی نظر تھی اس نے نظر کو برا بنا کر ایک بار پھر اسے گھورا

"اور اگر وہ چوری ہو چکی تو تم اب ایک لمبا عرصہ مجھ پر الزام لگاتے رہو گے کہ میں نے تمہاری سائیکل چوری کروائی؟"

"میری کافی گرائی۔۔۔ "

لقمہ دیا

"رقم لے لینا "

ہاتھ جھلایا

"میری جیب سے کرایہ دلوایا "

"کتنے کنجوس ہو "

وہ ابھی تک طیش سے ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی

"کنجوس ہوتا تو کرایہ نا دیتا "

اس نے کچھ نہیں کہا، ایئرپورٹ کے باہر احاطے پر سڑک تھی، غصے سے کھولتے دماغ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے وہ جوتے وہیں اتارتی آگے بڑھی اور ننگے پاؤں سڑک پر چلنے لگی، ٹھنڈک اندر تک اتری لیکن فلوقت اسے اسی ٹھنڈک کی ضرورت تھی

"تھا کون ویسے یہ ؟ "

"تیمور حیدر۔۔۔۔ میرا سابقہ منگیتر "

گہری سانس لیتے خود کو پر سکون کرنا چاہا

"سابقہ۔۔۔۔؟ "

"اب تو کوئی سابقہ لاحقہ لگانے کا بھی دل نہیں کرتا "

"تم اس سے محبت کرتی تھیں؟ "

"میں اس بات پر پچھتا رہی ہوں "

"اتنا برا تھا۔۔۔۔؟ "

وہ اس کی دائیں طرف ٹھہرتا اسے دیکھنے لگا

"تمہاری سوچ سے زیادہ۔۔۔ میں اس سے محبت کرتی رہی؟ اس سے؟ "

اسے بیک وقت دکھ اور رونا ایک ساتھ آیا

"تمہیں اسے دو چار گالیاں دے دینی چاہئے تھیں "

"مجھے گالیاں نہیں آتیں "

"تم چاہو تو میں تمہیں چند اچھی اچھی گالیاں سکھا سکتا ہوں "

وہ رکی

"اچھی اچھی گالیاں کون سی ہوتی ہیں؟ "

"اچھی اچھی گالیاں جیسے کہ "اور وہ شروع ہو گیا، کسی اینکر کی طرح، نان سٹاپ ، معطر کے کان ناک گال سب سرخ ہوئے، وہ بنا رکے انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کر رہا تھا

"بس۔۔۔" ہاتھ اٹھا کر اسے گھورا تو وہ رکا" تمہیں اندازہ ہے تم ایک لڑکی کے سامنے کتنی نازیبا زبان استعمال کر رہے ہو؟ "

"نازیبا؟ مادام یہ میری روٹین لینگوئج ہے "

اور وہ اسے گھور کر رہ گئی، اس کے بارے میں صحیح مشہور تھا وہ بے شرم تھا اور اسے اپنی اس بے شرمی پر فخر تھا، سر جھٹکتے اس نے جوتے پہننے شروع کئے طیش کچھ کم ہوا تو احساس ہوا تھا، وہ کیا کر آئی تھی، جانے تیمور اب کیا کرتا

"اب چلو گی یا یہیں رہ کر اسے الوداع کرنے کا ارادہ ہے؟"

"تم سچ میں ایک رپورٹ لکھتے اور پولیس اسے جیل میں ڈال دیتی؟"

جوتا پہن کر مشکوک نظروں سے اسے دیکھا

"ویسے ہی بول رہا تھا، برطانوی پولیس اتنی پاگل نہیں ہے، تحقیقات کرتے پھر کچھ ہوتا البتہ اس کی آج کی فلائٹ ضرور کینسل ہو جاتی، کیا خیال ہے لکھوں رپورٹ؟"

"ضرورت نہیں ہے، اس نے اب پاکستان جا کر پتا نہیں میرے بارے میں کیا کیا کہنا ہے"

کوٹ جھٹکا اور سیدھی ہوتی وہ دائیں طرف چلنے لگی، دو ماہ پہلے جب وہ اسی ایئرپورٹ پر اتری تھی تو لگتا تھا دل پاکستان میں چھوڑ آئی تھی، گھر کے دروازے پر چچا کے دروازے کے ساتھ ٹھہرے شخص کی نظروں میں، اور اب یوں لگتا تھا

جیسے دل نرم گولے جتنا ہو، نا کوئی احساس تھا نا کچھ ، وہ جانتی تھی وہ تیمور کو شاید یاد رکھے، لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی اب اس کی یاد آنے پر کوئی احساس اندر نہیں جاگے گا، آج اس نے اس شخص سے خود کو آزاد کر دیا تھا، اس کی محبت کی قید سے اپنے دل کو نکال دیا تھا

"یہ شکل سے ہی مجھے گھٹیا لگ رہا تھا "

معطر نے چلتے چلتے اسے دیکھا، شرمندگی سی ہوئی، کتنا برا بھلا کہہ دیا تھا اسے ، اور وہ اس کے لئے تیمور کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا، اتنا برا بھی نہیں تھا

"آئی ایم سوری ایرک "

"میں کب سے ان تین الفاظ کا منتظر تھا "

وہ محظوظ سا مسکرایا

"آئی ایم سوری، میں واقعی بہت غلط بول گئی، تم اچھے ہو، گو بہت زیادہ اچھے نہیں ہو" ایرک کی مسکراہٹ غائب ہوئی" برے بھی ہو، لیکن اتنے برے بھی نہیں ہو کہ میں وہ سب کہتی "

"اصولاً تمہیں مجھ سے زرا ڈھنگ سے معافی مانگنی چاہئے "

وہ یکدم اس کے سامنے رکی

"آئی ایم سوری۔۔۔۔"

ایرک رک کر چند لمحے اسے دیکھتا رہا

"مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے، سب سے پہلے اس انسان سے معافی مانگو جو تمہاری معافی کا سب سے زیادہ حقدار ہے "

"کس سے۔۔۔۔؟ "

"خود سے۔۔۔ "

"میں نے اپنے ساتھ کیا غلط کیا ہے؟ "

"تم نے خود پر رحم کرنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔" وہ اس کے سامنے ٹھہرا کہہ رہا تھا، معطر کے گلے میں کچھ اٹکا "تم تھک جاتی ہو لیکن کسی سے اپنا بوجھ نہیں بانٹتیں، تم تکلیف میں ہو لیکن کسی کو بتاتی نہیں ہو، تم ظاہر کرتی ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہے تم اس پر راضی ہو لیکن تم یہ نہیں کہتیں کہ تمہارا دل کچھ اور چاہتا ہے، تمہارا ذہن سکون چاہتا ہے لیکن تم اپنے ارد گرد کے لوگوں سے یہ نہیں کہہ سکتیں،

تمہارے دل کا ایک حصہ زخمی ہے لیکن تم اسے شفایاب نہیں کرنا چاہتیں، تم نے خود پر رحم کرنا چھوڑ دیا ہے معطر "

وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹکا

"ایسا کچھ نہیں ہے "

"اور تم یہ بھی صرف ظاہر کرتی ہو کہ ایسا کچھ نہیں ہے "

"تم پر ایسی باتیں سوٹ نہیں کرتیں ایرک "

"اگر تم غور کرو تو میں ایک سنجیدہ انسان ہوں "

"تم پر غور کرنے سے بہتر ہے میں کسی جانور پر غور کر لوں "

"شیر بہتر رہے گا"

"تم خود کو شیر سے تشبیہ دے رہے ہو؟ "

"میں شیر کو خود سے تشبیہہ دے رہا ہوں "

وہ اپنی جون میں واپس پلٹ چکا تھا، ساتھ کسی ٹیکسی کو روکا، معطر خاموشی سے اندر بیٹھ گئی، اسے ایرک کو کرایہ دینا تھا، اس کی کافی کے پیسے دینے تھے، اور ۔۔۔ باہر دیکھتے ہوئے چپکے سے نظر گھما کر اسے دیکھا

اللہ کرے اس کی سائیکل وہاں ٹھہری ہو، ورنہ اگر وہ کہتا تھا کہ وہ پورا از لنگٹن اس کے خلاف لے آئے گا تو وہ یہ کر سکتا تھا، وہ اس کی کافی کے پیسے دے سکتی تھی، کرائے کے بھی لیکن اس کی سائیکل کے نہیں

اس کی دل سے کی گئی دعا قبول نہیں ہوئی تھی، وہ لوگ کیفے سے کچھ فاصلے پر رکے تو ایرک کرایہ دیتا فوراً باہر نکلا وہ احتجاج کرنا چاہتی تھی کہ کرایہ اسے دینا تھا لیکن الفاظ زبان پر ہی رہ گئے، ایرک ٹیکسی سے نکلتے ہی رک گیا تھا، معطر کی نظر بے ساختہ اس درخت تلے گئی جہاں وہ اپنی سائیکل کھڑی کر کے گیا تھا اور اس کا دل دھک سے رہ گیا

ایرک کی سائیکل غائب تھی !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆لا

وہ پہلے ہی کسی کو بھی ایئرپورٹ آنے سے منع کر چکے تھے تو لینے کے لئے صرف ڈرائیور ہی آیا تھا، نازنین پورا راستہ اُنگلیاں چٹخاتی تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک نظر تیمور پر ڈال لیتی، اس کے ماتھے کی رگیں پھول ہوئی تھیں، چہرہ سرخ پڑ رہا تھا، پوری فلائٹ کے دوران وہ ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا، یہ خاموشی گھر آنے تک قائم رہی، گاڑی سے نکلتے ہی وہ سیدھا اندر کی طرف گیا، دروازے سے ان کے استقبال کے لئے آتی رضیہ ٹھٹھک کر رکیں، تیمور بنا انہیں سلام کئے، بنا دیکھے سیدھا اوپر گیا تھا، یہ پہلی بار ہوا تھا، تعجب بجا تھا، حیرت جائز تھی

"کیا ہوا ہے اسے؟"

وہ اچھنبے سے نازنین کی طرف آئیں جو بے زاری سے گاڑی سے اتر رہی تھی

انہیں دیکھتی تھکن سے مسکرائی

"کیسی ہیں چچی"

ان کو گلے لگایا

"میں ٹھیک ہوں، لیکن یہ تیمور کو کیا ہوا ہے؟"

اصولاً تو انہیں اس کا حال پوچھنا چاہئے تھا، لیکن بیٹے کی محبت، اس نے ضبط سے گہری سانس لی پھر ایک نظر سامنے نظر آتی سیڑھیوں کو دیکھا، تیمور نے کمرے کا آواز زوردار آواز سے بند کیا تھا

"موڈ خراب ہے۔۔۔ "

"وجہ کیا ہے؟ وہی تو پوچھ رہی ہوں "

"معطر سے ملاقات ہوئی تھی واپسی پر "

وہ لاؤنج میں آتی تھک کر صوفے پر بیٹھی اور ملازمہ کو پانی لانے کا اشارہ کیا، رضیہ اس کے دائیں طرف والے صوفے پر بیٹھ رہی تھیں

"تو؟ اس میں موڈ خراب ہونے والی کیا بات ہے؟ ظاہر ہے تم لوگوں کی وہاں اس سے ملاقات ہونی ہی تھی "

نازنین بمشکل مسکرائی

"جس طرح ہوئی ہے اس طرح کی ملاقات نہیں ہونی تھی "

"کیا مطلب؟ "

"بات یہ ہے کہ جو داغ آپ کو تیمور کی شرٹ پر نظر آرہے ہیں وہ معطر کی طرف سے الوداعی تحفہ ہے "

"الجھاؤ مت مجھے، صاف صاف بتاؤ "

وہ بے زار ہوئیں

"صاف صاف یہ کہ ۔۔۔"اس نے ملازمہ سے گلاس لیتے دانستہ آواز اونچی کی" تیمور نے لندن میں اسے کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا تھا، اس سے پوچھ گچھ کی تو وہ برامان گی اور تیمور پر کافی پھینک دی "

شانے اچکائے، کن اکھیوں سے ساتھ کھڑی ملازمہ کو دیکھا جس کا منہ کھلا تھا ، پھر رضیہ کو جن کا چہرہ حیران لگتا تھا

"لڑکے کے ساتھ؟"

"یہ تو ہونا ہی تھا چچی، اب اکیلی لڑکی کو انگلینڈ بھیجیں گے تو ظاہر ہے وہ وہاں کے ماحول میں ڈھل جائے گی، آپ یقین نہیں کریں گی لیکن وہ بالکل بھی وہ معطر نہیں لگ رہی تھی جو یہاں سے گئی تھی، اس قدر تبدیل ہو گئی ہے، اس کا لباس، انداز، اطوار دیکھ کر میں تو حیران رہ گئی "

''یورپ چیز ہی ایسی ہے، بڑے بڑوں کو بگاڑ دیتا ہے۔۔۔''افسوس سے کہتے سر جھٹکا پھر پانی پیتی نازنین کو دیکھا... ''لڑکا کون تھا؟ ''

''میں نہیں جانتی، تیمور نے ہی دیکھا تھا، ہاں البتہ ایئرپورٹ پر جس لڑکے ساتھ آئی تھی وہ تو کوئی انگریز ہی تھا، تیمور نے شاید کسی اور کے ساتھ بھی دیکھا تھا ''

''انگریز؟ یہ لڑکی کیا کیا کر رہی ہے وہاں؟ ''

''معلوم نہیں چچی، میں تو خود حیران ہوں، یہاں کیسے معصوم بنتی تھی اور وہاں آپ دیکھتیں تو حیران رہ جاتیں ''

''میں تو شروع سے تیمور کی اس کے ساتھ شادی کے خلاف تھی، دیکھتی ہوں زرا اسے ''

وہ اٹھنے لگیں جب نازنین کی آواز پر رکیں

''آپ بیٹھیں میں دیکھتی ہوں، غصے میں ہیں پھر تھک بھی گئے ہیں، آپ سے آ کر مل جائیں گے، آپ کیوں زحمت اٹھا رہی ہیں ''

رضیہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا، کتنی تمیز دار اور بااخلاق بچی تھی، نازنین نے اٹھتے ہوئے ساتھ رکھا بیگ اٹھایا، ایک نظر لاؤنج میں پھرتے ششدر چہرے والے ملازمین پر ڈالی اور سکون سے اوپر کی طرف بڑھی، سیڑھیوں پر ہیل کی ٹک ٹک گونجتی رہی یہاںتکہ وہ اپنے کمرے کے سامنے رکی، ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی، تیمور بیڈ پر بیٹھا تھا، گھٹنوں پر کہنیاں جمائے سامنے گھور رہا تھا، نازنین پریشان چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوئی

"تیمور۔۔۔۔۔ "

وہ جھٹکے سے اٹھا اور اس کی کہنی کو تھاما

"تم نے کال کی تھی معطر کو؟ "

لہجہ غراہٹ میں بدل گیا، نازنین نے تھوک نگلا

"صرف اس سے کہنے کے لئے کہ آپ سے دور رہے، میں انسکیور تھی ۔۔۔۔ "

"بھاڑ میں گئی تمہاری انسکیورٹی۔۔۔ تم نے میری وضاحت کے باوجود اسے کال کی؟ "

نازنین کی کہنی درد کرنے لگی

"تیمور۔۔۔۔ "

"اس عورت نے سینکڑوں لوگوں کے سامنے میرے اوپر کافی پھینکی "اس کا بازوں چھوڑے وہ پیچھے کو ہوا، انداز میں طیش تھا "اس کی اتنی ہمت؟ اس دو کوڑی کی عورت کی اتنی ہمت؟ سمجھتی کیا ہے وہ خود کو؟ "

بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ کمرے میں چکر لگانے لگا

"میں وہی تو کہہ رہی تھی کہ اس میں اتنی ہمت آئی کہاں سے؟ یقیناً اسی لڑکے کی شہہ پر وہ آپ کے سامنے آئی تھی جس کا آپ بتا رہے تھے، یہاں تو بہت محبت کے دعوے کرتی تھی، اتنی جلدی کسی اور سے دل لگا لیا "

تیمور کی آنکھوں میں کرچیاں ابھریں، ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکتے اس نے اپنی گدلی شرٹ کو دیکھا

"وہ اس کا انجام بھگتے گی، بہت برا بھگتے گی "

نازنین چل کر اس کے ساتھ آ ٹھہری

"کچھ غلط مت کیجئے گا تیمور "

"غلط؟ میں اس کے ساتھ وہ کروں گا کہ وہ یاد رکھے گی "

وہ پھنکارا، چہرہ سیاہ پڑنے لگا، معطر کی اتنی جرأت اسے آگ لگا گئی تھی، اس کے سامنے خاک ہو جانے والی عورت اسے جلا کر گئی تھی، طیش تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا

"کیا کریں گے؟ "

اس نے پریشانی سے تیمور کو دیکھتے پوچھا

"اس نے مجھ پر کافی کے نہیں خود پر ذلت کے چھینٹے ڈالے ہیں "

"وہ آپ کی سابقہ منگیتر ہے "

نازنین کا چہرہ تشویش زدہ ہو گیا

"ہر تعلق ختم، اسے پاکستان آنے دو، اگر وہ نہیں آئی تو میں واپس لانا جانتا ہوں ،اور پھر میں وہ کروں گا کہ وہ یاد رکھے گی"

"کیا کریں گے؟ "

جھٹکے سے سیدھا ہوتے اس نے نازنین کو دیکھا

"اسے اس کے باپ کی نظروں میں منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑوں گا میں ،

جس باپ کے لئے وہ مجھے نخرے دکھا رہی تھی ،اسی باپ کی نظروں میں گراؤں

گا اسے "

طیش بھرے انداز میں کہتے وہ دھاڑ سے واش روم کا دروازہ کھولتا اندر بڑھ گیا

،نازنین کے پریشان چہرے پر سکون اترا، گلے سے سٹالر نکالتے بیڈ پر رکھا اور

سکون سے وہاں بیٹھی

لندن کے ٹھنڈے موسم کے بعد پاکستان کا گرم موسم زہر لگ رہا تھا، حالانکہ

یہاں پر بھی سردیاں ہی تھیں، لیکن پھر بھی یورپ مثل جنت شے تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایرک کو کیا ہوا ہے ؟ "

اس نے سر اٹھا کر مایا کو دیکھا پھر نظر کونے پر گئی، بالکل آخری کرسی پر وہ بیٹھا تھا، پاؤں لمبے کر کے میز پر رکھے تھے، نیم دراز، سر کرسی پر ٹکا رکھا تھا، آنکھوں پر پی کیپ پڑی ہوئی تھی

"کیا ہوا ہے؟"

"بیس منٹ سے ایسے ہی پڑا ہے وہاں، سائیکل نہیں ملی اس کی ابھی تک؟"

"نہیں ملی۔۔۔"

اس نے نظریں چراتے سر پر پہنی مخصوص کیپ درست کی

"بچارا۔۔۔کتنے دکھ میں ہے"

مایا کے چہرے پر افسوس ابھرا، معطر نے ایک بار پھر ایرک کو دیکھا، وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں لیٹا تھا

بچارا؟؟؟؟اس بچارے نے ایک سائیکل کے لئے پورا ازلنگٹن سر پر اٹھا رکھا تھا، یونیورسٹی میں ہر ایک سٹوڈنٹ اس کی سائیکل چوری سے واقف ہو گیا تھا، چند ایک نے باقاعدہ افسوس بھی کیا تھا، حالانکہ ایرک کو یقین تھا کہ یہی افسوس کرنے والے سب سے زیادہ خوش ہوں گے، اس نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سوشل

میڈیا پیجز پر پوسٹ کروائی تھی کہ جسے اس کی سائیکل ملے وہ ایرک سے رابطہ کرے، انعام کا لالچ بھی دے دیا تھا، انعام کی رقم دیکھتے اس نے افسوس سے سر ہلایا، جتنی رقم کا لالچ وہ دے رہا تھا اتنے میں کسی نے سائیکل کو اپنے سامنے دیکھ کر بھی نظر انداز کر دینا تھا، بلکہ جسے سائیکل ملتی وہ بیچ کر اس کی رقم اپنے پاس رکھ لیتا، آج صبح آتے ہوئے معطر نے اخبار میں اس کا کالم تک دیکھ لیا تھا، اس نے سائیکل چوروں کو ملکی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دیتے ہوئے پولیس سے ان کے خلاف ایکشن کی درخواست کی تھی، اور اب وہ اپنی گمشدہ سائیکل کا سوگ منانے کے لئے یہاں لیٹا ہوا تھا

وہ ایک کافی کا کپ لیتی اس کی میز تک آئی، ماتھے پر کیپ درست کی اور تھوک نگلا

"ہیلو ایرک،۔۔۔۔ "

"ہیلو معطر۔۔۔میں تمہاری آواز سن چکا لیکن میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا، اپنی پاکستانی شکل گم کرو یہاں سے "

اس نے ضبط کرتے کافی میز پر رکھی

"میں تمہیں کافی دینے آئی تھی "

"کیا میں نے منگوائی تھی ؟ "

"تم بنا مانگے ملنے والی چیزوں سے کب سے انکار کرنے لگے ؟ "

"میں لالچی ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ اپنی ہزاروں پاؤنڈز کی سائیکل پر چند پاؤنڈز کی کافی قبول کروں "

اس نے کیپ ہٹا کر معطر کو دیکھا، بال ماتھے پر بکھرے تھے، نیلی جینز پر سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی

"میں سائیکل کے لئے دے بھی نہیں رہی، یہ تمہاری کافی ہے جو میں نے ایئرپورٹ پر تمہارے ہاتھ سے لی۔۔۔ "

" جھپٹی۔۔۔ "

" جھپٹی تھی۔۔ "

اس نے ضبط سے تصحیح کرتے ہاتھ میں تھامے پاؤنڈز میز پر رکھے

"تمہارا ادا کیا گیا کرایہ "

"تم مجھے اتنا گرا ہوا سمجھتی ہو کہ میں تم سے کرایہ واپس لوں گا؟ "

افسوس سے اسے دیکھا

"کیوں؟ کیا تم اپنی سائیکل کی رقم نہیں لینا چاہ رہے؟ "

"اس کی قیمت جانتی ہو؟ "

"جانتی ہوں۔۔۔اسی لئے ادا نہیں کر سکتی "

کاندھے اچکائے

"وہ تمہاری وجہ سے گم ہوئی تھی، تم نے ایک جملہ افسوس کا بھی نہیں کہا "

"مجھے افسوس ہے، لیکن وہ میری وجہ سے ہر گز گم نہیں ہوئی تھی "

"میں تمہارے پیچھے گیا تھا، نا جاتا تو میری سائیکل چوری نا ہوتی "

"تم میرے پیچھے نہیں ساتھ گئے تھے، اور اپنی مرضی سے گئے تھے، مجھ پر اپنے نقصان کا الزام مت لگاؤ "

وہ خفا ہوئی، دو دن سے ایسی شکل بنا کر گھوم رہا تھا کہ اسے بچارے پر ترس آنے لگا تھا حالانکہ اسے یقین تھا کہ وہ خود کو زبردستی دکھی ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے

"خود پر تو میں لگانے سے رہا الزام۔۔۔" اس نے کافی اٹھا کر لبوں سے لگائی"

تمہیں اندازہ نہیں ہے وہ کتنی قیمتی تھی "

"بس بھی کرو، اتنی کھٹارہ سائیکل تھی، چلتی تھی تو از لنگٹن کی سڑکیں اس سے پناہ مانگتی تھیں "

"تم قیمتی اور مہنگی چیزوں میں فرق نہیں کر سکتیں، وہ قیمتی تھی، مہنگی نہیں "

"ملکہ برطانیہ کے زمانے کی تھی؟ "

وہ آنکھیں گھمانے لگی پھر رک گئی، یہ تو ایرک کی عادت تھی

"وہ ایرک کیان کی سائیکل تھی، میں مستقبل میں جب BBC پر انٹرویو دیتا تو مجھے انہیں بتانا تھا کہ کس طرح میں اپنی پرانی سائیکل پر یونیورسٹی جاتا تھا اور کس طرح جدوجہد کر کے میں نے اپنی پڑھائی مکمل کی "

وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی

"تمہیں سائیکل کے جانے کا غم اسی لئے ہے کیونکہ تم نے اس کی کہانیاں BBC پر سنانی تھیں؟ "

"اور کیا؟ یوں مت ظاہر کرو کہ یہ چھوٹی بات ہے، تم نہیں جانتیں میں نے انٹرویو کے ڈائیلاگز تک ڈیسائڈ کر لئے تھے "

وہ پاؤں نیچے اتارے اب اطمینان سے کافی پی رہا تھا

" چچ تمہاری محنت ضائع ہو گئ "

"ایسی بات بھی نہیں ہے۔۔۔" گھونٹ بھرتے پیچھے کو ٹیک لگا کر اسے دیکھا" کہیں نا کہیں میرا فائدہ اس چیز میں بھی ہے، کیا تم سوچ سکتی ہو کہ سائیکل پر سفر کی داستان سنانے کی بجائے اگر میں پیدل سفر کرنے کی داستان سناؤں تو یہ کتنا متاثر کن ہو گا؟ میں عنقریب وہ انسان بننے والا ہوں جس کی کہانیاں مائیں اپنے بچوں کو سنائیں گی کہ ایرک کیان کی طرح علم کی پیاس رکھو "

"سٹوڈنٹ کارڈ پر تیس فیصد ڈسکاؤنٹ کے ساتھ تو کوئ اور ٹیوب پر سفر کرتا ہے نا؟ "

"کیا تم جل رہی ہو؟ بہت بری بات ہے "

"تم سے جلنے سے بہتر ہے میں جل ہی جاؤں "

"تم ایک اچھی لڑکی ہو اگر ذرا سا اپنی زبان پر کنڑول کر لو تو زیادہ اچھی لگو گی "

"کہہ کون رہا ہے ؟ "

"وہی جو جرنلزم کر رہا ہے ، سن کون رہا ہے ؟ "

"وہی جس نے انگلش میں ماسٹرز کیا ہے "

ایرک نے ابرو اچکائے

"پھر یہاں کیوں جاب کر رہی ہو ، کسی اچھی جگہ جاؤ ؟ "

" میرے معاملات میں زیادہ دلچسپی مت لو "

"تمہارے معاملات بذات خود دلچسپ ہیں ، میں بی بی سی پر پاکستان کی معطر صبا کی داستان ضرور سناؤں گا جسے مسئلوں میں پھنسنے کا شوق تھا"

وہ اسے گھورتی رہی

"کس قدر عجیب ہو تم "

"کس قدر خوش نصیب ہو تم کہ مجھ عجیب سے ملاقات ہوئی تمہاری "

"اور اس خوش نصیب کو جو دھمکیاں تم نے دی تھیں کہ پورا از لنگٹن میرے خلاف لے آؤ گے تو مجھے تمہارے پیچھے وہ از لنگٹن نظر کیوں نہیں آ رہا؟ "

"تم نے دو دن پہلے تازہ تازہ مجھے سوری کہا ہے "

"میری طرف سے اجازت ہے تم چاہو تو دوبارہ مجھ سے ناراض ہو سکتے ہو "

"پھر تم دوبارہ سوری کرو گی "

"میں اس بار یہ حماقت نہیں کروں گی "

ایرک کچھ کہنے لگا تھا جب پیچھے سے کسی کی آواز ابھری

"السلام علیکم "

معطر دھیرے سے پلٹی، پیچھے سنان ٹھہرا تھا، سیاہ پینٹ پر سرمئی شرٹ، لمبا لوٹ پہنے، چہرے پر نرمی لئے

"یہ سلامتی میرے لئے تو ہر گز نہیں تھی، تم دونوں حیران مت ہونا، مسلمان سٹوڈنٹس کے ساتھ پڑھ کر سلام کا مطلب تو آ ہی جاتا ہے"

وہ دونوں حیران تھے بھی نہیں، سنان نے صرف ایک نظر ایرک پر ڈال کر اسے نظر انداز کیا تھا اور معطر سنان کو نظر انداز کرتی ایرک کی طرف پلٹی

"جو کافی تم پی چکے ہو وہ تم سے لی گئی۔۔۔۔۔ "

"چھینی کر لی گئی۔۔۔ "

"چھین کرلی گئی کافی کے عوض تھی،اور یہ رقم کرایہ، سائیکل کے پیسوں کی توقع مت رکھنا، وہ تمہاری خود کی حماقت تھی،اس لئے آئندہ کسی جگہ پر مجھے طعنے مارتے نظر مت آنا "

"اگر میں یہ رقم نالوں تو؟ "

"یہیں پڑے رہے گی۔۔۔ تمہاری مرضی "

وہ واپس پلٹنے لگی جب ان کے بات سنتے سنان نے اسے پکارا

"ہم بات کر سکتے ہیں؟ "

"نہیں۔۔۔ "

سنان کا چہرہ تاریک پڑا

"دو منٹ صرف "...

"یہ میرا ڈیوٹی ٹائم ہے سنان "

"آپ کا ڈیوٹی ٹائم ختم ہونے والا ہے، بیس منٹ بعد۔۔۔"اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ٹائم دیکھا پھر نظر اٹھا کر اسے "میں باہر ملوں، امید ہے آپ مجھے سنے بغیر نہیں جائیں گی "

وہ نرمی سے کہتا پلٹ گیا، معطر گہری سانس لے کر رہ گئی، اس دن کے بعد سے وہ سنان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی، تیمور کے اس پر لگائے گئے الزامات، سنان کے سامنے ہتک کا احساس، شرمندگی تھی کہ جانے کیا جو اسے سنان سے دور رہنے پر مجبور کر رہی تھی

"کیا تم مجھے اردو سکھا سکتی ہو؟ "

اس نے رخ موڑ کر ایرک کو دیکھا

"کیوں؟ "

"کیا یہ میری برائیاں کر کے گیا ہے؟ تم اگلے دن آکر پھر کہہ رہی ہو گی ایرک کیان مجھ سے دور رہو، میں سنجیدہ ہوں، تم برے انسان ہو، میں بتا دوں میں بہت برا ہوں اور اس بار میں واقعی برا بن کر دکھاؤں گا "

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر ہلکا سا ہنس دی

"تم واقعی بہت عجیب ہو ایرک "

وہ آگے جا رہی تھی، لمحہ بھر کو اس کی چوڑیوں کا ساز فضا میں بکھرا، ایرک کی نظر اس کی کلائی پر گئی، پھر میز پر رکھی رقم پر، پھر وہ سیدھا ہوا اور کپ لبوں سے لگایا

"اس کے یہ ہتھیار واقعی خطرناک ہیں، ہوشیار رہو ایرک "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے سوچا وہ بہت تیزی سے اسٹیشن کی طرف جائے گی تا کہ سنان سے ملاقات نا ہو سکے لیکن وہ باہر ہی ٹھہرا تھا تو سوچ سوچ تک ہی رہ گئ

"میں صرف آپ کے چند منٹ لوں گا معطر "

"میں اپنے چند منٹ نہیں دے سکتی، مجھے پہلے ہی دیر ہو چکی ہے "

"میں لفٹ دے سکتا ہوں "

"ضرورت نہیں ہے "

وہ سنجیدگی سے اسٹیشن کی طرف جا رہی تھی جب وہ اس کے سامنے آیا، معطر کے قدموں کو بریک لی

"آپ مجھے نظر انداز کرنا چاہ رہی ہیں، میں پوچھ نہیں رہا، آپ یقیناً یہی کرنا چاہ رہی ہیں "

وہ یہی کرنا چاہ رہی تھی

"مجھے دیر ہو رہی ہے سنان، راستہ چھوڑ دیں "

"میں راستے میں آنے والا مرد نہیں ہوں لیکن میں صرف یہ جاننا چاہ رہا ہوں کہ اس دن آپ کو میرا تیمور کا گریبان پکڑنا برا لگا تھا؟ "

پہلی بار، پہلی بار اس نام پر اس کے اندر کچھ نہیں ابھرا تھا، نا کوئی خوش نما خواب، نا اذیت ناک خیال

"آپ اسے میرے سامنے تھپڑ بھی مار دیتے مجھے کوئی فرق نا پڑتا "

"پھر آپ مجھے نظر انداز کیوں کر رہی ہیں؟ "

"کیا آپ پچھلے چار پانچ دن سے مجھے نظر انداز نہیں کر رہے تھے؟۔۔۔میں نے تو یہ سوال نہیں پوچھا تھا "

وہ لمحہ بھر کو چپ رہ گیا

"میرے پاس وجہ تھی۔۔۔ "

"میرے پاس بھی ہے "

"جان سکتا ہوں کیا؟ "

"انجان رہیں، جاننا آپ کے لئے فائدے کا باعث نہیں ہوگا "

اس نے پھر سے قدم آگے بڑھا دیئے

"آپ کے والد کو کینسر ہے ؟ "

وہ گہری سانس لیتی پلٹی

"آپ ہمدردی کا اظہار کرنا چاہ رہے ہیں تو ضروت نہیں ہے، ترس دکھانا چاہ رہے ہیں تو میں قابل ترس نہیں ہوں، سوال تھا تو ہاں انہیں کینسر ہے "

"نا یہ ہمدردی تھی نا ترس۔۔۔۔"وہ چلتے ہوئے اس کے سامنے آرکا"یہ فخر تھا، یہ متاثر ہونا تھا، مجھے آپ کی بہادری پر فخر ہوا تھا، مجھے آپ کی ہمت نے متاثر کیا تھا "

معطر کو اس جواب کی امید نہیں تھی، وہ کچھ دیر کو بالکل چپ رہ گئی

"آپ دل رکھ رہے ہیں ؟ "

"دل میرے پاس رہا ہی کب ہے "ہلکی آواز میں کہتے وہ سر جھٹکتے کچھ بے بسی سے مسکرایا پھر اسے دیکھا"میں تعریف کر رہا ہوں، مجھے پاکستان کے لاہور سے آنے والی معطر صبا کی ہمت نے متاثر کیا تھا، مجھے اس کے عمل نے متاثر کیا تھا، میں نے سوچا اور جانا کہ آپ نے گھر بیٹھ کر ساری ذمہ داری اپنے گھر کے مردوں پر نہیں ڈالی، آپ نے رو کر خود کو حالات کے دھارے پر نہیں چھوڑا،

آپ لڑیں، ممکن ہے گری بھی ہوں لیکن تھکی نہیں ہیں، میں اعتراف کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے متاثر کیا ہے "

وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہہ رہا تھا، معطر کے گلے میں گلٹی ابھری، گری تھی؟ وہ بہت بار، بہت بری طرح گری گی، گہری سانس لیتے اس نے سنان کو دیکھا، پھر نظر پیچھے گئ

"میری بس چلی گئ "

وہ بے ساختہ پلٹا، سرخ رنگ کی ڈبل ڈیکر بس ابھی نکلی تھی، بالوں میں ہاتھ پھیرتے سنان نے معذرت خواہانہ نظروں سے اسے دیکھا

"میں صرف آپ کی بہادری کی تعریف کر رہا تھا "

"کر لی ہو تو میں جاؤں؟ "

"کیسے جائیں گی؟ میں گاڑی پر چھوڑ دیتا ہوں "

"میں چلی جاؤں گی "

"میں آفر کر رہا تھا، آپ اگر مجھ پر یقین نہیں کرتیں تو۔۔۔ "

معطر نے اس کی بات کاٹ دی

"اگر آدھی رات کو آپ کو اپنی مدد کے لیے بلایا تھا تو ظاہر ہے آپ پر یقین ہی تھا، لیکن جانتے ہیں سنان۔۔۔"اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ سینے پر باندھے، چہرہ یوں تھا جیسے دنیا کا کوئی غم لاحق نا ہو"میں جان گئی ہوں کہ اگر میری بس چھوٹ جائے تو میرے پاس ٹیوب کا راستہ بھی ہے بجائے کسی سے لفٹ لینے کے، میں جان گئی ہوں کہ میرے مسئلے حل کرنے کے لئے ہر مرتبہ کوئی نہیں آئے گا، مجھے اپنے لئے خود لڑنا ہو گا، میں نے سوچا اور جانا کہ اس دن آپ کو کال کرنے کی بجائے مجھے اپنی گردن اٹھا کر مضبوطی سے چلنا چاہئے تھا ، کوئی مجھے ہاتھ لگاتا تو میں اپنے ہاتھ سے اس کا ہاتھ توڑ دیتی، ایرک نے جاب سے نکلوایا تھا تو مجھے خاموشی سے وہ جگہ چھوڑنے کی بجائے وہ جگہ اس پر گرا کر آنی چاہئے تھی، تیمور حیدر نے چھوڑا تھا تو مجھے اس کی پہنائی گئی انگوٹھی اس کے منہ پر مار کر آنی چاہئے تھی، لیکن ٹھیک ہے، میں اب یہ سب کر سکتی ہوں، کسی سنسان گلی میں کبھی دوبارہ کوئی ملا تو میں اپنے پاس اب چھری رکھتی ہوں، کوئی میری جاب پر نظر رکھے گا تو مجھے اب اس کی آنکھیں چھیننا آتی ہیں اور رہی بات انگوٹھی کی تو اسی منہ پر کافی پھینک کر آرہی ہوں میں "

وہ چپ ہو گئ، سنان سنتا رہا

"آپ کے ارد گرد کے لوگ آپ کی مدد کے لئے ہی ہوتے ہیں معطر "

"نہیں ہوتے، میں نے یہ بھی جان لیا ہے کہ دن کے اختتام پر ہمارے پاس صرف ایک شخص بچ جاتا ہے اور وہ ہم خود ہیں، ہمارے علاوہ ہر شخص ہمیں چھوڑ جاتا ہے۔۔۔۔ میں نے یہ بھی جان لیا ہے کہ مجھے شہزادی نہیں ملکہ بننا ہے، مجھے اپنے مسئلے خود حل کرنے ہیں، کسی شہزادے کا انتظار نہیں کرنا۔۔۔۔"اس نے آنکھیں بند کر کے ایک سانس فضا کے سپرد کی پھر سنان کو دیکھا"آپ کی آفر کا شکریہ "

وہ گلے میں موجود مفلر ٹھیک کرتی آگے بڑھ گئ، اینجل اسٹیشن سے ٹرین نکلنے میں تقریباً پانچ منٹ تھے، اسٹیشن دو منٹ کے فاصلے پر تھا، وہ تیز قدموں سے چلتے بنا پیچھے دیکھے آگے بڑھتی گئ، آئسٹر کارڈ (oyster card) کو سینسر پر رکھا اور ٹرین میں سوار ہو گئ، آئسٹر سفید اور نیلے رنگ کا کارڈ تھا جو عموماً ٹیوب اور میٹرو بسوں پر سواری کے لئے استعمال ہوتا تھا، یہ خود کار طریقے سے کرایہ کاٹ

لیتا تھا اور آپ کو بار بار ٹکٹ لینے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی تھی، ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک داخل ہوتے اور اترتے وقت اسے اسے سنسر پر

خوش قسمتی رش آور نہیں تھا تو سیٹس خالی تھیں، وہ سامنے ہی سیٹ پر بیٹھ گئی، ہاتھ میں موبائل تھا جس سے مبشرہ کو جواب دے رہی تھی، اس کے پاس خواہشات کی لمبی لسٹ تھی، عون کے پاس شکووں کی، مبشرہ کو کوئی جواب دیتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ کوئی تھوڑے سے فاصلے پر ساتھ آکر بیٹھا تھا، اس نے سرسری سی نظر اٹھا کر دیکھا پھر نظر موبائل پر جمادی، پھر کوئی احساس ہوا، ٹائپنگ کرتی انگلیاں تھمیں، نظر دھیرے سے دوبارہ اٹھائی

وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے ساتھ بیٹھا تھا

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ "

"میری گاڑی خراب ہو گئی تھی "

معصومیت سے کہا

"ایسے کیسے خراب ہو گئی؟ "

"یہ تو گاڑی یا مکینک کو معلوم ہو گا، میں مکینک نہیں ہوں، نا میری گاڑی بات کر سکتی ہے "

"آپ گاڑی کے پاس ٹھہریں پھر، چوری ہو جائے گی "

ایرک کے بعد وہ اس کی گاڑی چوری ہونے کا الزام اپنے سر نہیں لینا چاہتی تھی

"اگر وہ چوری ہو گئی تو میں الزام آپ پر نہیں لگاؤں گا، نا اس کے پیسے مانگوں گا "

"آپ ہم دونوں کی باتیں سن رہے تھے؟ "

اسے صدمہ ہوا

"جان بوجھ کر نہیں۔۔۔یوں ہی سنائی دے گئیں اور صبح ایرک کا کالم دیکھا تھا اخبار میں "سر جھٹکا" کیسے چوری ہوئی سائیکل؟ "

یوں ہی بات کو طول دینا چاہا، ٹیوب دس منٹ تک اگلے اسٹیشن پر پہنچ جاتی، دس منٹ ہی صحیح، چند لمحے ہی صحیح

"درخت کے نیچے ٹھہرا کر محترم چلے گئے اب الزام مجھ پر لگا رہا ہے، میں نے تھوڑی کہا تھا میرے ساتھ ایئرپورٹ جانے کو "

خفگی سے کہتے موبائل پر آتا میسج پڑھا، مبشرہ کی لسٹ کچھ زیادہ ہی طویل ہوتی جارہی تھی

"آپ تیمور سے ملنے گئی تھیں ایئرپورٹ؟ "

اس نے سر اٹھایا، بس ایک نظر، ایک سنجیدہ سی نظر اور سنان نے احتیاطاً ہاتھ اٹھائے

"آپ سوال نظرانداز کر سکتی ہیں، تھپڑ کی بجائے یہ زیادہ مناسب رہے گا "

وہ احتیاطاً تھوڑا سا دور ہوا، جیسے وہ واقعی گویا اسے تھپڑ مارنے والی تھی، چند لمحے خاموشی سے سرک گئے، وہ سر جھٹکتے دوبارہ موبائل پر جھک گئی تھی اور وہ ارد گرد دیکھتا سوچ رہا تھا کہ اس کے علاوہ کون سا موضوع تھا جس پر وہ بات کر سکتا تھا؟

"میں اسے الوداع کرنے گئی تھی۔۔۔ "

سنان نے دھیرے سے رخ موڑا، وہ اب بھی موبائل پر دیکھ رہی تھی، لیکن مخاطب وہی تھا

"ہمیشہ کے لیے؟ "

"ہمیشہ کے لئے "...

سر اٹھا کر سامنے دیکھا، کوئی نیا جوڑا ساتھ بیٹھا تھا، لڑکی مسلسل موبائل پر مسکراتے ہوئے کچھ دیکھ رہی تھی اور لڑکا اسے

"آسان تھا؟"

"اس نے بنادیا۔۔۔ خود کو میرے دل سے جانے دیا، مجھے افسوس ہے میں نے اسے دل میں آنے ہی کیوں دیا تھا "

"آپ کا قصور نہیں ہے، محبت پر اختیار نہیں ہوتا "

سنان کہ نظر اس کی کلائی پر گئی، ان چوڑیوں کا شور آج بھی اس کے دل پر بھاری تھا

"محبت کے بعد جو کریں اس پر ہوتا ہے، مجھے خود کو اس کے لئے نہیں رولنا چاہئے تھا، اسے لگا میں اس کی غلام ہوں، وہ کہے دن تو ہاں یہ دن ہی تھا، رات تو رات ہی ہے، میں ڈرتی رہی کہ اسے کھو دوں گی، غلط ڈرتی رہی، جس دن اس نے میرے باپ کے خلاف پہلی بار بات کی تھی مجھے اسی دن اسے چھوڑ دینا

چاہئے تھا، لیکن شاید یہ تب آسان نا ہوتا، محبت اتنی آسانی سے ختم نہیں کی جاسکتی "

"ٹھیک کہہ رہی ہیں محبت اتنی آسانی سے ختم نہیں کی جاسکتی "

سر ہلایا، نہیں کی جاسکتی تھی، اس نے مان لیا تھا

"بھلائی بھی نہیں جاسکتی، میں اسے یاد رکھوں گی لیکن برے حوالے کے طور پر ،اس کا ذکر آئے گا تو میں نہیں مسکراؤں گی، وہ نظر آئے گا تو میں اسے نظر انداز کردوں گی، ایسے ہے تو ایسے ہی ہے، میں اسے الوداع کر چکی ہوں "رخ اس کی طرف موڑا "آئی ایم سوری کہ اس نے میرا نام آپ کے ساتھ جوڑا "

سنان نے نظر اس کے چہرے پر سے ہٹالی، اس کے ساتھ نام جوڑا تھا؟

"یہ اس کی سوچ تھی، آپ بے فکر رہیں "

"غلط سوچ تھی، مجھے شرمندگی ہے کہ وہ ان سب میں آپ کو لے آیا "

"مسئلہ میرا نہیں ہے، آپ کا ہے، وہ پاکستان میں آپ کے لئے مشکلات کھڑی کرے گا معطر "

"جانتی ہوں، میں جانتی ہوں اب زندگی آسان نہیں رہے گی لیکن میں تیار ہوں، تیمور حیدر سے اب میں ہر گھٹیا پن کی امید رکھتی ہوں "

"میں کچھ مدد کر سکتا ہوں آپ کی؟ "

پورے دل سے آفر کی

"آپ کیا مدد کریں گے؟ یہ میری جنگ ہے مجھے خود لڑنی ہے، آپ پہلے ہی بہت مدد کر چکے ہیں مزید نہیں "

وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

"مجھے اچھا لگا کہ آپ نے اپنے دل کی بات مجھ سے کہی "

ٹیوب رک رہی تھی، معطر نے ساتھ پڑا بیگ اٹھاتے اسے دیکھا

"میں اپنے دل کی بات آپ سے نہیں کہہ رہی تھی میں صرف اپنی پوزیشن کلیئر کر رہی تھی، میں یہ بتا رہی تھی کہ آپ چاہیں تو تیمور حیدر کو دریائے راوی کے سپرد بھی کر دیں وہ میرے لئے غیر اہم ہے،اور غیر اہم شخص کے لئے میں وہم نہیں پالا کرتی، دل کی بات کیوں کروں گی آپ سے میں؟ "

نرمی سے مسکراتے ہوئے وہ اٹھی، انداز ایسا تھا کہ سنان کو برا نہیں لگا تھا، یا شاید اسے لگ ہی نہیں سکتا تھا، وہ بیگ اٹھا کر اس کے سامنے سے گزر رہی تھی، سیاہ لباس پر سیاہ گھٹنوں تک آتا کوٹ جس کے لمبے بازوں نے اس کی چوڑیوں کو چھپا لیا تھا، ان چوڑیوں کا ساز اب بھی بج رہا تھا، وہ ساز اب بھی بنجارے کو کھینچ رہا تھا

"آپ اپنے دل میں نئی محبت کو جگہ دے سکتی ہیں؟ "

وہ جاتے جاتے رکی، وہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا، ٹیوب خالی ہو رہی تھی

"عرصے تک نہیں، ایک شخص ہر شخص کی محبت سے بے زار کر گیا ہے، ایک بار کی محبت ہر محبت سے ڈرا گئی ہے، دل کو اب کسی دل کی خواہش نہیں رہی، آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ نہیں میں دوبارہ محبت نہیں کروں گی "

وہ آگے بڑھ گئی، چند منٹ کے لئے ساتھی بننے والے مسافر کو شاید کہیں اور جانا تھا تو وہ اس کے ساتھ نہیں اترا تھا، اسے اب اس کے ساتھ چلنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، وہ اب از لنگٹن کی گلیوں میں چلتے ہوئے خوفزدہ محسوس نہیں کرے گی، اس کے پیچھے ٹیوب کے دروازے بند ہو رہے تھے، بند ہوتے دروازے کے پار شخص وہیں بیٹھا تھا، اسے واپس پہنچنا تھا، لیکن اب اس کا چہرہ پر سکون تھا

وہ دوسری بار محبت نہیں کرنا چاہتی تھی، اور وہ پہلی بار محبت کرنے پر راضی تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کوزی مگ کے کاؤنٹر کے عین سامنے دائیں طرف علیحدہ بنے حصے میں چار پانچ ٹیبلز کو جوڑ کر ایک لمبی نشست بنادی گئی تھی، ارد گرد ڈھیروں کرسیاں، ڈھیروں کرسیوں پر بیٹھے چند سٹوڈنٹس، جن کے ہاتھ میں کتاب اور سامنے لیپ ٹاپ پڑے تھے، بھنبھناہٹ کی آواز کبھی کبھی شور میں بدل جاتی، وہ کیفے کی سائیڈ پر بنا الگ کمرے جیسا ہال تھا جہاں ان سب نے ڈیرہ جمار کھا تھا، ہر ایک پر جوش اور تھکا ہوا ساتھا سوائے اس ایک کے جو سربراہی کرسی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔۔ سویا تھا

لیپ ٹاپ سامنے رکھے کتاب پر رکھا سر، اس شور میں بھی وہ سکون سے سے نیند کر رہا تھا، مایا اور وہ پانچ چکر لگا کر دس کافی کے کپ دے چکی تھیں، وہ ایک کپ پی کر سو گیا تھا

"ایرک کو جگاؤ۔۔۔ "

سربراہی کرسی پر بیٹھی ایوا نے ایرک کے ساتھ بیٹھے جمی کو مخاطب کیا

"جنگ عظیم شروع کرنے کا اچھا طریقہ ہے "

"ڈر کیوں رہے ہو؟اس کے بال پکڑو اور کھینچ دو "

"کیا تم بھول گئے پچھلی مرتبہ اس حرکت کے بعد تمہارے سر کے سارے بال صبح اٹھنے پر غائب تھے؟ تم مجھے یہ مشورہ دے کر کون سی دشمنی نکال رہے ہو ہیری؟ "

"تم اٹھا رہے ہو یا میں واقعی تمہارا دشمن بنوں؟ میں اس کے حصے کا کام ہرگز نہیں کروں گا، چاہے یہ اپنے کیمرے سے کوئی بھی تصویر نکال لائے "

جمی نے بڑبڑا کر کچھ کہتے ایرک کو آواز لگائی

"ایرک۔۔۔۔ "

وہ سویا رہا

"تم سو کر دنیا پر احسان کر رہے ہو، لیکن فلوقت اس احسان کی ضرورت نہیں ہے، اٹھو "

"کیا تمہیں سائیکل کا صدمہ زیادہ لگ گیا ہے؟ "

"کوئی اسے جگاؤ، کیا اس کا کام بھی ہم کریں گے؟ "

"اسے جگانے کے لئے بر منگھم پیلس کے گارڈ بلا کر لاؤ، یہی آخری حل ہے"

نا اس نے جاگنا تھا نا وہ جاگا، یہ لڑکا اتنی نیند کہاں سے لاتا تھا؟ پھر جمی نے اس کے سر پر موجود بالوں کو کھینچا، اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں پھر نظریں اٹھا کر بال کھینچنے والے کو گھورا

"اپنے ہاتھ قابو میں رکھو، ورنہ میں اپنے ہاتھوں پر قابو نہیں رکھ پاؤں گا "

"تم اپنے حصے کا کام دوسروں پر ڈالنا چاہتے ہو؟ "

"دوسروں کے حصے کا کام دوسرے کرلیں بہت ہے "

"اٹھ جاؤ ورنہ ہم مصیبت لے آئیں گے "

"تم پہلے مصیبت لے آؤ میں اٹھ جاؤں گا "

وہ سر دوبارہ کتاب پر رکھنے لگا، کھینچنے والے نے دوبارہ بال کھینچے، جس کے ہاتھ قابو میں نہیں آتے تھے اس نے ہاتھوں کا مکا بنا کر جمی کے پیٹ میں مارا

"تم کس قدر گھٹیا ہو ایرک "

وہ کراہا

"میں واقعی ہوں، اس لئے زبان کو اور ہاتھوں کو لگام دو "

"خاموش۔۔۔۔ایرک سنجیدہ ہو جاؤ، دو دن ہیں صرف ہمارے پاس "

سربراہی کرسی پر بیٹھی ایوا نے ان دونوں کو گھورا تو وہ دونوں چپ ہو گئے لا محالہ ایرک کو جمائی روکتے کتاب کو نگاہوں کے سامنے رکھنا پڑا، چند لمحے کتاب کو آنکھیں سکیڑ کر گھورا پھر آنکھیں کھول کر دیکھا، یہ سب کیا لکھا تھا؟ کیا یہ پڑھنا تھا؟ کیا یہ پڑھ کر پیپر بھی دینا تھا؟

"ایرک۔۔۔تم نے ملک کا انتخاب کر لیا؟ "

"اس کے لئے ساؤتھ افریقہ بہتر رہے گا، افریقہ میں جنگلات بہتر رہیں گے، یہ واقعی اچھا رہے گا اسے افریقہ کے جنگلات بھیج دو "

"ہیری۔۔کیوں ان جنگلات کو تباہ کرنا چاہتے ہو؟ "

"میں باقی دنیا پر ترس کھا رہا ہوں "

" باقی دنیا کو ہم پر ترس کھانا چاہئے کیونکہ ایرک نامی مصیبت کو ہم پر نازل کیا گیا ہے "

نازل شدہ مصیبت نے منہ پر رکھ کر جمائی روکی، یوں جیسے اسے ان سب جملوں کی عادت تھی

"بس بھی کرو۔۔۔۔ایرک کس ملک پر لکھ رہے ہو؟"

ایوا اکتائی

"میں نے انتخاب کرلیا ہے۔۔۔"اس نے کرسی پر پیچھے کو ہوتے سامنے کاؤنٹر پر ٹھہری معطر کو دیکھا"میں پاکستان پر لکھ رہا ہوں "

آواز اونچی تھی، جس کو سنانا مقصود تھا اس نے سن کر سر اٹھایا، وہ پورے دل سے مسکرایا، معطر صبا نے پوری آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا

"تم شیور ہو؟ "

"اسٹامپ پیپر پر لکھ کر دوں؟ "

"پاکستان پر کیا لکھو گے؟ "

ایرک نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"وہی جو تم انڈیا پر لکھو گے، جو جیمز امریکہ پر، ہیری یوگانڈا پر، رائن ناروے پر لکھے گا "

کاندھے اچکائے

"ان ممالک میں دہشت گردی پر لکھنے کے لئے کچھ نہیں ہے "

کافی کی ٹرے لاتی معطر رکی، سب کی نظر بے ساختہ اس پر گئی سوائے ایرک کے

"ہاں تو مسائل ہی تو لکھنے ہیں، یہ اچھا ٹاپک رہے گا، اور سیاحت پر بھی لکھا جا سکتا ہے، ضروری تو نہیں میں صرف دہشت گردی پر لکھوں گا، آئی مین دیئر آر لاٹس آف ٹاپک "

وہ بے نیاز تھا

"ڈرگز سپلائز۔۔۔ دہشت گردی۔۔۔ کرپشن۔۔۔ گداگری۔۔۔ اور بھی بہت کچھ ایڈ کر لو۔۔۔ میرا مطلب ہے مسائل "کسی نے قہقہہ لگایا

" مسائل ہر ملک میں ہوتے ہیں، اچھی چیزیں بھی ہر ملک میں ہوتی ہیں، میں اچھی چیزیں لے لوں گا "

"اور مسائل چھوڑ دوں گا۔۔۔ "

کسی نے لقمہ دیا، ایرک نے ایک انگلی کان میں ڈالی کر گھمائی، وہ اس سب سے بے زار لگ رہا تھا

"پچاس فیصد مسائل پچاس فیصد وسائل، اس کی رپورٹ نوے فیصد مسائل پر ہو گی، دس فیصد وسائل پر، لیکن رکو وہاں دس فیصد وسائل ہیں بھی؟ "

وہ بولنے کو منہ کھول رہا تھا جب پیچھے سے آواز آئی

"تو آپ سب کو لگتا ہے کہ پاکستان میں صرف مسائل ہی ہیں؟ "

معطر پر سکون انداز میں کہتی سربراہی کرسی کے ساتھ آ ٹھہری تھی، ٹرے ٹیبل پر رکھی، ساتھ مینیجر کے دروازے کو دیکھا، وہ اندر تھا، وہ پانچ منٹ کی تقریر کر سکتی تھی

"اب تم ہمیں لیکچر دو گی کہ مسائل ہر ملک میں ہوتے ہیں بلاں بلاں، ۔۔۔اوہ کم آن لیڈی "

ایوا کے ساتھ بیٹھے سیاہ فام لڑکے نے ہاتھ بے زاری سے ہلایا، ایرک خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا، بے زار آنکھیں دلچسپی سے سکڑ گئی تھیں

"میں یہ نہیں کہنے والی تھی ۔۔۔" وہ ہلکا سا مسکرائی پھر ہاتھ سینے پر باندھے "میں ایرک کو بتانے آئی تھی کہ وہ پاکستان کے بارے میں کیا کیا لکھ سکتا ہے "

"اسے مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ "

"کیا لکھ سکتا ہوں؟"

معطر نے وہی پُر سکون نظریں اس پر جمائیں

"بہت سے ٹاپک ہیں۔۔۔۔"

"جیسے کہ۔۔۔۔۔"

وہ ایک بازوں پیچھے کرسی پر جمائے اسے دیکھنے لگا

"جیسے کہ دنیا کا بلند ترین اے ٹی ایم پاکستان میں خنجراب پاس پر ہے، دنیا کی دوسری بڑی نمک کی کان پاکستان میں ہے، تھر پارکر میں دنیا کے چوتھے بڑے کوئلے کے ذخائر موجود ہیں، دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پاکستان میں ہے، پاکستان دنیا کے دس سب سے زیادہ گندم پیدا کرنے والے ممالک میں شامل ہے، دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی پاکستان میں ہے، دنیا کا پہلا طویل ترین جنگل جو انسانی ہاتھوں سے لگایا گیا پاکستان میں ہے، دنیا کے چودہ بلند ترین پہاڑوں میں سے پانچ پاکستان میں ہیں، پاکستان کی فوج دنیا کی سب سے بڑی رضاکارانہ فوج میں شامل ہے، پاکستان کی عوام سب سے زیادہ خیرات دینے والی عوام میں سے ہے، پاکستان میں دنیا کا سب سے بڑا ایمبولینس نیٹ ورک موجود ہے، پاکستان کی

آدھی سے زیادہ آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے، اور۔۔۔۔" رک کر ایک آخری نظر ساکت بیٹھے سامعین پر ڈالی اور مسکرائی " پاکستانی قوم دنیا کی بہترین مہمان نواز قوم ہے، کبھی آئیے گا ضرور "

کپ رکھ کر ٹرے اٹھائی اور سر کو خم دیتے بااعتماد چال چلتے کاؤنٹر کی طرف مڑ گئی، پیچھے سب کتنی ہی دیر خاموش بیٹھے رہے، پھر سر جھٹکتے لیپ ٹاپ سامنے کر لئے، سوائے ایرک کے، وہ رخ موڑے کاؤنٹر پر ٹھہری معطر کو دیکھ رہا تھا، لبوں پہ محظوظ کن مسکراہٹ تھی، پھر رخ موڑے سامعین پر ڈالی

" جیسے کہ اس نے کہا کہ میرے پاس بہت سے موضوعات ہیں تو تم لوگ پریشان مت ہو۔۔۔ ناؤ ایکسکیوز می "

کاندھے اچکاتے وہ اٹھا، کافی کا کپ اٹھایا اور معطر کی طرف بڑھا جو کیپ اتارتی اپنا بیگ اٹھا رہی تھی

" میری پاکستان کے بارے میں رائے کچھ زیادہ ہی بری تھی "

کپ لبوں سے لگاتے اسے دیکھا

" تمہارے میڈیا کی بدولت، ان کا شکریہ "

"برطانوی میڈیا کے بارے میں تمہارے خیالات بہت برے ہیں "

"جس طرح ان کے پاکستان کے بارے میں برے ہیں، میرے نزدیک برطانوی میڈیا جہنم کی مانند ہے جو اپنے لوگوں کو نفرت کی آگ میں جھونک رہا ہے "

"عنقریب میں اسی میڈیا کا حصہ بننے والا ہوں "

"یعنی عنقریب تم بھی پاکستان کے بارے میں غلط خبریں دینے والے ہو "

"میری رائے اتنی آسانی سے تبدیل نہیں ہوتی، تم دو منٹ کی تقریر سے میری رائے نہیں بدل سکتیں "

ایک ہاتھ جیب میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے وہ کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا، انداز کچھ تبدیل سا تھا، وہ جلدی میں نا ہوتی تو غور کرتی، غور کرتی تو مشکوک ہوتی

"کیا چل رہا ہے ویسے یہ؟ "

بیگ میں موبائل ٹھونستے پوچھا

"اسائنمنٹ، ہر سٹوڈنٹ کو کسی ملک پر ڈاکومنٹری بنانی ہے، ان کے مسائل، ان کے وسائل "

"اور تمہیں پاکستان ملا؟ "

وہ جانتی تھی چن چن کر غلط چیزیں ڈالے گا پاکستان سے متعلق

"کچھ عرصے پہلے تک شاید میں یوگانڈا کو پاکستان پر ترجیح دیتا، اب بات مختلف ہے "

آنکھیں گول گول گھمائیں، معطر نے رک کر اس کا انداز دیکھا، یہ بٹن کی طرح گول گول کیسے آنکھیں گھما لیتا تھا؟

"اب کیا بات ہے؟ "

بیگ اٹھاتے وہ مایا کو ہاتھ ہلاتی باہر کی طرف جانے لگی

"اب میری پاکستان کی معطر صبا سے ملاقات ہو گئی ہے "

وہ کپ وہیں رکھتا اپنے دوستوں کی طرف جا رہا تھا، معطر لمحہ بھر کو رکی پھر سر جھکتے آگے بڑھ گئی، اسے اسٹور پہنچنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ کھولتے اس نے بائیک صحن میں ٹھہرائی پھر دروازہ بند کرتے برآمدے تک آیا اور دھڑام سے کرسی پر گرا، بیگ میز پر رکھ دیا تھا

"عون پانی کا گلاس تو لے آؤ "

آنکھوں کو مسلتے صحن میں موجود عون سے کہا تو اس کا منہ بنا

"مبشرہ کو کہہ دیں نا بھائی "

"وہ پڑھ رہی ہے۔۔۔۔ "

"آپ کو دیکھ کر کتاب کھولی ہے، ورنہ پہلے میرے ساتھ لڈو کھیل رہی تھی "

دانیال کی نظر مبشرہ پر گئی، وہ گڑ بڑائی

"جھوٹ بول رہا ہے یہ "

"ہاں تمہارے تو سات پشتوں میں کوئی جھوٹا نہیں گزرا "

"تم دادا پر دادا کو جھوٹا کہہ رہے ہو؟ "

"تم دادا پر دادا کا نام لے کر خود کو بچا رہی ہو؟ "

"بس بھی کرو۔۔۔۔" دانیال اکتایا "ایک پانی ہی مانگا تھا، جنگ شروع کر دی تم دونوں نے تو "

وہ اٹھ کر خود ہی اندر جانے لگا جب گلاس میں پانی لے کر آتی ساجدہ پر نظر پڑی وہ کرسی پر واپس بیٹھا

"ان دونوں کو کوئی کام کہنے سے بہتر ہے خود ہی اٹھ کر کر لیا کرو "

اس نے پانی کا گلاس لیتے عون اور مبشرہ پر نظر ڈالی، وہ پھر سے لڑائی میں مصروف تھے

"بابا کی طبیعت ٹھیک ہے ؟ "

"بہتر ہے ۔۔ سو رہے تھے، معطر کو بتایا؟ "

"نہیں، وہ پریشان ہو جاتی ہے پھر "

انہوں نے سر ہلا دیا، کل رات تو گویا ان کے ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے تھے، افتخار صاحب کی طبیعت اچانک ہی شدید خراب ہو گئی تھی

"بل جمع کروا دیا؟ "

"جی، راشن کی لسٹ بنا دیجئے گا، لے آؤں گا، پہلے تو معطر کے ساتھ جاتا تھا تو آسانی ہو جاتی تھی "

تھک کر سر پھر سے کرسی پر ٹکایا، ساجدہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں

"تم تھک گئے ہو دانیال؟ "

" تھوڑا بہت۔۔۔" وہ ہلکا سا مسکرایا" معطر ہوتی تھی تو احساس نہیں ہوتا تھا،

اب وہ نہیں ہے تو احساس ہو رہا ہے کہ اس نے کتنی ہی ذمہ داریاں اٹھا رکھی تھیں

،وہ میرا بڑا بھائی تھا "

" ہمارا بڑا بیٹا بھی.... کبھی کبھی افسوس ہوتا ہے ہمارے لئے خود کو برباد کر رہی

ہے "

" اگر آپ کا اشارہ جاب کی طرف ہے تو وہ اس کی مجبوری تھی،اور اچھا ہے اسے

اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے دیں، لیکن اگر آپ کا اشارہ تیمور کی طرف ہے تو وہ اس

کی خوش قسمتی تھی "

" تیمور اچھا لڑکا ہے دانیال،اور پھر مکمل اچھا تو کوئی نہیں ہوتا "

" مکمل اچھے ہونے کا کہا کس نے ہے پیاری امی جان، معطر نے چار سال اس کی

برائیاں نظرانداز کی ہیں،اگلی ساری زندگی اس کی چند اچھائیوں کو ڈھونڈتے

ڈھونڈتے گزر جاتی "

"تم اسے آپ کہا کرتے تھے "

اسے گھورا

"وہ اب قابلِ عزت نہیں رہا، میں کمرے میں جا رہا ہوں، لسٹ بنا دیں آپ "

بیگ اٹھاتے وہ اندر کی طرف بڑھا، بابا کے کمرے کے پاس چند لمحے کو رک کر اندر جھانکا، وہ آنکھوں پر بازوں رکھے سو رہے تھے، وہ کچھ دیر انہیں دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ گیا، چہرے پر تھکن اترنے لگی، کچھ دیر پہلے اسے تیمور کے کزن نمیر کی کال آئی تھی اور اس نے جو کچھ کہا تھا اسے سننے کے بعد اس کے اندر باہر اضطراب دوڑ گیا تھا، کیا وہ معطر کو بتا دے کہ تیمور حیدر یہاں اس کے بارے میں کیا باتیں پھیلا رہا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"پشاور سے سنان سعدی لاہور کی معطر صبا پر سلامتی بھیجتا ہے "

وہ کیفے سے باہر نکلی ہی تھی جب نظر سامنے گئ، بلیو جینز پر سیاہ سوئیٹر پہنے سامنے ٹھہرا سنان سعدی، چہرے پر ازلی نرم مسکراہٹ لئے، سوئیٹر کے نیچے سے سفید شرٹ کے مڑے ہوئے کالر نظر آرہے تھے

"لاہور سے معطر صبا پشاور کے سنان سعدی کی سلامتی قبول کرتی ہے "

وفاؤں کے شہر کے باسی کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئ، محبتوں کے شہر کی باسی نے اس کی گہری ہوتی مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی وہ اپنا پرس سنبھالتی سامنے جارہی تھی، وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے ساتھ چلنے لگا، درمیان میں فاصلہ برقرار رکھا

"اگر آپ کو اعتراض نا ہو تو کیا میں آپ کے ساتھ اس سڑک پر چل سکتا ہوں ؟ "

"یہ سوال سڑک بنانے والے سے کریں "

"میرا نہیں خیال حکومت مجھے اس جرم میں جیل ڈالے گی، اب میں یہ سوال سڑک پر چلنے والے سے کرتا ہوں "

"میرا نہیں خیال میں آپ کے اپنے ساتھ چلنے کی شکایت پولیس سے کروں گی "

وہ ہنسا

"لاہور والوں سے محتاط رہنا چاہیے "

"محتاط کیوں؟ "

"سنا ہے دل توڑنے میں ماہر ہوتے ہیں "

"ذاتی تجربہ ہے؟ "

"دوسروں کا تجربہ دیکھنے کا کہہ سکتی ہیں، میں دو سال لاہور رہا ہوں۔۔۔"

رک کر اسے دیکھا۔۔"اور مجھے افسوس ہے "

"کس چیز پر؟ "

وہ رک گئی، اب وہ لاہور کی برائی کرے تو وہ اسے بتائے۔۔۔

"ان دو سالوں میں مجھے لاہور کی کسی گلی میں معطر صبا نظر کیوں نہیں آئی، افسوس ہر دیکھے گئے منظر پر "

اس کی آنکھیں سکڑ گئیں

"فلرٹ کر رہے ہیں؟ "

"غلام کی یہ جرائت؟ "

وہ سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی، موسم کل کچھ بہتر تھا لیکن آج پھر سرد ہونے لگا تھا

"ویسے۔۔۔۔۔ "

"میرا کیفے آپ کے آفس کے راستے میں پڑتا ہے؟ "

"میں جواب دینے سے انکار کرتا ہوں "

"یعنی نہیں پڑتا۔۔۔ "

"میں تصدیق کرنے سے احتیاط کرتا ہوں "

"آپ واپس کیوں نہیں چلے جاتے؟ "

"اتنا برا لگ رہا ہوں؟ "

وہ خفا ہوا

"میں پاکستان جانے کی بات کر رہی ہوں، یہاں چھوٹی سی جاب کر رہے ہیں، کوئی فائدہ؟ "

وہ اسٹاپ پر رک گئی، اگلی بس آنے میں پندرہ منٹ دیر تھی

"اوہ اچھا۔۔۔" خفگی غائب ہوئی "واپس گیا تو بابا ز مینوں پر بٹھادیں گے،

اگلے دن کسی سے بھی شادی کر دیں گے "سر سری سا کہتے کن اکھیوں سے اسے

دیکھا" مجھے وہاں گدی پر بیٹھ کر حکم چلانے سے زیادہ یہاں عام لوگوں کی طرح

رہنا پسند ہے "

"آپ کے بابا سر دار ہیں؟ "

وہ کچھ حیران ہوئی

"جی خاتون، آپ متاثر ہونا چاہیں تو ہو سکتی ہیں "

"مجھے صرف وڈیرے یا سر دار متاثر نہیں کرتے"

وہ سامنے دیکھ رہی تھی، دوسری جانب کچھ لڑکے ٹھہرے تھے، منچلے، عجیب

نظروں سے گھورتے ہوئے، اس نے پہلو بدلا

"پھر کون کرتے ہیں؟ '

"وہ وڈیرے یا سر دار جو عزت دینا جانتے ہوں "

"یعنی میں پسند آسکتا ہوں؟ "

مسکراہٹ دبائی

"میں جواب دینے سے انکار کرتی ہوں "

وہ ہنس دیا

"جواب میں تصدیق کرنی ہوگی "

"تردید تھی۔۔۔آپ کا دل ٹوٹ جاتا "

وہ بے نیاز تھی، سنان سعدی خان جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے سامنے آرکا

"میں نے دل کو ٹوٹنے کے لئے نہیں سنبھال رکھا "

پیچھے کا ہر منظر چھپ گیا، وہ سامنے ٹھہرا تھا، عجیب نظریں غائب ہو گئیں

"میں نے بھی نہیں سنبھالا تھا، پھر بھی ٹوٹ گیا تھا "

نظریں موڑ کر اسے دیکھا، نگاہوں میں اذیت ابھری، وہ یہ موضوع نہیں چھیڑنا چاہتی تھی

"آپ نے اپنا دل غلط شخص کے حوالے کیا ہوگا "

نرمی سے رسان سے کہا، معطر صبا کی آنکھوں کے کونے نم ہوئے

"غلط ہی تھا۔۔۔"

اسے احساس ہوا یہ موضوع وہ بھی نہیں چھیڑنا چاہتا تھا، وہ اس لڑکی کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا، اسے یہ بھی احساس ہوا کہ وہ تیمور حیدر کو شدید ناپسند کرتا تھا

"وہ آپ کے لئے نہیں لکھا گیا تھا کیونکہ وہ آپ کے قابل نہیں تھا، اس کے نا ملنے پر شکر ادا کریں "

"اس کے نا ملنے کا غم نہیں ہے، اس سے محبت کرنے کا غم ہے" سر جھٹکا، نمی غائب ہو گئی، آواز ہموار ہو گئی "میں نے اپنے دل کے ساتھ غلط کیا، مجھے اپنے دل پر رحم کرنا چاہئے تھا "

"اب کر لیں، کسی ایسے دل پر بھی جو آپ کے دل کو چاہتا ہے "

وہ تھوڑا سا مزید درمیان میں ہوا، معطر کے لبوں کے کونے مسکرائے، وہ جانتی تھی وہ کیوں سامنے آیا تھا

"ایسا اب کوئی دل نہیں۔۔۔ایسے کسی دل پر اب میں مہربان نہیں بننا چاہتی، کسی ایک نے بہت بری طرح یقین توڑا ہے، اب مجھے کسی پر یقین نہیں آئے گا"

"یقین ٹوٹنے پر دوبارہ یقین کر لینا چاہئے "

"صرف یقین نہیں دل بھی ٹوٹا ہے، جب آپ ایک بار کسی سے دھوکہ کھاتے ہیں تو ہر شخص دغا باز لگتا ہے، جب کوئی ایک بار بے وفائی کرتا ہے شہر کا ہر شخص بے وفا نظر آتا ہے، ایک ناکام محبت ہمارا محبت پر سے یقین ختم کر جاتی ہے "

"میں اکثر سوچتا ہوں کہ ہم اتنے ظالم کیوں بن جاتے ہیں کہ ایک شخص جسے ہم چاہتے تھے وہ ہمارا دل توڑے تو ہم ہر اس شخص کا دل توڑ دیتے ہیں جو ہمیں چاہتا ہے "

"ہم صرف اپنے دل کا خیال رکھ رہے ہوتے ہیں سنان "

"پھر اسے کسی اور کو دے دینا چاہئے جو ہم سے زیادہ ہمارے دل کا خیال رکھ سکے "

وہ سر جھکاتی بیگ سے موبائل نکال رہی تھی، سنان کی بات بے دھیانی میں سنی تھی، کسی کی کال آ رہی تھی، تیزی سے نکالتے یوں ہی موبائل پر ہاتھ کی گرفت ہلکی ہوئی، موبائل دھڑام سے نیچے گرا

"اللہ جی "

وہ جھکنے لگی جب وہ اس سے پہلے تیزی سے نیچے بیٹھا اور موبائل اٹھایا، اس کے قدموں کے بالکل پاس، لمحے بھر کو وہ وہیں تھم گئی

"ٹوٹا نہیں ہے۔۔۔۔ "

نیچے بیٹھے موبائل کو سر جھکا کر دیکھتے وہ کہہ رہا تھا پھر اٹھتے ہوئے اس کی طرف بڑھایا تو رکا، وہ عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

"کیا ہوا؟ "

"کچھ نہیں۔۔۔۔ "

سر جھٹکتے معطر نے موبائل تھاما، ایک نظر سنان کو دیکھا، اس کے اندر میل ایگو نہیں تھی؟ وہ یوں جھک کر کسی عورت کے قدموں کے پاس موبائل کیسے اٹھا سکتا تھا؟ اسے ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کے باہر کا منظر یاد آیا، وہ اس کے بیٹھنے پر نیچے بیٹھا تھا، اس کے اٹھنے پر اٹھا تھا، جب چلتا تو فاصلے پر چلتا، دیکھتا تو وہ نگاہ احترام والی ہوتی تھی، پھر اسے تیمور حیدر یاد آیا، سکول کے باہر کا منظر یاد آیا جب اس کا رجسٹر تیمور کے قدموں کے پاس گرا تھا، وہ جھکی تھی تو وہ سامنے ٹھہرا رہا تھا، نا نیچے بیٹھا نا پیچھے ہٹا، نا بیٹھ کر رجسٹر اٹھایا، اسے تیمور کی آخری بار کی نگاہ یاد آئی،

اس آگ میں تنفر تھا، حقارت تھی، وہ وہاں کھڑے کھڑے جانے کیوں ان دونوں کا موازنہ کر رہی تھی

"میرے ساتھ چلیں گی؟ "

"کیا؟"

چونک کر سنان کو دیکھا

"میں پوچھ رہا تھا کہ کل میرے دوست کی شادی ہے، میرے ساتھ چلیں گی ؟ "

"میں کس لئے چلوں؟ "

"وہ پاکستانی ہے، وہاں پاکستانی ہی ہوں گے زیادہ تر، آپ اپنے ملک کے لوگوں سے مل لیجئے گا "

وہ اب تک سامنے ٹھہرا تھا

"مجھے عجیب لگے گا، آفر کا شکریہ "

وہ یکدم سیدھی ہوئی، بس سامنے آ رہی تھی، جلدی سے موبائل بیگ میں ڈالا، دانیال کی کال تھی، بس میں سن لے گی

"ایک مشورہ تو دے سکتی ہیں "

"کیسا مشورہ؟ "

"ان کے لئے کیا گفٹ لوں؟ "

"کوئی روایتی گفٹ لے لیں، جیسے زیور، کوئی لباس، کچھ بھی، کوئی بھی تحفہ جو مشرقی لگے۔۔اپنی روایات کو زندہ رکھنا چاہئے "

کوٹ میں ہاتھ ڈالے وہ تیزی سے کہتی میٹرو بس پر سوار ہوئی، سنان سعدی پورے دل سے مسکرایا، چند لمحے وہ وہاں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سرخ بس اس کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئی پھر وہ واپسی کی طرف بڑھا، لبوں پہ کوئی پشتو غزل تھی

زه چاته خپل دز ٥ ه حال نه شم ويلی

چ ٥ رازوي دَہیہ ٥، افشانه شي

)میں کسی کو اپنے دل کا حال نہیں بتا سکتا

کیونکہ جو محبت کا راز ہو، وہ ظاہر نہیں کیا جاتا(

اردگرد کے شور میں اس کی آواز مدھم ہوتی جا رہی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں پاکستان سے متاثر نہیں ہوا لیکن میری رائے بدل رہی ہے "

اس نے بنائی گئی ڈاکیومنٹری فلم کیپشن کے ساتھ معطر کو سینڈ کی تھی، اپنے کمرے میں بیٹھ کر اس نے پندرہ منٹ کی وہ ڈاکیومنٹری دو مرتبہ دیکھی، پچاس فیصد وسائل، پچاس فیصد مسائل، اچھی ڈاکیومنٹری بنائی تھی، وہ یونہی بچارے کو غلط کہہ آئی تھی، لیکن اس کے سامنے اعتراف کون کرے؟

اس کی بھیجی گئی ویڈیو پر لائک کرتے اس نے واٹسپ کھول لیا، میسیجز کی بوچھاڑ آگئی، جن جن کزنز سے اس کی سال میں دو بار ملاقات ہوتی تھی ان کا بھی میسج آیا ٹھہرا تھا

"تم کسی انگریز کو ڈیٹ کر رہی ہو؟ "

"کون لینڈ لارڈ ڈھونڈا ہے؟ "

"تصویر تو دکھاؤ "

"تمہارے بارے میں کچھ سنا ہے "

وہ ایک ایک کر کے میسجز پڑھتی گئی اور چہرہ زرد پڑتا گیا، سارے میسجز پڑھ کر دانیال کو کال ملائی، یہاں نو بج رہے تھے تو وہاں ایک دو تو ہوں گے لیکن وہ جانتی تھی اس وقت وہ جاگ رہا ہو گا، اس کے پیپر ہو رہے تھے آج کل

"خیریت معطر؟ اس وقت کیوں کال کی؟ تم ٹھیک ہو؟ "

"میں ٹھیک ہوں، پاکستان میں کیا چل رہا ہے؟ "

آواز میں بے چینی گھل گئی

"سردیاں چل رہی ہیں "

"لاہور کا پوچھ رہی ہوں "

"لاہور میں بھی سردیاں ہی چل رہی ہیں "

"دانیال۔۔۔۔۔۔۔"وہ جھنجھلائی"۔۔۔۔۔میں سنجیدہ ہوں،ابھی مجھے میسجز آئے ہیں سب کے، خاندان میں کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ "

موبائل اٹھائے وہ کھڑکی تک گئی، وہ جانتی تھی ابھی کمرے میں گھٹن بڑھ جائے گی،اسے سہارے کی ضرورت پڑے گی

"تم کیوں ٹینشن لے رہی ہو،ایسا کچھ نہیں ہے "

"میں دس سال کی بچی نہیں ہوں دانیال جسے تم باتوں سے بہلا دو گے،سچ سچ بتاؤ "

وہ چند لمحے چپ رہا پھر گہری سانس لی

" تیمور نے بات پھیلائی ہے کہ اُس نے تمہیں لندن میں کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا ہے، کوئی پاکستانی جس کی دولت کی وجہ سے تم اس کے ساتھ۔۔۔ "

وہ آگے نا کہہ سکا،اس نے کھڑکی کا پٹ تھاما

"بابا جانتے ہیں؟ "

"نہیں۔۔۔وہ پورا دن گھر میں ہوتے ہیں تو لا علم ہیں "

"تم نے یقین کر لیا؟ "

"میں اپنی بہن کے کردار کی گواہی دنیا کے ہر انسان کے سامنے جا کر دے سکتا ہوں "

اس نے کھڑکی چھوڑ دی، سہارے کی ضرورت نہیں رہی تھی

"وہ جھوٹ بول رہا ہے "

"جانتا ہوں، اب تم بتاؤ کیوں بول رہا ہے ؟ "

اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایئرپورٹ کا سارا واقعہ دہرا دیا

"ایرک کون ہے ؟ "

"ہے کوئی ۔۔۔ "وہ رکی ۔۔ "۔۔۔ وہ سنان کو لے کر مجھ پر الزام لگا رہا ہے "

"سنان جانتا ہے یہ ؟ "

"ہاں ۔۔۔ "

دوسری طرف کچھ دیر خاموشی چھائی رہی

"تم غلط سوچ رہے ہو دانیال "

وہ چونکا

"کیا سوچ رہا ہوں ؟ "

"تم جانتے ہو تم کیا سوچ رہے ہو اور جو سوچ رہے ہو ایسا کچھ نہیں ہے "

"تمہاری طرف سے۔۔۔سنان کی طرف سے بھی؟ "

"ہر گز نہیں۔۔۔وہ اچھا انسان ہے اور وہ بالکل بھی میرے متعلق ایسا نہیں سوچتا، اور ویسے بھی وہ شاید اپنی فیملی میں کسی کو پسند کرتا ہے "

"اب؟ "

"اب کیا؟ میں تو یہاں ہوں تم کچھ کرو "

وہ مضطرب لگ رہی تھی، لیکن وہ رو نہیں رہی تھی، ذہن پہلے ہی اس سب کے لیے تیار تھا، ہاں دل نہیں تھا

"میں سوائے اس کے کہ بابا کو خبر نا ہونے دوں کچھ نہیں کر سکتا، اور بابا کا بھی کچھ نہیں کہہ سکتا، ظاہر ہے خاندان والے بولتے رہے تو وہ سن لیں گے "

اس نے بے زاری سے فون کان سے ہٹا کر دیکھا

"کچھ تو کرو دانیال "

"میں تمہیں ایک بات بتاؤں معطر؟ ان کی زبانیں کھلنے دو، تم یہ سب پہلی مرتبہ تو نہیں برداشت کرنے جا رہیں، جب بابا کی بیماری کے بعد جاب شروع کی

تھی، جب تیمور سے رشتہ ٹوٹا تھا، جب تم انگلینڈ جارہی تھیں تو یہ سب تب بھی تم نے برداشت کیا تھا، اب بھی کرلو گی "

"تب بات کسی مرد کے ساتھ تعلق کی نہیں تھی، عورت صرف تب تک مضبوط ہوتی ہے جب تک بات اس کی عزت پر نا آئے "

"تو جو مرد تُمھاری عزت پر بات کر رہا ہے اسے جواب کیوں نہیں دیتیں؟ "

"میں اس کا منہ بعد میں توڑوں گی پہلے تم خاندان والوں کا منہ بند کراؤ "

"میں اُنہیں اپنا خاندان مانتا ہی نہیں ہوں، ایک بار جاب لگ جانے دو تم سب کو لے کر کہیں اور شفٹ۔۔۔۔ "

اس نے بے زاری سے کال کاٹ دی، دانیال کے اپنے ہی مسئلے تھے

خاموشی سے سن لو باتیں ہی تو ہیں

برداشت کرلو لوگ ہی تو ہیں

کہنے میں مشکل نہیں تھا لیکن سہنا موت جیسا تھا، بات عزت کی تھی، بات بابا کی عزت کی تھی، وہ اب کیا کرے گی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے کچھ سوچ کر ایرک کو کال کی

"مجھے کیفے سے واپسی پر ملنا "

وہ اس کی چھٹی ہونے پر کیفے کے باہر ٹھہرا تھا

"کلاس تو نہیں تھی تمہاری؟ "

"پہلے کون سا کلاس لیتا ہوں میں "

ناک سے گویا مکھی اڑائی، معطر نے سر ہلایا، اکثر آوارہ گردی کرتا نظر آتا تھا، پتا نہیں پڑھتا کب تک تھا

"تمہاری ایک مدد چاہئے "

"کیسی مدد؟ "

"تمہارا کوئی جرنلسٹ دوست ہے پاکستان میں؟ "

"دشمن ہیں۔۔۔ سر فہرست تم ہو "

"تم آخر سے شروع کرو، کوئی تو ہو گا جو کم دشمن ہو "

"ایک ہے جاننے والا۔۔۔ کیا کام ہے؟ "

وہ اسٹور کی طرف جا رہی تھی اور وہ پتا نہیں کدھر جا رہا تھا جو اس کے ساتھ ٹیوب پر سوار ہو گیا، آج پھر بس چھوٹ گئی، آج کل اس کی بس کچھ زیادہ ہی چھوٹنے لگی تھیں

"کام ہے۔۔۔ کر دے گا؟ "

"میرے اس سے تعلقات خراب چل رہے ہیں، کچھ نہیں کہہ سکتا "

رش کے باعث سیٹس خالی نہیں تھیں تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے، لندن میں جنوری کا وسط چل رہا تھا تو ٹھنڈ ہڈیوں میں گھس رہی تھی

"کسی سے تو بنا کر رکھا کرو "

"چھ مہینے پہلے میں نے اسے کسی کلب میں دیکھا تھا اور تصویر بنا لی، چار مہینے پہلے میں نے اسے دھمکی دی تھی کہ اس کی تصویر اس کے باپ کو بھیج دوں گا، دو مہینے پہلے تم سے ملاقات ہوئی، اگر مجھے علم ہوتا کہ تمہیں اس کی مدد کی ضرورت پڑے گی اور میں وقت کو چھ مہینے پیچھے لے جا سکتا تو اس سے دشمنی کا آغاز نا کرتا "

"اختتام اب کر دو۔۔۔ مجھے اس کی بہت ضروری مدد چاہیے "

"وہ بہت مغرور ہے، جبکہ اس کا باپ صرف ٹی وی پر پرائم ٹائم شو ہی کرتا ہے، کیا اس چیز پر غرور بنتا ہے؟ "

"مجھے اس کے شجرہ نسب میں دلچسپی ہے نا اس کے اخلاق میں، میری مدد کر دے گا وہ؟ "

"مجھے اپنے کیمرے میں موجود اس کی تصویر کی قربانی دینی پڑے گی، ٹھیک ہے تمہارے لئے یہ بھی کر لیتا ہوں "

معطر نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا

"مفت میں...؟ "

"میں حیران ہوں تم اب اپنے خیالات میرے بارے میں بدل کیوں نہیں لیتیں, کیا میں یہ ظاہر کرنے میں ناکام رہا ہوں کہ میں تھوڑا بہت اچھا انسان بھی ہوں؟ "

وہ کچھ کہے بغیر اسے دیکھتی رہی، ایرک نے جیب میں موجود ایک ہاتھ نکالتے بالوں پر ہاتھ پھیرا

"بدلے میں مجھے تمہارے دو گھنٹے چاہئیں "

"کیا مطلب؟ "

وہ تیزی سے سیدھی ہوئی

"ریلیکس۔۔۔۔ایک فنکشن میں مجھے کسی پاکستانی خاتون کی ضرورت ہے "

"اپنی یونیورسٹی سے لے لو کوئی "

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں لے لیتا ہوں۔۔۔۔ ملتے ہیں کچھ دن بعد "

وہ سر ہلاتے آگے بڑھ گیا، معطر جھنجھلائی، بلیک میلر نا ہو تو

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔ کیا کرنا ہے؟ "

وہ تیزی سے اس تک آئی

"میرا کام آسان ہے، تمہارا مشکل ہے، پہلے اپنا بتاؤ "

اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری

"مجھے کسی کے خلاف ٹی وی پر خبر چلوانی ہے "

"خبر کیا ہے؟ "

"کس کے خلاف ہے۔۔۔۔ یہ نہیں پوچھو گے؟ "

"تم خبر بتاؤ۔۔۔۔ میں نام خود بتادوں گا "

"ایکچولی۔۔۔ "گلا کھنکارا" لاہور میں ایک فیکٹری ہے، مصالحے وغیرہ بناتے ہیں وہ لوگ لیکن اس میں غیر معیاری کیمیکلز ڈالے جاتے ہیں، اور بطور پاکستانی میں اس غلط کام کے خلاف آواز اٹھانا چاہتی ہوں، کیونکہ میں ایک محب وطن۔۔۔۔ "

"تم اپنے ایکس کے خلاف خبر چلوا رہی ہو؟ "

اس کی زبان کو بریک لگی

"تمہیں کیسے معلوم؟ "

وہ مشکوک ہوئی، یہ واقعی پکا اینکر پرسن بنے گا

"ظاہر ہے، یہ حب الوطنی پاکستان میں کیوں نہیں جاگی؟ پھر یہاں بیٹھے بیٹھے کس نے تمہیں یہ خبر دی؟ سوائے اس کے کہ تمہیں اپنے ایکس کا راز معلوم ہے اور تم اسے بدنام کرنا چاہتی ہو "

معطر نے ہونٹ بھینچ لئے

"ہاں ٹھیک ہے، تیمور کے خلاف ہی ہے "

"یہ بہت غلط حرکت ہو گی ویسے۔۔۔ تم دونوں کو عزت سے علیحدہ ہو جانا چاہئے "

وہ کچھ دیر اسے خفگی سے دیکھتی رہی پھر رخ موڑ لیا، سامنے ہی کوئی نوجوان جوڑا باہوں میں باہیں ڈالے بیٹھا تھا، لڑکی نے مرد کے سینے پر سر رکھا ہوا تھا، اس نے گڑبڑا کر رخ موڑا، دوسری طرف کوئی بزرگ جوڑا تھا، مرد نے عورت کا ہاتھ نرمی سے تھام رکھا تھا، یہ منظر قابل قبول تھا، وہ انہیں دیکھے گئ

"میں ویسے ہی کہہ رہا تھا۔۔۔ میرا تو کچھ نہیں جاتا "

گلا کھنکارتے اس کی خفگی دور کرنا چاہی

"یہ ایک رائے تھی "

خاموشی

"مادام۔۔۔۔ "

ایرک نے کان کھجایا، اس کی زبان قابو میں کیوں نہیں رہتی تھی؟ وہ سامنے دیکھ رہی تھی، بزرگ کے ہاتھ میں کینڈی تھی جو وہ عورت کو دے رہا تھا، چہرہ چمک

رہا تھا، کچھ لوگ محبتوں کے معاملے میں خوش قسمت ہوتے ہیں، اسے یاد آیا یہ مقام رشک تھا

"میں نے اسے عزت سے چھوڑ دیا تھا۔۔۔" ایرک نے رخ موڑا، وہ سامنے موجود بوڑھے جوڑے کو دیکھ رہی تھی، آواز آہستہ تھی" پھر وہ سامنے آیا اور مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے فیصلے پر غور کروں، مسئلہ میرا نہیں اس کا ہے، وہ سوچتا ہے وہ پاکستان میں میرے بارے میں باتیں کرے گا اور میں لندن میں بیٹھ کر سنتی رہوں گی، اسے لگتا ہے وہ ٹھیک سوچتا ہے لیکن۔۔۔" نظریں واپس اس کی طرف موڑیں، ایرک خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا" وہ یہ نہیں جانتا کہ میں اپنے اندر کی وہ عورت جو اس سے محبت کرتی تھی ایئرپورٹ پر دفن کر آئی تھی "

"اگر وہ تمہیں پاکستان میں بدنام کر رہا ہے تو تم اسے جواباً پاکستان میں بدنام کرنا چاہتی ہو؟ "

"جنگ سمجھ لو، آغاز اس نے کیا، اختتام میں کرنا چاہتی ہوں "

"اس سے تمہارے حق میں تو سب ٹھیک نہیں ہو گا "

"جانتی ہوں۔۔۔" وہ سوگوار سا مسکرائی "میں اب گھر گھر جا کر سب کو بتاؤں کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تب بھی کوئی یقین نہیں کرے گا، میں جس معاشرے سے ہوں ایرک وہاں عورت کو بدنام کرنے کے لئے چیخ نہیں مارنی پڑتی صرف سرگوشی کرنی پڑتی ہے، اس نے بھی سرگوشی کی ہو گی اور اسے لگتا ہے میں جواب نہیں دوں گی، اسے غلط لگتا ہے، میں اپنا نقصان دور نہیں کر سکتی لیکن میں اس کا نقصان ضرور کر سکتی ہوں "

ایرک کچھ کہے بغیر صرف اسے دیکھتا رہا

"تم نے خود کے ساتھ کیا کر دیا ہے معطر؟ "

وہ بالکل چپ رہ گئی، یوں جیسے کسی نے زبان نکال لی ہو

"میں خود کو پانے کی کوشش کر رہی ہوں "

"اوہوں۔۔۔میں دو ڈھائی مہینے پہلے جس معطر سے ملا تھا وہ کوئی اور تھی، جس سے اب مل رہا ہوں وہ کوئی اور ہے، تم نے خود کو کھو دیا ہے، تم نے پرانی معطر کو کھو دیا ہے۔۔۔اور" وہ ہلکا سا اس کی طرف جھکا، لبوں پہ مسکراہٹ ابھری "یہ معطر زیادہ اچھی ہے کیونکہ یہ مضبوط بن رہی ہے "

اس نے آنکھیں سکیڑیں، ابھی لیکچر دے رہا تھا، اب موٹیویٹ کر رہا تھا، عجیب انسان تھا

"تم جواب بتاؤ، کام ہو جائے گا؟ "

ٹیوب رکی تو وہ دونوں نیچے اترے

"تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے اس خبر کا؟ "

"ثبوت کی ضرورت پڑے گی؟ "

وہ سٹپٹائی

"تو؟ ایسے کیسے خبر دیں گے نیوز چینل والے؟"

"اوہ۔۔۔"اس نے لاپرواہی سے ہاتھ جھلایا" پاکستان کے میڈیا پر شاذ و نادر ہی کوئی خبر تصدیق کے ساتھ دی جاتی ہو "

"ایسے کیسے؟ "

"ایسے ہی ہے بس "

اس نے کاندھے اچکائے، ٹیوب پر نئے مسافر سوار ہو رہے تھے جب کوئی تیزی سے ان کے پاس سے گزرا، ایرک کچھ کہہ رہا تھا، پاکستان کا میڈیا غیر ذمہ دار ہے

،کچھ برطانیہ سے سیکھو بلاں بلاں، لیکن وہ نہیں سن رہی تھی، وہ رخ موڑے پاس سے گزرنے والے مسافر کو دیکھ رہی تھی، وہ شاید جلدی میں تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ پلٹے گا، چند لمحے گزریں گے اور اسے احساس ہو گا کہ وہ چند لمحوں پہلے کسی کے پاس سے گزرا تھا، وہ اسے دیکھتی رہی، وہ موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا پھر وہ رکا، موبائل پر دیکھتی نگاہیں اٹھیں، ارد گرد دیکھا پھر رخ موڑا اور اس پر نظر گئی، آنکھوں میں حیرانی ابھری، لب مسکراہٹ میں ڈھلے، معطر اسے دیکھتی رہی، وہ چل کر ان کی طرف آ رہا تھا

سیاہ شلوار قمیص پہنے اوپر بھوری شال تھی، سیاہ کھیڑی والی جوتی، شہد رنگ آنکھوں میں کوئی نرم سا تاثر تھا، شلوار قمیص میں اس کا لمبا قد مزید نمایاں ہو رہا تھا، وہ اپنے علاقے میں چلتا ہو گا تو لڑکیاں رخ موڑ کر اسے دیکھتی ہوں گی، وہ جب نرمی سے مسکراتا ہو گا تو اس کی مسکراہٹ کے سامنے کئی مسکراہٹیں ماند پڑ جاتی ہوں گی، وہ پہلی بار اسے اس طرح دیکھ رہی تھی،۔۔۔ پہلی بار اس طرح

"السلام علیکم۔۔۔ "

ایرک کی زبان کو بریک لگی، وہ معطر کے سامنے ٹھہرا تھا، معطر اس کے سامنے ٹھہری تھی اور وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی، رخ موڑا، وہ سنان کو دیکھ رہی تھی، وہ سنان جوان کے درمیان آ ٹھہرا تھا، اس نے گہری سانس لی

"یہ سلامتی اس بار بھی یقیناً میرے لئے نہیں تھی "

اس کی بڑبڑاہٹ اس بار بھی دونوں نے نظرانداز کی

"آپ یہاں کیسے ؟ "

"کیا میں ٹیوب پر سفر نہیں کر سکتا؟ "

وہ مسلسل مسکرا رہا تھا

"یعنی آپ کی گاڑی واقعی خراب ہو گئی تھی؟ "

"میں اس سوال کے جواب میں خاموش رہوں گا "

"ٹھیک۔۔۔۔"اس نے سمجھ کر سر ہلایا"اتنی تیاری کس خوشی میں ؟ "

"جس دوست کی شادی پر جانے کے لئے آپ کو کہا تھا اسی دوست کی شادی پر اکیلا جا رہا ہوں، گاڑی میں آنے جانے میں مسئلہ ہوتا تو ٹیوب کا سفر بہتر رہے گا "

"اوکے۔۔۔"

"تمہیں دیر نہیں ہو رہی سنان؟ٹیوب جا رہی ہے"

ایرک نے بیچ میں ٹوک دیا،اس نے بس ایک نظر ایرک پر ڈالی، سر کو خم دیا پھر معطر کو دیکھتے مسکرایا، سر کو دوبارہ خم دیا اور پیچھے کی طرف بڑھ گیا،وہ رخ موڑے اسے دیکھتی رہی

"سنان شلوار قمیص میں زیادہ اچھا لگتا ہے نا"

ایرک چونکا، غور سے معطر کو دیکھا،وہ سنان کی پشت کو دیکھ رہی تھی،اس کے ماتھے پر بل پڑے، نظر سنان پر گئ،وہ بھوری شال درست کرتا ٹیوب پر سوار ہو رہا تھا

"اتنا بھی نہیں لگتا"

"اوہووں۔۔۔روایتی لباس میں زیادہ اچھا لگ رہا تھا"

"اور میں کیسا لگوں گا؟"

"تم۔۔۔؟"معطر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا"برطانیہ کا روایتی لباس کون سا ہے؟"

"ہر دور میں مختلف رہا ہے، کثیر الثقافتی ملک ہونے کا نقصان یہی ہوا ہے کہ برطانیہ اپنی ایک علیحدہ ثقافت قائم نہیں رکھ سکا، گو ماہرین اسے ثقافتی بدلاؤ کہتے ہیں لیکن میں اس ثقافت کھونا کہتا ہوں، ویسے میں پاکستان کے روایتی لباس کی بات کر رہا ہوں "

"شلوار قمیص میں؟ پتا نہیں کیسے لگو گے، جب پہنو گے تب بتاؤں گی، ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے "

اس نے ایک بار پھر رخ ٹیوب کی طرف موڑا، سنان وہاں نہیں تھا، ایرک کے اندر کچھ جلا، جیسے آگ سی ہو، پھر ٹیوب کو دیکھا، یہ جا کیوں نہیں رہی تھی؟

"تمہیں دیر نہیں ہو رہی؟ "

معطر نے رخ واپس اس کی طرف موڑا

"جا رہی ہوں لیکن تم مدد کرو گے پھر؟ "

"میں زبان سے نہیں پھرا کرتا "

اس کا موڈ یکدم ہی بگڑا تھا، کچھ تھا جو حد سے زیادہ برا لگا تھا

"ٹھیک ہے پھر کل ملتے ہیں "

ہاتھ ہلاتے وہ تیزی سے آگے بڑھی، ٹرین اسی لمحے جا رہی تھی، سنان مرکزی لندن کی طرف جا رہا تھا، معطر مخالف سمت میں، اور ان دونوں کے بیچ وہ ٹھہرا تھا جس کے چہرے پر ناگواری تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگر اسے لگتا تھا کہ وہ پوری دنیا میں اس کے خلاف بولتا رہے گا اور وہ چپ چاپ سنتی رہے گی تو اسے غلط لگتا تھا، ایرک کا دوست شایان واقعی میں مغرور تھا لیکن وہ مدد کے لیے مان گیا تھا، اس کا باپ پاکستان کے کسی غیر معروف نیوز چینل میں پرائم ٹائم شو کرتا تھا، اس کی بلا سے وہ اخبار کا نمائندہ بھی ہوتا، اس نے بس دو منٹ کی ایک خبر چلوانی تھی، پتا نہیں شایان نے اپنے باپ کو کیسے راضی کیا، کیا کہا لیکن وہ خبر چلانے پر مان گیا

حیدر فوڈز کے مصالحہ جات میں ملاوٹ

دو منٹ کا وہ کلپ بس ایک مخبر کی اطلاع کی ترجمانی میں بتاتا تھا کہ حیدر فوڈز کے مصالحہ جات میں غیر معیاری کیمیکلز ڈالے جا رہے ہیں اور اتھارٹیز کو اس پر ایکشن لینا چاہیے، اس نے اپنی فیک آئی ڈیز سے وہ کلپ چن چن کر ایک ایک خاندان والے کو سینڈ کیا تھا

"اس سے ہو گا کیا؟ "

از لنگٹن گرین کے سبزہ زار پر بیٹھے ایرک نے کچھ تجسس سے پوچھا تھا، وہاں ڈھیروں لوگ ار گرد گھوم رہے تھے، بینچ ہر جگہ موجود تھے لیکن وہ دونوں پھر بھی نیچے بیٹھے تھے، سبز لمبا پیروں سے نیچے آتا فراک جس کے بازوں کلائی پر چٹلا کی صورت اکٹھے کر رکھے تھے، سیاہ سوئیٹر، سر پر اونی ٹوپی جس کے نیچے سے پھسلتے بال کمر پر گر رہے تھے، مشرقی لڑکی معطر صبا

"میرا فائدہ نہیں ہو گا لیکن تیمور کا نقصان ضرور ہو جائے گا "

"کیسے؟ "

"اس کا بزنس پھیل رہا ہے، وہ یہ خبر افورڈ نہیں کر سکے گا، اس خبر کے بعد وہ اپنے پھیلتے بزنس پر توجہ مرکوز کر دے گا اور۔۔۔۔" موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا" خاندان والوں کو ایک نیا ٹاپک مل جائے گا، زیادہ نہیں کم از کم مجھ پر سے سب کی توجہ ہٹ جائے گی "

"انٹرسنگ۔۔۔۔ "

وہ محظوظ ہوا تھا، معطر بنا جواب دیئے فیسبک اور انسٹا پر اس کی ویڈیوز دیکھتی رہی ، وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے ان دو ماہ میں پہلی بار از لنگٹن گرین کے سبزے پر اپنی تصویر بنا کر سٹیٹس پر لگائی تھی ، وہ پر سکون نہیں تھی لیکن وہ خود کو پر سکون ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی ، تیمور کے خلاف کی گئی حرکت بھلے ہی غیر اخلاقی ہو لیکن ٹھیک ہے اگر تیمور حیدر اخلاق سے گر سکتا تھا تو اس نے بھی خود کو بے حس بنا لیا تھا۔۔۔۔ پر دل؟ وہ ٹوٹ کر سو بار جڑا تھا، ان چند دنوں میں وہ سو بار گری تھی، سو بار اپنے آنسو دھکیلے تھے، یہ احساس جاتا ہی نہیں تھا کہ جو محبت کا دعویدار تھا وہ ایسا نکلا تھا، یہ احساس بھی جانے میں عرصہ لگتا کہ محبت کی دعویدار تو وہ بھی تھی، اپنے ہی ہاتھوں اس شخص کی رسوائی کا سامان اکٹھا کر رہی تھی

تیمور نے ایک دو بار یوں ہی اس سے ذکر کیا تھا کہ کسی زمانے میں وہ پرانے مصالحوں میں ملاوٹ کرتا رہا تھا، وہ نہیں جانتی تھی اب بھی وہ یہ سب کرتا تھا یا نہیں لیکن صرف ایک خبر ہی تو تھی، وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی تھی، اور وہ اس مقام پر تھی جہاں خود کو اور اپنے باپ کو بچانے کے جو ہو سکا وہ کر گزرے گی

"جہنم تک ساتھ چلو گی میرے؟"

اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ایرک کو دیکھا

"کیا مطلب؟"

"آج ایک نیوز چینل پر انٹرویو دینے جا رہا ہوں، تمہارے بقول جہنم میں جا رہا ہوں، ساتھ چلو گی؟"

معطر نے غور سے اسے دیکھا، اسی لئے آج انسانوں کی طرح تمیز سے تیار لگ رہا تھا، سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہن رکھی تھی، ٹائی بھی لگا رکھی گو وہ اس وقت ڈھیلی تھی، اوپر لمبا کوٹ تھا جس کے بازوں کہنیوں تک موڑ رکھے تھے، بال جیل سے پیچھے کو جمے تھے اور نیلی آنکھوں میں پہلی بار خوابوں کے پورا ہونے کا جوش اور سنجید گی تھی، مغربی مرد ایرک کیان

"تمہاری ڈگری تو کمپلیٹ نہیں ہوئی ابھی پھر جاب کیسے ملے گی؟ "

"پارٹ ٹائم جرنلسٹ کی جاب ہے، دن کے چند گھنٹے دینے ہوں گے"

"یعنی تمہیں اپنا شو ملے گا؟ "

"نہیں ۔۔۔ مجھے کسی جرنلسٹ کا اسسٹنٹ بننا پڑے گا یا زیادہ سے زیادہ شو کے لئے ٹاپک ڈھونڈنے ہوں گے یا اسی طرح کا کچھ بھی، یوں سمجھو ایک طرح کی انٹرنشپ ہو گی، ویسے تو دوران سٹڈی جاب ملنا مشکل ہے کیونکہ برطانیہ میں میڈیا انڈسٹری بہت مقابلے والی ہے لیکن میں عرصے سے کالمز لکھ رہا ہوں تو چانس ہے "

اس نے سمجھ کر سر ہلا دیا

"تو چلو گی؟ "

"میں کیوں جاؤں تمہارے ساتھ؟ "

"گڈ لک چارم سمجھ رہا ہوں تمہیں "

"میرا اپنا لک بیڈ چل رہا ہوں، تمہارے لئے کیا گڈ لک ثابت ہوں گی "

"کیا معلوم ۔۔۔ میڈیا ہاؤس ہی دیکھ لینا "

"مجھے نہیں دیکھنا۔۔۔۔ جاؤ تم "

ایرک کے ماتھے پر بل پڑے

"میں نے تم پر ایک احسان کیا ہے "

"جتا کر ضائع مت کرو "

"جتا کر اس کی قیمت ضرور وصول کروں گا "

"ہاں ہاں۔۔۔ کر دوں گی تمہارا کام "

ہاتھ جھلایا، ایرک کچھ دیر اسے خفگی سے دیکھتا رہا پھر ساتھ رکھی فائل اٹھائی اور بال درست کئے

"گڈ لک نہیں بولو گی؟ "

"جس کمپنی میں جا رہے ہو ان کے لک پر افسوس ہے مجھے لیکن پھر بھی گڈ لک "

وہ مسکرایا

"تم اتنی بری نہیں ہو ویسے "

"اتنی اچھی بھی نہیں ہوں، شکل گم کرواپنی اور یہ گلے کا پھندہ درست کر کے

جاؤ "

یوں ہی بیٹھے بیٹھے ہاتھ جھلایا، ایرک سر کو خم دیتا پلٹ گیا، اس نے ٹائی درست نہیں کی تھی، وہ کچھ دیر سوشل میڈیا سکرولنگ کرتی رہی پھر دانیال کو کال ملائی، دو دن سے خبر نہیں آئی تھی کوئی، جانے کیا ہو رہا تھا خاندان میں، اور وہ دو دن سے ویڈیو ہر جگہ پھیلا پھیلا کر تھک گئی تھی

"کیسے ہو؟ "

کال اٹھالی گئی تھی

"ٹھیک ہوں۔۔۔ تم؟ "

"میں خوش ہوں "

"خیریت؟ "

"ویسے ہی۔۔۔ وہاں سب ٹھیک ہے؟ "

سر سری سا پوچھا، دل کی دھڑکن بڑھ گئ، اب وہ بتائے گا کہ تیمور کے خلاف ویڈیو وائرل ہو گئی تھی، خاندان میں سب اسی کو ڈسکس کر رہے تھے اور اسے بھول گئے تھے تو وہ شاید بتادے کہ یہ سب اس نے کروایا تھا پھر۔۔۔

"تیمور کو پولیس پکڑ کر لے گئ ہے "

دل کی دھڑکن رک گئ

"کیوں؟ "

"نیوز پر خبر آئ تھی کہ اس کی فیکٹری میں مصالحہ جات میں مکسنگ کی جاتی ہے، کسی کلائنٹ میں پولیس میں رپورٹ درج کرادی، خبر سچ تھی، وہ کل رات سے جیل میں ہے "

اس کا موبائل تھامے ہاتھ نیچے آ گرا، چہرہ زرد ہوا، اس نے یہ تو نہیں چاہا تھا، یہ تو ہر گز نہیں چاہا تھا، یعنی وہ جیل میں تھا، اس کا کاروبار تباہ ہو جاتا، اس کا کیریئر ختم ہو جاتا، پھپھو کی کیا حالت ہو گی اور ان سب کے علاوہ اصل بات۔۔۔۔۔

جھٹکے سے کھڑے ہوتے اس نے بیگ اٹھایا، ایرک یہیں کہیں ہو گا، از لنگٹن گرین پارک نما بڑی سی جگہ تھی، ہر طرف سبزہ، درخت، درختوں کے بیچ

پتھریلی سی روش، وہ یہیں کہیں ہوگا یا باہر تک گیا ہوگا، راستہ لمبا تھا، وہ جوتے پہنتی باہر بھاگی، راستے میں کسی کو ٹکر بھی لگ گئی، اس کا دل رکنے لگا، گیٹ سے باہر نکلتے کی اس کی نظر سڑک کی دوسری طرف گئی، ایرک سامنے جارہا تھا، ایک ہاتھ میں فائل تھی، دوسرا ہاتھ جیب میں تھا

"ایرک۔۔۔۔۔ "

اس نے نہیں سنا

"سنو۔۔۔ "

اس کا سانس پھول گیا، وہ لمبا فراک پہنے ہوئے تھی، لمبے فراک پر لمبا کوٹ، فراک پاؤں میں آگے لگا، اس کے قدم مزید تیز ہوئے

"ایرک۔۔۔۔ "

اس نے کانوں میں ہینڈ فری ڈالی ہوئی تھی، وہ چلتا تھا تو ارگرد سے بے نیاز ہو کر چلتا تھا، جیسے دنیا کی پرواہ نہیں تھی بھلے ہی راکھ میں تبدیل یا خاک میں

وہ خاک تھی نارا کھ لیکن اس وقت دل مٹی ہو رہا تھا، تیزی سے چلتے اس کا پاؤں زور سے مڑا، دھڑام سے گرتے اس نے ہلکی سی چیخ ماری، ایرک رکا کوئی احساس تھا جو وہ پلٹا

"معطر۔۔۔۔ "

وہ روڈ کی دوسری سائیڈ پر بیٹھی تھی، ایرک سر پر ہاتھ مارتا اس تک آیا

"تمہیں از لنگٹن کی سڑکوں پر گرنے کا شوق ہے؟ "

اس کے پاس آتے غصے سے اسے دیکھا، وہ ہاتھ پاؤں پر رکھے بیٹھی تھی، آنکھوں میں غصہ لئے اسے نظر اٹھا کر دیکھا

مغربی معاشرے کا مرد مشرقی لڑکی کی آنکھوں کو دیکھ کر تھم گیا

"تم بہرے ہو؟ کب سے بلا رہی تھی "

وہ کراہ کر اٹھتے کہہ رہی تھی، ایرک نے سر جھٹکتے اسے تھامنا چاہا جب معطر نے اس کا ہاتھ جھٹکا

"کس لئے بلا رہی تھیں؟ "

تحمل سے اس کا انداز دیکھا، جو لڑکھڑا کر سیدھی ہو رہی تھی

"جب چلا کرو تو یہ کانوں سے نکال کر چلا کرو "

"اب تم میری چیزوں پر آجاؤ، ایرک کی سائیکل سے لے کر اس کا موبائل سب بیکار ہے "

"تم چپ کرو گے ؟ "

"تم بولنا شروع کرو گی؟ "

"میری بات سنو۔۔۔" لڑکھڑا کر ساتھ دیوار کو تھاما، ایرک وہیں ٹھہرا رہا، وہ جانتا تھا وہ سہارا دینے کی کوشش کرے گا تو وہ ہاتھ جھٹک دے گی "یہ جو خبر چلوائی ہے اسے ہٹواؤ "

"کون سی خبر۔۔۔ تیمور کی؟ "

"ہاں وہی۔۔۔ "

"کیوں؟ تمہاری سوئی محبت پھر سے جاگ تو نہیں گئی؟ "

"جہنم میں جائے محبت، اسے پولیس نے گرفتار کر لیا ہے "

"اوپسس۔۔۔۔" اس کے ہونٹ گول ہوئے

"وہاں حالات خراب ہو جائیں گے، ہٹواؤ خبر "

"یہ تو ناممکن ہے اب، کلپ اب کیسے ہٹے گا؟، تم خود اسے ایک ایک بندے کو بھیج چکی ہو "

اس نے کاندھے اچکائے

"پھر ایسا کرو، شایان سے کہو اپنے بابا سے بات کرے کہ وہ شو میں بتائیں یہ خبر جھوٹی تھی "

"مجھے یقین ہے اس چوٹ نے تمہارا دماغ متاثر کیا ہے "

"کام کی بات کرو "

وہ اکتائی، پیر درد کر رہا تھا، وہ بمشکل وہاں ٹھہری تھی

"بات یہ ہے مادام، کون سا نیوز اینکر آ کر ٹی وی پر کہے گا کہ اس کی دی گئی خبر جھوٹی تھی؟ یہ صحافتی خودکشی ہو گی، اور کوئی صحافی اتنا بے وقوف نہیں ہوتا "

"اللہ۔۔۔۔یہ کیا کر دیا میں نے "

"تمہیں برا کیوں لگ رہا ہے اب؟ خود ہی تو کہا تھا یہ سب کرنے کو "

"براکسے لگ رہا ہے...... "حالانکہ لگ رہا تھا" میں اتنا آگے اس سب کو نہیں لے جانا چاہتی، مجھے لگا صرف خاندان میں بات پھیلے گی، پولیس تک نہیں لے جانا تھا معاملہ "

"وہ اسی لائق تھا۔۔۔" بے نیازی سے کاندھے اچکائے، اس کی یہ بے نیازی یوں تھی جیسے پوری دنیا کو قدموں میں رکھتا ہو، معطر جھنجھلائی

"وہ جس لائق بھی تھا، کم از کم میں اسے جیل نہیں بھیجنا چاہتی تھی، اور یہ تو ہرگز مت سوچنا کہ میری مرچکی محبت جاگ رہی ہے، مسئلہ یہ ہے ایرک کہ جس دن اسے پتا چلا کہ وہ میری وجہ سے جیل گیا تھا تم سوچ بھی نہیں سکتے وہ کیا کرے گا، میرا خاندان پاکستان میں ہے اور اس کی طاقتور لوگوں سے دوستی ہے، وہ میرے خاندان کے لئے مسئلے کھڑے گا، تم سمجھ نہیں رہے "

" اسے کیسے پتا چلے گا؟ "

"تم اس کی پہنچ سے واقف نہیں ہو "

"اسے کیسے پتا چلے گا معطر؟ "

"کیسے پتا چلے گا مطلب؟ اس کے جاننے۔۔۔ "

"اسے کیسے پتا چلے گا معطر کہ یہ خبر تم نے چلوائی ہے؟ یہ خبر معطر صبا نے چلوائی ہے تیمور کو کیسے پتا چلے گا؟ "

وہ یکدم تھم گئی

"تم نے۔۔۔ "

"میں نے شایان کے سامنے تمہارا نام نہیں لیا تھا،اس نے یہ خبر میرے کہنے پر چلائی تھی،نام آئے گا تو میرا آئے گا "

اس کے کاندھے ڈھیلے پڑے، ٹینشن دور ہوئی،دل سے کوئی بوجھ سرکا،ایرک یکدم ہی تھوڑا سا اچھا لگا

"ہاں۔۔۔اسے کیسے علم ہو گا" پھر وہ چونکی "لیکن تمہارا نام آگیا تو؟ "

"تو کیا؟ "

"تم پھنس جاؤ گے ایرک "

"میں کیوں پھنسوں گا؟ مجھے پاکستان کی پولیس یہاں گرفتار کرنے آئے گی یا تمہارا کزن رپورٹ درج کروائے گا؟ "

"تم سمجھ نہیں رہے۔۔۔۔ خبر اگر تم نے دی ہے تو۔۔۔" وہ رکی، بات یکدم سمجھ میں آئی، ایرک اسے ہی دیکھ رہا تھا

"دیٹس دا پوائنٹ مادام، اسے علم ہو بھی جائے کہ خبر میں نے دی ہے تو سچ ہی دی ہے، وہ اگر گرفتار ہوا ہے تو ظاہر ہے وہ مکسنگ کر رہا تھا، اس پر میں کیوں پھنسوں گا؟، مجھے کیسے علم ہوا یہ کون اگلوائے گا؟ ایک صحافی کے پاس خبر دینے کا حق ہوتا ہے، میں نے وہی حق استعمال کیا ہے، وہ اس پر مجھے کچھ نہیں کہہ سکتے، خاص کر تب جب میرے پاس امریکی اور برطانوی شہریت ہے "

کاندھے اچکائے

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔ معاملہ نہیں بگڑے گا "

خود کو تسلی دی لیکن دل مطمئن کیوں نہیں ہو رہا تھا؟ وہ کیا تھا جو کھٹک رہا تھا؟ کیا تھا جو برا لگ رہا تھا؟

" بالکل۔۔۔۔، اور اب یہ اپنا لنگڑا پاؤں سنبھالو، میرے اوپر گریں تو میں اپنی نئی شرٹ کے لئے تمہاری آدھی سیلری خرچ کروں گا "

لنگڑا پاؤں؟ تپ کر اسے دیکھا، جو اچھا لگا تھا وہ زہر میں تبدیل ہوا

"تم یہاں کیوں ہو؟ جاؤ انٹرویو دینے"

"میں یہاں گارڈز کی پریڈ دیکھنے کے لئے رک گیا تھا، سامنے دیکھو کتنی بہترین تقریب چل رہی ہے "

اس نے طنز نظرانداز کرتے آگے بڑھنا چاہا، لیکن پاؤں کا درد، افففف اللہ، یقیناً موچ آگئی تھی، وہ کراہ کر رک گئی

"اجازت ہو تو ہاتھ پکڑ لوں تمہارا؟ صرف سہارا دے کر ٹیکسی میں بٹھاؤں گا "

اس کا چلتا وجود رک گیا، وہ سامنے ٹھہرا کہہ رہا تھا، وہی نرمی جو اسے سنان کے چہرے پر نظر آتی تھی، وہی انداز جو سنان کا تھا

"چلی جاؤں گی۔۔۔ "

اسے سہارے کی ضرورت نہیں تھی، ایرک گہری سانس لیتا اس کے سامنے آیا، اپنا ہاتھ آگے کیا

"ہاتھ نا سہی کوٹ ہی پکڑ لو، ورنہ گر جاؤ گی "

"کہاں نا نہیں گروں گی "

ماتھے پر بل ڈالے اس نے بہادری کا مظاہرہ کرتے آگے بڑھنا چاہا جب لڑکھڑا کر گرنے کو تھی، فوراً ایرک کے کوٹ کو پکڑا، وہ ایک ہاتھ جیب میں ڈالے دوسرا ہاتھ آگے بڑھائے اسے ہی دیکھ رہا ہوں، کوٹ پر اس کا ہاتھ آیا تو ابرو اچکائے، معطر کو شدید سبکی ہوئی، سیدھا ہوتے اس کا کوٹ پکڑا، فلوقت کسی اور چیز کا سہارا ہوتا تو وہ اس کا کوٹ کبھی نا پکڑتی، ایرک بنا طنز کئے آگے چلا، قدم چیونٹی کی طرح تھے، وہ جو یوں چلتا تھا کہ سفر سمٹ جاتا تھا وہ یوں چل رہا تھا کہ سفر طے ہی نہیں ہو رہا تھا، جس کی رفتار وقت سے تیز سمجھی جاتی تھی وہ قدم گن گن کر رکھ رہا تھا

آگے بڑھتے اس نے ٹیکسی کو روکا پھر دروازہ کھولتے سائیڈ پہ ہوا، معطر کراہ کر اندر بیٹھی، وہ دروازہ بند کرتا دوسری طرف گیا اور پیسنجر سیٹ پر بیٹھا

"تم کہاں جا رہے ہو؟ "

"میں قطعاً بھی یہ طعنے سننے کے موڈ میں نہیں ہوں کہ انگریز غیر مہذب قوم ہے، تمہیں گھر چھوڑنے جا رہا ہوں تاکہ ان طعنوں سے بچ سکوں "

"چھوٹی بچی نہیں ہوں میں، انٹرویو دینے جاؤ تم "

اب اتنا بھی اس کا پاؤں زخمی نہیں ہوا تھا جو وہ اس کے ساتھ جاتا

"انٹرویو میں دیر ہے، تمہیں اتار کر چلا جاؤں گا "

"ایرک۔۔۔۔۔۔ "

وہ جھنجھلائی

"بحث کر کے تم صرف وقت ضائع کرو گی "

وہ چپ ہو گئی، سر جھٹکتے پیچھے کو ٹیک لگا لی، اسٹور سے آج چھٹی کی تھی کہ عمر بھائی اور نادیہ بھابھی سے مل آئے گی، کیا سوچیں گے کتنی بے مروت لڑکی تھی ایک بار بھی ملنے نہیں آئی اور یہ مصیبت آ گئی، ایرک کیان کا از لنگٹن اسے شاید پسند نہیں کرتا تھا

گاڑی راستوں سے ہوتی فنسبری پارک تک پہنچی تو وہ اس سے پہلے اترا، اس کی طرف کا دروازہ کھولا اور اپنا کوٹ آگے کیا

"بانو آپا کو بلا دو۔۔۔ "

"تم دو قدم نہیں چل سکتیں؟ کچھ کھاتی کیوں نہیں ہو؟ "

اور بس، اس کی غیرت کو تازیانہ لگا تھا، اب مجال ہے جو اس کا کوٹ پکڑ لیا تو، کھڑا ہوتے کار کو تھاما، کرایہ اس نے ایرک کے احتجاج کے باوجود ٹیکسی میں ہی دے دیا تھا، دوسرے ہاتھ سے کسی طرح چل کر دیوار کو تھاما اور اس کی بس ہو گئی

"نہیں۔۔۔۔ بہادری دکھانا تو ضروری ہے نا "

وہ تپانے والی مسکراہٹ سے کہتا آگے آیا اور دروازہ بجایا، ایک بیل پھر دوسری پھر تیسری، اس نے ایرک کو روکنا چاہا کیونکہ اس کے بعد بانو آپا نے اس کے ساتھ جو کرنا تھا وہ پورا افنسبری پارک سنتا، چوتھی بار بجانے کے بعد اس نے پانچویں بار ہاتھ رکھا ہی تھا جب دھاڑ سے دروازہ کھلا اور بانو باہر نکلیں

"کیا مسئلہ ہے؟ "

پھاڑ کھانے والا انداز، وہ گڑبڑایا پھر مسکرایا

"ہیلو سوئیٹ لیڈی۔۔۔۔ میں ایرک ہوں، آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی، ملاقات کے بعد مزید خوشی ہو گی "

سر جھکاتے اس نے سینے پر ہاتھ رکھا، بانو آپا کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا،اس سے کچھ کہنے لگیں پھر نظر معطر پر گئی، وہ پریشانی سے آگے بڑھیں، دروازے سے بمشکل ٹیک لگائے وہ ضبط سے ایرک کو دیکھ رہی تھی

"تمہیں کیا ہوا ہے؟ "

"پاؤں مڑ گیا "

"اللہ۔۔۔۔اندر آؤ "

اسے سہارا دیتے تھاما پھر ایرک کے پاس سے گزرتے ہوئے رکیں

"تم بھی چلو اندر۔۔۔۔ "

"بہت شکریہ لیکن مجھے ضروری کام سے جانا ہے، لیکن کیونکہ اب آپ یقیناً اصرار کریں گی تو میں کل ضرور آؤں گا "

معطر نے اکتا کر اور بانو آپا نے کچھ حیرت سے مسکرا کر اسے دیکھا پھر سر ہلایا، وہ باہر کی طرف جاتے ہوئے ٹیکسی میں بیٹھ رہا تھا، اسے انٹرویو کے لئے دیر ہو گئی تھی

"کون تھا یہ؟"

سہارا دے کر اسے لاؤنج میں بٹھاتے وہ پوچھنے لگیں

"ہے کوئی۔۔۔۔ خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے "

"پیچھے پڑ گیا ہے ؟ "

وہ اسے صوفے پر بٹھاتے رکیں

"جی۔۔۔۔ تنگ کرنے کا بہانہ چاہئے اور۔۔۔۔ "

اس نے مختصراً ایرک کیان کا بتا دیا، بانو آپا خاموشی سے سنتی رہیں

"دلچسپ لگ رہا ہے یہ تو "

"خطرناک ہے۔۔۔ دلچسپ نہیں "

اسے ایرک پر خواہ مخواہ غصہ آ رہا تھا، بانو آپا سر جھٹکتی اندر سے کوئی کریم لینے جا رہی تھیں اور صوفے پہ بیٹھی معطر اپنا موبائل کھول رہی تھی، ایرک صحیح کہتا تھا تیمور کو علم نہیں ہو گا کہ یہ خبر کس نے چلوائی تھی، وہ یہ نہیں چاہتی تھی لیکن اس کا قصور بھی نہیں تھا، سر جھٹکتے اس نے خود کو بتانا چاہا کہ اسے فرق نہیں پڑا تھا کہ وہ جیل میں ہے، اسے فرق نہیں پڑتا تھا کہ اس کی زندگی تباہ ہو جاتی، لیکن کہیں اندر دل کے کسی کونے میں اسے فرق پڑا تھا، دل کا وہ کونہ کسی نے مٹھی میں

لے رکھا تھا، ایسا کونا جسے ہر کوئی دل میں دفنا دیتا ہے جو احتجاج کرے تو اس کی نہیں سنی جاتی، اس نے بھی وہ کونا دفنا دیا تھا، موبائل کھولتے اس نے دانیال کو کال کی، مکمل معلومات لینا اس وقت وہ بھول گئی تھی

اور اسے یہ بھی بھول گیا کہ اگر از لنگٹن کے ایرک کیان کا نام آتا تو تیمور حیدر کو از لنگٹن میں موجود معطر صبا کا خیال بھی آتا، اسے بھول گیا کہ از لنگٹن میں ایرک کیان کی نہیں معطر صبا کی تیمور سے دشمنی تھی اور تیمور حیدر کو ایرک کیان کا نام سن کر معطر صبا یاد آتی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری بار بیل بجنے پر اس نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی لوئی پورے دل سے مسکرائی

"ہیلو سنان برادر "

"ہیلو لوئی سسٹر "

"تم کیسے ہو؟ "

"جب صبح آفس جاتے ہوئے تم نے دیکھا تھا ویسا ہی ہوں "

"یعنی تم اچھے ہو "

"اور اس اچھے شخص سے تمہیں کیا کام ہے؟ "

وہ دروازہ کھلا چھوڑتا اندر آیا، سادہ سا اپارٹمنٹ جہاں بس نام کا فرنیچر تھا،اس کے اپارٹمنٹ کو دیکھ کر صاف لگتا تھا کہ وہ سادگی لیکن سلیقہ پسند تھا

"اس اچھے شخص سے مجھے کافی چاہیئے، کیا تمہارے پاس ہے؟ "

"تم جانتی ہوں میں کافی نہیں پیتا "

"میں جانتی ہوں لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہارے کچن کی سائیڈ کیبنٹ جہاں چپس اور چاکلیٹ پڑے ہیں وہاں کافی بھی پڑی ہے جو یقیناً تم نے یہ سوچ کرلی ہوگی کہ ممکن ہے کبھی ضرورت پڑ جائے، وہ ضرورت پڑ چکی ہے "

چائے کے لئے کپ رکھتے سنان نے بنا کچھ کہے کیبنٹ کھولی اندر سے چپس نکالی اور کھول کر اس کے سامنے رکھی

"شکریہ۔۔۔ "

وہ اسی خاموشی سے چائے تک واپس گیا، نیلی جینز پر اس نے سادہ سی سفید ٹی شرٹ پہن رکھی تھی، بال گیلے تھے

"تم یہ اپنے گھر جا کر بھی کھا سکتی ہو "

وہ اس کی شڑ شڑ کو دیکھتا بولا

"مجھے کافی لینی ہے تم سے۔۔۔ وہ لے کر گھر جاؤں گی "

"وہ ایکسپائرڈ ہے "

"اوہ۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں چپس کھانے کے بعد ممی کو جا کر یہ بات بتا دوں گی "

سنان نے سر ہلاتے کپ میں چائے ڈالی

"تمہاری معطر کیسی ہے؟ "

اس کا سر بے ساختہ اٹھا

"میری معطر؟"

"میں دوست کہنا بھول گئی، تمہاری دوست معطر "

"وہ میری دوست نہیں ہے، اور وہ ٹھیک ہے "

"اگر دوست نہیں ہے تو کیا ہے؟ "

وہ مسلسل چپس چبا رہی تھی

"پتا نہیں کیا ہے "

چائے کا کپ لیتے وہ صوفے پر آکر بیٹھا، لیپ ٹاپ، فائلز، ڈائری، بسکٹس، وہ گویا مصروف تھا

"تم اسے پسند کرتے ہو نا؟ "

اس کا لیپ ٹاپ کھولتا ہاتھ ایک بار کو تھم گیا پھر نظریں اٹھا کر لوئ کو گھورا

"چھوٹے بچے ایسی باتیں نہیں کرتے "

"میں دو دن پہلے دس سال کی ہوئ ہوں "

"دس سال بعد جب بیس کی ہو جاؤ گی تب یہ سوال پوچھنا "

"تب تک تم پاکستان جا چکے ہو گے "

"کال کر کے پوچھ لینا۔۔۔۔ "

اس نے فائل کھول لی، کپ ہونٹوں سے لگایا، ایک جگہ فائل پر نظریں جمائے چند لمحے وہاں دیکھتا رہا پیچھے سے لوئ کی شڑ شڑاب بھی جاری تھی

"تمہیں ایسا کیوں لگا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں؟ "

وہ فائل کو دیکھتا آہستہ سے بولا تھا، گول چیئر پر بیٹھی لوئ نے کرسی گھمائ

"تم معطر کی فکر کرتے ہو، تم اس سے مل کر آؤ تو تمہارے چہرے سے پتا چل جاتا ہے اور تم اس کا نام سن کر مسکراتے ہو "

وہ جو مسکرانے لگا تھا فوراً سے مسکراہٹ سمیٹی

"ضروری تو نہیں یہ اس لئے ہو کہ میں اسے پسند کرتا ہوں؟ "

" پچھلے چند دنوں میں تم کئ بار مجھے سکول چھوڑنے گئے ہو حالانکہ تم مجھ سے تنگ تھے، کیا تمہیں لگتا ہے میں نہیں سمجھتی کہ تم وہاں کیوں جاتے ہو؟ "

اس کے لبوں کے کنارے ہلکے سے مسکرائے، فائل واپس رکھتے لوئ کو دیکھا

"یہ تمہاری رائے ہے۔۔۔اور میں اس سے متفق ہوں یہ ضروری تو نہیں "

"تو پھر انکار کردو "

"میں متفق نا ہوں یہ بھی ضروری نہیں "

"یعنی میں صحیح سوچ رہی ہوں "

"فرض کرو۔۔۔"وہ گلا کھنکارتا آگے کو ہوا"اگر ایسا ہے، صرف فرض کرو، تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ "

"اسے بتادو "...

لوئ نے کاندھے اچکائے

"وہ مجھے ایک تھپڑ مار دے گی "

"پھر نا بتاؤ "

"یعنی میں ساری عمر اکیلا چائے پیتا رہوں "

وہ بدمزہ سا کہتا پیچھے کو ہوا

"تم تو کہہ رہے تھے فرض کرو۔۔۔کیا تم سچ میں اسے پسند کرتے ہو؟ "

"تم سب قیاس لگاتے رہو "

سنان نے خفگی سے رخ موڑ لیا، مورے بھی کل پوچھ رہی تھیں کہ کسی کو پسند تو نہیں کر لیا جو واپس نہیں آ رہے، پریزے تو صاف کہہ رہی تھی وہ معطر کو

پسند کرتا ہے اوراب لوئ، یعنی پوری دنیا کو علم تھا سوائے اس کے جسے ہونا چاہئے تھا، سوائے معطر صبا کے

"ویسے میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں "

"کیا مدد کرو گی؟ "

"میں رضاکارانہ طور پر کوئ بھی مدد کر سکتی ہوں، تم بتاؤ بس "

"رضاکارانہ طور پر؟ "

"یقیناً۔۔۔بدلے میں نا کوئ چپس نا کوئ چاکلیٹ "

"مجھے یقین کیوں نہیں آرہا؟ "

کھلے دروازے سے کوئ لوئ کو پکارتا اندر داخل ہوا تھا

"یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ "

اندر داخل ہوتے مسز ڈیزی نے لوئ کو گھر کا تو وہ جھٹ گول کرسی سے اتری

"میں سنان کے اپارٹمنٹ کے سامنے سے گزر رہی تھی تو اس نے کہا کہ اس کے پاس چپس پڑے ہیں جو ایکسپائر ہونے والے ہیں اگر میں وہ کھانا چاہتی ہوں تو کھا سکتی ہوں، میں اس کا نقصان کیسے ہونے دیتی ممی؟ وہ ہمارا پڑوسی ہے "

سنان اسے دیکھ کر رہ گیا

"ہاں۔۔۔ جس لمحے تم گزر رہی تھیں اسی لمحے اسے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولنے کا خیال آیا نا؟ "

"آپ کو لگ رہا ہے میں یہاں خود آئی ہوں؟ "

"مجھے یقین ہے، گھر چلو اور ہوم ورک کرواپنا۔۔۔ "اسے گھر کتے وہ سنان کی طرف متوجہ ہوئیں "آئی ایم سوری یہ تمہیں بہت تنگ کر دیتی ہے "

"اٹس اوکے مسز ڈیزی "

وہ نرمی سے مسکرایا تو وہ لوئی کا ہاتھ تھامتی آگے بڑھیں

"ممی، مجھے چپس تو لینے دیں، وہ ضائع ہو جائیں گے "

ہاتھ چھڑاتی وہ فوراً کچن کاؤنٹر تک گئی، چپس اٹھائی اور دروازے میں ٹھہری مسز ڈیزی کی طرف بڑھ گئی، سنان نے سر جھکتے فائل آگے کی لیکن ذہن منتشر ہو گیا تھا

کیا وہ معطر کو بتادے؟ مگر کیسے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قدرے جلدی میں دروازے کھولتے اس نے "کون؟" پوچھنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب "کون" پر نظر گئی، منہ بند ہو گیا، آنکھوں میں پہلے حیرت ابھری پھر بے یقینی

"سلام علیکم، کیسا لگ رہا ہوں؟"

وہ پشت پر ہاتھ باندھے ٹوٹی پھوٹی اردو میں پوچھ رہا تھا، سفید شلوار قمیص پہنے سامنے کھڑا ایرک، سیاہ شلوار قمیص پہنے معطر یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی، اس نے کچھ جھینپنے کی اداکاری کی

"جانتا ہوں ہینڈسم لگ رہا ہوں، نظر مت لگاؤ بلکہ نظر اتارو"

جسے نظر اتارنے کا کہا گیا تھا اس نے نظریں سر تا پیر گھما کر اسے دیکھا، پھر صحن میں اس کا فلک شگاف قہقہہ گونجا، جس نے نظر اتارنے کا کہا تھا اس کی آنکھوں میں حیرانی ابھری پھر خفگی

"ہنس کیوں رہی ہو؟"

سوال کرنے والے نے دنیا جہاں کی خفگی لہجے میں بسائی، جواب دینے والی پیٹ پر ہاتھ رکھے ابھی تک ہنس رہی تھی

"ایرک ۔۔۔۔اوہ ایرک "

اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، پھر اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر سامنے دیکھا، وہ ہنوز خفگی سے اسے دیکھ رہا تھا، وہ ہنوز ہنس رہی تھی

"یہ ۔۔۔۔اللہ میرے "

اس کی ہنسی نہیں رک رہی تھی، عرصے بعد وہ یوں ہنسی تھی، اماں ہوتیں تو صدقہ اتارتیں، بابا ہوتے تو دعائیں دیتے

"میں جارہا ہوں "

جس پر ہنسا جارہا تھا اسے برا لگ گیا، جو ہنس رہی تھی وہ ہنسی روکتی جھٹ سے اس کے سامنے آئی

"آئے کیوں تھے ؟ "

"میں جواب نہیں دوں گا "

"میرا ہنسنا برا لگا؟ "

وہ پھر سے ہنسنا چاہتی تھی، ایرک نے رک کر اسے دیکھا، اسے احساس ہوا، اس کا ہنسنا برا نہیں لگا تھا

"مجھ پر ہنسنا برا لگا "

"تم نے یہ کیوں پہنا ہے ؟ "

اس کا دل کیا وہ پھر سے ہنسے، مگر ایرک کے تاثرات

"تمہیں دکھانے کو۔۔۔ "

اسے دکھانے کو ؟ ہنسی غائب ہوئی، چہرہ سنجیدہ ہو گیا

"مجھے کیوں دکھانا تھا؟ "

"پوچھنا تھا میں پاکستانی لباس میں کیسا لگتا ہوں "

"مضحکہ خیز لگتے ہو "

"تم اپنے ملک کے لباس کی توہین کر رہی ہو "

"درستگی کرو، میں تمہاری توہین کر رہی ہوں "

"میں اس توہین پر ناراض ہوتا ہوں "

"میں اس ناراضگی پر معذرت کرتی ہوں "

"معذرت قبول کی "

وہ کھلے دل سے مسکرا دیا، وہ مشکوک ہوئی

"اب ؟ "

"اب کیا؟ "

"جائو یہاں سے "

ابرو سے باہر کی طرف اشارہ کیا

"میں جانے کے لئے نہیں آیا"

"پھر کس لئے آئے ہو ؟"

"میں پاکستانی لباس میں پاکستانی کھانا کھانے آیا ہوں "

"ہم نے کھانا نہیں بنایا، ہم آج رات بھوکے سوئیں گے "

"میں چائے بھی پی سکتا ہوں"

"میں تمہیں کچھ نہیں پلانا چاہتی، براہ مہربانی جائو یہاں سے"

وہ پیچھے گئی،وہ اس سے پہلے کھلے دروازے سے اندر پہنچا، معطر کا منہ کھلا

"تمہیں اخلاقیات سیکھنی چاہیئے"

"میں بداخلاق کہلائے جانے پر راضی ہوں "

وہ تلملاتی اندر آئی، وہ صوفے پر بیٹھی بانو آپا کو اسی ٹوٹی اردو میں سلام کر رہا تھا، وہ کچھ حیران ہوئیں

"تم بداخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ بدتمیز بھی ہو "

" تصحیح کرو، میں بدتمیز، بے شرم، بدتہذیب، بداخلاق، بدلحاظ بھی ہوں، تم اس کے علاوہ بھی سارے بد ساتھ لگالو "

وہ اپنی ازلی ڈھٹائی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ چکا تھا

"معطر۔۔۔۔ "

بانو آپا نے اسے گھورا تو وہ ایرک کو خفگی سے دیکھتی صوفے پر بیٹھی، اس کے پاؤں کی موچ بہتر تھی لیکن پھر بھی درد تھا

"تم کیسے آئے ہو ایرک؟ "

وہ اب ایرک سے پوچھ رہی تھیں، معطر کی نظر دوبارہ اس پر گئی، اس کا دل دوبارہ ہنسنے کو چاہا، مسئلہ یہ نہیں تھا کہ اس نے شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی، مسئلہ یہ تھا کہ جو شلوار قمیص اس نے پہنی ہوئی تھی وہ اسے بہت زیادہ کھلی تھی، لمبی قمیص اور بہت کھلے بازوں جو اس نے فولڈ کر کے جما رکھے تھے پھر بھی لٹک رہے تھے

"معطر ہوتی تو میں کہتا کہ اس کی یاداشت کمزور ہے، آپ ہیں تو میں کہوں گا کہ آپ کام کی وجہ سے بھول گئی ہوں گی، کیا آپ کو یاد نہیں کل آپ نے مجھے دعوت دی تھی؟ "

"پاکستان میں گھر آؤ کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہوتا کہ واقعی گھر کے اندر آجاؤ ۔۔۔ یہ صرف مروت میں کہا جاتا ہے "

ایرک نے بانو آپا پر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا

"میں مروت میں کہی گئ باتیں بھی سریس لے لیتا ہوں "

"میں نے واقعی دل سے کہا تھا "

بانو آپا نے معطر کو گھورا تو وہ بدمزہ ہوتی پیچھے کو ہوئ

"میں نے بھی دل سے ہی قبول کیا تھا، اس لئے تو یہاں ہوں "

وہ مسکرا رہا تھا، وہ مشکوک ہو رہی تھی، ایک دو بار بانو آپا کو بھی دیکھا، جو انگریزوں کی برائیاں کرتے نہیں تھکتی تھیں وہ ایک انگریز کو سامنے بٹھائے بیٹھی تھیں

"معطر ۔۔۔ جا کر کھانا لگاؤ "

"یہ پاکستانی کھانا کھالے گا؟ "

"کھانا صرف کھانا ہوتا ہے۔۔۔اس کا کوئی مذہب، ملک یا ذات نہیں ہوتی
"

"اس کا ذائقہ ضرور ہوتا ہے، تم مصالحوں والا کھانا کھالو گے ؟ "

"میں کھالوں گا، تم اگر مجھے صرف اس پانی پر ٹرخانا چاہتی ہو جو تم نے مجھے ابھی تک نہیں دیا تو تم غلط فہمی کا شکار ہو "

وہ منہ بناتی اٹھی، قدم کچھ آہستہ رکھے کہ پاؤں کی موچ زیادہ تو نہیں تھی لیکن پھر بھی تھی

"تم نے ڈاکٹر کو چیک نہیں کروایا؟ "

وہ اس کے پاؤں کو دیکھ رہا تھا، بانو آپا نے رخ موڑ کر معطر کو دیکھا پھر ایرک کو، پھر معطر کو

"اتنی چوٹ بھی نہیں تھی "

"تم ایک لاپرواہ لڑکی ہو "

سر افسوس سے ہلاتے تبصرہ کیا، وہ بنا غور کیئے کچن کی طرف گئ، سالن گرم کیا، روٹیاں پکا رکھی تھیں انہیں دوبارہ گرم کیا، ٹیبل پر لگایا، گلاس رکھے اور وہیں کھڑے کھڑے ان دونوں کو آواز دی، ایرک تب تک بانو آپا کو متاثر کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا

"تم بہت بولتے ہو ایرک، اگر اچھا نا بولتے تو میں تم سے تنگ آجاتی "

وہ اس کے کسی قصے پر ہنس رہی تھیں، معطر رک کر انہیں دیکھے گئ، عرصے بعد وہ ہنسی تھیں، عرصے بعد وہ خود ہنسی تھی، ایرک کے بارے میں رائے تھوڑی سی دوبارہ تبدیل ہوئ، اتنا برا بھی نہیں تھا

"معلوم نہیں یہ کیا تھا لیکن میں نے تعریف ہی مرادلی ہے "

وہ بانو آپا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ رہس تھا، معطر خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھ گئ

"تعریف ہی تھی "

اس نے مسکراتے ہوئے ایک نوالہ لیا، منہ میں رکھا، چبایا، معطر کو دیکھا پھر بانو آپا کو

"کیسا لگا۔۔۔؟ "

وہ تھوڑی تلے ہاتھوں کی مٹھی رکھے اسے دلچسپی دیکھ رہی تھی

"یہ۔۔۔اہمم۔۔۔اچھا ہے۔۔۔ "

نوالہ چباتے وہ بہت کوشش سے مسکرایا، معطر نے مسکراہٹ دبائی

"اور لو نا۔۔۔ "

آگے ہوتے اس کی پلیٹ میں گوشت کا سالن ڈالا، ایرک نے سر ہلایا پھر پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا

"میں آپ سے ایک اجازت لینے آیا تھا "

وہ اب بانو آپا سے مخاطب تھا

"کیسی اجازت؟ "

"دراصل۔۔۔"گلا کھنکارا" کل رات ہماری یونیورسٹی کی طرف سے کلچرل ایونٹ منعقد کیا جا رہا ہے، میں دو دن پہلے پاکستان پر ڈاکیومنٹری بنا چکا ہوں تو مجھے پاکستانی کلچر کو ریپریزنٹ کرنا ہوگا، ایک طرح سے فنکشن ہے، تو۔۔۔"

محتاط نظروں سے دونوں کو دیکھا "آپ معطر کو میرے ساتھ جانے کی اجازت

دے سکتی ہیں ؟، مجھے ایک خاتون کی ضرورت ہے پاکستانی لباس اور ثقافت کو دکھانے کے لئے ،اور میں صرف معطر کو جانتا ہوں "

لمحہ بھر کو بانو آپا چپ رہ گئیں، معطر نے گھور کر اسے دیکھا، صرف معطر کو؟ اس کی یونیورسٹی میں کئ پاکستانی لڑکیاں تھیں، جھوٹا انسان

ایرک اسے نظر انداز کرتا ڈھٹائ سے بانو آپا کو دیکھ رہا تھا

"کتنے بجے ہے ایونٹ ؟ "

"نو سے بارہ۔۔۔ "

"دیر ہو جائے گی "

وہ متذبذب تھیں

"میں ذمہ داری لیتا ہوں، لینے اور چھوڑنے کا کام میرا ہو گا "

"میں نے ہاں کب کی ؟ "

ایرک نے رخ اس کی طرف موڑا

"دو دن پہلے ٹیوب پر سفر کرتے ہوئے جب تم نے مجھ سے ایک کام کہا تھا تو جواباً تم نے میری مدد کی حامی بھری تھی۔۔۔ کیا تم بھول گئیں ؟ "

"کون سا کام؟"

اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا، سر نفی میں ہلاتے ایرک کو دیکھا جو بانو آپا کے سوال پر ان کی طرف متوجہ ہوا تھا

"ایکچولی۔۔۔۔ تیم۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں تیار ہوں"

اس کی زبان مزید کھلتی وہ تیزی سے بولی، ساتھ دو سو بار خود کو کوسا، پورے برطانیہ میں یہی ملا تھا کام کے لیے؟، جو رائے بدلی تھی وہ دوبارہ بدل گئی، وہ اس کی سوچ سے زیادہ برا تھا

اس نے ہنہہ کرتے پلیٹ آگے کی، اور پھر وہ کہتا تھا کہ وہ اس کے بارے میں اپنی رائے بدل کیوں نہیں لیتی؟ کارنامے دیکھے تھے اس نے اپنے؟

"تم کیا کہہ رہے تھے؟"

بانو آپا نے جیسے ان دونوں کی بحث نظر انداز کی تھی

"ایک لڑکا ہے جو معطر کو تنگ کر رہا تھا، اسی کو سمجھایا تھا میں نے اپنی زبان میں

"

"کون لڑکا؟ تم نے بتایا نہیں مجھے ؟ کس کی ہمت ہوئ تمہیں تنگ کرنے کی ؟ "

"ریلیکس آپا۔۔۔۔۔"آپا؟ معطر نے بھنویں سکیڑیں"وہ اب معطر کے آس پاس بھی نظر آیا تو میں برطانیہ میں اسے رہنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا "

اس کا دل کیا سالن کا پورا باؤل اٹھا کر ایرک کے سر پر دے مارے لیکن ضبط سے مسکراتے بانو آپا کو دیکھا

"زیادہ تنگ نہیں کیا، ایرک نے سنبھال لیا تھا "

"اوہ اچھا۔۔۔۔ "

"پھر میں ہاں سمجھوں؟ "

"معطر کی مرضی ہے وہ جانا چاہتی ہے تو میری طرف سے اجازت ہے لیکن ۔۔۔"چہرے پر سختی لئے ایرک کو دیکھا"اسے صحیح سلامت اسٹیشن سے لے کر اور چھوڑ کر جانے کی زمہ داری تمہاری ہو گی "

وہ جھنجھلائ، یہ انسان زمہ داری اٹھانے کے قابل تھا؟ وہ اتنی بھی کوئ کمزور نہیں تھی جو اکیلے سفر نا کر پاتی، اور بانو آپا؟ کہاں مرد کو نا قابل بھروسہ کہنے والی،

سنان پر اعتراض کرنے والی اس آدمی پر بھروسہ کر رہی تھیں، پتا نہیں ایرک کیان اتنی چرب زبانی کہاں سے سیکھ لایا تھا؟ پتا نہیں اسے لوگوں کو قائل کرنا کیسے آتا تھا؟

"آپ بے فکر رہیں، میں خود لے جاؤں گا اسے اور چھوڑ بھی جاؤں گا "

پھر وہ کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا، پتا نہیں کون کون سے افسانے بانو آپا اور وہ مل کر چھیڑ بیٹھے تھے، وہ برتن دھوتی، سارا سامان سمیٹتی لاؤنج میں آئی تو وہ اٹھ رہا تھا

"کھالیا پاکستانی کھانا؟ "

وہ اسے باہر چھوڑنے آئی تو مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا

"آج کے کھانے کے بعد میں سمجھ گیا، اسی لئے تم لوگوں کی زبانیں اتنی تیز ہیں "

"اور تم لوگ کیا کھاتے ہو جو تم لوگوں کی زبانیں اتنی تیز ہیں؟ "

"کم از کم پوری دنیا کے مصالحے ایک ہی ڈش میں نہیں ڈال دیتے "

"مشرقی کھانوں کی توہین مت کرو "

"مشرقی عورت مجھے دھمکی دے رہی ہے؟ "

"میں عمل بھی کرسکتی ہوں "

"احتیاط کرو، میرے پاس تمہارا راز ہے "

"تم مجھے بلیک میل کرو گے اب ایرک؟ "

اس کی آنکھوں میں صدمہ اترا، ایرک چند لمحے کو اسے دیکھتا رہا پھر وہ سر جھٹکتے بہت ہلکا سا مسکرایا، پھر سر اٹھا کر معطر کو دیکھا

"تم کل آجاؤ گی نا؟ "

"میں زبان سے پھر جایا کرتی ہوں لیکن احسان سے نہیں، تمہارا احسان نا ہوتا تو فوراً گھر سے باہر نکالتی میں تمہیں "

"میں یہیں سے پک کرلوں گا تمہیں "

"اسٹیشن پر آجانا اور یہ لباس درست کر کے آنا اپنا، اس طرح تم مشرقی مرد کم مشرقی غنڈے زیادہ لگتے ہو "

"دوست سے لیا تھا "

اس نے ناک سے مکھی اڑائی

"تمہارے دوست اتنے ہیلدی ہیں؟ "

"میرے دوست کمزور بھی ہیں، تمہارا وزن کتنا ہو گا؟ "

"تمہارے دماغ سے زیادہ ہی ہو گا "

وہ تپی، پتا نہیں یہ انسان تھا کیا؟ ذہن یوں گھما دیتا تھا کہ اس کا دل چاہتا کہ گردن توڑ مروڑ ہی دے ایرک کی، ایک سنان تھا کتنا دھیما بولتا تھا، نا غصہ آتا نا برا لگتا

"تم سنان سے بات کیوں نہیں کرتے؟ "

اسے کوئی خیال سا آیا تھا

"سنان سے کیا بات کروں؟ "

اس وقت سنان کا ذکر وہ بدترین شے تھی جو وہ سننا چاہتا تھا، موڈ بگڑا

"وہ مشرقی مرد کی شخصیت پر بالکل پورا اترتا ہے، اس سے کہو وہ آجائے "

"یعنی تم چاہتی ہو کہ تمہارا اس کے ساتھ کپل بنے؟ "

"لاحول ولا قوہ الا باللہ۔۔۔ کس قدر بکواس سوچ ہے تمہاری "

"یہ سوچ واقعی بکواس ہے، میرے ساتھ کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ "

اس کی آنکھوں میں خفگی ابھری، وہ صرف خفگی نہیں تھی

"بہت سے ہیں۔۔۔ گنواؤں؟ "

"کل کیا مسئلہ ہے؟ "

"تم کہاں سے مشرقی مرد لگتے ہو؟ سنان ہوتا تو اچھا رہتا، اور یہ کپل کس کا کہہ رہے ہو میں تمہاری بہن بن کر جاؤں گی وہاں پر "

اور بس اس کے سر پر لگی تلوؤں پر بجھی۔۔۔ بہن؟؟

"اس سے بہتر ہے نا جاؤ تم، میری اس دنیا میں صرف ایک بہن ہے اور میں اس کے علاوہ کسی کو بہن بنانے پر راضی نہیں ہوں "

"غصہ کیوں ہو رہے ہو؟ "

وہ خائف ہوئی

"اور کیا کروں؟ سنان کا یہاں کیا ذکر بنتا ہے؟ ڈاکیومنٹری میری ہے، کلچرل ایونٹ بھی میری یونیورسٹی کا ہے، اس سب میں سنان کیوں آرہا ہے بیچ میں؟ "

"ویسے ہی کہہ دیا۔۔۔ اور لہجہ درست کرو اپنا، تمیز سے بات کرو مجھ سے ورنہ کل نہیں آرہی میں "

"تمیز میری وہ محبوبہ ہے جس سے میں سالوں پہلے بریک اپ کر چکا ہوں "

وہ تپا ہوا تھا

"تمہارا یہی رویہ رہا تو میں منع کر دوں گی "

وہ تڑخ کر گویا ہوئی، ایک تو احسان کر رہی تھی اوپر سے نخرے دکھا رہا تھا

"تم منع کرو میں اس بار واقعی پورا از لنگٹن لے آؤں گا۔۔۔ "

"تمہارے پورے از لنگٹن کو میں دیکھوں بھی نا "

غصے سے کہتے اس نے کھٹاک سے دروازہ اس کے منہ پر بند کیا، ایرک نے ضبط سے آنکھیں بند کیں پھر خود کو پرسکون کرتے آنکھیں کھولیں، دروازہ کھٹکٹا نے کا سوچا لیکن پھر اسے یاد آیا دروازے کے بالکل ساتھ ایک گملا پڑا تھا، وہ اس کے سر پر لگتا تو اس کا بچنا مشکل تھا، سر جھٹکتے وہ واپسی کی طرف بڑھ گیا، ماتھے پر بل تھے

سنان کے زکر پر پتا نہیں کیوں اسے غصہ چڑھ جاتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اینجل اسٹیشن پر روٹ کے بالکل سامنے ٹکٹ کاؤنٹر کی دیوار کے ساتھ وہ ٹھہرا تھا ، جس نے سرمئی شلوار قمیض پہن رکھی تھی، گلے میں سیاہ مفلر تھا، سیاہ کوٹ بازوں پر تھا، بھورے بال پیچھے کو جمے تھے، نیلی آنکھیں موبائل پر تھیں، وہ جس

کی سیٹی کی دھن اسٹیشن پر گونجتی تھی، وہ جو یوں مشرقی لباس پہنے مشرق میں جاتا تو لاہور کے پرانے گلیوں کے چوباروں میں عورتیں نکل کر اسے دیکھتیں، انارکلی بازار میں چوڑیاں پہنتی لڑکیاں مغرب سے آنے والے برطانوی شہزادے کو دیکھتیں اور سوچتیں یہ مشرقی لباس میں دھڑکنیں روکتا شخص کون ہے؟، وہ جب بے نیازی سے چلتا تو اس کی بے نیازی پر آہیں بھری جاتیں، وہ جب آنکھیں گھماتا تو دنیا ان آنکھوں کے گرد گھوم جاتی

وہ جس کی آنکھیں فلوقت اٹھ کر روٹ کی سمت جاتیں جہاں سے ٹیوب نے آنا تھا، چند لمحے سرکے، اس کے لبوں پہ موجود سیٹی تبدیل ہوئ، سامنے پڑے روٹ پر ٹیوب کی آواز ابھری اور ٹیور کی، دروازے کھلے وہ اسی طرح دیوار سے لگ کر ٹھہرا سامنے ٹیوب کو دیکھتا رہا، لوگ اترتے بکھرتے گئے لیکن معطر نیچے نا اتری، اس نے ایک بار گھڑی کو بھی دیکھا

یہ لڑکی نا آئ تو؟

وہ مشرقی لڑکی نا آئی تو وہ مشرقی لگتا مغربی مرد اس بار واقعی پورا از لنگٹن اس کے خلاف اکٹھا کر لیتا، اس کے ابرو سکڑے، چہرے پر دباد با غصہ ابھرا، پھر موبائل کو دیکھا

"اپنی نظر اتار لو، کیونکہ تم اب خطرے میں پڑنے والی ہو "

ٹائپ کیا گیا میسج بھیجنے سے پہلے سامنے سے کھنک ابھری، چوڑیوں کا ساز، اس کا سر اٹھا، پھر نظریں سامنے جمیں، گول گھومنے والی آنکھیں ایک ہی مقام پر رک گئیں، جس دنیا کو اس کی آنکھیں گھمانے پر رکنا تھا وہ اس کی آنکھوں کے ساتھ رک گئ، آنکھوں کا اور پوری دنیا کا محور ایک شخص ہوا

مشرقی لڑکی ـــــ معطر صبا

وہ سامنے سے آ رہی تھی، سرخ رنگ کا لباس پہنے، گوٹے کناری والا دوپٹہ گردن میں تھا یوں کہ پیچھے کی طرف اس کی دونوں سائیڈ لٹک رہی تھیں، گھٹنوں تک آتی قمیص نیچے سادہ سی شلوار، چہرے پر ہلکا سا میک اپ اور کانوں میں پہنی بالیاں، چوڑیوں کے علاوہ واحد زیور جو وہاں نظر آتا تھا، بیگ کاندھے پر لٹکائے ایک ہاتھ میں کوٹ تھامے مشرقی لڑکی مغربی مرد کی طرف آ رہی تھی،

جس کی آنکھیں اسی ایک مقام پر جمی ہوئی تھیں، جمی ہوئی آنکھوں میں کچھ اور بھی تھا، گلے میں گلٹی سی ابھرتی تھی

"چلیں؟ "

اس کے پاس آتے پوچھا تو وہ چونکا، چند لمحے لگے واپس دنیا میں آنے کو، رک چکی دنیا چلنے لگی، رک چکا دل دھڑکنے لگا، وہ ہاتھ اٹھائے دوپٹہ جوڑ رہی تھی، چوڑیوں کا ساز بج رہا تھا، ایرک کیان کو بھول گیا وہ کیا ساز گنگنا رہا تھا، ہر ساز اس کی چوڑیوں کی آواز میں گم ہو گیا

"ایرک.... "

اس کے سامنے چٹکی بجائی، وہ ہوش میں آیا، نظر موبائل پر گئی

"اپنی نظر اتار لو، کیونکہ تم اب خطرے میں پڑنے والی ہو "

نظر اٹھا کر اسے دیکھا

"اسے واقعی نظر اتارنی چاہئے لیکن خطرہ اب مجھے ہے "

گہری سانس لیتے سر جھٹکا پھر موبائل جیب میں ڈالتے کوٹ پیچھے کی طرف کاندھے پر رکھا

"کتنی دیر لگے گی پہنچنے میں؟"

"واکنگ ڈسٹینس پر ہے، پانچ منٹ لگیں گے"

معطر نے سر ہلا دیا پھر غور اسے دیکھا

"کس کا سوٹ پہنا ہے آج؟"

"خود بنوایا ہے،۔۔۔"وہ رکا"کیسا لگ رہا ہوں؟"

"اچھے لگ رہے ہو"

"سنان سے بھی زیادہ؟"

وہ نہیں جانتا تھا اس نے یہ کیوں پوچھا تھا، معطر نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا

"اس سے کیوں مقابلہ کر رہے ہو؟"

"موازنہ کر رہا ہوں۔۔۔۔بتاؤ"

"وہ اپنی جگہ اچھا لگ رہا تھا تم اپنی جگہ، مجھے نہیں معلوم"

وہ جھنجھلائی، بانو آپا نے پکڑ کر 1990 کا اپنے جہیز کا کوئی سوٹ نکال کر پہنا دیا تھا ،اوپر سے میک اپ بھی کر دیا تھا، وہ خود کو خود ہی عجیب لگ رہی تھی، ایسا تھا تو اسے کسی اور سے پوچھنا چاہئے تھا

"تم سیاسی بیان دے رہی ہو "

"میں صرف تم دونوں کا دل نہیں توڑنا چاہتی "

"سنان یہاں نہیں ہے، تم مجھے منتخب کر سکتی ہو "

"یہاں نہیں ہے لیکن وہ ہے تو صحیح نا؟ "

ایرک اسے دیکھتا رہا پھر اس کے کاندھے ڈھیلے پڑے، وہ تھا، وہ وہاں نا ہو کر بھی تھا لیکن اس کے ہونے سے ایرک کیان کو کیا مسئلہ ؟

"میں صرف ایک گھنٹہ رکوں گی، اس سے زیادہ نہیں "

"آدھا گھنٹہ بھی کافی ہو گا "

" تیس منٹ بعد مجھے اسٹیشن پر چھوڑ جانا "

"آفر نہیں کی، معلومات دی ہیں "

اسٹیشن سے کچھ فاصلے پر گارڈن تھا جہاں باہر صحن میں کرسیاں اکٹھی کی گئی تھیں، وہ ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تو معطر نے بے اختیار سکون کا سانس لیا، اسے خواہ مخواہ لگ رہا تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی تیار ہو گئی ہے یہاں تو سب گویا شادی پر آ گئے تھے، یوں لگتا تھا ہر ملک سے ایک ایک بندے کو پکڑ کر ثقافتی تقریب منائی گئی

تھی، وہ سٹی یونیورسٹی آف لندن کے زیر اہتمام کیا جانے والا ایونٹ تھا جہاں یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کو ثقافتی میل جول بڑھانے کا موقع فراہم کیا گیا تھا، یوں بھی نہیں تھا کہ پابند کر دیا گیا تھا کہ اپنے ملک کا لباس ہی پہننا ہے، وہاں سیاہ فام گورے امریکی بن کر گھوم رہے تھے، ترک افریقی، بنگالی ملائشین بن کر اور انگریز ایرک پاکستانی بن کر

"میرے ساتھ رہنا "

اپنے دوستوں کی طرف جاتے ہوئے ایرک نے سرگوشی کی، اس نے سیاہ کوٹ پہن لیا تھا

"اب کیا ہر وقت تمہارے ساتھ چپکی رہوں؟ "

"کم از کم سب کی نظر پڑنے تک ہاں "

معطر نے ہاتھ جھلا دیا، زرا ایرک کی نظر تو ہٹے اس نے اِدھر اُدھر ہو جانا تھا۔۔۔۔۔اور ایرک کی نظر ہٹ کہاں رہی تھی؟

وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گئی، ایرک سامنے ٹھہرا تھا، اسے بیٹھتے دیکھ ابرو اچکائے

"کیا...؟ "

"ریمپ واک؟ "

معطر کی نظر سامنے گئ، ہر ملک کا ایک ایک جوڑا سامنے ریمپ پر واک کر رہا تھا،

وہ بدک گئ

"تم یہ توتوقع ہی مت رکھنا "

"صرف چلنا ہی تو ہے "

"وہ دیکھو، ہاتھ پکڑ کر چل رہے ہیں "

"تم ہاتھ مت پکڑنا "

"تم میرے پاس بھی مت بھٹکنا اگر آج مجھے اس ریمپ پر چلنے کا کہا تو "

"میں ہار جاؤں گا "

وہ جھنجھلایا

"ہار جاؤ۔۔۔۔ "

"اس ایک مقام پر مجھے ہارنا منظور ہے "

"اس ایک مقام پر تم جیتنے کا سوچنا بھی مت "

"اس سے اچھا تم آتی ہی نا، میں قاریہ، یا کنزہ سے کہہ دیتا "

وہ خفا ہوا

"ابھی بھی کہہ دو "

"تپ کیوں رہی ہو "

"بحث کیوں کر رہے ہو؟ "

ایرک اسے خفگی سے دیکھتا رہا پھر پلٹ گیا، اس کے بلا سے وہ ناراض ہو یا جو بھی، وہاں ایک دو میڈیا والے بھی تھے، وہ یہ حماقت نہیں کر سکتی تھی پہلے پتا ہوتا تو یہاں آتی ہی نا، جلتے کڑھتے وہ اسٹیج سے دور رکھے صوفے پر جا بیٹھی، ایک تو ایرک سے پچھلے چند دنوں میں چند کام پڑ گئے تھے تو مجبوراً ہاں کرنی پڑی ورنہ اسے کوئی شوق نہیں تھا یوں کسی ثقافتی تقریب کا حصہ بننے کا

موبائل نکالتے میسجز چیک کئے، اس مرتبہ تنخواہ میں سے بھی اپنے لئے بہت کم رقم رکھی تھی ورنہ سوچا تھا نیا کوٹ ہی لے لیتی، باقی سارے پاکستان بھیج دیئے تھے، بابا کا علاج، مبشرہ اور عون کے اخراجات گھر کے اخراجات، موبائل کھولتے اس کے ارد گرد سے لندن غائب ہو جاتا اور وہ پاکستان پہنچ جاتی، جہاں برآمدے میں بیٹھ کر وہ اور دانیال گھر کا بجٹ بناتے تھے، ایک ایک روپے کی

بچت، اب ایک ایک پاؤنڈ کی بچت، برطانیہ کا پاؤنڈ پاکستانی روپے میں تبدیل ہو جاتا۔۔۔۔۔۔۔اور برطانیہ

اس نے سر اٹھا کر کھلے آسمان کو دیکھا، لوگوں کو لگتا ہے برطانیہ خوابوں کو پورا کرنے کی سرزمین ہے، ایک بار جانے کا موقع مل جائے گویا زندگی سنور جائے گی، اور اس کا دل چاہتا تھا وہ یہاں آنے والے ہر شخص کو روک دے، وہ انہیں بتائے کہ برطانیہ آپ کو اپنے اندر ایسا قید کر دیتا ہے کہ رہائی ناممکن بن جاتی ہے، وہاں بچت صرف خیال، کامیابی صرف خواب بن جاتی ہے، وہاں غریب ساری زندگی بچت کرتے رہ جاتے پھر بھی زندگی کے اختتام پر ان کے پاس سوائے چند پاؤنڈز کے کچھ نہیں بچتا تھا، برطانیہ تیز دوڑتی زمین تھی، ہر شخص جلدی میں تھا، ہر شخص کو کہیں پہنچنے کی جلدی تھی، کسی کے پاس رکنے کا وقت نہیں تھا، کسی کو سننے کی خواہش نہیں تھی، وہاں لوگ ایک دوسرے سے بے نیاز اور بے زار تھے، اسے برطانیہ قید خانہ لگتا تھا، اس نے سر ارد گرد گھمایا، اور اس قید خانے میں اس کو ملنے والا قیدی جانے کہاں گیا تھا

وہ اسٹیج سے فاصلے پر بیٹھا تھا، صوفے کے ہتھے پر کہنی جمائے، دو انگلیاں ہونٹوں پر رکھے سامنے گھورے جا رہا تھا، سامنے جہاں معطر بیٹھی تھی

"تم اسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ "

رائن دھڑام سے اس کے ساتھ بیٹھا

"دیکھنا منع ہے؟ "

"جیسے تم دیکھ رہے ہو ویسے دیکھنا منع ہے "

"میں کیسے دیکھ رہا ہوں؟ "

" With some different eyes "

"ایسا کچھ نہیں ہے "

آنکھیں گھماتے رخ موڑ لیا

"تم ریمپ پر نہیں جا رہے؟ "

"معطر نہیں جانا چاہتی "

"تم اس کی بات مان رہے ہو؟ "

"اس کی بات نا مان کر زبردستی اسے لے کر جاؤں؟ "

"معطر اچھا آپشن نہیں تھی، کنزہ بہتر رہتی "

ایرک کی نظران سے چند کرسیاں دور ٹھہری کنزہ پر گئی، سرخ و سفید رنگت، بالوں کو پیچھے کی جانب کھلا چھوڑے وہ سیاہ ساڑھی میں ملبوس تھی، پھر اس کی نظر معطر پر گئی، بالوں کو جوڑے میں باندھے وہ موبائل دیکھ رہی تھی، چند لٹیں چہرے پر آ رہی تھیں

"وہ معطر نہیں ہے "

اس نے سر نفی میں ہلایا

"تم نے معطر کا کیا کرنا تھا؟ اس جیسی بھی چل جاتی "

"وہ معطر جیسی بھی نہیں ہے "

رائن کے ہاتھ میں تھاما سرخ مشروب لیتے ہونٹوں سے لگایا، نظریں اب بھی معطر پر جمی تھیں، اس جیسا کوئی کہاں تھا؟ اس جیسا اب کوئی رہا کہاں تھا؟

"اتنی کوئی خاص بھی نہیں ہے معطر "

"اتنی عام بھی نہیں ہے "

گھونٹ گھونٹ بھرتے اس نے وہ گلاس خالی کر دیا

"تم کیا سوچ رہے ہو ایرک؟ "

"میں جو سوچتا ہوں وہ تم سوچ بھی نہیں سکتے "

وہ اٹھ کھڑا ہوا، وہ سامنے نظریں سامنے رکھے ہوئے تھی، ایرک کی نظر سامنے گئی، چند لڑکوں کے ہاتھ میں وہی سرخ مشروب تھا، وہ رکا، وہ لڑکوں کو نہیں مشروب کو دیکھ رہی تھی اور ناگواری سے دیکھ رہی تھی، اس نے ارد گرد دیکھا، جمی پاس ٹھہرا تھا اس کے ہاتھ میں سگریٹ تھی، اس آگے بڑھتے وہ جھپٹی

" کبھی کچھ اپنا بھی لیا ہے؟ "

جمی تپا

"وہ کیمرہ جس میں تمہاری دو چار تصویریں ہیں، اس لئے زبان قابو میں رکھو اپنی "

وہاں ٹھہرے ٹھہرے دو چار کش لئے پھر سگریٹ اس کے ہاتھ میں رکھتے منہ کھول کر ہوا اندر اتاری، چہرے پر ہاتھ پھیرا اور گلا کھنکھارتے معطر کی طرف گیا

"کچھ کھاؤ گی؟ "

وہ چونکی پھر بیگ پر ہاتھ رکھتی اٹھی

"مجھے واپس جانا ہے "

"اتنی جلدی؟ "

"تم نے کہا تھا آدھا گھنٹہ کافی ہو گا "

"یہ نہیں کہا تھا کہ تم واقعی آدھے گھنٹے بعد چلی جانا "

"مجھے مزید نہیں رکنا "

"وجہ جان سکتا ہوں؟ "

وہ اس سے کچھ زیادہ ہی فاصلے پر ٹھہرا تھا

"مجھے وحشت ہو رہی ہے یہاں پر "

"ڈنر تو کر لو "

"بھوک نہیں ہے، تم نے سگریٹ پی ہے؟ "

آنکھوں میں ناگواری ابھری، ایرک نے بالوں پر ہاتھ پھیرا

"اس کی سمیل اچھی ہے نا؟ "

"زہر جیسی ہے، فاصلے پر رہو مجھ سے، "

ناک پر ہاتھ رکھا، ایرک نے سر ہلاتے رائن کو ہاتھ ہلایا کوئی اشارہ کیا اور اس کے آگے چلنے لگا

"تم کہاں جا رہے ہو اب ؟ "

"تمہیں چھوڑنے "

"بچی نہیں ہوں "

"بچی نہیں ہو اسی لئے تو جا رہا ہوں "

"میں اکیلی چلی جاؤں گی "

"جانتا ہوں، لیکن اگر میں جاؤں گا تو مجھے تسلی رہے گی، تمہاری بانو آپا سے وعدہ کیا تھا "

وہ سنجیدہ تھا، نا مزاق نا کچھ اور معطر سر جھٹکتے آگے بڑھی، کوٹ اس نے پہن لیا تھا، گارڈن سے نکلتے سامنے سڑک تھی، لندن کی اونچی عمارتوں کے بیچ سیاہ سڑک جس پر وقفے وقفے سے ٹریفک گزر رہی تھی، وہ دونوں فٹ پاتھ پر چلنے لگے

"تم آج پیاری لگ رہی ہو "

معطر نے نظر گھما کر ایرک کو دیکھا، اس کا کوٹ جانے کہا تھا، سیاہ مفلر اب بھی پہن رکھا تھا، وہ ازلنگٹن کے سرد موسم کا عادی تھا، وہ نہیں تھی، اسی لئے کوٹ کے بٹن بھی بند کر لئے تھے

"تم بھی۔۔۔ "

"مشرقی مرد لگ رہا تھا؟ "

"تمہیں تو مشرق ناپسند نہیں تھا؟ "

"مجھے تو تم بھی ناپسند تھیں "

"وہ تو غالباً اب بھی ہوں "

وہ ہلکا سا ہنسی، بازوں کوٹ میں ڈالے، چوڑیوں کا ساز ہنسی کے ساتھ شامل ہوا

"میری رائے محفوظ ہے "

بے نیازی سے کاندھے اچکائے

"جاب کا کیا بنا تمہارا؟ "

"مل گئی ہے "

وہ جھٹکے سے رکی

"واقعی؟تم نے بتایا کیوں نہیں؟"

ایرک وہیں رک گیا، لمحہ بھر کو اسے سمجھ نہیں آئی وہ کیا ریکشن دے، معطریوں خوش ہوئی تھی جیسے اس کی خود کی جاب لگی ہو

"بتانا تھا؟"

"ظاہر ہے۔۔۔ تمہارے مام ڈیڈ کا کیا ریکشن تھا وہ تو بہت خوش ہوں گے؟"

وہ پرجوش ہو رہی تھی

"انہیں بھی نہیں بتایا، مام ڈیڈ میرے میڈیا میں جانے کے خلاف تھے"

"کیوں؟"

"ڈیڈ چاہتے تھے میں ان کی طرح وکیل بنوں، مام چاہتی تھیں میں ان کی طرح ڈاکٹر بنوں، میں کسی کی مرضی پر نہیں چلا کرتا تو میں اپنی مرضی سے اینکر بنوں گا"

"گڈ۔۔۔ تمہارا شو آئے گا تو میں پاکستان میں بیٹھ کر ٹی وی پر دیکھوں گی، پھر سب کو بتاؤں گی مشہور زمانہ اینکر پرسن ایرک کیان کسی صدی میں میرے ساتھ از لنگٹن کی سڑکوں پر چلے تھے"

وہ مسکرایا

"میں اپنے شو پر سب سے پہلے تمہاری خبر دوں گا "

"کیا؟ "

"یہی کہ ازلنگٹن کی سڑکوں پر چلتے ہوئے مادام معطر صبا کسی سائیکل کے نیچے آ کر جاں بحق ہو گئیں "

وہ جو کوئی اچھی چیز سننے کی منتظر تھی ماتھے پر بل پڑے، آنکھیں سکڑ گئیں

"تم اس لائق ہو ہی نہیں کہ تمہاری خوشی پر خوش ہوا جائے "

"میں ایک سچا نیوز اینکر بنوں گا "

جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس نے کوئی سیٹی گنگنائی، معطر نے رخ موڑا پھر دوبارہ اسے دیکھا

"یہ بتاؤ۔۔۔ تم شراب پیتے ہو؟ "

اس کا منہ فوراً بند ہوا، سیٹی کا ساز بھول گیا، غیر محسوس انداز میں تھوڑا سا مزید فاصلے پر ہو گیا

"یہ سوال کیوں کر رہی ہو؟ "

"وہاں سب پی رہے تھے، سب میں تمہارے دوست بھی شامل ہیں، دوستوں کی صحبت میں تم بھی پیتے ہو گے؟ "

اس نے دو قدم چلے، دو قدم پانچ سیکنڈ لیتے تھے، پانچ سیکنڈ میں اسے معطر کی آنکھوں ناگواری یاد آئی، چھٹے سیکنڈ میں اس نے بول دیا

" کبھی کبھی پی لیتا ہوں "

وہ کہہ نا سکا وہ ابھی پی کر آ رہا تھا

" تمہیں پتا ہے عیسائیت میں بھی یہ حرام ہے؟ "

"میں مذہب کا حصہ نہیں کلچر کا حصہ سمجھ کر پیتا ہوں "

" حالانکہ جتنا تم مسلمانوں کے خلاف بولتے ہو مجھے مذہبی لگتے ہو، یعنی پکے عیسائی "

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ یو نو میرے ڈیڈ عیسائی ہیں، مام یہودی تھیں پھر ڈیڈ کے لئے مذہب تبدیل کر لیا، اب وہ پتا نہیں کیا ہیں، کبھی پوچھا نہیں میں نے، لیکن میں دونوں کے بیچ کا کچھ ہوں، انفیکٹ کبھی کبھی تو مجھے شک ہوتا ہے کوئی خدا ہے بھی یا نہیں "

معطر رکی

"تم ایتھیسٹ ہو؟ "

"نہیں بھئ۔۔۔پتا نہیں کیا ہوں، کیا ہم کچھ اور ڈسکس کر سکتے ہیں، مجھے

مذہب ٹائپ چیزیں بے زار کر دیتی ہیں "

وہ جو کہنا چاہتا تھا کہہ دیتا تھا، وہ سچا نہیں منہ پھٹ تھا

"مذہب زندگی کا لازمی حصہ ہے "

"مسلمانوں کے لیے ہو گا۔۔یہاں برطانیہ میں تم کسی کو پکڑ کر اس سے بائبل

کی کوئ آیت پوچھ لو کسی کو بھی نہیں آتی ہو گی، ان میں، میں بھی شامل ہوں

"

وہ اسٹیشن میں داخل ہو رہے تھے، ٹرین آنے ہی والی تھی

"میری رائے تمہارے بارے میں دوبارہ سے بدل گئ ہے "

"یقیناً یہ تبدیلی اچھی تو نہیں ہو گی "

"معلوم نہیں کیسی ہے لیکن تم صرف اسلاموفوبیا کا نہیں مذہبی بے زاری کا بھی شکار ہو،اور تم ٹھیک کہہ رہے ہو برطانیہ میں یہ واقعی عام ہے، تم لوگ مذہبی لحاظ سے زوال پذیری کا شکار ہو "

ایرک نے کچھ نہیں کہا، بس گردن پر ہاتھ پھیرتے کاندھے اچکائے، پھر جیب میں ہاتھ ڈالتے اندر سے موبائل نکالا کر وقت دیکھا

"تمہارے کزن کا کیا بنا؟ "

"وہ جیل میں ہے ابھی تک "

"ساری زندگی رہے تو اچھا ہے "

وہ کچھ دیر خاموش رہی، ایرک کا سر موبائل پر جھکا ہوا تھا جب اسے معطر کی آواز آئی

"اس کی زندگی تباہ ہو جائے گی "

جھکا سر بے ساختہ اٹھا، وہ سامنے دیکھ رہی تھی

"تمہاری نہیں ہوئی؟ "

"جس نے کی وہ محبت نہیں کرتا تھا، میں تو کرتی تھی نا، کیا میں نے صحیح کیا ایرک

؟ "

رخ موڑ کر اسے دیکھا

"تم پچھتا رہی ہو ؟ "

"میرے دل کا وہ حصہ پچھتا رہا ہے جو اس سے محبت کرتا تھا "

"اپنے اس حصے کی سنو جو اس سے محبت نہیں کرتا "

"اسی کی تو سنی ہے "

ٹیوب تیزی سے آتی رک رہی تھی، معطر سیدھی ہوئی، اس کا جوڑا ڈھیلا پڑ رہا تھا، بال چہرے پر آرہے تھے، ایک ہاتھ سے اس نے بال پیچھے کئے، ایرک کی نظر اس کے کانوں میں پہنی بالیوں پر گئی، وہ جھول رہی تھیں، معطر بنا ایرک کی طرف دیکھے آگے بڑھی، وہ ٹیوب پر پیر رکھ رہی تھی جب پیچھے سے آواز آئی

" تیمور حیدر کو ساری زندگی افسوس کرنا چاہئے "

معطر نے رک کر اسے دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

"کس لئے ؟ "

"معطر صبا کے نا ملنے پر۔۔۔۔۔ "

"معطر صبا کے نا ملنے پر کون افسوس کرے گا؟ "

"ممکن ہے کوئ ہو جسے معطر صبا عزیز ہو،اور جسے معطر صبا نا ملے تم اس سے اس کا خسارہ پوچھنا "

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹکتے ٹیوب کے اندر داخل ہو گئ،ایر ک وہیں ٹھہرا رہا،ٹیوب آہستہ پھر تیزی سے چلی اور اس کی نظروں کے سامنے سے گزر گئ،اس نے گہری سانس لیتے رخ واپسی کی طرف موڑ لیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آخری رو میں سامان رکھتی معطر نے تیسری بار سر نکال کر اس گاہک کو دیکھا جو سیاہ جینز پر سفید سوئیٹر پہنے ہوئے تھا،وہ کبھی کوئ پیکٹ اٹھاتا اسے دیکھتا پھر رکھ دیتا،پھر کوئ دوسرا پیکٹ اٹھا کر اس پر درج معلومات پڑھنے لگتا،یوں لگتا تھا جیسے

وہ خریداری کرنے آیا ہو اور بھول گیا ہو کہ اسے کیا لینا ہے، وہ آخری پیکٹ رکھتی اس تک آئی

"کیا میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں سر؟ "

شائستگی سے مخاطب کیا تو وہ گویا چونکا، پھر اسے دیکھ کر مسکرایا

"مجھے اپنے گھر کے لئے پردے لینے ہیں "

"آپ غلط جگہ پر آئے ہیں "

"میں تو صحیح جگہ سمجھ کر آیا تھا "

"اب صحیح جگہ پر چلے جائیں "

ہاتھ سے باہر کی طرف اشارہ کیا

"آپ مجھے اسٹور سے نکال رہی ہیں؟"

"میں آپ کو شرافت سے جانے کا کہہ رہی ہوں "

"شرافت سے یاد آیا، آپ نے وہ نظم سنی ہے شرافت علی کو گولی لگی ساری دنیا رونے لگی، کیا میں درست پڑھ رہا ہوں، یہ شرافت علی ہی تھا نا؟ "

"سریسلی سنان.....؟ "

اس نے ابرو اچکائے تو سنان نے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے دوسرے سے کان کھجایا

"میں ٹاپک ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہوں جس پر ہم بات کر سکیں، کیا پاکستان کی معاشی حالت بہتر موضوع رہے گا، یا برطانیہ میں بڑھتی مہنگائی؟ "

"آپ کو یہاں کیا کام ہے؟ "

اس نے سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے سنان کو دیکھا

"مجھے تو نہیں ہے، جسے ہے وہ اپنا کام کر رہی ہے اور میں کمپنی ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہوں "

معطر کی نظر سامنے کھڑی لوئی پر گئی، وہ سامان نکالتی ٹرالی میں رکھتی جا رہی تھی

"یہ اپنی ماں کے ساتھ کیوں نہیں آئی؟ "

"وہ بزی تھیں "

"اور اس کے ڈیڈ؟ "

"وہ اس سے زیادہ بزی تھے "

"آپ کو نہیں لگتا لوگ آپ کی اچھائی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں؟ "

"آپ مجھے اچھا کہہ رہی ہیں ؟ "

"میں آپ کو معصوم کہہ رہی ہوں "

"یعنی بیوقوف کہہ رہی ہیں۔۔۔۔"اس نے سر ہلایا، پھر مسکراہٹ دبائی"

آپ چاہیں تو آپ بھی میری اچھائی کا فائدہ اٹھا سکتی ہیں میں مائنڈ نہیں کروں گا

"

"آپ مجھے چالاک کہہ رہے ہیں؟ "

"میں آپ کو بے غرض کہہ رہا ہوں "

"یعنی بیوقوف کہہ رہے ہیں "

ایک پل کو وہ دونوں چپ ہو گئے پھر دونوں ہنس دیئے

"آپ ڈھونڈیں یہاں پردے، میں جا رہی ہوں، میرے ورکنگ آورز چل

رہے ہیں "

"ورکنگ آور کے بعد مل سکتی ہیں؟ "

"کیوں ملنا ہے؟ "

"ایک مشورے کی ضرورت ہے "

"جب میں یہاں نہیں تھی تو کس سے مشورہ کرتے تھے؟ "

"جب آپ یہاں نہیں تھیں تو کسی سے مشورے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی "

"اب کیوں پڑ گئی ہے؟ "

"کیونکہ اب مجھے مشورے سننا اچھا لگتا ہے "

"مشورے دینا اور سننا۔۔۔۔۔ قومی مشغلہ۔۔۔۔۔ "

وہ سر جھٹکتے آگے بڑھنے لگی جب پیچھے سے اس کی آواز آئی

"میں پاکستان واپس جانے کا سوچ رہا ہوں۔۔۔ چلا جاؤں؟ "

وہ دھیرے سے پلٹی

"کیوں؟"

"ہمیشہ یہاں تھوڑی رہوں گا "

"اب تک کیوں تھے پھر؟ "

حالانکہ وہ خود اسے کچھ دن پہلے واپسی کا مشورہ دے رہی تھی، پر پھر بھی اس کے واپس جانے کا سن کر لمحہ بھر کو ارد گرد خالی پن بھر گیا تھا، یوں جیسے کوئی دوست ہو جس سے بچھڑنے کا خیال عجیب اداسی بکھیر دے

"اب تک ایک وجہ تھی۔۔۔اب اسی وجہ سے واپس بھی جا رہا ہوں "

"کیا وجہ ؟ "

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر نظر اس کی کلائی پر گئی

"آپ نے چوڑیاں کیوں نہیں پہنیں؟ "

"اسٹور میں منع ہیں "

کاندھے اچکائے

"پھر یہ جاب چھوڑ دیں "

"جی؟ "

"جس جگہ پہ آپ کو آپ کی پسند کے مطابق نہیں رہنے دیا جا رہا وہ جگہ چھوڑ دیں "

"آپ کو برطانوی لباس پسند ہے یا پاکستانی؟ "

"پاکستانی۔۔۔ "

"توکیا آپ اپنے آفس میں شلوار قمیص پہن کر جاتے ہیں؟ "

وہ ہنسی،اب وہ ہنسنے لگی تھی، بات بہ بات، یوں ہی، بغیر کسی وجہ کے،وہ مسکرایا
پھر نظر دوبارہ اس کی کلائی پر گئی

"مجھے برا لگا تھا "

"کیا؟ "

"آپ کی کلائیوں کا خیال ہونا "

اور اس کی ایسی ہی باتیں، یہی الفاظ پل بھر کو عجیب کیفیت میں مبتلا کر دیتے تھے

"ہیلو معطر۔۔۔۔ "

بڑی سی ٹرالی گھسیٹتی لوئی ان کے درمیان آر کی تو وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے، سنان نے ٹرالی دیکھتے ابرو اچکائے، معطر مسکرائی

"ہیلو لوئی "

"تم نے دوستی توڑ دی مجھ سے؟ "

"نہیں تو۔۔۔ "

"پھر تم مجھے کوئی تحفہ کیوں نہیں بھجواتیں؟ "

سنان دانت پر دانت جماتے اس کے پیچھے آیا اور ٹرالی پکڑی

"تحفہ مانگنا اچھی بات نہیں ہوتی لوئی "

"مجھے یہ بات بتانے کے لئے میرے مام ڈیڈ ہیں، تم کچھ اور بتاؤ "

"اتنا کھانا صحت کے لئے اچھا نہیں ہے "

بھری ٹرالی کو دیکھتے اس کے چہرے پر کچھ بے چارگی ابھری

"یوں کہو اتنے کھانے کے پیسے بھرنا جیب کے لئے برا ہے، لیکن تم خود مجھے۔۔۔۔ "

"ٹھیک ہے۔۔۔ چلو" سنان نے گھبرا کر ٹرالی گھسیٹی جب تیزی میں وہ ٹرالی اچانک سامنے آنے والے سے زور سے ٹکرائی، وہ یکدم بوکھلایا

"آئی ایم سوری۔۔۔۔ "

" بانو آپا۔۔۔۔ "

معطر پریشانی سے آگے کو ہوئی، سنان کے باقی الفاظ زبان میں رہ گئے

"آپ ٹھیک ہیں؟ "

"دیکھ کر نہیں چل سکتے لڑکے؟ "

وہ گھٹنا پکڑے کراہ رہی تھیں، سنان کو شدید شرمندگی ہوئی

"آئی ایم سوری آنٹی۔۔۔۔میں نے دیکھا نہیں "

"آنٹی کس کو کہہ رہے ہو؟ "

وہ مزید سیخ پا ہوئیں، وہ مزید گھبرایا، معطر نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی

"آپ۔۔۔۔ "

"سنان کی غلطی نہیں ہے، آپ اچانک آئی تھیں سامنے "

اب کہ بانو آپا چونکیں، غور سے سامنے ٹھہرے لڑکے کو دیکھا، اونچا لمبا قد،

روشن پیشانی، آنکھوں کی نرمی اور پشیمانی، ہینڈسم، اور پیارا سا سنان

"تم سنان ہو؟ "

"جی۔۔۔آپ جانتی ہیں مجھے؟ "

وہ حیران ہوا

"صرف جانتی ہی ہوں۔۔۔معطر مجھے بٹھاؤ کہیں، اللہ میرا گھٹنا، سامان لینے آ

گئی سوچا تمہاری جاب کی جگہ بھی دیکھ لوں گی "

وہ گھٹنا پکڑے مسلسل کراہ رہی تھیں، سنان کو مسلسل شرمندگی ہو رہی تھی، وہ لوئی کو ساتھ لیتا کاؤنٹر تک آیا اور سارا سامان وہاں رکھا

"اس پر میری آدھی سیلری خرچ ہو جائے گی لوئی "

دانت پیستے سامان کو دیکھا

" باقی آدھی سے تم ایک ماہ گزارہ کر لو گے، کچھ نہیں ہوتا "

"تم نے تو رضاکارانہ مدد کی پیشکش نہیں کی تھی؟ "

اس نے ایک نظر معطر پر ڈالی، بانو آپا کرسی پر بیٹھی تھیں، شرمندگی مزید بڑھ گئی

" یہاں آنے کا فیصلہ تمہارا تھا، دیکھو میں اپنے دل کو روک سکتی ہوں، زبان اور ہاتھ کو نہیں، تم مجھ سے یہ توقع کیسے رکھ سکتے ہو کہ میں کسی کھانے کی چیز کو دیکھوں اور میرا ہاتھ اسے اٹھائے نا؟ "

"تم پر بھروسہ کر کے غلطی کی میں نے، بچاری خاتون زخمی ہو گئیں "

"آنٹی نہیں کہو گے؟ "

وہ بتیسی نکالتے مسکرائی، سنان نے گھور کر اسے دیکھا پھر سامان پکڑتے کارڈ لڑکے کو دیا

"چلو اب ان کی خیریت پوچھیں "

"وہ تمہیں ڈانٹیں گی "

"برحق ڈانٹیں گی، میں کتنا شرمندہ ہو رہا ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتیں "

وہ بیگ پکڑے اسٹور کی سائیڈ پر آیا

"آپ کو زیادہ چوٹ لگی ہے تو ہوسپٹل چلیں؟ "

"نہیں سنان۔۔۔۔ "

وہ جو کچھ کہنے لگی تھی بانو آپا کی آواز پر الفاظ زبان پر ہی رہ گئے

"تم اب مجھ پر اپنی امیری کا رعب جما رہے ہو؟ "

"نہیں۔۔۔۔ "

وہ مزید بوکھلایا، معطر کو بے چارے پر ترس آنے لگا

"آپ جائیں سنان۔۔۔ میں دیکھ لوں گی "

"یہ کیوں جائے گا، تم رکو یہیں پر اور تم لڑکے مجھے اپنی گاڑی میں گھر چھوڑ دو

میرے، گاڑی ہے نا تمہارے پاس؟ "

اس نے تیزی سے سر ہلایا، معطر کچھ متذبذب سی بانو آپا کو دیکھنے لگی

"کیا لینے آئی تھیں آپ؟ "

"لسٹ کاؤنٹر پر رکھی ہے، واپسی پر لیتی آنا، ہاتھ دو مجھے "

اس نے آگے بڑھتے ان کا ہاتھ تھاما، سہارا دے کر انہیں اٹھایا، سنان چہرے پر

ڈھیروں شرمندگی لئے خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا، پھر لوئی کا سامان اٹھایا اسے

آگے جانے کا اشارہ کرتے پارکنگ کی طرف گیا اور گاڑی کا دروازہ کھولا

"آپ کمفرٹیبل رہیں گی میرے ساتھ؟ "

"بیٹے کی عمر کے ہو تم میرے "

ناک بھوں چڑھاتے وہ پیچھے بیٹھیں

"نہیں ایکچولی مجھے لگا شاید معطر ساتھ جانا چاہیں تو "

"یہ بچی جا تو رہی ہے "

وہ لوئ کا کہہ رہی تھیں اس نے سر ہلا دیا، دروازہ بند کرتے لوئ کا سامان پیچھے رکھا اور پھر معطر تک آیا

، "سر یسلی میں بہت زیادہ شرمندہ ہوں، میرا ارادہ انہیں چوٹ پہچانے کا نہیں تھا "

"اٹس او کے سنان۔۔۔وہ ٹھیک ہیں "

وہ نرمی سے مسکرائ تو سنان سر جھٹکتے گاڑی کی طرف بڑھا، گاڑی سٹارٹ کرتے لوئ کو سیٹ بیلٹ لگانے کا کہا اور اسے دیکھتے ہلکا سا مسکراتے گاڑی سٹارٹ کر دی ،، معطر ان کی گاڑی کو غائب ہوتے دیکھتی رہی پھر سر جھٹکتے اندر بڑھی، پیچھے سے کوئ ورکر ڈانٹ کر اسے بلا رہا تھا، کبھی کبھی وہ سوچتی تھی سنان اتنا اچھا کیوں تھا؟

"نمبر کیا ہے تمہارا؟ "

ان کی گاڑی کی طرف واپس آؤ تو بانو آپا سنان سے پوچھ رہی تھیں

"موبائل نمبر؟ "

"ظاہر ہے۔۔۔خاندان نمبر تو پوچھنے سے رہی میں "

وہ چڑ گئیں، سنان نے بے ساختہ لوئ کو دیکھا، وہ ہنسی ضبط کرنے کی چکر میں سرخ ہو رہی تھی، گہری سانس لیتے اس نے اپنا نمبر بتانا شروع کیا، اسے پہلے ان خاتون کو فنسبری پارک چھوڑنا تھا پھر لوئ کو گھر اور پھر۔۔۔۔ اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھ کر اپنی ڈائری پر آج کی ملاقات کا قصہ لکھنا تھا، لبوں پر مسکراہٹ ابھری، اس نے وہ چھپانے کی کوشش نہیں تھی

ہاں ٹھیک ہے اب وہ یاد آتی تھی تو مسکراہٹ خود بخود چہرے پر آجاتی تھی، تو وہ کیا کرے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایرک کے پیچھے سے گزرتا رائن لمحہ بھر کو رکا، اس کے پیچھے ٹھہرتے موبائل کو غور سے دیکھا

"تم معطر کو سٹالک کر رہے ہو؟"

ایرک نے جھٹ موبائل نیچے کیا پھر سر گھما کر اسے گھورا

"کتنے بد اخلاق ہو تم"

"کتنے اخلاق والے ہو تم جو یہ کہہ رہے ہو"

وہ اس کے سامنے والی کرسی پر آ بیٹھا، فری پیریڈ چل رہا تھا تو وہ دونوں کینٹین میں تھے

"کسی کے موبائل میں تانک جھانک نہیں کرتے "

"لیکن کسی کی زندگی میں ضرور کرتے ہیں۔۔۔۔اس کی آئی ڈی کیوں سٹالک کر رہے ہو؟ "

"میں نے تم سے پوچھا کہ تم نینسی کے ڈیپارٹمنٹ ہر روز کیا کرنے جاتے ہو؟ "

"یعنی تم اسی نیت سے معطر کی آئی ڈی سٹالک کر رہے ہو جس نیت سے میں نینسی کے ڈیپارٹمنٹ جاتا ہوں "

ایرک اب سامنے رکھا برگر کھا رہا تھا

"کس نیت سے؟ "

رائن مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا

"محبت ہو گئی ہے نا معطر سے؟ "

برگر ایرک کے منہ میں پھنس گیا، زور سے کھانستے اس نے پانی کا گلاس اٹھایا اور غٹا غٹ پی گیا

"یہ کھانسی بر وقت آئی ہے "

رائن پیچھے کو ہوتا محظوظ سا مسکرا رہا تھا، ایرک نے سرخ پڑتا چہرہ اٹھا کر اسے گھورا

"بکواس بند کرو اپنی "

"محبت بکواس شے ہے ؟ "

"تمہارے منہ سے نکلتی ہے تو بکواس لگتی ہے "

"میرے منہ سے تمہارے لئے یہ بات نکلتی ہے تو تمہیں زیادہ بکواس لگتی ہے "

"تمہیں لگتا ہے مجھے ... "سینے پر انگلی رکھی "مجھے ۔۔یعنی ایرک کو کسی سے محبت ہو سکتی ہے ؟ "

"ہو گئی ہے ۔۔۔ "

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گا "

"میں دعا کروں گا تمہارا دل نا ٹوٹے "

ایرک واقعی مکا بناتا اس کے منہ کی طرف لے جا رہا تھا جب اس کا موبائل بجا، مکا بنتا ہاتھ مٹھی بنا پھر نیچے آ گرا

"معطر کی کال آ رہی ہے، اٹھا لو "

رائن ایک بار پھر تپانے والے انداز میں مسکرایا

"میں نہیں اٹھاؤں گا "

اس نے گلاس لبوں سے لگایا

"پکا؟ "

"تم دفع کیوں نہیں ہو جاتے رائن؟ "

"تاکہ تم اس کی کال اٹھا سکو؟ "

"تاکہ میں تمہارا منہ نا توڑ دوں "

رائن کاندھے اچکاتے وہیں بیٹھا رہا، ایرک کی نظر موبائل پر گئی پھر رائن پر، پھر موبائل پر اور وہ موبائل اٹھاتا جھٹکے سے اٹھا، کال اٹھاتے کان سے لگائی پیچھے اسے رائن کا قہقہ صاف سنائی دیا تھا

"ہیلو ایرک؟"

"کہو۔۔۔"

موبائل کان سے لگائے وہ ریلنگ سے ٹیک لگا گیا، ایک ہاتھ جیب میں ڈال لیا

"تمہارے پاس میری بالی ہے کان کی؟"

"کون سی؟ اور میرے پاس کیوں ہو گی؟"

"اللہ جی۔۔۔ پتا نہیں کدھر گئی، اس دن تمہارے کلچرل ایونٹ پر پہن کر گئی تھی وہیں گم ہو گئی شاید"

"وہاں نہیں ہوئی، تم نے واپسی پر پہن رکھی تھی"

"وہیں ہو گی۔۔۔ تم نے غور سے نہیں دیکھا ہو گا"

"میں نے غور سے ہی دیکھا تھا معطر، میں نے تمہیں غور سے ہی دیکھا تھا"

وہ سر جھکا کر پاؤں کو دیکھ رہا تھا، معطر نے اس کی بات دھیان سے نہیں سنی تھی

"تم وہاں جا کر دیکھ سکتے ہو؟ کیا معلوم وہیں کہیں ہو، اسی گارڈن میں، کسی عملے سے پوچھ لینا، تمہاری یونیورسٹی والے تھے تو شاید کسی کو علم ہو"

"وہ اب تک وہاں ہو گی؟"

"وہ میرے لئے قیمتی تھی، اچھا ٹھیک ہے میں اسے خود ڈھونڈ لوں گی "

"میں دیکھوں گا "

"نہیں، میں۔۔۔ "

"میں دیکھ لوں گا معطر، انفیکٹ میں ابھی کسی کام سے وہیں جا رہا تھا تو تمہارا کام کر دوں گا "

"پکا؟ "

"ہاں۔۔۔ "

"اوکے۔۔۔ شکریہ۔۔۔ "

کال کٹ ہو گئی، وہ سر اٹھا تا ارد گرد دیکھتا اسٹیشن کی طرف بڑھا، ویسے تو وہ مصروف تھا، اسے کچھ کام بھی کرنے تھے لیکن فلوقت وہ کچھ فارغ تھا، تو کوئی مضائقہ نہیں، کاندھے اچکائے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ نے کل رات دوائی نہیں لی تھی بابا؟ "

افسوس سے ہلاتے اس نے سامنے بیٹھے افتخار صاحب کو دیکھا، وہ آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے اخبار پڑھ رہے تھے، سفید شلوار قمیص پر سیاہ سوئیٹر پہن رکھا تھا، پہلے سے زیادہ کمزور نظر آتے تھے،ان کے پیچھے کھڑکی کا پٹ آدھا کھلا تھا، جہاں سے برآمدہ نظر آتا تھا، برآمدے کے ساتھ جامن کا درخت تھا جس پر پنجرہ لٹکا تھا،اس میں سبز طوطے مسلسل آوازیں نکال رہے تھے

"ختم ہو گئی تھی، کیسے لیتا؟ "

"میں نئی دوائی لے آیا تھا کل دوپہر ہی "

"مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں "

"آپ کی بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھی تھی "

" نظر نہیں آئی "

"آپ اب جھوٹ بولیں گے ؟""

"تم بول سکتے ہو۔۔۔ میں نہیں بول سکتا؟ "

"میں نے کیا جھوٹ بولا ہے ؟ "

وہ ساری دوائیاں چیک کر رہا تھا، یہ معطر کی ذمہ داری تھی، پھر مبشرہ کی، لیکن اس کے پیپر ہو رہے تھے تو دماغ گھوما ہوا تھا، امی کو دوائیوں کی سمجھ نہیں آتی تھی ، اسے ہی دھیان رکھنا پڑے گا اب

"معطر وہاں ٹھیک نہیں ہے نا دانیال؟ "

دانیال نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا، پھر اس کی نظر اخبار پر گئی، اسے اب دھیان آیا تھا وہ کوئی انگلش اخبار پڑھ رہے تھے

"یہ خبر آپ نے اخبار میں پڑھی ہے؟ "

"یہ خبر میرا دل دے رہا ہے "

"آپ کا دل غلط خبر دے رہا ہے، وہ ٹھیک ہے، خوش ہے، کل اس نے اپنی تصویر بھی بھجی تھی، وہ ہنس رہی تھی "

"تمہیں لگتا ہے جو ہنس رہا ہو وہ روتا نہیں ہے؟ "

"مجھے لگتا ہے رونے والے لوگ ویسے نہیں ہنستے جیسے وہ ہنس رہی تھی "

"لوگ اچھے اداکار ہوتے ہیں ان کے چہروں سے دھوکہ مت کھایا کرو، جس کا دل ٹوٹا ہوا ہو اور وہ تم سے کہے کہ وہ روتا نہیں وہ جھوٹ بولتا ہے، معطر بھی

جھوٹ بولتی ہے، اسے بچپن سے خود کو خوش دکھانا آتا ہے جبکہ اس کا دل زخمی ہوتا ہے "

دانیال انہیں دیکھ کر رہ گیا

"وہ ٹھیک ہے بابا "

"جو کچھ تیمور نے کیا اس کے بعد بھی؟ "

لمحہ بھر کو اس کا دل رک گیا، اس نے اپنی آخری حد تک کوشش کی تھی کہ انہیں علم نا ہو لیکن پھر بھی، پھر بھی وہ جانتے تھے؟

"آپ جانتے ہیں؟ "

"ہاں۔۔۔۔ "

دانیال کے شانے ڈھیلے پڑے، یعنی وہ سب جانتے تھے، ہمیشہ سے جانتے تھے، امی بھی جانتی تھیں، اور وہ سوچتا رہا وہ معطر کا بھرم قائم رکھنے میں کامیاب ٹھہرا تھا

"وہ جھوٹ بول رہا ہے "

"میں نے تم سے اپنی بیٹی کے کردار کی گواہی نہیں مانگی "

"پھر کیا چاہتے ہیں؟ "

"اس سے کہو واپس آجائے "

"کس چیز سے ڈر رہے ہیں؟ بدنامی سے یا معطر کی وجہ سے بدنامی سے؟ "

"صرف معطر کے لئے ڈر رہا ہوں دانیال۔۔۔"انہوں نے اخبار رکھ دیا، صحن کے پنجرے میں بیٹھے طوطے آوازیں نکال رہے تھے "وہ میری وجہ سے اس سب کا حصہ بن گئی ہے، اس سے کہو واپس آجائے "

"آپ جانتے ہیں بابا وہ نہیں آئے گی "

"تم کوئی جھوٹ بول دو۔۔۔ "

"کیا؟ "

"کہہ دو میری طبیعت خراب ہے "

"وہ یہ سن کر اپنا کام بڑھا دے گی تاکہ آپ کا علاج کروا سکے "

"تم اس سے کہو میں آخری سانسیں لے رہا ہوں۔۔۔ "

"بابا۔۔۔ "

دانیال کی آواز صدمے سے پھٹ گئی

"اس سے یہ کہو گے تو واپس آجائے گی "

وہ لاچار نظر آنے لگے

"ہم آپ کو بچانے کے لئے مر رہے ہیں بابا، وہ وہاں پردیس میں، میں یہاں دیس میں، آپ اتنی آسانی سے یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ "

اس کے چہرے پر کسی نے زندگی کے آخری سانس ڈال دیئے تھے، ضبط سے، دکھ سے، خوف سے سفید پڑتا چہرہ، افتخار صاحب چند لمحے اسے دیکھتے رہے پھر انہوں نے کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائی

"مجھے دو ماہ اور بیس دن ہو گئے ہیں اسے سامنے دیکھے ہوئے، یہ اذیت ہے، وہ دو ماہ بیس دن میری وجہ سے میرے سامنے نہیں ہے، یہ اس سے زیادہ اذیت ہے، تیمور اس پر میری وجہ سے الزام لگا رہا ہے، یہ ہر شے سے زیادہ اذیت ناک ہے، تم دونوں مجھے کیوں وقت سے پہلے مارنا چاہتے ہو؟ "

دانیال دکھ سے انہیں دیکھتا رہا

"جس دن میں نے اسے یہ کہا وہ اس دن آپ کے ساتھ مر جائے گی "

افتخار صاحب کے چہرے پر تکلیف ابھری، رخ موڑے وہ پرندوں کو دیکھ رہے تھے

"اس سے کہو وہ واپس آجائے دانیال، میں ہر شے برداشت کر سکتا ہوں لیکن وہ میری وجہ سے اذیت سے گزرے یہ نہیں "

"وہ وہاں ٹھیک ہے "

"تمہیں لگتا ہے تم مجھے بہلا لو گے ؟ "

"وہ سچ میں ٹھیک ہے، جو کچھ تیمور نے کیا اس کے بعد وہ پہلے سے زیادہ مضبوط بن گئی ہے "

"وہ کسی دن کچی دیوار کی طرح ڈھے جائے گی "

"وہ کچی دیوار نہیں ہے بابا "

"لڑکیاں ہوتی ہیں۔۔۔ تم سوچتے ہو گے وہ مضبوط ہے، میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں، مجھے نا تیمور کی پرواہ ہے نا دنیا کی، مجھے بس اپنے بچوں کی فکر ہے، بچوں میں سب سے زیادہ معطر کی، وہ دور ہے تم نزدیک ہو "

وہ ان سے کہہ نا سکا معطر سے زیادہ انہیں ان کی ضرورت تھی، وہ دور تھی تو ان کی اذیت نہیں دیکھ سکتی تھی، وہ دور تھی تو نہیں جانتی تھی ان دو ماہ میں کتنی بار وہ اکیلا آدھی رات کو انہیں ہوسپٹل لے کر گیا تھا، اسے بھی سہارے کی ضرورت تھی، اسے ان کی ہمت کی ضرورت تھی، لیکن ماں باپ ان بچوں کی اذیت زیادہ سمجھتے ہیں جو دور ہوں اور جو نزدیک ہوں؟

"میں اس سے کہوں گا وہ واپس آجائے"

اس نے بہت آہستہ سے کہا تھا، افتخار صاحب نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"وہ جس دن آئی اسی دن ہم یہ شہر چھوڑ دیں گے"

"آپ بدنامی سے ڈر رہے ہیں نا؟"

"ہاں ۔۔۔ معطر کی بدنامی سے"

"آپ نے ہمیں بہادری سکھائی ہے"

"تمہیں بہادری سکھاتے سکھاتے میں بزدلی کا سبق یاد کر بیٹھا ہوں، میں اب مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکتا دانیال، اس سے کہو واپس آجائے تاکہ ہم سب یہاں سے چلے جائیں، میں اپنا حق اپنے بچوں کی خاطر چھوڑ دوں گا"

انہوں نے رخ واپس پرندوں کی طرف کرلیا، وہ سر جھکائے دوائیاں گنتا رہا، سر اٹھاتا تو وہ اس کی نم آنکھیں دیکھ لیتے، وہ مرد تھا اسے رونا نہیں تھا، پر دل کے جو ٹکڑے ہو رہے تھے وہ؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ کھلا تو سنان نے سلام کرتے ہوئے ہاتھ میں تھاما پھولوں کا گلدستہ جھجک کر ان کی طرف بڑھایا

"وعلیکم السلام۔۔۔اندر آؤ "

وہ سر ہلاتے ان کے پیچھے بڑھا، باہر بارش ہو رہی تھی تو اس نے چھاتا تھام رکھا تھا، جینز پر سفید شرٹ اور نیلا کوٹ پہن رکھا تھا، اندر آتے چھاتا لاؤنج میں رکھا اور ارد گرد دیکھا، سلیقے سے سجا ہوا چھوٹا سا گھر جو افراد خانہ کی ضرورت کے لئے کافی تھا

"بیٹھو۔۔۔چائے پیو گے یا کافی؟ "

"تکلف مت کریں "

"میں اپنے لئے چائے بنا رہی ہوں، تمہارے لئے بھی "

وہ اس کی بات نظر انداز کرتی کچن میں گئیں، پانی پہلے ہی چڑھا رکھا تھا، دودھ ڈالا ،چائے کے کپ بنائے اور اس تک آئیں تو وہ جو بیٹھا ہوا تھا انہیں آتا دیکھ بے ساختہ اٹھا

"معطر کو بتا کر آئے ہو؟ "

کپ اس کی طرف بڑھاتے وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئیں، سادہ سے سفید شلوار قمیص پر سوئیٹر پہن رکھا تھا، سنان نفی میں سر ہلاتا دوبارہ بیٹھا

"آپ نے منع کیا تھا "

"مجھے اچھا لگا کہ تم نے میری بات مانی..." چائے کا گھونٹ بھرتے غور سے سنان کو دیکھا "کب سے ہو یہاں؟ "

"تقریباً چار سال سے "

"پڑھنے آئے تھے؟ "

"جی۔۔۔ایم بی اے کرنے "

"اب کیا کرتے ہو؟ "

"جاب۔۔۔ "

اس نے کپ لبوں سے لگا پھر بمشکل گھونٹ حلق سے اتارا، چائے بہت زیادہ میٹھی تھی

"واپس کیوں نہیں گئے؟"

"جاب ایکسپیرئنس حاصل کرنا چاہتا تھا، پاکستان میں اپنا بزنس شروع کرنے کرنا چاہتا ہوں تو اسی لئے یہاں رہ کر کچھ عرصہ سیکھنا چاہتا تھا"

وہ سمجھ نہیں سکا اس گفتگو کا مقصد کیا تھا، نا وہ اس ملاقات کا مقصد سمجھ سکا تھا، بانو آپا کی کال غیر متوقع تھی، وہ اس سے ملنا چاہتی تھیں اور یہ بھی چاہتی تھیں کہ اس ملاقات کا علم معطر کو نا ہو، اس لئے وہ چن کر اسی وقت آیا تھا جب اسے معلوم تھا کہ معطر سٹور پر ہو گی

"یعنی ویل سیٹلڈ ہو؟"

اب کہ اس نے بس سر ہلا دیا، چائے ہاتھ میں تھی، اتنا میٹھا وہ نہیں پی سکتا تھا

"معطر کو کیسے جانتے ہو؟"

"کسی دن یوں ہی سڑک پر ملاقات ہوئ تھی"

"تم ہر سڑک پر مل جانے والی لڑکی کو چوڑیاں دے دیتے ہو؟"

لہجہ چبھتا ہوا تھا، وہ کچھ دیر کو چپ رہ گیا

"ان کی چوڑیاں لوئی کی وجہ سے ٹوٹی تھیں "

"وہ بچی؟ کیا لگتی ہے تمہاری؟ "

"پڑوسی کی بیٹی ہے "

اس نے بے چینی سے پہلو بدلا، معلوم نہیں گفتگو کس سمت جا رہی تھی لیکن اس کے دل میں کچھ کھٹک رہا تھا

"پھر اس سے ٹوٹنے والی چوڑیاں تمہاری ذمہ داری تو نہیں تھیں "

وہ اس بار کچھ زیادہ دیر خاموش رہا

"مجھے ان کی خالی کلائیاں پسند نہیں آئی تھیں "

لہجہ دھیما ہو گیا، بانو آپا خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں

"محبت کرتے ہو اس سے؟ "

سنان کچھ دیر کپ کو دیکھتا رہا پھر اس نے کپ میز پر رکھ دیا

"اگر یہ محبت سے کچھ زیادہ ہوتا تو میں وہی کہتا لیکن یہ محبت ہی ہے "

پتا نہیں وہ کیوں اظہار کر گیا تھا، بانو آپا نے اس کا نظریں چراتا چہرہ دیکھا پھر رخ موڑ کر لاؤنج میں لگی تصویر کو، وہ کچھ دیر چپ چاپ تصویر دیکھتی رہیں

"میری محبت کی شادی تھی۔۔۔۔" سنان نے بے ساختہ انہیں دیکھا، وہ رخ موڑے سیڑھیوں کے ساتھ والی دیوار کو دیکھ رہی تھیں، اس کی نظر ان کے تعاقب میں گئی، خوش شکل سے نوجوان کی پرانی تصویر وہاں سامنے چسپاں تھی " وہ افسانوی قصوں جیسا شخص تھا، میں کسی گاؤں کی ہیر، ہم نے شادی کر لی، میں ہیر ہی رہی وہ بدل گیا" ان کا لہجہ ٹوٹ گیا، سنان بس خاموشی سے سنتا رہا" وہ بدل گیا، میرے لئے پھر بھی وہی رہا، محبت کرتا تھا کافی تھا، عزت دیتا تھا بہت تھا، جس دن زندگی میں پہلی بار اس نے مجھے "تو" کہہ کر بلایا میں نے جان لیا اس نے عزت کرنا چھوڑ دی ہے، جس دن پہلی بار اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا میں نے جان لیا اس نے محبت کرنی بھی چھوڑ دی ہے" رخ واپس سنان کی طرف موڑا، آنکھیں بے تاثر تھیں

"مرد بدل جاتے ہیں سنان، محبت کا دعویٰ کرنے والے مرد بھی بدل جاتے ہیں اور تم میرے سامنے بیٹھ کر کہتے ہو کہ تم اس سے محبت کرتے ہو؟ "

"میں بدل جانے والوں میں سے نہیں ہوں "

"ہر مرد یہی کہتا ہے "

"ہر مرد سنان سعدی نہیں ہوتا "

"ہر عورت معطر صبا ضرور ہوتی ہے، تم اسے توڑ دو گے جس طرح تیمور نے توڑا تھا، اس کی ماں نے مجھے بتایا تھا، میں اب اس بچی کا دل دوبارہ نہیں ٹوٹنے دینا چاہتی "

"میرے لئے ہر عورت معطر صبا نہیں ہے "اس کا لہجہ اب بھی دھیما تھا، نا کوئی خفگی نا کچھ اور "وہ ایک ہی ہیں، ایک ہی رہیں گی "

"کب تک دعویٰ نبھاؤ گے ؟ "

"جس دن اس جسم سے روح نکلی اس دن تک وہ میرے دل میں موجود واحد عورت رہے گی "

وہ پل بھر کو بالکل چپ ہو گئیں پھر گہری سانس لی

"اور اگر تم نے بھی اس کا دل توڑ دیا؟ "

"میں تیمور حیدر نہیں ہوں آپا "

نرمی سے کہا تو جیسے ان کے ارد گرد دھرا الجھن ختم ہو گئی، اعتراض بھرا ہر صفحہ خالی ہو گیا

"ابھی میرے سامنے کہا ہے، اور پھر کسی دن تم اسے تیمور حیدر کے نام سے طعنے دو گے "

"وہ میرے لئے لکھی گئی ہوں گی تو میری عورت ہوں گی اور میں اپنی عورت کی عزت کرنا جانتا ہوں، میں وہ نہیں ہوں جو انہیں ان کے ماضی کا طعنہ دے"

"تمہارے لئے یہ بات قابلِ اعتراض نہیں ہے کہ ایک کیفے میں ویٹرس ہے ؟ "

خدشات تھے کہ ختم ہی نہیں ہوتے تھے

"میں نے معطر سے محبت کی ہے، اس کے کام سے نہیں "

بانو آپا نے پر سکون سانس لی

"اب کیا کرو گے ؟ "

"میں انہیں پرپوز کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو؟ "

"میری اجازت کا اس سب سے تعلق نہیں ہے، لیکن میں چاہوں گی تم اسے ڈائریکٹ پرپوز کرنے کی بجائے اس کے گھر والوں سے اس کے رشتے کی بات کرو "

"معطر کی رضامندی کے بغیر؟ "

"وہ اپنے ماں باپ کے فیصلے پر راضی رہے گی، لیکن تم وہ حماقت مت کرو جو میں نے کی تھی، میں اس کی والدہ سے بات کروں گی تمہارے حق میں لیکن بہتر ہو گا تم خود اپنے فیملی سے بات کر کے معطر کے گھر رشتہ بھیجو "

وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر سر ہلایا

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، میں ویسے بھی پاکستان جانے کا سوچ ہی رہا تھا، مجھے اپنی فیملی سے بات کرنی چاہیے،اس سے پہلے معطر سے بات کرنا حماقت ہو گی "

"تمہارے گھر والے منع کر دیں گے؟" وہ ٹھٹکیں

"نہیں۔۔۔ بالکل نہیں، مجھے بس انہیں اعتماد میں لینا ہے "

"یہ مناسب رہے گا "

اس نے سر ہلا دیا پھر گھڑی پر وقت دیکھتے اٹھا

"آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے سنا "

انہوں نے سر ہلایا پھر اس کے ساتھ اٹھتے دروازے تک آئیں، سنان لمحہ بھر کو دروازے پر رکا، شاید وہ کچھ پوچھنا چاہتا تھا، شاید وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر سر جھٹکا

"میں جلد پاکستان جانے کا کوشش کروں گا۔"

"وہ نہیں پوچھو گے جو پوچھنا چاہتے ہو "

وہ انہیں دیکھتا رہا پھر ہلکا سا ہنسا

"دو سوال ہیں۔۔۔۔ پوچھ لوں؟ "

"جواب پر منحصر ہے "

"ایک یہ کہ۔۔۔۔۔ معطر نے منع کر دیا تو؟ "

کوئی خدشہ تھا، کوئی ڈر تھا، کوئی وہم تھا جو اس کی آنکھوں میں تھا، بانو آپا ہلکا سا مسکرائی

"میں اس کے دل کا حال نہیں جانتی لیکن۔۔۔اگر تم اس کے پاس انتخاب کی صورت آئے تو وہ تمہیں ہی منتخب کرے گی، یقین رکھو "

سنان کے چہرے پر سکون اترا پھر اس نے دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائی

"دوسرا سوال پوچھ لوں؟ "

"تمہارے چہرے سے لگ رہا یہ سوال میرے متعلق ہے، پوچھ سکتے ہو "

"آپ واپس پاکستان کیوں نہیں چلی جاتیں؟ "

بانو آپا اسے دیکھتی رہیں، سنان کو لگا اس نے غلط سوال کیا ہے، غلط وقت پر کیا ہے ،وہ اس غلطی کو درست کرنا چاہتا تھا، منہ کھولا ہی تھا جب ان کی آواز آئی

"تم نے اس سوداگر کی کہانی سنی ہے جس کے پاس ایک طوطا قید تھا اور وہ سفر پر جاتے ہوئے اس سے پوچھ کر گیا تھا کہ وہ اس کے لئے کیا تحفہ لائے، اس نے کہا کہ وہ اس کے دیس کے طوطوں کو بتائے کہ وہ وہاں آزادی سے سانس لے رہے ہیں جبکہ میں یہاں قید ہوں، سوداگر نے ایسا ہی کیا، لیکن ایک طوطا یہ سن کر برداشت نا کر سکا اور وہیں گر گیا، سوداگر نے واپسی پر یہ بات اپنے طوطے کو بتائی

تو وہ بھی صدمے سے مر گیا، سوداگر نے اس کی لاش باہر نکال کر رکھ دی مر چکا طوطا اٹھ کھڑا ہوا اور اڑنے لگا، سوداگر حیران ہوا، یہ معجزہ تھا یا دھوکہ؟ اس کے پرندے نے اسے بتایا یہ حکمت تھی، گرنے والا پرندہ اسے اشارہ دے رہا تھا کہ وہ مرنے کا ناٹک کرے تو وہ رہائی پا لے گا، اس نے اسی پر عمل کیا اور اب وہ آزاد ہے، کیا تم نے یہ داستان سن رکھی ہے سنان؟" وہ سنان کو نہیں دیکھ رہی تھیں، باہر کسی گھر کے باہر پنجرے میں اٹالین پرندے تھے ان کی نظر وہیں تھی، سنان نے سر ہلا دیا

"میں بھی قید وہی پرندہ ہوں، میں نے کئی بار اپنے دیس کے لوگوں کو پیغام بھیجا ہے، مجھے واپسی پر کسی پرندے نے آزادی کا طریقہ نہیں بتایا، مجھے کسی نے نہیں بتایا کہ میرا تو پنجرہ کھلا ہوا ہے، وہ میرے منتظر ہیں، مجھے کوئی پیغام ہی نہیں ملا تو میں واپس کیسے جاؤں؟ میں اسی دیس میں کسی دن مر جاؤں گی، میرے لئے کوئی آزادی کا پیغام نہیں آئے گا، تم دیکھو ایک محبت کی کیا سزا پائی ہے میں نے؟ "

ان کی آنکھوں کے کونے نم تھے، آواز بے تاثر تھی، سنان کتنی ہی دیر ساکت انہیں دیکھتا رہا، کتنے ہی لمحے خاموشی کی نظر ہوئے پھر بانو آپا نے سر جھٹکتے اسے دیکھا

"یہ قید میری سزا ہے، میں اس سزا پر راضی ہوں، تم جاؤ شاید آج بارش نہیں رکے گی "

وہ آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئیں، وہ ان کے قدموں کو دیکھتا رہا پھر گہری سانس لیتے اپنی کار کی طرف گیا

کچھ پردیسی صرف مر کر ہی قید سے رہائی پاتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اکیس سالہ الارا گریس (Alara Grace) کنگز کالج لندن سے وکالت کی تعلیم حاصل کر رہی تھی، اس کے والد برطانوی پارلیمنٹ کے رکن تھے اور والدہ ایک این جی او چلاتی تھیں، سرخ و سفید رنگت، سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی الارا ملکوتی حسن رکھتی تھی، اپنی یونیورسٹی میں مشہور اور اخلاقی

لحاظ سے مشہور ترین طالب علم الارا سوشل ورکس میں سب سے آگے رہتی تھی

)اسلاموفوبیا۔۔۔۔۔دو لفظ اسلام اور فوبیا سے مل کر بنا ہے، اسلام یعنی امن اور سلامتی، اور فوبیا ایک یونانی لفظ ہے جو ڈر اور خوف کے معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے، ایک دوسرے سے الگ الگ مفہوم رکھنے والے ان دو حروف کو جب جوڑا جائے تو ان کا معنی بدل جاتا ہے۔۔۔۔۔اسلاموفوبیا یعنی اسلام سے خوفزدہ ہونا (

الارا دنیا کے ان لوگوں میں سے تھی جو اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ بجائے کسی مسیحا کا انتظار کرنے کے ہمیں خود مسیحا بن جانا چاہیئے، وہ تبدیلی کے لیے کسی کی آمد کی منتظر نہیں رہتی تھی بلکہ خود تبدیلی لانے والا مسیحا بن جاتی تھی، وہ بلاامتیاز ہر مذہب کے لوگوں کی مدد کے لئے آگے رہتی تھی، وہ ان لوگوں میں سے تھی

جو نرم اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں لیکن یہ ان کا نرم دل ہے جو انہیں خوبصورت بناتا ہے

)بعض مفکرین اسلاموفوبیا کو دور جدید کا مسئلہ بتاتے ہیں جبکہ بعض اسے صدیوں قبل صلیبیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والی جن گوں کے وقت کا مسئلہ بتاتے ہیں، لیکن اگر ہم غور کریں تو کہیں نا کہیں یہ مسئلہ دنیا کے آغاز سے ہی موجود رہا ہے مختلف دور میں اس کے مختلف نام رہے ہوں گے مختلف صورتیں رہی ہوں گی لیکن یہ مسئلہ قدیم ہے، نمرود کا اسلام سے خوفزدہ ہو کر حضرت ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا، فرعون کا پیدا ہونے والے ہر بچے کو مارنے کا حکم دینا،اور مشرکین مکہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا پیغام دینے پر پریشان کرنا، قدیم اسلاموفوبیا کی ہی ایک شکل تھی، مختلف دور میں یہ مختلف شکل اور مختلف طریقوں میں رہا ہے لیکن۔۔۔ اسلاموفوبیا ہر دور کا مسئلہ ہے (

الارا گریس مسلمانوں کے خلاف تعصب میں اور اسلاموفوبیا کے خلاف مہم چلانے میں ہمیشہ آگے رہتی تھی، اس کے دوستوں کا خیال تھا کہ وہ یہ سب اپنے قطری بوائے فرینڈ کو خوش کرنے کے لیے کرتی ہے جبکہ وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتی تھی، وہ مذہباً ایک عیسائی تھی اور اسے نا کسی کو خوش کرنے کا شوق تھا نا خیال، وہ اپنے مقاصد میں آگے بڑھنے اور راستے کی مشکلوں سے خوفزدہ ہونے والی لڑکی نہیں تھی، اپنی دنیا میں گم رہنے والی مسکراتی الارا اپنے ارد گرد کے لوگوں کے لئے ایک رول ماڈل تھی

)قدیم زمانے کے اسلاموفوبیا اور جدید زمانے کے اسلاموفوبیا میں فرق صرف چند باتوں کا ہے، اس دور میں یہ خوف حکمرانوں میں زیادہ تھا، موجودہ دور میں عوام میں زیادہ ہے، بارھویں صدی میں لڑی جانے والی مسلمانوں کے خلاف جنگوں کا جواز پیش کرنے کے لئے غیر مسلم حکمرانوں نے اپنی عوام کو یہ جواز دیا کہ مسلمان دنیا میں دہشت گردی اور فتنے کی وجہ ہیں لہذا ان کا خاتمہ اور ان کی اندر کی برائی کو دور کرنا ضروری ہے، قدیم دور سے آغاز ہونے والے اس

مسئلے نے آگے جا کر شدت اختیار کر لی، مسلمانوں کے خلاف نفرت کی یہ مہم ہندوستان پر قبضے کے دوران مزید تیز کر دی گئی (

15 جنوری 2026 کی صبح الارا معمول کے مطابق یونیورسٹی گئی، کلاسسز لیں اپنے دوستوں کے ساتھ لنچ کیا اور گھر چلی گئی، اگلے دن وہ یونیورسٹی نہیں گئی، دوپہر تک اس کی دوستوں نے اسے کالز کیں لیکن اس نے کالز کا جواب نہیں دیا ، شام تک اس کے دوست اس کے اپارٹمنٹ گئے، دروازہ لاکڈ تھا، اسے توڑ کر کھولا گیا، الارا اندر نہیں تھی، اس کا اپارٹمنٹ مکمل خالی تھا، اس کے جاننے والوں سے رابطہ کیا گیا، ہر شخص سے معلومات لی گئیں اور ناکامی کے بعد پولیس میں رپورٹ درج کرادی گئی

)قدیم دور سے ہوتا یہ مسئلہ جدید دور میں بھی جوں کا توں رہا اور کئی لحاظ سے بڑھ بھی گیا لیکن مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تعصب اس وقت زیادہ ہوا جب نائن الیون کے واقع میں امریکہ میں تین ہزار کے قریب لوگ ہلاک ہوئے، وہ

وقت امریکہ کے لئے بدترین وقت تھااوراس کے بعد کا وقت مسلمانوں کے لئے بدترین بن گیا،امریکی حکومت کی جانب سے مسلمانوں پر الزام عائد کیا گیا،، ان سب میں دیگر مسلمانوں کے مشکلات بڑھ گیئں،انہیں ہر غیر مسلم ملک میں دہشت گرد قرار دیا جانے لگا،ان کے لباس کو دہشت گردوں کا لباس کہا جانے لگااور مسلمانوں کو ان کے مذہب کی بناپر نفرت کا نشانہ بنایا گیا (

17 جنوری 2026 کو الارا کی لاش از لنگٹن کے قریب سنسان گلی میں ڈسٹبن کے پاس سے ملی،ابتدائی رپورٹ کے بعد پولیس نے اسے زیادتی کے بعد قتل کا کیس قرار دیااور قاتل کی تلاش شروع کردی،یہ واقعہ اس کی یونیورسٹی کے لئے دھچکے اور دکھ کا باعث تھا،سٹوڈنٹس نے یونیورسٹی لیول پر احتجاج اور مظاہرے شروع کردیئے اور پولیس سے قاتل کی تلاش اور اسے انصاف کے مطابق سزا دینے کا مطالبہ کیا جانے لگا

)نائن الیون کے بعد مسلمانوں کو اپنی شناخت غیر مسلم ممالک میں برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا پڑی، ان کے بچوں کو سکولوں میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا، امریکہ میں غیر مسلم خواتین کے حجاب کو تنفر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا، فرانس میں ان کے حجاب پر پابندی لگا دی گئی، اس واقعے کو مذہبی نقطہ نظر سے دیکھا گیا اور یہ تمام مسلمانوں کو اس کا قصوروار ٹھہرا دیا گیا، ان سب میں غیر ملکی میڈیا میں مزید نقصان دہ کردار ادا کیا، مسلمانوں کو اپنی فلمز میں شدت پسند اور دہشت گرد قرار دیا گیا، مسلمان ممالک کی پسماندگی کو ان کے مذہب کے ساتھ جوڑا گیا اور مسلمانوں پر زندگی مزید تنگ ہونے لگی (

ابتدائی تحقیقات کے بعد پولیس نے الارا کے مسلمان بوائے فرینڈ حامد رئیسی کو گرفتار کیا جسے آخری بار الارا کے اپارٹمنٹ جاتے دیکھا گیا تھا، یہ خبر اخبارات سے ٹی وی چینلز پر چلنے گی، مظاہرے یونیورسٹی سے پھیل کر شہر اور پھر ملک بھر میں پھیل گئے، جو قتل پہلے عام تھا وہ اب خاص بن گیا، معاملہ قتل سے شروع ہوتے اسلاموفوبیا تک پہنچ گیا، احتجاجی مظاہروں میں مسلمانوں کے

خلاف نفرت انگیز بیانیے دیئے گئے اور حامد رئیسی کو فوری سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا

)ان سب معاملات میں مسلمان ممالک کی خاموشی نے غیر مسلم ممالک کے پروپیگنڈے سے زیادہ برا کردار ادا کیا، نامناسب اقدامات اور صرف مذمتی بیانات پر اکتفاء کرنے کی وجہ سے یہ مسئلہ جوں کا توں موجود ہے اور دن بدن مزید شدت پکڑ رہا ہے، مسلمان ممالک غیر مسلم حکمرانوں کی حرکتوں پر اور بیانات پر خاموش ہیں، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی جانب سے اسلاموفوبیا کا دن مقرر کرنے کے بعد بہت معمولی سطح پر اس کے خلاف تقریبات کو کافی سمجھ لیا گیا ہے اور مسلمانوں کو لگتا ہے انہوں نے اپنی زمہ داری پوری کر دی، نامناسب اقدامات کی وجہ سے غیر مسلموں کا اسلام کو لے کر رویہ دن بدن بدتر ہوتا جا رہا ہے، غیر مسلم یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، وہ یہ بات سمجھنے سے بھی قاصر ہیں کہ جو اسلام ایک جان چاہے وہ غیر مسلم

کی ہی کیوں نا ہو اسے پوری انسانیت کا ق ت ل قرار دیتا ہے وہ اسلام ظالم کیسے ہو سکتا ہے ؟)

یونیورسٹی میں شروع ہونے والا مظاہرہ جلد وکلاء برادری اور پھر سوشل ورکرز اس کے بعد لندن سے پھیل کر پورے ملک میں شروع ہو گیا، برطانیہ میں موجود مسلمانوں کے لئے حالات تنگ سے مزید تنگ ہو گئے، پبلک پلیسز پر سر عام مسلمانوں کے خلاف باتیں اور اقدامات ہونے لگے، ورکنگ پلیسز پر انہیں ہتک کا نشانہ بنایا جانے لگا اور یہ سب آغاز تھا، ایک بڑی تباہی سے پہلے کا آغاز !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے یہ خبر گھر سے جاتے ہوئے بانو آپا کے منہ سے سنی تھی

جسٹس فار الارا گریس ٹوئٹر پر ٹرینڈ کر رہا تھا

کھڑے کھڑے اس نے اس خبر کو دیکھا، دل میں افسوس سا ابھرا

"کتنی پیاری لڑکی ہے "

"درندے کہاں کسی کا پیارا ہونا دیکھتے ہیں "

"قاتل کون ہے؟ "

"اس کا کوئ دوست ہے شاید، پولیس نے گرفتار تو کر لیا ہے "

اور بس اتنی ہی بات تھی جو اس کی اور بانو آپا کی اس معاملے پر ہوئ تھی، بانو آپا حالات کی خرابی سے لاعلم تھیں، وہ ناواقف، کہ کل سنڈے تھا اور وہ دونوں پورا دن کام پر لگی رہی تھیں

یہ لاعلمی ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ جانے تک قائم رہی، اسے بانو آپا کی رقم جمع کرانی تھی، وہ جب تک ٹرسٹ پہنچی ہلکی ہلکی بارش تیز ہو چکی تھی، پچھلے چند دن سے ازلنگٹن میں موسم شدید خراب تھا، اندر آتے اس نے بالوں سے پانی جھٹکا، آدھی تو وہ بھیگ گئ تھی، گھر سے نکلتے وقت بادل بنے ہوئے تھے لیکن اس کا خیال تھا آج بارش نہیں آئے گی ورنہ چھاتا ہی لے لیتی

"السلام علیکم مرینا، فنڈ جمع کرانا تھا "

مرینا کچھ چونکی پھر ہلکا سا مسکرائی

"وعلیکم السلام، فاتح سر کے پاس چلی جائیں "

وہ سر ہلاتے دائیں طرف بنے کمرے تک گئی، ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا تھا ،وہ خالی تھا، سنان اندر نہیں تھا یا شاید وہ آج آیا نہیں تھا، وہ ہفتے میں دو تین دن چکر لگا لیتا تھا تو ممکن تھا کہ نا آیا ہو، رقم جمع کراتے، رسید لیتے اور باہر تک آنے میں اس نے وہاں صاف تناؤ محسوس کیا تھا، جیسے کچھ تھا جو عجیب سا ہو

وہ باہر آئی تو بارش ابھی تک برس رہی تھی، داخلی دروازے کے آگے چھوٹا سا برآمدہ تھا جو دائیں طرف مڑ جاتا کر بیک یارڈ کی طرف جاتا تھا، برآمدے کے آگے تین سٹیپس بنے تھے پھر چھوٹا سا صحن تھا جس کے ارد گرد باڑ لگائی ہوئی تھی، سامنے سڑک جس پر بارش کی بوندیں گر رہی تھیں، وہ وہیں داخلی دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر ٹھہر گئی، ازلنگٹن پر سکون سا علاقہ تھا، نا بہت زیادہ شور نا ہنگامے، وہاں کی بارشیں بھی پیاری لگتی تھیں

"معطر_____ "

پیچھے سے آواز ابھری تو وہ چونک کر سیدھی ہوئی، سنان جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کی طرف آرہا تھا، سیاہ پینٹ پر گرے شرٹ پہنے ساتھ لمبا کوٹ، ہلکی ہلکی شیو، شہد رنگ نرم آنکھیں، بال جیل سے پیچھے کو جمے تھے، لبوں پر مسکراہٹ تھی

"مجھے لگا آپ یہاں نہیں ہیں "

"اسٹاف روم میں تھا، آپ رقم جمع کروانے آئی تھیں ؟ "

"جی۔۔۔ "

اس نے رخ واپس موڑ لیا، سنان اسی کے انداز میں دروازے سے ٹیک لگا گیا، رخ البتہ معطر کی طرف تھا جو بارش کو دیکھ رہی تھی

"پتا نہیں بارش کب رکے گی، مجھے دیر ہو جائے گی "

"جب اس کا دل چاہے گا "

" بارش کے پاس دل بھی ہوتا ہے ؟ "

"اس کے پاس صرف پانی اور برف ہوتی ہے "

وہ مسکرایا

"ازلنگٹن میں برف باری ہوتی ہے؟"

"بہت کم، اتنی کہ زمین پر جمتی بھی نہیں ہے"

"اس سال کیوں نہیں ہوئی پھر؟"

اسے افسوس ہوا

"عموماً جنوری فروری میں ہوتی ہے"

"آپ نے کبھی برف باری نہیں دیکھی؟"

"دیکھی ہے۔۔۔۔ خیبر پختونخوا میں بہت برف باری دیکھی ہے، ایک بار یہاں ازلنگٹن میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں، وہ بھی بہت بھاری"

"ازلنگٹن کی برف باری میں ایسا کیا خاص ہے؟"

اس نے ہاتھ جیب میں گھسائے، لندن کی سردی کسی دن اسے جما کر دم لے گی

"کچھ ہے خاص، مجھے ازلنگٹن کی سڑکوں پر برف کی تہہ دیکھنی ہے، بھاری تہہ جس پر بوٹ جم جائیں پھر مجھے اپنے قدموں کے نشان وہاں بنانے ہیں"

"بچوں جیسی خواہشات نہیں ہیں آپ کی؟"

وہ ہلکا سا ہنسا

"شاید۔۔۔۔"

اگلے چند لمحے وہ خاموشی سے بارش دیکھتی رہی اور وہ اسے، نظریں گستاخ ہوتی جا رہی تھیں، اس ایک عورت پر سے ہٹنے کا نام ہی نا لیتیں، وہ لاکھ کوشش کرتا بھٹک بھٹک کر اسی پر جم جاتیں، اسے دیکھتے سنان ہلکا سا مسکرایا

کتنی خاص عورت تھی، پر کشش نقوش، عجیب سے انداز میں کھینچتا انداز، وہ اسے نا ملی تو وہ کیا کرے گا؟

"میں پاکستان جا رہا ہوں"

معطر چونکی

"کب؟"

"یکم فروری کی فلائٹ ہے"

"کتنے دن کے لئے جا رہے ہیں؟"

"طے نہیں کیا، جس کام کے لئے جا رہا ہوں دیکھیں کتنا وقت لیتا ہے"

"کس کام کے لئے جا رہے ہیں؟"

وہ سردی سے کانپ رہی تھی

"کچھ کہانیاں ادھوری ہیں وہ مکمل کرنی ہیں "

وہ اسے دیکھتا سیدھا ہوا پھر ایک منٹ کا کہتا اندر گیا، دو منٹ بعد واپس آیا تو ایک شال اٹھا رکھی تھی، اس کی طرف آتے وہ بڑھائ

"میں ٹھیک ہوں "

"اسی لئے کانپ رہی ہیں "

معطر نے جھینپتے ہوئے شال پکڑی پھر غور سے دیکھی، وہ کریم کلر کی سادہ سی شال تھی جس پر ہلکی ہلکی گلابی رنگ سے کڑھائ کی گئ تھی

"کس کی ہے؟ "

"مورے کے لئے لی تھی کل، واپسی پر یہاں آیا تو یہیں بھول گیا "

"پھر میں کیسے لے سکتی ہوں "اس نے جھٹ شال واپس بڑھائ

"آپ لے لیں، میں ان کے لئے نئ لے لوں گا "رسان سے اسے کہا تو وہ کچھ دیر متذبذب سی اس شال کو دیکھتی رہی پھر سیدھی کرتے پھیلائ

"یہ میں آپ کو بارش رکتے ہی واپس کر دوں گی "

"نا بھی کریں تو کوئ بات نہیں "

معطر کپکپاتے ہونٹوں سے شال سیدھی کرتی سر پر اوڑھ رہی تھی، ٹھنڈی ہوا کانوں میں گھس رہی تھی، سر پر جماتے اس نے شال کا پلو گھما کر پیچھے کر لیا، وہ اسے دیکھتا رہا، دوپٹے کے ہالے میں موجود پر کشش چہرہ، کپکپاتا وجود، وہ ہاتھ رگڑ رہی تھی لیکن پھر بھی یہیں ٹھہری تھی

"دوپٹے میں اچھی لگتی ہیں "

لبوں سے بے اختیار پھسلا، وہ کچھ خائف ہوئ

"میرے سر سے پھسل جاتا ہے "

اس نے کچھ نہیں کہا بس مسکراتے ہوئے دیکھتا رہا، دس دن بعد، پھر چند دن، اور پھر

"پشتو غزل سناؤں آپ کو جب تک بارش نہیں رکتی؟ "

"سمجھ نہیں آئے گی مجھے "

"ترجمہ کرنے والا موجود ہے "

اس نے جیب سے ہاتھ نکالتے سینے پر رکھا

"سنادیں۔۔۔۔ "

اسے کون سا سمجھ آجانی تھی تو سر ہلا دیا

"عرض کیا ہے۔۔۔" وہ کھنکارا

ستاد نوم °ل، °کتاب کې °سا تلی
هر ورق ته ی °خوشبويي خپره ده

ستاد ہیبہ °°ل، °ز ° ہ ته وکره
او د ژوند هر ر ن ° پکې °تازه ده

ته چې °مسک شي، °لو نه مسک شي
زه ستاد خندا په انتظار ولا ° یم

) تمہارے نام کا پھول میں نے اپنی کتاب میں رکھا ہے
اس کی خوشبو ہر صفحے پر پھیلی ہوئی ہے

تمہاری محبت کا پھول میں نے دل میں بویا ہے
اور زندگی کے سب رنگ اس میں تازہ ہو گئے ہیں

جب تم مسکراتی ہو، پھول بھی مسکراتے ہیں
میں تمہاری ہنسی کا منتظر کھڑا ہوں)

"ترجمہ ؟ "

"آپ کوشش کریں شاید ترجمہ کر سکیں اس کا؟"اس نے مسکراہٹ دبائی

"مجھے ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آیا "

کوٹ سے ہاتھ باہر نکالتے اس نے جھلایا

"کسی کا تو آتا ہو گا "

"ترجمہ نہیں آتا، لیکن پشتو کا ایک جملہ آجاتا ہے "

"کون سا؟ "

"ذہ تا سرہ مینہ کوم "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر ہنس دیا، پورے دل سے

"کیا ہوا؟ "

اسے سنان کے ہنسنے کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی

"آپ کو اس کا مطلب معلوم ہے؟ "

"نہیں۔۔۔یونیورسٹی میں کسی سے سنا تھا تو حفظ ہو گیا ہے، کیا ترجمہ ہے؟ "

نا سمجھی سے اسے دیکھا جو مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا

"اس کا مطلب ہے۔۔۔۔"رخ مکمل معطر کی طرف موڑتے اس نے دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے، نظر اس کے دوپٹے کے ہالے میں چمکتے چہرے پر گئی، پھر کلائی پر، پھر اس کی آنکھوں پر"میں آپ سے محبت کرتا ہوں "

بادنسیم زور سے چلی تھی، ٹھنڈی یخ ہوا، بارش کے قطرے دھیمے ہوئے، باغیچے کے پھولوں کی خوشبو دروازے میں ٹھہرے دو مجسموں پر گئی، ایک وہ جو پشاور سے تھا جو پشتو میں کچھ کہتا تھا، دوسری وہ جو لاہور سے تھی، جو اسے رک کر سنتی تھی، ایک وہ جو لفظ محبت پڑھتا تھا اور اسے دیکھتا تھا، ایک وہ جو اس لفظ کی مہک

سے ناآشنا لگتی اور اسے تکتی تھی، پھر اس کی آنکھوں میں بے یقینی سی اتری پھر چہرے پر سرخی اور پھر وہ ہنس دی

"مجھے علم نہیں تھا "

سنان مسکرایا، پھر سر جھٹکا، وہ نہیں سمجھی تھی

"سنان۔۔۔۔ "

پیچھے سے فاتح بھائی کی آواز ابھری تو وہ دونوں ان کی طرف متوجہ ہوئے

"جی "

"ہاشم بھائی کا فون آیا تھا، حامد کے کیس کے سلسلے میں وہ واپس آ رہے ہیں تم لندن چلے جانا یہاں سے "

اس نے سر ہلا دیا، بارش دھیمی ہو رہی تھی

"حامد رئیسی؟ یہ وہی ہے نا جس پر الارا کے قتل کا الزام ہے؟ "

"جی۔۔۔ "

اس کا چہرہ اب سنجیدہ ہو چکا تھا

"آپ لوگ اس کا کیس لڑ رہے ہیں؟ "

"آپ شاید کہنا چاہ رہی ہیں ایک قاتل کا۔۔۔ ابھی کچھ ثابت نہیں ہوا، اور ۔۔۔" رک کر معطر کو دیکھا، چہرے پر ہلکی سی فکر ابھری "آپ کچھ دن کام پر مت جائیں تو بہتر ہو گا "

"کیوں؟ "

" برطانیہ میں مظاہرے ہو رہے ہیں، از لنگٹن میں بھی شاید آپ کو ان سب کا سامنا کرنا پڑے، بہتر ہو گا کچھ دن کی چھٹی لے لیں "

"کچھ نہیں ہوتا سنان۔۔۔" وہ لاپرواہ تھی "مجھے کسی نے کیا کہنا ہے؟ زبان سے یہ سب سننے کی تو ہمیشہ سے عادت ہے "

" معاملہ بہت زیادہ خراب ہے معطر "

"جو ہو گا دیکھا جائے گا، فلوقت مجھے دیر ہو رہی ہے، آپ کی شال۔۔۔ "

وہ چادر اتار رہی تھی

"آپ یہ رکھ سکتی ہیں "

"جتنی دیر ضرورت تھی اتنی دیر رکھ لی ہے، شکریہ "

مسکراتے ہوئے وہ آگے کو ہوئی، باہر اب صرف ہلکی ہلکی بوندیں گر رہی تھیں، اسے جلدی تھی ورنہ سنان سے اس موضوع پر مزید بات کرتی،اس سے حامد رئیسی کے متعلق پوچھتی،اور وہ پوچھتی تو شاید سنان بتادیتا کہ وہ ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کا ایک رکن تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سنان یوں ہی پریشان ہو رہا تھا، وہ ٹیوب سے کیفے گئی، سامان رکھا، کیپ پہنی اور کسٹمر اٹینڈ کرنے لگی، سب ٹھیک تھا، نارمل تھا، شاید ہنگامے اور مظاہرے از لنگٹن تک نہیں آئے تھے،اس کا یہ خیال کچھ دیر میں ہی غائب ہو گیا جب کسی کسٹمر نے کافی اس کے ہاتھ سے لینے سے صاف انکار کر دیا

"یہ مسلمان ہے "

تو کیا اس نے زہر ملایا تھا کافی میں ؟

"مذہب سے کیا فرق پڑتا ہے سر؟ "

مایا نے بات سنبھالنی چاہی

"کیا یہ حامد کا مذہب ہی نہیں تھا جس کی وجہ سے اس نے الارا کو مارا؟ "

"یہ اس کا ذاتی فعل تھا سر، اسلام کو بیچ میں مت لائیں "

اس کی برداشت یہی تک تھی

"وہ مسلمان تھا، تم لوگ اپنے مذہب کی وجہ سے پہچانے جاتے ہو، تم لوگ اپنے مذہب کی وجہ سے بدنام ہو "

"آپ اس کے عمل کو ایک انسان کے عمل کے طور پر دیکھیں تو بہتر ہو گا "

"وہ انسان مسلمان ہے "

اس کی تان بار بار "وہ مسلمان ہے" پر آ کر ٹوٹ رہی تھی

"اوکے سر۔۔۔ریلیکس میں کافی دیتی ہوں آپ کو "

بمشکل مایا نے انہیں پر سکون کیا، وہ خاموشی سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی، اسے غصے سے گھورتے نوجوان نے کافی لی اور چلا گیا، کچھ دیر بعد ایک خاتون نے کافی لینے کے بعد پیسے پٹخ کر ہتک کے ساتھ اس کے سامنے رکھے اور چلی گئیں

وہ خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی، کیفے کے بعد اسٹور، اسٹور سے گھر، اور اس کا جسم جیسے تھک گیا

"یہ لوگ اتنے شدت پسند کیوں ہیں بانو آپا؟ "

وہ پورا دن آج حامد رئیسی اور الارا کیس کو سرچ کرتی رہی تھی، معاملہ خراب تھا اور مزید خراب ہو رہا تھا، پورے ملک میں یونیورسٹی سٹوڈنٹس احتجاج کر رہے تھے، بات اتنی ہی رہتی تو ٹھیک تھا، بات اسلاموفوبیا سے جڑ گئی تھی اور اسے لگ رہا تھا کہ شاید یہ سب چند دن کا قصہ ہو، ایک دن۔۔ دو دن۔۔۔ یا شاید تین دن

"عام دنوں میں برطانیہ مسلمانوں کے لئے ٹھیک رہتا ہے، سب خوش ہیں لیکن اس طرح کے کسی واقعے کے بعد حالات یوں ہی خراب ہو جاتے ہیں "

"یہ سب کب ٹھیک ہو گا؟ "

وہ پہلے ہی دن تھک گئی تھی، اسٹور میں آنے والے کسٹمرز کی نظریں پہلی بار اسے عجیب لگیں

"ابھی تو کچھ نہیں کہہ سکتے، تم چھٹیاں لے لو معطر "

"آپ مجھے ڈرنے کا کہہ رہی ہیں؟ "

"ہاں۔۔۔ کیوں میں تمہیں لڑنے کا نہیں کہہ سکتی "

"کسی نا کسی کو تو اصلاح کا آغاز کرنا ہوگا نا، کیا ہم لوگ سب کی طرح ڈر کر بیٹھ جائیں؟ "

"وہ "کسی "تم مت بنو، کیونکہ تم یہ نہیں کر سکتیں، یہ آج کا قصہ نہیں ہے جو اتنی آسانی سے حل ہو جائے، ان گوروں کے ذہن آج بھی صلیبی جنگوں میں اٹکے ہیں معطر، تمہیں لگتا ہے یہ عوام ہے؟ نہیں یہ ان کے حکمران ہیں، انہوں نے صدیاں لگا کر اپنی عوام کی مسلمانوں کے حوالے سے ذہن سازی کی ہے، عرصہ ان کے دل میں زہر گھولا ہے، یہ سب شروع سے طے کیا گیا تھا، یہ سب ایسے ہی ہونا تھا، انہوں نے اپنی طاقتیں اور پیسہ خرچ کیا ہے مسلمانوں کے خلاف، تم ایک کیا کر لو گی؟ "

وہ جانتی تھی وہ ٹھیک کہہ رہی ہیں، وہ ایک تھی، اس کا عمل ناکافی تھا، فلوقت تو اسے اپنی بقا کی فکر تھی، فلوقت تو اسے ان سب کی سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی یہ کیفے میں اگلے دن کی بات تھی جب کافی مانگنے پر وہ وہ ڈسپوزیبل کپ لینے گئ تو دو منٹ دیر ہو گئ

"تمہیں وقت کا احساس ہے؟ میں پانچ منٹ سے یہیں ٹھہرا ہوں "

بزرگ آدمی غصہ ہو گئے

"سر میں لا ہی رہی تھی، مشین میں کچھ خرابی آ گئی تھی "

اس نے حد درجہ تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہا

"تم لوگ مشین پہلے سے بنوا کر نہیں رکھ سکتے ؟ "

"خرابی اچانک ہوئی ہے "

"تم اب مجھ سے بحث کرو گی لڑکی؟ "

اس نے ضبط سے سامنے کھڑے ادھیڑ عمر شخص کو دیکھا

"میں صرف سمجھا رہی ہوں "

"کیا تمہیں میں بیوقوف نظر آتا ہوں؟ نوکری پر کس نے رکھا ہے تمہیں؟ مینیجر کو بلاؤ کوئی "

ساتھ کھڑا ویٹر دوڑ کر ولیم سر کو بلانے گیا، اس کا دماغ گھوم گیا، ایسی بھی کیا بات تھی جو وہ اتنا شدید رئیکٹ کر رہے تھے؟ مینیجر آیا، ان کی بات سنی، وہ چلاتے رہے، کیسے کیسے لوگ ہیں اس کیفے میں، نا بولنے کا طریقہ آتا ہے نا لباس پہننے کا،

پندرہ دس منٹ کی بحث ہوئی اور وہ آدمی غصے سے سرخ چہرہ لئے بڑھ گیا، مینیجر گہری سانس لیتا واپس آیا، اس کا خیال تھا وہ اب ڈانٹیں گے

"زیادہ بدتمیزی تو نہیں کی اس نے؟ "

"نہیں سر۔۔۔ "

"پچاس کے بعد لوگوں کی عقل خارج ہو جاتی ہے "

وہ افسوس سے سر ہلاتے آگے بڑھ گئے نا اس سے کچھ کہا، نا سنایا، معطر واپس کاؤنٹر تک گئی، یہ پہلی بار تھا جب اسے خوف محسوس ہوا، پہلی اسے لگا کہ برطانیہ میں اب تک جس لحاظ سے وہ خود کو محفوظ تصور کر رہی تھی وہ صرف اس کا خیال بننے والا تھا، الارا گریس کا کیس اس کے لئے مشکل کھڑی کرنے والا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسی دن وہ کیفے سے واپسی پر اسٹور جانے کی بجائے ایرک کی یونیورسٹی چلی گئی، دو دن سے وہ غائب تھا، نا کوئی رابطہ کیا تھا نا کوئی ملاقات، اسے اپنی بالی کا پوچھنا تھا کہ اگر وہ ایرک کو نہیں ملی تھی تو وہ خود ہی جا کر ڈھونڈ لے

یونیورسٹی کا ماحول عجیب سا تھا، ہر طرف جینز پر ایک ہی رنگ کی شرٹ پہنے لڑکے اور لڑکیاں گھوم رہے تھے

"ایرک کیان کہاں ملے گا؟ "

اس نے باہر گراؤنڈ میں کتاب کھول کر بیٹھے لڑکے سے پوچھا تو اس نے کتاب بند کرتے سر اٹھایا

"اپنے کیمپس میں ہو گا "

وہ سر ہلاتی جانے لگی جب یکدم رکی

"ان سب نے سفید شرٹ کیوں پہن رکھی ہے؟ "

"یہ؟ مسلمانوں کے خلاف مظاہرہ ہو رہا ہے لندن آئی پر وہیں جا رہے ہیں سب "

لمحہ بھر کو وہ وہیں جم گئی، نظریں ارد گرد گئیں، سفید شرٹ میں ملبوس ایک ہجوم سا تھا

"تمہارا مطلب ہے حامد رئیسی کے خلاف مظاہرہ؟ "

"اس کے خلاف اب کیوں مظاہرہ کریں گے؟۔"لڑکے نے بے زاری سے ہاتھ جھلایا، وہ ان سب سے بے نیاز نظر آتا تھا" وہ تو پکڑا جا چکا، ٹرائل ہوگا، تحقیات ہوں گی اور پھر کوئی فیصلہ ہوگا، یہ سب تو حامد رئیسی کے نام پر مسلمانوں کے خلاف شرکت کریں گے، نام نہاد انصاف پسند انگریز "

اس نے بے زاری سے سر جھٹکا، معطر ساکت دماغ کے ساتھ وہاں سے ہٹی، اسے لگا ہر شخص اسے دیکھ رہا ہے، وہ سفید شلوار قمیص پہنے ہوئے تھی، وہاں ہر شخص اسے بھی دہشت گرد سمجھ رہا ہوگا، بیگ پر گرفت مضبوط ہو گئی، چہرہ سرخ پڑنے لگا، مسلمانوں کے خلاف، اسلام کے خلاف، دماغ کھولنے لگا، ضبط سے پرسکون سانس لی، ایرک جرنلزم ڈیپارٹمنٹ میں ہوتا تھا، اندر جانے کی اجازت نہیں تھی تو وہ اس کے ڈیپارٹمنٹ کے باہر رک گئی، موبائل نکالتے اسے کال کی، پاس سے گزرتے لڑکوں نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا، اس کے ہاتھ کپکپانے لگے، جانے وہ غصہ تھا یا کیا

"ہیلو معطر؟ "

"باہر آ سکتے ہو؟ "

"تم کہاں ہو؟ "

وہ چونکا

"تمہارے ڈیپارٹمنٹ کے باہر ہوں "

"یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ "

"باہر آؤ بتاتی ہوں "

اس نے کال کاٹ دی، دو منٹ گزرے جب اسے سامنے سے وہ آتا دکھائی دیا، موبائل جیب میں ڈالتے، سفید جو گر پر نیلی جینز اور سر پر سیاہ کیپ، تیزی سے اس کی طرف قدم بڑھاتا، معطر کی نظر اس کی شرٹ پر جم گئی

"خیریت تھی؟ "

وہ چونکی، نظر اٹھا کر اس کی کیپ کو دیکھا جس پر جسٹس فار الارا کا ہیش ٹیگ تھا، پھر اس کی شرٹ کو دیکھا

"تم مظاہرے میں شرکت کرنے جا رہے ہو؟ "

ایرک نے بے ساختہ اپنی شرٹ کو دیکھا پھر معطر کو

"ہاں یہ حامد رئیسی والے کیس کا تمہیں علم ہو گا، اسی کے خلاف "

"حامد رئیسی کے خلاف؟ "

"ہاں۔۔۔ "

"اور تمہیں لگتا ہے میں یقین کر لوں گی؟ "

"کیا مطلب؟ "

ایرک نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"تم لندن میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والے مظاہرے میں شرکت کرنے جا رہے ہو نا؟ خبردار جو جھوٹ بولا "

وہ جو کچھ کہنے لگا تھا معطر کی سخت آواز پر رکا، چہرہ سپاٹ ہوا

"ہاں "

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو ایرک؟ "

اسے صدمہ ہوا

"ویسے ہی جیسے تم لوگوں کا وہ مسلمان حامد الارا کا قتل کر سکتا ہے "

"تم اس کا صرف نام بھی لے سکتے ہو "

"کیا تم اس کا مذہب اس سے علیحدہ کر رہی ہو؟ "

"میں اس کے عمل کو اس کے مذہب سے علیحدہ کر رہی ہوں، اس کا عمل اس لئے نہیں تھا کہ وہ مسلمان ہے "

"وہ انسان کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے، جس لڑکی کو اس نے مارا ہے وہ اس سے محبت کا دعویٰ کرتا تھا، جس کی زندگی اس نے ختم کی ہے وہ ایک سوشل ورکر تھی، اسی اسلاموفوبیا کے خلاف لڑتی تھی جس اسلام کے ماننے والے نے اس کی زندگی چھین لی "

"اگر یہ کسی غیر مسلم نے کیا ہوتا پھر؟ "

"یہ کسی غیر مسلم نے نہیں کیا "

"اگر کیا ہوتا پھر؟ جانتے ہو پھر کیا ہوتا؟ تم لوگ اس طرح باہر نا نکلتے، نا یہ مظاہرے کرتے، نا اس کے مذہب کا نام اس کے ساتھ جوڑا جاتا "

"اگر معطر۔۔۔اگر ایسا ہوتا۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہے، وہ مسلمان ہی ہے "

اس کے چہرے پر سختی ابھر رہی تھی، معطر کا چہرہ پہلے ہی سخت تھا، ان کی بحث پر ارد گرد چند سٹوڈنٹ رک گئے تھے

"اس نے یہ اسلام کے نام پر نہیں کیا، کب تک تم لوگ اس طرح مسلمانوں کو ٹارگٹ کرو گے؟اور ویسے بھی ابھی تک یہ ثابت بھی نہیں ہوا کہ یہ سب اسی نے کیا ہے یا نہیں "

"سریسلی معطر؟۔۔۔"وہ بے یقین ہوا..."""تم ایک ریپسٹ کو ڈیفینڈ کر رہی ہو؟ "

"ڈیفینڈ نہیں کر رہی، صرف یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ اس کا عمل ہر مسلمان کا عمل نہیں ہے "

"لیکن الارا کا دکھ ہر برطانوی شہری کا دکھ ضرور ہے "

ایرک کے بالکل پیچھے سے رائن اور دو اور لڑکے سامنے آئے تھے،ان میں سے جمی کو وہ جانتی تھی دوسرے کو اس نے پہلی بار دیکھا تھا،ان تینوں کی چبھتی نظریں اسی پر تھیں

"اس کا دکھ مجھے بھی ہے "

"اگر ہوتا تو تم یہاں ٹھہر کر اس۔۔۔۔کی سائیڈ نا لے رہی ہوتیں "

اس کی زبان سے انتہائی نازیبا گالی نکلی تھی، معطر کا چہرہ سرخ ہوا، ایرک نے رخ گھما کر تیسرے لڑکے کو گھورا

"زبان سنبھال کر بات کرو جارڈن "

"الفاظ سخت لگے؟ یہ اس حامد کے عمل کے بارے میں کیا کہے گی؟ "

"تم لوگوں کو اس کا عمل نظر آرہا ہے باقی مسلمان نظر کیوں نہیں آرہے جن کو تم لوگ ذہنی اذیت دے رہے ہو؟ "

"ذہنی اذیت؟"..... جارڈن ہنسا "تم اس لڑکی کی اذیت سمجھ سکتی ہو؟ جس کے پاس اس کی پوری زندگی تھی اور اسے تمہارے شدت پسند حامد نے جینے نہیں دیا "

"اس پر ابھی کچھ ثابت نہیں ہوا "

اس کا لہجہ کانپ گیا، یکدم احساس ہوا وہ بھرے برطانیہ میں تنہا تھی، سامنے چار لڑکے ٹھہرے تھے، ایک جیسے لباس میں ایک جیسے ذہن کے ساتھ، ایک ہی احساس لئے، نفرت، وہی نفرت جو وہ ان کی آنکھوں میں اپنے لئے دیکھ سکتی تھی

،اس نے ایرک کی آنکھوں میں دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی وہ فلوقت اسے بھی ان کا ساتھی سمجھ رہی تھی

"اب تم اسے ڈیفینڈ کرو گی؟ "

پیچھے سے وہی لڑکا آگے کو ہوتا کچھ غصے اس کی طرف بڑھنے لگا جب ایرک رخ موڑتا اس کے سامنے آیا، معطر کے بالکل سامنے، وہ اس کے لمبے قد کے پیچھے چھپ گئی، تنہا برطانیہ میں کوئی سایہ سامنے آیا، سامنے تین لڑکے ٹھہرے تھے، وہ انہیں دیکھ رہی تھی، اس نے اب بھی ایرک کی آنکھوں کو نہیں دیکھا تھا، وہی ایرک جو جارڈن کو سخت نظروں سے دیکھ رہا تھا

"یہ میرا اور معطر کا معاملہ ہے، تم لوگ جاؤ یہاں سے "

"تم اب اس مسلم کی سائیڈ لو گے؟ "

جارڈن کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا

"اس کا حامد کے عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے "

"پھر باقی مسلمانوں کے خلاف کیوں مظاہرہ کرنے جا رہے تھے؟ تعلق تو ان کا بھی نہیں ہے "

لمحہ بھر کو وہ بالکل چپ رہ گیا، پھر جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ چل کر دو قدم جارڈن کے سامنے آیا

"مجھ سے جواب طلب مت کرو جارڈن کیونکہ میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں "

"تم اس لڑکی کے لئے ہم سے لڑ رہے ہو؟ "

"میں اس لڑکی کے لئے پوری دنیا سے لڑ سکتا ہوں "

اس کی آواز آہستہ لیکن سخت تھی، وہ دور تھا تو معطر تک اس کی آواز نہیں پہنچی تھی

"اتنی ہمدردی کیوں چڑھ رہی ہے؟ کیا ہوا اگر کوئی اسے بھی الارا کی طرح۔۔۔۔"

"خبردار۔۔۔۔"اس نے انگلی جارڈن کے سینے پر رکھی، چہرہ سخت تر ہو گیا، آواز بلند "تم نے ایسا کچھ کہا تو میں تمہیں اس دنیا میں رہنے لائق نہیں چھوڑوں گا "

معطر نے کچھ چونک کر اسے دیکھا، ابھی اس کے خلاف لڑ رہا تھا، ابھی اس کے لئے لڑ رہا تھا، عجیب شخص تھا

"ایرک۔۔۔" رائن یکدم ایرک اور جارڈن کے بیچ آیا "پر سکون رہو۔۔۔"

"اس سے کہو میرے منہ نا لگے، بنا لحاظ کئے میں اس کا منہ توڑوں گا"

وہ جارڈن کو گھورتے معطر کی طرف گھوما، نگاہوں میں اب غصہ تھا

"چلو میرے ساتھ"

وہ تیزی سے باہر کی طرف جا رہا تھا، معطر کچھ جھنجھلا کر اس کے پیچھے گئی، تیز قدموں اور کچھ غصے سے لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہ گیٹ کی طرف جا رہا تھا

"تم آہستہ نہیں چل سکتے"

وہ اس کے پیچھے سے چلتے تڑخ کر گویا ہوئی، ایرک جھٹکے سے رکا، وہ بر وقت نا رکتی تو یقیناً اس سے ٹکرا جاتی

"اور تم سوچ سمجھ کر نہیں بول سکتیں؟"

"ایسا بھی کیا کہہ دیا ہے میں نے؟"

"تمہیں اندازہ ہے اس وقت سب سٹوڈنٹس کس قدر غصے میں ہیں؟ اور تم بیوقوف وہاں سب کے سامنے حامد کی سائیڈ لے کر آرہی ہو "

"مجھے بیوقوف مت کہو "

"ہاں اس کام پر تو تمہیں گارڈ آف آنر ملنا چاہیئے نا "

وہ غصے میں تھا، کیوں تھا وہ خود لاعلم تھا، بس دماغ کھول رہا تھا

"طنز مت کرو، میں صرف حق بات کہہ رہی ہوں، ابھی ٹرائل ہونا باقی ہے اور صرف ایک مفروضے کی بنا پر تم لوگ اٹھ کر مسلمانوں کے خلاف ہو گئے ہو "

"تم پھر اس کی سائیڈ لے رہی ہو؟ "

"یااللہ۔۔۔ تم میرا دماغ خراب کر رہے ہو، یوں کرو جاؤ اپنے دوستوں کے ساتھ اور مسلمانوں کے خلاف مظاہرہ کرو، یاد رکھنا ان میں میں بھی شامل ہوں "

وہ تپی ہوئی تھی، ایرک کا غصہ ٹھنڈا ہوا

"میں تمہیں تو ان سب میں شامل نہیں کر رہا "

"پھر باقی سب کو کیوں کر رہے ہو؟ "

"باقی سب تمہارے جیسے تو نہیں ہیں "

"میرے جیسے ہی ہیں۔۔۔سب مسلمان میرے جیسے ہی ہیں، جو تم انہیں سمجھ رہے ہو وہی مجھے سمجھو "

"اچھا غصہ مت کرو "

"غصہ مت کرو؟ تمہیں علم ہے سب کس قدر تکلیف میں ہیں؟ تمہیں احساس ہے ہم سب کیا کیا برداشت کر رہے ہیں؟ "

"تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے؟ "

وہ چونکا

"تم یہ توقع رکھتے ہو کہ تم مسلمانوں کو ہراس کرو گے اور کوئی مجھے آکر ہراس نہیں کرے گا؟ "

"تم۔۔۔تم ایسا کرو کچھ دن کے لئے جاب پہ مت جاؤ، اسٹور کیفے ہر جگہ سے چھٹی کر لو "

"میں تم لوگوں کے ڈر سے خود کو قید نہیں رکھ سکتی، ڈرتی نہیں ہوں کسی سے "

"بہادر بننے کی بھی ضرورت نہیں ہے، فلوقت سب غصے میں ہیں، کوئی کچھ کہہ دے گا "

وہ جھنجھلایا

"کہنے دو، ہم مسلمانوں کو تو عادت ہے "

"معطر۔۔۔۔۔ "

"مر گئی معطر۔۔۔۔ "

اس نے وہاں کھڑے کھڑے چند گہرے سانس لئے، کاٹ دار نظر ایرک پر ڈالی اور پیچھے مڑ گئی، وہ اس کے پیچھے جانا چاہتا تھا لیکن باقی سب لندن جا رہے تھے، باقی سب میں اس کے دوست بھی تھے، وہ سر جھٹکتے ان کی طرف مڑ گیا، ان دوستوں میں جارڈن نہیں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شرٹ کا اوپری بٹن کھولتے اس نے ایک ہاتھ ریکنگ پر رکھ کر نیچے جھانکا، سٹاف، ارد گرد بھاگتے لوگ اور وہ ان سب سے بے نیاز ساری توجہ کان پر لگے موبائل کی طرف کئے ہوئے تھا، صبح یونیورسٹی پھر مظاہرے میں شرکت پھر جاب، اور

اب وہ واپس ہوسٹل جانے والا تھا، تھکن بے زاری اور فرسٹریشن، ان سب میں پورا دن دماغ میں وہی گھومتی رہی، غصے سے گھورتی معطر صبا

"ہیلو "

"میرا خیال تھا تم اگلے سال کال اٹھاؤ گی "

"کس لئے کال کی ہے؟ "

ایرک نے رخ ریلنگ کی طرف سے موڑتے سامنے دیکھا، شو ختم ہو چکا تھا اور وہ بد دماغ اینکر اب اپنا سامان سمیٹ رہا تھا

"ناراض ہو؟ "

"تم سے میں کیوں ناراض ہونے لگی؟ "

"مجھ سے تم پہلے بھی ناراض ہو چکی ہو "

"وہ خفگی تھی "

"یہ بھی خفگی ہے۔۔۔ کیا ہم سیاست کو ہمارے درمیان سے علیحدہ نہیں رکھ سکتے معطر؟ "

"تمہارے لئے سیاست ہو گی میرے لئے مذہب کا معاملہ ہے "

"میں نے اب ایسا بھی کچھ نہیں بولا تھا "

اسے دوسری طرف سے کچھ آوازیں آرہی تھیں، یقیناوہ اسٹور سے واپس جارہی تھی

"میرے مذہب کے خلاف بات کرتے ہواور پھر کہتے ہوایسا بھی کچھ نہیں کہا تھا "

"میں نے تمہیں کچھ نہیں کہا تھا معطر، میں نے تمہیں ان سب سے ہمیشہ علیحدہ ہی رکھا ہے "

دوسری طرف پل بھر کو خاموشی چھائی

"ہیلو......؟ "

"ہاں ـــــ "

وہ چونکی تھی

"کیا ہوا؟ "

"کچھ نہیں ــــ, تم کیا کہہ رہے تھے ؟ "

"میں تمہاری خفگی کا جواب دے رہا تھا "

"وہ خفگی بھی نہیں تھی ایرک اور اب میری بات سنو یہ آخری بات تھا جب میں نے تمہاری باتیں اسلام کے بارے میں برداشت کی ہیں، آئندہ ایسا نہیں ہو گا "

"آئندہ کیا کرو گی تم؟ "

"میں وہ لڑکی ہوں ایرک جس نے اپنی عزت نفس کے لئے اپنے گھر والوں سے دور یہاں رہنا منظور کیا، مجھے اپنے باپ کے لئے اپنے خاندان والوں کی ترس کھا کر دی گئی رقم لینا منظور نہیں تھا چاہے مجھے یوں غیر ملک میں مزدوری کیوں نا کرنی پڑے، میں وہ لڑکی ہوں ایرک کہ جس انسان سے میں محبت کرتی تھی اس پر بھرے مجمعے میں لعنت بھیج کر آئی ہوں تم سوچو کہ اگر آئندہ تم میرے دین کے خلاف بولو گے تو میں تمہاری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کروں گی جبکہ تم میرے لئے کوئی معنی بھی نہیں رکھتے "

کسی نے اس کا دل دو ٹکڑے میں کاٹا، وہ سب کہہ دیتی لیکن وہ آخری جملہ نا کہتی

"میں تمہارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا؟ "

"کم از کم جہاں بات میرے دین کی آجائے تو میں ہر کسی کو چھوڑنے کی ہمت رکھتی ہوں "

ایک لمحہ کو اس کی طرف پھر خاموشی چھائی، شاید وہ رک گئی تھی، ایرک نے آنکھیں بند کرتے کھولیں، ٹوٹے دل کو جمع کیا

"پھر میں اسی لئے کہتا ہوں کہ تم لوگ شدت پسند ہو "

"اب تم پھر سے بات۔۔۔ "

وہ ایک بار پھر رک گئی، ایرک ٹھٹکا

"تم بار بار رک کیوں جاتی ہو؟ "

"آ۔۔۔کچھ نہیں، مجھے لگا شاید کوئی میرے پیچھے ہے "

وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا

"کون؟ "

"پتا نہیں۔۔۔شاید کوئی تھا "

"تم کہاں پر ہو؟ "

"اسٹور سے گھر جا رہی تھی، شاید میرا وہم ہے "

"معطر لوکیشن بھیجو اپنی "

"میں نے کہا نا۔۔۔" اس بار خاموشی کا وقفہ طویل تھا، ایرک اضطراری انداز میں لفٹ کی طرف بڑھا، کچھ غلط تھا

"معطر۔۔۔۔ "

وہ کچھ نہیں بول رہی تھی

"تم سن رہی ہو؟ "

"وہ میرا پیچھا کر رہا ہے "

اس کا پورا وجود ساکت ہوا، لفٹ میں داخل ہوتے اس نے جھٹکے سے بٹن دبایا، لفٹ چلنے لگی

"تم پولیس کو کال کرو "

"میں نہیں جانتی، کوئی ہیولہ ہے "

اس کی آواز کپکپائی

"معطر، اپنی لوکیشن بھیجو مجھے فوراً "

لفٹ میں ادھر اُدھر چلتے وہ پریشان لگ رہا تھا، گردن پر ہاتھ پھیرا

"میں۔۔۔ٹھیک ہوں۔۔۔ "

"میں نے کہالوکیشن بھیجو، تمہیں سمجھ نہیں آرہی؟ "

"لوکیشن۔۔۔۔میں "

اس کی آواز کٹ رہی تھی، شاید وہ تیز چل رہی تھی، شاید وہ بھاگ رہی تھی، ایرک کے ماتھے کی رگیں ابھرنے لگیں

"معطر "...

"میں۔۔۔اسٹیشن۔۔۔۔ "

آواز کٹ گئی، دوسری جانب خاموشی تھی، اسے کوئی آواز نہیں آرہی تھی، لفٹ کادروازہ کھل رہاتھا، ایرک باہر نہیں نکلا

"معطر۔۔۔۔ "

دوسری طرف خاموشی تھی

"معطر تم مجھے سن رہی ہو؟ "

اس کی آواز کانپ گئی، بمشکل قدم لفٹ سے باہر نکالا، سر گھوم رہاتھااور اسی لمحے اسے کسی کی چیخ سنائی دی، موبائل سے آتی معطر کی آواز اور فون بند ہو گیا

ایرک کیان کے وجود سے کسی نے روح کھینچ لی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ابھی بس سے اتر ہی رہی تھی جب ایرک کی کال آئی، کارڈ سے کرایہ دیتے اس نے موبائل نکالا، سیاہ لمبا کوٹ اور سر پر اونی ٹوپی تھی پھر بھی ہاتھ کپکپا رہے تھے، اوپر سے ہلکی ہلکی بارش مزید موسم خراب کر رہی تھی، رات کے قریب نو کا وقت تھا

"ہیلو "

ایرک کی بات سنتے، اس سے بات کرتے اسے آج کا سارا حال یاد آنے لگا، وہ اس کی ناراضگی کا پوچھ رہا تھا حالانکہ اسے غصہ زیادہ تھا، پورا دن آج اسٹور میں اس کا ذہنی اذیت میں گزرا تھا سو اس نے سارا غصہ ایرک پر نکال دیا، بنا لحاظ کئے اسے

صاف کہہ دیا کہ آئندہ اگر بات اس کے دین پر آئی تو وہ اس سے ملنا چھوڑ دے گی ،ایسا ہے تو ایسا ہی صحیح

اور تبھی وہ احساس جو بس سے اترتے ہی ارد گرد ابھرا تھا پھر سے آگیا، کسی کی مسلسل نظروں کا احساس، وہ دو چار بار رکی، پیچھے مڑ کر دیکھا، کوئی نہیں تھا، شاید صرف وہم ہی تھا، اس نے سر جھٹک دیا

"میں اسی لئے پھر کہتا ہوں کہ تم لوگ شدت پسند ہو "

ایرک کو جواب دیتے اسے سامنے کی دیوار پر ہیولہ نظر آیا، الفاظ زبان میں رہ گئے ،بیگ پر گرفت مضبوط پڑی، یہ وہم نہیں تھا، کوئی سچ میں اس کا پیچھا کر رہا تھا

"وہ میرا پیچھا کر رہا ہے "

وہ پوچھ رہا تھا کون ؟اسے نہیں علم تھا، اس کے قدم تیز ہوئے، اسے دوڑنا چاہیے، قدم تیز رکھنے چاہئیں

"معطر___ "

وہ اس کی لوکیشن پوچھ رہا تھا، بھاگتے ہوئے اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی، سانس پھول رہا تھا، ارد گرد خوف اور ڈھیروں خوف جمع تھا

"میں۔۔۔۔اسٹیشن۔۔۔۔"

کسی نے موبائل اس کے ہاتھوں جھپٹ کر لیا، وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن ایک مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر آیا، وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی، ٹوپی وہیں گر گئی

ایرک اس سے لوکیشن پوچھ رہا تھا، وہ گھٹا گھٹا سا چیخ رہی تھی، سامنے والا مضبوط تھا، ایک ہاتھ سے اس کا منہ پکڑے وہ دوسرا ہاتھ اس کی گردن سے گزار کر اسے کھینچ رہا تھا، اس کا سانس اکھڑنے لگا، موبائل اس آدمی کے ہاتھ میں تھا، وہ گلی کا موڑ تھا، فلوقت تیز بارش ہو رہی تھی تو گلی خالی تھی، اکھڑتی سانسوں سے بہت ہمت کرتے اس نے دانتوں کا استعمال کرتے اس مرد کے ہاتھوں پر کاٹا، اس کی گرفت ڈھیلی پڑی

"ایرک۔۔۔۔"

وہ پوری قوت سے چلائی، دوسرے ہاتھ سے اس کا گردن پر رکھا ہاتھ ہٹانا چاہا لیکن مقابل سنبھل گیا تھا، موبائل اس نے زور سے زمین پر پھینکا اور اسی ہاتھ سے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا، معطر کراہ کر پیچھے کی طرف ہوئی، دماغ گھوم گیا

حلق کے اندر خون کا ذائقہ گھسا، وہ مرد کا ہاتھ تھا اور وہ دھان پان سی تھی اس کا پورا وجود ہل گیا تھا

"یو مسلم گرل".....

وہ اب گالیاں دے رہا تھا، غصے سے، طیش سے اور وہ دیوار کے ساتھ لگی اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی، خون کی بوندیں ہاتھوں پر لگیں، نظر اٹھا کر سامنے دیکھا، سیاہ جینز اور جیکٹ میں ملبوس سیاہ نقاب پہنے وہ اچھا خاصا مضبوط مرد لگ رہا تھا، اسے وہ رات یاد آئی جب ایرک نے اسے روک کر ڈرایا تھا، اسے یقین تھا آج وہ نقاب ہٹاتی تو پیچھے ایرک کا چہرہ نا نکلتا، اس کے اندر خوف گھسنے لگا، ہمت کرتے وہ سیدھی ہوئی، قدم گلی کی طرف مڑے اور اس نے بھاگنا چاہا، لڑکا اس سے زیادہ تیزی سے اس کے سامنے آیا اور رومال اس کے منہ پر رکھتے اس کے بازوں کو کھینچا، رومال پر کچھ لگا تھا، اس کے حواس مختل ہونے لگے، ایک ہاتھ سے اس کے چہرے پر مارتے اس نے سیاہ ماسک ہٹانا چاہا، دوسرے ہاتھ سے ناک پر رکھا رومال دور کرنا چاہا، وہ آگے کی طرف جاتا اسے کھینچ رہا تھا، گلی کے

موڑ پر دوسری بلڈنگ خالی تھی، وہ جانتی تھی وہاں کام ہو رہا تھا، بند ہوتے حواس سے اس نے سانس روکی، اگر وہ سانس لیتی تو وہ بو اسے بے ہوش کر دیتی لڑکا کھینچتے ہوئے اسے بلڈنگ کے اندر لایا، وہ خالی تھی، ورکرز جا چکے تھے، ارد گرد سیمنٹ، اینٹیں، پتھر کنکریٹ ڈھیروں سامان پڑا تھا، نیچے زمین پر اینٹوں کو توڑ کر رکھا گیا تھا شاید وہ لوگ فرش درمیان میں چھوڑ کر گئے تھے، وہ اسے کھینچتے آگے بڑھا اور پٹخ کر زمین پر پھینکا، مٹی اس کے چہرے پر لگی، کہنیاں چھل گئی، کلائیوں میں اسٹور سے واپسی پر پہنی گئی چوڑیاں ٹوٹ کر گھسیں

"تم لوگ۔۔۔ تم مسلمان۔۔۔ الارا کو تکلیف دی تھی نا، اب دیکھو میں تمہیں بھی ویسی ہی تکلیف دوں گا "

وہ کراہ کر اٹھتی سیدھی ہوئی، بیگ ایک کاندھے سے گزار کر کمر پر ٹکا تھا تو وہ گرنے سے بچ گیا تھا، حواس گم ہو رہے تھے

"میں نے۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا "

پھولی سانسوں کے ساتھ اس نے بمشکل وضاحت دینی چاہی، بال بکھر گئے، جسم کانپنے لگا

"وہ بھی بے قصور تھی۔۔۔اور تم اس حامد کو بے قصور کہہ رہی ہو۔۔۔

یو۔۔۔"

وہ ہذیات بک رہا تھا، معطر نفی میں سر ہلاتی پیچھے کی طرف ہوئی، بیگ کو مضبوطی سے پکڑا، ایک ہاتھ سے بیگ کی زپ کھولی، اس کے پاس ہمیشہ چھری اور لال مرچیں ہوتی تھیں، ایرک والے حادثے کے بعد وہ احتیاطاً انہیں اپنے ساتھ رکھتی تھی، ہاتھ اندر ڈال کر اس نے چھری کو ہاتھ میں تھاما

"مجھے جانے دو۔۔۔میں بے قصور ہوں"

وہ نہیں سن رہا تھا، غصے سے سرخ آنکھیں لئے وہ مسلسل اسے برا بھلا کہتا اس کی طرف بڑھا، اس کے ہاتھ میں بڑا چھرا تھا، معطر صبا کا سر نفی میں ہلا، وہ مزید پیچھے کی طرف کھسکی

"تمہارے لوگوں کو الارا کی تکلیف تب سمجھ آئے گی جب تم اس سب سے گزرو گی۔۔۔یو آر گونا ڈائے گرل"

وہ خطرناک ارادے لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا، اس کا سر تیزی سے نفی میں ہلنے لگا، سانسیں گہری ہو گئیں، ایسے نہیں، وہ یوں نہیں مر سکتی تھی، پیچھے کی

طرف دیوار تھی، وہ دیوار پر ہاتھ رکھتی ہمت کرتی اٹھی، جسم لڑکھڑا گیا، وہ کسی وحشی کی طرح اس کی طرف آرہا تھا، اس نے ہاتھ میں تھاما چھرا نکالتے پوری قوت سے سامنے کھڑے لڑکے کو مارنا چاہا، وہ تیزی سے دائیں طرف ہوا، چھرا اس کی کلائی پر لگا، وہ کراہ کر دور ہٹا پھر اسی پھرتی سے اس کا ہاتھ پکڑتے کھینچتے دیوار کی طرف مارا

معطر صبا کا سر پوری قوت سے دیوار سے جا لگا، پل بھر کو ارد گرد اندھیرا چھا گیا، ہر شے غائب ہو گئی، اس کا سر پھٹنے کو ہو گیا، یوں لگا کسی نے بھاری پتھر اٹھا کر سر کچل دیا ہو، وہ نیچے بیٹھتی گئی، ہمت ختم ہو گئی، یوں لگا زندگی بھی ختم ہو گئی تھی

"تم اپنی تکلیف میں اضافہ کر رہی ہو۔۔۔"

وہ دھاڑا، اسے سنائی نہیں دیا، اس کا سر گھوم رہا تھا، بمشکل ہاتھ اٹھاتے اس نے سر کے پیچھے رکھا، ہاتھوں پر نمی محسوس ہوئی، اس نے چند گہری سانسیں لیں، بمشکل آنکھیں کھولیں، وہ دو قدم کے فاصلے پر تھا، موت کے فرشتے کی طرح اس کی طرف بڑھا رہا تھا، اس نے پلکیں جھپکیں، ناک میں کچھ گیلا سا محسوس ہوا، اس کا ہاتھ ناک پر گیا، وہاں نمی تھی، خون کی بو تھی، اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں،

دماغ پھٹ رہا تھا، پھر اس کا ہاتھ بیگ کی طرف گیا، میکانکی سا انداز، جیسے وہ ہوش میں نہیں تھی لیکن شعور زندہ تھا، جسم حرکت کر رہا تھا

"تمہیں حامد کی سائیڈ نہیں لینی چاہیے تھی، وہ جس قابل تھا اس کے ساتھ وہ ہو گا، تم جس قابل ہو تمہارے ساتھ وہی ہونے جا رہا ہے "

وہ اپنا چاقو لیتے اس کی طرف جھکا، آنکھوں میں سرخی اور نفرت تھی، معطر نے بند ہوتی پلکیں جھپکیں، پھر اس نے دیکھا اس کا ہاتھ اس کی طرف بڑھا تھا، وہ اپنا چاقو اس کی گردن تک لا رہا تھا، معطر صبا نے اپنی زندگی بھر کی جمع کی گئی ہمت اکٹھی کرتے پرس میں موجود ہاتھ نکال کر سرخ پاؤڈر اس کے منہ پر اچھالا، وہ چیخ کر پیچھے ہٹا، چاقو گر گیا، وہ پھٹتے ذہن کے ساتھ اسے دیکھتی رہی، وہ چیخ رہا تھا، چلا رہا تھا، اسے گالیاں بھی دے رہا تھا، بند ہوتی آنکھیں، بند ہوتا دل لئے گہرے سانس لیتے وہ بہت ہمت سے اٹھی، جسم چلنے کے قابل نہیں تھا، آنکھیں بند ہو رہی تھیں لیکن اسے معلوم تھا اسے بھاگنا ہے، وہ چلنے کے قابل بھی نہیں تھی لیکن اسے دوڑنا تھا، جانے کیسے خود کو گھسیٹا، سر پر سرخ سیال بہہ رہا تھا، دیواروں پر ہاتھ رکھتے خود کو گھسیٹتے وہ باہر بڑھی، بارش مزید تیز ہو گئی تھی، دروازے

میں اسے ٹھوکر لگی وہ منہ کے بل گری، جسم سے کراہ تک نا نکلی، اسے نہیں معلوم تھا وہ زندہ کیسے تھی، پھر کسی طرح بیٹھے بیٹھے خود کو چند قدم گھسیٹا، جسم کپکپا رہا تھا، وہ آہستہ آہستہ مر رہی تھی، دو قدم، صرف چند لمحے اور وہ تھک گئی، سر نیچے گر گیا، گہرے گہرے سانس لیتے دیوار کے ساتھ وہ وہیں لگ کر بیٹھ گئی، بارش کے قطرے منہ پر گرنے لگے، اس کا دماغ پھٹ رہا تھا، دل بند ہو رہا تھا، شاید یہ اختتام تھا، معطر صبا کی کہانی کا آخری صفحہ

"معطر۔۔۔۔"

دور کہیں کوئی چلا رہا تھا

اس نے بند ہوتی آنکھیں سامنے جمائیں، وہ موت کا فرشتہ تھا، وہی آدمی جس کی آنکھوں پر وہ سرخ پاؤڈر مار کر آئی تھی، وہ اس کے سر پر ٹھہرا تھا

"تمہاری موت آسان نہیں ہو گی لڑکی"

وہ پھنکار رہا تھا، معطر کی ہمت نے اس کے اندر مزید اشتعال بھرا تھا، اور اب اس کے اندر مزید ہمت نہیں بچی تھی، وہ جانتی تھی وہ اب اسے مار دے گا

"معطر۔۔۔۔"

کوئی اب بھی چلا رہا تھا، پھر اس کی آواز قریب آنے لگی، جیسے کوئی پاس تھا، کوئی قریب تھا، اس نے بند ہوتی آنکھیں گھمائیں، تیز بارش میں سڑک کے پار کوئی کھڑا تھا، پلکیں جھپکیں، منظر واضح ہوا

ایرک کیان

وہ برستی بارش میں اسے پکارتا اس طرف آیا تو قدم جم گئے، وہ سڑک کے کنارے گری ہوئی تھی، آنکھیں بند ہو رہی تھی، یہ وہ لمحہ تھا جب کسی نے اس کا دل اس کے جسم سے نکال لیا، روح جسم سے کھینچ لی، پھر اس کی نظر معطر کے سامنے کھڑے مرد پر گئی، اس کے ہاتھ میں چاقو تھا وہ ہاتھ بلند کر رہا تھا، منجمد قدم حرکت میں آئے، وہ اس کی طرف بھاگا، موت اور زندگی کے بیچ چند قدم رہ گئے ،سیاہ نقاب پوش چھرا اس کے پیٹ میں مارنے والا تھا جب پوری قوت اس کے پاس پہنچتے ایرک نے اسے دھکیلا، نقاب پوش لڑکھڑا کر گرا، چھری گر گئی

"معطر_____ "

وہ دیوار کے ساتھ لگی معطر کے پاس گیا، اسٹریٹ پول کی روشنی میں اس کے چہرے پر خون کی بوندیں ابھرتیں پھر پانی کے ساتھ بہہ جاتیں، اس نے بند ہوتی آنکھیں کھولتے ایرک کو دیکھنا چاہا

"تم ٹھیک ہو۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا، میں کچھ کرتا ہوں، آنکھیں کھلی رکھوا نہیں بند مت کرنا پلیز "

اس کے حواس گم ہو رہے تھے، دل بند ہو رہا تھا، تیزی سے اٹھتے اس نے پیچھے جانا چاہا، کوئی گاڑی، ایمبولینس کچھ بھی، کچھ بھی مل جائے، تبھی نظر پیچھے گئی، سیاہ نقاب والا مرد اٹھ کر چھرا اٹھا رہا تھا، ایرک کا رواں رواں آگ میں جلا، وہ تیر کی تیزی سے اس تک پہنچا اور اس کے منہ پر مکا مارا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ لگانے کی، کیسے ہمت ہوئی "

وہ پھولتی سانسوں کے بیچ اسے مار رہا تھا، نقاب پوش کا نقاب اتر گیا، ایرک کو اس کا چہرہ دھندلا نظر آنے لگا، اسے اس وقت ہوش نہیں تھا، اندر باہر غصہ تھا

"اسے تکلیف دینے کی ہمت کیسے ہوئی تمہاری "

نقاب پوش کا ہاتھ زور سے اس کے ماتھے سے ٹکرایا، ایرک کراہ کر پیچھے ہوا، اس نے چھرے کا دستہ اس کے سر پر مارا تھا، خون کا فوارہ ماتھے سے نکلا، ہاتھ ماتھے پر گیا، نقاب پوش لڑکھڑا کر کھڑا ہوا، پھر اٹھتے تیزی سے پیچھے کی طرف بھاگا

ایرک کیان کے قدموں میں جان نہیں بچی تھی ورنہ وہ اس کے پیچھے جاتا، اس کی جان سفید لباس والی لڑکی کے اندر قید ہو گئی تھی، ماتھے پر سے ہاتھ ہٹاتے وہ کسی صحرا میں بھٹکے پیاسے کی طرح اس تک آیا

"معطر۔۔۔۔ "

جھٹکے سے اس کے پاس بیٹھتے اس کا ہاتھ تھاما، وہ اس بار اس کا ہاتھ نہیں جھٹک سکتی تھی، اس کے اندر ہمت نہیں تھی

"تم زندہ ہو نا۔۔؟ "

وہ کانپ رہا تھا، وہ از لنگٹن کی سردیوں کا عادی تھا، یہ سردی نہیں تھی خوف تھا

"معطر۔۔۔ "

معطر صبا نے پلک جھپکی، نیلی آنکھیں، نیلی آنکھوں والا سفید فام مرد جو اسے بلا رہا تھا پھر اس کی نظر آسمان پر گئ، پلکیں بند ہونے لگیں، زندگی ختم ہونے لگی، اس کے ہونٹ پھڑ پھڑائے، آنکھیں بند ہو گئیں

"بابا۔۔۔۔ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بابا۔۔۔۔

وہ انہیں بلا رہی تھی

"آہستہ چلیں۔۔۔ "

"تم تھک گئ ہو؟ "

وہ اس سے کچھ فاصلے پر رک گئے، ارد گرد پرانی گلیاں تھیں، وہ کسی سنسان گلی میں ٹھہرے تھے

"بہت زیادہ۔۔ "

وہ رک کر تھک کر کہنے لگی

"تھوڑا سا سفر باقی ہے "

"میں چھوٹی ہوں۔۔۔آپ کے قدم بڑے ہیں، آہستہ چلیں "

"تمہیں میں نے لمبے قدم لینا سکھائے تھے معطر صبا "

"لیکن میرا قد تو بڑا ہونے دیں"

دس سال کی معطر صبا کچھ خفا ہوئ

"ہمت بڑی کرو۔۔۔ "

"مجھے نہیں کرنی "

"ہمت کرو معطر۔۔۔۔میں منتظر ہوں، تیز چلو "

"بابا۔۔۔رک جائیں "

وہ انہیں بلا رہی تھی، وہ نہیں سن رہے تھے

"بابا۔۔۔۔ "

آواز مدھم ہوتی گئ، منظر تبدیل ہوتا گیا،اس کا ذہن لاہور کی گلیوں سے کسی اور دنیا کا منظر کھینچ لایا، آنکھیں دن کی روشنی سے رات کا اندھیرا بن گئیں، بند ہوتی پلکیں کھلنے لگیں، ذہن جاگنے لگا

اندھیرا۔۔۔روشنی

روشنی۔۔۔اندھیرا

سیاہی۔۔۔خون

خون۔۔۔اندھیرا

اس نے پلکیں جھپکیں، پھر بند کیں، پھر جھپکیں، کچھ نظر آیا، روشنی جیسا۔۔۔

کچھ محسوس ہوا، درد جیسا

پھر اس نے کھلی آنکھیں گھمائیں، دائیں طرف کرسی پر لڑکا بیٹھا تھا، کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے، ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے، وہ کانپتے ہونٹوں ان پر رکھے ہوئے تھا، معطر نے پلک جھپکی

اگلے لمحے اسے یاد آیا وہ اس لڑکے سے لڑ کر آئی تھی، پھر اسے وہ رات یاد آئی، دن کونسا تھا بھول گیا، منظر ذہن میں تازہ ہوا، اس کی آنکھوں سے پانی نکلا

"اللہ۔۔۔ "

ہونٹ ہلے، ایرک چونکا، سر اٹھایا، پھر جھٹکے سے سیدھا ہوتے اس تک آیا

"تم ٹھیک ہو؟ "

اس نے نظریں ایرک کی طرف موڑیں، زردیا شاید سفید چہرہ، آنکھیں، چہرے پر زندگی کے چند قطرے، موت کے کئی منظر، وہ اتنا پریشان کیوں تھا؟

"میں کہاں ہوں؟ "

وہ بہت ہمت سے بول پائی

"ہوسپٹل۔۔۔ تم ٹھیک ہونا؟ "

" بابا کہاں ہیں؟ "

" بابا۔۔۔؟ "

"انہیں کہو آہستہ چلیں، میں تھک گئی ہوں "

"معطر۔۔۔ "

، "وہ تیز چل رہے ہیں "

"وہ یہاں نہیں ہیں۔۔۔ "

"وہ اتنی جلدی میں کیوں ہیں؟ "

"تم انگلینڈ میں ہو معطر "

وہ چونکی، پھر اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا، سر پر رکھا، وہاں پٹی بندھی تھی، پھر اس کا ہاتھ ناک پر گیا، پھر ہونٹ پر، وہ اسے دیکھتا رہا

"آدمی۔۔۔ "

"وہ یہاں نہیں ہے، تم محفوظ ہو "

اسے لگا شاید وہ خوفزدہ تھی، معطر کا سر نفی میں ہلا

"وہ یہیں کہیں ہو گا، تم دیکھو "

"وہ نہیں ہے "

"میں۔۔۔ میں کہہ رہی ہوں نا "

"تم محفوظ ہو "

"نہیں۔۔۔ مجھے یاد کرنے دو۔۔۔ اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھا تھا، پھر گردن پر، وہ مجھے گھسیٹ رہا تھا "

"معطر۔۔۔۔ "

"تم۔۔۔ تم نے کبھی موت کو دیکھا ہے ایرک؟ "

وہ ہوش میں نہیں تھی

"تم ٹھیک ہو۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔ڈرو مت۔۔۔۔میں یہاں ہوں "

اس کا سر نفی میں ہلا، ذہن کو بہت کچھ یاد تھا، ذہن کو کچھ یاد نہیں تھا، نفی میں ہلتا سر دھیرے دھیرے ساکت ہونے لگا، پھر اس کی آنکھیں دوبارہ بند ہونے لگیں ،خوف ارد گرد بھرتا گیا، کوئی پاس ٹھہرا تھا، کوئی کہہ رہا تھا وہ محفوظ تھی، لیکن وہ جانتی تھی اس ملک میں اب وہ محفوظ نہیں تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوبارہ جانے کب ہوش آیا، کمرے میں اندھیرا تھا، اس کے ماتھے پر پسینہ تھا، جھٹکے سے اٹھتے وہ بیڈ پر بیٹھی، سانسیں پھولی ہوئی تھیں

"معطر۔۔۔۔ "

وہ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تھا، معطر نے چونک کر اسے دیکھا، ایرک؟ وہ یہاں کیا کر رہا تھا؟ وہ کہاں تھی؟ اس کی نظریں ارد گرد گئیں، سفید کمرہ، بالکل سفید، پھر اس کے ذہن میں کچھ دیر پہلے کا منظر گھوما، کیا وہ کوئی خواب

تھا؟ وہ رو رہی تھی، ایرک اس کے پاس ٹھہرا تھا، وہ کچھ کہہ رہا تھا، کیا وہ سب خواب تھا؟

"تم ٹھیک ہو؟ "

اس نے سر ہلایا پھر تکیے پر گرایا، درد کی لہر اٹھی

"اللہ۔۔۔۔۔ "

وہ تیزی سے اس تک آیا

"آرام سے، میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں "

"نہیں۔۔۔ تم رکو پلیز "

وہ تیزی سے بولی، گہرے سانس لئے، پھر ارد گرد دیکھا

"میں یہاں کیسے آئی؟ "

اسے آخری منظر یاد آیا، کوئی سر پر ٹھہرا تھا، اس کے ہاتھ میں سفید چمکتا ہتھیار تھا

"تمہیں چوٹ لگی تھی تو میں ہوسپٹل لے آیا "

اس نے تھک کر سر ہلایا، اسے چوٹ لگی تھی، شدید چوٹ، پھر وہ چونکی

"کیا ٹائم ہو رہا ہے؟ "

"صبح کے پانچ بج رہے ہیں "

اور اس کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی، پانچ ؟ یکدم سارا درد غائب ہوا

" بانو آپا۔۔۔ وہ پریشان ہوں گی "

وہ ایک بار اٹھی، سر ایک بار پھر پھٹنے کو ہوا

"ہوا کے دوش پر کیوں سوار ہو ؟ حالت دیکھی ہے اپنی ؟ "

وہ نا غصے میں تھا نا جھنجھلایا تھا بس نرمی سے ٹوکا، معطر نے نفی میں سر ہلایا

" بانو آپا۔۔۔ وہ "

"ڈاکٹر نے فلحال جانے سے منع کیا ہے "

"مجھے نہیں رکنا یہاں "

"تم کال کر لو انہیں "

وہ جیب سے فون نکال رہا تھا، معطر کی نظر اس کے ہاتھ پر گئی پھر اس کے چہرے پر، کلین شیو چہرہ جس پر ہمیشہ شرارت ہوتی تھی وہ سنجیدہ تھا، زرد بھی، یوں جیسے وہ موت کے منہ سے واپس آیا تھا، پھر اس کی نظر ایرک کے ماتھے پر گئی، وہاں چوٹ کا نشان تھا

"تمہیں چوٹ لگی ہے؟"

وہ چونکا، ایک ہاتھ سے موبائل اس کی طرف بڑھایا دوسرے سے ماتھے پر انگلی رکھی

"چھوٹی سی ہے۔۔۔ بہت چھوٹی سی ہے"

معطر نے جواب نہیں دیا، وہ بانو آپا کا نمبر ملا رہی تھی، فون کان سے لگاتے وہ نیچے دیکھتی رہی

"ہیلو۔۔۔"

نڈھال سی تھکی ہوئی آواز

"بانو آپا۔۔۔"

"معطر۔۔۔۔" وہ چونکیں "یہ تم ہو؟" "کہاں ہو تم؟ ٹھیک ہو؟"

"میں ہوسپٹل میں ہوں"

"ہوسپٹل۔۔۔ کیوں؟ تم ٹھیک ہو؟ کیا ہوا ہے؟"

ان کی آواز میں صاف گھبراہٹ تھی

"پریشان مت ہوں، میں ٹھیک ہوں"

"یا میرے اللہ۔۔۔۔ معطر۔۔۔ تمہیں پتا ہے میرا کیا حال ہے؟ تم کہاں ہو؟

ایڈریس بھیجو "

وہ رونے لگیں، اسے شدید شرمندگی ہوئی، سر میں پھر سے درد اٹھنے لگا، اس نے ایک ہاتھ سے سر کو تھاما، ناقابل برداشت درد

"معطر۔۔۔۔۔ "

وہ کسی اور کی آواز تھی، ہاتھ تھما، پھر نیچے آگرا

"سنان۔۔۔۔۔ "

"آپ کہاں ہیں؟ "

اس کی نظر ایرک پر گئی، وہ دیوار سے ٹیک لگائے نظریں جھکائے اپنے بوٹ کو گھور رہا تھا

"ہوسپٹل۔۔۔۔ "

"کون سا؟ ایڈریس بھیجیں۔۔۔۔ "

"مجھے نہیں معلوم "

"کوئی ہے وہاں؟ فون اسے دیں "

اس کی آواز، اس کا لہجہ، لہجے کا کپکپانا، معطر نے سر جھٹکتے ایرک کی طرف دیکھا

"ہوسپٹل کا ایڈریس کیا ہے؟"

ایرک نے اسی طرح جھکے سر سے ایڈریس بتا دیا، پتا نہیں سنان نے سنا تھا یا نہیں لیکن اس نے ایرک کا بتایا گیا ایڈریس دہرا دیا

"میں دس منٹ میں آرہا ہوں، صرف دس منٹ"

اس نے کال کاٹ دی، دکھتے سر کو ہاتھوں میں تھاما، موبائل کی سکرین سیاہ ہو رہی تھی، اس کی نظر سیاہ سکرین پر نظر آتے سفید چہرے پر گئی، ہونٹوں پہ نیل، چہرے پر ہلکی سی خراشیں، یوں جیسے وہ صدیوں کسی جنگل میں بھٹکتی ہیر ہو، اس نے موبائل وہیں رکھ دیا، دکھتا سر تکیے پر گرایا، ایرک خاموشی سے نیچے گھور رہا تھا، وہ جو بولتا تھا تو سات خطوں کی تتلیاں اس کے گرد رقص کرتی تھیں وہ گویا کلام بھول بیٹھا تھا، وہ جو بولتا تھا تو اس کی خاموشی کی دعا کی جاتی تھی وہ یوں چپ تھا جیسے بولنا جانتا ہی نا ہو، معطر چھت کو گھورتی رہی، ہاتھ سینے پر تھے، لبوں پر خشکی جم گئی تھی

"تم نے کبھی موت کو دیکھا ہے ایرک؟"

ایرک کا سر بے ساختہ اٹھا، وہ چھت کو دیکھتی بول رہی تھی، وہ اسے دیکھتا رہا، زبان اب بھی خاموش تھی، وہ اس سے کہنا چاہتا تھا، ہاں وہ گزشتہ رات، جب وہ دیوار کے ساتھ بیٹھی تھی، جب اس کا لباس سرخ ہو رہا تھا، جب اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا، بہتا خون اس کے چہرے پر تھا، تب، اس لمحے اس نے موت کو دیکھا تھا

"کل دیکھا ہے۔۔۔۔"

نظریں اسی پر جمائے وہ مدھم آواز میں بولا تھا

"میں نے محسوس کیا ہے، پہلی بار، جب کوئی آپ کے چہرے پر مارے اور آپ کا دماغ ابل پڑے، جب کوئی آپ کو گردن سے کھینچ رہا ہو، جب آپ خود کو چھڑانے کے لئے پھڑ پھڑا رہے ہوں، جب کوئی آپ کو زمین پر پھینکے، وہ آپ کو گالیاں دے رہا ہو، وہ آپ کے مذہب کو لے کر آپ پر الزام لگا رہا ہو، جب کوئی آپ کو کھینچ کر دیوار میں مارے، جب آپ رینگ کر خود کو بچانے کی کوشش کر رہے ہوں، جب کوئی موت کے فرشتے کی طرح آپ کے سامنے آ ٹھہرے، تب میں نے موت کو محسوس کیا ہے، تم نے کبھی ایسی موت محسوس کی ہے؟"

آنکھوں سے قطرے نکل رہے تھے لیکن وہ رو نہیں رہی تھی، ایرک اسے دیکھتا رہا، مٹھیاں بھینچ لیں، نظر کلائی پر گئی جہاں رگڑ کے نشان تھے، پھر اس کے چہرے پر جہاں ہونٹوں کے پاس نیل تھا پھر سر پر جہاں سفید پٹی تھی

"اور تمہیں پتا ہے معطر موت کی سب سے بدترین صورت کون سی ہے؟"

نظریں اس کے سر پر پٹی سفید پٹی پر تھیں، اس نے جواب نہیں دیا ایرک جواب کا منتظر بھی نہیں تھا "جب کوئی آپ کے سامنے کسی ایسے کو مارنے لگا ہو جسے آپ نے اپنے دل کے کسی خاص کونے میں رکھا ہو، یہ مرنا مرنے سے زیادہ برا ہوتا ہے، تم نے کبھی یہ موت محسوس کی ہے؟ "

وہ رخ موڑ کر اسے دیکھنا چاہتی تھی، وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اس کے لہجے میں اتنا درد کیوں تھا؟ وہاں ٹوٹی کرچیوں جیسی اذیت کیوں تھی؟ لیکن نظریں دروازے پر جم گئیں، سامنے لمبے کاریڈور کے سرے پر بانو آپا کا چہرہ ابھر رہا تھا، زرد چہرہ، لڑکھڑاتے قدم، وہ انہیں دیکھتی رہی، ان کا وجود نقطے سے مکمل ہوا پھر وہ وجود دروازے پر ابھرا

"معطر۔۔۔۔۔ "

آواز کانپ گئی، ہاتھ ہونٹوں پر گیا، ہونٹ کپکپا گئے

"آپا۔۔۔۔"

وہ اب بھی نہیں رو رہی تھی، وہ اب بھی چپ تھی، سیدھے ہوتے وہ اٹھی، بانو آپا تیزی سے اس تک آئیں اور اسے گلے لگایا، اس کے سر میں درد اٹھا لیکن اس نے انہیں الگ نہیں کیا، وہ جانتی تھی وہ پریشان ہوں گی، وہ مانتی تھی وہ اس کے لئے پریشان ہوں گی، بانو آپا اسے گلے سے لگائے روئے گئیں، اس کا ہاتھ ان کی پشت پر گیا، نظر دروازے پر، پھر نظر وہیں جم گئی، دروازے میں وہ ٹھہرا تھا، کسی وادی سے آنے والا، کسی شہر کا باسی، کسی گاؤں کا رہنے والا، جس کی آنکھوں میں کسی نے دنیا جہاں کی اذیت انڈیل دی تھی، وہ آنکھیں جو معطر صبا پر تھیں، پھر وہ اس کے ہونٹوں پر گئیں پھر سر پر، پھر کلائی پر، چہرے پر کچھ رقم ہوا، مرنے جیسا، آنکھوں میں کچھ درج ہوا، مارنے جیسا، پھر وہ آنکھیں کمرے کے کونے میں گئیں، وہاں سفید شرٹ والا لڑکا ٹھہرا تھا، پاؤں کو قینچی کی صورت رکھے، جس کا چہرہ سفید تھا، سفید شرٹ سرخ تھی، سرخ آنکھیں سامنے دیکھ رہی تھیں،

سنان کی نظر ایک بار سامنے گئی، وہ بانو آپا کو چپ کرا رہی تھی، اس کی نظر دوبارہ ایرک پر گئی، وہ جھپٹ کر اس تک گیا اور اسے گریبان سے پکڑا

"یہ تم نے کیا ہے؟ گھٹیا انسان یہ تم نے کیا ہے؟"

اس نے مکا بناتے ایرک کے منہ پر مارا، وہ لڑکھڑا کر دیوار سے لگا، بانو آپا اور معطر چونکیں

"تم کس قدر گھٹیا ہو ایرک، کس قدر ظالم ہو"

وہ ایک بار پھر اسے مارنے لگا

"سنان۔۔۔"

معطر گھبرائی

"میں تمہاری جان لے لوں گا آج"

وہ جیسے ہوش میں نہیں تھا، ایرک نے کوئی مزاحمت نہیں کی، اس کے ہونٹوں پر خون جما تھا، معطر کا سر نفی میں ہلا، پھر وہ یکدم بیڈ سے اتری، سر گھوم گیا، دماغ چکرا گیا، وہ کراہ کر نیچے کو گرنے لگی جب بیڈ کو تھاما

"معطر۔۔۔۔"

بانو آپا چیخ کر اس تک آئیں، سنان چونک کر رکا، ایرک کی نظر اس پر گئی، دونوں ہاتھوں سے سر تھامے سفید لباس والی لڑکی

"معطر۔۔۔۔۔۔ "

سنان تیزی سے اس تک آیا، ایرک کے قدم وہیں تھم گئے، سنان اس کے پاس ٹھہرا تھا، بانو آپا اسے تھام کر بیڈ پر بٹھا رہی تھیں، سنان سعدی اس کی دوسری طرف تھا، اور وہ۔۔۔۔ ایرک کیان، وہ اس منظر سے یکدم غائب ہوا، وہ وہاں کہیں نہیں تھا، اس لمحے اسے معلوم ہوا وہ سنان سے کیوں جلتا تھا، وہ ایسے ہی کسی منظر سے خوفزدہ تھا، وہ ایسی ہی کسی سوچ سے ڈرتا تھا، ایسے ہی کسی خیال سے خائف تھا

وہ تکون بنیں گے تو وہ منظر سے ہٹ جائے گا، وہ تکون بنتے تو وہ دونوں ساتھ ہوتے، وہ تکون بنتے تو ایرک کیان کی جگہ سنان سعدی کو منتخب کیا جاتا، وہ معطر صبا کے انتخاب سے ڈرتا تھا، وہ اس دائرے سے دور جانے سے ڈرتا تھا جس کا حصہ وہ لڑکی تھی

"ایرک نے کچھ نہیں کیا "

وہ جو دکھتے سر کے ساتھ سنان کو بتا رہی تھی

"آپ زیادہ بولیں مت "

"وہ بے قصور ہے، وہ وہاں نا آتا تو میں زندہ نا ہوتی "

وہ زندہ نا ہوتی تو وہ بھی وہاں نا ہوتا، سنان کی نظر ایرک پر گئی، اپنے کہنی سے ہونٹوں کا صاف کرتے وہ نظر جھکائے ہوئے تھا، جھکی نظروں میں دل ٹوٹنے کی اذیت تھی، پھر وہ سیدھا ہوا، معطر پر ایک نظر ڈالی وہ سنان سے کچھ کہہ رہی تھی، پھر اس نے سنان پر ایک نظر ڈالی وہ معطر کو دیکھ رہا تھا، وہ ان دونوں کے سامنے ٹھہرا تھا، یوں جیسے تکون کے دو کونے ایک دوسرے کی طرف رخ کئے ہوں اور تیسرا کونا فاصلے پر تھا دور، اجنبی، اس کے گلے میں گلٹی ابھری، پھر قدم سیدھے ہوتے دائیں طرف مڑے، ایک نظر سفید لباس والی لڑکی کو دیکھا، پھر رخ موڑ لیا، وہ دروازے کی طرف جا رہا تھا، وہ اس کی زندگی سے دور جا رہا تھا

سنان کو کچھ کہتے اس نے کونے کی طرف دیکھا، ایرک وہاں نہیں تھا پھر اس کی نظر دروازے پر گئی، وہ چلا گیا تھا؟ ایسے؟ بنا اس کا شکریہ سنے، دل کو دھکا سا لگا

"معطر۔۔۔۔ "

وہ چونکی، بانو آپا موبائل اس کی طرف بڑھا رہی تھیں

"تمہارے بابا کی کال آ رہی ہے، رات کی تھی تو میں نے تمہاری طبیعت خرابی کا کہہ دیا "

اس نے گہری سانس لیتے خود کو نارمل کیا پھر موبائل تھاما

"جی بابا "

"تم ٹھیک ہو معطر؟ "

"مجھے کیا ہونا ہے؟ "

"سچ بتاؤ، میرا دل پریشان ہو رہا ہے "

"میں ٹھیک ہوں بابا، بالکل ٹھیک ہوں "

"آواز کو کیا ہوا ہے؟ "

"یہاں سردی زیادہ ہے تو۔۔۔۔ "

وہ انہیں وضاحت دیتی دروازے کی طرف دیکھنے لگی، ایرک یوں ہی کیوں چلا گیا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے دوبارہ وہ نظر نہیں آیا، وہ ایک دن ہوسپٹل میں رہی، پھر گھر شفٹ ہونے کے بعد، نا اس کی کال آئی نا وہ خود آیا

"میں تم سے بہت شرمندہ ہوں معطر "

ولیم سر بار بار نفی میں سر ہلاتے

"آپ کا قصور نہیں تھا سر "

"وہ برطانوی تھا، میں بھی ہوں، پتا نہیں سب اتنا زیادہ کیوں رئیکٹ کر رہے ہیں "

پتا نہیں وہ اتنے اچھے کیوں بن گئے تھے؟ یا شاید وہ شروع سے تھے، سب سے پہلے ملنے کے لئے آنے والے، سب سے زیادہ اس کی ہمت کی داد دینے والے، وہ

جتنا نہیں برا سمجھتی رہی اتنا ہی اب اچھا سمجھ رہی تھی، کیفے سے مایا بھی آئی،

اسٹور سے کسی کی نا کال آئی نا کوئی ملنے آیا

اور پشاور سے سنان سعدی، وہ دن میں تین کالز کرتا، دو بار ملنے آتا، تین بار میسجز کرتا، وہ حیران تھی وہ اتنا پریشان کیوں تھا؟ پورا ایک گھنٹہ بیٹھ کر وہ اس سے پوچھتا رہا کہ وہ ٹھیک ہے یا اسے کاؤنسلنگ کی ضرورت تھی؟ وہ چپ چاپ اسے سنتی رہی، مسئلہ یہ تھا کہ اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ اتنی نارمل کیوں تھی، ڈر تب لگا تھا جب اسے لگا وہ مرنے والی ہے، اس کے بعد اندر باہر سب ساکت تھا، نا زندہ بچنے کی خوشی نا نا کوئی ڈراما، یوں جیسے وہ سب کسی اور کے ساتھ ہوا تھا،

بانو آپا اور سنان کے کہنے پر اس نے پولیس میں رپورٹ بھی درج کروا دی تھی ورنہ اسے لگ رہا تھا وہ شاید کوئی الارا کی وجہ سے غصے کا شکار مرد تھا جو اسے مار کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا، اس کی کسی سے ذاتی دشمنی نہیں تھی، سنان کا خیال تھا کہ وہ اس معاملے کو میڈیا پر اٹھائے، کوئی شخص صرف اس وجہ سے کیسے قابل نفرت ہو سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہے؟ یہ اسلامو فوبیا تھا اور اس متعلق بات ہونی

چاہئے تھی، اس نے سنان کی بات نہیں مانی، بات میڈیا پر چلتی تو پھر پاکستان تک بھی جاتی اور اسے یہ منظور نہیں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے کی کھڑکی سے اسے دیکھ رہی تھی، پچھلے بیس منٹ سے وہ وہاں کوئی نیا پودا لگا رہا تھا، اور وہ بیس منٹ سے ہی وہیں کھڑی تھی، پھر وہ شال لیتی نیچے آئی ،وہ باغیچے کے کونے میں ٹھہرا تھا، مٹی ہوتے ہاتھ کمر پر رکھے پودے کو گھور رہا تھا

"اگر آپ کا اس ننھے پودے پر غور و فکر مکمل ہو گیا ہو تو اندر آ سکتے ہیں "

سنان چونکنے کی اداکاری کرتا پلٹا، پھر حیران ہونے کی اداکاری کی

"آپ۔۔۔۔ "

"جی۔۔۔۔ میں "

وہ ان چار دنوں میں پہلی بار پہلے جیسی لگ رہی تھی، وہ تین مہینوں سے ہمیشہ ایک جیسا تھا

"طبیعت کیسی ہے آپ کی؟ "

"پہلے سے ٹھیک ہوں "

"کوئی آپ کے لئے پہلے سے زیادہ دعا گو ہے "

وہ مٹی سے ہاتھ جھاڑتا نل تک گیا، دروازے کے سٹیپس پر ٹھہری سینے پر ہاتھ باندھے، سر پر سفید پٹی، لاہور کی معطر صبا

"اگر کوئی پہلے سے دعا کرتا تھا تو شاید کسی کی دعاؤں نے بچا لیا "

صحن میں لگے نل سے ہاتھ دھوتا سنان مسکرایا پھر ہاتھ جھٹکتے اس تک آیا

"آپ کو کچھ ہو جاتا تو بہت سے دل بنا دھڑکن کے رہ جاتے "

وہ اس سامنے ٹھہر گیا، سیاہ جینز پر سرمئی شرٹ پہنے، نرم سا مسکراتا، وہ جو مسکراتا تھا تو اچھا لگتا تھا، اچھا لگنے والا پشاور سے سنان سعدی

"جیسے میرے ماں باپ "

اس نے سر کو خم دیا، جیسے اس کے ماں باپ، جیسے وہ، جیسے اس کا دل، جیسے اس کا جسم، جب اسے بانو آپا کی کال آئی، معطر صبا کی غیر موجودگی کی کال تو جیسے اس کے جسم سے جان نکلی تھی، جیسے اسے پوری رات ڈھونڈنے پر اس کا دل بند ہو رہا تھا، اور جیسے اسے ہوسپٹل کے بیڈ پر دیکھ کر وہ مجسم کسی رانجھے کا وجود ہوا

"آپ نے ایرک کو خواہ مخواہ مارا، اس نے میری مدد کی تھی "

سنان نے گہری سانس لی پھر سیڑھیوں کے ساتھ لگے پلر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوا، اس کے عین سر پر سرخ بوگن ویلیا تھی

"مجھے لگا آپ کے اس حال کا ذمہ دار وہ ہے "

"وہ نہیں تھا، وہ کبھی ایسا نہیں رہا کہ کسی کو نقصان پہنچائے "

وہ سامنے دیکھ رہی تھی، چہرے پر اب سنجیدگی تھی، سنان نے اس بار نارخ موڑا نا نظریں ہٹائیں، گستاخ ہی صحیح، وہ ان نظروں کی گستاخی پر راضی تھا

"آپ نے حملہ آور کی شکل نہیں دیکھی تھی؟ "

"اس نے ماسک لگا رکھا تھا "

"وہ جارڈن تھا۔۔۔۔ایرک کا دوست "

اب کی بار وہ چونکی

"آپ کو کیسے معلوم؟ "

"پولیس نے اسے ایرک کی گواہی پر گرفتار کر لیا ہے، جب وہ آپ پر حملہ کر رہا تھا تو ایرک نے اس کی شکل دیکھی تھی "

"وہ غصے میں تھا، کیونکہ میں نے حامد کی سائیڈ لی تھی، ان کا حوصلہ کتنا کم ہے
"

اس نے سر جھٹکا

"آپ کو محتاط رہنا چاہئے معطر، پبلک پلیس پر حامد کی سائیڈ لینے سے گریز کریں
، معاملہ آپ کی سوچ سے زیادہ خراب ہے، اور اب تو وہ لوگ حامد پر یہ الزام بھی
لگا رہے ہیں کہ اس نے الارا کو اس لئے مارا کیونکہ وہ اسلام قبول نہیں کرنا چاہتی
تھی "

"آپ کو لگتا ہے حامد بے قصور ہے ؟ "

"مجھے یقین ہے وہ بے قصور ہے "

"اس یقین کی وجہ ؟ "

"وہ میرے ساتھ ہاشم بھائی کے ٹرسٹ میں اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرتا رہا
ہے، میں اسے بذات خود جانتا ہوں "

وہ ایک بار پھر چونکی

"اوہ۔۔۔" اسے کچھ عجیب سا احساس ہوا، کچھ غیر شعوری سا، جیسے کچھ الہام سا، پھر اس نے سر جھٹک دیا "اب کیا ہو گا؟"

"ہم لوگ اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں اسے بچانے کی، ہاشم بھائی یہیں ہیں اور وہ اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں"

"اور قطری حکام؟ وہ کیا کر رہے ہیں؟"

"وہی جس کی مجھے توقع تھی۔۔۔" وہ تلخی سے ہنسا "انہوں نے اس معاملے سے صاف لاتعلقی کا اعلان کر دیا ہے، بقول قطر حکام کے اگر حامد رئیسی نے یہ قتل کیا ہے تو اسے سزا ملنی چاہیے، وہ مڈل کلاس طبقے سے نا ہوتا تو بھی شاید وہ لوگ کچھ کر لیتے لیکن اب اسے قسمت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے"

"دنیا میں ہر شخص مفاد پرست ہے"

اس نے افسوس سے سر ہلایا، ہاتھ سینے پر بندھے تھے، سنان کی نظر اس کی کلائی پر گئی، وہ خالی تھیں

"چوڑیاں نہیں پہنیں آپ نے؟"

"ٹوٹ گئی تھیں، جب اس آدمی نے زمین پر پھینکا تھا جب کلائی سے پکڑ دیوار کی طرف مارا تھا، آدھی اس کے ہاتھ میں آدھی دیوار پر لگتے ٹوٹ گئی تھیں "

اس کی آنکھوں میں وہ منظر پھر سے جاگا، سنان کی آنکھوں میں وہ تکلیف پھر سے ابھری

"آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟ "

"تو؟ "

تو؟ وہ کیا کرتا؟ وہ از لنگٹن کی ویران گلیوں میں کیسے چلتا؟ وہ چلتا تو کتنی بار رک کر ان سڑکوں کو دیکھتا، کوئی جسم سے جان کیسے نکالتا ہے اس نے جان لیا تھا

"آپ نے اپنے گھر نہیں بتایا؟ "

"وہ پریشان ہو جاتے "

"ان کا حق تھا "

"وہ پریشان نا ہوں، یہ میرا فرض تھا "

"آپ کہیں تو میں رک جاؤں؟"

معطر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"کہاں؟ "

"یہیں۔۔۔۔دو دن بعد فلائٹ ہے، کینسل ہو سکتی ہے "

"میں آپ کو کیوں روکوں گی؟اور آپ میرے کہنے پر کیوں رکیں گی؟ "

"آپ مجھے بغیر کسی وجہ کے روک سکتی ہیں اور میں آپ کے کہنے پر بغیر کسی وجہ کے رک سکتا ہوں "

"میں نہیں روکوں گی "

"میں رکنا چاہتا ہوں "

"اپنی مرضی سے رکنا ہے تو رک جائیں "

"اپنی مرضی سے،آپ کی رضا سے "

"میرے لئے فکر مت کریں سنان، میں ٹھیک ہوں "

"میرے پیچھے آپ کو کوئ مسئلہ ہوا تو مجھے وہاں پریشانی ہو گی "

"مجھے آپ کی موجودگی میں کوئ مسئلہ ہوا تو بھی میں آپ کو پریشان نہیں کروں گی "

وہ اسے دیکھتا رہا

"آپ مجھے کال کر سکتی تھیں "

"میں نے ایرک کو بھی نہیں کی تھی، اتفاقاً اس وقت میری اس سے بات ہو رہی تھی "

وہ جہاں پہ ٹھہرا تھا، پلر کے قریب بوگن ویلیا لگی تھی، اس کے پتے خشک ہوتے گر رہے تھے، وہ سنان پر گرنے لگے، معطر دو قدم نیچے ہوتی پلر کے قریب آئی، ہوا تیز تھی تو پھول مزید تیزی سے گرنے لگے، اس نے ہاتھ آگے کئے، لبوں پہ مسکراہٹ ابھری

"مجھے امید نہیں تھی وہ اپنے دوست کے خلاف گواہی دے گا "

"مجھے بھی۔۔۔ "

سنان اسے دیکھتا رہا، اس کی ہتھیلیوں پر سر پھول گر رہے تھے، پچھلے چند دنوں میں پہلی بار وہ مسکرا رہی تھی، سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا، وہ سر گھما کر اسے دیکھتا رہا

"ایک بات کہوں معطر؟ "

"کہیں۔۔۔ "

"آپ اس دنیا کے نہیں لگتیں "

اس کا سر سنان کی طرف گھوما

"جی؟ "

"زمین پر کس آسمان سے آئی ہیں؟ "

وہ ہلکا سا ہنس دی

"زمین پر زمین کے کس حصے سے آئے ہیں؟ "

"وہ خطہ جسے پشاور کہتے ہیں "

"اس خطے میں سب اتنے اچھے ہیں یا یہ خصوصیت صرف آپ میں پائی جاتی ہے؟ "

"اس خطے میں کسی روز آکر دیکھئے گا "

"اس خطے میں کسی روز جا کر دیکھوں گی، پھر مجھے آپ کی کسی خاص سے بھی ملنا ہے "

سنان کے ابرو تعجب سے اٹھے، اس کی کون خاص تھی؟

"میری کون خاص؟ "

"وہی جس کے لئے آپ چوڑیاں لیتے ہیں، وہی جس کے ساتھ ادھوری کہانی مکمل کرنے جارہے ہیں "

وہ سرخ پھول ہتھیلی میں چن رہی تھی، سنان کو کچھ اور سرخ پھول یاد آئے، اسے اس روز تیمور حیدر کا ذکر یاد آیا، اس آج کے سرخ پھول دکھے، آج کے روز کسی اور کا ذکر سنائی دیا، اس کی خاص؟

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں "

وہ سیدھا ہوا، اللہ، یہ خاتون تو اسے کسی اور کا رانجھا بنا رہی تھیں، وہ جو ہر روز ہیر کے باغ میں پھول رکھنے آتا تھا، ان پھولوں کا کیا؟

"نہیں۔۔۔اٹس اوکے، آپ راز رکھنا چاہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے "

وہ راز کہاں رکھ رہا تھا، وہ تو اس راز میں جی رہا تھا، وہ بنجارا تھا تو وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ چوڑیاں اس کے لئے لے رہا تھا، وہ رانجھا تھا تو وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ ہیر کے باغ میں پھول اس کے لئے لایا کرتا تھا

"وہ خاص پشاور سے نہیں۔۔۔ "

"معطر۔۔۔ "

بات زبان پہ رہ گئی، بانو آپا اسے بلا رہی تھیں

"جی۔۔۔"

وہیں کھڑے کھڑے اس نے آواز دی

"تمہارے بھائی کی کال آرہی ہے"

"آرہی ہوں"

سر ہلاتے اس نے ہاتھ میں تھامے پھول دیکھے، وہ پھول زمین پر پھینکنے والوں میں سے نہیں تھی، فلوقت اسے زمین کا باشندہ نظر آیا

"ہاتھ آگے کریں۔۔۔"

سنان کا ہاتھ میکانکی انداز میں آگے ہوا، وہ پھول اس کی ہتھیلی پر رکھ رہی تھی

"میں کیا کروں گا ان کا؟"

"پشاور لیتے جایئے گا"

شال درست کرتی وہ سٹیپس پر چڑھی

"معطر۔۔۔۔"

اس نے بے اختیار پلٹ کر سنان کو دیکھا، وہ جو ہتھیلی میں پھول تھامے اسے دیکھ رہا تھا

"آپ مجھے ایئرپورٹ چھوڑنے آئیں گی؟ "

"میرا آنا ضروری ہے؟ "

"آپ نا آئیں تو میں برطانیہ کے ایئرپورٹ سے کسی فلائٹ کو نہیں جانے دوں گا، آپ کو الوداع کئے بغیر میں از لنگٹن سے نہیں جاؤں گا "

"میں بیمار ہوں "

"شفا کا تعلق دل سے، اور میرا دل مت توڑیئے گا "

"آپ کا دل سلامت رہے، میں آجاؤں گی "

رخ موڑنے سے پہلے اس نے دیکھا تھا پشاور کے خطے کا باسی مسکرایا تھا، پھر وہ پلٹ گئ، پیچھے ٹھہرے سنان نے وہ پھول جیب میں ڈالے، چند دن ہی تو تھے پھر وہ واپس آجائے گا

چند دن ہی تو تھے !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے میں داخل ہوتے انھوں نے لائٹ جلائی تو نظر راکنگ چیئر پر جھولتے تیمور پر گئی جس نے لائٹ جلنے پر اپنی آنکھیں بند کی تھیں پھر کھول کر انہیں دیکھا اور سر جھٹکتے دوبارہ سے کرسی پر جھولنے لگا

"اندھیرا کیوں کر رکھا ہے؟ "

وہ دروازہ کھلا چھوڑتی اندر آئیں پھر ناک سکیڑا، کمرے میں سگریٹ کی بے تحاشا بو پھیلی تھی

"روشنی کر کے رکھنے سے کیا ہو گا؟ "

"کتنی سگریٹ پیو گے؟ "

"ڈانٹ رہی ہیں یا طنز کر رہی ہیں؟ "

اس نے ہاتھ لبوں تک لے جا کر سگریٹ کا کش لیا

"سوال کررہی ہوں۔۔ڈانٹ تم پر اثر نہیں کرتی،طنز تم نظر انداز کردیتے ہو
"

وہ اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئیں

"کوئی کام تھا؟ "

"آفس کیوں نہیں جارہے؟ "

"کل جاؤں گا "

"دودن سے کس چیز کا سوگ منارہے ہو؟ "

"میں دو ہفتے جیل میں رہ کر آیا ہوں امی،آپ کو احساس ہے؟ "

ناگواری اور افسوس سے اُنہیں دیکھا

"اور تمہیں احساس ہے بزنس میں کس قدر نقصان ہورہا ہے؟ "

"آپ کو بزنس کی پڑی ہے؟اور جو میری ریپوٹیشن خراب ہوئی ہے اس کا کیا؟

۔۔۔"وہ تڑخ کر کہتا سیدھا ہوا"میری بزنس ورلڈ میں پہچان بن رہی تھی امی،

ایک مقام بن رہا تھا،ایک خبر نے سب تباہ کردیا "

"کام خود کے ایسے تھے،مجھ پر کیوں غصہ کررہے ہو؟ "

اُنہوں نے ناک بھوں چڑھائی

"اگر آپ کو یاد ہو تو آپ کے شوہر بھی یہی کام کرتے کرتے اس مقام تک پہنچے تھے، یہ جو آپ عیش و عشرت سے رہ رہی ہیں یہ انہیں دو نمبر کاموں کی وجہ سے کمایا ہے ہم نے "

یہ پہلی بار تھا جب وہ اس قدر بد تمیز ہو رہا تھا، رضیہ نے بمشکل اس کا انداز ضبط کیا

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔" وہ اس کے غصے کو دیکھتی تحمل سے گویا ہوئیں "اب بس کرو سوگ منانا، یہ بتاؤ نازنین کب تک واپس آئے گی؟ "

"مجھے نہیں معلوم "

وہ بے زاری سے پیچھے کو ہوا

"بیوی ہے تمہاری "

"یہی بیوی میرے مشکل وقت میں اپنے میکے جا بیٹھی تھی "

"ظاہر ہے وہ لوگوں کے طعنوں سے ڈر گئی تھی "

"چھوڑیں امی، جو عورت مشکل وقت میں مرد کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے پھر اچھے وقت میں مرد کو اس کے ساتھ کی خواہش نہیں رہتی "

"ایسا کیوں بول رہے ہو؟ "

ان کا دل دہل گیا

"اور کیا کہوں؟اس نے ان سب میں کچھ کیا میرے لئے؟اس کا باپ بھی برائے نام جیل آتا رہا، ہوں گے وہ معزز لیکن داماد کی عزت ہوتی ہے یا نہیں ،؟ "

"عامر نے کوشش کی تھی تمہارے لئے "

"ہاں ں۔۔کوشش۔۔۔"وہ ہنسا۔۔۔"الٹا وہ لوگوں کو بتاتے پھر رہے تھے کہ اُن کا اس معاملے سے کوئ تعلق نہیں ہے "

"تم کیا سوچ رہے ہو تیمور؟ "

انہیں کوئ خوف لاحق ہوا

"بے فکر رہیں۔۔۔نازنین کو چھوڑ نہیں رہا، معطر کے لیے نہیں چھوڑا تھا تو اب کیوں چھوڑوں گا "

آخری جملہ بولتے ہوئے وہ سگریٹ ہونٹوں کی طرف لے جا رہا تھا، ہاتھ وہیں تھم گیا پھر سر جھٹکا

"معطر کا کیوں زکر کر رہے ہو؟ ان دونوں کا کیا موازنہ ؟" ان کے چہرے پر ناگواری ابھری

"ٹھیک کہہ رہی ہیں معطر اور نازنین کا کیا موازنہ "

وہ سامنے دیکھ رہا تھا، ہونٹوں پر سیاہی سی جم رہی تھی

"اب اٹھو تم، نازنین کو لے کر آؤ، گھر بھی سونا سونا سا لگتا ہے اس کے بغیر "

"سارا دن تو کمرے میں ہوتی تھی، آپ تو یوں کہہ رہی ہیں جیسے رونق لگا رکھی تھی گھر میں "

"میری بہو کے خلاف مت بولو، اٹھو حلیہ درست کرو اپنا، میں ملازمہ کو بھیجتی ہوں صفائی کر لے کمرے کی، گند پھیلا رکھا ہے سارا "

ناگواری سے کمرے کی بکھری حالت کو دیکھتے وہ اٹھیں

"کھانا بھجوا دیجئے گا "

تیمور نے گویا ان کی بات سنی ہی نہیں تھی، رضیہ اسے افسوس سے دیکھتی باہر کی طرف بڑھ گئیں، ان کے جانے کے بعد تیمور نے فون اٹھایا اور ایک نمبر ملاتے کان سے لگایا دوسرا ہاتھ سگریٹ تھامے ہوئے تھا

"خرم ۔۔۔ جس نے یہ خبر چلائی ہے مجھے اس اینکر کی ساری ڈیٹیل نکال کر دو، ہر ایک چیز، ہر ایک بات ڈھونڈ کر دو، اس کا خاندان، خاندان کی ہر ڈیٹیل، سب کچھ "

دوسری طرف کچھ کہا جا رہا تھا، اس نے ہنکار بھرتے کال کاٹ دی

جس نے یہ کیا تھا وہ دیکھ لے گا اسے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے پانچ دن بعد ہی دوبارہ سے کیفے جوائن کر لیا، چھٹیوں پر سیلری کٹتی تھی اور اسے یہ نامنظور تھا، گو ولیم سر نے کہا بھی تھا کہ وہ اسے مکمل سیلری دے دیں گے لیکن اسے یہ بھی منظور نہیں تھا، کیفے ویسا ہی تھا، لوگوں کا رویہ بھی ویسا ہی تھا، وہ جو سوچ رہی تھی کہ کم از کم اب حالات نارمل ہو چکے ہوں گے تو غلط سوچ رہی تھی، پولیس کے نئے آنے والے بیان کے بعد ٹھنڈا ہوتا غصہ مزید بڑھ گیا تھا، حامد رئیسی کی طرف سے تاحال اقبالِ جرم نہیں ہوا تھا تو معاملہ مزید خراب ہو رہا تھا، امی کا فون آیا تو اسے فوراً واپسی کا حکم سنا دیا

"امی از لنگٹن میں سب ٹھیک ہے "

"از لنگٹن بھی تو لندن میں ہے "

"لندن میں بھی سب ٹھیک ہے "

"لندن برطانیہ میں ہے اور برطانیہ میں سب ٹھیک نہیں ہے، یعنی از لنگٹن میں بھی سب ٹھیک نہیں ہے، تم فوراً واپس آؤ "

"از لنگٹن لندن کے شمال میں ہے، اور یہ پر سکون جگہ ہے یہاں ایسا کچھ نہیں ہوتا "

"لیکن خبروں میں تو کچھ اور بتا رہے تھے "

"آپ خبروں پر یقین مت کریں، وہ جھوٹ بولتے ہیں "

"جو بھی ہو میرا دل ڈر رہا ہے تم واپس آجاؤ "

ایک تو آپ لوگ جلدی ڈر جاتے ہیں، واپس آنے جانے میں خرچہ لگتا ہے "

"واپس جانا ہی مت "

لو جی، اس نے بمشکل امی کو راضی کیا اور دانیال سے بات کرانے کو کہا

"انہیں سمجھاؤ "

"تم سمجھ جاؤ، میں جانتا ہوں وہاں حالات خراب ہیں "

"اتنے نہیں ہیں جتنا سب ڈر رہے ہیں "

"معطر مجھ سے تو جھوٹ مت بولو "

"میں کیوں جھوٹ بولوں گی؟" یہاں واقعی سب ٹھیک ہے "

"پھر میڈیا اتنا ڈرا کیوں رہا ہے؟ "

"کیونکہ ان کی ریٹنگ اسی سے آتی ہے "

دانیال مطمئن نہیں تھا لیکن اس نے مزید کچھ نہیں کہا، بابا نے تو اب اس سے آنے کا کہنا ہی چھوڑ دیا تھا "بس اپنا خیال رکھنا" کہہ کر کال کاٹ دی، وہ ان سب کی کیفیت سمجھ سکتی تھی

اور اس دن کا دوسرا جھٹکا اسے اسٹور جانے پر لگا

اسے نوکری سے خارج کر دیا گیا تھا

"کیوں...؟ "

"آپ کی چھٹیاں زیادہ تھیں "

"میرے ساتھ حادثہ ہوا تھا اور میں نے چھٹیوں کے لئے درخواست دی تھی

"

وہ پریشان ہو گئ

"وہ درخواست مسترد کر دی گئ تھی "

"پھر آپ لوگوں کو مجھے بتانا چاہئے تھا "

"یہ علم رکھنا آپ کا کام تھا "

وہ کتنی ہی دیر صدمے سے انہیں دیکھتی رہی پھر جھپٹ کر اپنا بیگ اٹھایا

"یو نو واٹ سر، میں لعنت بھیجتی ہوں آپ کی نوکری پر، اچھی طرح سے جانتی ہوں کہ مجھے نوکری سے کس لئے خارج کیا گیا ہے، آپ کا نام نہاد مسلمان دشمن معاشرہ ایک مسلمان لڑکی کو اپنے اسٹور میں ملازمت دینے سے تباہ ہو جائے گا نا ؟ مجھے افسوس ہے کہ برطانیہ جیسا بظاہر مہذب ملک میری سوچ کے برعکس نکلا

"

وہ افسوس سے کہتی ان کے آفس سے نکلی اور جا کر اپنی سیلری وصول کی (مفت کا کام تھوڑی کیا تھا ان انگریزوں کا ہنہہ)

اسٹور سے واپسی پر وہ میٹرو یا ٹیوب سے سفر کرنے کی بجائے پیدل چلنے لگی، ایکدم ہی مزید پریشانی بڑھ گئی، بابا کا علاج اچھا جا رہا تھا، اس کی تنخواہ بہت زیادہ نا صحیح لیکن بابا کے علاج کے لئے کافی تھی، گھر کا خرچ بابا کی پینشن سے چل جاتا تھا، دانیال آئی ٹی کر رہا تھا تو پارٹ ٹائم جاب بھی تھی اس کے پاس، اپنی تعلیم کا خرچہ وہ خود برداشت کر رہا تھا، لیکن اب؟ اس کی جاب جانے کے بعد کیا ہوتا؟ وہ کیا کرتی؟

اسے خاندان والوں کی مدد لینا منظور نہیں تھا، گو ان کے خاندان میں سب صاحب ثروت نا صحیح لیکن مڈل کلاس بھی نہیں تھے، ایک عرصہ پہلے تک وہ بھی بہتر حالت میں تھے، لیکن بابا کی بیماری نے سب خراب کر دیا، اب خاندان میں سب کے حالات پہلے سے بہتر تھے ایک وہی تھے جو زندگی کی جدوجہد میں تھک رہے تھے، باپ بیمار ہوا تھا تو زندگی نے رحم کرنا چھوڑ دیا تھا

"معطر____"

وہ بے زاری سے پلٹی، سنان کے راستے اس کے راستوں سے کیوں گزرتے تھے؟ وہ آج اسے اچھا خاصا سنا ڈالے گی

"کوئی کام تھا آپ کو؟ "

اس کے ماتھے پر بل پڑے

وہ گاڑی دور کھڑی کرتا اس تک آرہا تھا، ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے

"میں فنسبری پارک ہی جا رہا تھا۔ آپ کے سائن چاہیئے تھے جارڈن کے کیس میں "

وہ جیب سے پین نکال رہا تھا، معطر کے ماتھے کے بل ڈھیلے پڑے، یکدم ہی احساس ہوا کم از کم سنان کے اس پر بہت سے احسانات تھے، پولیس اسٹیشن کے سارے چکر بچارا وہی کاٹ رہا تھا، اس کے ہاتھ سے کاغذ لیتے انہیں سائن کرتے اس نے زرا کی زرا نظر اٹھا کر اسے دیکھا، شہد رنگ آنکھیں تھکی سی تھیں، چہرے پر نرمی، بال ماتھے پر بکھرے تھے، وہ غالباً بہت مصروفیت میں سے وقت نکال کر آیا تھا

"آپ ٹھیک ہیں سنان؟ "

اس نے پتا نہیں کیوں پوچھ لیا تھا، سنان فائل بند کرتا ہلکا سا مسکرایا

"مجھے کیا ہونا ہے؟ "

"تھکے سے لگ رہے ہیں "

"شاید یہاں کام کی زیادتی سے تھک گیا ہوں یا شاید مجھے گھر والے یاد آ رہے ہیں "

"پرسوں جا تو رہے ہیں "

ہاں پرسوں ۔۔ وہ پرسوں جا رہا تھا !

"جی ۔۔۔ جا رہا ہوں اور یوں لگ رہا ہے دل خالی ہو رہا ہے، آپ نے کبھی وہ شخص دیکھا ہے جو سب کچھ حاصل کرنے والا ہو پھر بھی اس کے اندر کچھ خالی ہو ؟ "

معطر کا سر نفی میں ہلا، اسے کچھ عجیب سا لگا، کچھ بہت عجیب

"مجھے اپنا آپ وہی شخص لگ رہا ہے، پتا نہیں میں منفی کیوں ہو رہا ہوں، کل مورے سے بات ہو رہی تھی تو وہ پریشان تھیں، کہہ رہی تھیں کہ اس بار میں پاکستان جاؤں گا تو واپس نہیں جانے دیں گی "

"آپ واپس نہیں آئیں گے ؟ "

"شاید۔۔۔" وہ رخ موڑے درختوں کو دیکھ رہا تھا، میں از لنگٹن سے تھک گیا ہوں، برطانیہ سے تھک گیا ہوں، مجھے اب پشاور کی سڑکوں پر چلنا ہے، اپنا خطہ اپنا ہوتا ہے، مجھے اب پاکستان میں رہنا ہے، اپنا ملک اپنا ہوتا ہے "

پتا نہیں کیوں۔۔۔ وہ عجیب خیال حاوی ہو رہا تھا

"پھر کبھی واپس نہیں آئیں گے؟ "

"شاید آؤں۔۔۔" رخ موڑ کر اسے دیکھا پھر ہلکا سا مسکرایا "اس ملک میں کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک امانت اس شہر کے حوالے کر کے جا رہا ہوں، یا تو وہ امانت مجھ تک پہنچ جائے گی یا میں خود اس امانت کو لینے آ جاؤں گا "

"کون سی امانت؟ "

"ہے کوئی راز جیسی امانت۔۔۔" رک کر اسے دیکھا" .. میرے بعد مجھے یاد کریں گی؟ "

"آپ کے بعد آپ کی یاد زیادہ آئے گی "

وہ دوپٹہ گلے میں درست کرتی چلنے لگی، سنان کے قدم بے ساختہ اس کے ساتھ اٹھے، اس کی بات سنتے پل بھر کو دل تھما تھا

"میں اسے کیا سمجھوں؟ "

"آپ اچھے انسان ہیں، اچھے انسانوں کو یاد کیا جاتا ہے "

"میں اچھا انسان نا ہوتا تو آپ مجھے یاد کرتیں؟ "

"آپ اچھے انسان ہی ہوتے۔۔۔۔مجھے یقین ہے "

وہ ہلکا سا ہنسی، سنان یکدم اس کے سامنے رکا

"ایک بات پوچھوں؟ "

"پوچھیں۔۔۔۔ "

"آپ کسی کو۔۔۔ تیمور کے بعد کسی کو ایک موقع دے سکتی ہیں؟ "

وہ سڑک کے کنارے کھڑے تھے، ایک طرف سفید رنگ کی بلڈنگ جو لمبی ہوتی سڑک کا موڑ مڑنے تک جاتی تھی، دوسری طرف باڑ لگی تھی جس کے پار سبزہ تھا، باڑ کے پار چند درخت تھے

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی

"میں دوبارہ محبت نہیں کر پاؤں گی "

"میں آپ کے دل کا نہیں، زندگی کا پوچھ رہا ہوں "

"شاید۔۔۔" اس نے قدم دوبارہ لینے شروع کر دیئے، سنان اس سے فاصلے پر چلنے لگا "میں تیمور کے ہجر میں اپنی زندگی برباد نہیں کروں گی، وہ آگے بڑھ گیا ہے تو میں بھی بڑھ جاؤں گی، لیکن میں دوبارہ محبت نہیں کر پاؤں گی "

"کسی کو محبت سچی ہوئ تو آپ کو اس سے محبت ہو ہی جائے گی "

وہ جیسے اب پر سکون تھا، تھکن غائب تھی، اگر وہ ایک موقع دے سکتی تھی تو رسک لینے کو تیار تھا، وہ پاکستان جا کر اپنے گھر والوں کو اس کے گھر بھیجے گا، پھر شاید وہ پاکستان آجائے یا شاید وہ از لنگٹن آ ئے، لیکن وہ اس کہانی کا ایک خوشگوار انجام چاہتا تھا

"آپ۔۔۔"

اس کی بات زبان پر رہ گئ۔ سنان کو کال آ رہی تھی، جیب سے فون نکالتے اس نے کان سے لگا یا

"آ رہا ہوں بس "

وہ دوسری طرف کچھ کہہ رہا تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی، لیکن وہ احساس، عجیب احساس پھر سے آگیا

سنان موبائل فون سے لگاتا پیچھے ہٹا، پھر اسے اللہ حافظ کا اشارہ کیا، وہ الٹے قدموں واپس جا رہا تھا، معطر وہیں رکی رہی، نظر اس کے قدموں پر گئی،

ایک۔۔۔دو

۔۔۔تین۔۔۔چار۔۔۔پانچ۔۔۔چھ۔۔۔سات۔۔۔آٹھ۔۔۔نو

وہ گاڑی کا دروازہ کھولتا اس میں بیٹھا، بیٹھنے سے پہلے وہ رکا اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا، وہی مسکراہٹ جو ہمیشہ ہوتی تھی۔۔نرم۔۔۔پھر اس کا وجود گاڑی میں بیٹھ گیا، سنان سعدی اس کی نظروں سے غائب ہو گیا، معطر کچھ دیر اس سڑک کو دیکھتی رہی پھر اس نے سر جھٹکا

وہ اس احساس کو کوئی نام دینے سے قاصر تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میز کی دوسری پار بیٹھے رائن نے چوتھی بار سر اٹھا کر ایرک کو دیکھا تھا جو پوری دلجمعی سے رجسٹر پر نوٹس بنانے میں مصروف تھا

"تم اپنا سر نیچے رکھو اور نظر کتاب پر رائن "

جب وہ پانچویں بار اسے دیکھنے لگا تو ایرک کا ضبط جواب دے گیا

"میں اپنا سر اٹھا کر اور نظر گھما کر تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں کوئی مسئلہ ہے

؟"

"مجھے ہے مسئلہ، نگاہیں درست کرواپنی"

"تم میری نگاہوں میں موجود سوال کا جواب دے دو پھر"

"سوچو اور پھر پوچھو"

"میں پوچھ رہا ہوں، سوچ بعد میں لوں گا"

"تم بعد والا کام نہیں کرو گے، بولو"

رائن آگے کو ہوا اور اسے غور سے دیکھا

"معطر کیسی ہے؟"

"میں نہیں جانتا وہ کیسی ہے"

"اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے جملے کے پہلے تین لفظوں پر یقین کر لوں؟"

"تم یقین مت کرو۔ میں الفاظ تبدیل نہیں کروں گا"

وہ سنجیدہ لگ رہا تھا

"تمہیں کیا ہوا ہے ایرک؟ "

"کیا تم نے سر کی بات نہیں سنی تھی؟ دو ماہ بعد فائنل اگزیمز ہیں "

"تو۔۔۔؟ "

"تو میں پڑھائی میں دل لگانے کی کوشش کر رہا ہوں "

"جو دل کہیں اور لگ چکا ہے وہ پڑھائی میں کیسے لگے گا؟ "

ایرک کا رجسٹر پر لکھتا ہاتھ رکا، سر اٹھا کر اسے گھورا

"مجھے زندگی کو سنجیدگی سے لینے دو "

"سنجیدگی کے ساتھ مذاق مت کرو "

اس نے پٹخ کر پین کتاب پر رکھا پھر پاؤں اوپر کرتے میز پر پھیلائے اور سر پیچھے ٹکا لیا

"در حقیقت وہ سوال کرو جو تم کرنا چاہتے ہو "

رائن اب کہ سنجیدہ ہوا

"جارڈن ہمارا دوست ہے ایرک "

"تمہارا ہو گا۔ میرا تھا "

"تم ایک عورت کے لئے اپنے دوستوں کو چھوڑ دو گے ؟ "

"میں اس ایک عورت کے لئے یہ کر سکتا ہوں "

"وہ غصے میں تھا "

"اسے غصے میں ہوش نہیں کھونا چاہئے تھا "

وہ حد درجہ سنجیدہ تھا

"ٹھیک ہے وہ شرمندہ ہے، اب بس کرو، تمہیں اس کے خلاف گواہی دینے کی کیا ضرورت تھی؟ "

"وہ معطر کا کیا گیا نقصان واپس لوٹا سکتا ہے؟ میں جو اس کے سامنے مسلمانوں کی شدت پسندی کے ڈھنڈورا پیٹا کرتا تھا اب کس منہ سے اس بارے میں بات کروں گا؟ "

"تمہاری رائے اسلام کے بارے میں بدل چکی ہے "

رائن نے گہری سانس لی

"میری رائے اسلام کے بارے میں بدل رہی ہے، میں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ شدت پسندی کا تعلق صرف اسلام سے نہیں ہے، جارڈن کے اس عمل

کے بعد مجھے سمجھ آگئی ہے کہ شدت پسندی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، وہ انسان کے اندر ہوتی ہے "

"اور اس مسلمان حامد کا کیا؟ اس کے بارے میں کیا کہو گے؟ "

"جب تم نے جارڈن کا نام لیا تو تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ عیسائی جارڈن؟ تم نے صرف جارڈن کا نام کیوں لیا؟ "

"اس کے عیسائی ہونے کا اس کے عمل سے کیا تعلق؟ "

" بالکل۔۔۔یہی بات میں سمجھ چکا ہوں۔ جیسے جارڈن کے اس غلط عمل کا اس کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے ویسے ہی حامد کے عمل کا اس کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے "

"اور میڈیا بیانات کا کیا؟ صاف صاف کہا جارہا ہے کہ حامد نے الارا کو اس لئے مارا کیونکہ وہ شادی کے لئے اپنا مذہب نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ کیا یہ اسلام کی وجہ سے شدت پسند ہونا نہیں ہے؟ "

"میں اب میڈیا پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا تھا بھی تو وہ حامد کا عمل تھا۔ ہر مسلمان کا نہیں "

"اور الارا کا کیا؟"

"میں اس کے لئے جو ہو سکا کروں گا، لیکن میں مزید اب میڈیا بیانات پر یقین کر کے اپنی عقل پر لعنت نہیں بھیج سکتا، مجھے اب اندھا دھند اس میڈیا پر یقین نہیں کرنا جو شدت پسندی کو صرف ایک مذہب سے جوڑ رہا ہے"

"تم اسلام سے متاثر ہو رہے ہو؟"

لمحہ بھر کو وہ چپ ہوا پھر سر جھٹکا

"ایسا کچھ نہیں ہے، مجھے اسلام میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، میں صرف حقیقت پر یقین رکھ رہا ہوں"

"نہیں ایرک۔۔۔" رائن نے سر ہلاتے اسے دیکھا "تم بدل رہے ہو، بدل چکے ہو، غور کرو اور اپنی سمت کا تعین کرو۔ سوچو اور پھر بتاؤ وہ کیا شے تھی جس کی وجہ سے تم نے اپنے دوست کے خلاف بیان دیا"

وہ اب اپنے سامنے پڑی کتاب کھول رہا تھا، ایرک نے کچھ نہیں کہا، سر پیچھے کو گرائے وہ اوپر دیکھنے لگا، آسمان پر سفید چھوٹی چھوٹی بدلیاں تھیں، سفید لباس، سرخ خون، پھر اس کا ہاتھ اپنی جیب پر گیا، جیب کے اندر چھوٹی سی بالی رکھی تھی

،اسے وہ گارڈن میں نہیں اسٹیشن پر ملی تھی، وہ چاندی کی تھی اور عملے کو صفائی کے دوران ملی تھی، وہ گارڈن نہیں گیا تھا وہ اسٹیشن گیا تھا، نا وہ معطر کو بالی لوٹا سکا نا دوبارہ اس سے مل سکا

"وہ محبت تھی رائن۔۔۔۔۔ "

رائن کا سر اٹھا، ایرک اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا، اس کی ہتھیلی پر سفید ننھی بالی تھی، چاندی کی خوبصورت سی بالی جس پر ایک ننھا موتی لٹک رہا تھا، رائن نے دھیرے سے پین رکھا اور پیچھے کو ہوا

"محبت تھی۔۔۔؟ "

"محبت تھی۔۔۔"اس نے سر کو خم دیا، آنکھوں میں کرچیاں ابھریں"جس لمحے میں نے دیکھا کہ وہ مر رہی ہے اس لمحے میں نے جانا کہ میں بھی مر رہا ہوں، جس لمحے اس نے پوچھا کہ موت کیسی ہوتی ہے اس لمحے میں نے جانا کہ وہ کیسی ہوتی ہے"اس نے سر اٹھا کر رائن کو دیکھا"میں محبت کر بیٹھا ہوں رائن، میں ایک مشرقی لڑکی سے محبت کر بیٹھا ہوں "

"تم دونوں مختلف ہو ایرک، تم غلط کر رہے ہو "

ایرک نے سر دوبارہ کرسی پر رکھ لیا

"مجھے اپنا مختلف ہونا قبول ہے، اس کا مختلف ہونا منظور، تم بتاؤ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مجھے مل جائے؟ "

"یہ ناممکن ہے ---- "

"تم تسلی ہی دے دو، تم یہ کہہ دو کہ یہ مشکل ہے، لیکن یہ ہو سکتا ہے "

" ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں یہ مشکل ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے "

ایرک اسی طرح آسمان کو دیکھتا رہا

"اس نے کہا میں اس کے لئے کوئ معنی نہیں رکھتا، تمہیں پتا ہے مجھے یہ سن کر کتنی تکلیف ہوئ تھی؟ اسے یہ تو نہیں کہنا چاہئے تھا یارر "

"تم اسے بتادو ---- "

"وہ مجھ سے نفرت کرے گی "

"محبت تو اب بھی نہیں کرتی "

" نفرت بھی تو نہیں کرتی "

"تمہیں کیوں لگتا ہے وہ تم سے نفرت کرے گی؟ ممکن ہے وہ تمہیں ہاں کر دے "

"میں جتنا اسلام کے خلاف بول چکا ہوں اس کے بعد وہ میرے اظہار پر مجھ سے نفرت نا کرے تو روئے زمین پر مجھ سے زیادہ خوش قسمت انسان کوئی نہیں ہو گا "

وہ ابھی تک آسمان کو دیکھ رہا تھا

"تم رد کئے جانے سے خوف زدہ ہو؟ "

"میں کسی اور کو منتخب کئے جانے سے خوفزدہ ہوں "

"مطلب۔۔۔؟ "

ایرک سیدھا ہوا پھر اسے دیکھا

"تم جانتے ہو محبت میں سب سے زیادہ اذیت ناک شے کیا ہوتی ہے؟ محبوب کو کسی اور کا ہوتا دیکھنا۔۔۔میں جانتا ہوں کہ جب بات انتخاب کی آئے گی وہ مجھے منتخب نہیں کرے گی، وہ سنان کو منتخب کرے گی، مجھے نہیں علم یہ برا ہو گا لیکن

میں سنان سے حسد کرتا ہوں، اس کی جگہ میں کیوں نہیں ہوں؟ میں بھی تو ہو سکتا تھا؟ "

یوں جیسے اسے دنیا میں ایک یہی غم لاحق تھا، وہ تیمور حیدر کو مقابلے پر نہیں رکھ رہا تھا وہ سنان کو رکھ رہا تھا

"ممکن ہے ایسا نا ہو "

"ایسا ہی ہو گا۔۔۔ مجھے تیمور پر رشک آتا ہے، وہ اس کا ماضی تھا، مجھے سنان سے حسد ہوتا ہے، وہ اس کا مستقبل ہو گا، اور میں؟ میں تو اس کے حال میں بھی نہیں ہوں "

"تم کتنے عجیب ہو گئے ہو؟ "

"ہاں۔۔۔ میں کتنا عجیب ہو گیا ہوں، تمہیں یاد ہے میں کہا کرتا تھا کہ مجھے محبت نہیں ہو گی، اب دیکھو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں محبت کے بارے میں بات کر رہا ہوں اور مجھے محبت ہو چکی ہے "

"تم یک طرفہ محبت کرتے ہو، یک طرفہ محبت دکھ کے سوائے کچھ نہیں دیتی "

رائن کو اس کے لئے افسوس ہوا

"میں اس کی محبت اپنے دل سے نہیں نکال سکتا "

"اگر یہ ممکن ہوتا۔۔۔ "

"اگر یہ ممکن ہوتا میں تب بھی ایسا نا کرتا "

وہ چپ ہو گیا پھر سر جھٹکا

"بیوقوفی کر رہے ہو "

"میں بے وقوف بننے پر راضی ہوں "

"یہ حماقت ہے۔۔۔ "

"مجھے احمق کہلائے جانے پر کوئ اعتراض نہیں "

رائن کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹکتے ہوئے کتاب کھول لی۔اس انسان سے بحث فضول تھی،ایرک اسی طرح نیم دراز لیٹا رہا،وہ مشرق کے قصوں سے نا واقف تھا ورنہ وہ خود کو کسی پنوں سے تشبیہہ دیتا جس کی سسی صحرا میں کھو گئ تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

1فروری،2026

وہ کیفے سے قدم نکالتی ٹھٹکی، منہ کھلا پھر آنکھوں میں حیرت اور خوشی ابھری، سامنے سڑک پر سفید برف کی ہلکی تہہ جمی تھی، ننھے ننھے قطرے آسمان سے گر رہے تھے، اس کا ہاتھ آگے بڑھا، چند سفید گولے ہاتھوں پر آئے، سیاہ کوٹ پر سفید رنگ ابھرا، وہ پہلی بار برف باری دیکھ رہی تھی، چہرے پر بچوں کی سی خوشی تھی

سنان ٹھیک کہتا تھا فروری تک برف باری ہوسکتی تھی، وہ فروری کے پہلے ہی دن ہو رہی تھی

سنان !

وہ چونکی

اسے آج واپس جانا تھا۔۔۔اوہ

"میں آپ کو الوداع کئے بغیر ازلنگٹن سے نہیں جاؤں گا "

گہری سانس لیتے اس نے موبائل نکالا، قدم آہستہ ہو گئے، اسے آج اسٹور جانے کی جلدی نہیں تھی، موبائل نکالتے اس کا نمبر ملاتے اس نے فون کان سے لگایا

"سنان کا سلام "!

وہ مسکرائ

"وعلیکم السلام، آپ نے باہر کا موسم دیکھا؟ "

"باہر کے موسم میں ایسا کیا ہے؟ "

وہ شاید کرسی سے اٹھا تھا

"باہر برف باری ہو رہی ہے "

"تیز نہیں ہے "

"یوں کہیں ویسی نہیں ہے جیسی آپ چاہتے ہیں "

وہ ہنسا

"آپ کو اچھی لگ رہی ہے تو برف کی خوش قسمتی "

"آپ کو بری لگ رہی تو میں بد قسمتی نہیں کہوں گی "

"ہم ابھی اتنے بھی اہم نہیں "

"وہم ہے"

"کیا؟"

"یہی کہ آپ غیر اہم ہیں، اس کے بر عکس آپ بہت اہم ہیں"

"آپ کے لئے بھی؟"

اس کے چلتے قدم رکے، دھڑکتا دل تھما، نظریں اٹھیں پھر تھم گئیں، وہ باہر بیٹھا تھا، باہر بیٹھ کر پڑھ رہا تھا، یہ دن بھی آنا تھا؟

"میرے لئے نا صحیح بہت سوں کے لئے تو ہیں"

"آپ کے لئے نہیں ہوں تو بہت سوں کے لئے ہونے کا فائدہ؟"

لہجہ دھیما تھا، دھیمے لہجے میں کچھ کہانیاں تھیں، ان کہانیوں میں معطر صبا آتی تھی

"پھر آپ کہتے ہیں میں فلرٹ نہیں کرتا"

اس کے قدم ایرک کی طرف مڑے، اس کا بیگ میز پر پڑا تھا۔ ساتھ کتاب پڑی تھی۔ وہ لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا

"احتراماً بھی کچھ کہا جا سکتا ہے"

"ایسی باتیں احترام میں نہیں آتیں "

"ایسی باتیں پھر کس چیز میں آتی ہیں؟ "

"محبت۔۔۔۔ "

وہ ایرک کی ٹیبل بجا رہی تھی، انگلیاں وہیں جمیں، زبان وہیں رکی، محبت؟ سرخ گلاب؟ چوڑیاں؟ سنان کچھ نہیں بولا تھا، وہ اس کے اگلے جملے منتظر تھا، وہ اگلا جملہ بھول گئی، رجسٹر پر کچھ لکھتے ایرک کا سر اٹھا، وہ الفاظ لکھنا بھول گیا، وہ سامنے ٹھہری تھی

"آپ ایئرپورٹ آئیں گی تو مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے "

"کیا؟ "

"کچھ کہانیاں جن میں لاہور کی کسی ہیر کا زکر ہے، کچھ قصے جن میں پشاور کے کسی رانجھے کا زکر ہے "

معطر کی نظر ایرک پر گئی، رانجھا؟ ہیر؟ سنان کے الفاظ؟ پھر اس نے سر جھٹکا، وہ غلط سوچ رہی تھی، سنان کچھ ایسا نہیں سوچتا تھا۔۔۔۔ پر دل؟

"فلائیٹ کب کی ہے آپ کی؟ "

"پانچ گھنٹے بعد۔۔۔ "

"ایئرپورٹ کب جائیں گے؟ "

"فلحال ٹرسٹ ہوں۔ کچھ سامان یہاں تھا وہی لینا تھا، پھر ہاشم بھائی سے ملاقات کرنی تھی تو۔۔۔ "

پیچھے سے کوئی شور ابھرا، یوں جیسے کوئی پتھر شیشے کی کھڑکی پر لگا تھا، سنان چپ ہوا، معطر سیدھی ہوئی، ایرک اب پیچھے کو ہوئے اسے دیکھ رہا تھا، وہ اس کے کال کاٹنے کا منتظر تھا

"کیا ہوا۔۔۔؟ "

"ایک منٹ۔۔۔ "

وہ شاید کھڑکی کی طرف جارہا تھا، معطر نے ایک ہاتھ سے دوسرے کی طرف فون منتقل کیا، پھر آسمان کو دیکھا، برف تیز ہورہی تھی، پھر ایرک کو دیکھا، اس کے ذہن میں جملہ تھا، وہ جملہ زبان پر آرہا تھا جب سنان کی آواز ابھری

"ڈیم اٹ۔۔۔۔ "

اب کہ وہ چونکی

"سب ٹھیک ہے؟"

"جی۔۔۔"

اس کے پیچھے سے شور آرہا تھا، یوں جیسے کوئی ہجوم بول رہا ہو، پھر اسے فاتح بھائی کی آواز آئی، وہ کچھ کہہ رہے تھے، معطر کی بھنویں اکٹھی ہوئیں

"سنان۔۔۔"

وہ فاتح بھائی سے کچھ کہہ رہا تھا

"سنان۔۔۔"

ایرک نے کچھ ضبط سے اسے دیکھا، اگر وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی تو الفاظ کہے اور جائے، یہاں ہو کر کسی اور کو سننا اور اسے نظر انداز کرنا تکلیف دہ تھا

"معطر، آپ کہاں ہیں؟"

وہ گھبرایا ہوا تھا، اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا

"کیفے سے واپس جا رہی ہوں"

"فوراً گھر جائیں، فوراً"

"سنان سب ٹھیک ہے؟"

اسے بے چینی ہوئی

"معطر فوراً گھر جائیں "

"آپ کچھ بتا کیوں۔۔۔۔ "

"معطر بحث مت کریں، صرف بات مانیں "

وہ شاید درازیں کھول رہا تھا

"تم نے کچھ کہنا ہے یا میں جاؤں ؟ "

اس کی نظر ایرک پر گئی، الفاظ زبان تک رکے رہے، کوئی انہونی، کسی انہونی کا احساس ارد گرد چھا گیا

"یہ ایرک ہے نا؟ فون اسے دیں "

معطر کا ہاتھ میکانکی انداز میں ایرک کی طرف بڑھا، اس نے ابرو اچکائے

"اس سنان "

زبان لڑکھڑائی، اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا، ایرک نے موبائل ہاتھ سے لیتے گہری نظر سے اسے دیکھا

"ہیلو۔۔۔۔ "

وہ کچھ کہہ رہا تھا، اسے سنائی نہیں دیا، ایرک کا چہرہ زرد ہوا پھر وہ اٹھا

"اوکے۔۔۔۔ریلیکس۔۔۔تم پولیس کو کال کرو "

وہ کتابیں اور لیپ ٹاپ سمیٹ رہا تھا، معطر ساکت سی اسے دیکھتی رہی

"سنان پاگل مت بنو، وہ میرے ساتھ ہے، ہیلو، سنان "

کال کٹ گئی، ایرک نے دوبارہ نمبر ملایا، معطر کا دل اب بند ہونے لگا

"سنان۔۔۔ "

لب پھڑ پھڑائے، کال نہیں مل رہی تھی، اس کا فون شاید بند ہو گیا تھا، ایرک نے اس کا فون اپنی جیب میں ڈالا

"چلو۔۔۔۔ "

وہ پریشان لگ رہا تھا، معطر اپنی جگہ سے نہیں ہلی، ایرک کو رکنا پڑا

"معطر چلو"

"اسے کیا ہوا ہے؟ "

"کچھ نہیں ہوا اسے تم۔۔۔ "

"ایرک سنان کو کیا ہوا ہے؟ "

وہ رکا پھر گہری سانس لی

"ازلنگٹن میں حالات خراب ہو رہے ہیں، کچھ شدت پسند گروہ مظاہرے اور توڑ پھوڑ کر رہے ہیں "

"سنان۔۔۔ "

اسے اس سب میں دلچسپی نہیں تھی، ایرک کے گلے میں گلٹی ابھری

"اسکے ٹرسٹ پر مظاہرین نے حملہ کیا ہے، وہ وہیں ہے "

اور پل بھر کو اس کے ارد گرد سب رک گیا، پوری دنیا چند لمحوں میں رک کر چلنے لگی، رکنے والا دل پھر رکا ہی رہا

"اس کے ٹرسٹ پر کیوں؟ "

کوئی خوف تھا جو ارد گرد چھا رہا تھا، کچھ کہر زدہ سا تھا، کچھ الہام سا

"حامد رئیسی وہیں کام کرتا تھا، اس پر مستزاد وہ اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرتے ہیں اور شاید کچھ ان ممالک کے لئے فنڈنگ بھی جن کا تاثر برطانیہ میں اچھا نہیں ہے، اب تفصیل ہو گئی ہو تو چلیں۔۔۔ یہاں رکنا مناسب نہیں ہے، کم از کم تمہارے لئے نہیں ہے "

وہ ایک بار پھر چلنے لگا جب معطر کی آواز ابھری

"وہ۔۔۔ وہاں ہے؟ "

"وہ وہاں سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے، تم میرے ساتھ چلو، یہاں رہنا مناسب نہیں ہے "

اسے ایک بار پھر رکنا پڑا، معطر ساکت آنکھیں لئے اسے دیکھ رہی تھی

"معطر۔۔۔ "

سنان وہاں ہے؟ "

"تم چلو۔۔۔۔ "

وہ اسے دیکھتی رہی، برف تیز ہوئی، ایرک جھنجھلایا، وہ ایسے کیوں ٹھہری تھی؟ مجسمے کی مانند؟ کسی پتھر کی طرح؟ پھر اس پتھر میں حرکت ہوئی، مجسمہ کے قدم اٹھے، ایرک ٹھٹکا، وہ تیزی سے چلتی آگے جا رہی تھی

"معطر۔۔۔۔۔ "

"وہ وہاں ہے تو وہ مصیبت میں ہو گا "

وہ نفی میں سر ہلاتی کہہ رہی تھی، جو الہام تھا وہ خوف میں بدلنے لگا

"تم اسے مصیبت سے بچالو گی؟ "

"وہ میرے لئے ہمیشہ موجود ہوتا ہے "

جو سوچ تھی وہ اذیت میں ڈھلنے لگی

"تم اس بار اس کے لئے موجود ہو کر صرف اس کی پریشانی بڑھاؤ گی "

وہ جھٹکے سے رکی

"ایرک کیان، میرا ضبط مت آزماؤ "

جو اذیت تھی وہ موت جیسی تھی

"میرا صبر بھی مت آزماؤ، تم یہاں سے نا گئیں تو میں کھینچ کر لے جاؤں گا "

سختی سے اسے دیکھا

"تم مجھے ہاتھ لگا کر دکھاؤ، لگا سکتے ہو مجھے ہاتھ؟ "

وہ تڑخ کر گویا ہوئی، برف مسلسل تیز ہو رہی تھی

"معطر ضدمت کرو "

اس نے جواب نہیں دیا، وہ تیزی سے بس کی طرف گئی۔ ایرک جھنجھلا کر اس تک آیا، وہ پولیس کو کال کر رہا تھا، ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ فنسبری پارک اور سٹی

یونیورسٹی آف لندن کے راستے میں پڑتا تھا، بس سے اترو پہلے سٹاپ پر چند قدم کے فاصلے پر ٹرسٹ تھا، وہ بس میں بیٹھی اضطراری انداز میں سنان کو فون ملاتی رہی۔ وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا، ایرک بار بار اسے دیکھتا، اس کی پریشانی سے نظریں چراتا، پھر سر جھٹک دیتا، وہ اپنا بیگ وہیں بھول آیا تھا، اس بار وہ سپنی مرضی سے آیا تھا، اس بار بیگ گم ہوتا تو اسے الزام نہیں دے گا، وہ جانتا تھا

اور وہ۔۔۔ لاہور کی معطر صبا، وہ اپنے دل کی دھڑکن وہیں چھوڑ آئی تھی، چند منٹ صدیاں بن گئے، صدیوں کا بوجھ دل پر آپڑا، بس رکی تو وہ جھٹکے سے اتری، قدم زمین پر پڑے، زمین پر پڑی برف میں دھنس گئے، وہ بنا پرواہ کئے ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کی طرف گئی، اکا دکا لوگ، پھر وہ بھیڑ میں تبدیل ہوئے اور پھر وہ ہجوم بن گئے، لاٹھیاں اٹھائے، غصے میں، اسلام کے خلاف بولتے ہوئے، وہ اس ہجوم کو چیرتی آگے بڑھنے لگی جب کسی نے اس کی کہنی کھینچی

"معطر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے، دیکھ رہی ہو یہاں سب غصے میں ہیں، تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے کیا؟"

وہ غصے میں تھا، اس کی کہنی کو پکڑ کر کھینچنا چاہا، معطر نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا

"تمہارا نام نہاد انصاف پسند معاشرے کہاں گیا؟ یہ ہجوم میرے ملک جیسا کیوں بن گیا ہے؟ "

اس کی آواز کانپ گئی۔ اسے ان ہجوموں سے ڈر لگتا تھا۔ اس کے ملک میں ایسے ظالم ہجوم لوگ روند دیتے تھے، کوئی اس کے بالکل پاس سے ڈنڈا اٹھائے تیزی سے گزرا، ایرک نے کہنی سے پکڑ کر اسے دور کیا

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے "

"ہو گیا ہے۔۔۔ "

وہ آگے جانے لگی

"معطر۔۔۔ تم بعد میں غصہ کر لینا۔ سنان یہاں نہیں ہو گا۔ وہ جا چکا ہو گا "

وہ اس کی بات پر یقین کر لیتی، وہ اس یقین پر ایمان لے آتی لیکن تبھی۔ تبھی اسے وہ نظر آیا۔ کسی بزرگ آدمی کے پیچھے تیزی سے چلتا ہوا وہ پریشان جھنجھلایا ہوا لگ رہا تھا، سفید سوئیٹر پر سیاہ جینز تھی، بال ماتھے پر بکھرے تھے، بزرگ آدمی کو کہنی سے تھامتے اس کی نظر دروازے کے سامنے گئی، ہجوم میں ہلکے سرخ رنگ کا لباس پہنے معطر نظر آئی، معطر صبا کا رواں رواں سکون میں ڈوبا، وہ ٹھیک

تھا، وہ ٹھیک تھا، وہ سامنے تھا، وہ ٹھیک تھا، سنان ٹھیک تھا، سب ٹھیک تھا، سنان۔۔۔۔

اور تبھی کہیں سے زور کی گونج پیدا ہوئی، بیک وقت دو گولیوں کی آوازیں، اس کی نظروں کے بالکل عین سامنے وہ سرخ سیال سی گولیاں گزریں اور سنان کو لگیں، پل بھر کو وہاں سب رک گیا، ہر شے، ہوا، برف کی بوندیں، سفید رنگ، سرخ رنگ، وہی سرخ رنگ جو اس نے پہن رکھا تھا، وہی سرخ رنگ جو سنان کے سفید سوئیٹر پر ابھرا، وہ نظریں اس پر جمائے ساکت ہوا، قصہ لکھنے والی آنکھوں میں بے یقینی اتری، کہانی سناتی آنکھیں منجمد ہوئیں، اس کا ہاتھ سینے پر گیا، وہ جگہ جہاں دل تھا، وہ دل جہاں سرخ رنگ ابھر رہا تھا، پھر وہ نیچے گرا، نیچے اترتی سیڑھیوں کے پاس، وہ گھٹنوں کے بل گرا ہاتھ سینے پر تھا، سینے پر رکھے ہاتھ پر سرخ رنگ تھا، سفید شرٹ پر سرخ رنگ۔

رک چکی ہوا چلنے لگی، ارد گرد کا ہجوم چیختے ہوئے ہٹنے لگا، ان سب میں اس کے دل کی آواز دب گئی، وہی دل جو رک کر چل رہا تھا، وہ دل جو رک گیا تھا، اس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں، بیگ پر رکھا ہاتھ نیچے گرا، قصہ سنتی آنکھوں

میں صدمہ اترا، قصہ کہتی آنکھوں میں خوف ابھرا، قدموں میں ہمت نہیں تھی لیکن وہ چلنے لگی، راستے میں کسی نے ٹھوکر ماری، نادر د ہوا نا احساس، فاصلہ چند قدموں کا تھا، فاصلہ دو شہروں کا تھا، فاصلہ دو لمحوں پر محیط ہوا۔ وہ سنان سے چند قدم فاصلے پر رک گئ۔ پاؤں تلے کچھ آیا تھا۔ ساکت پتلیاں نیچے گئیں۔ سفید چوڑیاں۔ سیاہ جھمکے۔ پھر نظر اس پر گئ، سفید چہرہ۔ سفید سوئیٹر۔ سفید برف۔ سرخ خون۔ دو قدم کے فاصلے پر وہ رکی پھر دھیرے سے نیچے بیٹھی۔ ذہن ساکت ہو گیا تھا۔ زبان منجمد، وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا، آنکھوں سرخ، چہرہ سفید پڑ رہا تھا ، اس کی مسکراتی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا، وہ درد میں تھا

"س۔ سنان "...

منجمد زبان ہلی، ذہن ساکت رہا، درد سے دہرا وجود لئے سنان کی نظر اٹھی پھر اس پر گئ۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، لیکن اس کی زبان ساکت ہوئ۔ وہ بیٹھے بیٹھے زمین پر گرا۔ معطر کے عین سامنے۔ پشت کے بل، نگاہیں آسمان پر گئیں۔ گلے میں گلٹی ابھری۔ آنکھوں سے پانی بہا۔ سر پر سفید برف کے قطرے گرے، پھر اس کا خون میں سرخ پڑتا ہاتھ ہلکا سا بلند ہوا، وہ کچھ تھامے ہوئے تھا جو وہ اس کی طرف

بڑھا رہا تھا لیکن ہاتھ سن ہوتا نیچے گرا، معطر کے ہاتھ پر۔ وہ یہ جرأت پہلی بار کر رہا تھا، وہ یہ جرأت آخری بار کر رہا تھا۔ پہلی بار کی جرأت پر معافی آخری بار کی جرأت پر سزا، نا وہ معافی مانگ سکتا تھا نا سزا کا حقدار تھا

"ذہ۔۔۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، جو قصہ اسے ایئرپورٹ پر سنانا تھا وہ قصہ گو اب سنانا چاہتا تھا، جن داستانوں میں پشاور کا سنان سعدی اور لاہور کی معطر صبا آتی تھی وہ داستان لکھنی تھی، وہ جس ہیر کا رانجھا تھا اس کے سامنے مر رہا تھا، ہیر کو زہر پلانے کی ضرورت نہیں پڑی تھی، وہ منظر دیکھ کر اس کا دل بند ہو رہا تھا، سنان کے ہاتھ کا دباؤ اس کے ہاتھ پر بڑھا، وہ سوچتا تھا وہ محبت کا اظہار کرے گا تو وہ اسے تھپڑ مارے گی، وہ ہاتھ تھامے بیٹھا تھا اور معطر صبا کا جسم حرکت سے انکاری ہو گیا تھا۔ ہتھیلی میں کچھ چبھا۔ اس کی نظر اپنے ہاتھ پر گئی، سنان کا ہاتھ کچھ تھامے ہوئے تھا پھر نظر سنان پر گئی، وہ بیٹھے بیٹھے آگے کو ہوئی۔ کوئی اور بالکل پاس آکر ٹھہرا تھا۔ وہ کسی کو بلا رہا تھا۔ ایک بزرگ تھے جو چیخ رہے تھے۔ سنان کے ارد گرد آواز

نہیں تھی۔ معطر کے ارد گرد تکلیف تھی۔ پھر اسے یکدم کچھ چبھا۔ کچھ محسوس ہوا۔ کچھ ذہن پر لگا۔ اس کے منجمد احساس پگھلے۔ آنکھوں سے سیل نکلا

"سنان۔۔۔۔ "

دھیرے سے اس کا نام پکارا، اس نے جواب نہیں دیا، معطر کا کپکپاتا ہاتھ اس کے کاندھے پر گیا، اس کے ہاتھوں کو گویا رعشہ لاحق تھا

"سنان۔۔۔۔ "

سنان کی نظریں مڑیں، اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا، سینے سے سرخ خون سفید برف پر بہہ رہا تھا، گلے میں گلٹی ابھرتی

"مت کریں۔۔۔ "

وہ رو رہی تھی، پیچھے بھگدڑ مچی ہوئی تھی، لوگ چیخ رہے تھے، ان چیخوں میں اس کی آواز دب گئی، سنان سعدی کا چہرہ سفید ہو رہا تھا، اس کی نظریں معطر پر جمی تھیں، پھر نظریں ایک ہی مقام پر رکیں، آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں، جسم ساکت ہونے لگا، اس کی نظر ہٹی

"اللہ۔۔۔۔ "

لب ہلے، پھر ساکت ہوئے، آنکھیں آسمان پر جمی تھیں، وہیں جم گئیں، اس کے جسم کو آخری جھٹکا لگا پھر وجود ساکت ہوا

"نہیں۔۔"

وہ اس کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی، دوسری طرف کوئی لڑکا آیا، وہ سنان کو ہلا رہا تھا، وہ کسی کو بلا رہا تھا، معطر کا کپکپاتا ہاتھ اس کے کاندھے کو ہلانے لگا

"سنان۔۔۔"

سنان نے جواب نہیں دیا، اس کی آنکھیں ایک ہی مقام پر منجمد تھیں، دل ایک ہی مقام پر رک گیا تھا

"سنان۔۔۔آنکھیں۔۔۔آنکھیں کھلی رکھنا پلیز۔۔۔"

اس کے ساتھ کوئی چلا رہا تھا، معطر نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا، پلک جھپکی، ڈھیروں آنسو بہے

"ایرک۔۔۔"اس کی آواز کانپ گئی..."اسے۔۔۔اسے دیکھو پلیز۔۔۔"

ایرک کیان سرخ پڑتی آنکھوں سے اس تک آیا، میڈیکل سٹاف سنان کے پاس آرہا تھا، معطر کا ہاتھ ابھی تک اس کے کاندھے پر تھا، سفید لباس والے لوگ اس تک آئے، کسی نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا، پھر گلے پر پھر اس کی آنکھوں پر اور آہستہ سے اس کی آنکھیں بند کر دیں

" He is no more ...."

ایرک نے کراہ کر آنکھیں بند کیں، معطر کا سر نفی میں ہلا، اس کی آنکھیں رو رہی تھیں، روتی آنکھیں بند آنکھوں پر جمی تھیں

"سنان۔۔۔۔ "

"پلیز۔۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔۔ "

ایرک اس کے قریب بیٹھا

"معطر۔۔۔۔ "

"اس۔۔۔اس کی فلائٹ ہے، وہ مس۔۔۔ کر دے گا، وہ پاکستان جا رہا تھا "

"معطر۔۔۔۔۔ "

"تم لوگ۔۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو نا؟ سنان اٹھ جائیں "

اس کا ایک ہاتھ اب تک سنان کے ہاتھ تلے تھا، وہ ہاتھ یوں تھا گویا دنیا کا ہر بوجھ اس پر رکھ دیا گیا ہو، جو ہاتھ سنان کے کاندھے پر تھا وہ یوں تھا گویا اسے رعشہ لاحق ہو

"معطر۔۔۔۔۔" ایرک بالکل اس کے سامنے بیٹھا، اس کی آنکھیں سرخ تھیں

"اٹھو یہاں سے۔۔۔۔ "

"سنان کو اٹھاؤ ایرک، ہوسپٹل۔۔۔ "

"وہ مر چکا ہے معطر "

معطر کے الفاظ زبان پہ رہ گئے، سر نفی میں ہلا

"نہیں۔۔۔۔ "

"وہ مر چکا ہے۔۔۔۔ سنان سعدی مر چکا ہے "

وہ روتی ہوئی نفی میں سر ہلا رہی تھی، وہ جھوٹ بول رہا تھا، سنان کیسے مر سکتا تھا؟ وہ آخری بار اسی جگہ ٹھہر کر کوئی پشتو غزل سنا رہا تھا، وہ اس غزل کا ترجمہ کئے بغیر کیسے جا سکتا تھا؟ اسے ایئرپورٹ پر کچھ کہنا تھا، وہ آخری بار کچھ کہہ رہا تھا، وہ ادھورا جملہ مکمل کئے بغیر کیسے جا سکتا تھا، وہ جھوٹ بول رہا تھا، ہر شخص جھوٹا تھا

معطر صبا ہیر تھی، سامنے پڑا شخص رانجھا تھا، ہیر کے حصے میں موت نہیں آئی تھی، رانجھے کے حصے میں زندگی نہیں آئی تھی، سفید لباس والے اس کے سامنے آ رہے تھے، سرخ خون میں لپٹے لباس والے مرد کو اٹھاتے انہوں نے سٹریچر پر رکھا، اس کا ہاتھ معطر کے ہاتھ سے جدا ہوا، وہ ساکت نظروں سے یہ سب دیکھتی رہی، پھر اس کی نظر اپنے ہاتھ پر گئی، وہاں تین چوڑیاں رکھی تھیں، ایک جھمکا، وہی جھمکا جو وہ اپنی بہن کے لئے کیمڈین پیسیج سے لے کر آیا تھا، وہی چوڑیاں جو اس نے کیمیڈن پیسیج سے ہیر لگتی لڑکی کے لئے لی تھیں، ان پر سرخ خون لگا تھا، معطر صبا کے ہاتھ پر سرخ خون لگا تھا، اس کی نظر ارد گرد گئی، سفید برف اب تک گر رہی تھی، سنان کو از لنگٹن کی تیز برف باری دیکھنی تھی، وہ اب برف دیکھنے سے قاصر تھا، اسے اس برف پر قدموں کے نشان بنانے تھے، اسی برف پر اس کے خون کے دھبے پڑے تھے

سنان سعدی از لنگٹن کی تیز برف باری دیکھنے سے پہلے چلا گیا تھا، وہ داستان سے خاموشی سے چلا گیا تھا

اور اگر۔۔۔۔

زمین پر گرتی برف سے نظریں اٹھا کر دیکھو

تو کھلی کھڑی سے اندر بکھرا سامان نظر آتا ہے

میز پر بھوری شال اور ڈائری رکھی ہے

کھلی ڈائری کے کاغذ پھڑ پھڑا رہے ہیں

ان میں سے آخری صفحے پر چند الفاظ لکھے ہیں

وہ دھندلے۔۔۔ پھر واضح ہوئے۔۔۔ سیاہ حروف

سنان سعدی خان !

تاریخ: 1 فروری 2026

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

آخری ملاقات۔۔۔۔

ہوا سے پھڑپھڑاتی ڈائری بند ہو گئی، لفظ دھندلے ہو گئے، قصہ گو نے کردار کو حروف میں قید کر دیا، قیدی کو رہائی نصیب ہوئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں بیڈ کے پاس بیٹھی تھی، گھٹنوں میں سر دیئے ہچکیوں سے روتے ہوئے، اس کے پاس کارپٹ پر خون میں ڈوبی چوڑیاں اور سفید جھمکے پڑے تھے، دوپٹہ فرش پہ پھیلا تھا، لباس نیلے رنگ کا تھا، آنکھیں سرخ، چہرہ سفید، اس کے وجود پر چار رنگ اکٹھے ہو گئے تھے، چوتھا رنگ غم کا تھا

وہ قحط زدہ علاقوں کی حزن زدہ باسی لگتی تھی

تباہ حال مکانوں کی تھک چکی مکین

اس کے پاس رکھا فون بج رہا تھا، وہ نہیں اٹھا رہی تھی، وہ جانتی تھی وہ ایر ک ہو گا

"وہ پاکستان جا رہا ہے معطر "

وہ زندہ جا رہا ہوتا تو وہ ملنے جاتی، مل کر مسکراتی، وہ میت کی صورت جا رہا تھا تو وہ ملنے نہیں جانا چاہتی تھی، وہ ملنے جاتی تو رو پڑتی تھی، ہیر کی آنکھوں میں دو دن سے پانی ختم نہیں ہو رہا تھا، رانجھے کا وجود مٹی ہو چکا تھا

"رونا بس کر دو معطر "

اس کے پاس گننے کو ایک یہی خسارہ باقی رہ گیا تھا، رونے کو ایک یہی غم، پشاور کا سنان سعدی

بانو آپا خود تھکی سی تھیں، وہ روتی معطر کو چپ کراتیں بھی تو کتنا، ایک شخص بچھڑا تھا تو آنکھیں یعقوب کر گیا تھا

سنان سعدی۔۔۔اس کا قتل برطانوی حکومت کے لئے بدترین واقعہ بن گیا، ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ پر مظاہرانہ حملے میں پاکستانی شہری کا قتل۔۔

پاکستانی میڈیا جتنا یہ معاملہ اچھال سکتا تھا اتنا اچھالا، سوشل میڈیا پر جتنا عوام غصے کا اظہار کر سکتی تھی اتنا کیا، برطانوی وزیر اعظم کی طرف سے سنان سعدی کے گھر والوں سے بذات خود معافی مانگی گئ، جو لوگ زخمی ہوئے تھے ان کے علاج کا سارا خرچہ حکومت اٹھائے گی، برطانیہ میں جو غصہ الارا کے قتل پر ابھرا تھا وہ سنان کے قتل پر جھاگ کی طرح بیٹھا تھا

اگر الارا کا قتل مسلمانوں کی شدت پسندی تھی تو سنان سعدی کا قتل کس زمرے میں آتا تھا؟

پولیس کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق گولی کسی شہری کی طرف سے چلائ گئ تھی ، شہری کون تھا؟ اس کی فلحال کوئ وضاحت نہیں کی گئ تھی، پولیس نے جائے وقوعہ پر موجودان تمام افراد کو گرفتار کر لیا تھا جو مشکوک تھے، الارا کے قتل سے سب کی توجہ ہٹتی سنان کی طرف چلی گئ، معاملہ صرف پاکستان کا ہوتا تو بات صرف پاکستان تک رہتی معاملہ اسلام سے جڑ گیا تھا تو بات بھی دنیا تک پھیلی تھی ، برطانوی حکومت جتنا اس معاملے کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی اتنا معاملہ پھیل رہا تھا، از لنگٹن پولیس کی مکمل کوشش تھی کہ بات دب جائے اور زیادہ

بدنامی ناہو، سوال یہ بھی تھا کہ مظاہرین فنسبری پارک سے ہوتے ہوئے جتھے کی صورت ٹرسٹ پر حملہ آور ہوئے تھے اور پولیس اس سب لاعلم کیسے رہی؟

ان کے نام نہاد حقوق مسلمانوں کے لئے کہاں جاتی ہیں؟
کیا یہ جائز تھا کہ ایک معصوم شخص کو یوں مار دیا جاتا،؟
برطانوی حکومت اب کیا کہے گی؟
جو الارا اگریس کے قتل پر چیخ رہے تھے وہ سنان کے قتل پر خاموش کیوں ہیں؟
شیم آن یو برطانیہ

برطانوی وزیراعظم کی اظہار افسوس کے لئے کی گئی پوسٹ پر لاکھوں کمنٹس تھے، پاکستان کی حکومت کی طرف سے مذمتی بیان کے بعد امید ظاہر کی گئی تھی برطانوی حکام کی طرف سے فوری انصاف کو یقینی بنایا جائے گا

اسے ایرک نے آکر یہ ساری خبریں دی تھیں، لاشعوری طور پر وہ اس کا دل برطانیہ کی طرف سے صاف کرنا چاہتا تھا، اس نے کچھ نہیں کہا، بس صوفے پر بیٹھی گھٹنوں پر سر رکھے سامنے دیکھتی رہی

"اور کتنا روؤ گی معطر؟ "

"تم اسے الوداع کرنے جاؤ گے؟ "

اس کی آواز زکام زدہ ہو گئ

"تم جانا چاہتی ہو؟ "

"اس نے کہا تھا اگر میں الوداع کرنے نا گئ تو وہ برطانیہ سے نہیں جائے گا، اگر میں نا گئ تو وہ ایسا کرے گا؟ "

"وہ مر چکا ہے معطر "

"تم بار بار یہ بات کیوں دہراتے ہو؟ تمہیں پتا ہے مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے ؟ "

ایرک صوفے پر بیٹھا گٹنوں پر کہنیاں رکھے اسے دیکھتا رہا، اس کا وجود تھکا تھکا سا تھا

"تمہارے افسوس سے وہ واپس نہیں آئے گا "

"میں جانتی ہوں لیکن میں اپنا دکھ کم نہیں کر سکتی "

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

"اپنی آنکھوں کو مت تھکاؤ "

"وہ میرا یوسف تھا، وہ بچھڑ گیا تو میں اپنی آنکھیں یعقوب کر بیٹھی ہوں "

وہ کسی یوسف کے قصے سے واقف نہیں تھا نا وہ یعقوب کا غم جانتا تھا

"تم۔۔۔ تم اس سے محبت کرتی ہو؟ "

جانے اس نے کس دل سے سوال کیا تھا

"تم دیکھو مجھے اس کا کتنا غم ہے، محبت کا تو میں سوچ ہی نہیں رہی، میں تو اس غم کا سوچ رہی ہوں جو مجھے اس کے جانے سے ہوا ہے"

وہ وہیں بیٹھی روتی رہی، اسے نہیں مرنا چاہئے تھا، اسے تو نہیں مرنا چاہئے تھا، وہ جاتے جاتے اس کا دل بدل گیا تھا، وہ جاتے جاتے اس کا دل زخمی کر گیا تھا، ایرک وہاں سے چلا گیا، اسے سنان کی لاش کلیئرنس کے بعد پاکستان روانہ کرنی تھی، وہ وہیں بیٹھی روتی رہی، وہ کہتا تھا وہ نہیں آئے گی تو وہ برطانیہ کے ایئرپورٹ سے

کسی جہاز کو نہیں جانے دے گا، وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ مر کر بھی قول پورا کرتا تھا یا نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ قول کا پکا تھا لیکن اس بار وہ قول پورا کرنے سے قاصر تھا، اس کی لاش پاکستان بھیج دی گئی، اسی شام پشاور کے قبرستان میں سنان سعدی کو دفن کر دیا گیا، اس کے حصے میں زمین مر کر آئی تھی

پاکستان میں عوامی دباؤ بڑھنے لگا، مسلم ممالک نے بہتی گنگا میں ہاتھ دھوتے برائے نام مذمت کر دی، سنان کے خاندان کی طرف سے فلحال خاموشی تھی، وہ غم میں تھے

اور وہ صدمے میں تھی

از لنگٹن کی گلیاں ویران ہو گئیں، اگلے دن برف پھر زور سے ہوئی، اسے اب اس برف سے خوف آتا تھا، اگلے دن بارش ہوئی، اسے اس بارش وحشت ہونے

لگی، برطانیہ کی بارش اس کا وجود زخمی کر گئی تھی، برطانیہ کی برف اس کا دل زخمی کر گئی تھی

وہ کیفے جاتی تو واپسی پر نظر بے ساختہ سامنے اٹھتی، وہاں سنان نہیں تھا، وہ اسٹیشن پر ٹھہرتی تو قدموں کی آہٹ کا انتظار کرتی، پشتو غزلیں گنگنانے والا ارد گرد نہیں تھا، مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھنے والا غائب تھا، چوڑیاں لانے والا بنجارہ دیس چھوڑ گیا تھا، رانجھے نے ہیر کے باغ چکر لگانے ترک کر دیئے تھے

"مانچسٹر چلو گی؟ "

سنان کی جگہ ایرک کے قدموں نے لے لی

"نہیں۔۔۔ "

"لندن آئی پر؟ "

"دل نہیں۔۔۔ "

"مووی دیکھنے؟ "

"دلچسپی نہیں۔۔۔ "

"کہیں تو چلو "

"کہیں لے چلو جہاں سنان کی یاد نا ہو "

وہ رک گیا تھم گیا، اسے دکھ تھا، لیکن اس کا دکھی ہونا اذیت ناک تھا، پھر سر جھٹکا

"تم اسے زہن سے نکال سکتی ہو "

"اسے زہن سے نکالنے کا کوئ طریقہ بتادو "

"بھول جاؤ۔۔۔ "

"بھلانے کا کوئ منتر آتا ہے تمہیں؟ "

"اس کا زکر کرنا چھوڑدو "

"اس کا زکر کہاں کرتی ہوں؟ "

"اسے یاد کرنا چھوڑدو "

"وہ مجھے از لنگٹن کی ہر گلی میں نظر آتا ہے، جو نظر آتا ہے اسے کیسے بھلاؤں؟ "

ایرک فنسبری پارک میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا، بینچ پر تتلیاں رقص کرتی تھیں، ان تتلیوں کے پنکھ سیاہ تھے

"وہ تمہیں ایسے دیکھتا تو اداس ہوتا "

"میں اداس ہوں، اس سے کہو وہ آجائے "

یہ محبت نہیں تھی؟ ایرک نے جھٹکا

"پولیس اس کے قاتل کو ڈھونڈ رہی ہے "

اس نے موضوع تبدیل کرنا چاہا

"پورے برطانیہ کو کیسے گرفتار کرے گی پولیس؟ "

"اس میں برطانیہ کے ہر شخص کا قصور تو نہیں ہے "

اس نے وضاحت دینی چاہی، لہجہ کمزور تھا، پورا برطانیہ؟ پورے برطانیہ میں وہ بھی آتا تھا

"کیوں؟ مجھے بتاؤ ایرک۔۔۔"وہ ہتھیلی سے آنسو صاف کرتی اس کی طرف مڑی "تمہارے لوگوں میں یہ بات کس نے پھیلائی کہ مسلمان برے ہیں؟ تمہارے لوگوں میں اسلاموفوبیا کس نے پیدا کیا؟ وہ مظاہرہ کرنے والے جو اسلام کے خلاف بول رہے تھے وہ کس لئے وہاں جمع تھے؟ سنان کی توان کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی، وہ تو اسلام کے نام پر مارا گیا نا؟ یہ دشمنی کس نے ان لوگوں کے اندر بھری تھی؟ الارا کے قتل پر شور مچانے والا معاشرہ اب کہاں ہے ؟اب کیوں عیسائیوں یا برطانویوں کو شدت پسند نہیں کہا جا رہا؟ اتنا دہرا معیار

کیوں رکھتے ہو تم لوگ ؟سنان کے قتل کا ذمہ دار میں تم میں سے ہر کسی کو سمجھتی ہوں "

"یہ ۔۔۔ صرف ایک شخص کا عمل تھا "

جگہیں تبدیل ہو گئی تھیں، کچھ عرصہ قبل وہ اس سے ایسا ہی کچھ کہہ رہی تھی، ایک مسلمان کا عمل ایک کا عمل تھا، کچھ عرصے بعد وہ اس سے کہہ رہا تھا، ایک برطانوی کا عمل ایک کا تھا، مقام بدل گیا، الفاظ وہی رہے، الفاظ کہنے والے بدل گئے

"یہی بات جب میں کہتی تھی تو تم کیوں ڈٹ جاتے تھے ؟میں تو سچ کہتی تھی ایرک، تم مجھے بتاؤ جو مظلوم ہو وہ ظالم کیسے ہو سکتا ہے ؟جو ظالم ہو وہ مظلوم کیسے ہو سکتا ہے ؟سنان کا قاتل تمہارا میڈیا ہے، تمہارا معاشرہ ہے، تم میں سے ہر شخص ہے، ۔۔۔ تم بھی ہو "

ایرک کیان کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچا

"تم مجھ پر الزام لگا رہی ہو ؟ "

"کیوں نا لگاؤں ؟ کیا تم نے اپنے لوگوں میں اسلاموفوبیا بڑھانے میں کردار ادا نہیں کیا؟ تم اسلام کے خلاف کالمز نہیں لکھتے رہے ؟ تم مظاہروں میں شرکت نہیں کرتے رہے ؟ تم اسلام کے خلاف نہیں بولتے رہے ؟ تو پھر سنان کے قاتل تو تم بھی ہو "

وہ بے رحم تھی تو حد سے زیادہ تھی، وہ بے حس بنی تھی تو مکمل بن گئ تھی

"میں سنان کے ساتھ یہ سب نہیں چاہتا تھا "

"پھر بھی یہ سب ہوا۔۔۔ تم خود کے گریبان میں جھانکو ایرک۔۔۔ تم نے لکھا ہو گا کہ مسلمان شدت پسند ہوتے ہیں، تم نے لکھا ہو گا کہ وہ بے حس ہوتے ہیں، ظالم ہوتے ہیں، اس مجمعے میں کوئ ہو گا جس نے تمہارا کالم بھی پڑھا ہو گا، اس مجمعے کو غور سے دیکھو.... سنان کے قاتلوں میں تمہیں اپنا چہرہ بھی نظر آئے گا "

وہ سختی سے کہتی اٹھی، رونقیں ماند پڑ گئ تھیں، چہرے خالی ہو گئے تھے، ایرک پیچھے بیٹھا تھا، اس کا چہرہ سفید پڑا تھا، وہ اس کے منہ پر تمانچہ مار کر گئ تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تو زندگی رکتی تھی ناوہ رکنے والی تھی، کیفے آنے والے کسٹمرز کا رویہ بدل گیا، افسوس معذرت، اور معافی کی نگاہ، وہ سپاٹ تاثرات کے ساتھ سب کام نبٹاتی رہی، سنان کے خاندان سے کوئی برطانیہ نہیں آیا تھا، ان لوگوں کی طرف سے حکومت پاکستان سارے معاملات دیکھ رہی تھی اور وہ اچھی طرح جانتی تھی معاملہ دبا دیا جائے گا، چند میڈیا چینلز نے ایرک کے زریعے اس سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے صاف منع کر دیا، ٹرسٹ میں لگے کیمرے میں اس کا نیم رخ نظر آتا تھا تو کسی کو علم نہیں ہو سکا تھا کہ سنان سعدی کے سامنے بیٹھنے والی لڑکی کون تھی، از لنگٹن کی فضا ایک شخص کے جانے سے بدل گئی تھی، وہ وہ ایک شخص بن گیا جو جاتے جاتے برطانیہ کے باسیوں کے خیالات بدل گیا تھا، اور معطر صبا اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ سب وقتی تھا، کوئی ایک سانحہ اور چند دن بعد یہی انگریز پھر مسلمانوں پر شدت پسندی اور دہشت گردی کا الزام لگاتے اٹھ کھڑے ہوں گے

وہ کیفے سے واپسی پر لوئی کے اسکول کے راستے سے چلی گئی، وہ سکول کے باہر بنے بینچ پر بیٹھی تھی، بیگ ساتھ رکھا تھا، سر نیچے گرا تھا

"کیسی ہو لوئ...؟ "

وہ چونکی پھر سر اٹھایا

"ٹھیک ہوں۔۔۔ تم کیسی ہو؟ "

"میں اچھی ہوں۔۔ "

وہ اس کے ساتھ بیٹھتی بیگ سے چاکلیٹ نکالنے لگی، پھر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے ہلکا سا مسکرائی

"میں اپنی دوست کے لئے تحفہ لائ تھی "

لوئ کا سر نفی میں ہلا

"تم بعد میں کھا لینا۔۔۔ "

"مجھے اب چاکلیٹ اچھی نہیں لگتی "

معطر کی مسکراہٹ غائب ہوئ، ہاتھ نیچے آ گرا

"کیوں۔۔۔؟ "

"سنان کہتا تھا چاکلیٹ کھا کھا کر پانڈہ بن جاؤ گی، جب وہ زندہ تھا تو میں نے اس کی بات نہیں مانی، اب ماننا چاہتی ہوں "

"تم اسے پسند کرتی ہو؟ "

"سنان کو کون ناپسند کر سکتا ہے؟"۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے "

تمہیں پتا ہے وہ اپنے اپارٹمنٹ نہیں ہوتا تھا تو میں اس کے کچن سے جا کر اس کے چپس اور چاکلیٹ کھا جایا کرتی تھی، وہ جانتا تھا یہ میں کرتی ہوں پھر بھی ہر ماہ نئے چپس لے آتا تھا، وہ میرا خیال رکھتا تھا، وہ اچھا تھا اور میرا دوست تھا "

"وہ۔۔۔وہ وہاں خوش ہو گا "

اس کے حلق میں کانٹے اگے

"اسے اپنی خوشی نہیں ہمارا غم دیکھنا چاہئے "

تم صبر کر لو لوئ "

"تم کر رہی ہو؟ "

روتی آنکھیں اٹھا کر معطر کو دیکھا، معطر کا سر ہلا، اسے نہیں معلوم وہ ہاں میں ہلا تھا یا نفی میں

"وہ مجھے تمہارا بتاتا تھا، وہ کہتا تھا وہ مجھے ہیر رانجھا کا قصہ سنائے گا تو میں معطر کو ہیر سمجھوں گی، وہ کہتا تھا وہ بالکل ہیر جیسی لڑکی ہے، تم مجھے یہ کہانی سنا سکتی ہو معطر؟ تاکہ میں جان سکوں کہ اس کہانی میں وہ کون تھا؟ "

اس کا حلق درد کرنے لگا، مزید بولنے کی ہمت نہیں تھی اسے ہمت نہیں کرنی پڑی، لوئ کی مام کی گاڑی اس کے سکول کے باہر رک رہی تھی

"تمہاری مام آگئیں "

وہ سر ہلاتی بیگ سنبھالتی اٹھی پھر معطر کو دیکھا

"ہم لوگ از لنگٹن سے جا رہے ہیں، میرے ڈیڈ کا ٹرانسفر ہو گیا ہے، تم یہ چاکلیٹس کسی اور کو دے دینا، مجھے سنان کی بات ماننی ہے "

وہ ہاتھ ہلاتی بڑھ گئ، معطر وہیں بیٹھی رہی، لوئ چلی گئ تو روک رکھے آنسو بہہ نکلے، اس نے گال رگڑتے بے دردی سے انہیں صاف کیا پھر بیگ میں رکھا موبائل اٹھایا، ایک پل کو دل سکڑ کر پھیلا

سنان کے نمبر سے کال آ رہی تھی

"ہیلو____ "

آواز کانپ گئی

"سنان۔۔۔ "

"یہ تم ہو سنان ؟ ہیلو "

"میں پریزے بات کر رہی ہوں، سنان لالا کی بہن "

اس کا وجود تھما، آنکھیں اذیت سے بند کیں، وہ کیسے ہو سکتا تھا؟ اب وہ کیسے ہو سکتا تھا؟

"آپ معطر ہیں؟ "

"جی۔۔۔۔ "

اس نے آنسو رگڑ کر صاف کئے

"کیسی ہیں؟ "

اس کی آواز میں پشتو لہجے کی جھلک تھی، تھکا سا سوگوار لہجہ

"میرا حال مجھے نہیں معلوم۔۔۔ تم کیسی ہو پریزے؟ "

وہ سنان سے اس کا کئی بار زکر سن چکی تھی

"میں اپنے حال کی خبر نہیں رکھ رہی۔۔۔لالار کھا کرتے تھے وہ نہیں ہیں تو میں نے بھی حال کا خیال رکھنا چھوڑ دیا ہے "

پل بھر کو دونوں طرف خاموشی چھا گئی،ایک کا دل پھٹ رہا تھا ایک کا دل پھٹ چکا تھا

"سنان کا نمبر تم استعمال کر رہی ہو ؟ "

گلا کھنکارتے اس نے آنکھوں کو صاف کیا

"پہلی کال آپ کو کی ہے،آخری بھی، بابا یہ نمبر بند کروا رہے ہیں،وہ کہتے ہیں اس نمبر سے کال آتی ہے تو لالا کی یاد آتی ہے "

شاید وہ رو رہی تھی، معطر نے لب کاٹا

"تمہارے گھر میں سب کیسے ہیں ؟ "

"جیسا سب کو ہونا چاہئے "

"تم لوگ کیس کی پیروی کیوں نہیں کر رہے ؟تم لوگوں کو سنان کے لئے لڑنا چاہئے "

"میڈیا والے بتارہے تھے قریب تین سو لوگ تھے، حکومت کہتی ہے کس کس سے لڑیں گے؟ بابا وہاں نہیں جانا چاہتے، ہم نے معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے "

وہ مزید کچھ نا کہہ سکی، مسئلہ مالی مشکلات کا نہیں تھا، وہ جانتی تھی سنان کی فیملی کافی مالدار تھی، وہ خود شاید یہاں شوقیہ جاب کر رہا تھا، مسئلہ تو دل کا تھا

"تم مجھے کیسے جانتی ہو پریزے؟" سنان نے بتایا تھا؟ "

"ان کی گفتگو آپ سے شروع ہوتی تھی، درمیان میں آپ کا حال آتا تھا، اختتام آپ پر کرتے تھے "

پل بھر کو اس کا دل وہیں رک گیا

"پریزے۔۔۔۔ "

"وہ مجھے لاہور کی معطر صبا کا بتایا کرتے تھے، وہ مجھے ہیر کے قصے سناتے تھے، وہ آپ کو بتانا بھول گئے کہ وہ خود کو رانجھا سمجھتے تھے "

معطر کا سر نفی میں ہلا، وہ چپ کر جائے مزید نا بولے، اس کا دل پھٹنے لگا تھا لیکن پریزے چپ نہیں ہوئی

"وہ کہہ رہے تھے پاکستان آئیں گے تو آپ سے بات کروائیں گے، میں ان کے پاکستان آنے کی منتظر تھی، پھر ہم نے لاھور جانا تھا۔۔" وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی، معطر صبا کا وجود کوئی آرے سے کاٹ رہا تھا

"پریزے۔۔۔۔ "

"مجھے نہیں معلوم وہ آپ کو بتا کر گئے ہیں یا نہیں لیکن وہ آپ کا زکر خود سے زیادہ کرتے تھے، وہ آپ کا نام خود سے زیادہ لیتے تھے، انہوں نے خود کو لکھنا چھوڑ دیا تھا وہ آپ کو لکھتے تھے "

اس کا ہاتھ سن ہوا، جو وہ کہہ رہی تھی وہ دل روک رہا تھا

"تم غلط۔۔۔ "

الفاظ رک گئے، وہ غلط سوچ رہی تھی تو سنان کی آنکھوں کا سچ وہ کیسے جھٹلاتی؟ اس کی نظروں کا احساس کیسے رد کرتی؟

"ان کے پاس ایک ڈائری تھی معطر، اسے میرے پاس بھجھوادیں، وہ ڈھونڈ دیں کہیں سے، بس وہ مجھے بھجوادیں "

معطر کا ہاتھ نیچے آ گرا، وہ کتنی ہی دیر وہیں بیٹھی رہی، ساکت جامد۔ پھر نظریں اٹھائیں۔ از لنگٹن ویسا ہو کر بھی ویسا نہیں رہا تھا، پھر وہ اٹھی، قدم خود بخود اسٹیشن کی طرف اٹھے، بس میں بیٹھنے، ٹرسٹ آنے تک دماغ کام کرنا چھوڑنے لگا، جو وہ سوچ رہی تھی اس کے سچ نا ہونے کی دعا دل میں تھی، جو دل میں تھا کاش وہ سچ ہو جاتا، اسٹیشن سے اترتے قدم زمین پر رکھتے قدم بھاری ہونے لگے، دل بند ہونے لگا، بیسواں دن تھا، چوبیس گھنٹوں میں بیس بار وہ شخص یاد آتا تھا، سڑک خالی تھی، اس دن کا ہجوم غائب تھا، اس دن جیسا شور بھی غائب تھا، اس دن جیسی اذیت موجود تھی، گیٹ کھولتے اندر داخل ہوتے وہ صحن میں رکی، سانس رکنے لگی، وہ جگہ صاف تھی وہاں خون نہیں تھا، وہ جگہ صاف نا ہو کر پہلے سے زیادہ اذیت دے رہی تھی، اس کا آفس خالی تھا، خالی آفس میں وحشت تھی، وہ بنا اس کے آفس پر نظر ڈالتی ساتھ والے دروازے کی طرف گئ

"فاتح بھائی۔۔۔ "

فاتح نے چونک کر سر اٹھایا پھر اسے دیکھتے ہلکا سا مسکرائے

"کیسی ہو معطر؟ "

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔آپ کیسے ہیں؟ "

وہ دروازے میں یوں چپکی تھی جیسے بھاگ جانا چاہتی ہو

"ٹھیک ہی ہوں۔۔۔۔ بیٹھو "

"نہیں۔۔۔میں کچھ لینے آئی تھی "

وہ دو قدم آگے کو ہوئی

"کیا۔۔۔؟ "

"سنان کی ڈائری آپ کے پاس ہے؟ وہ اس کے سامان کے ساتھ پاکستان نہیں گئی تھی "

انداز مضطرب تھا، بے چینی اندر باہر پھیلی تھی، جو وہ سوچ رہی تھی وہ سچ نا ہو

"ہاں۔۔وہ یہیں تھی، چند دن پہلے ہی بلڈنگ کو دوبارہ درست کروایا ہے تو کام کرنے والے لڑکوں کو ملی تھی، ہاشم بھائی کے پاس ہو گی، تم یہاں سے سیدھا جاؤ پھر بائیں مڑ جانا، ان کا کمرہ وہیں ہے "

اس نے سر ہلا دیا، ہاشم بھائی، سنان کے منہ سے سب سے زیادہ ان کا ذکر نکلتا تھا، عقیدت سے، محبت سے، وہ سیدھی ہوتی بائیں طرف مڑی، لکڑی کا بنا دروازہ

کھٹکھٹایا پھر کھول کر اندر داخل ہوئ، سامنے سٹینڈ تھا جس پر سیاہ کوٹ لٹکا تھا، بائیں طرف صوفے ان کے پیچھے الماری جس میں ڈھیروں کتابیں رکھی تھیں، بائیں طرف میز کے پار کرسی تھی جس پر بیٹھے ادھیڑ عمر شخص نے دروازہ کھلنے کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا تھا، دروازے میں ہلکا گلابی جوڑا پہنے لڑکی ٹھہری تھی، دوپٹہ گلے میں تھا اوپر سفید سوئیٹر جس کی لمبی آستین اس کی کلائیوں سے اوپر تک آرہی تھیں، وہ لب کاٹتی بے چینی سے وہاں ٹھہری تھی

"جی ۔۔۔؟ "

"السلام علیکم ۔۔۔ میں معطر صبا ہوں "

وہ انگلیاں مروڑتی ان کی میز تک آئ، نیوی بلیو پینٹ کوٹ پہنے ٹائی لگا کر رکھی تھی، وہ پر شفیق چہرے والے انسان تھے، چہرے پر چھوٹی سی داڑھی تھی جو سفید ہورہی تھی

"وعلیکم السلام، بیٹھو بیٹا "

آگے کو ہوتے مسکراتے ہوئے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا

"مجھے جلدی ہے، بس ایک کام تھا، کچھ چیز چاہئے تھی یہاں سے "

"کیا چاہئے؟ "

"سنان سعدی کی ڈائری "

لمحہ بھر کو ان کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی، آنکھوں میں کوئی دکھ سا ابھرا، تھکی سی سانس لیتے وہ پیچھے کو ہوئے

"اس کی ڈائری یہاں کیوں ہو گی؟ "

"میں جانتی ہوں وہ یہیں ہے، آپ مجھے وہ دے دیں پلیز "

"وہ سنان کی امانت ہے "

"وہ اپنی امانت اب واپس نہیں لے سکتا "

"پھر میں آپ کو کیوں دوں؟ کس تعلق سے دوں؟ "

تعلق؟اس کا سنان سے کیا تعلق تھا؟ کچھ بھی تو نہیں

"اس کی بہن کی کال آئی تھی وہ مانگ رہی تھی "

"میں وہ اس کے گھر والوں تک بھجوا دوں گا "

معطر نے تھک کر انہیں دیکھا

"مجھے وہ پڑھنی ہے "

"میں خائن نہیں ہوں"

"میں آپ کو واپس کر دوں گی"

"تم کاذب نہیں لگتیں لیکن میں ڈائری نہیں دے سکتا"

وہ نرم لیکن دو ٹوک انداز میں کہہ رہے تھے، معطر صبا کا حلق نم ہوا

"وہ اس ڈائری میں میرا نام لکھتا تھا"

"وہ عورتوں کی عزت کرتا تھا آپ کو کسی نے غلط خبر دی ہے"

"پلیز۔۔۔"

"آپ جا سکتی ہیں بیٹے، میں معذرت خواہ ہوں"

وہ آگے کو ہوتے دوبارہ سے فائل پر جھک گئے، معطر کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی پھر سر جھٹکتے جانے لگی جب پیچھے سے ان کی آواز آئی

"سنان تمہارا کیا لگتا تھا؟"

اس کی نظر اپنی کلائی پر گئی، وہاں سیاہ رنگ کی تین چوڑیاں تھیں، وہی چوڑیاں جو سنان لایا تھا

"وہ میرے لئے یوسف جیسا تھا جو مجھ سے بچھڑ گیا اور اب واپس نہیں ملے گا

"

آہستہ سے کہتے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی، مرینہ کا ڈیسک خالی تھا، دروازے سے ہوتے وہ باہر چھوٹے سے برآمدے تک آئی، لکڑی کی ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر نیچے دیکھا، سامنے اسی جگہ پر وہ گرا تھا، وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، وہ اب سننا چاہتی تھی، جب لوگ موجود ہوتے ہیں تو ہم مصروف ہوتے ہیں جب وہ بچھڑ جاتے ہیں تو ایک انہیں کو سننے کو دل تڑپتا ہے

از لنگٹن اپنی رونق کھو چکا تھا، ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ آنے کا اب دل نہیں کرتا تھا، کیا ہوا گر وہ اس قید سے رہا ہو سکے ؟

"معطر____ "

آواز پر وہ پلٹی، پیچھے سے سرخ رنگ کی ڈائری اٹھائے ہاشم بھائی آ رہے تھے، اس کی نظر ڈائری پر جم گئی، سادہ سی سرخ رنگ کی ڈائری جس کے آخری کونے پر تین ننھی تتلیاں بنی تھیں

"میرے لئے وہ یوسف جیسا نہیں تھا اسی لئے میرے لئے اس کی ڈائری بھی اتنی اہم نہیں ہو گی جتنی تمہارے لئے ہے "

وہ ڈائری اس کی طرف بڑھا رہے تھے ساتھ بھوری شال بھی تھی وہی شال جو اس نے آخری بار یہیں کھڑے ہو کر پہنی تھی، وہی شال جسے پہن کر ٹھہرتے سنان نے کوئ غزل سنائ تھی، وہی غزل جس کا ترجمہ کرنا وہ بھول گیا تھا

"آپ کا شکریہ۔۔۔۔ "

وہ اس سے زیادہ کچھ نا کہہ سکی، ہاشم بھائ ہلکا سا مسکراتے ہوئے پلٹ گئے، ان کا چہرہ ان کی مسکراہٹ سے میل نہیں کھاتا تھا، ہاتھ میں تھامی ڈائری کو دیکھتے اس نے نظر اٹھائ، وہ ان چوڑیوں کا بھی پوچھنا چاہتی تھی جو وہ کیمیڈن پیسیج سے لے کر آیا تھا، اس جھمکے کا بھی جو وہ پریزے کے لئے لایا تھا لیکن شاید وہ کہیں گم ہو گئے تھے، اسے اب یہ ڈائری پڑھنی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سنان سعدی خان !

تاریخ:20 ستمبر 2025

مقام: برطانیہ،از لنگٹن

میں سنان ہوں، یہ تعارف ڈائری کے لئے تھا، قلم مجھ سے پہلے ہی واقف ہے میں ایک اچھاانسان ہوں، ایسامیں نے لوگوں سے سناہے، میں ایک براانسان ہوں ایسالوئی کہتی ہے جب میں اسے اس کے موٹاہونے کا طعنہ دوں (اور جو طعنے وہ مجھے دیتی ہے ان کا کیا؟)

آج کا پورا دن ٹھیک گزرا سوائے باس کی ڈانٹ کے، مجھے یہ انگریز برے لگتے ہیں جب یہ ڈانٹتے ہیں، میں بچہ تو نہیں ہوں جسے ڈانٹا جائے (خفگی)

پورے دن میں اس سے زیادہ بری اور قابل زکر شے کوئی نہیں ہوئی اس لئے آج میں اس چیز کا زکر ہی کروں گا

یہاں دس بج رہے ہیں یعنی یہ سونے کا وقت ہے، ملتے ہیں کل یا پرسوں یا کبھی!

سنان سعدی خان !

تاریخ: 25 ستمبر, 2025

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

اگر دنیا میں میں نا ہوتا تو لوئ کا کتنا نقصان ہوتا؟ وہ پڑھنے سے بھاگتی ہے میں اسے سکول چھوڑنے سے، لیکن اس کا باپ نا اسے سکول چھوڑنا بند کرتا ہے نا ہر دوسرے دن مجھے اسے پک کرنے کا کہنا، ٹھیک ہے میں غریب نہیں ہوں لیکن میری سیلری زیادہ بھی نہیں ہے برطانیہ میں مہنگائ بڑھ رہی ہے، اور اس کا باپ ڈیزل کا خرچہ بھی نہیں دیتا، اور پریزے کی لسٹ؟ وہ ساری چیزیں کون لے گا؟ لوگوں کو میری جیب پر رحم نہیں آتا؟ "

وہ ڈائری کے صفحے پلٹتی رہی، بینچ سے ٹیک لگائے سامنے نظر آتی مصنوعی جھیل سے بے نیاز وہ سنان سعدی کو پڑھتی رہی جب ایک صفحے پر ہاتھ رکے

سنان سعدی خان !

تاریخ: یکم نومبر 2025 !

مقام: برطانیہ، از لنگٹن !

یہ چوتھا دن ہے اور میں دوسرے دن ہی اس سے تنگ آگیا تھا، بچے پیارے ہیں لیکن تب تک جب تک تنگ نا کریں، اور لوئ تنگ کرتی ہے، جیسے آج کچھ زیادہ ہی کر دیا تھا۔۔۔۔مجھے بھی اور

وہ مشرق سے تھی، اس نے چوڑیاں پہن رکھی تھیں، جانے مجھے ان چوڑیوں نے متوجہ کیا تھا ان کے ٹوٹنے نے یا اس کے ان چوڑیوں کے ٹوٹنے پر غمگیں ہونے نے، اسے چوٹ لگی تھی، اس کی چوڑیاں ٹوٹی تھیں، اسے غم چوڑیوں کا تھا چوٹ کا نہیں

وہ ایک دلچسپ لڑکی تھی اور میں اس سے دوبارہ ملنا چاہوں گا

اگلا صفحہ پلٹتے ہاتھ کپکپایا

سنان سعدی خان !

تاریخ: 2 نومبر، 2025

مقام برطانیہ، از لنگٹن

دوسری ملاقات !

وہ پاکستان سے ہے وہ پاکستان میں لاہور سے ہے، مجھے حیرت اور خوشی کیوں ہو رہی ہے؟ ہاں ٹھیک ہے اپنے ملک کا تو پرندہ بھی عزیز ہوتا تھا وہ تو پھر۔۔۔ انسان ہے، میں کچھ غلط نہیں سوچ رہا پڑھنے والا میری نیت پر شک مت کرے اس کی کلائی خالی تھی، کسی کی خالی کلائی پہلی بار بری لگی، اس نے کہا کہ اگر میں بنجارا ہوں تو میں اسے لندن کی گلیوں میں ڈھونڈ لوں، وہ مجھے بنجارہ کہہ کر گئی ہے؟ یہ اچھا لقب ہے !

وہ پڑھتی گئی، بے یقینی سی اترتی گئی، دل دعا کرتا رہا سنان کچھ ایسا نا سوچتا ہو، جو وہ سوچتا ہو اس سوچ میں وہ نا آتی ہو

سنان سعدی خان !

تاریخ: 25 دسمبر 2025

مقام: از لنگٹن، برطانیہ

ملاقات۔۔۔۔ بنجارے کا ذہن اب فقط مناظر یاد رکھ رہا ہے

"دو دن، اور ان اٹھتالیس گھنٹوں میں میں نے پچاس بار اسے کال کرنے کا سوچا، مجھے علم نہیں تھا کہ میں اسے اتنا یاد کروں گا، مانچسٹر کے بازاروں میں میں چوڑیاں ڈھونڈ رہا تھا حالانکہ میں جانتا ہوں وہ چوڑیاں نہیں لے گی، پھر بھی۔۔۔۔ پریزے کہہ رہی تھی میری ہر پہلی بات اس سے شروع ہوتی ہے ہر دوسری بات میں اس کا ذکر آ جاتا ہے، وہ کہہ رہی تھی وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے، وہ اچھی لگنے والی لڑکی از لنگٹن کی گلیوں میں اداس آنکھوں کے ساتھ گھومتی اچھی نہیں لگتی، سنا ہے پھول مسکراہٹ لانے کی وجہ بنتے ہیں ایسا ہے تو

"زہ غوا○م د ز○○○ول سره ○ملان ور○ول کا○م او ھغ○تہ ی○ور کا○م"

)میں دنیا کے سارے سرخ پھول توڑ کر اسے دینا چاہتا ہوں(

معطر صبا کے ہاتھوں کے ساتھ اس کا دل بھی کپکپانے لگا

سنان سعدی خان!

تاریخ: 25 دسمبر, 2025

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

میری ہتھیلی میں سرخ پھول تھے، وہ کسی اور کا ذکر کرنا کرتی تو میں اسے بتاتا کہ وہ ان سرخ پھولوں جیسی ہے، وہ کسی اور کو بیچ میں نالاتی تو میں اسے بتاتا کہ میں نے از لنگٹن کی کیمیڈن پیسیج سے چوڑیاں اس کے لئے لی تھیں، اس نے کہا وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے

زمین پر اس سے زیادہ تکلیف دہ الفاظ کوئی ہیں؟ ہیں تو میرے لئے بے معنٰی ہیں، ٹھیک ہے مجھے بتانے دو۔ میں اقرار کرتا ہوں یہ محبت ہے، میں نے لاھور کی ہیر

کی چوڑیوں میں اپنا دل کھو دیا ہے، اس کی چوڑیوں کی کھنک میں میری ہر غزل کا ساز گم ہو رہا ہے، پر اب؟ میں اعتراف کس مقام پر کر رہا ہوں؟ جب میں اپنے ٹوٹے دل کی کرچیاں جمع کر رہا ہوں، وہ میری قسمت میں کیوں نہیں لکھی؟

اس کی نگاہیں اسی ایک مقام پر ساکت ہوئیں، اسی ایک لفظ محبت پر منجمد ہوئیں، باقی ہر لفظ مٹ گیا، ہر لفظ ماضی ہوا، وہ اسی ایک مقام پر رک گئ، ایک مقام پر فنا ہوئ، اس کی ہیر پشاور کی وادیوں سے نہیں لاھور کی گلیوں سے تھی، وہ پشاور کی کسی چنری اوڑھنے والی لڑکی کے لئے نہیں لاھور کی چوڑیاں پہننے والی لڑکی کے آتا تھا، وہ بنجارہ پشاور کے پہاڑوں نہیں لاھور کی دھول جماتی سڑکوں پر کسی تلاش میں نکلتا تھا، اس کے کپکپاتے ہاتھ اگلے صفحے کی طرف بڑھے

سنان سعدی خان !

تاریخ: 5 جنوری, 2025

مقام: برطانیہ, از لنگٹن

میں پہلی بار محبت کرنے پر راضی ہوں

دل ٹوٹ کر پھر ٹوٹے اور پھر جڑ جائے، ان دس دنوں میں میں ہر کیفیت سے گزرا ہوں، اس نے کہا وہ پرانی محبت دل سے نکال چکی ہے، وہ شخص اسی لائق ہے کہ اسے یاد بھی نا رکھا جائے، اسے احساس ہے اس نے کیا گنوایا ہے؟ وہ خسارہ شمار کرنے لگے تو فہرست میں پہلا نام اس کا گنے

میں دو سال لاھور رہا ہوں، ان دو سالوں میں لاہور پیارا لگتا تھا، ان دو ماہ میں اچھا لگنے لگا ہے یعنی

یہ جو لاہور سے محبت ہے یہ کسی اور سے محبت ہے !

میں فائدہ گننے لگوں تو اس سے ملاقات کا لکھوں گا، وہ لڑکی مثل ہیر ہے، میں خود کو رانجھا سمجھنے لگا ہوں، زمین پہ روشنیاں کیوں اتر رہی ہیں؟ از لنگٹن یکدم پیارا

کیوں ہو گیا ہے؟ یا یہ اس کی بدولت ہے؟ وہ لڑکی جو حرف محبت جیسی ہے، وہ جو کسی غزل جیسی ہے

"ماھر غزل کا° دیبہ° پر° مای دھغ° نوم لوستی دی".
(میں نے ہر غزل میں محبت کی جگہ اس کا نام پڑھا ہے("

سنان سعدی کا انداز، وہ ہر گفتگو میں پشتو بولا کرتا تھا، یوں ہی بے ساختہ زبان سے نکل جانے والا جملہ، وہ اپنی زبان سے محبت کرتا تھا، وہ اپنی زبان میں اس سے محبت کا اظہار کرتا تھا اور وہ سمجھ نہیں پاتی تھی، اس کے دل کا بوجھ بڑھتا گیا، یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ کبھی نہیں

سنان سعدی خان !

تاریخ: 15 جنوری, 2026

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

بانو آپا کا کہنا ہے مجھے اسے پرپوز کرنے کی بجائے اس کے گھر بات کرنی چاہئے، وہ ٹھیک کہہ رہی ہیں، وہ میرے لئے قابل احترام ہے، محترم انسان کو عزت سے اپنے نام لکھا جاتا ہے، میں یوں ہی کروں گا لیکن کیا اسے میری محبت کا احساس نہیں ہوتا؟ تھوڑا سا بھی نہیں؟ کیا اسے نظر نہیں آتا کہ میں اپنے آفس سے دور اس سے ملنے کیوں آتا ہوں؟ وہ اسے دیکھ کر میرے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ سے میرے دل کا حال نہیں سمجھتی؟ میرا محبوب بے نیاز ہے، اس کا بے نیاز ہونا میرے ساتھ ظلم ہے

میں نے چوڑیاں سنبھال رکھی ہیں، وہ اس کی کلائیوں کے لئے بنی ہیں، میں وہ ان کلائیوں میں خود پہنانا چاہوں گا (محتاط سنان! خاتون یہ پڑھ کر تھپڑ ماریں گی یقیناً) پتا نہیں میں اس کے ہاتھوں سے اتنا ڈرتا کیوں ہوں؟ ان کلائیوں میں اتنا الجھتا کیوں ہوں؟ جن کلائیوں میں وہ چوڑیاں پہنتی ہے

"ھغ° زماز° ہ پہ خپلو بہ°° وکا°° ر°وي".

)وہ اپنی چوڑیوں میں میرا دل لئے پھرتی ہے(

ایک دن، عرصے بعد ہم دونوں مل کر یہ ڈائری پڑھیں گے تو وہ مجھے پر ہنسے گی میں اسے ہنستا ہوا دیکھوں گا، یا اللہ! یہ میں ایسا کیوں بن گیا ہوں؟ مجھے اسے لکھنے کے علاوہ کچھ کیوں نہیں آتا؟ اسے سوچنے کے علاوہ کچھ کیوں نہیں کرتا؟ اوہ سنان محبت تم پر بری طرح قابض ہے

معطر صبا نے ڈائری سے نظریں ہٹائیں پھر پلکیں جھپکیں، منظر دھندلایا، آنسو نیچے گرے، منظر واضح ہوا، دل پھٹنے کو ہوا، ہاتھ سے اس نے آنسو صاف کئے، آنکھوں سے اس نے ڈائری کو دیکھا، ہونٹ کپکائے پھر سر جھٹکتے اگلا صفحہ کھولا

سنان سعدی خان !

تاریخ: 21 جنوری، 2026

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

تمہیں پتا ہے اذیت کیا ہوتی ہے؟ مجھے علم ہے، اسے اس حال میں دیکھنا، اس کا چہرہ زخمی تھا میرا دل زخمی ہوا، اس کی کلائیاں خالی تھیں میرا دل خالی ہوا، اس کے چہرے پر ویرانی تھی میرا ارد گرد ویران ہے، وہ مجھے مل گئی تو میں اسے ہر غم سے دور رکھوں گا، وہ مجھے نا ملی تو میں کیا کروں گا؟

"ھغ°دزمادز° ہ نیمہ برخہ دہ".

)وہ میرے دل کا آدھا حصہ ہے(

وہ آدھا حصہ کسی اور کے پاس چلا گیا تو میں کیا کروں گا؟

معطر صبا کے قدموں سے زمین سر سے آسمان کھینچ لیا گیا تھا، وہ ڈائری نہیں تھی وہ اذیت تھی، اس کے اندر مزید ہمت نہیں بچی تھی وہ اس سے زیادہ نہیں پڑھ

سکتی تھی، سنان کو اس سے زیادہ نہیں لکھنا چاہیے تھا، اسے ہمت جٹانے کی ضرورت نہیں پڑی، آخری صفحہ سامنے تھا

سنان سعدی خان !

تاریخ: 1 فروری، 2026

مقام: برطانیہ، از لنگٹن

آخری ملاقات۔۔۔۔۔۔

پانچ گھنٹے بعد میری فلائٹ ہے، چند گھنٹوں بعد میں اپنے ملک ہوں گا، مورے پریزے بابا، خان چاچو، درخزئ، اور باقی سب بھی، سب سے ملنے کی خوشی کتنی عجیب ہے ؟ قید سے رہائی کی خوشی ؟ اور ان سب میں اس بار میں ایک اور خوشی ساتھ لے کر جا رہا ہوں

پاکستان جانے سے پہلے ہم ایئر پورٹ پر ملیں گے تو میں اسے بتا دوں گا کہ میں نے کس ہیر کے لئے چوڑیاں لی تھیں، میں اسے بتا دوں گا کہ میرے آفس کا

راستہ اس کے کیفے سے نہیں گزرتا میں جان بوجھ کر اس کے راستوں میں آتا ہوں، میں کسی راستے سے سرخ پھول توڑوں گا اور اسے بتاؤں گا کہ میں وہ ایک انسان بننا چاہتا ہوں جسے وہ ایک موقع دے، کیا وہ دے سکتی ہے؟
وہ تھپڑ تو نہیں مارے گی؟ وہ اچھی لڑکی ہے، میں پیارا لڑکا ہوں، وہ اپنا اچھا ہاتھ میرے پیارے چہرے سے دور رکھے گی

میں خواب دیکھنا چاہتا ہوں، ہم ایک ہو جائیں گے، وہ پشتون لباس پہنے گی، میں تصور کر رہا ہوں وہ زمین پر زمین کی سب سے خوبصورت لڑکی لگے گی، پھر ہم دونوں پشاور کی گلیوں میں ایک ساتھ چلیں گے، میں اسے پشتو غزلیں سناؤں گا، اس بار میں ترجمہ کر دیا کروں گا کیونکہ مجھے یقین ہے وہ اب مجھے تھپڑ نہیں مارے گی، می۔۔۔

آگے الفاظ نامکمل تھے شاید اسے کوئی کام آگیا تھا، شاید اسے کال آگئی تھی، اس نے ڈائری بند کر دی اپنا چہرہ ہاتھوں میں دیئے ہچکیوں سے رونے لگی، وہ ہر جگہ

اظہار ادھورا چھوڑ گیا تھا، پشاور کا باسی لاھور کی مکین کو کبھی حال دل نہیں بتا سکا تھا

اللہ یہ سنان نے کیا کیا تھا؟ وہ جاتے جاتے اس کے دل پر درد کے پہرے بٹھا گیا تھا، اسے اب یاد آنے لگا اس کی ہر غزل کا رمز اس سے جڑتا تھا، اس کی ہر پشتو جملے میں وہ آتی تھی، ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کے باہر ٹھہر کر وہ اس کے الفاظ کا ترجمہ نہیں کر رہا تھا، وہ غزل بھی اس کے نام تھی

وہ جسے پشتو غزلیں سنانی تھیں وہ اظہار محبت کئے بنا چلا گیا تھا، جسے اس کے ساتھ بیٹھ کر ہنسنا تھا وہ اسے رلا کر چلا گیا تھا، جو کہتا تھا وہ اسے غمگیں نہیں ہونے دے گا اسے کوئی بتائے معطر صبا کو فلوقت سب سے بڑا غم اسی کا لاحق تھا

وہ ایسا کیوں کر گیا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆

شیشے کی دیوار کے پار اسے سیاہ دھاری دار پینٹ پر سفید شرٹ میں ملبوس وہ اینکر صاف نظر آ رہا تھا، میک اپ آرٹسٹ سے چہرے پر کچھ لگواتے ہوئے وہ سامنے رکھے کاغذات بھی دیکھ رہا تھا، ماتھے پر بل تھے اور ناک چڑھا رکھی تھی

ایرک نے بے زاری سے آنکھیں گھمائیں، بولنا تک اسے آتا نہیں تھا اور ایٹیٹیوڈ یوں تھا جیسے پورے برطانیہ میں اس کے لاکھوں فینز ہوں

"ایرک ۔۔۔۔ "

کیمرہ مین اس کے پاس کافی کا کپ لیتے آیا تو اس نے آگے ہوتے کپ لیا

"تم کل کہاں تھے ؟ "

"میں نے تم سے شادی کر رکھی ہے ؟ "

"کیا مطلب ؟ "

"تم میری بیوی نہیں ہو اس لئے یہ مت پوچھو کہ میں کہاں تھا "

"تم سیدھا جواب نہیں دے سکتے ؟ "

"نہیں۔۔۔میں نہیں دے سکتا "

وہ سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہنے ہوئے تھا، گلے میں ٹائی جھول رہی تھی۔اسے اس طرح کی ڈیسنٹ ڈریسنگ کی عادت نہیں تھی

"تم ایک بدلحاظ انسان ہو "

کیمرہ مین جیری نے افسوس سے اسے دیکھا

"میں یہ پہلی بار نہیں سن رہا "

"تمہارے اندر ڈھٹائی بہت زیادہ ہے "

"میں یہ آخری بار نہیں سن رہا "

کیا تم جانتے ہو دنیا میں اخلاق نام کی ایک شے ہوتی ہے؟ "

"میں جانتا ہوں اور وہ میرے اندر نہیں پائی جاتی، میں پیدائشی بداخلاق انسان ہوں، اب تم میرا سر کھانا بند کرو اور جا کر اس ہاکس کی چاپلوسی کرو "

وہ بے زار لگ رہا تھا، جیری بڑبڑایا پھر کپ لیتے وہاں سے اٹھ گیا۔ایرک نے کافی نہیں پی۔کرسی سے ٹیک لگا کر پیچھے کو ہوتے اس نے لیپ ٹاپ سکرین کو دیکھا ۔وہاں ایک فائل کھلی ہوئی تھی جس پر درج حروف صاف نظر آتے تھے

مسلمانوں کے خلاف بیانات، واقعات، انہیں شدت پسند ثابت کرنے کے لئے ہر وہ شے جو وہ ڈھونڈ سکتا تھا اس نے ڈھونڈ کر اس فائل میں جمع کی تھی، وہ اس کی نیند برباد کرنے اور کئی گھنٹوں کی محنت کا نتیجہ تھا اور اسے یقین تھا کہ اس کا باس یہ دیکھنے کے بعد اس اینکر کو جاب سے نکال کر اس کی جگہ ایرک کو رکھ لیتا، اپنا کیرئیر بنانے کا سنہری موقع اس کے سامنے تھا

برطانوی حکومت نے اپنی پوری قوت صرف کر کے سنان کے معاملے کو دبانے کی کوشش کی تھی، کامیابی بہت زیادہ نا صحیح لیکن ملی ضرور تھی، کچھ حامد رئیسی کا حوالہ استعمال کیا گیا کچھ عوام پر الزام لگایا گیا، کچھ اِدھر اُدھر کا تڑکا اور معاملہ کچھ حد سنبھل گیا تھا، اور اب ان کا میڈیا دوبارہ سے مسلمانوں کے خلاف مہم شروع کر رہا تھا، ایرک نے تھک کر کرسی سے ٹیک لگائی

کیا وہ صحیح کر رہا تھا؟ یہ جاب اس کا خواب تھی۔ دن رات کھلی آنکھوں بند آنکھوں سے دیکھا جانے والا خواب۔ اس خواب کے لئے وہ اتنی بے ایمانی تو کر سکتا تھا۔ اتنی سی تو کر ہی سکتا تھا، بھلے اس کی رائے بدل رہی تھی لیکن وہ اتنی سی بے ایمانی تو کر سکتا تھا

"ایرک۔۔۔۔ "

اس نے سر گھما کر دروازے کی سمت دیکھا، اسٹوڈیو سے وہ اکھڑ دماغ اینکر اس کی طرف آرہا تھا وہ کچھ اکتا کر سیدھا ہوا

"جی سر۔۔۔ "

"فائل تیار کرلی تم نے؟ "

اس نے سر ہلا دیا

"مجھے سینڈ کر دینا، اور یہ چیزیں بھی ساتھ ڈال دینا "

وہ ایک سیاہ رنگ کی یو ایس بی اس کی طرف بڑھا رہا تھا، ایرک نے وہ لیتے خاموشی سے سر ہلا دیا، اینکر پرسن ہاکس چلا گیا تو اس نے وہ یو ایس بی لیپ ٹاپ میں ڈالی

اسے سینڈ کردے؟ اس کے ماتھے پر بیوقوف لکھا تھا یا اندھا؟ اس کی دن رات کی محنت کو وہ اپنا نام دے کر آگے کر دیتا اور وہ ایسا ہونے دیتا؟ گھامڑ تھا کیا وہ؟

اس نے منہ بناتے سر جھٹکا پھر آنکھیں گھماتے وہ فائل دیکھی۔ ماتھے پر بل پڑے، اسے تو اب یقین ہونے لگا تھا یہ ہاکس پتا نہیں جرنلزم کی ڈگری رکھتا بھی تھا یا نہیں؟ ایک پروفیشنل فائل تک بنانی آتی نہیں تھی

آگے پیچھے معلومات۔ آڑے ترچھے حروف، یوں جیسے جلدی جلدی میں سب لکھا گیا ہو کچھ سمجھ تک نہیں آرہی تھی، وہ تو جیسے اس کا نوکر تھا نا جوان سب کو اکٹھا کر کے ترتیب سے لکھ دیتا

حامد رئیسی کے الارا سے تعلقات

حامد کا ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کا کارکن ہونا

ٹرسٹ کی چونکا دینے والی کاروائیاں

ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کے جھوٹے مقدمات

سنان سعدی کا کردار

سنان سعدی کی کردار کشی

اس کا نیچے کی طرف سکرول کرتا ہاتھ تھما

سنان سعدی کی کردار کشی؟ بے زاری سے دیکھتی آنکھیں سکڑ کر فائل پر مرکوز ہوئیں، وہ تیزی سے سیدھا ہوتا آگے کو ہوا

وہ ایک صفحے پر لکھی گئی رپورٹ تھی جس میں سنان سعدی کو مغربی معاشرے کی ہر برائی میں مبتلا دکھایا گیا تھا، وہ کلبز جاتا تھا، وہ پارٹیز میں شرکت کرتا تھا، بہت اچھا مسلمان ہونے کا ناٹک کرنے والا سنان شراب بھی پیتا تھا، لڑکیوں سے دوستی اور تعلقات بھی تھے

اس کا چہرہ سرخ پڑا پھر نظر اٹھا کر اینکر کو دیکھا، یہ بیوقوف تھا؟ اس رپورٹ پر کس نے یقین کرنا تھا؟ کون اتنا عقل کا اندھا تھا جو اس طرح ہی باتوں پر یقین کرتا ۔ہاں اگر وہ جرنلزم نا کر رہا ہوتا تو۔۔۔۔

اور اس لمحے وہ ایک ہی جگہ تھم گیا، مغرب کا میڈیا، تو وہ یوں یہ سب کرتے تھے ؟یونیورسٹی میں کتابیں رٹنے اور اسائنمنٹس بنانے کے بعد وہ پہلی بار یہ سب اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ رہا تھا، اس لمحے اسے احساس ہوا اگر وہ جرنلزم نا کر رہا ہوتا

بلکہ کسی چھوٹی سی کمپنی کا کوئی ملازم ہوتا تو وہ ان سب باتوں پر یقین کر لیتا، وہ وہی دیکھتا جو وہ دیکھنا چاہتا تھا اور فلوقت وہ سنان سعدی سے متعلق کوئی بری خبر چاہتا جو اس کے ملک کا امیج بہتر کر سکے

گہری سانس لیتا وہ کرسی پر ٹیک لگا گیا، سنان ایسا تو ہرگز نہیں تھا، وہ اسے جتنا جانتا تھا وہ مر کر بھی ان سب پر یقین نا کرتا، اس سب سے برطانیہ کے لوگوں کو بھی فرق نا پڑتا لیکن سنان کا خاندان ؟اس کے دوست ؟اس کے ملک کے لوگ ؟ ان سب کا کیا؟

لیپ ٹاپ پر جمی نظریں روم میں لگی ٹی وی پر گئیں، وہاں کوئی پاکستانی نیوز اینکر سنان سعدی کے بارے میں بتا رہا تھا، وہ پرانا کلپ تھا اور یقیناً اس وقت شو کی تیاری کے لئے چلایا گیا تھا۔ وہ نظریں وہیں رکھے دیکھتا رہا

سنان سعدی اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا، وہ اس سال پاکستان ہمیشہ کے لئے شفٹ ہو رہا تھا، اپنے خاندان میں فیورٹ، بورڈ ٹاپر۔ خوش اخلاق۔ موسٹ فیورٹ۔ سنان سعدی خان

وہ ہونٹوں پر انگلیاں جمائے ٹی وی دیکھتا رہا پھر نظر لیپ ٹاپ پر گئی۔ پھر ٹی وی پر۔ پھر لیپ ٹاپ پر، وہ چند لمحے لیپ ٹاپ کو دیکھتا رہا پھر فیصلہ کن انداز میں ٹھک سے لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھا، یو ایس بی نکالی اور ساتھ والے روم کا دروازہ کھولتا اندر گیا، اندر نیوز اینکر اب صفحات دیکھ رہا تھا، شو شروع ہونے میں چند منٹ باقی تھے

"ایرک۔۔۔ فائل سینڈ نہیں کی تم نے؟ ایک کام دیا تھا وہ بھی ڈھنگ سے نہیں کر سکے، اب اپنا لیپ ٹاپ آگے کرو میں خود سب دیکھ لوں، کچھ اپنی طرف سے بھی شامل کر دوں گا"

وہ اپنا لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھتا میز کے سامنے کھڑا ہوا

"سنان ڈر گز نہیں لیتا تھا"

"کیا؟"

ہاکس ٹھٹھکا

"وہ شراب بھی نہیں پیتا تھا"

"ایرک؟"

"اس نے از لنگٹن کے کلبز ایک بار بھی اندر سے نہیں دیکھے ہوں گے "

"تم اب اسے ڈیفینڈ۔۔۔۔ "

"اس کے لڑکیوں سے تعلقات نہیں تھے "

وہ میز پر دونوں ہاتھ رکھتا جھکا، آنکھوں میں سختی تھی

"تم تو جیسے اس کے بچپن کے دوست ہو "

ہاکس طنزیہ وہ مسکرایا

"وہ ٹرسٹ کے ساتھ منسلک تھا لیکن کسی غیر قانونی کام میں ملوث نہیں تھا، وہ اپنے مذہب سے محبت کرتا تھا لیکن نفرت اسے عیسائیت سے بھی نہیں تھی، وہ اپنے ملک سے وفادار تھا لیکن غداری اس نے برطانیہ سے بھی نہیں کی تھی، یہ سب جھوٹ ہے جو تم نے اس فائل میں لکھا ہے "

"تو؟ ہم نے تو وہی دکھانا ہے جس سے ریٹنگ آئے "

ہاکس نے ناگواری سے اسے دیکھا

"بھاڑ میں گئی تم لوگوں کی ریٹنگ۔ اس کے کردار کی دھجیاں اڑا کر تم لوگ اپنی ریٹنگ بڑھانا چاہتے ہو؟ "

"ہم صرف اپنے ملک کا دفاع کر رہے ہیں "

ضبط سے اسے دیکھا

"اسے دفاع نہیں کیچڑ اچھالنا کہتے ہیں، اگر دفاع کرنا تھا تو ذمہ داری سے قبول کرنا چاہئے تھا کہ ہاں یہ واقعہ اسلاموفوبیا کا تھا لیکن تم لوگ، یہ تم لوگوں کا دوغلا چہرہ، گھن آرہی ہے مجھے اس سے "چبا چبا کر کہتے وہ سیدھا ہوا اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا" میں نے اپنی دن رات کی نیندیں حرام کر کے جو محنت کی ہے لعنت بھیجتا ہوں اس محنت پر لیکن میں اس سب کا مزید حصہ نہیں بنوں گا، جہنم میں جاؤ تم سب "

وہ جھٹکے سے مڑتا پیچھے کی طرف گیا، لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالا، یو ایس بی نیچے پھینکی اور چور نظروں سے ارد گرد دیکھتے اس پر زور سے بوٹ رکھا، وہاں کیمرے نہیں لگے تھے (دیکھتا ہوں کیسے شو کرتا ہے یہ)

قہر بھری نظر شیشے کے پار نظر آتے ہاکس پر ڈالیں جو اسے ہی غصے اور طیش سے دیکھ رہا تھا اور دروازہ کھولتا باہر چلا گیا، عمارت سے باہر نکلتے اس نے موبائل نکالا اور معطر کا نمبر ملایا

"ہیلو؟ "

اس کی آواز بھاری تھی

"تم کہاں ہو معطر؟ "

"ازلنگٹن گرین پر ہوں۔۔۔۔کس لئے پوچھ رہے ہو؟ "

"مل سکتی ہو؟ "

دوسری طرف پل بھر کو خاموشی چھا گئ

"آجاؤ۔۔۔۔ "

اس نے موبائل بند کرتے ٹیکسی کو روکا،اسے معطر کو بتانا تھا کہ وہ ٹھیک کہتی تھی یہ اسلاموفوبیا ہی تھا،وہ اسلاموفوبیا کا ہی شکار تھا لیکن مزید ان سب کا حصہ وہ نہیں بن سکتا تھا

اسے سنان سعدی کا نام استعمال کر کے اپنے خواب پورے نہیں کرنے تھے

ایرک کیان نہیں جانتا تھا کہ سنان سعدی کا نام عنقریب اس کی زندگی بدلنے والا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسے دور سے ہی بینچ پر بیٹھی نظر آگئی تھی، پتھریلی روش پہ چلتے ہوئے اس نے ارد گرد دیکھا، چند لوگ موجود تھے لیکن سردی کے باعث اکثر گھر میں ہی رہنے کو ترجیح دے رہے تھے، روش کے دائیں بائیں اونچے لمبے درخت لگے تھے، وہ درختوں کے بیچ سے مڑتا بینچ تک گیا سبز گھاس پر مصنوعی جھیل کے کنارے بینچ رکھا تھا، سامنے بطخیں تیر رہی تھیں، وہ گلا کھنکارتا معطر کے سامنے سے گزرتے بینچ پر بیٹھا، پھر تھما، اس کا چہرہ سرخ تھا، آنکھیں مکمل سوجی ہوئی تھیں، بینچ پر دونوں ہتھیلیاں جمائے وہ سامنے دیکھ رہی تھی، ان دونوں کے درمیان سرخ ڈائری پڑی تھی

"تم ٹھیک ہو؟ "

اس نے بس سر کو خم دیا

"روئی ہو؟ "

"بیس دن سے۔۔۔ "

بیس دن۔۔۔ سنان کو مرے بیسواں دن تھا، ایرک نے آگے کو ہوتے کہنیاں گھٹنوں پر رکھیں پھر رخ موڑ کر اسے دیکھا

"تمہاری آنکھیں خشک کیوں نہیں ہوتیں؟اس ایک کے لئے کتنا روؤ گی؟ "

وہ کچھ کہے بغیر سامنے دیکھتی رہی۔ایرک نے سر جھٹکا۔اسے موضوع تبدیل کرنا چاہئے۔اسے معطر کو بتانا چاہئے وہ جاب چھوڑ آیا تھا کیونکہ اب میڈیا کی اس مہم کا حصہ نہیں بن سکتا تھا۔اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب معطر کی آواز سنائی دی

"وہ مجھ سے محبت کرتا تھا ایرک۔۔۔ "

وہ کون؟اور پھر اسے احساس ہوا وہ کس کا کہہ رہی تھی،شانے ڈھیلے پڑے

"تمہیں اب علم ہوا؟ "

"تم جانتے تھے؟"معطر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"بہت پہلے سے۔۔۔"وہ سوگوار سا مسکرایا۔۔"میں بہت پہلے سے جانتا تھا،مجھے اس کی آنکھوں نے بتایا تھا "

"ایک میں ہی نا جان سکی۔ہر شخص جان گیا۔ایک مجھے ہی علم نا ہو سکا "

اس کے آنسو پھر سے بہنے لگے، یہ انکشاف نا ہوتا تو وہ اسے بھول جاتی۔اس کا غم سہہ جاتی۔اس انکشاف کے بعد کیسے سہے گی؟اس انکشاف کے بعد اس کا دل کیسے سب برداشت کرے گا؟

"مجھے لگا تھا وہ تمہیں بتا کر گیا ہو گا"

"کاش اس کے جانے کے بعد بھی مجھے کبھی علم نا ہوتا۔میں یہ غم کیسے سہوں گی؟"

سوجی آنکھیں مزید سوج گئیں۔روتی آنکھیں مزید رونے لگیں۔پھٹتا دل مزید پھٹنے لگا۔ایرک چند لمحے اسے دیکھتا رہا

"اتنا غم کیوں ہے اس کا تمہیں؟"

وہ یہ نا کہے کہ محبت کی وجہ سے، وہ یہ نا کہے

"انسانیت کی وجہ سے۔۔میں کہہ سکتی تو اسے دوست کہتی۔تمہیں پتا ہے جو آپ کے لئے دوست جیسا ہو وہ آپ کے سامنے۔۔تم غور کرو میں سامنے کا لفظ استعمال کر رہی ہوں، وہ آپ کے سامنے مرے، یہ کوئی کیسے بھول سکتا ہے؟ اس کے ہاتھ سے جب جان نکلی تھی وہ ہاتھ میرے ہاتھ پر تھا، میں اس کا غم کیوں

نا کروں؟ وہ میرے ملک سے تھا، میں اس کا غم کیوں نا کروں وہ مجھ پر مہربان تھا
"

"تم اس سے محبت کرتی ہو؟ "

"محبت ۔۔۔" وہ تلخی سے ہنسی "کچھ لوگ بہت بد قسمت ہوتے ہیں، کچھ میرے جیسے لوگ بہت بد قسمت ہوتے ہیں، ہم جن سے محبت کرتے ہیں وہ ہمیں نہیں ملتے، جو ہم سے محبت کرتے ہیں انہیں ہم نہیں ملتے، اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کریں تو ہم بچھڑ جاتے ہیں "

"تم اس سے محبت کرتی ہو معطر؟ "

اسے آج اس سوال کا جواب چاہیئے تھا۔ کم از کم آج چاہیئے تھا۔ معطر چند لمحے جھیل کو دیکھتی رہی

"میں اس سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن وہ کچھ عرصہ اور میرے آس پاس رہتا تو مجھے اس سے محبت ہو جاتی۔ میں اس سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن اگر وہ مجھے شادی کے لیئے کہتا تو میں کبھی منع نا کرتی "

اس کا جواب یوں تھا کہ وہاں کہتی تو تکلیف ہوتی۔اس نے جواب یوں دیا تھا کہ اب زیادہ تکلیف ہوئی تھی

"وہ اچھا تھا لیکن۔۔۔۔ "

معطر نے اس کی بات کاٹ دی

"غم یہ ہے کہ وہ اتنا اچھا کیوں تھا؟ میں اس سے محبت نہیں کرتی ایرک لیکن مجھے وہ یاد آتا ہے، میں اس سے محبت کرتی تو تم سوچو میرے دل کا کیا حال ہوتا ؟ "

ایرک کیان نے یوسف کا قصہ نہیں سنا تھا،اس نے یوسف کاں بچھڑنا نہیں دیکھا تھا۔اس نے یعقوب کا غم نہیں سنا تھا۔لیکن اس نے جانا آنکھیں غم میں کیسے بینائی کھوتی ہیں۔وہ دونوں عجیب داستان درج کر رہے تھے

"تم کچھ عرصے بعد ٹھیک ہو جاؤ گی "

"ہاں میں ٹھیک ہو جاؤ گی۔ غم کی ایک مدت ہوتی ہے۔سال بعد۔۔۔ مہینوں بعد۔۔۔دنوں بعد۔۔۔انسان صبر کر لیتا ہے لیکن تم یہ بتاؤ یہ عرصہ کیسے گزارا جاتا ہے؟ "

"تم یوں کرو کچھ دن کے لئے بریک لے لو۔از لنگٹن سے کہیں دوسرے شہر چلی جاؤ "

اسے یہی حل بہتر لگا

"میں یوں کرنا چاہتی ہوں کہ تمہارے ملک سے چلی جاؤں "

بہترین حل بدترین بن گیا۔وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا

"کیوں؟ "

" یہاں وحشت ہے ایرک۔۔ یہاں ظلم ہے۔۔ مجھے تمہارے ملک سے خوف آتا ہے اب "

"تم سنان کی وجہ سے ایسا کہہ رہی ہو؟ تم ایک دن اس غم سے نکل آؤ گی "

گویا وہ ابھی جارہی تھی۔ گویا وہ اسے ابھی روک لینا چاہتا تھا

"سنان کا غم پاکستان جاکر بھول جائے گا؟ وہ غم میں ساری عمر سینے میں رکھوں گی لیکن۔۔ تمہیں پتاہے برطانیہ کی حقیقت کیا ہے؟ ان لوگوں نے اپنا نظام اس طرح بنایا ہے کہ انسان یہاں پھنس کر رہ جاتا ہے۔یہ قید خانہ ہے۔یہاں ترقی نہیں کی جاسکتی یہاں صرف گزارا کیا جاسکتا ہے۔ہو گے تم لوگ ترقی یافتہ لیکن

تم لوگوں کا نظام کبھی غریب کو امیر نہیں بننے دیتا۔ تم لوگوں کا نظام میرے جیسے لوگوں کے لئے نہیں ہے۔ میں پیسے بچا بچا کر تھک جاتی ہوں۔ میں اب تک چند پاؤنڈ تک کی بچت نہیں کر سکی۔ پتا نہیں کیسے تم لوگوں نے یہاں قید کر رکھا ہے سب کو؟ "

ایرک اسے دیکھتا رہا۔ وہ برطانوی معیشت۔ برطانوی پالیسیز پر ایک لمبی بحث کر سکتا تھا۔ وہ اسے بتا سکتا تھا کہ ان کا نظام عالمی منڈی اور معیشت کے مطابق تھا ۔ وہ بچت کے سنہری اصول پر عمل کرنے والی قوم تھے۔ وہ اسٹاک ایکسچینج سے لے کر برطانوی کمپنیز کی بچت پالیسیز کے شمار بھی بتا سکتا تھا لیکن فلوقت وہ ایک جملے میں اٹک گیا تھا

"تم پاکستان واپس چلی جاؤ گی؟ "

"میں سوچ رہی ہوں۔ اب واقعی سوچ رہی ہوں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کسی دن میں بھی یہاں سنان کی طرح۔۔۔" اس نے ازیت سے سر جھٹکا "میرے بابا میرے منتظر ہیں۔ دانیال کہتا ہے ہم کسی اور شہر چلے جائیں گے۔ ہم بہن بھائی

کی عزت نفس گوارا نہیں کرتی لیکن کسی خیراتی ادارے سے بابا کے علاج کی بات کریں گے۔ وہ ٹھیک کہتا ہے۔ مجھے یہاں سے چلے جانا چاہئے "

ایرک اسے دیکھتا رہا

"تم پاکستان کیسے جاسکتی ہو معطر؟ "

"میرے پاس اتنی رقم تو ہے کہ میں ٹکٹ لے سکتی ہوں "

"لیکن تم کیسے جاسکتی ہو؟ "

"یہاں اب میرا دل نہیں لگتا، وحشت ہوتی ہے "

"لیکن تم کیسے جاسکتی ہو؟ "

"تم برطانیہ کی جتنی بھی تعریف کرو میرے نزدیک یہ ملک اپنی اہمیت کھو چکا ہے۔۔۔ "

"تمہارے پاسپورٹ پر ٹریول بین ڈال دیا گیا ہے تم کیسے واپس جاسکتی ہو؟ "

اس کی چلتی زبان رکی۔ آنکھوں میں ناسمجھی پھر حیرت پھر بے یقینی اتری۔

ایرک نے ہر تاثر دیکھا تھا

"کیا مطلب؟ "

"تمہارا نام۔۔۔ بلیک لسٹ میں ہے۔ تم کچھ عرصے کے لیے برطانیہ سے باہر نہیں جا سکتیں "

وہ گلے میں ابھرتی گلٹی کے ساتھ کہہ رہا تھا

"کیوں۔۔۔ ایسے کیسے ؟ "

آواز کانپ گئی۔۔۔ قید ؟ یکدم ارد گرد گھٹن ابھری۔ کیا وہ بھی سنان کی طرح قید ہونے والی تھی ؟

"سنان۔۔۔ سنان کے۔۔۔ کیس کی وجہ سے وہاں موجود کئی لوگوں کے پاسپورٹ پر ٹریول بین لگا دیا گیا ہے۔ ان میں تم بھی ہو۔ مجھے یہ بات سنان کے قانونی معاملات دیکھنے کی دوران معلوم ہوئی۔ جب تک تحقیات مکمل نہیں ہو جاتیں تم انگلینڈ سے باہر نہیں جا سکتیں "

معطر کے ارد گرد گھٹن بڑھ گئی۔ قید کا احساس غالب آ گیا

"وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ؟ میرا کیا قصور ہے ؟ "

"کیس بہت پیچیدہ ہے۔ گولی چلانے والے کا تا حال علم نہیں ہو سکا۔ پولیس کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں "

اس کا سر نفی میں ہلا، ایرک نے نظریں اس کے چہرے پر سے ہٹا لیں۔ اس کے گلے میں بار بار گلٹی ابھرتی تھی

"میں کیوں؟ یہ غلط ہے۔۔۔ ایسے کیسے؟ "

وہ بے یقین تھی

"تم اب کچھ نہیں کر سکتیں۔۔ پولیس کے پاس جانا فضول ہو گا وہ بات نہیں سنیں گے "

"میں قید ہو چکی ہوں؟ "

سامنے ٹھہری جھیل۔ پیچھے موجود درخت۔ ہر شے اس کے ارد گرد گھوم گئ

"کچھ عرصے کے لئے "

"یہ مت کہو ایرک، کوئ طریقہ تو ہو گا "

ایرک کا سر نفی میں ہلا، معطر بے یقینی سے پیچھے کو ہوئ

"ایسے مت کہو۔۔۔ "

اس کا دل ڈرنے لگا

"یہ سچ ہے۔۔۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا "

"کوئی تو۔۔۔کوئی طریقہ تو ہو گا نا "

"سوائے اس کے کہ تم تحقیقات مکمل ہونے تک یہی رہو کوئی طریقہ نہیں ہے "

اس کے ارد گرد گھٹن ہی گھٹن باقی رہ گئی، یااللہ! یہ کیسے؟ وہ اب کیا کرے گی؟ اگر وہ بھی ساری زندگی یہاں قید رہی تو؟ اس کے پاس بینچ پر رکھی ڈائری میں آخری ملاقات کا صفحہ کھلا پڑا تھا، ایرک کو اردو نہیں آتی تھی، آتی تو وہ پڑھ لیتا، آخری ملاقات ادھوری رہنے کا غم وہ بھی پڑھ لیتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے بانو آپا سے مشورہ کیا تو ان کا کہنا تھا کہ وہ پولیس کے پاس جا کر بات کرے لیکن وہ ایسا کرنے سے خوفزدہ تھی، اگر پولیس نے اسے تحقیقات میں شامل کر لیا تو؟ ایرک سے دوبارہ اس کی بات نہیں ہوئی تھی ورنہ اس سے ہی کوئی مشورہ کر لیتی، اس کے اگزیمز ہونے والے تھے تو وہ مصروف ہو گیا تھا

"واپس کب آ رہی ہو؟ "

"تم بھی اب بابا کی طرح ایک ہی سوال پوچھتے ہو "

وہ چڑھ گئی، بس سے وہ مرکزی لندن کی طرف جا رہی تھی، ارادہ تھا کہ عمر بھائی اور نادیہ بھابھی سے ملاقات کرے گی

"کیونکہ اب میں بھی بابا کی طرح ڈر گیا ہوں "

"کس بات سے؟ "

"سنان والے حادثے کے بعد میں نہیں چاہتا تم وہاں رہو "

اوہ سنان! وہ کس کس کے منہ سے اس کا زکر سنے گی

"میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہو گا "

"اسے بھی یہی لگتا ہو گا "

"اگر موت کا وقت مقرر ہے تو تم اسے روک سکتے ہو؟ "

"تم کتنی بے رحم ہو گئی ہو "

دانیال کے لہجے میں افسوس ابھرا

"میں نے ایک شخص کو اپنے سامنے مرتا دیکھا ہے دانیال، اسے دو گولیاں لگی تھیں۔۔ دل میں دو گولیاں، میں نے اسی لمحے جان لیا کہ میں اب موت سے

خوفزدہ نہیں ہو پاؤں گی، میں ابھی تک اس ایک لمحے سے نہیں نکلی، تم سمجھ سکتے ہو کسی کے جسم سے اپنے سامنے جان نکلتے دیکھنا کیسا ہوتا ہے؟ "

وہ بس کی کھڑکی سے سر ٹکائے باہر دیکھنے لگی

"میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ واپس آجاؤ "

"واپس آکر کیا کروں گی؟ "

"ہم یہاں سے چلے جائیں گے، بابا کہہ رہے تھے وہ سامنے والا پلاٹ بیچ دیں گے "

"اور چچا ایسا کرنے دیں گے؟ "

"کم از کم میں نہیں ڈرتا۔۔۔ "

"بابا؟ تم جانتے ہو وہ چاچو کو سگی اولاد کی طرح عزیز رکھتے ہیں "

"سگی اولاد کی طرح عزیز رکھے جانے والے چچا نے دو سالوں میں اپنا اصل دکھا دیا ہے۔اب بھی تمہارے اور بابا کے دل میں ان کے لئے محبت ہے تو افسوس ہے تمہارے دل پر "

"دل پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے، بہر حال میں دیکھتی ہوں کہ کیا کر سکتی ہوں "

بس سے اترتے اس نے کال کاٹی، اب دانیال کو کیا بتاتی کہ وہ اس ملک میں قید ہو گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم کراؤن کورٹ یا امیگریشن پورٹل پر درخواست دائر کرو "

کچھ سوچ کر اس نے یہ مسئلہ عمر بھائی اور نادیہ بھابھی سے شیئر کیا۔ ان کا جو دوست فراڈ کر کے فرار ہوا تھا وہ اب تک گرفتار نہیں ہوا تھا لیکن انہوں نے اب صبر کر لیا تھا، جو میسر تھا کافی تھا، جو نہیں تھا وہ ایک دن مل جائے گا

"اس سے مسئلہ حل ہو جائے گا؟ "

"ہاں بالکل، تم وہاں کسی وکیل سے بھی مشورہ کر سکتی ہو، لیگل ایڈ بعض اوقات مفت بھی فراہم کر دی جاتی ہے لیکن ایک مسئلہ ہے "

"کیا۔۔۔؟ "

اس کا دل زور کا دھڑکا

"اس طرح کے معاملات بعض اوقات جلدی حل ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات سالوں لے لیتے ہیں" سالوں ؟تو کیا وہ سالوں یہاں قید رہے گی ؟ وہ تو ابھی تک ٹھیک سے جانے کا فیصلہ بھی نہیں لے سکی تھی۔ پتا نہیں ایرک سے جذبات میں آکر کیا کیا کہہ دیا تھا، دانیال کی بات سن کر لگا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر رہے گا، وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی، جائے یا نا؟

"کم سے کم کتنا وقت لگے گا اور زیادہ سے زیادہ؟ "

"کم سے کم تین ہفتے سے لے کر چھ یا سات ماہ تک اور زیادہ سے زیادہ ایک سال "اس کا دل ڈوبنے لگا، قید کا احساس غالب آنے لگا جبھی اسے نادیہ بھابھی کی آواز سنائی دی

"تم نے لیگل نوٹس تو سنبھال رکھا ہے نا؟ "

"لیگل نوٹس؟ "

وہ ٹھٹکی

"ہاں ۔۔۔عدالت کی طرف سے لیگل نوٹس یا پولیس کی طرف سے کوئی نوٹس کہ تم اب ملک نہیں چھوڑ سکتیں۔۔۔ وہ پاس ہے؟ "

"مجھے کوئی لیگل نوٹس نہیں ملا۔۔۔ "

وہ الجھی

"نہیں ملا؟ ملا ہو گا۔۔۔ تم نے شاید گم کر دیا ہو "

"مجھے نہیں ملا بھابی "

وہ بے چینی سے آگے کو ہوئی، اس بار عمر بھائی کے چہرے پر ناسمجھی اور الجھن اتری

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ اس طرح کے معاملات میں پہلے لیگل نوٹس بھیجا جاتا ہے، تمہیں کیسے پتا چلا پھر کہ تم پر ٹریول بین لگایا گیا ہے؟ "

"مجھے کسی نے بتایا تھا "

اور پل بھر کو اس کے ارد گرد ہر شے غائب ہو گئی، ہاتھ مروڑتی انگلیاں تھمیں

"کیا بتایا؟ "

"اس نے کہا کہ پولیس نے مجھے شہر چھوڑنے سے منع کیا ہے "

وہ شل دماغ کے ساتھ بول رہی تھی۔ دور کہیں گھنٹیاں سی بجیں

"اور تم نے یقین کر لیا؟... "عمر بھائی مسکرائے "کسی نے مزاق کیا ہو گا معطر، ٹریول بین کے بھی کچھ قواعد ہوتے تھے، پولیس عدالت کو درخواست دیتی ہے پھر عدالت نوٹس جاری کرتی ہے، بعض اوقات آپ کا پاسپورٹ بھی ضبط کر لیا جاتا ہے، تمہیں نا نوٹس ملا نا پاسپورٹ ضبط ہوا، یوں کسی کے کہنے پر تم کیسے یقین کر سکتی ہو؟ "

اسے نا نادیہ بھائی کی مسکراہٹ نظر آئی تھی نا عمر بھائی کی، اس کے ارد گرد کا ہر منظر رکا ہوا تھا، ہر شے ساکت تھی، ایرک کیان؟ وہ ایک بار پھر اسے بیوقوف بنا گیا تھا؟

"جس نے کہا میں اس پر یقین کرتی تھی "

اپنی ہی آواز دور سے سنائی دی

"یہاں کوئی یقین کے قابل نہیں ہے، تمہیں خود اس بارے میں معلومات لینی چاہیے تھیں "

وہ یقین سے مات کھا گئی، اعتبار کرنے کی سزا ملی، ارد گرد جیسے صرف اسی ایک کی آواز گونجنے لگی، مسئلہ تو یہ تھا کہ اس نے ایرک پر اتنا یقین کر کیسے لیا؟ کر کیوں لیا

اسے اگر ان سب معاملات کا تھوڑا سا بھی علم ہوتا تو وہ اس پر یقین نا کرتی لیکن؟

اسے ان سب سے متعلق کچھ علم نہیں تھا، وہ لاعلمی کی موت ماری گئی تھی۔۔۔ ہر بار کی طرح

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس بار اس نے کسی سے ایرک کیان کا نہیں پوچھا تھا، نا اس بار وہ پوری یونیورسٹی میں گھومی تھی، سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ وہ سیدھا اس کے ڈیپارٹمنٹ گئی،

غصہ، اہانت، طیش، قہر یہ سب بہت چھوٹے الفاظ تھے جو وہ اس وقت محسوس کر رہی تھی، اس کے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے قدم رکے

وہ سامنے بیٹھا تھا، سیاہ جینز پر بھوری جیکٹ، نیچے گہرے نیلے رنگ کی ٹی شرٹ تھی، کان پر پنسل گھسائی ہوئی تھی، وہ ارد گرد بیٹھے سٹوڈنٹس سے کچھ کہہ رہا تھا، سات آٹھ لوگوں کا گروپ جو خاموشی سے اسے سن رہا تھا، وہ بولتا تھا تو تتلیاں رقص کرتی تھیں، وہ بولتا تو اسے خاموشی سے سنا جا سکتا تھا

"بات کرنی ہے تم سے "

بولنے والا خاموش ہوا، دیکھتی نظر سامنے گئی، ہلکے بھورے رنگ کے لباس میں بالوں کا گول مول جوڑا بنائے سرخ چہرے والی معطر، جس کا دوپٹہ گلے میں تھا

"ابھی؟ "

اس کی نظر اردگرد بیٹھے لوگوں پر گئی

"ابھی۔۔۔اسی وقت "

"میں تھوڑا مصروف ہوں تو بعد۔۔۔۔"

"مجھے ابھی۔۔۔۔اسی وقت۔۔۔اسی لمحے تم سے بات کرنی ہے۔سنا تم نے ؟ "

وہ میز پر ہاتھ مارتی غصے سے بولی، ایرک کی زبان بند ہوئی، محتاط نظروں سے سب کو دیکھا جن کے چہرے پر ناگواری آئی تھی

"تم نے سنا نہیں وہ مصروف ہے "

ایرک کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی کوئی لڑکی ناک بھوں چڑھا کر بولی

"میں نے ایرک سے بات کی ہے تم سے نہیں "

اس کا چہرہ اب اس قدر سرخ پڑ رہا تھا کہ اسے خود حدت محسوس ہو رہی تھی،

ایرک کے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجی پینسل کان سے اتار تا وہ اٹھا

"ریلیکس۔۔۔۔ میں آتا ہوں "

آخر پر ان سب کو دیکھا اور پھر معطر کو آگے چلنے کا اشارہ کیا، وہ غصے سے کھولتی آگے کی طرف چلی، دائیں طرف سے گزر کر گراؤنڈ تھا، وہاں چاروں طرف سے بیچ سے گزرنے کا راستہ بنایا گیا تھا

"گو تم نہیں سمجھتیں۔۔۔۔ لیکن میری یہاں تھوڑی بہت عزت بھی ہے "

وہ پیچھے سے محتاط انداز سے کھنکارا, معطر جھٹکے سے مڑی

"اور تم دوسروں کی عزت نفس کے ساتھ کھیلنا کب بند کرو گے ایرک کیان ؟ "

وہ دونوں آمنے سامنے رک گئے، کلاس کا وقت تھا تو اکا دکا سٹوڈنٹس وہاں گھوم رہے تھے، امتحانات کی وجہ سے اکثریت یا تو کلاسسز میں تھی یا لائبریری میں

"تم ایسا کرو اپنے ملک کی معاشی بدحالی سمیت کرپشن کا الزام بھی مجھ پر لگا دو "

"میں مزاق نہیں کر رہی "

"غیر سنجیدہ میں بھی نہیں ہوں "

"تم کس قدر جھوٹے ہو ایرک "

"نہیں ۔۔۔ میں دھوکے باز ۔۔۔ دغا باز ۔۔۔ منافق ۔۔ "

"تم نے جھوٹ بولا نا کہ میرے پاسپورٹ پر ٹریول بین لگ گیا ہے ؟ "

وہ غصے سے پھنکاری، ایرک کی چلتی زبان رکی وہ چند لمحے اسے دیکھے گیا

"میں کیوں جھوٹ بولوں گا؟ "

"تم اب بھی جھوٹ بولو گے ؟ یا میرے اللہ, تم مجھے کس قدر ذہنی اذیت دو گے ایرک ؟مزید کس قدر؟ "

ایرک کا چہرہ سنجیدہ ہوا

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے "

"غلط فہمی ؟ایسا ہے تو ٹریول بین کا لیگل نوٹس کہاں ہے ؟ تمہیں لگا مشرقی لڑکی ہے تو بیوقوف ہو گی، میں واقعی ہوں، میں نے تم پر بھروسہ کر لیا، بنا سوچے سمجھے ،اور تم ؟تم نے یہ صلہ دیا میرے بھروسے کا؟ "

اسے غصہ تھا اور شدید تھا، ایرک نے گہری سانس لی

"تم غلط سمجھ رہی ہو"

"میں اب تک غلط ہی سمجھتی رہی۔۔۔مجھے لگا تم اب مجھے تنگ نہیں کرو گے، جتنا تنگ کرنا تھا تم نے کر لیا ہو گا لیکن پھر وہی سب، پھر وہی سب ایرک؟"

"میں تمہیں تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا"

"ایک اور جھوٹ؟ کتنی بار میری عزت نفس پر وار کرو گے؟ تمہیں پوری دنیا میں اور کوئی نہیں ملا؟"

اس کا دماغ گویا پھٹنے کو تھا

"نہیں۔۔۔مجھے نہیں ملا"

"تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا؟"

"میں نے اپنے دل پر رحم کرنا چاہا"

"الفاظ میں مت الجھاؤ مجھے"

"الجھ تو میں چکا ہوں"

"تم۔۔۔" وہ ضبط سے گہری سانسیں لینے لگی "تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ میں تم پر بھروسہ کروں، دفع ہو جاؤ تم "

وہ پیچھے کی طرف مڑی جب اس کی آواز آئی

"ہاں میں نے جھوٹ بولا تھا۔۔۔ "

اس کے قدم رکے، دھیرے سے پلٹ کر ایرک کو دیکھا، وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا، وہ آنکھیں؟ وہ پہلی بار ان آنکھوں کے تاثرات دیکھ کر ٹھٹکی

"ایرک۔۔۔ "

"میں نے جھوٹ بولا تھا معطر "

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس تک آیا اس کے بالکل سامنے رکا، وہ قد میں اس سے لمبا تھا

"کیوں؟ "

"کیونکہ میں چاہتا تھا کہ تم یہاں سے نا جاؤ۔۔ میں چاہتا تھا کہ تم ازلنگٹن سے نا جاؤ۔۔ لندن سے۔۔ برطانیہ سے "

درختوں کے بیچ سے آتی روشنی ان دونوں پر پڑنے لگی

"اور یہ کون سی غلط فہمی ہے جو مجھے ہوئی ہے؟ تم اسے تم کیا کہو گے؟"

اس کا طیش بڑھا، ایرک اسے دیکھتا رہا، کئی ساعتیں پھر ہلکا سا اس کی طرف جھکا

"میں اسے محبت کہوں گا"

آسمان کے بیچ چھپا سورج درمیان میں آیا، بالکل عین ان کے اوپر، معطر کا دل وہیں رکا، وہ جانتا تھا وہ کیا کہہ رہا تھا؟

"مزاق مت کرو"

"میں پہلی بار سنجیدگی سے اعتراف کر رہا ہوں"

وہ نفی میں سر ہلاتی پیچھے کو ہوئی، نہیں، یہ سب غلط تھا

"ایرک۔۔۔"

"میں چاہتا تھا تم میرے آس پاس کے منظر کا حصہ رہو، میں چاہتا تھا میں جس منظر کو دیکھوں تم اس کا حصہ ہو"

"کچھ مت بولنا"

اسے لگا اس کا دل رک جائے گا

"میں چاہتا تھا تم برطانیہ سے نا جاؤ، میں چاہتا تھا تم یہیں رہو، میرے سامنے ,وہ جھوٹ تھا, میں یہ سچ بولتا ہوں "

"کچھ مت کہو "

بولنے والا آج چپ رہنے کو تیار نہیں تھا، سننے والی آج بہری ہو جانا چاہتی تھی

"تم پر فرض ہے کہ سنو۔۔۔۔میں اعتراف کرتا ہوں میں نے جھوٹ کہا تھا کیونکہ۔۔۔"اس نے آنکھیں بند کیں پھر کھول کر اسے دیکھا، چند لمحے اسے دیکھتا رہا"میں مشرق سے آنے والی لڑکی سے محبت کرتا ہوں "

اس کا دل وہیں رکا، آنکھیں وہیں منجمد ہوئیں

"میں تم سے محبت کرتا ہوں معطر "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں تم سے محبت کرتا ہوں معطر "

وہ اس کے سامنے ٹھہرا کہہ رہا تھا، معطر کا سر نفی میں ہلا

"تم مزاق کر رہے ہو "

"یہ حقیقت ہے، میں اس حقیقت کے ساتھ جی رہا ہوں "

"تم جھوٹ بول رہے ہو ایرک "

"یہ سچ ہے، میں اس سچ کے ساتھ زندہ ہوں "

"تم مجھے تنگ کر رہے ہو، تم یقیناً مجھے تنگ کر رہے ہو "

"تنگ تو تم مجھے کر رہی ہو۔۔۔ میرے دل کو "

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے سامنے آ ٹھہرا تھا، معطر کو نظریں اٹھا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا

"سنان جیسی باتیں مت کرو "

وہ چیخی، مٹی کا ڈھیر ہوئی، خاک برابر، راکھ برابر

"میں وہ غلطی نہیں کرنا چاہتا جو اس نے کی "

وہ دو قدم مزید پیچھے ہوئی، اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا

"یہ مت کہو۔۔۔ "

"میں صرف سچ بول رہا ہوں "

اس نے محتاط انداز میں معطر کو دیکھا، وہ ابھی تھپڑ مارے گی ابھی

"تم میرا دماغ ماؤف کر رہے ہو، دیکھو کہہ دو یہ مزاق ہے، کہہ دو یہ مزاق ہے "

وہ روگ تھا، وہ اس روگ سے گزر چکی تھی

"میں زندگی میں اس سے زیادہ سنجیدہ کبھی نہیں ہوا "

"وہ دو قدم آگے کو ہوا

"نہیں۔۔۔۔ تم غلط کہہ رہے ہو "

"تمہیں اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے؟ یہ کوئی انوکھی بات تو نہیں "

معطر ابھی تک بے یقینی سے نفی میں سر ہلا رہی تھی

"تم مزاق کر رہے ہو، تم کل آکر کہو گے کہ یہ مزاق تھا "

"وہ کل کبھی نہیں آئے گا "

اس کا لہجہ چٹان جیسا تھا، آنکھیں پتھر جیسی، وہ یقین نہیں کر سکتی تھی، وہ یقین نہیں کرنا چاہتی تھی، یہ وہ کیا کہہ رہا تھا؟

"تم سمجھ نہیں رہے ایرک "

"میں اپنی بات دوبارہ دہرا دیتا ہوں تاکہ تمہیں سمجھنے میں آسانی ہو۔۔۔۔"وہ عین اس کے سامنے آرکا، بالکل سامنے "میں۔۔۔ تم سے۔۔۔ محبت کرتا ہوں۔۔۔۔ معطر صبا "

"چپ کر جاو ایرک "وہ ضبط کھوتی چلائی" تمہیں مذاق لگتا ہے؟ مزاق لگتا ہے تمہیں "

"میں سنجیدہ ہوں "

"تم سے زیادہ غیر سنجیدہ انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا، محبت لفظ سے واقف بھی ہو؟ جس لڑکی سے نفرت کا دعویٰ تھا اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے ہو کہ تم سے محبت کرتا ہوں "

"میں نے کبھی نہیں کہا کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں "

"تمہارا عمل یہ بتانے کے لئے کافی تھا، تم نے کبھی میرا بھلا نہیں چاہا اب اٹھ کر محبت کا دعویٰ کس ہمت سے کرتے ہو؟ "

تو کیا وہ بھول گئی تھی کہ طوفان جیسی بارش والی رات وہ اس کے لئے آیا تھا؟ تیمور حیدر کے لئے اس کی مدد کی تھی؟ وہ بھول گئی تھی کہ برستی بارش میں چھاتا تانے اسے بارش سے وہ بچایا کرتا تھا؟ وہ بھول گئی تھی کہ وہ بولنے والا اسے دیکھتے الفاظ کھو دیتا تھا، سننے والا اسے سنتے ہر منظر بھول جاتا تھا

"وہ پرانی باتیں ہیں "

اس نے زندگی میں اس سے زیادہ وضاحت کسی کو نہیں دی تھی

"صدیوں پہلے کا قصہ نہیں ہے ایرک کیان، چند ماہ پہلے کی بات ہے، ان چند ماہ میں جو ہوا اس کے بعد کیسے محبت کا دعویٰ کر سکتے ہو تم؟ "

"اگر تم سنان کی محبت پر یقین کر سکتی ہو تو میری محبت پر کیوں نہیں؟ "

اسے احساس ہوا وہ واقعی الفاظ کھو رہا تھا، اتنی بے بسی؟

"اس کے ساتھ خود کو مت ملاؤ، تم خود کا مقابلہ اس سے کیوں کرتے ہو؟ "

وہ بھڑکی، ماتھا سلگ اٹھا، وجود کانپنے لگا

"میں مقابلہ نہیں موازنہ کرتا رہا ہوں۔۔۔ تم یوں کیوں رئیکٹ کر رہی ہو جیسے یہ کوئی انہونی ہو؟ "

وہ اب بھی تحمل سے کہہ رہا تھا، وہ باتیں منہ پر مارنے کا عادی تھا اور اب اسے الفاظ ڈھونڈنے میں دقت ہو رہی تھی، وہ واقعی الفاظ کھو رہا تھا

"میرے لئے ہے۔۔۔ مجھ سے مت کہو کہ یہ محبت ہے، میں نا تم پر یقین کرنا چاہتی ہوں، نا کر سکتی ہوں "

وہ غصے سے کہتی مڑی، ایرک تیزی سے اس کے سامنے آیا

"تم وقت لے سکتی ہو "

"میں سات صدیوں بعد بھی تمہارے الفاظ پر یقین نا کروں "

"میں بہت سے جھوٹ کہتا رہا ہوں لیکن اس سے بڑا سچ میرے پاس کبھی موجود نہیں رہا "

"اس سچ کو آگ میں جھونکو اور راکھ میں تبدیل کر دو، میرے راستے سے ہٹو "

"معطر۔۔۔ "

وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا

"تم میرے نزدیک جو تھے وہ مقام کھو چکے ہو ایرک۔۔۔ میں اس بار کہتی ہوں کہ میرے راستے میں مت آنا تو مت آنا، مجھ سے اجنبی بن کر ملنا تو دور ملنا ہی مت، اس بار تم اپنے حافظے سے ہی مٹا دو کہ تم لاھور کی کسی معطر صبا کو جانتے ہو "

وہ ایک بار پھر اس کے سامنے سے جانے لگی ایرک ایک بار پھر درمیان میں آیا

"تم غلط کر رہی ہو...ایک بار سن تو لو "

"میں نے کہا میرے راستے سے ہٹ جاؤ ایرک "

وہ پھنکاری۔۔۔ یہ ضبط کی انتہا تھی، صبر کا اختتام تھا

"معطر۔۔۔۔۔ "

"تمہارے لئے مر گئی معطر "

غصے سے کھولتے وہ پیچھے کی طرف مڑی، ایرک کو اس کے پیچھے جانا تھا لیکن وہ جانتا تھا وہ غصے میں تھی، وہ پیچھے جاتا تو اس کا غصہ مزید بڑھتا، وہ شخص جو الفاظوں کے ساتھ کھیلنے میں ماہر تھا اسے ایک مشرقی لڑکی چپ کرا گئی تھی، وہ ناواقف تھا کہ مشرق میں محبت کو روگ کہا جاتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اگلے تین دن کیفے کے باہر آتا وہ اگلے تین دن کاٹ دار نظر اس پر ڈال کر آگے بڑھ جاتی، وہ اپنے دل کا حال سنانا چاہتا تھا، وہ ایسی سماعت کھو چکی تھی، نا اب محبت قابلِ اعتبار رہی تھی نا ایرک کیان کی محبت قابلِ اعتبار تھی

اس نے تیمور کی محبت پر یقین کیا تھا، دل برباد ہوا

اس نے تیمور سے محبت کی، دل راکھ ہوا

سنان سعدی کو اس سے محبت تھی۔۔۔دل زخمی تھا

اور ایرک؟ صدمہ تھا تو یہ تھا کہ وہ ایسا سوچتا تھا؟ دکھ تھا تو یہ تھا کہ وہ اس کی سوچ سے ناواقف تھی؟ اس قدر بے خبری؟ اسے تیمور حیدر کے بتانے پر معلوم ہوا وہ محبت کا کہتا تھا تو کرتا ہو گا، اسے سنان کی ڈائری پڑھ کر علم ہوا وہ محبت لکھتا تھا تو کرتا ہو گا

اسے ایرک کیان کے لئے نا یہ سوچنا پڑا نا یہ خیال وہ سوچ سکتی تھی۔۔۔یہ کیسے ممکن تھا؟ وہ ساری حقیقتیں بھول کر کس خواب میں جی رہا تھا؟ وہ سارے خواب بھلا کر کس طرف جا رہا تھا؟ وہ شخص دماغ کھو بیٹھا تھا؟

وہ شخص دل کھو بیٹھا تھا

وہ اسے شروع سے تنگ نا کر چکا ہوتا تو ممکن تھا وہ یقین کر لیتی، ممکن تھا وہ اس کی صداقت پر ایمان لے آتی، وہ اب پچھتاتا تھا، اسے یہ پچھتاوا قبول تھا بس معطر ایک بار مان جائے۔۔۔ کیا؟ وہ یہ نہیں جانتا تھا

اس نے مستقبل کا نہیں سوچا تھا، وہ حال میں جینے والا انسان تھا، مستقبل کا سوچنے والا ہوتا تو رک کر سوچتا کہ اب کیا؟ وہ اس کی محبت پر یقین کرتی پھر؟ پھر کے بعد کیا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گلی کے نکڑ پر سیاہ گاڑی کی کھڑکی پر کہنی ٹکائے نظر گلی میں نظر آتے چوتھے مکان پر جمائے وہ کچھ سوچ رہا تھا، چہرہ پر سکون تھا اور آنکھیں؟ ان میں سب خاک کرنے کی چاہ تھی، سب راکھ میں بدلنے کا عزم، گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ باہر نکلا، اس کی سیاہ بڑی گاڑی اس چھوٹی گلی میں نہیں جا سکتی تھی، وہ جب بھی وہاں آیا تھا گاڑی باہر کھڑی کر کے آیا تھا

اور وہ وقت جب اس گلی کے چکر لگانے کو وہ بے تاب رہتا تھا، نگاہیں دروازے کی اوٹ سے جھانکتے آنچل میں اٹکی رہتی تھیں، وہ نظر بچا کر چوری چوری اسے دیکھا کرتا، وہ اس کے سامنے آنے پر دبا سا مسکراتی، یہ سب اب خواب جیسا تھا، وہ اب حقیقت میں جی رہا تھا، اور حقیقت یہ تھی کہ معطر صبا اس کی زندگی کا حصہ نہیں تھی

پچھلے ایک مہینے سے جس شخص کا ایڈریس وہ سنبھالے ہوئے تھا اس کے آفس جانے پر۔ آفس میں وہ قیامت جیسا راز علم ہونے پر جو دل کا حال ہوا تھا وہ اس حال کو کیسے سنبھالتا؟

"مجھے شایان نے کہا تھا خبر چلانے کو اور اسے اس کے دوست نے "

"کون سا دوست ؟ "

گن اس کے سامنے رکھے کروفر سے بیٹھے تیمور نے درشتی سے پوچھا

"ایرک کیان "

یہ کون تھا؟ کاظم علی اب اپنی جیب سے موبائل نکال رہا تھا، کوئی تصویر کھولتے اس کے سامنے موبائل رکھا تو تیمور نے آنکھیں سکیڑ کر اس شخص کو دیکھا جو

شایان کے ساتھ ٹھہرے لڑکے کے کاندھے پر ہاتھ جمائے ہوئے تھا، آنکھیں چمک رہی تھیں، لبوں پہ شرارت بھری مسکان تھی، کاظم اس کی طرف اشارہ نا بھی کرتا تب بھی تیمور حیدر ایک بار اس انسان کو ضرور دیکھتا جوان سب میں نمایاں لگ رہا تھا

"یہ ایرک ہے، شایان کے ساتھ سٹی یونیورسٹی آف لندن میں پڑھتا ہے "

تعارف کی ضرورت نہیں تھی، اسے لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ شخص یاد آیا تھا

" Don't you dare....."

سخت آنکھیں، سخت چہرہ، معطر کے لئے اس کے سامنے کھڑا ہونے والا ایرک باقی کی کہانی جیسے کسی نے اس کے سامنے تاش کے پتوں کی صورت بکھیر دی، کاظم کے گھر سے اس گلی کا سفر اس نے بے یقینی میں طے کیا تھا، یہ سب سچ تھا؟ معطر ایسا بھی کر سکتی تھی؟ وہ عورت کسی زمانے میں اس سے محبت کی دعوے دار تھی، وہ اسے یوں پوری دنیا میں بدنام کر سکتی تھی؟

دروازہ کھلا تو وہ مسکرایا، اس مسکراہٹ میں کچھ عجیب سا تھا

"السلام علیکم۔۔۔کیسے ہیں ماموں؟ "

افتخار صاحب اسے دیکھ کر ٹھٹکے

"یہاں کیوں آئے ہو؟ "

"کسی عالم سے سنا تھا سلام کا جواب دینا واجب ہے، کیوں گناہ کما رہے ہیں؟ "

وہ ہنوز مسکرا رہا تھا

"کیوں آئے ہو تیمور؟ "

"اب آپ یہ سوال بھی کریں گے؟ایک وقت تھا جب میں بنا اجازت اس گھر میں آیا کرتا تھا "

"وہ وقت گزر چکا "

"جس عورت کے حوالے سے وہ وقت آیا تھا وہ حوالہ مجھ سے جدا ہو گیا ہے، آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں؟ "

"اسے بیچ میں مت لاؤ "

"میں آج اسے بیچ میں لا کر ہی بات کرنے آیا ہوں، چائے بنانے کا تکلف مت کیجئے گا میں جانتا ہوں گھر پر کوئی نہیں ہے، آپ کے بچے پڑھنے اور ممانی چھوٹے ماموں کے نئے گھر گئی ہوئی ہیں "

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے ان کے پاس سے گزرتے ہوئے صحن میں آیا، دروازے کے سامنے برآمدے تک اینٹوں کی روش بنائی گئی تھی، دائیں بائیں طرف چھوٹا سا صحن تھا جس میں چند درخت لگا رکھے تھے، سامنے برآمدہ، وہ چلتے ہوئے برآمدے تک آیا

"کس لئے آئے ہو؟ "

افتخار صاحب سختی سے اسے دیکھتے اس کے پیچھے آئے

"آپ نے مرمت نہیں کروائی گھر کی؟ "

وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا، چہرے پر اب کوئی تاثر نہیں تھا

"تم میرے گھر کی حالت پر غور کرنے نہیں آئے تیمور "

"گھر کافی پرانا ہے ویسے۔۔امی نے بتایا تھا کہ نانا اسی گھر میں رہتے تھے پھر مرنے سے پہلے جائیداد تقسیم کی تو آپ کو یہ گھر دے دیا، حالانکہ چھوٹے ماموں

اور امی کا بھی حصہ تھا اس میں لیکن خیر۔۔۔۔۔۔ناٹ بیڈ ویسے۔۔۔قدیم لگتا ہے لیکن قدیم چیزوں کا آج کل رواج نہیں ہے "

وہ یوں تبصرہ کر رہا تھا جیسے اس گھر کو پہلی بار دیکھ رہا ہو

"کس لئے آئے ہو؟ "

وہ ضبط سے اسے دیکھ رہے تھے

"میرا مشورہ ہے اسے تڑوا کر۔۔۔۔ "

"اپنا مشورہ اپنے پاس رکھو اور بتاؤ کیوں آئے ہو" تیمور کی چلتی زبان رکی، چند لمحے وہ انہیں دیکھتا رہا پھر ان تک آیا

"آپ کو کبھی افسوس ہوا ہے ماموں جو آپ نے ہمارے ساتھ کیا؟ "

"تو کیا تم بھی اب اپنی ماں کی طرح مجھ سے حساب مانگو گے؟ یہ گھر ابا جی نے سب کی مرضی سے مجھے دیا تھا، تمہاری ماں اور حسن نے اپنی مرضی سے مجھ سے گھر کے عوض پیسے لئے تھے، یہ گھر۔۔۔۔ "

"آپ کو کبھی میرے اور معطر کے ساتھ برا کرنے پر افسوس ہوا ہے ماموں؟ "

افتخار صاحب چپ ہوئے پھر ماتھے پر بل پڑے

"کیا کہنا چاہتے ہو؟ "

"آپ کو کبھی افسوس ہوا ماموں کہ میں اور معطر جدا ہوئے اور اس کی وجہ آپ تھے "

"وہ تمہاری بزدلی تھی "

"وہ آپ کی بیماری تھی۔۔۔اس کے پاس صرف ایک بہانہ تھا۔۔۔میرا باپ ۔۔میرا باپ۔۔۔میرا باپ۔۔۔باپ مر جایا کرتے ہیں میرا بھی مرا تھا۔۔۔۔ آپ انوکھے تو نہیں تھے جو مرتے "

افتخار صاحب کا چہرہ سرخ ہوا

"تم یہاں۔۔۔۔ "

تیمور نے ان کی بات کاٹ دی

"میں یہاں آپ کو بتانے آیا ہوں کہ ہم دونوں کے الگ ہونے کے زمہ دار آپ ہیں۔۔۔اس نے مجھے چھوڑا کیونکہ وہ آپ کو نہیں چھوڑنا چاہتی تھی، اس

نے مجھے کھو جانے دیا کیونکہ وہ آپ کو چن رہی تھی، آپ نے ہم دونوں کا نقصان کیا ہے ماموں، آپ ہم دونوں کی کہانی کے ولن ہیں "

"تیمور۔۔۔۔ "

وہ سختی سے کچھ کہنے لگے جب تیمور نے ایک بار پھر ان کی بات کاٹی

"آپ نا ہوتے تو وہ مجھے چنتی، آپ نا ہوتے تو ہم دونوں کے بیچ برے دن نا آتے، آپ ہمارے اچھے دن کھا گئے "

"میری بیٹی کا زکر مت کرو "

"آپ کی بیٹی میری بھی کچھ لگتی تھی، وہی بیٹی جس نے مجھے پوری دنیا میں ذلیل کیا، تو آج سنیں، میں ایک زہر آپ کے اندر بھی اتارنا چاہتا ہوں "

"اس پر الزام مت لگاؤ "

"اس پر نہیں آپ پر الزام لگا رہا ہوں، آپ اس قابل نہیں تھے کہ وہ آپ کی بیٹی ہوتی "

افتخار صاحب تھک کر کرسی پر بیٹھے، تیمور ان کے سامنے چل رہا تھا، اس کا چہرہ اب عجیب لگ رہا تھا

"میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا، جانتے ہیں سب سے زیادہ نفرت بچپن سے آپ سے کی ہے، آپ کی ماں کی وجہ سے میری نانی نے تکلیفیں دیکھیں پھر میری ماں نے پھر میں نے، آپ سے نفرت کو میں خود پر واجب سمجھتا رہا ہوں عجیب ہے نا کہ آپ کی ہی بیٹی سے مجھے محبت ہوئی، وہ کہتی ہے وہ محبت نہیں تھی، میں آپ کو ایک بات بتاؤ؟ "

وہ چلتے چلتے یکدم ان کے سامنے رکا، افتخار صاحب گہری سانسیں لے رہے تھے

"وہ محبت تھی، عجیب تھی لیکن محبت تھی، میں چاہتا تھا وہ آپ کا زکر نا کرے وہ اتنا ہی آپ کا نام لیتی تھی، میں چاہتا تھا وہ شادی کے لئے ہاں کر دے میں ساری زندگی اسے آپ سے ملنے کے لئے تڑپاتا، وہ میری ضد زیادہ تھی لیکن محبت بھی تھی اور وہ کہتی ہے محبت نہیں تھی؟ میں آج بھی، آج بھی منتظر ہوں، مجھے آج بھی موقع ملے تو میں اسے اپناؤں گا، وہ میرے لئے پہلے جیسی نہیں رہی لیکن میں آج بھی اسے چن لوں گا "

"چپ کر جاؤ تیمور "

ان کا سانس اکھڑنے لگا تھا لیکن تیمور حیدر کی زبان آج چپ ہونے والی نہیں تھی ،وہ اپنے اندر کا طیش ان پر نکال رہا تھا

"میں نے اسے لندن میں دیکھا تھا، وہ بدل گئی تھی لیکن وہ مجھ سے محبت کرتی تھی، میں نے چاہا ہم ایک بار پھر شروع سے شروع کرتے ہیں اس نے مجھے ایک بار پھر چھوڑ دیا۔۔۔مجھے ؟ جس سے وہ محبت کرتی تھی ؟؟ ایسے کیسے ماموں ؟ میری عزت نفس میری انا کا کیا؟ وہ خود وہاں مر دوں۔۔۔ "

"دفع ہو جاؤ یہاں سے "

ان سے مزید نہیں سنا جائے گا، مزید نہیں

" سنیں۔۔۔اب سنیں۔۔۔ یہ سنان جس کی خبر چلی ہے کچھ دن پہلے یہی وہ آدمی تھا جس سے آپ کی بیٹی لندن میں معاشقے لڑا رہی تھی، اور وہ ایرک؟ وہ اس کے لئے میرے سامنے کھڑا تھا، آپ کی بیٹی کا کردار تو بہت صاف نکلا نا جو وہ مجھ پر الزام لگا رہی تھی "

اس نے تالیاں بجائیں

"میرے۔۔۔ میرے گھر۔۔۔ سے نکل جاؤ "

ان کی آواز پھنس گئی، ہاتھ اٹھا کر دروازے کی طرف اشارہ کیا

"اتنی جلدی آپ کی بس ہو گئی؟ اور میرا کیا؟ چار سال دیئے تھے اسے میں نے، چار سال، وہ چند لمحوں کا قصہ نہیں تھا، سالوں کا تھا، آپ کو علم ہے مجھے آپ سے کتنی نفرت ہو گئی اس کے بعد؟ آپ کو علم ہوتا تو اس نفرت کے زہر سے آپ مر جاتے"

وہ پھنکارا، طیش سے چہرہ سرخ پڑ رہا تھا

"چپ کر جاؤ تیمور۔۔۔۔"

"میں چپ نہیں کروں گا، آپ کو علم ہونا چاہیئے وہ اگر دوسرے ملک دھکے کھا رہی ہے تو آپ کی وجہ سے، وہ میرے گھر جاتی تو میری گھر کی ملکہ بنتی، وہ اس ملک میں اب دو دو ٹکے کے انگریزوں کو کافیاں پیش کرتی ہے، ان کی باتیں سنتی ہے، آپ جا کر اس کا حال دیکھیں اور اس پر رحم کریں، رحم کریں ماموں کیونکہ اس کی اس حالت کے ذمہ دار آپ ہیں، آپ کی غیرت کیسے گوارا کرتی ہے کہ اپنی بیٹی کی کمائی کھائیں؟"

وہ ان کے سامنے ٹھہرا تھا، بالکل عین سامنے، انگلی اٹھا کر انہیں بتاتا ہوا، طیش سے جتاتا ہوا، افتخار صاحب کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ چکا تھا لیکن تیمور کو رحم نہیں آیا

"تم ۔۔۔ تم غلط ہو تیمور "

انہوں نے پھولتی سانسوں سے کچھ کہنا چاہا، خود کو احساس جرم سے نکالنے کی کوشش

"آپ کو خود بھی علم ہے کون کتنا غلط ہے، اس نے اپنی زندگی آپ کے لئے تباہ کی ہے، اس گھر کے لئے وہ مرد بن کر کما رہی ہے اور آپ یہاں آرام کر رہے ہیں، واہ آپ کی مردانگی پر، مجھے افسوس ہے کہ وہ آپ کی بیٹی ہے۔۔۔۔" جھک کر ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ "مجھے معطر کے لیے افسوس ہے "

وہ سیدھا ہوا، کاندھے سے نادیدہ گرد جھاڑی پھر آخری نظر ان پر ڈالتے پیچھے کی طرف مڑا، اس کے چہرے پر اب سکون تھا اور پیچھے بیٹھے افتخار صاحب کا چہرہ اس شخص جیسا تھا جس سے اس کا سارا سکون چھین لیا گیا ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کلاس میں داخل ہوتے اس نے ایک نظر پوری کلاس پر ڈالی، پروفیسر ابھی نہیں آئے تھے تو سب باتوں میں مگن تھے، لیپ ٹاپس، بکس، نوٹس سامنے پڑے تھے ،دس دن بعد اگزیمز شروع تھے اور اس وقت یونیورسٹی میں ہر طرف کتابی کیڑے نظر آرہے تھے

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے دوسری رو کی طرف بڑھا، سیاہ جینز پر سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی، ہڈی سر پر جمی تھی، ایک ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا اور بیگ کاندھے پر تھا، بیگ سامنے رکھتے اس نے کان میں لگی ہینڈ فری نکالی اور لیپ ٹاپ کھولا، ڈیسک ٹاپ پر فائلز کھولیں، فائلز میں نیچے سکرول کرتے اس کے ہاتھ رکے، وہ اپنی کوئی اسائنمنٹ کھول رہا تھا لیکن سامنے "اسلام" کے نام سے ایک فولڈر تھا، اس پر کلک کرتے اس نے دو انگلیاں ہونٹوں پر جمائیں

ہر وہ شے جو اس نے ہاکس کے شو کے لئے تیار کی تھی سامنے تھی، وہ جاب چھوڑ چکا تھا تو ان سب کی ضرورت بھی نہیں تھی، ڈلیٹ کا آپشن کلک کرتے اس نے کمانڈ دی ہی تھی کہ ساتھ کوئی آٹھہرا، ایرک کے ہاتھ رکے نظر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا پھر ابرو اچکائے

"ہیلو ایرک "

"کام بولو۔۔۔ "

"تم کیسے ہو؟ "

"میں نے نوٹس نہیں بنائے، اپنی پریزنٹیشن میں تمہیں نہیں دکھاؤں گا اور اگزیمز تک میرے آس پاس بھی مت بھٹکنا "

اس نے توجہ دوبارہ فائل کی طرف کی جب جمی اس کے ساتھ ٹھک سے بیٹھا

"میں تمہارا دوست ہوں، میں ویسے بھی تمہارا حال پوچھ سکتا ہوں "

"اس صدی کا عظیم ترین سانحہ "

"طنز کرنے میں ماہر ہو "

"ہاتھ چلانے میں اس سے زیادہ ہوں، اپنی یہ پانچ سو سال پرانی منحوس شکل گم کرو "

وہ فائل کھول کر دیکھ رہا تھا، جانے کیا کیا لکھ ڈالا تھا

"میں اگزیمز کے بعد لندن سے چلا جاؤں گا، تم مجھ سے تمیز سے بات کرو "

"میں لندن کو مبارکباد دیتا ہوں "

"تم یہیں رہ جاؤ گے، مجھے لندن کے لئے افسوس ہے "

"اس کی ضرورت نہیں ہے، مجھے خود لندن کے لئے افسوس ہے "

سامنے حامد رئیسی کے نام سے فائل ٹھہری تھی اس نے وہ کھولی

"بہت بہتر۔۔۔اب اپنی نوٹ بک دکھا سکتے ہو مجھے ؟ "

"میں صاف انکار کرتا ہوں "

"تم سوچ لو۔۔۔پانچ منٹ بعد میں دوبارہ آؤں گا "

"میں سوچ چکا ہوں، پانچ منٹ بعد والا انکار ابھی سن لو "

"تم واقعی بے مروت ہو، صحیح کہا جاتا ہے "

"شکریہ۔۔۔ "

اس نے سر کو خم دیا، نظریں سامنے تھیں، الارا کیس سے متعلق ہر ڈیٹیل پھر سنان کے کیس کے متعلق ہر شے، ساتھ بیٹھے جمی کی نظر لیپ ٹاپ کی طرف گئی تو اس نے آنکھیں سکیڑیں

"تم مسلمانوں کے خلاف مواد جمع کر رہے ہو؟ "

"جمع کیا گیا مواد ڈلیٹ کر رہا ہوں "

"کیوں؟ یہ بہترین معلومات ہیں "

"بدترین کہو۔۔۔ "

"تمہاری رائے آج کل کچھ بدل نہیں رہی؟ "

"یوں کہو کہ بدل چکی ہے "

وہ اب الارا کیس سے متعلق میڈیا رپورٹس دیکھ رہا تھا، ابھی تک نا کوئی فیصلہ آیا تھا نا پولیس کو کوئی اور ثبوت ملا تھا، اس کے دماغ میں کچھ اٹکا، کچھ عجیب سا

"یہ رائے اب بری ہے یا اچھی؟ "

"نا بری نا اچھی "

"ویل۔۔۔ گڈ فار یو، مجھے تو ان سب سے بے زاری ہوتی تھی "

ایرک نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"حالانکہ تم مسلمانوں کے خلاف تھے "

"جیسے تم تھے، لیکن سنان والے کیس کے بعد احساس ہوا کہ اگر ایسے پر ہجوم شدت پسند واقعات اسلامی ممالک میں ہوں تو اسلام اور مغربی معاشرے میں ہوں تو صرف ملک سے جوڑے جاتے ہیں۔۔۔ دوغلی پالیسی "

اس نے کاندھے اچکائے

"تو یعنی تم مسلمانوں کو پسند کرتے ہو؟ "

"ایسا بھی نہیں ہے، میں ان سے متاثر نہیں ہوں جو انہیں پسند کروں میں نے بس انہیں برا سمجھنا چھوڑ دیا ہے "

ایرک نے رخ موڑ لیا، اس کا دماغ کچھ عجیب کہہ رہا تھا، فائلز نیچے کی طرف کرتے وہ مزید کچھ دیکھتا جب کسی کونے سے رائن کی آواز ابھری

" He is in love guy's"

اس کا سر بے ساختہ پیچھے کی طرف گیا، رائن سب سے آخر میں سیڑھی پر ٹھہرا تھا ،اس کے ہاتھ میں مائیک تھا اور وہ مسکرا رہا تھا

"کون؟ "

کسی نے آواز لگائی تو ایرک کی مسکراہٹ گہری ہوئی پھر وہ چلتے ہوئے نیچے کی طرف گیا

"تم لوگوں کے لئے یقین کرنا گو مشکل ہو گا لیکن کر لینا، میں اس سال کی سب سے بڑی نیوز بریک کرنے جا رہا ہوں" پوڈیم کے سامنے ٹھہرتے اس نے ایرک کو دیکھا اس کا سر نفی میں ہلا (یہ آج زندہ بچے میرے ہاتھوں سے)

"تجسس مت بڑھاؤ "

"ٹھیک ہے۔۔۔۔تو خبر یہ ہے کہ۔۔۔" اس نے رک کر سب پر نظر ڈالی پھر کھنکارا" ہمارے ایرک کو کسی سے محبت ہو گئی ہے "

ایرک نے کراہ کر آنکھیں بند کیں، کسی کا منہ کھلا کسی کی آنکھیں

"کیا مزاق ہے ؟ "

"اچھا جوک تھا لیکن میں ہنسنے سے قاصر ہوں "

"تم شاید اس کے کیمرے کا کہہ رہے ہو ؟ "

"کون ہے وہ بد قسمت ؟ "

"کیا اسے علم ہے ایرک ؟ تم نے اسے کیسے بتایا؟ "

بھنبھناہٹیں، تبصرے، قیاس آرائیاں اور وہ آنکھوں میں ڈھیروں ضبط لئے رائن کو دیکھنے لگا

"دیکھو۔۔۔ یہ مذاق نہیں ہے، کیا تم لوگوں نے غور نہیں کیا کئی دن سے اس نے کسی کی تصویر بنا کر بلیک میل نہیں کیا، اس کا کیمرہ لاپتہ ہے، وہ سچ میں کسی سے محبت کرتا ہے "

سب کے سر ایرک کی طرف گھومے اس نے آنکھیں گول گول گھماتے ہڈی سر پر آگے کی اور پیچھے سر رکھ لیا

"کیا تم اس کارنامے پر آنکھیں چرا رہے ہو؟ "

"یہ ایرن ہے۔۔۔ میرے پاس تمہاری تصاویر اب بھی ہیں منہ بند رکھو "

اس نے رجسٹر بھی منہ پر رکھ لیا۔۔۔ رائن !!!!!!!!

"یہ صدی کا عجیب ترین قصہ ہے، ایرک وہ کون ہے؟ "

"میرا دماغ مت کھاؤ "

"تم اس کا نام کیوں نہیں لے رہے؟ "

کیونکہ وہ اس کا نام چھپانا چاہتا تھا، محبت کا ایک اصول اس نے اب سیکھا تھا، جس سے محبت کی جائے اسے رسوا نہیں کیا جاتا اور وہ ان سب کو جانتا تھا

"کیونکہ تم لوگ اس کا نام سننے کے قابل نہیں ہو "

"تصویر دکھادو "

"وہ مشرق۔۔۔۔ "

اس نے جھٹ رجسٹر اٹھاتے رائن کو گھورا تو اس کے الفاظ زبان میں رہ گئے

"یہ ایک راز ہے دوستو، عنقریب علم ہو جائے گا وہ کون ہے "

اس نے احتیاطاً ایرک کو دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا

"تم اس سے ڈرو مت، بتاو تاکہ ہم اس لڑکی سے افسوس کر سکیں "

کلاس میں قہقہ گونجا، ایرک نے بےزاری سے آنکھیں گھمائیں

"میری بات سنو سب، تم لوگوں کا دس دن بعد پیپر ہے، میں کس سے محبت کرتا ہوں یہ فلوقت رہنے دو، تم لوگ اگزیمز کے بعد کس منہ سے اپنا سامنا کرو گے اس پر غور کرو "

اس نے لیپ ٹاپ آگے کر لیا، جمی موقع کے فائدہ اٹھاتا اس کی نوٹ بک لے کر فرار ہو چکا تھا

"وہ صحیح کہہ رہا ہے، تم سب دعا کرو اس کے بعد میں زندہ بچ جاؤں "

اس بار اس نے صرف ہونٹ بھیچنے پر اکتفاء کیا، رائن واقعی زندہ بچ جائے اب پوری کلاس ایک بار پھر لیپ ٹاپس پر جھک گئ، بھنبھناہٹیں پھر سے ابھرنے لگیں ان سب میں وہ پوری توجہ سے اپنے لیپ ٹاپ پر کھلی فائل دیکھ رہا تھا، پچھ تھا اس میں جو اسے تلاش کرنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سڑک کے کنارے پر رکھی ٹیبل کرسیوں میں سے وہ ایک پر بیٹھی تھی، سامنے والی کرسی خالی تھی، اس پر بیٹھی بانو آپا اسے آئسکریم لیتی نظر آ رہی تھیں، وہ انگلی ٹیبل پر بجاتی انہیں دیکھتی رہی، سیاہ رنگ کے درمیانے سائز کے ڈبے اٹھاتے وہ ٹیبل تک واپس آئیں تو وہ سیدھی ہوئ

"تم یاد کرو گی کہ ہم نے سخت سردی میں از لنگٹن کی سڑک پر بیٹھ کر آئسکریم کھائی تھی "

"آئسکریم کھانے کے بعد حافظہ سلامت رہا تو۔۔۔ "

بانو آپا ہنسیں

"یہ برا آئیڈیا نہیں ہے، لوگوں میں فضول مشہور ہے کہ سردی میں آئسکریم نہیں کھائی جا سکتی "

اس کا ڈبہ سامنے رکھا تو معطر نے کاندھے اچکاتے اس پر لپٹا ر پیر ہٹایا

"ہمارے بزرگ کہہ کر گئے ہیں۔۔ لیکن ہم نے مشاہدہ کیا ہے "

"تمہارے اندر ایک بوڑھی روح ہے "

"وہ کیسے ؟ "

"تم صدیوں پرانے زمانے کی لگتی ہو، آج کل چوڑیاں کون پہنتا ہے ؟ بریسلٹس کا زمانہ ہے لیکن تم نے ان چوڑیوں کو کلائیوں میں سجا رکھا ہے، پرانے گانوں کا آج کل کہاں دور رہا ہے اور تمہیں وہی پسند ہیں، آج کل کی جنریشن موبائل فونز میں گھسی رہتی ہے اور تمہارا موبائل لاوارثوں کی طرح پڑا رہتا ہے، سچ بتاؤ قدیم

دور سے بھٹک کر یہاں تو نہیں آ گئیں ؟ اتنی تو میں بھی پرانے دور کا خود کو نہیں سمجھتی "

وہ مسکراہٹ دبائے انہیں دیکھتی رہی پھر چمچ سے آئسکریم حلق میں رکھی، اندر تک ٹھنڈک پہنچی تو ایک دم وجود کپکپا گیا

"میں خود کو پرانے دور کا ہی سمجھتی ہوں، مجھے یہ دور متاثر نہیں کرتا "

"کیوں ؟ "

" یہاں لوگ منافق ہیں، وہ سچ کا کہہ کر جھوٹ بولتے ہیں، یہاں محبتیں وقتی ہیں، وہ پسند کا کہہ کر اسے محبت ثابت کرنا چاہتے ہیں، یہاں وقت تیز ہے، مجھے اس تیز وقت کے ساتھ چلنا نہیں آتا "

اسے کوئی یاد آیا پھر سر جھٹکا، دو دن سے اس کی شکل نہیں دیکھی تھی اچھا ہے وہ سامنے نا آئے ورنہ وہ ضبط کھو دیتی

"جدیدیت اچھی چیز ہے "

"جب تک وہ آپ کی زندگی متاثر نا کرے "

گو سردی تھی لیکن وہ دونوں پھر بھی آئسکریم کھا رہی تھیں، امی یہاں ہوتیں تو اب تک اسے جوتے پڑ چکے ہوتے، چمچ منہ کی طرف جا رہا تھا جب وہ رکی، آہستہ سے کپ میں واپس رکھا اور بانو آپا کو دیکھا

"میں پاکستان واپس جانے کا سوچ رہی ہوں آپا "

بانو آپا رکیں، نا سمجھی سے اسے دیکھا

"کس لئے؟ "

"یہاں نہیں رہا جا رہا "

"تھک گئی ہو؟ "

"تھکی نہیں ہوں، پتا نہیں کیوں لیکن عجیب لگتا ہے یہاں، برطانیہ دوسروں کے لئے خوابوں کی سرزمین ہو گی میرے لئے وحشتوں کی زمین ہے "

"گھر والوں نے واپس آنے کا کہا ہے؟ "

انہوں نے آئسکریم پیچھے کر دی

"وہ یہاں آنے ہی نہیں دینا چاہتے تھے میں ضد کر کے آئی تھی لیکن اب یہاں وحشت ہو رہی ہے، جو کچھ ایک مہینے میں ہوا ان سب سے عجیب وحشت ہو رہی ہے "

اس کا چہرہ سادہ تھا، نا کوئی میک اپ نا کچھ اور، پر کشش سا گندمی چہرہ جو واقعی اس زمانے سے میل نہیں کھاتا تھا، بال گول مول باندھ کر کیچر میں جکڑ رکھے تھے، وجود پر اداسی چھائی تھی، وہ کسی قدیم زمانے کی بھٹکی ہوئی لگتی تھی

"اپنے بابا کے علاج کا کیا کرو گی؟ "

"زمین ہے کچھ وہ بیچ دیں گے، بابا پہلے راضی نہیں تھے وہ چاہتے تھے وہ زمین ان کے بچوں کے پاس رہے لیکن دانیال کہہ رہا تھا اب بیچ دیں گے، وہ بھی شاید تھک گئے ہیں اور میں بھی۔۔۔ایک جاب سے کچھ نہیں ہوتا اور دوسری مل نہیں رہی "

"تم ہار کر جا رہی ہو؟ "

"اس جیت کے خوف سے جس کے اختتام پر میرے ہاتھ اور دل خالی ہوں "

بانو آپا کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں پھر کپ پیچھے کرتے کرسی سے ٹیک لگائی، رخ سڑک کی طرف موڑا، وہ رہائشی علاقوں سے دور جگہ تھی تو سڑک پر ٹریفک نہیں تھا

"تم نے فیصلہ کر لیا ہے؟ "

"آپ منع کرنا چاہتی ہیں؟ "

"تم چلی جاؤ "

معطر لمحہ بھر کو بالکل چپ رہ گئی، اسے لگا تھا وہ روکیں گی

"آپ مجھے روکیں گی نہیں؟ "

"میں کیسے روکوں جبکہ میرا دل چاہتا ہے ہر پردیسی واپس چلا جائے "

"آپ بھی چلیں نا "

"میری قید ہے یہاں معطر، مجھے وہ کاٹنے دو "

"آپ غلط سوچتی ہیں آپا، ممکن ہے آپ کے گھر والے وہاں آپ کا انتظا کر رہے ہوں "

"جو منتظر ہوں وہ واپسی کا کوئی اشارہ بھی دیتے ہیں "

اگلے کئی لمحے وہ دونوں چپ رہیں پھر بانو آپا نے تھک کر سر کرسی کے سرے پر ٹکایا

"پردیس بہت بری چیز ہے معطر، یہاں لوگوں کو نہیں آنا چاہئے، یہاں سے واپسی پھر تابوت میں ہوتی ہے، ایک بار جو یہاں قید ہو گیا وہ واپس نہیں لوٹا کرتا، لوٹے تو زندہ نہیں ہوتا "

"جیسے سنان۔۔۔ "

اس کا نام بے ساختہ لبوں سے پھسلا تھا، بے اختیاری میں، بنا سوچے سمجھے، بانو آپا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، اس کے چہرے پر کوئی حزن پھیلا تھا

"وہ آخری بار آیا تھا تو میں نے کہا تھا واپس چلا جائے اور تمہارے بابا سے تمہارا رشتہ مانگے، اس نے میرے سامنے بیٹھ کر کہا تھا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے "

معطر نے لب کاٹا

"جانتی ہوں۔۔۔ "

"میں بھی جان گئی تھی، اس نے کہا اس کے لئے ہر عورت معطر صبا نہیں بن سکتی، وہ زندہ رہتا تو میں تم دونوں کی کہانی کا خوشگوار انجام دیکھتی لیکن پردیس

نے اسے یہاں رہنے نہیں دیا، مجھے لگتا ہے میں بھی اس کی طرح واپس جاؤں گی، اسے اپنے شہر کے قبرستان میں جگہ مل گئی مجھے تو وہ بھی نہیں ملے گی "

معطر کی آنکھوں میں کرب اترا

"ایسے مت کہیں۔۔۔آپ نے صرف محبت کی تھی "

"غلط کیا تھا۔۔۔مجھے گھر سے بھاگنا نہیں چاہئے تھا اس کے بعد سے اب تک بھاگ رہی ہوں، مجھے سمجھنا چاہئے تھا کہ محبت کے دعوے دار گھر سے بھگا کر نہیں لے جاتے، وہ عزت سے اپناتے ہیں، پوری دنیا سے لڑ کر ہی صحیح، محبت مل گئی تو خوش قسمتی نا ملے تو اسے رسوا نہیں کرتے، مجھ پر محبت قہر کی صورت اتری تھی "

وہ سیدھی ہوئیں، آئسکریم یونہی رکھی تھی

"آپ اپنے گھر والوں سے بات کر کے تو دیکھیں "

"جو چٹھیاں بھیجیں ہیں وہ انہوں نے پھینک دی ہوں گی، میرا قصور بڑا تھا، لڑکیوں کو گھر سے نہیں بھاگنا چاہئے پھر وہ ساری عمر دنیا سے بھاگتی رہتی ہیں، بس

سال کی ماں باپ کی محبت کو بیس دنوں کی محبت کے پیچھے نہیں چھوڑنا چاہیئے، پھر وہ محبت چھوڑ جائے تو سب راکھ برابر "

ان کی پلکوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے معطر اٹھ کر ان تک آئی اور گلے سے لگایا

"یہ قید ختم ہو جائے گی آپا "

"میری زندگی کے ساتھ "

انہوں نے اس سے الگ ہوتے آنسو صاف کئے پھر بیگ اٹھایا

"چلو۔۔۔۔آئسکریم ذائقہ کھو چکی ہے "

وہ اپنا بیگ اٹھاتی سڑک کی سیدھ پر چل رہی تھیں، معطر نے حلق میں اٹکتے آنسو اندر دھکیلے پھر اپنا موبائل اٹھاتے کوٹ کی جیب میں ڈالا

وہ اسی قید سے خوفزدہ تھی

☆☆☆☆☆☆☆

کوزی مگ سے باہر نکلتے اس نے بیگ کھول کر اندر سے سرخ ڈائری نکالی۔ پھر بیگ بند کرتے اسے دیکھا

سنان سعدی

وہ اس ڈائری کو پریزے تک پہچانا چاہتی تھی لیکن اس کا دوبارہ پریزے سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ اس نے سنان کے نمبر پر کئی بار کال بھی کی تھی لیکن نمبر بند جارہا تھا۔ اس کی ڈائری کا آخری صفحہ کھولتے وقت آس پاس کوئی حزن سا آ ٹھہرا۔ جانے وہ کیا کہہ رہا تھا۔ کوئی بات۔ کوئی ادھورا قصہ۔ کوئی اور پشتو جملہ۔ یا شاید کچھ اور۔ وہ اب کبھی نا جان پاتی کہ سنان اس آخری ملاقات کا اختتام کیسے چاہتا تھا

"تم ایک بار رک کر مجھے سن سکتی ہو؟ "

کیفے سے نکلتے وہ ابھی چار قدم ہی چلی تھی جب وہ یکدم اس کے سامنے آیا، بلیو جینز پر سفید شرٹ جس کے بٹن کھلے ہوئے تھے نیچے سفید ٹی شرٹ تھی، مارچ کا آغاز تھا اور موسم سرما کا اختتام چل رہا تھا اسی لئے اس نے بھی آج صرف سوئیٹر پہن رکھا تھا، اونی ٹوپی اور کوٹ غائب تھے

"میرے پاس تمہارے لئے وقت نہیں ہے "

وہ بنا اس کی سنے آگے بڑھنے لگی جب ایرک ایک بار پھر سامنے آیا

"میری بات سنو معطر، صرف ایک بار تسلی سے بیٹھ کر مجھے سن لو، اگر تم بات نہیں سنو گی تو معاملہ حل کیسے ہو گا؟ "

"مجھے نا معاملہ حل کرنے میں دلچسپی ہے نا تمہیں سننے میں "

وہ سخت نظر آ رہی تھی، ایرک نے ہونٹ گول کر کے گہری سانس لی

"ٹھیک ہے۔میں سمجھ سکتا ہوں لیکن کیا تم مجھے صرف چند منٹ دے سکتی ہو؟ صرف چند منٹ؟ "

وہ اسے دیکھتی رہی پھر بیگ کاندھے سے ہاتھ میں منتقل کرتے سائیڈ پر رکھی کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھی، ہاتھ میں تھامی سرخ ڈائری اس نے ٹیبل پر رکھ دی

"دس منٹ۔۔۔اس کے بعد میں چلی جاؤں گی "

ایرک سر ہلاتا دوسری طرف بیٹھا، سامنے لکڑی کی میز رکھی تھی جس پر سرخ ٹیولپ کے پھول گلدان میں سجائے گئے تھے

"سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ تمہیں غصہ کس بات پر ہے؟ "

"تمہاری سوچ پر "

"میں تمہیں سوچتا ہوں "

"اسی پر غصہ ہے۔ میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتی تھی "

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔ صرف محبت کا اظہار کیا ہے "

"اور اگر تم سنجیدہ نا ہوتے تو میں تم پر ہنس دیتی ایرک۔ تمہارے منہ سے مجھے یہ لفظ عجیب لگتا ہے "

"تم مانتی ہو کہ میں سنجیدہ ہوں؟ "

معطر اسے دیکھتی رہی پھر کہنیاں آگے کو رکھتی اس کی طرف مکمل متوجہ ہوئی

"تم جانتے ہو محبت کیا ہے؟ "

"ظاہر ہے "

"کیا ہے؟ "

"کسی کو پسند کرنا، اس کی طرف اٹریکٹ ہونا، اسے سننا اور سنتے رہنا دیکھنا اور دیکھتے رہنا "

وہ گویا رٹو طوطے کی طرح شروع ہو گیا تھا

"میرے نزدیک یہ محبت نہیں ہے ایرک، ہم ہر دوسرے انسان کو پسند کرتے ہیں۔ اسے سنتے ہیں، سن کر اچھا محسوس کرتے ہیں تو کیا ہم ہر دوسرے انسان سے محبت کرتے ہیں؟ "

"اب تم اپنی باتوں سے مجھے قائل کرنے کی کوشش کرو گی کہ یہ محبت نہیں ہے "

وہ اسی کے انداز میں کہنیاں میز پر رکھے آگے کو ہوا

"یہ واقعی محبت نہیں ہے "

"اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟ "

"کیونکہ میں مغرب کی محبت پر یقین نہیں رکھتی، میں نے تم لوگوں کی کہانیاں سن رکھی ہیں۔ مغرب کے لوگ محبت سے واقف نہیں ہوتے۔ یہاں صرف اٹریکشن ہوتی ہے اور کچھ نہیں "

"مادام معطر۔۔۔ تمہاری سوچ مغربی معاشرے کو لے کر بہت غلط ہے" وہ افسوس سے اسے دیکھنے لگا" تمہیں لگتا ہے محبت صرف مشرق کے لوگ کر سکتے ہیں؟ "

"کم از کم۔۔۔۔ "

ایرک نے اس کی بات کاٹ دی

"میرے پاس ہزاروں کہانیاں ہیں سنانے کو لیکن میں تمہیں اپنی یونیورسٹی کا بتاتا ہوں۔ میرے ڈیپارٹمنٹ میں ملر پڑھتا ہے اسے ایک لڑکی سے محبت ہے، اب بھی ہے حالانکہ وہ اپنے ملک واپس جا چکی ہے پھر بھی وہ ہر روز اس سڑک پر جاتا ہے جہاں سے وہ آیا کرتی تھی، وہ ہر روز کینیڈا سے آنے والی فلائٹ چیک کرتا ہے کیونکہ وہ لڑکی کہہ کر گئی تھی کہ وہ واپس آئے گی۔ ہم پریکٹیکل قوم ہیں۔ ہم نے اپنے قصے تم لوگوں کی طرح مشہور نہیں کر رکھے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے ہم محبت نہیں کر سکتے۔ تم محبت کو کسی ایک قوم سے کیسے جوڑ سکتی ہو؟ "

وہ سنجیدہ تھا اور از حد تھا

"تم مجھے ایسی باتیں سنا کر اپنی محبت کا یقین نہیں دلا سکتے "

"مجھے بڑی بڑی باتیں کرنی نہیں آتیں۔ میں لفظوں کے ساتھ اچھا ہوں لیکن محبت کے معاملے میں مجھے الفاظ کے ساتھ کھیلنا نہیں آتا۔ لیکن" وہ ہلکا سا آگے کو ہوا" جس رات میں نے تمہارے سر سے خون نکلتے دیکھا اس وقت میرے جسم

سے پہلے جان نکلی تھی۔ میں اگر کہتا ہوں کہ میں محبت کرتا ہوں تو میں سچ کہتا ہوں "

معطر لمحہ بھر کو چپ رہ گئی پھر اس نے گہری سانس لی

"ٹھیک ہے۔ اگر میں تمہاری محبت پر یقین کر لوں تو پھر؟ "

پھر؟ پھر کیا؟ اس کے بعد کیا تھا؟

"ہم شادی کر لیں گے "

سادہ سوال کا سادہ جواب۔ جیسے اس کے ذہن میں تھا کہ وہ پوچھے گی تو یہی کہنا ہو گا، معطر کے چہرے پر ضبط جھلکا

"یہ ناممکن ہے "

"کیوں؟ "

"میرے لئے یہ ناممکن ہے ایرک "

"میں تمہارے گھر والوں سے بات کر سکتا ہوں، انفیکٹ میرے پیرنٹس پاکستان جا کر سب معاملات دیکھ لیں گے "

"میرے انکار کی یہ وجہ نہیں ہے "

"پھر کیا ہے؟ میرا مستقبل کامیاب ہے۔مجھے کوئی فائنشل پرابلم نہیں ہے۔ اور۔۔۔"

"تم مسلمان نہیں ہو۔۔۔"

اس کی چلتی زبان رکی۔ناسمجھی سے معطر کو دیکھا

"کیا مطلب؟"

"تم مسلمان نہیں ہو ایرک۔اور جس مذہب کو میں مانتی ہوں وہ کہتا ہے کہ ایک مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے شادی نہیں کر سکتی"

اس نے کچھ تحمل کا مظاہرہ کرتے ایرک کو سمجھانا چاہا

"لیکن میری یونی میں کئی مسلمان ہیں جو کرسچن لڑکی سے کمیٹڈ ہیں"

وہ کچھ حیران تھا

"یہ اجازت صرف مردوں کو ہے۔مسلمان مرد عیسائی عورت سے شادی کر سکتا ہے لیکن مسلمان عورت عیسائی مرد سے شادی نہیں کر سکتی نا کسی اور غیر مسلم سے۔یہ چیز مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں ہے۔اور پھر تم تو سرے سے کسی مذہب کو مانتے ہی نہیں ہو"

"میں نے ایسا نہیں کہا۔ میں نے کہا تھا کہ میں مذہب کو لے کر کنفیوژن کا شکار ہوں۔ لیکن میرے ڈاکیومنٹس پر میرا مذہب عیسائیت ہی لکھا ہوا ہے "

"یہ پھر بھی ممکن نہیں ہے۔ میں نے کہا نا مسلمان عورت صرف مسلمان سے ہی شادی کر سکتی ہے "

"لیکن کوئی تو وجہ ہو گی اس پابندی کی؟ "

وہ نا کوئی عالم تھی نا مفتی جو اسے علم ہوتا۔ اس نے کچھ سوچنا چاہا لیکن وہ فقہی مسائل نہیں جانتی تھی

"حکم ہے تو ہے بس۔ ہم نے بس "سمعنا واطعنا" پر عمل کیا ہے، ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ کیوں؟ کیا؟ کیسے؟ جیسے سوالات اللہ کے حکم پر نہیں پوچھے جاتے "

وہ اسے یوں سمجھا رہی تھی جیسے کوئی بچے کو سمجھاتا ہو لیکن وہ بچہ نہیں تھا

"اوکے۔ لیکن ہر حکم کی کوئی نا کوئی لاجک ہوتی ہے۔ اس کی بھی کوئی ہو گی "

"مذہب میں لاجک نہیں ڈھونڈے جاتے۔ ایسا ہے تو بس ہے۔ مل گیا جواب؟ میں جا رہی ہوں "

وہ بیگ اٹھاتی اٹھنے ہی لگی جب ایرک نے دونوں ہاتھ اوپر کئے

"اگر تم چاہو تو میں اسلام قبول کر سکتا ہوں "

وہ دھیرے سے واپس بیٹھی، آنکھوں میں بے یقینی اتری

"تم جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟ "

"میں نے کہا کہ میں تمہارے لئے اسلام قبول کر سکتا ہوں "

اس کا چہرہ سرخ ہوا

"کل تک جو شخص اسلام کے خلاف بولتا تھا وہ آج اسلام قبول کرنے کی بات کر رہا ہے۔ تعجب "

"میں جانتا ہوں میں اسلام کے خلاف رہا ہوں لیکن وہ صرف ایک غلط فہمی تھی ۔مجھے اب چیزیں سمجھ آ رہی ہیں "

"جتنی سمجھ آئی ہیں اور جتنی سمجھ آئیں گی کیا ان کے بعد اگر تمہاری زندگی میں میں نا آتی تو تم اسلام قبول کر لیتے؟ سچ بتانا صرف سچ "

ایرک کے چہرے پر تذبذب دوڑا

"یہ مشکل سوال ہے لیکن اگر میں صاف گوئی کا مظاہرہ کروں تو نہیں۔ میں اسلام قبول نا کرتا۔ میں یہ فیصلہ صرف تمہارے لئے لے رہا ہوں "

"میرے لئے؟ سچ میں ایرک؟! اگر تم ہجرت کر رہے ہو تو میرے لئے مت کرو۔ کم از کم ایک عورت کے لئے مت کرو۔ یہ فیصلہ دنیا کے لئے تو مت کرو۔ اسلام قبول کرنا ہے تو بہت خوشی سے کرو۔ مجھے واقعی خوشی ہو گی لیکن کم از کم اس کی وجہ مجھے مت بناؤ "

اس کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں، ایرک اب کے کچھ بے بسی سے جھنجھلایا

"تمہیں ہر چیز پر اعتراض ہے "

"چلو فرض کرتے ہیں" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی گویا ہوئی "تم اسلام قبول کر لیتے ہو۔ ہماری شادی بھی ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ بہت اچھا گزرتا ہے۔ جب آپ اسلام قبول کرتے ہیں تو وہ آپ پر کئی پابندیاں لگاتا ہے۔ تم نے کہا تھا تم شراب پیتے ہو تمہیں وہ چھوڑنی پڑے گی۔ تم ممکن ہے پورک کھاتے ہو (حلق تک زہر گیا لیکن اس نے ضبط کر لیا) وہ بھی تمہیں چھوڑنا پڑے گا۔ تمہاری زندگی اپنے مطابق نہیں اسلام کے مطابق گزارنی ہو گی۔ تم یہ سب پابندیاں برداشت

نہیں کر پاؤ گے اور اسلام سے بے زار ہو جاؤ گے۔ پھر میرا کیا ایرک؟ میں تمہارے ایک مفروضے کی بنا پر اپنا سب چھوڑ دوں اور اختتام پر تم اسلام ہی سے متنفر ہو جاؤ میری زندگی تو برباد ہو گئی نا؟"

"ایسا نہیں ہو گا۔ میں کمٹمنٹس ادھوری نہیں چھوڑا کرتا"

"مسئلہ ہی یہی ہے کہ تم اسے کمٹمنٹ سمجھ رہے ہو۔ اسلام قبول کرنا چھوٹی بات نہیں ہے۔ اگر تم یہ فیصلہ اسلام کو سچ اور حق مذہب جان کر کرتے تو ممکن تھا کہ میں کچھ سوچ لیتی لیکن تم آغاز پر ہی کہہ رہے ہو کہ تم یہ فیصلہ میری وجہ سے کر رہے ہو۔ میں اس پر کیسے یقین کروں؟"

اس نے پرس ہاتھ میں بھینچا۔ آواز بلند ہو گئی۔ غصہ ابل کر آ رہا تھا

"تم دراصل میرا پرپوزل ریجکٹ کرنا چاہتی ہو اور تمہیں اس کے لئے بہانہ چاہئے"

"تم پھر یہی سمجھ لو"

وہ بیگ اٹھاتی جھٹکے سے اٹھی۔ بھاڑ میں گیا تحمل۔ دل کر رہا تھا کہ

"اگر میں اسلام قبول نہیں کر سکتا تو تم عیسائیت قبول کر لو"

دل رکا۔روح جسم سے جدا ہوئی۔چہرہ سفید پڑا۔میز کے کونے کو اس نے بے اختیار تھاما پھر دھیرے سے پلٹ کر اسے دیکھا

"کیا کہا تم نے؟ "

آواز بمشکل نکلی۔ایرک گہری سانس لیتا کھڑا ہوا

"اگر مذہب کے فرق کی وجہ سے شادی نہیں ہو سکتی اور تمہیں میرا اسلام قبول کرنا بھی منظور نہیں ہے تو تم بھی مذہب تبدیل کر سکتی ہو۔میری مام نے بھی کیا تھا "

یوں جیسے نارمل سی بات تھی۔جیسے بیگ پسند نہیں آیا تبدیل کر الو۔گاڑی میں کوئی مسئلہ ہے کوئی بات نہیں نئی لے لو۔اتنی سی بات جو وہ کہہ رہا تھا اور جس سے کہہ رہا تھا اس کے جسم سے جان نکلی تھی

"تم غور کرو ایرک تم کیا کہہ رہے ہو "

آواز حلق میں پھنس گئی۔وہ بے یقین تھی

"آپشن دے رہا ہوں۔۔۔میں اب تم سے دستبردار نہیں ہو سکتا معطر۔اب یہ ممکن نہیں ہے۔تین راستوں میں سے دو تمہیں نامنظور ہیں تو یہی۔۔۔۔ "

معطر کا ہاتھ اٹھا اور پوری قوت سے اس کے گال پر پڑا۔ایرک کے الفاظ زبان میں رہ گئے۔ کتنی ہی دیر وہ ششدر رہ گیا پھر ہاتھ گال پر گیا۔بے یقینی سے معطر کو دیکھا۔وہ گہرے سانس لیتی غصے سے اسے گھور رہی تھی۔اس کا ہاتھ کپکپا رہا تھا

"معطر۔۔۔ "

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بات کرنے کی؟ کس ہمت سے کی تم نے؟ "

اس نے آگے بڑھتے ایرک کو دھکا دیا۔وہ ہلا تک نہیں

"تم نے۔۔۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا؟ "

وہ بے یقین تھا

"تم نے کس زبان سے یہ الفاظ کہے ہیں؟ تمہیں اندازہ ہے تم نے کیا کہا ہے؟ یا اللہ میرے جسم سے روح نکل رہی ہے "

"میں صرف۔۔۔۔ "

"تم صرف مفاد پرست ہو ایرک۔۔" وہ چلائی ارد گرد لوگ رک گئے تھے "تم دنیا کے لئے اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہتے ہو۔جو اپنے خدا سے وفادار نہیں وہ مجھ

سے کہہ رہا ہے کہ وہ ساری زندگی مجھ سے وفا کرے گا۔ تم اپنے لئے مجھے میرا رب چھوڑنے کا کہہ رہے ہو؟ کس منہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تم؟"

اس کا ضبط ختم ہوا۔ آواز غراہٹ میں بدلی۔ ایرک نے گال پر سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے تھے

"میرے نزدیک یہ اتنی بڑی بات نہیں تھی"

"تمہارے نزدیک نہیں ہوگی میرے نزدیک زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ تمہاری مام یہ کر سکتی ہیں تو کیا ہر عورت کرلے گی؟ میں موت کے خوف سے اپنے رب کو نا چھوڑوں تم مجھے دنیا کے لئے یہ کرنے کا کہہ رہے ہو؟"

اس کا چہرہ سرخ تھا۔ آنکھیں جیسی آگ میں ڈوبی ہوئی تھیں

"اوکے آئی ایم سوری۔۔۔مجھے علم نہیں تھا تم اتنا ریئیکٹ کروگی"

وہ اب بھی تحمل سے اسے دیکھ رہا تھا، نا ارد گرد موجود لوگوں کی پرواہ تھی نا کسی اور کی، وہ اسے تھپڑ مار چکی تھی وہ اب بھی ضبط کر رہا تھا

"تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا؟ یااللہ"

اس نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا، گہرے سانس لئے پھر زکام زدہ سانس اندر اتاری، جھپٹ کر بیگ اٹھایا

"تم بات مکمل کئے بغیر نہیں جا سکتیں معطر "

وہ آگے جا رہی تھی جب وہ جھٹکے سے اس کے سامنے آیا

"تم نے بات ہی ختم کر دی ہے۔ میرے سامنے دفع ہو جاؤ "

"تم سمجھ کیوں نہیں رہیں۔ مجھے علم نہیں تھا کہ تمہارا ری ایکشن اتنا شدید ہو گا۔ میں واقعی پتا نہیں یہ کیوں بول گیا۔ سوری۔۔۔ اچھا تم رکو۔ میں ابھی یہی اسلام قبول کر لیتا ہوں۔ معاملہ ختم "

"تم اب اسلام قبول کرو یا وقت کے ولی بن جاؤ میں تمہیں دیکھنا بھی پسند نہیں کروں گی "

وہ رک کر پھنکاری۔ اندر آگ دہک رہی تھی

"معطر۔۔۔ "

"میرا نام بھی مت لو ایرک۔۔۔ "انگلی اٹھائی "میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی اب "

اس نے بس سے جانا تھا لیکن اس وقت یہ حال تھا کہ دل چاہ رہا تھا پوری دنیا کو آگ لگا دے، کاٹ دار نظر ایرک پر ڈالی پھر ٹیکسی روکی

"تم خفامت ہو "

"یہ قہر ہے۔۔۔ "

اس نے ٹھک سے دروازہ بند کیا۔۔ ایرک دو قدم پیچھے کو ہوا پھر خود پر لعنت بھیجی۔ یہ وہ کیا کہہ بیٹھا تھا؟ ٹیکسی اب اس کی نظروں سے دور جارہی تھی۔ اس کے سامنے والے شیشے سے معطر کا سرخ پڑتا چہرہ نظر آرہا تھا، وہ کئی لمحے وہیں ٹھہرا رہا پھر بالوں میں ہاتھ پھیرتے پیچھے کی طرف مڑا اور ایک ہاتھ سے ٹیبل پر مکا مارا

"تم زبان کے ساتھ کس قدر برے ہو ایرک "

خود کو کوئی بار کوسا پھر گہری سانس لیتے سیدھا ہوا تو نظر سرخ ڈائری پر گئی، بے اختیار مڑ کر سڑک کی طرف دیکھا، ٹیکسی وہاں نہیں تھی، پیچھے کو مڑتے اس نے وہ ڈائری اٹھائی اور سر جھکائے دھیمے قدموں سے واپسی کی طرف مڑا، وہ کل یا پھر

پرسوں یا چند دن بعد معطر سے دوبارہ بات کرے گا۔ وہ اسے بتائے گا کہ وہ یہ نہیں کہنا چاہتا تھا

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ آخری بار تھا جب اس نے وہ چہرہ دیکھا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھر آنے کے بعد وہ سیدھا اوپر گئی۔ بانو آپا جانے کہاں تھیں۔ اسے اس وقت کسی کا سامنا کرنا بھی نہیں تھا

اندر باہر کسی نے آگ سی جلا رکھی تھی۔ ایرک سے کم از کم وہ اس بات کی توقع نہیں رکھتی تھی۔ وہ کیا سمجھتا تھا اسے ؟ اتنی آسانی سے وہ یہ کیسے کہہ سکتا تھا؟ چھوٹی بات تھی ؟ پانی کے کئی چھینٹے مار کر وہ باہر آئی، مغرب کے قریب کا وقت تھا۔ نماز پڑھی پھر کچن میں جا کر کھانا تیار کیا۔ بانو آپا کو کال کی تو وہ کہنے لگیں کہ دیر ہو جائے گی۔ وہ وہیں لاؤنج میں بیٹھ گئی۔ چہرے پر ابھی تک غصہ تھا۔ وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا؟ اتنی بڑی بات ؟ اس کی بلا سے محبت کرتا ہو لیکن۔۔

دفعتاً وہ چونکی۔ موبائل پر کال آ رہی تھی

بابا کالنگ

ساتھ ڈھیروں دل بنا رکھے تھے۔اس نے گہری سانس لیتے خود کو پر سکون کیا پھر موبائل کان سے لگایا

"السلام علیکم، کیسے ہیں بابا؟ "

دوسری طرف کچھ دیر خاموشی چھائی رہی

"بابا؟ "

"تم واپس آجاؤ معطر "

"آپ تو یہ کہنا بھول نہیں گئے تھے؟ "

وہ مسکرائی۔پل بھر کو ہر شے بھول گئی

"میں نے یہ کہنا چھوڑ دیا تھا۔اب دوبارہ سے کہہ رہا ہوں "

"وقت لگتا ہے نا بابا۔ایسے اٹھ کر تو نہیں آسکتی "

"جیسے بھی آنا ہے آؤ۔بس تم واپس آجاؤ "

وہ کچھ ٹھٹک کر سیدھی ہوئی۔وہ واپسی کا کہنا چھوڑ چکے تھے اب ایسا کیا ہوا تھا؟

"بابا سب ٹھیک ہے؟ "

"نہیں ہے۔ میرا دل ٹھیک نہیں ہے۔ تمہاری واپسی کے ساتھ میرے دل کی سلامتی جڑی ہے۔ واپس آجاؤ معطر "

"آپ ٹھیک ہیں ؟ دانیال کہاں ہے ؟ "

وہ گھبرا گئی

"سب یہاں ہیں۔ صرف تم نہیں ہو۔ تمہارا نا ہونا باقی سب کا ہونا بے معنی کر رہا ہے "

وہ کچھ تھکے سے لہجے میں کہہ رہے تھے

"آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں بابا "

"تمہیں یاد ہے معطر تم دس سال کی تھیں جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ اپنی ہمت بڑی رکھو۔ جانے کیوں میں نے ہر وہ سبق جو تمہیں پڑھایا خود بھول گیا ہوں "

وہ سیدھی ہوتی صوفے سے اتری۔ دل گھبرانے لگا

"بابا "...

"میں ٹھیک ہوں معطر۔میں تمہارا منتظر ہوں۔آجاؤ بچے اس سے پہلے کہ میں تیز چلتا نکل جاؤں۔ایک بار مجھ سے مل لو "

"میں آجاؤں گی۔میں آرہی ہوں آپ ایسی باتیں مت کریں۔میرے دل کو تکلیف ہورہی ہے "

"میرے دل میں بھی۔لیکن تم آرہی ہو نا؟ "

"میں آرہی ہوں۔۔میں کل ہی واپسی کی ٹکٹ بک کرواتی ہوں "

فون کی دوسری طرف اسے اب خاموشی سنائی دے رہی تھی

"میں تمہارا منتظر ہوں معطر "

کال کٹ گئی،وہ فون ہاتھ میں لئے کھڑی رہی پھر چونکی۔ہاتھ چہرے پر گیا۔وہ رو رہی تھی؟اس کا دل آہستہ سے دھڑک رہا تھا۔باہر بیل بج رہی تھی۔وہ مرے مرے قدموں سے باہر کی طرف بڑھی۔دروازہ کھولا تو بانو آپا اندر آئیں

"دیر ہوگئی مجھے۔۔تم ڈری تو نہیں؟ "

وہ صوفے کی طرف جاتی پوچھ رہی تھیں۔اس کا سر ہلا

"میں ڈر رہی تھی آپا "

"سوری بچے۔ یہ مسز صفدر سے ملنے جاؤ تو ایسے ہی دیر ہو جاتی ہے۔ایک وہی یہاں اپنی لگتی ہیں۔ کھانا کھایا تم نے؟ "

"بھوک نہیں ہے "

وہ انہی مرے قدموں سے اوپر کی طرف بڑھی

"تم ٹھیک ہو؟ "

بانو آپا نے رک کر اسے دیکھا۔اس نے بس سر ہلایا اور اوپر بڑھ گئی۔ دروازہ کھولتے موبائل بیڈ پر پھینکا اور صوفے پر پاؤں اوپر کر لئے

اتنا عجیب کیوں لگ رہا تھا؟اتنا زیادہ عجیب؟دل کی حالت ایسی کیوں تھی؟وجود کپکپا کیوں رہا تھا؟ بابا کی آواز۔ان کا لہجہ۔ وہ تڑپ؟ یہ سب نارمل ہو کر نارمل کیوں نہیں لگ رہا تھا؟اس نے سر صوفے پر رکھا

وہ واپس چلی جائے گی۔اسے مزید یہاں نہیں رہنا تھا۔اس ملک سے دور۔اس ملک کے لوگوں سے دور۔ وہ واپس اپنے ملک اپنے لوگوں میں چلی جائے گی۔ یہاں اب وحشت ہو رہی تھی۔ وہ چلی جائے گی۔ہاں وہ چلی جائے گی۔ وہ کتنی ہی دیر وہیں بیٹھی رہی پھر جانے کب آنکھ لگ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا پہلا پہر تھا جب اس کی آنکھ جھٹکے سے کھلی۔ پسینے میں شرابور چہرہ۔ تیزی سے دھڑکتا دل۔ کپکپاتا وجود۔ وہ کتنی ہی دیر گہری سانسیں لیتی رہی۔ دل ابل کر حلق میں آرہا تھا۔ آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا پھر وہ ٹھٹکی۔ ارد گرد دیکھا۔ وہ لندن میں تھی اور اس نے خواب دیکھا تھا۔ وہی خواب جو تب دیکھا تھا جب وہ ہاسپٹل میں تھی۔ تیزی سے چلتے بابا اور انہیں رکنے کا کہتی وہ

جھٹکے سے کھڑے ہوتے وہ بیڈ تک گئی۔ سر چکرا گیا۔ کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھایا ۔دانیال کا نمبر ڈھونڈا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔ مناظر دھندلے ہو رہے تھے۔ گھنٹی جا رہی تھی اس کا دل بند ہو رہا تھا

"ہیلو۔۔۔ "

دوسری طرف اس کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی

"دادانیال۔۔۔ کہاں ہو؟ "

"معذرت کے ساتھ آپ کے ہاں بج رہے ہوں گے گیارہ لیکن یہاں رات کے دو بج رہے اور یہ سونے کا وقت ہے "

"تم جواب دو کہاں ہو؟ "

"تم صبح بھی یہ پوچھ سکتی تھیں۔ ظاہر ہے گھر پر ہوں "

وہ جھنجھلایا

"بابا کہاں ہیں؟ "

اس کے گال تر ہو رہے تھے

"تمہیں ہوا کیا ہے معطر؟ سو رہے ہوں گے "

"تم پلیز جا کر دیکھو کہ وہ سو رہے ہیں یا نہیں "

"رات کے اس وقت میں ان کے کمرے میں جاؤں۔ وہ سو رہے ہوں گے ڈسٹرب ہو جائیں گے "

"پلیز۔۔۔"اس کی ہچکی نکلی"پلیز جاؤ۔ میرا دل بند ہو رہا ہے "

دانیال چونکا

"تم رو رہی ہو؟ "

"تم بابا کے پاس جاؤ۔ دیکھو وہ سو رہے ہیں یا نہیں۔ پھر مجھے بتانا "

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم رو مت۔ میں جاتا ہوں۔ ریلیکس "

اس نے کال کاٹ دی۔ وہیں بیڈ پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہونٹوں پر رکھے سسکیاں دبانے لگی۔ بابا ٹھیک ہوں گے۔ وہ ٹھیک ہوں گے۔ یہ صرف خواب تھا۔

صرف خواب

چند منٹ گزرے پھر آدھا گھنٹہ۔ وہ بے چینی سے اٹھتی کمرے میں چکر لگانے لگی۔ دانیال کو کال کی لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔ بابا کو کی نمبر بند تھا۔ گھر پر کی کسی نے اٹھائی نہیں۔ اس کا سر نفی میں ہل رہا تھا۔ قدم تھک گئے تھے۔ دل مر رہا تھا ۔قریب دو گھنٹے بعد جب وہ سوویں دفعہ اسے کال ملا رہی تھی تو دانیال کی کال آنے لگی۔ اس نے فوراً فون کان سے لگایا

"کہاں چلے گئے تھے؟ "

وہ چلائی۔ دوسری طرف خاموشی تھی

"تمہیں احساس ہے میں یہاں مرنے لگی تھی۔ پانچ منٹ کا کام تھا دو گھنٹے کون لیتا ہے؟ تم سو گئے تھے نا؟ تم یقیناً سو گئے تھے؟ "

وہ چپ تھا

"اب بولو بھی۔۔۔" اس نے بے دردی سے آنسو رگڑے "بابا سو رہے ہیں نا

؟وہ سو رہے ہیں نا دانیال؟ "

اس کی ہچکی نکلی

"معطر۔۔۔ "

اس کی آواز بھاری تھی

"تم جواب کیوں نہیں دے رہے؟ بابا کیسے ہیں؟ان کی ایک تصویر بنا کر بھیج دو

پلیز۔ میں نے صدیاں ہو گئیں ان کا چہرہ نہیں دیکھا "

وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی

"میری بات سنو "

"میں سن رہی ہوں۔ تم کہو کہ وہ ٹھیک ہیں "

"ان کو ہارٹ اٹیک آیا تھا "

"میں یہ نہیں سننا چاہ رہی۔۔ پلیز کچھ اور کہو۔ تم میری ان سے بات کروا دو۔

ان سے کہو میں آرہی ہوں "

وہ وہیں نیچے بیٹھی۔ ہچکیاں بلند ہو گئیں

"وہ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں "

وہ دوسری طرف رو رہا تھا

"ان سے کہو میں آ رہی ہوں۔ پلیز دانیال ان سے کہو وہ میرا انتظار کریں "

اس نے دانیال کو نہیں سنا تھا۔اس کی ہچکیاں بلند ہو گئیں

"وہ ہمارے ساتھ نہیں رہے معطر "

"چپ کرو۔ پلیز چپ کرو۔مجھے ان کی تصویر دکھا دو دانیال۔مجھے ان کی یاد آ رہی ہے "

دروازہ یکدم کھلا اور بانو آپا گھبرائے چہرے کے ساتھ اندر آئیں۔اسے فرش پر ہچکیوں سے روتے دیکھ قدم وہیں جم گئے پھر تیزی سے اس تک آئیں

"معطر سنبھالو خود کو "

وہ دوسری طرف ضبط سے کہہ رہا تھا

"نہیں۔میری ان سے بات کروا دو۔ تم سن کیوں نہیں رہے ؟ میں کال کر رہی ہوں وہ اٹھا نہیں رہے۔ میں واپس آ جاؤں گی لیکن ان سے کہو وہ مجھ سے بات کر لیں "

"معطر۔۔۔"

بانو آپا نے وہیں نیچے بیٹھے اسے گلے سے لگایا

"تم سن رہے ہو؟ کچھ کہو پلیز"

اس کا دل پھٹ رہا تھا۔ نا ہوش تھا نا کچھ احساس

"معطر بابا چکے ہیں"

"چپ کرو۔ چپ کر جاؤ۔ مت کہو"

وہ روتے روتے چیخی۔ بانو نے موبائل اس کے کان سے لیا

"ہیلو؟ میں بانو بیگم بات کر رہی ہوں"

دوسری طرف کچھ کہا گیا۔ ان کا چہرہ زرد ہوا پھر معطر کو دیکھا۔ وہ مسلسل روتے ہوئے بابا کہے جا رہی تھی

"اس کا دھیان رکھیں پلیز۔ میں اس کی ٹکٹ بک کرواتا ہوں"

انہوں نے کال کاٹ دی پھر معطر کو زور سے بھینچا

"بچے چپ کرو"

"وہ کیا کہہ رہا تھا؟ وہ بول کیوں نہیں رہا تھا آپا؟ وہ کہہ رہا تھا نا کہ بابا ٹھیک ہیں ؟ "

وہ رو رہی تھی۔ مسلسل۔ کرب سے۔ ہچکیوں سے۔ آواز سے

"وہ ٹھیک ہیں۔ وہ اب ٹھیک ہیں۔ تم چپ کرو "

اس کا سر نفی میں ہلا۔ دل بند ہونے لگا۔ حواس کام کرنا چھوڑتے گئے۔ وہ ان کے سینے سے لگے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔ کان میں کوئی جملہ گونجا

"میرے مرنے سے پہلے واپس آجاؤ گی نا؟ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک ماہ اور چار دن وہ یوں مصروف رہا گویا دنیا میں ایرک کیان نام کے شخص کا وجود ہی نہیں پایا جاتا۔ اگزیمز کی تیاری پھر اگزیمز۔ آج جا کر جیسے ہر شے سے فرصت ملی تھی تو وہ بانو آپا کے گھر آیا تھا۔ دروازہ کھلا تو وہ مسکرایا

"سلام علیکم۔ کیسی ہیں ؟ "

اردو کے چار لفظ جو اسے آتے تھے۔ بانو آپا اسے دیکھ کر ٹھٹکیں پھر دروازہ بند کیا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو ؟ "

"آپ سے مل رہا ہوں۔ معطر سے ملنے آیا تھا۔اسے بلا دیں پلیز "

"وہ یہاں نہیں ہے "

ان کا چہرہ سپاٹ ہوا

"کیفے سے تو میں ہو کر آ رہا ہوں۔وہ وہاں نہیں تھی۔ کہیں اور جاب سٹارٹ کر دی ہے ؟ایڈریس بتا دیں پلیز "

وہ عجلت میں لگ رہا تھا۔جیسے بس جلدی سے معطر سے ملاقات ہو جائے

"وہ جاب پر نہیں ہے "

"کہیں اور گئ ہے ؟ "

"نہیں "

"پھر کہاں ہے ؟ "

اندر ہی اندر وہ کچھ جھنجھلایا۔وہ صاف صاف بتا کیوں نہیں رہی تھیں ؟

"میں نے کہاں ناوہ یہاں نہیں ہے ایرک "

"وہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کہاں ہے ؟لندن "...

"وہ پاکستان واپس جا چکی ہے "

اس کا منہ بند ہوا۔ چہرے پر بے یقینی پھیلی

"کب ؟ "

"ایک ماہ ہو گیا ہے "

"لیکن کیوں ؟ "

اسے یکدم پوری دنیا گھومتی ہوئ محسوس ہوئ

"اس کے فادر کی ڈیتھ ہو گئ تھی "

"اوہ۔۔۔" دل میں دکھ سا ابھرا "میں نہیں جانتا تھا "

"یقیناً "....

انہوں نے سر کو خم دیا۔ چہرے پر تھکن سی تھی پھر دروازے کی طرف مڑیں

"کب تک واپس آئے گی وہ؟ "

وہ جو پلٹ رہی تھیں رک کر اسے دیکھا

"وہ ہمیشہ کے لئے واپس چلی گئ ہے ایرک "

اس لمحے ایرک کیان کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچا

"ہمیشہ کے لئے ؟ "

"ہمیشہ کے لئے "

"لیکن کیوں ؟ایسے کیسے جا سکتی ہے وہ "

اس کے چہرے سے کسی نے زندگی نچوڑ لی تھی

"وہ اپنے باپ کے لئے یہاں کما رہی تھی۔وہی نہیں رہے تو کس کے لئے یہاں رہتی؟ "

"آئی کین انڈرسٹینڈ لیکن بنا کوئی بات کئے۔بنا ملے ایسے کیسے جا سکتی ہے ؟آپ کے پاس ایڈریس ہے اس کا ؟میں کال کر تا رہا ہوں لیکن نمبر بند ہے اس کا "

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے سامنے کھڑا تھا۔پاؤں بے چینی سے اوپر نیچے ہو رہے تھے۔چلی گئی ؟ایسے کیسے ؟ہاں ٹھیک ہے لیکن واپس تو آئے۔ہمیشہ کے لئے کیسے جا سکتی ہے وہ؟

"اس نے نمبر بند کروا دیا تھا میں جانتی ہوں "

"پھر آپ کے پاس اس کا ایڈریس بھی ہو گا۔بتائیں پلیز "

اس نے موبائل نکالتے ایڈریس نوٹ کرنا چاہا۔اگر اسے معطر کے لئے پاکستان جانا پڑا تو وہ یہ بھی کر سکتا تھا

"میرے پاس اس کا ایڈریس نہیں ہے "

اس کا سر بے ساختہ اٹھا

"جی؟ "

"میرے پاس معطر کا ایڈریس نہیں ہے "

ان کا چہرہ بے تاثر تھا۔ایرک چند لمحے کو بالکل چپ رہ گیا

"آپ جھوٹ بول رہی ہیں نا؟ "

"میں جھوٹ کیوں بولوں گی؟اور تم سے کیوں بولوں گی؟ "

وہ کچھ بے چینی سے پہلی سیڑھی پر آیا

"دیکھیں۔۔۔میرا اس سے ملنا ضروری ہے۔آپ کو اس کا ایڈریس معلوم ہے تو پلیز مجھے بتادیں "

اس کے چہرے پر دنیا جہاں کی بے چینی سمٹ آئی تھی

"میں نہیں جانتی "

"پلیز۔۔۔۔ "

"میں نے کہا نا میں نہیں جانتی "

"وہ مجھ سے ناراض تھی۔اوہ خدایا۔آپ سمجھ نہیں رہیں "

اس نے بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔پہلی بار اندازہ ہوا صورتحال کیا تھی

"اس کی ناراضگی اس کے ساتھ چلی گئی۔بھول جاؤ کہ وہ ناراض تھی"انہوں

نے قدم پیچھے لئے پھر دروازہ کھولتے بند کرنے سے پہلے ایک نظر ایرک پر ڈالی"

آئندہ یہاں مت آنا۔جس لڑکی کے لئے تم میرے گھر کے چکر لگایا کرتے تھے

وہ میرا گھر اور تمہارا ملک چھوڑ کر جا چکی ہے۔بہتر ہو گا کہ بھلا دو کہ تم لاھور کی

کسی لڑکی کو جانتے تھے "

انہوں نے کھٹاک سے دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔ایرک نے آنکھیں بند

کیں پھر تھک کر وہیں سیڑھیوں پر بیٹھا

آسان تھا یوں اس ایک لڑکی کو بھلانا؟

آسان تھا اس ایک مشرقی لڑکی کو دل سے نکالنا؟

وہ گئی تھی تو دل بھی ساتھ لے گئی تھی

ایرک کیان خود کو بھول سکتا تھا لیکن لاھور کے پرانے محلے کی اس لڑکی کو نہیں

جو ملاقات ادھوری چھوڑ کر گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آہستہ سے کمرے کا دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا تو ہر طرف اندھیرا تھا۔

دروازے کی دائیں طرف بنے بورڈ پر ہاتھ مارتے اس نے لائٹ آن کی۔ پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ دانیال کی نظر کھڑکی کے ساتھ رکھی کرسی پر گئی۔ وہ کرسی پر سر رکھے زمین پر بیٹھی تھی۔ ملجگا سا لباس۔ گول مول جوڑے سے نکلتے بال۔

کمزور وجود کے ساتھ اور آنکھوں میں پڑے حلقے

پچھلے ایک ماہ سے اس نے معطر صبا کو دنیا بھلاتے دیکھا تھا۔ وہ یا تو پورا دن روتی رہتی یا خلا میں گھورتی رہتی۔ نا اسے اپنے لباس کا ہوش رہا تھا نا کھانے کا۔ کسی نے زبردستی کچھ کھلا دیا تو کھا لیا ورنہ وہ پورا دن بھوکی رہتی۔ یہ کل سے تھا جب اس کی حالت کچھ سنبھلی تھی ورنہ وہ کسی جنگل سے بھٹکی باسی لگتی تھی جس سے اس کا مکان چھن گیا ہو

دانیال دھیمے قدموں سے چلتا اس تک آیا۔ اس کے پاس بیٹھا

"معطر۔۔ "

اس کے وجود میں کوئ جنبش نا ہوئ

"کھانا کھالو۔اٹھو شاباش "

ہاتھ اس کے سر پر پھیرا تو معطر نے نظر اس کی طرف گھمائ

"میری بھوک بابا اپنے ساتھ لے گئے دانیال "

اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔پانی بہا اور کرسی پر گرا

"مرنے والوں کے ساتھ مرا تو نہیں جاتا نا "

"مرنے والوں کو چاہیئے ہماری زندگی بھی ساتھ لیتے جائیں "

خالی کمرے میں کوئ کرب اترا

"بس کرو اب غم منانا معطر "

"مجھے تو ساری عمر لگے گی۔میرا غم ایک تو نہیں ہے۔وہ مجھ سے آخری بار ملے بھی نہیں۔میں نے آخری بار انہیں دیکھا بھی نہیں۔تم لوگ میرا انتظار تو کرتے "

"فلائٹ دو دن بعد کی تھی۔دو دن تک ان کو کیسے دفنائے بغیر رکھتے ؟ "

وہ اگلے کئی لمحے خاموش رہے۔ معطر نے کرسی سے سر اٹھاتے گھٹنوں پر رکھا

"وہ مجھے یاد کرتے تھے؟ "

"ہر انسان سے زیادہ "

اس کے گال نم ہوئے

"اُنہیں میرا انتظار تو کرنا چاہئے تھا نا پھر "

"ہارٹ اٹیک شدید تھا۔ امی تک لاعلم رہیں۔ تمہاری کال نا آتی تو ہم سب کو صبح تک پتا نا چلتا "

"وہ میری وجہ سے چلے گئے نا "

"تمہاری وجہ سے کیوں؟ "

"وہ مجھے واپس آنے کا کہہ رہے تھے۔ میں گئی ہی کیوں؟ دیکھو میرے ہاتھ خالی ہیں۔ تمہیں ان میں کچھ نظر آتا ہے؟ میں وہاں سے روگ لے کر آئی ہوں۔ میرا غم کیسے کم ہو گا؟ "

اس کا وجود مٹی ہو رہا تھا۔ دل خاک۔ آنکھیں سمندر بن گئی تھیں۔ دانیال کو شدید دکھ نے آن گھیرا

"وہ تم سے راضی تھے معطر۔ وہ تمہارے لئے سب سے زیادہ دعا کرتے تھے۔

وہ تمہیں سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ کیوں دل کو غم لگا رہی ہو؟ "

اس نے سر نہیں اٹھایا۔ اس کا نقصان بڑا تھا۔ دل کوئی روز چھری سے کاٹتا تھا۔

دانیال کو بے بسی نے آن گھیرا۔ وہ ایک ماہ سے اسے تسلی دے رہا تھا۔ وہ ایک ماہ

سے رو رہی تھی

"بھائی۔۔۔۔ "

کھلے دروازے سے مبشرہ اندر آئی۔ سر پر دوپٹہ اوڑھے مردہ چہرے کے ساتھ

"کیا ہوا؟ "

"چاچو اور تیمور بھائی آئے ہیں "

دانیال نے بے اختیار معطر کو دیکھا۔ وہ گال سے آنسو صاف کرتی رکی تھی

"تم جاؤ میں آتا ہوں "

"یہ پرسوں بھی آئے تھے نا؟ "

مبشرہ چلی گئی تو وہ دانیال سے پوچھنے لگی

"ہاں۔۔۔ "

وہ اٹھ رہا تھا

"کس لئے آئے تھے ؟ "

"خون سفید ہو گئے ہیں۔ اسے لال کرنے آئے تھے۔ تم بیٹھو میں آتا ہوں "

وہ سر اٹھا کر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ دانیال چلا گیا تو اس نے سر جھٹکتے خالی کمرے کو دیکھا۔ امی بابا کی وفات کے بعد سے مبشرہ کے ساتھ سو رہی تھیں اس لئے یہ کمرہ خالی تھا۔ مکین چلا گیا تھا۔ دل بھی خالی ہو گیا تھا

وہ جو اپنے باپ کو کینسر سے بچانے کے لئے پردیس تک چلی گئی تھی وہ اُنہیں ان کے دل سے نہیں بچا سکی تھی۔ وہ اپنے باپ کے کینسر سے ان سے زیادہ لڑی تھی لیکن موت سے پھر بھی نہیں بچا سکی تھی۔ کیا یہی زندگی تھی ؟ کیا یہی موت تھی ؟ جتنا ہم اس سے لڑنے کی کوشش کریں اتنا یہ تکلیف دیتی تھی۔ اس کی نظر باہر گئی۔ وہاں سے چچا کے اونچا اونچا بولنے کی آواز آ رہی تھی۔ اسے اب ان اونچی آوازوں سے بھی وحشت ہوتی تھی۔ تھک کر اس نے سر کرسی پر رکھا۔ بابا کی گود آج وہاں نہیں تھی۔ ورنہ ان کے گھٹنے پر سر رکھ کر سو لیتی۔ اسے یاد آیا

آخری بار جب وہ یہاں سے گئی تھی تو ان کی گود میں سر رکھے اسے کتنی نیند آرہی تھی

باہر سے اب آواز اونچی ہو رہی تھی۔ وہ اکتا کر اٹھی۔ اسے دروازہ بند کر دینا چاہیئے۔ یہاں عجیب سا سکون تھا۔ وہ ایک ماہ سے ٹھیک طرح سوئی نہیں تھی۔ اسے نیند کی ضرورت تھی۔ شاید دل بہل جائے۔ شاید درد کم ہو جائے

دروازے تک پہنچتے ابھی اس نے ہاتھ دروازے پر رکھے ہی تھے جب چچا کی آواز کان میں پڑی

"تمہارا باپ۔۔۔۔"

وہ کچھ اور بھی کہہ رہے تھے۔ سخت الفاظ۔ سرد انداز۔ اس کا ہاتھ نیچے گرا۔ قدم وہیں منجمد ہوئے۔ پھر دوپٹہ سینے پر پھیلائے وہ باہر بڑھی۔ صحن میں برآمدے کے آغاز پر چچا دانیال کو دیکھتے غصے سے کچھ کہہ رہے تھے۔ ان کے ساتھ تیمور ٹھہرا تھا جو ہاتھ جیبوں میں ڈالے ان دونوں کو سن رہا تھا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا

"آواز نیچی رکھیں چچا"

معطر کی آواز پر اس کا رخ مڑا۔ ہلکے جامنی رنگ کے لباس میں دوپٹہ سینے پر پھیلائے سرخ متورم آنکھوں کے ساتھ وہ حسن چچا کو دیکھ رہی تھی جن کی زبان اسے دیکھ کر بند ہوئی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ صدیوں کی غمزدہ لگ رہی تھی۔ اس کے گلے میں گلٹی سی ابھری۔ پھر سر جھٹکا۔ اس نے کچھ نہیں کیا تھا۔ وہ افتخار ماموں کی موت کا ذمہ دار نہیں تھا۔ وہ تو صرف اتنا چاہتا تھا کہ وہ معطر کو واپس بلا لیں پھر وہ خود اس سے نبٹتا۔ جو ہوا اس میں وہ بے قصور تھا۔ ہاں ایسا ہی تھا۔ اس نے نظریں معطر پر جماتے خود کو تسلی دی۔ وہ برآمدے کی سیڑھیاں اترتی صحن میں آ رہی تھی

"معطر۔ تم اندر جاؤ "

وہ دانیال کو نظر انداز کرتی حسن چچا کے سامنے آئی۔ عون اور دانیال کے بالکل سامنے

"آپ اپنے نہیں میرے باپ کے گھر میں کھڑے ہیں۔ اس لئے آواز آہستہ رکھیں "

حسن چچا کا چہرہ سرخ ہوا

"اب تم مجھے بولنا سکھاؤ گی؟ "

"میں آپ کو صرف آہستہ بولنا سکھا رہی ہوں۔ میرے باپ کے گھر میں آواز آہستہ رکھیں "

"تمہارے باپ کا گھر؟" تیمور طنزیہ مسکرایا۔ معطر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ اس معطر سے مختلف لگ رہی تھی جو تھوڑی دیر پہلے کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی

"میرے باپ کے گھر میں اپنے چچا سے بات کر رہی ہوں۔ جن کا اس گفتگو سے کوئی واسطہ نہیں وہ چپ رہیں "

تیمور کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ پھر وہ دو قدم چلتے گھوم کر حسن چچا کے ساتھ آ ٹھہرا

" تصحیح کرو معطر۔ یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے۔ یہ "صرف" تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے "

"کیا مطلب؟ "

وہ ٹھٹکی۔ دانیال نے ضبط سے تیمور کو دیکھا

"مطلب یہ کہ اس گھر میں میری ماں کا اور حسن ماموں کا بھی حصہ ہے اور کیونکہ ماموں کی وفات کے بعد ان کی وراثت تقسیم ہو گی تو ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا حصہ ہمیں دے دو پھر تم لوگ آپس میں سب جائیداد بانٹ لینا "

معطر صبا کے اندر گہرا دکھ سا اترا۔شاکی نظروں سے اس نے حسن چاچو کو دیکھا

"چاچو "...

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ابا جی نے جائیداد تقسیم کرتے وقت زیادتی کرتے ہوئے گھر بھائی صاحب کو دے دیا تھا۔ہمیں اب ہمارا حصہ چاہئے "

دانیال گھوم کر معطر کے ساتھ آیا اس کی جیسے زبان گنگ ہو گئی تھی

"آپ لوگوں کو تو اب میرا اپنا رشتے دار کہنے کا بھی دل نہیں کرتا۔ایک ماہ ہوا ہے ابھی چاچو صرف ایک ماہ۔تھوڑی سی تو غیرت دکھائیں۔سگا بھائی مرا ہے آپ کا "

"مجھے تم لوگوں جتنا ہی دکھ ہے دانیال۔لیکن میں حق سے دستبردار نہیں ہو سکتا "

وہ اسی ڈھٹائی سے کھڑے رہے۔ تیمور آنکھیں سکیڑے معطر کو دیکھ رہا تھا جو ان کی بات سن کر غصے میں آئی تھی

"کون سا حق؟ کس حق کی بات کر رہے ہیں آپ؟ پورے خاندان میں ہر ایک واقف ہے کہ بابا نے اس مکان کے عوض آپ کو پیسے دیئے تھے اور یہ آپ کی اور پھپھو کی رضامندی سے ہوا تھا۔ اب کس منہ سے کس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں آپ؟ "

"کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس کہ اُنہوں نے ہمیں کوئی رقم دی تھی؟ "

اس نے رخ موڑ کر تیمور کو دیکھا۔ چہرے پر نفرت سی پھیلی

"تم سے مجھے اسی گھٹیا پن کی امید تھی لیکن آپ چاچو آپ سے مجھے یہ امید نہیں تھی۔ بابا نے آپ کو اپنے بھائی سے زیادہ سمجھا تھا۔ "

تیمور کی نظر حسن چاچو پر گئی۔ ان کے چہرے پر کچھ تکلیف سی ابھری تھی۔ وہ بے زاری سے ان کے سامنے آیا

"اموشنل ڈائیلاگز مت جھاڑو بی بی۔ اس مکان میں میری ماں کا اور ماموں کا حصہ ہے وہ دے دو اور خوش رہو "

"میں تم لوگوں کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دوں گی" وہ غصے سے کھولی "یہ گھر میرے باپ کا ہے۔ نا یہ گھر میں تمہیں دوں گی نا اس گھر کے عوض ایک روپیہ "

"میں عورتوں سے ایسے معاملات پر بحث نہیں کیا کرتا۔ دانیال تم سامنے آؤ "

معطر کا اندر تک آگ میں جلا۔ دانیال کچھ کہنے لگا تھا جب وہ اس کے سامنے آئی

"میں اس گھر کی بڑی اولاد ہوں تیمور حیدر۔ سنا تم نے؟ میں اس گھر کی بڑی اولاد ہوں۔ جو کہنا ہے مجھ سے کہو "

"میں نے کہا نا میں عورتوں سے بحث نہیں کرتا۔ بلکہ رکو ماموں چلیں ممانی سے مل کر بات کرتے ہیں "

وہ حسن چاچو کا ہاتھ پکڑتا اندر کی طرف بڑھا جب وہ برآمدے کی سیڑھی پر پہنچی

"میری ماں عدت میں ہے۔ خبردار اگر کسی نے اندر جانے کی کوشش کی تو "

اس کے چہرے پر غصے سے سرخی دوڑی۔ دانیال تیزی سے اس کے ساتھ آ ٹھہرا

"اس سے پہلے کہ میں آپ دونوں کو دھکے دے کر اس گھر سے نکالوں۔ یہاں سے دفع ہو جائیں دونوں۔ اس گھر کے مرد ابھی زندہ ہیں تو اس خوش فہمی میں تو مت آیئے گا کہ آپ یہاں دندناتے پھریں گے "

اس نے تیمور کے سینے پر انگلی رکھیں۔ معطر خاموشی سے تیمور کو گھورتی دانیال کے پیچھے ٹھہری تھی

"تم دونوں غلطی کر رہے ہو دانیال۔ خاموشی سے بات مان لیتے تو اچھا تھا۔ اب میں تم لوگوں کو عدالت میں گھسیٹوں گا "

اس کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑا تھا

"جس عدالت میں جانا ہے جاؤ لیکن میں اپنے باپ کی کمائی سے آپ لوگوں کو ایک روپیہ نہیں دوں گی"

وہ دونوں بہن بھائی ساتھ ٹھہرے تھے۔ دانیال کا قد اس سے بڑھ گیا تھا۔ وہ اس سے پھر بھی بڑی نظر آ رہی تھی۔ تیمور کچھ دیر انہیں غصے سے گھورتا رہا پھر جھٹکے سے پیچھے کی طرف مڑا۔ حسن چاچو نے ان دونوں پر دوبارہ نظر نہیں ڈالی تھی۔

وہ جا ہی رہے تھے جب معطر سیڑھیاں اترتی ان کے سامنے آئی وہ یکدم رکے

"میرے باپ نے اپنی پنشن کے پیسوں سے جو اسٹور کھولا تھا اس پر آپ نے بہت عیش کر لئے چاچو۔ جتنی ہماری رقم بنتی ہے وہ بھجوا دیئے گا۔ اس امید میں مت رہیں اب کہ میں اپنا حق چھوڑوں گی "

"وہ دکان میرے نام ہے "

ان کے ماتھے پر بل پڑے

"اس پر رقم میرے باپ نے لگائی تھی۔ بخدا میں آپ کو سارے علاقے میں بدنام کر دوں گی اگر میرے باپ کی محنت آپ نے قبض کرنے کی کوشش کی "

اس کی آنکھیں چٹان جیسی تھی۔۔دل موم جیسا تھا۔ موم دل اور چٹان آنکھوں میں غم کے سائے تھے۔ اسے دیکھ کر کوئی بھی بتا دیتا وہ صدیوں سے کسی سوگ میں تھی

"تم اب اپنے چچا سے مقابلہ کرو گے؟ باپ کی جگہ پر ہوں تمہارے "

"میرا باپ مر چکا ہے (دل سو بار ٹوٹا) آپ کے ساتھ جو رشتہ تھا وہ بھی دفن ہو گیا۔ جائیں اور اپنا کام کریں چاچو۔ آئندہ اس گھر میں مت آئیے گا کیونکہ آپ کا کوئی بھائی یہاں نہیں ہے۔ یہاں اب افتخار اصغر کی اولاد اور بیوہ رہتی ہے "

حسن چاچو کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر تیزی سے باہر کی طرف مڑے۔ ان کے جاتے ہی معطر کے کاندھے ڈھیلے پڑے۔ وہ تھک کر برآمدے میں رکھے تخت پر بیٹھی

"یہ ہمارے اپنے تھے؟ "

"ان سے بہتر تھا ہم تنہا ہوتے "

تنہا تو وہ اب بھی ہو گئے تھے۔ اس کی نظر دروازے پر گئی۔ وہاں مبشرہ سہمی سی ٹھہری تھی۔ پھر صحن میں ٹھہرے عون پر۔ ہاتھوں کو پھیلاتے اس نے ان دونوں کو اپنی طرف بلایا تو وہ اس کے ساتھ آ لگے

"ہم تنہا نہیں ہے۔ تم دونوں تنہا نہیں ہو۔ یاد رکھنا مبشرہ عون۔ ہمت بڑی رکھنی ہے۔ قد بڑا ہونے سے کچھ نہیں ہوتا "

ان کی پیٹھ سہلائی تو وہ دونوں سر ہلا گئے۔اس نے دانیال کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر اس کی نظر دروازے کی طرف گئی۔وہ جانتی تھی امی نے سب سنا ہو گا۔ وہ لوگ یوں ہو گئے تھے کہ سر سے آسمان کھینچ لیا گیا تھا۔

بعض اوقات ہمت کرنے کے لئے بھی ہمت چاہئے ہوتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہر وہ جگہ جہاں وہ اسے ڈھونڈ سکتا تھا اس نے ڈھونڈا تھا۔کیفے والوں کے پاس اس کا ایڈریس نہیں تھا۔مایا کے پاس صرف نمبر تھا اور نمبر اس کا بند جا رہا تھا۔ اسٹور میں جہاں وہ کبھی ملازمت کرتی تھی وہاں سے بھی اسے کچھ علم نہیں ہو سکا تھا۔اس کی سوشل میڈیا آئی ڈیز پر وہ میسج کر کے تھک چکا تھا لیکن کوئی رپلائے آ رہا تھا نا وہ اس کے میسج دیکھ رہی تھی۔اگزیمز کے بعد اسے جاب مل گئی تو وہ کچھ مصروف ہو گیا۔ان سب میں سنان کی ڈائری۔حامد رئیسی کا کیس اور باقی سب ذہن سے مکمل محو ہو چکا تھا۔خیال میں فقط ایک شے باقی تھی اور وہ تھی لاھور کی معطر صبا

اگر وہ اس کا ایڈریس جانتا ہوتا تو اب تک پاکستان جا چکا ہوتا لیکن سارا مسئلہ اس کے ایڈریس کا ہی تھا

"منع کیوں کیا ہوا اس نے شادی سے ؟ "

وہ کسی ریسٹورنٹ میں رائن کے سامنے بیٹھا تھا۔ سفید شرٹ کے بازوں موڑ رکھے تھے۔ چہرے پر تھکن تھی۔ وہ ایک مقامی نیوز چینل میں پرائم ٹائم شو کرتا تھا۔ آہستہ ہی صحیح لیکن وہ میڈیا میں اپنا نام بنا رہا تھا

"کیونکہ وہ مسلمان ہے اور مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے شادی نہیں کر سکتی "

"تو تم اس سے کہتے کہ وہ مذہب تبدیل کر لے"

اب وہ کیا بتاتا یہی کہہ کر تو اس نے سارا معاملہ بگاڑا تھا۔ زبان کو قابو میں رکھتا تو بات اتنی آگے نا بڑھتی۔ وہ اپنی کہانی اپنے ہاتھوں سے برباد کر بیٹھا تھا۔ بعض اوقات اپنی کہانی کا سب سے ظالم کردار ہم خود ہوتے ہیں

"میں نے کہا تھا کہ میں اسلام قبول کر لیتا ہوں "

رائن جھٹکے سے سیدھا ہوا

"مزاق کر رہے ہو؟ "

"میرے چہرے سے لگ رہا ہے؟ "

بے زاری سے اسے دیکھا

"تم چہرے کے تاثرات چھپا کر مزاق کرنے میں ماہر ہو "

"اس بار نہیں کر رہا۔۔۔۔ میں سنجیدہ تھا اور ہوں "

"سریسلی ایرک؟ ٹھیک ہے تم اب مسلمانوں کے خلاف نہیں بولتے لیکن اسلام قبول کرنا؟ یہ بہت بڑی بات ہے "

"اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے۔ ایک مذہب ہی تو تبدیل کرنا تھا "

"مذہب تبدیل کرنا بڑی بات نہیں ہے۔ اسلام قبول کرنا بڑی بات ہے "

اس نے رک کر رائن کو دیکھا۔ پھر سیدھا ہوا

"اسلام میں ایسا کیا ہے جو یہ اتنی بڑی بات ہے؟ "

"یہ سوال تم کر رہے ہو؟ کم از کم تم جانتے ہو کہ اسلام کس طرح کا مذہب ہے "

رائن طنزیہ مسکرایا

"میں نہیں جانتا۔ تم بتاؤ اسلام کس طرح کا مذہب ہے ؟ "

"وہ شدت پسند لوگ ہیں۔ دہشت گرد۔ انہیں صرف نفرت پھیلانا آتی ہے۔ تم نے اسلامی ممالک دیکھے ہیں؟ پسماندہ غریب۔ ان کے لوگ دیکھے ہیں؟ گویا وہ ہر کسی کو زبردستی پکڑ کر مسلمان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ الارا اور باقی کیسز کے بعد کم از کم تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے "

"مجھے حیرت ہے اگر سنان سعدی والے واقعے کے بعد بھی تمہارے خیالات تبدیل نہیں ہوئے "

اور اسے یکدم وہ سرخ ڈائری یاد آئی۔ ساتھ اور بھی بہت کچھ

"اوہ کم آن۔۔ وہ سب مذہبی وجہ سے نہیں ہوا تھا۔ وہ مشتعل جتھہ تھا اور ان کا رخ ویسے بھی سنان کے ٹرسٹ کی طرف نہیں تھا۔ یہ تو بائے چانس وہ اس طرف چلے گئے تو یہ حادثہ ہو گیا "

ایرک رک کر اسے دیکھتا رہا۔ یک ٹک۔ بنا سانس لئے۔ بنا پلک جھپکے۔ رائن کا جوس منہ کی طرف جاتا ہاتھ رکا

"کیا ہوا؟ "

"ہاں؟"

وہ چونکا

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"تمہیں۔۔۔ تمہیں کیوں لگا کہ وہ ہجوم ٹرسٹ کی طرف نہیں جا رہا تھا بلکہ کسی اور طرف جا رہا تھا؟"

اس کا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔ کچھ تھا جو سمجھ آ رہا تھا۔ کچھ تھا جو دماغ میں پھنس رہا تھا

"ویڈیوز میں دیکھا تھا۔ ہجوم پہلے مارکیٹ کی طرف جا رہا تھا پھر ان کا رخ تبدیل ہوا۔ تم نے نہیں دیکھی وہ ویڈیو؟"

اس نے دیکھی تھی لیکن اس نے یہ چیز نظر انداز کر دی تھی۔ جیسے اب رائن کر رہا تھا۔ لیکن اس کا پورا دماغ اسی ایک جگہ جم گیا۔ تو یہ وہ چیز تھی جو کھٹک رہی تھی۔ یہ بھی اور۔۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھا۔ والٹ اٹھایا اور تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔ رائن پیچھے اسے بلا رہا تھا لیکن اس نے نہیں سنا۔ اسے کچھ اور پتا لگانا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی ٹرسٹ کے باہر رکی تو وہ کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا۔اندر جائے یا نہیں ؟ جا کر کیا کہے گا؟ ممکن ہے وہ خواہ مخواہ اس رخ میں سوچ رہا ہو۔ ممکن ہے یہ سب اس کا وہم ہو۔ایک چھوٹا سا نقطہ ہی تھا۔وہ اتنا الجھ کیوں رہا تھا؟

گہری سانس لیتے اس نے سر جھٹکا پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ایک نظر بلڈنگ پر ڈالی۔ چھوٹی سی عمارت تھی جو سفید رنگ کی تھی۔ صحن کے اختتام پر سفید بلڈنگ شروع ہوتی۔ باہر کیمرے لگے تھے اور اوپر۔اس کا سر اوپر اٹھا۔ چند لمحے وہاں دیکھتا رہا پھر دروازے کو دیکھتے اس نے قدم اندر بڑھائے۔اپنا کارڈ اس نے جیب میں ڈال لیا تھا کہ اگر تعارف مانگا گیا تو وہ بتا دے گا کہ وہ اینکر پرسن تھا کسی سلسلے میں ٹرسٹ کے اونر سے ملاقات کرنی تھی

"کیا میں ٹرسٹ کے اونر سے مل سکتا ہوں؟ "

کاؤنٹر پر سیاہ حجاب میں تیس کے قریب کی کوئی عورت بیٹھی تھی۔اس کی آمد پر مسکرا کر خوش آمدید کہا تو اس نے سر کو خم دیتے سید حامد عے کی بات کی

"میں ہاشم بھائی سے پوچھتی ہوں۔آپ کا نام کیا ہے؟ "

"ایرک کیان "

کیا وہ یہ بتائے کہ وہ میڈیا سے تھا؟۔ خاتون کریڈل اٹھاتے اب کال ملا رہی تھیں

۔ وہ ارد گرد دیکھتا منتظر ٹھہرا رہا

"آپ چلے جائیں۔ یہاں سے سیدھا پھر دائیں مڑ جائیں۔ "

اس نے شکریہ کہتے سر کو خم دیا پھر خاتون کے بتائے گئے راستے پر چلتے اس کمرے کی طرف گیا۔ لکڑی کے دروازے پر دستک دیتے کھولا تو اندر کا منظر واضح ہوا

سامنے سٹینڈ پر لٹکا کوٹ۔ دائیں طرف صوفے اور بائیں جانب میز کے پار بیٹھا شخص

ہاشم بن عبداللہ

ایرک جیب میں ہاتھ ڈالے ان کی میز کے سامنے رکا

"سلام علیکم۔۔ میں ایرک کیان ہوں "

اُنہوں نے سر کو خم دیا پھر بیٹھنے کا اشارہ کرتے کرسی سے ٹیک لگائی

"آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے ؟ "

"جی۔۔۔ کچھ بات کرنی تھی "

وہ بیٹھتا ان کو دیکھ کر بولا

"کس متعلق ؟ "

"سنان سعدی کے متعلق "

ان کے چہرے پر لمحہ بھر کو کچھ ابھرا پھر اُنہوں نے سر کو خم دیا

"سنان کے کیا لگتے ہیں آپ ؟ "

وہ کیا لگتا تھا؟ سنان سے تعلق جس کی وجہ سے تھا اس کا حوالہ دیتا یا کچھ اور کہتا؟

"میں اینکر پرسن ہوں۔سنان کے کیس پر تحقیقات کر رہا ہوں۔اسی سلسلے میں ملاقات کرنی تھی "

کچھ محتاط انداز میں کہتے اس نے وضاحت دی

"سنان کے کیس کے سلسلے میں پانچ ماہ بعد کیسی تحقیقات کرنا چاہ رہے ہیں آپ ؟ "

وہ ٹھٹکے

"اس کی زندگی اور اس کی موت سے متعلق "

"قتل۔۔۔اس کا قتل ہوا تھا "

" آااارائٹ۔۔۔ قتل۔۔۔۔اس کے گھر والوں نے کیس فالو کیوں نہیں کیا ؟ "

وہ کچھ اور پوچھنا چاہتا تھا لیکن پتا نہیں یہ سوال کیوں کر بیٹھا

"آپ اینکر پرسن ہیں ایرک صاحب۔لاعلمی کا ناٹک کر رہے ہیں یا لاعلم ہیں ؟ "

"لاعلم ہوں۔ "

"سنان کے خاندان پر حکومتی دباؤ تھا۔پاکستان کی گورنمنٹ نے ان سے کہا تھا کہ معاملہ برطانوی حکومت دیکھ لے گی اس لئے وہ خاموش رہیں۔اب ظاہر ہے پاکستان کی حکومت اگر یہ بات کر رہی ہے تو یہ دباؤ برطانیہ کی طرف سے ہی ڈالا گیا ہوگا "

انہوں نے کاندھے اچکائے۔ایرک آگے کو ہوا

"آپ برطانیہ سے متنفر دکھائی دیتے ہیں "

"میں مغرب سے متنفر ہوں "

"وجہ کیا ہے اس کی؟ "

"آپ ایک ایسے شخص سے اس کی وجہ پوچھ رہے ہیں جس نے اپنا سب کچھ اسی مغرب کی وجہ سے کھویا تھا "

"مطلب ؟ "

ہاشم بن عبداللہ کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر وہ میز پر ہاتھ رکھتے آگے کو ہوئے

"میں افغانستان سے ہوں ایرک ۔۔اس افغانستان سے جس پر کئی سال قبل امریکی حملوں میں میں نے اپنا پورا خاندان کھو دیا تھا۔ میری چھوٹی بہن۔ میرا مزدور باپ اور بیمار ماں ان حملوں میں مارے گئے۔ میں کئی سال پاکستان میں پناہ گزین بن کر رہا ہوں۔ پھر کئی سال یہاں کے دھکے کھائے ہیں۔ وجہ جانتے ہو ؟ یہ مغربی نظام ۔۔ تمہارے مغربی نظام کو کون اجازت دیتا ہے کہ تم لوگ اٹھ کر ہر دوسرے مسلمان ملک پر حملے شروع کر دو ؟ تمہارا نظام تمہیں کیوں کہتا ہے کہ فلسطین میں بھوک اور افلاس سے مرتے بچوں پر میزائل داغ دو۔ کون سا نظام صرف مفروضے پر عراق کو تباہ کرنے کا حق دیتا ہے ؟ یہ کس انسانی حقوق کی علمبرداری ہے جو تم لوگ کر رہے ہو ؟ "

"یہ سب امریکن پالیسز اور فیصلے تھے۔ باقی مغرب کا ان سب سے کیا تعلق ؟ "

"ہاں۔۔۔" انہوں نے طنزیہ سر جھٹکا"۔۔امریکن فیصلے۔ تو جب کسی مسلمان ملک کو نوچا جاتا ہے تو گوشت سارا مغرب کیوں کھاتا ہے ؟ سلطنت عثمانیہ کے حصے برطانیہ نے کئے تھے تو علاقوں کی تقسیم ہر ملک کے بیچ کیوں ہوئی ؟ تم مان لو کہ تم سب کافر مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہو چکے ہو "

"آپ یہاں ناانصافی کر رہے ہیں۔ یہ حکومتی پالیسیز ہیں اور عام عوام کا ان سب سے کوئی تعلق نہیں ہے "

"پھر سنان کے متعلق کیا کہو گے ؟ "

وہ لمحہ بھر کو چپ رہ گیا۔ ہاشم بن عبداللہ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی

"تمہیں علم ہے ایرک جس میڈیا کا تم حصہ ہو اس کا بڑا حصہ کون سی خبریں دیتا ہے ؟ مسلمانوں کی شدت پسندی اور ظالم ہونے کی۔ تم ٹھیک کہتے ہو تمہاری عوام کا اتنا قصور نہیں ہے جتنا تمہارے نظام کا ہے۔ یہ سب مغربی سازشیں ہیں

جنہوں نے مسلمانوں کو اس لائق بھی نہیں چھوڑا کہ وہ اپنے حق کے لئے بول سکیں "

"تو پھر آپ کو سارا الزام مغرب پر تو نہیں لگانا چاہئے۔ کچھ قصور تو مسلمان ممالک کا بھی ہے "

جانے گفتگو کس سمت چلی گئی تھی۔ وہ یہاں کسی اور کام سے آیا تھا اور اب یہ بحث چھیڑ بیٹھا تھا

"ظاہر ہے آدھا قصور مسلم ممالک کا بھی ہے۔ مغرب نے سالوں ہم پر خرچ کئے ہیں۔ آہستہ آہستہ زہر کی طرح ہمارے اندر اپنا نظام ڈالا گیا۔ ہمیں اسلام سے دور کیا گیا۔ ہمیں اس قدر لاچار کیا گیا کہ ہم خود پر ہوئے مظالم کے خلاف بھی نہیں لڑ سکتے۔ تم نے عراق، شام، لبنان، افغانستان کے حالات دیکھے ہیں۔ یہ سالوں کی پلاننگ ہے۔ صدیوں کا بغض ہے۔ اس نظام نے اپنا قیمتی وقت اور روپیہ ہم پر خرچ کیا ہے۔ اور ہمارے مسلمان حکمرانوں نے یہ ہونے دیا۔ ان پر تو لعنت بھیجنے کا بھی دل نہیں کرتا "

وہ صاف گو تھے اور حد سے زیادہ تھے۔ اگر اس کی جگہ یہاں کوئی اور بیٹھا ہوتا تو وہ تصور کر سکتا تھا کہ صورتحال کیا ہوتی

"کچھ عرصہ قبل میں اسلاموفوبیا کا شکار تھا۔ میرا خیال تھا مسلمان شدت پسند ہوتے ہیں۔ میڈیا جھوٹ تو نہیں بولتا ہوگا نا لیکن پھر میری رائے بدل گئ۔ لیکن آپ کی اس بات پر کہ یہ سب تباہیاں مغربی نظام کی مرہون منّت ہیں میری رائے اس پر محفوظ ہے۔ میں دلائل سے قائل ہونے والا انسان ہوں جب تک مشاہدہ نا کر لوں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا "

اس نے کاندھے اچکائے۔ ہاں ٹھیک ہے وہ جانتا تھا کہ میڈیا لوگوں کی ذہن سازی کرتا ہے لیکن ابھی وہ اتنا بے وقوف بھی نہیں تھا کہ سر عام اس کا اظہار کر دیتا۔ میڈیا پرسن ہونے کے ناطے کچھ زمہ داری اس کی بھی تھی

"مجھے حیرت نہیں ہوئ کہ تم اپنے معاشرے کا دفاع کر رہے ہو۔ تمہیں اپنی نوکری عزیز ہے یقیناً۔ بہرحال ہم موضوع سے ہٹ رہے ہیں سنان کے سلسلے میں کس طرح کی مدد چاہیئے میری؟ "

ایرک نے سر کو خم دیتے کہنیاں میز پر جمائیں (کیا یہ بعزتی تھی؟)

"مجھے آپ کے ٹرسٹ کی سی سی ٹی وی فوٹیج چاہئے تھی "

"وہ ہم پولیس کو پہلے ہی دے چکے ہیں "

"مجھے مکمل فوٹیج چاہئے تھی سر "

"ہم نے مکمل فوٹیج ہی دی تھی "

"تو پھر۔۔۔" کہنیاں میز پر جمائے وہ آگے کو ا ہوا "جو کیمرہ چھت پر ڈیزائننگ کے درمیان فکس کیا گیا ہے اس کی فوٹیج کہاں ہے؟ "

ہاشم بن عبداللہ تھوڑی دیر کو بالکل چپ رہ گئے

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے "

"میری نظر دھوکہ نہیں کھاتی۔ آپ ایک ایسا ٹرسٹ چلا رہے ہیں ہاشم صاحب جو اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرتا ہے۔ آپ سر عام مغربی نظام پر تنقید کرتے ہیں۔ اور آپ کو لگتا ہے میں یقین کر لوں گا کہ آپ نے اپنے ٹرسٹ کی سکیورٹی کے لئے صرف دو چار کیمرے باہر لگانے پر اکتفاء کیا ہو گا؟ میرا نہیں خیال میں شکل سے بیوقوف نظر آتا ہوں "

وہ چبھتے انداز میں ان سے کہہ رہا تھا۔ ہاشم بن عبداللہ نے گہری سانس لی

"ہمیں محتاط رہنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ کیمرے خراب ہیں "

"ایک اور جھوٹ "

"میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ میں تمہیں فوٹیج دے دیتا ہوں لیکن مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ کیمرے خراب ہو گئے ہیں۔ میں نے فاتح سے ان کو ریپیئر کرنے کا کہا تھا لیکن اس کا کہنا کہ اس نے یہ نہیں کروائے "

وہ کچھ مایوس ہوا لیکن پھر سر جھٹک دیا

"میں دیکھ لوں گا۔ آپ ان کی فوٹیج مجھے دے دیں "

انہوں نے سر کو خم دیتے کسی کو کال کی۔ فوٹیج لانے کا کہا اور ایرک کی طرف متوجہ ہوئے

"آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟ "

"میں سچ جاننا چاہ رہا ہوں "

"کیسا سچ؟ "

یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا بس کچھ تھا جو کھٹک رہا تھا۔ اسے وہی چیز جاننی تھی

"یہ میں آپ کو سچ جاننے کے بعد بتاؤں گا "

وہ کچھ دیر اسے دیکھتے رہے

"معطر کیسی ہے؟"

ایرک کیان کے حلق سے الفاظ کھینچ لئے گئے

"کون معطر؟"

"وہ تمہارے ساتھ اس دن یہاں آئی تھی ناجب سنان کا قتل ہوا تھا۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں"

"وہ پاکستان جا چکی ہے اور میرا اس سے رابطہ نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ میرے صرف جاننے والوں میں سے تھی"

وہ بے نیاز نظر آنے لگا۔ اسے معطر کو ان سب سے دور رکھنا تھا۔ یہ حکومتی اور عالمی جنگیں تھیں وہ اس کا نام نہیں آنے دینا چاہتا تھا

"وہ آخری بار یہاں آئی تھی تو کہہ رہی تھی کہ سنان اس کا یوسف تھا۔ وہ ہم سب کا یوسف تھا۔ وہ واقعی واپس نہیں آئے گا"

ان کا چہرہ غمگیں ہو گیا۔ ایرک کے گلے میں گلٹی ابھری۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن دروازے پر دستک دے کر فاتح بھائی اندر آئے

"آپ نے فوٹیج منگوائی تھی "

ہاشم بھائی کے اشارے پر انہوں نے وہ ایرک کو دی تو وہ اسے تھامتا اٹھا

"آپ نے چیک کی ہے کیا کیمرے چل رہے ہیں؟ "

"نہیں۔مجھے لڑکے نے آکر یہ فوٹیج دی ہے۔میرا نہیں خیال کیمرے اس دن چل رہے تھے۔ہاشم بھائی نے بنوانے کا کہا تھا لیکن میرے دماغ سے نکل گیا۔ پھر سنان بھی ان دنوں مصروف تھا ورنہ وہ بنوا لیتا "

وہ کچھ شرمندگی سے کہہ رہے تھے

"تم جاؤ فاتح "

وہ سر ہلا کر چلے گئے۔ایرک وہ سفید یو ایس بی دیکھتا واپس ہاشم بن عبداللہ کی طرف مڑا

"آپ کا شکریہ۔میں چلتا ہوں "

انہوں نے بس سر کو خم دیا۔ایرک موبائل اٹھاتا دروازے تک گیا پھر وہاں رکا

"ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟ "

"پوچھو۔۔۔ "

وہ فائل کھولتے رکے

"اگر مجھے یوسف اور یعقوب کا واقعہ جاننا ہو تو کہاں سے جان سکتا ہوں؟"

اس کے چہرے پر کچھ تھا کہ ہاشم بن عبداللہ لمحہ بھر کو اسے دیکھتے رہے

"تم از لنگٹن میں اسلامک سنٹر چلے جاؤ۔ وہاں فہد معظم نام کے آدمی سے ملنا۔ اس سوال کا جواب وہ تمہیں دیں گے"

"آپ نہیں دے سکتے؟"

"ویسے نہیں دے سکتا جیسے وہ دیں گے۔ میرا خیال ہے تم شاید کچھ اور بھی پوچھنا چاہتے ہو۔ تمہیں تمہارے ہر سوال کا جواب وہیں مل جائے گا"

وہ انہیں دیکھتا رہا پھر دروازے سے باہر کی طرف بڑھا۔ اس کے پاس واقعی سوال تھے کیا وہ ایک بار اسلامک سنٹر چلا جائے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اگر انہوں نے کیس کر دیا تو ہم کیا کریں گے آپی"

عون اس کے ساتھ بیٹھا پڑھ رہا تھا جب بیٹھے بیٹھے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ سبزی بناتے اس کے ہاتھ تھمے

"ہم ان کا سامنا کر لیں گے عون "

اس کی نظر کچن کی طرف گئی۔ مبشرہ اور امی کچن میں تھیں۔اس کی امی سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔وہ اور دانیال ہی سر جوڑے بیٹھے رہتے تھے

"لیکن کیسے ؟ کیا وہ ہمیں گھر سے نکال دیں گے ؟ "

وہ خوفزدہ تھا۔ معطر نے چھری رکھتے اس کی طرف رخ موڑا

"یہ ہمارا گھر ہے عون۔ہم یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے "

"اسے بہادری کا سبق مت پڑھاو معطر "

اس نے امی کی آواز پر ان کی طرف دیکھا۔ سر پر دوپٹہ اوڑھے پژمردہ چہرے کے ساتھ وہ اسے دیکھ رہی تھیں

"آپ چاہتی ہیں میں اسے بزدلی کا سبق سکھاؤں ؟ "

"میں چاہتی ہوں تم اسے بس اتنا سکھا دو کہ اگر جینے کے لئے اپنا حق چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دینا چاہئے "

"اور بابا کہتے تھے کہ اگر اپنے حق کے لئے مرنا پڑے تو مر جاؤ "

"تمہارا باپ زندگی کے آخری دنوں میں ہر سبق بھول گیا تھا۔اس کا دل کمزور ہو گیا تھا "

"میں ان کے سکھائے گئے سبق زندگی کے آخر تک یاد رکھوں گی۔میرا دل پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے "

اس کے حلق میں کچھ اٹک رہا تھا لیکن اسے رونا نہیں تھا

"یہ بہادری کہاں سے لائی ہو؟ "

وہ تھک کر تخت پر اس کے ساتھ بیٹھیں

"بزدلی لندن میں چھوڑ آئی ہوں امی۔وہاں سے سیکھ کر آئی ہوں کہ ڈرنے والے مار دیئے جاتے ہیں "

لندن سے اسے کوئی اور یاد آیا۔پشاور کا سنان۔از لنگٹن کا ایرک

ایک اچھے دنوں کا ساتھ۔ایک برے دنوں کا خیال

"اپنی بہادری یہاں مت دکھاؤ۔ہم تنہا ہو جائیں گے۔سارا خاندان حسن اور تیمور کے ساتھ ہو جائے گا۔وہ حق پر نہیں ہیں لیکن پھر بھی ہم تنہا رہ جائیں گے "

"مجھے ایسا خاندان اب چاہئے بھی نہیں۔ دانیال ٹھیک کہتا تھا امی۔ ہم پر برا وقت آیا تو کوئی ہمارے ساتھ نہیں تھا۔ اچھا وقت آئے گا تو ہمیں کسی کے ساتھ کی ضرورت نہیں پڑے گی "

"اچھا وقت تو تمہارا باپ اپنے ساتھ لے گیا ہے "

برآمدے میں خاموشی چھائی۔ عون کا سر کتاب پر جھک گیا۔ معطر امی کو دیکھتی رہی پھر وہ آگے کو ہوتی ان کے ساتھ لگی

"امی۔ ہمارے پاس صرف ہم پانچ ہیں۔ چھٹا چلا گیا ہے۔ میں آپ کو اپنا دل نہیں دکھا سکتی ورنہ میں اسی دن مر گئی تھی۔ آپ مجھے اپنا دل نہیں دکھا سکتیں ورنہ میں جانتی ہوں آپ کا دل بھی اسی دن مر گیا تھا۔ ہمارے پاس صرف ہم ہیں۔ یہ گھر اور بابا کی یاد۔ مجھے ان کے لئے لڑنے دیں "

بہت کوشش کے باوجود بھی وہ اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔ بہت ضبط کے باوجود بھی وہ بہہ نکلے تھے۔ ساجدہ نے اس سے الگ ہوتے اپنا چہرہ صاف کیا

"تمہارے بابا کی وفات سے دو دن پہلے تیمور یہاں آیا تھا "

وہ چونکی

"کس لئے؟ "

"یہی گھر کی بات کرنی ہو گی۔ رضیہ نے اپنے شوہر کے مجبور کرنے پر رقم لی تھی ورنہ وہ تو اس گھر میں حصہ چاہتی تھی۔ حسن کو تو ویسے ہی پیسوں کی ضرورت پڑی رہتی تھی۔ اب ان دونوں کو پھر سے لالچ آگیا ہو گا "

"بابا نے آپ سے کچھ کہا تھا کہ تیمور کیوں آیا تھا؟ "

"اُنہوں نے زکر نہیں کیا تھا۔ میں حسن کے نئے گھر سے آرہی تھی تو اسے جاتے دیکھا تھا۔ تمہارے بابا کچھ پریشان لگ رہے تھے اس کے بعد۔ اب علم ہوا کہ وہ مکان سے متعلق ہی بات کرنے آیا ہو گا "

"کس قدر لالچی ہے یہ انسان "

اسے افسوس ہوا

"میرے پاس گھر کے کاغذات پڑے ہیں۔ رقم منتقلی کے وقت تمہارے بابا کو اپنے بہن بھائی پر بھروسہ تھا اس لئے رقم کا کوئی ثبوت انہوں نے نہیں رکھا لیکن گھر کے کاغذات پر ان دونوں کے دستخط ہیں۔ رات کو آنا تمہیں دے دوں گی "

"امی۔۔۔" اسے صدمہ سا ہوا "آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ "

"کیونکہ میں چاہ رہی تھی کہ وہ کچی ڈور ناٹوٹنے دوں جو تمہارے باپ کی اپنے رشتوں سے جڑی تھی۔ لیکن اب خیال آیا اس ڈور کو دیمک چاٹ چکی ہے "

وہ آنسو صاف کرتی اندر کی طرف بڑھیں۔ معطر کتنی ہی دیر وہیں بیٹھی رہی

"آپی؟ "

"جی "

اس نے چونک کر عون کو دیکھا

"آپ کا فون بج رہا ہے "

اس نے ارد گرد دیکھا۔ کہیں سے رنگ ٹون بج رہی تھی۔ عون کی کتابیں اِدھر اُدھر کیں تو نیچے سے موبائل نکلا۔ کال آن کرتے وہ صحن کی طرف گئ

"السلام علیکم آپا۔۔۔ کیسی ہیں؟ "

ء وعلیکم السلام بیٹا۔۔ تم کیسی ہو؟ "

"ٹھیک ہوں "

"گھر میں سب کیسے ہیں؟ "

"جیسے بابا چھوڑ کر گئے تھے "

" صبر کرو بچے "

"وہی کرر رہی ہوں آپا۔ ورنہ میرے دل کا غم دنیا دیکھتی "

دوسری طرف وہ کچھ خاموش ہو گئیں

"آپ بتائیں۔ از لنگٹن میں سب ٹھیک ہے ؟ "

"از لنگٹن کا ایک باسی میرے گھر آتا ہے "

"کون ؟ "

"وہ ہر دوسرے روز میرے گھر کے باہر ٹھہرتا ہے۔ دروازہ کھٹکتا تا ہے۔

صرف اتنا پوچھتا ہے کہ معطر سے کوئی رابطہ ہوا اور میرے ناں کہنے پر چلا جاتا ہے

۔ میں اس کے سوال سے نہیں تھکی لیکن اپنے جواب سے تھک گئی ہوں "

"کس کی بات کر رہی ہیں؟ "

اور بولنے کے بعد اسے یاد آیا۔ از لنگٹن میں کون اس کا پوچھ سکتا تھا۔ چہرہ سپاٹ

ہوا

"ایرک۔۔۔ وہ ہر دوسرے روز یہاں آتا ہے معطر۔۔۔ میں ہر مرتبہ جھوٹ

بولتی ہوں۔ اس کی آنکھیں ہر مرتبہ امید کھوتی ہیں۔ میں اس کی آنکھوں کو دیکھ

کر بھی تھک گئی ہوں۔ مجھے لگتا ہے اس کے بعد وہ نہیں آئے گا لیکن اگلے دن پھر میرے گھر کے باہر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اتنا مستقل مزاج تو نہیں لگتا تھا "

"آپ نے اسے بتایا تھا کہ میں کیوں واپس آئی ہوں؟ "

"ہاں۔۔۔اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میرا تم سے رابطہ ہو تو تم تک اس کا اظہارِ افسوس پہنچا دوں "

"مجھے اس کے اظہارِ افسوس کی ضرورت نہیں ہے آپا۔ وہ آئندہ آئے تو آپ اسے گھر سے نکال دیجئے گا "

اس کا لہجہ بے تاثر تھا۔ آخری بار کی ملاقات یاد آئی

"وہ یہاں آنا نہیں چھوڑے گا۔ میں جان گئی ہوں "

وہ کچھ دیر درخت پر لٹکے پنجرے کو دیکھتی رہی پھر کوئی فیصلہ کن سانس لی

"ایک کام کریں گی پھر؟ "

"کیا؟ "

اس کے اگلے الفاظ پر دوسری طرف کچھ دیر کو خاموشی چھا گئی

"اس کے ساتھ یہ مت کرو معطر "

"مجھے اس کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں رکھنا آپا۔یہی طریقہ بہتر ہے۔آپ اسے میرا ایڈریس نہیں دیں گے نا نمبر۔اسے بھول جانا چاہیئے کہ لاھور کی کوئی لڑکی ازلنگٹن کے کسی ایرک سے ملی تھی "

"وہ تمہارے لئے بدلنا چاہتا تھا "

"یہی تو دکھ ہے "اس نے ایک تکلیف دہ سانس اندر کھینچی پھر یکدم ٹھٹکی "آپا میں سنان کی ڈائری ازلنگٹن میں بھول آئی تھی۔وہ کہیں سے ڈھونڈ دیں مجھے وہ پریزے تک پہنچانی ہے "

"ازلنگٹن میں کہاں ؟ "

"معلوم نہیں۔۔آخری بار جب ایرک سے ملی تھی تو وہیں رہ گئی تھی۔آپ اس سے پوچھیں گی تو شاید اسے علم ہو "

اسے بے چینی سی ہوئی۔یااللہ وہ ڈائری امانت تھی

"اور میں اس سے کیا کہوں گی کہ مجھے ڈائری کیوں چاہیئے ؟ "

"آپ کہیئے گا کہ۔۔۔۔ "

وہ یکدم رکی۔وہ کیا کہیں گی ؟ایرک کو شک ہو جاتا

"مجھے وہ چاہئے تھی آپا"

وہ بے بس ہوئی

"اگر وہ تمہارے مقدر میں لکھی ہوگی تو مل جائے گی معطر۔۔۔۔جو چیز مقدر میں نا لکھی ہو وہ ہماری لاکھ کوششوں کے باوجود بھی نہیں ملتی اور جو مقدر میں لکھی ہو وہ کسی کی لاکھ کوششوں سے بھی ہم سے دور نہیں رہتی"

اسے نے سر جھٹکا۔وہ ڈائری کا کہہ رہی تھیں یقیناً۔بانو آپا کو الوداعی کلمات کہتے اس نے کان سے فون ہٹا کر اپنا سوشل میڈیا اکاؤنٹ کھولا۔فیسبک۔انسٹا گرام۔ وہاں ایرک کے میسجز آئے ہوئے تھے۔اس نے بنا سین کئے اپنے دونوں اکاؤنٹ ڈلیٹ کر دیئے۔اسے کسی ایرک کیان سے رابطہ نہیں رکھنا تھا

اس نے آج اپنی زندگی سے ایک باب بند کیا تھا

ایک قصہ ختم کیا تھا

اور معطر صبا کی کہانی چند لمحوں کے لئے یہی رک گئ۔کسی ساحر نے کلمات پھونک کر اس کہانی کو نظروں سے اوجھل کر دیا۔وقت کا قلم سات سمندر پار کے باسی کی طرف مڑ گیا تھا

وہاں جہاں وہ ادھورے دل والا لڑکا رہتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ لڑکا سرخ دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ جینز پر سفید ٹی شرٹ پہن رکھی۔ وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے دروازے کے سامنے چکر لگا رہا تھا جب دروازہ کھلا اور بانو آپا باہر نکلیں۔ اس کے قدم رک گئے

"تم کب یہاں آنا بند کرو گے لڑکے؟ "

"جب میں وہ جان لوں گا جو میں جاننا چاہتا ہوں "

"تم سوال غلط جگہ پوچھ رہے ہو "

"میرا جواب یہیں ہے۔ معطر سے رابطہ ہوا آپ کا؟ "

"ہاں۔۔۔ "

جواب خلاف توقع ملا تھا۔ وہ پل بھر کو تھم گیا پھر تیزی سے پہلی سیڑھی پر آیا

"آپ نے اسے بتایا کہ میں یہاں آتا ہوں؟ "

"بتایا تھا "

"کیا کہا اس نے؟ اس سے کہیں ایک بار مجھ سے رابطہ کر لے۔ صرف ایک بار۔ یا پھر اپنا ایڈریس سینڈ کر دے"

"اس نے کہا کہ میں اس کا ایک پیغام تم تک پہنچا دوں"

خطوط کا زمانہ گزر چکا۔ قاصد پیغام جدید دور میں لایا تھا۔ پتھر کی سیڑھی پر کھڑا شخص متوجہ تھا۔ قیدی کے لئے رہائی کا پروانہ آیا ہو گا

"کیا پیغام بھیجا ہے اس نے؟"

اس نے اپنی سماعت ہر جگہ سے ہٹا کر ان کی طرف متوجہ کر لی

"اس نے کہا ہے کہ اس کا انتظار چھوڑ دو۔ وہ کسی اور کے نام لکھی جا چکی ہے"

پتھر کی سیڑھی پہ کھڑا شخص پتھر ہوا۔ قیدی کو رہائی کا پروانہ نہیں ملا تھا اسے موت کا پیغام ملا تھا

"وہ جھوٹ کہہ رہی ہے"

سر نفی میں ہلا۔ اس نے اپنی سماعت اس جگہ سے ہٹا لینی چاہی

"وہ اپنے بابا کی وجہ سے شادی نہیں کر رہی تھی۔ اس کے گھر والوں نے اب اس کا رشتہ طے کر دیا ہے۔ چند ماہ تک شادی بھی کر دیں گے"

قدیم دور کے باسی کی آنکھوں سے کسی نے زندگی چھین لی۔ آنکھیں یوں بھی مردہ ہوتی ہیں؟

"پلیز آپا۔۔۔۔ "

یوں جیسے وہ ان کے ہاتھ میں تھا کہ اس کا دل ٹوٹنے سے بچا لیا جائے

"اس نے اپنا نمبر تبدیل کر لیا ہے۔ وہ تمہیں بھلانے جا رہی ہے ایرک۔ اس نے کہا کہ اس سے کہیئے گا مشرق کی معطر صبا مغرب کے ایرک کیان کی یاداشت سے محو ہونا چاہتی ہے۔ اسے بھلا دو "

جسے بھلانے کا کہا جا رہا تھا اس کی یاداشت میں فقط ایک نام محفوظ تھا۔ اس نے سر نفی میں ہلایا

"یہ ناممکن ہے "

"اسے بھول جاؤ ایرک "

"اسے ذہن میں حفظ نہیں رکھا تھا۔ دل میں حفظ کیا تھا۔ دل کی یاداشت کیسے مٹاؤں؟ "

وہ ایک قدم نیچے ہوا۔ پاتال کی طرف

"مشرقی لڑکیوں کی بڑی مجبوریاں ہوتی ہیں ایرک۔ تم دونوں کے بیچ ملک کا۔ مذہب کا۔ سوچ کا۔ نظریئے کا فرق ہے۔ تم غلط انسان کو دل میں بسا بیٹھے ہو"

"میں نے سوچ کر تو محبت نہیں کی تھی نا آپا"

وہ بے بس ہوا۔ دل کا حال بے حال تھا

"غلط کیا تھا بچے۔ یہ زہر مار دیتا ہے"

"مار رہا ہے۔۔"

وہ نیچے ٹھہرا تھا۔ گہری زکام زدہ سانس اندر کھینچی پھر دھیمے شکستہ قدموں سے باہر کی طرف بڑھا۔ آہستہ قدم جیسے وہ گن رہا تھا اور چل رہا تھا۔ بانو آپا اسے دیکھتی رہیں

وہ مشرق سے تھی جس کی چوڑیوں میں کسی کا دل اٹکا رہتا تھا

وہ مغرب سے تھا جس کا دل کوئی مشرق کی باسی ساتھ لے گئی تھی

اور ایک شخص تھا۔ جسے اظہار کی مہلت بھی نہیں دی گئی تھی

قسمت محبت کے معاملے میں ان تینوں پر ظالم واقع ہوئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

)اس ناول میں بیان کئے گئے تمام واقعات فرضی ہیں کسی حقیقی واقعے سے مماثلت محض اتفاق ہو گی (

"آپ اس سے کہیں صرف ایک بار مجھے سن لے "

بانو آپا نے تھک کر اپنے سامنے بیٹھے اس لڑکے کو دیکھا تھا

"وہ تمہیں نہیں سننا چاہتی "

"میری ہر کہانی اب اس سے جا کر جڑتی ہے آپا۔ اسے ایک بار تو میری بات سن لینی چاہئے "

"وہ تمہاری طرف کی کہانی سننے کے لئے بہری ہو چکی ہے "

"وہ میرے ساتھ غلط کر رہی ہے "

"آغاز کس نے کیا تھا؟ "

وہ کچھ دیر کو بالکل چپ رہ گیا پھر سر جھکا کر سفید جو گر دیکھے

"میں ہمیشہ غلط رہا ہوں۔ میں سمجھتا رہا کہ میں صحیح ہوں۔ میں یہ سمجھنے میں بھی غلط تھا۔ وہ مجھ سے ناراض ہے تو صحیح ناراض ہے لیکن اسے صرف ایک بار میری بات سن لینی چاہیے "

"تم دونوں بہت مختلف ہو "

"اس میں میرا قصور تو نہیں آپا۔ میں اس کے ملک سے ہوتا۔ ہم دونوں کا مذہب ایک ہوتا تو ہماری کہانی مختلف ہوتی لیکن میرے دل نے اس سے محبت کرتے وقت نا اس کا مذہب دیکھا تھا نا اس کا ملک "

"تم اپنا دل برباد کر رہے ہو ایرک"

اُنہیں افسوس ہوا۔ کچھ عرصہ پہلے ہی کی بات تھی جب انہیں یہ لڑکا ہنستا مسکراتا ملا تھا۔ کس قدر ظالم تھی یہ محبت

"ہاں ایسا ہی ہے لیکن یہ میرا دل ہی تھا جس کی وجہ سے سب شروع ہوا "

"اگر میں تمہیں اس کا ایڈریس دے دوں تو تم کیا کرو گے ؟ "

اس کا جھکا سر اٹھا

"میں اس کے ملک جاؤں گا۔اس کے شہر۔مجھے اس سے ایک بار ملنا ہے۔ ہماری آخری ملاقات تلخ تھی۔مجھے اسے بتانا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا وہ میں نہیں چاہتا تھا "

"اور پھر جانتے ہو کیا ہو گا؟"۔۔۔وہ صوفے پر آگے کو ہوئیں "تم پاکستان جاؤ گے اس سے ملو گے۔بات کرو گے اور واپس آجاؤ گے لیکن تم نہیں جانتے تم اس کے لئے کیسی تباہی چھوڑو گے۔وہ جس معاشرے سے ہے وہاں ایک غیر مسلم کا اس کے لئے پاکستان جانا اسے معاشرے میں بدنام کر دے گا۔اس کا باپ مر چکا ہے ایرک۔اور جن بیٹیوں کے باپ مر جائیں معاشرے کے دل سے ان کے لئے رحم مٹ جاتا ہے "

وہ کچھ کہے بغیر خاموشی سے اُنہیں دیکھتا رہا۔وہ مشرق کے اصولوں سے واقف نہیں تھا نا وہ مشرق کی روایات جانتا تھا

"آپ چاہتی ہیں میں اسے بھول جاؤں؟ "

"اگر اس سے سچی محبت کرتے ہو تو اس کے لئے مشکلات مت بڑھاؤ "

"اور میں اپنے دل کا کیا کروں؟ "

"اپنے دل کو سکھا دو کہ معطر اور تم کبھی نہیں مل سکتے "

الفاظ زہر جیسے تھے۔اس کا اندر تک خالی ہوا۔الفاظ موت جیسے تھے اندر تک کسی نے جان کھینچ لی

تو یہ تھا دل کا قصہ ؟

تو یہ تھی دل لگانے کی سزا؟

تو یوں کہانی ادھوری رہ جانی تھی ؟

اس کا دل اس ایک میں اٹکا اور ہر شے سے بے زار ہو گیا۔وہ ایک بار سن کر تو جاتی ۔ایک بار اس کی طرف کی معذرت۔ایک بار اس کی طرف کی کہانی۔کچھ تو۔

ادھوری ملاقاتوں کا غم اسے بھی برداشت کرنا ہو گا؟

اور ایسا ہوا تو کیوں ہوا؟اسے اس سوال کا جواب چاہئے تھا اور وہ جانتا تھا اسے یہ جواب کہاں ملے گا

"مجھے فہد معظم سے ملنا ہے "

وہ سفید عمارت تھی جو اینجل اسٹیشن سے دس منٹ کے فاصلے پر بنی تھی۔ عمارت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ صحن کے ایک طرف مسجد اور دوسری طرف سینٹر

"آپ کا نام؟ "

"ایرک کیان "

"آپ ان کے کمرے میں انتظار کریں وہ نماز پڑھ کر آتے ہیں "

وہ سر ہلاتا نوجوان کی معیت میں آفس کی طرف گیا۔ کرسی کھینچ کر بیٹھتے اس نے طائرانہ نگاہ سے پورے کمرے کا جائزہ لے لیا۔ حجرہ نما کمرہ جس میں صرف صوفے اور چھوٹی سی کرسی اور میز پڑی تھی۔ میز کے پیچھے ڈھیروں کتابیں۔ وہ سربراہی کرسی کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔ کرسی سے ٹیک لگاتے دو انگلیاں ہونٹوں پر جماتے دوسرے ہاتھ سے وہ میز پر رکھا پیپر ویٹ گھمانے لگا۔ اسے صرف ایک سوال پوچھنا تھا۔ اس ایک سوال سے ہزاروں سوال نکل آتے۔ لیکن وہ آج یہاں سے اپنا سوال پوچھے بغیر جانے والا نہیں تھا

دفعتاً پیپر ویٹ گھماتی انگلیاں رکیں۔ سینٹر کے ساتھ بنی مسجد سے اذان کی آواز آرہی تھی۔اذان مکمل ہونے تک اس کی انگلیاں رکی رہیں۔ سماعت اسی طرف متوجہ رہی۔ عجیب کیفیت ہونے لگی۔ سر جھٹکتے اس نے توجہ ارد گرد کرنا چاہی

میز پر تھوڑا سا سامان رکھا تھا۔لیپ ٹاپ۔ایک نوٹ پیڈ۔پینسل اور

اس کی نظر سربراہی کرسی کے سامنے رکھی سیاہ کتاب پر گئی۔وہ کتنی ہی دیر وہیں دیکھتا رہا پھر دھیرے سے اٹھتے کرسی کے سامنے آیا

وہ قرآن کا انگلش ترجمہ تھا۔سیاہ خوبصورت جلد پر لکھا الہامی کتاب کا نام۔اس کے ہاتھ کتاب کی طرف بڑھے۔یونہی ہاتھ اس پر رکھتے اس نے درمیان سے کوئی صفحہ کھولا۔سامنے سیاہ عربی حروف درج تھے۔نیچے انگلش ترجمہ

"اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے سچی گواہی دینے والے بنو، چاہے وہ (گواہی) خود تمہارے اپنے خلاف ہو، یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف۔خواہ وہ مالدار ہو یا فقیر، اللہ ان دونوں کا زیادہ خیر

خواہ ہے۔ پس خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ انصاف سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر تم زبان مروڑو یا پہلو تہی کرو، تو یقیناً اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔"

) سورہ النساء: آیت نمبر 135 (

وہ کتنی ہی دیر اس آیت کو دیکھتا رہا۔ ایمان والے؟ وہ ایمان والا نہیں تھا۔ خطاب اس سے نہیں کیا جا رہا تھا پھر وہ کیوں مسحور ہو رہا تھا؟ کیفیت عجیب کیوں ہوئی تھی؟ اس نے صفحہ آگے کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب دروازہ کھلا اور چالیس کے قریب کا کوئی شخص اندر آیا۔ ایرک نے چونک کر سر اٹھایا

"السلام علیکم۔ میں فہد معظم ہوں۔ آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟"

سیاہ پینٹ پر انہوں نے سفید ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ چہرے پر مٹھی بھر داڑھی اور ہونٹوں پر مسکان سجائے وہ اندر آئے۔ وہ جو کسی شلوار قمیص میں ملبوس لمبی سی داڑھی والے انسان کی توقع کر رہا تھا کچھ مایوس ہوا۔ یہ کیسے اس کے سوالوں کے جواب دیں گے؟

"جی۔۔۔ میں ایرک کیان ہوں"

"معذرت۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اس لئے لیٹ ہو گیا۔ آپ بیٹھئے "

اپنی کرسی کی طرف آتے اُنہوں نے ایرک کو اشارہ کیا تو وہ کچھ خفت سے پیچھے ہٹا

"آئی ایم سوری میں صرف یہ دیکھ رہا تھا "

وہ کرسی کی طرف واپس آیا

"معذرت کس لئے ؟ میری کتاب تو نہیں ہے۔ یہ تو سارے عالم کی ہے۔ آپ کے لئے بھی۔ دیکھ سکتے ہیں پڑھ سکتے ہیں۔ اٹھا سکتے ہیں "

وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے کرسی پر بیٹھے

"یہ مسلمانوں کی نہیں ہے صرف؟ "

"ساری دنیا کے لئے ہے۔ مانتے صرف مسلمان ہیں۔ جیسے اللہ سب کا رب ہے ۔ لیکن مانتے صرف مسلمان ہیں "

اس نے کچھ نہیں کہا۔ فہد معظم اب کریڈل سے کسی کو کافی لانے کا کہہ رہے تھے۔ کریڈل رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے

"مجھے ہاشم بھائی نے آپ کی آمد کا بتایا تھا۔ کس سلسلے میں ملنا تھا آپ کو؟"

تو گویا اُنہیں یقین تھا کہ وہ اسلامک سینٹر جائے گا

"ایک سوال پوچھنا تھا"

"ضرور۔۔ پوچھئے"

وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ الفاظ جوڑے پھر دونوں کہنیاں ٹیبل پر رکھے سیدھا ہوا

"میں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہوں۔ وہ مسلمان ہے اور میرے اسے پرپوز کرنے پر اس نے شادی کے لئے منع کر دیا کیونکہ اس کے بقول ایک مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے شادی نہیں کر سکتی۔ میں اسلام کو زیادہ نہیں جانتا۔ جتنا جانتا ہوں وہ تاثر ماضی میں اچھا نہیں رہا۔ لیکن آپ سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ہر حکم یا قانون کے پیچھے کوئی نا کوئی لاجک ہوتی ہے۔ مجھے اس حکم میں لاجک نظر نہیں آ رہی۔ میں توہین نہیں کر رہا آپ کے مذہب کی۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ یہ حکم کیوں دیا گیا ہے؟"

فہد معظم خاموشی سے اسے سنتے رہے پھر قرآن غلاف میں لپیٹتے دوسری طرف رکھا اور اسے دیکھا

"آپ کس مذہب کو مانتے ہیں؟ "

"ویسے تو کوئی نہیں لیکن آپ عیسائیت کہہ لیں "

"یعنی آپ ملحد ہیں؟ "

"میرے لئے مذہب کا ہونا نا ہونا برابر ہے۔ لیکن میرے ڈاکیومنٹس پر عیسائیت لکھا ہوا ہے تو میں اسے اپنا مذہب کہہ دیتا ہوں "

اس نے کاندھے اچکائے

"آپ کے والد کا کیا مذہب ہے؟ "

"وہ کرسچن ہیں "

"اور والدہ؟ "

"جیوز (یہودی) "

وہ بنا اکتائے جوابات دیتا رہا۔ فہد معظم اب دروازے کی سمت دیکھ رہے تھے جہاں سے کوئی لڑکا دو کافی کے کپ لا رہا تھا۔ ایک ایرک اور دوسرا ان کے سامنے رکھتے وہ چلا گیا تو وہ دوبارہ ایرک کی طرف متوجہ ہوئے

"یعنی آپ کے والد عیسائی ہیں اور والدہ یہودی "

اس نے سر کو خم دیا

"اب میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں ایرک۔ آپ کے ڈاکیومنٹس پر وہ مذہب کیوں لکھا ہوا ہے جو آپ کے والد کا ہے۔ آپ کی والدہ کا مذہب کیوں نہیں؟ "

وہ کچھ دیر کو چپ رہ گیا

"شاید اس لئے کہ جب میرے ڈاکیومنٹس بنے تو میں ڈیڈ کے ساتھ رہتا تھا "

"یعنی اگر آپ اپنی والدہ کے ساتھ ہوتے تو آپ کے ڈاکیومنٹس پر آپ کا مذہب یہودیت ہوتا؟ "

"شاید نہیں۔۔۔تب بھی وہ ڈیڈ کی مرضی سے لکھا جاتا "

وہ پہلی بار الجھا

"اس کی وجہ کیا ہے؟ "

"ڈیڈ مذہب کو لے کر تھوڑے سے سخت ہیں۔ اس لئے مام سے شادی کرتے وقت اُنہوں نے اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا تھا۔ بلکہ مام نے تبدیل کیا تھا "

"آپ کی والدہ نے آپ کے والد کے لئے اپنا مذہب تبدیل کیا تھا؟ "

اس نے سر ہلا دیا۔ یہی تو وہ سوچ تھی جو اس سے اتنی بڑی غلطی کروا گئی تھی۔ مام کر سکتی ہیں تو کوئی بھی کر لے گا

"ٹھیک۔۔اب آپ کے سوال کی طرف آتے ہیں کہ اسلام عورت کو غیر مسلم سے شادی کی اجازت کیوں نہیں دیتا۔۔۔ ویسے تو ہم لوگ سمعنا واطعنا والے لوگ ہیں لیکن آپ کیونکہ لاجک جاننا چاہ رہے ہیں تو آپ کے لئے لاجک سے جواب دے دیتے ہیں تو بات یوں ہے ایرک آپ کا جواب آپ کے دیئے گئے جوابات میں ہی چھپا ہے۔۔۔ "

"کیسے؟ "

"آپ نے کہا کہ آپ مذہب کو نہیں مانتے لیکن اگر چننا پڑا تو آپ عیسائیت چنیں گے کیونکہ یہ آپ کے والد کا مذہب ہے۔اب فرض کریں کسی مسلمان عورت کی غیر مسلم سے شادی ہو جاتی ہے۔ان کی اولاد ہوتی ہے۔گھر میں دو مختلف مذہب ہیں تو اولاد کس مذہب کی طرف زیادہ متوجہ ہو گی؟ یقیناً اسی مذہب کی طرف جو ان کے والد کا ہے جس طرح آپ کے معاملے میں ہوا۔ عورت گھر میں مرد کی نسبت کم اثر ورسوخ رکھتی ہے۔وہ اپنی اولاد کو ایسا کرنے

سے نہیں روک پائے گی اور نتیجتاً ایک مسلمان عورت کی اولاد غیر مسلم کے طور پر پروان چڑھے گی۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر معاملے میں بہت سہولت دیتا ہے لیکن آپ اسلام سے یہ توقع کیسے رکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے ماننے والوں کو یوں اپنا مذہب تبدیل کرنے دے؟ اور خود کو آگ میں جلانے دے؟۔ اس کے علاوہ عورتیں جذباتی ہوتی ہیں۔ یہاں بھی آپ کی مثال لے لیتے ہیں۔ شادی کے وقت آپ کے والد نے مذہب تبدیل نہیں کیا بلکہ والدہ نے کیا۔ اس طرح اس بات کے بھی چانسز ہیں کہ ایک مسلمان خاتون شادی کے بعد اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے اپنا مذہب تبدیل کر لے۔ یہ بھی خود کو تباہ کرنا ہے ۔ آپ اسلام سے اس چیز کی توقع رکھتے ہیں؟ "

وہ ہلکا سا مسکرائے۔ ایرک کیان وہیں تھم گیا۔ سامنے کی آسان سی شے تھی جو نظروں سے اوجھل تھی۔ پھر وہ کھنکھارتے ہوئے آگے کو ہوا

"لیکن معاملہ اس کے برعکس بھی تو ہو سکتا ہے؟ جیسے ممکن ہے وہ غیر مسلم مرد اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لے؟ "

"چانسسز ہیں لیکن بہت کم۔یوں کہہ لیں تیس فیصد۔اب صرف تیس فیصد کے چانس پر اتنا بڑا حکم تبدیل نہیں کیا جا سکتا "

"میں نے اس لڑکی سے کہا تھا کہ اگر وہ چاہے تو میں اس کے لئے اسلام قبول کر سکتا ہوں "

وہ بے ساختہ بولا

"ان خاتون کے لئے ؟ "

ایرک نے صرف سر ہلایا

"آپ اپنی ہجرت دنیا کے لئے کرنا چاہتے تھے ؟"وہ سر جھٹکتے مسکرائے پھر اسے دیکھا"خاتون نے کیا کہا؟ "

"اس نے کہا کہ مجھے یہ فیصلہ اس کے لئے نہیں لینا چاہئے "

"بالکل صحیح کہا اُنہوں نے۔اسلام صرف مذہب نہیں ہے ایرک۔ہمارے لئے ہماری پوری زندگی اسی کے گرد گھومتی ہے۔۔آپ اس سفر کا آغاز ہی دنیا کے لئے کر رہے تھے تو آگے آپ اس سفر میں کبھی بھی چل نا پاتے۔دل کے

تقویٰ کی بجائے آپ نفس کی خواہش پر یہ فیصلہ لے رہے تھے۔آپ کو منع نہیں کیا جائے گا لیکن یہ پسندیدہ بھی نہیں ہے "

اور یہاں آکر وہ رک جاتا تھا۔اتنی بڑی بات تو نہیں تھی یہ۔عورت کے لئے ہی صحیح وہ اسلام تو قبول کر رہا تھانا۔لیکن اس نے مزید کچھ نہیں کہا۔اب ان سوالوں کا مقصد ہی ختم ہو گیا تھا۔لیکن اسے کچھ اور پوچھنا تھا

"میں ایک بات اور پوچھنا چاہتا ہوں "

"جی؟ "

"اگر میں یوسف اور یعقوب کا قصہ پڑھنا چاہوں تو مجھے یہ کہاں ملے گا؟ "

فہد معظم ہلکا سا مسکرائے

"ایک کتاب ہے جس میں یہ قصہ مذکور ہے۔وہ کتاب میں آپ کو دے دیتا ہوں وہاں سے پڑھ لیجئے گا "

وہ اپنی دائیں طرف پڑا قرآن اٹھا رہے تھے۔ایرک کی نظر غلاف میں لپٹے قرآن پر گئی

"اس میں؟ "

"جی سورہ یوسف میں یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے۔آپ کو یہیں مل جائے گا"

وہ اب قرآن اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھے۔ایرک کے ہاتھ اسے اٹھانے سے انکاری ہو گئے۔عجیب وحشت اور کیفیت ہو گئ

"کہیں اور نہیں ملے گا؟"

"مل جائے گا۔احادیث میں۔قصص الانبیاء نام کی کتاب میں۔لیکن سب سے بہترین انداز بیان میں آپ کو یہ واقعہ یہاں ملے گا"

اس نے بمشکل اپنے ہاتھ قرآن کی طرف بڑھائے۔دونوں ہاتھوں سے اسے تھاما۔اندر باہر کچھ عجیب بھر گیا

"اگر مجھے یہ قصہ سمجھ نا آیا تو؟"

"دنیا میں اس کتاب سے زیادہ آسان اور کوئ کتاب نہیں۔یہ ناممکن ہے کہ آپ کو یہ سمجھ نا آئے"

ایرک کیان کے گلے میں گلٹی ابھری۔اسے یہ کتاب رکھ دینی چاہئے۔وہ اس کے ہاتھ پر بھاری پڑ رہی تھی لیکن وہ واپس نہیں کر سکا۔ان سے ملتے۔کمرے سے

باہر نکلتے۔ گاڑی تک آتے ہاتھ کے ساتھ ساتھ دل بھی بھاری ہونے لگا۔ گاڑی کے دروازہ کھولتے اس نے احتیاط سے ڈیش بورڈ پر وہ کتاب رکھی پھر جھٹکے سے سیدھا ہوتے گہرا سانس لیا۔ عجیب کیفیت تھی

"ایرک۔۔۔ "

وہ بے اختیار پلٹا۔ پیچھے شایان ٹھہرا تھا۔ وہ دروازہ بند کرتے اس تک آیا اور ہاتھ ملایا

"تم پاکستان نہیں گئے ؟ "

وہ حیران ہوا

"جا رہا ہوں۔ کل فلائٹ ہے لاہور کی "

لاہور۔ شہر محبت۔ شہر محبوب

"تم لاہور سے ہو نا؟ "

"ہاں "

وہ کچھ تذبذب میں لگ رہا تھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو

"وہاں کسی ایسی جگہ کو جانتے ہو جہاں مسجد کے سامنے کوئی گھر ہو اور مسجد کی چھت سے کسی کمرے کی کھڑکی نظر آتی ہو؟ "

تو کیا اب وہ رک رک کر ہر کسی سے پوچھتا پھرے گا؟

"وہاں ہر دوسرے محلے میں مسجد کے سامنے گھر ہے۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو ؟ "

وہ الجھا۔ ایرک نے سر جھٹکا۔ مسجد کے سامنے کا گھر۔ جس کی چھت سے کمرہ نظر آتا تھا۔ اس کمرے کی کھڑکی پر کسی نے چوڑیاں لگا رکھی تھیں۔ وہ یہ پوچھتا بھی تو کیسے؟

"ویسے ہی پوچھ رہا تھا "

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ "

اس نے رخ موڑ کر عمارت کو دیکھا

"کچھ کام تھا۔ چلتا ہوں اب "

وہ مڑنے لگا جب پیچھے سے شایان کی آواز ابھری

"مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا "

ایرک پلٹا

"کیا؟ "

"ایکچولی۔ جس آدمی کے خلاف تم نے خبر چلوائ تھی اسے علم ہو گیا ہے "

وہ جو بے زاری سے ٹھہرا تھا سیدھا ہوا

"تیمور حیدر ؟ "

"ہاں وہی۔ وہ میرے ڈیڈ کے پاس آیا تھا انہیں ڈرایا دھمکایا "

"اور تمہارے ڈیڈ نے بتا دیا کہ خبر میں نے چلوائ تھی ؟ "

وہ ناغصہ ہوا نا کچھ اور۔ بس وہی اکتایا انداز

"وہ ڈیڈ کو مارنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ آئ ایم سوری "

"چھوڑو یارر۔ میں تو جیسے ڈر گیا ہوں نا "

ایرک سر جھٹکتے پلٹنے لگا لیکن پھر یکدم جیسے کوئ خیال سا آیا

"یہ کب کی بات ہے ؟ "

"ہمارے اگزیمز سے بارہ دن پہلے۔ یعنی چار ماہ پہلے۔ مجھے تاریخ یاد رہ گی کیونکہ

ڈیڈ بہت پریشان تھے اس معاملے کو لے کر "

چار ماہ پہلے جب معطر یہاں سے گئی تھی۔تب ؟اس کا دماغ الجھا

"تمہارے ڈیڈ کیوں پریشان تھے ؟ "

"وہ مجھے اور تمہیں نقصان پہنچاتا "

"مجھے کوئی خطرہ نہیں تھا اس سے۔البتہ تم اب دھیان رکھنا "

سنجیدگی سے کہتے وہ کار کی طرف گیا۔دروازہ کھولا اور سٹارٹ کر دی۔چار ماہ پہلے معطر کے بابا کی وفات سے دو دن پہلے ؟ کیا یہ سب اتفاق تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لیپ ٹاپ سامنے رکھے وہ تین گھنٹے سے وہی ویڈیوز دیکھ رہا تھا۔ایک بار دو بار۔ کئی بار۔حامد رئیسی کے کیس سے لے کر سنان کے کیس تک ہر شے۔ایک دو بار جا کر معطر کا اکاؤنٹ چیک کیا وہ بند تھا۔وہ یا تو ڈلیٹ کر چکی تھی یا ڈی ایکٹیویٹ۔ اس کے میسجز سین ہو چکے تھے لیکن جواب نہیں آیا تھا۔تو یعنی طے ہو گیا کہ وہ اس کی زندگی سے جا چکی تھی

چار گھنٹے تک جب اسے ان ویڈیوز اور کیس میں کچھ نظر نا آیا تو وہ تھک کر صوفے پر لیٹا اور ارد گرد دیکھا۔چھوٹا سا دو بیڈ رومز کا اپارٹمنٹ تھا جو اس نے حال میں

کرائے پر لیا تھا۔ وہ آج کل لندن میں رہ رہا تھا اور یہاں تنہائی اور وحشت کے سوائے کچھ نہیں تھا۔ ارد گرد پھر سے وحشت ابھری تو اس نے دوبارہ سے لیپ ٹاپ سینے پر رکھا اور فائل کھولی۔ یہ سب حامد رئیسی کے کیس سے لے کر سنان کے کیس تک ساری معلومات تھیں۔ اس کے زہن میں ہزاروں سوالات تھے۔ حامد کو ثبوت نا ملنے کی بنا پر فلوقت رہا کر دیا گیا تھا لیکن کیس جاری تھا۔ اگر پولیس کو اس کے قاتل ہونے سے متعلق ثبوت نہیں ملا تھا تو کیس خارج کیوں نہیں کر دیا جاتا تھا؟ اور سنان کے کیس میں جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا ان میں سے اب تک قاتل کی نشاندہی کیوں نہیں کی جا سکی تھی؟ یہ سب پیچیدہ تھا یا بنایا جا رہا تھا؟

فنسبری پارک سے لی گئی اور مار کیٹ کے راستے سے لئے گئے کیمرہ ریکارڈنگ سے اسے اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ ہجوم کا رخ مار کیٹ کی طرف تھا لیکن بعد میں غیر متوقع طور پر ٹرسٹ کی طرف مڑ گیا تھا۔ بظاہر عام سی بات تھی لیکن کچھ تو عجیب تھا

وہ اٹھ کر کمرے میں گیا اور واپسی پر اس کے ہاتھ میں سفید یو ایس بی تھی۔ ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کے اس کیمرے کی ویڈیو جو چھت کے اوپر فکس کیا گیا تھا۔ ہاشم بن عبداللہ کے کہنے پر کہ وہ کیمرے خراب تھے اس نے یہ ریکارڈنگ چیک نہیں کی تھی۔ وہ لوگ کیمرہ ریکارڈنگ ڈلیٹ کر دیا کرتے تھے لیکن بقول ہاشم بن عبداللہ کے اس کیمرے کی ریکارڈنگ چھ ماہ تک سیور کھی جاتی تھیں۔ وہ دو کمیراز کی ریکارڈنگ تھیں۔ ایک عمارت کے بالکل اوپر لگا تھا جس سے صحن اور سڑک نظر آتی تھی۔ دوسرا داخلی دروازے کے اوپر بنے ڈیزائن کے بیچ فکس کیا گیا تھا جہاں سے برآمدے کا منظر نظر آتا تھا

لیپ ٹاپ کے ساتھ یو ایس بی کنیکٹ کرتے اس نے فائل کھولی تو پل بھر کو ہاتھ تھمے پھر وہ چونک کر سیدھا ہوا۔ وہاں دو ویڈیوز موجود تھیں۔ تو یعنی کیمرے کام کر رہے تھے؟ اس نے تیزی سے وہ ویڈیوز کھولیں۔ پہلی ویڈیو صبح سے لے کر ایک بجے تک کی تھی اس میں بظاہر سب عام تھا۔ کوئی ایک بھی چونکانے والی بات نہیں تھی سوائے اس سرخ سوئیٹر والے آدمی کے جو دو مرتبہ ٹرسٹ کے باہر سے گزرا تھا اور دونوں مرتبہ سرسری سی نظر ٹرسٹ پر ڈالی تھی۔ دوسری

ویڈیو دوپہر ایک سے رات سات بجے تک کی ریکارڈنگ کی تھی۔ وہ ویڈیو اس نے مکمل توجہ سے دیکھی تھی۔ قریب دو بجے ٹرسٹ کے قریب ہجوم جمع ہونے لگا پہلے چند لوگ پھر زیادہ۔ توڑ پھوڑ۔ اسلام کے خلاف نعرے۔ مسلمانوں کے خلاف بیان بازی۔ وہ ہاتھ ہونٹوں پر رکھے وہ سب دیکھتا رہا۔ پندرہ بیس منٹ تک توڑ پھوڑ ہوتی رہی اور اندر سے کوئی باہر نا نکلا۔ کیا ان لوگوں نے پولیس کو کال نہیں کی؟ اس نے خود میٹرو بس پر بیٹھتے وقت پولیس کو ٹرسٹ پہنچنے کے لیے کال تھی۔ پھر پولیس کہاں تھی؟ وہ لوگ جب وہاں پہنچے تھے ان کے ساتھ ہی پولیس کی گاڑیاں رکی تھیں۔ اتنی دیر عام بات تو نہیں تھی؟ گو بعد میں پولیس کی طرف سے وضاحت کی گئی تھی کہ ہجوم کی وجہ سے انہیں دیر ہو گئی تھی لیکن وہ اس وضاحت سے مطمئن نہیں تھا

زہن سے خیالات جھٹکتے اس نے توجہ ویڈیو کی طرف کی۔ حملے کے پندرہ منٹ بعد پولیس کی آمد پر اندر کا دروازہ کھلا تھا اور فاتح بھائی تیزی سے برآمدے سے گزرتے پچھلے راستے کی طرف گئے۔ ان کے بعد سٹاف کے دو چار اور لوگ اور آخر میں سنان اور ہاشم بن عبداللہ۔ ہاشم بن عبداللہ سنان سے آگے تھے۔

برآمدے سے پیچھے کی طرف جاتے سنان لمحہ بھر کو رکا تھا وہ جانتا تھا وہ معطر کو دیکھ کر رکا تھا اور یہی وہ لمحہ تھا جب دو گولیاں عین اس کے دل کے مقام پر لگیں ۔اس کے فوراً بعد ایک اور گولی چلی تھی لیکن چوک گئی۔ آگے کا سارا منظر اس کے ذہن میں تازہ تھا۔ معطر کا سنان کے سامنے بیٹھنا۔اس کی آخری سانسیں۔ میڈیکل سٹاف کی آمد۔ پولیس کا آنا۔ گرفتاریاں سب ایک دو گھنٹے میں نبٹ گیا تھا۔ وہ معطر کو بانو آپا کی طرف چھوڑ کر ہوسپٹل گیا تھا۔ کلیئرنس کی ساری ذمہ داری اس نے نبھائی تھی

سر جھٹکتے اس نے وہ تکلیف کم کرنی چاہی۔ وہ سنان سے بغض نہیں رکھتا تھا وہ اسے ناپسند بھی نہیں کرتا تھا۔اس ایک شخص کے جانے سے اس کا دل کا ایک حصہ خالی رہ گیا تھا

اگلے دو گھنٹے میں اس نے وہ ویڈیو کئی بار دیکھی۔ چھت کے اوپر لگے ہونے کی وجہ سے پورے لان اور سڑک کا منظر صاف نظر آرہا تھا۔پولیس کو جو ویڈیوز ملی تھیں وہ مخصوص مقامات کی تھیں۔ کچھ کیمروں کے رخ کسی اور طرف تھے کچھ کے کسی اور طرف۔ لیکن یہاں جیسے ہر شے واضح نظر آرہی تھی۔ایک بار دو بار

۔ تین بار اور چوتھی بار ویڈیو دیکھنے پر دماغ میں کچھ کلک ہوا۔ ویڈیو ریوائنڈ کرتے اس نے وہاں سے شروع کی جب سنان عمارت سے نکلتے چند سیکنڈز کے لئے رکا تھا ۔ ایرک کی آنکھیں سکیڑ گئیں۔ دو سیکنڈز کی بات تھی صرف دو سیکنڈز کی لیکن سنان کی سفید سوئیٹر پر سرخ نقطہ ابھرا تھا۔ ایک ہی مقام پر دو سیکنڈ کے لئے۔ اگر سنان کو گولی اتفاقاً لگی تھی جیسا کہ پولیس کہہ رہی تھی کہ وہ ایک مشتعل شہری کی طرف سے غصے میں چلائی گئی تھی تو نشانہ باندھ کر چلانے کی کیا تک بنتی تھی؟

اس نے صحن کے کیمرے کی ویڈیو کھولی۔ لوگ۔ ہجوم۔ مشتعل افراد۔ وہ افسوس سے یہ سب دیکھتا رہا۔ اسلاموفوبیا کا شکار شہری جن کے زہنوں پر مسلمانوں کے خلاف تعصب ڈال دیا گیا تھا۔ یہ سب وہاں نا جاتے تو۔۔۔

اور تبھی کی کڑیاں بیک وقت اپنی جگہ پر آ گئیں

ہجوم کا رخ مارکیٹ سے ٹرسٹ کی طرف ہونا

سنان پر فوکس کر کے نشانہ باندھنا

دوسری گولی کا چوک جانا

اور یہ اسی وقت تھا جب اس پر انکشاف ہوا کہ یہ گولی اتفاقاً سنان کو نہیں لگی تھی۔ اسے باقاعدہ پلیننگ کر کے ماری گئی تھی۔ وہ بے یقینی و بے پیچھے ہوا۔ پولیس اندھی تھی؟ یا اُنہوں نے زیادہ غور نہیں کیا تھا؟ اسے چند گھنٹے لگے تھے کڑیاں ملانے میں اور اوپر بیٹھے لوگ ان سب سے ناواقف تھے؟

اور وہ آدمی۔ کس تنویمی حالت میں اس نے صحن کی ویڈیو کھولی۔ سرخ سوئیٹر والا آدمی پر تشدد ہجوم کے بیچ چپکے سے پیچھے کی طرف کھسکا تھا۔ ان سب میں اس کا ہاتھ اپنی جیب پر تھا۔ اور اسے لمحہ لگا سمجھنے میں کہ اس کی جیب میں کیا تھا۔ وہ پسٹل اٹھائے ہوئے تھا۔ زوم کرتے اس نے اس کی جیب کی طرف دیکھا۔ ہلکا سا سیاہ رنگ کا پسٹل جو بہت غور کرنے پر نظر آتا تھا

اپنے موبائل میں ویڈیو بھیجتے اس نے سکرین شاٹ لے کر وہ ایک نمبر پر سینڈ کی اور کال ملائی۔ اس کا دماغ ساکت ہو رہا تھا۔ جو خیال آ رہا تھا وہ ناقابلِ یقین تھا

"ہیلو ہیری "

دوسری طرف کچھ کہا جا رہا تھا اس نے نہیں سنا

"تمہیں ایک آدمی کی تصویر بھیجی ہے۔ مجھے پتا لگوا کر بھیج سکتے ہو کہ یہ کون ہے؟"

اس کی نظر سرخ سوئیٹر والے پر گئی۔ ادھیڑ عمر چست اور لمبے قد والا انسان
"ہے کوئی۔ جتنی جلدی ہو سکے پلیز"

کال کاٹتے وہ صوفے پر آگے کو ہوا۔ ہونٹوں پر مٹھی رکھ لی۔ دوسرے ہاتھ سے دوبارہ وہ ویڈوز کھولیں۔ سنان کو گولی لگنے کے بعد ایک اور گولی بھی چلی تھی۔
بدقسمتی یا شاید کوئی اور وجہ لیکن وہ گولی چوک گئی تھی

ایرک جانتا تھا کہ وہ دوسری گولی ہاشم بن عبداللہ کے لئے چلائی گئی تھی۔ ان کی خوش قسمتی کے وہ بچ گئے تھے۔ سنان کی بدقسمتی کہ وہ نہیں بچ سکا تھا

لیکن ان سب میں سوال یہ تھا کہ اب وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ یہ ساری باتیں پولیس کو بتائے تاکہ وہ مجرم کو گرفتار کر سکیں؟ یا وہ کچھ اور کرے؟ کیا پولیس یہ نہیں پوچھے گی کہ یہ کیمرے اب تک کہاں تھے؟ اور ایک سوال جواب بھی اس کے ذہن میں تھا کہ ہاشم بن عبداللہ جھوٹ بول رہے تھے یا کیمرے واقعی میں خراب تھے؟

وہ نہیں جانتا تھا کہ سنان سعدی اپنی موت سے قبل وہ کیمرے بنوا کر گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اگلے دن شو سے پیک اپ کر کے گاڑی میں بیٹھ ہی رہا تھا جب اسے ہیری کی کال آئی

"یہ جوزف مار گریٹ ہے۔دس سال پہلے پولیس میں تھا۔بدعنوانی کے جرم میں پکڑا گیا۔پانچ سال قید میں رہا پھر باہر آیا تو چھوٹی موٹی نوکریاں کیں لیکن مستقل مزاجی کی وجہ سے ایک جگہ ٹک نہیں سکا۔اس کے بعد یہ ایک سال سے لاپتا تھا۔کچھ دن پہلے منظر عام پر آیا اور اب گمنامی کی زندگی گزار رہا ہے "

"اس وقت کہاں ہے ؟ "

"ملک سے باہر ہے "

"او کے۔۔تھینکس "

اس نے بمشکل کال کاٹی۔پولیس۔پولیس اور پولیس۔ان سب میں سب سے بدترین کردار پولیس کا رہا تھا لیکن اب اس پر واضح ہوا تھا کہ ان سب میں اہم ترین کردار بھی پولیس کا ہی تھا

اس کی گاڑی معلوم راستوں سے گزرتی فنسبری پارک پھر وہاں سے ٹرسٹ کے سامنے رکی۔ ذہن میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔ جو انکشاف ہوا تھا اور جو ہو رہا تھا اس پر یقین کرنے میں صرف ایک سوال کا فاصلہ تھا

"ہاشم بن عبداللہ اندر ہیں؟ "

کاؤنٹر پر آج کوئی لڑکا تھا

"جی لیکن وہ بس جا رہے ہیں۔ سر کہاں جا رہے ہیں آپ۔ رکیں "

وہ اس کی آوازیں نظرانداز کرتا راہداری سے گزرتا ان کے کمرے کی طرف آیا۔ بنا دستک کے دروازہ کھولا تو میز کی دوسری پار کھڑے ہاشم بن عبداللہ چونکے

"ایرک "...

" بات کرنی ہے آپ سے "

وہ سرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ ان کے سامنے ٹھہرا تھا

"اس وقت؟ "

"مجھے ابھی اور اسی وقت بات کرنی ہے "

میز پر دونوں ہاتھ رکھے وہ ہلکا سا جھکا۔ چہرہ سخت تھا۔ ہاشم بن عبداللہ ٹھٹکے پھر
دروازے کی سمت دیکھا

"ہاشم بھائی یہ زبردستی آ گئے تھے "

وہ لڑکا جھنجھلایا ہوا لگ رہا تھا۔ انہوں نے ایرک پر ایک نظر ڈالتے لڑکے کو سر کا اشارہ کیا تو وہ باہر چلا گیا۔ ایرک اس کے جانے کے بعد کرسی گھسیٹتا بیٹھا۔ نظریں ان پر جما رکھی تھیں

"یہ میرے گھر جانے کا وقت ہے لیکن۔۔۔۔"

"سنان کیا کرتا تھا؟ "

وہ ان کی بات کاٹ کر بولا تو وہ رکے۔ ابرو تعجب سے اٹھے

"مطلب؟ "

"سنان سعدی کیا کام کرتا تھا؟ "

"وہ ایک کمپنی میں جونیئر مینیجر تھا "

"میں نے اس کا نہیں پوچھا۔۔۔ وہ آپ کے پاس کیا کام کرتا تھا؟ "

اس نے چبا چبا کر ایک لفظ ادا کیا۔ بس ایک جواب اور اس کا سارا بھرم۔ سارا فخر ٹوٹ جائے گا

"وہ ٹرسٹ کی فنڈنگ کے لئے کام کرتا تھا "

"بس۔۔۔؟ "

"اسلاموفوبیا کے خلاف ہماری مرکزی برانچ کا ہیڈ تھا "

ایرک اُنہیں دیکھتا رہا پھر وہ پیچھے کو ہوا۔ بھرم ٹوٹا۔ فخر خاک ہوا۔ کسی نے زندگی کے پچیس سال کا غرور راکھ میں بدل دیا تھا

"وہ آپ کی اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرنے والی برانچ کا ہیڈ تھا؟ "

"بالکل "

"وہ کتابیں جو آپ کے ٹرسٹ کی طرف سے لکھی گئیں جو مسلمانوں کے خلاف مغربی پالیسیز پر تنقید کرتی ہیں ان میں سے کوئی کتاب سنان نے لکھی تھی ؟ "

"اس کی دو کتابیں ہیں لیکن وہ اپنے نام سے نہیں لکھتا تھا "

کوئی تھا جو اس کے اندر کچھ ختم کر رہا تھا

"غیر ملکی اسلام مخالف پالیسیز کے خلاف ہونے والی تحریکوں میں وہ شامل تھا

؟ "

" بالکل۔ میرے پیچھے سارا کام وہی دیکھتا تھا۔ اسرائیلی پالیسیز کے خلاف تنقید۔
امریکی نظام اور برطانوی پالیسزان سب پر اس کے درجنوں کالمز ہیں "
وہ کچھ حیرانی سے ایرک کو دیکھ رہے تھے
"وہ پاکستان بھی اسی وجہ سے واپس نہیں جا رہا تھا؟ "
"اس نے کبھی اقرار نہیں کیا لیکن ایسا ہی ہے "
اگلے کئی لمحے وہ خاموش رہا۔ چہرے پر کچھ ٹوٹنے کی اذیت تھی۔ کچھ تھا جو خاک

میں ملا تھا

"تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟ یہ سب باتیں اکثر لوگوں کو معلوم ہیں۔ ان
میں کچھ چھپا ہوا تو نہیں ہے "
وہ یہ سب نہیں جانتا تھا۔ اسے یہ سب جان کر فرق بھی نا پڑتا اگر اس پر تھوڑی
دیر پہلے کا انکشاف نا ہوتا۔ گلے میں ابھرتی گلٹی کے ساتھ وہ سیدھا ہوا

"آپ ٹھیک کہہ رہے تھے سنان کا قتل ہوا ہے لیکن قاتل جانتے ہیں کون ہے؟ "

ہاشم بن عبداللہ کا سر نفی میں ہلا۔ ایرک کے اندر کچھ ٹوٹا

" مغربی نظام کے وہ لوگ جو اسلام کے دشمن ہیں۔ وہی طاقتور لوگ جن پر آپ مسلمانوں کی تباہی کا الزام لگاتے ہیں "

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ اسے کڑیوں سے کڑیاں ملاتے اور اصل نتیجے پر پہنچنے میں صرف چند سوال درکار تھے۔ معطر ٹھیک کہتی تھی سنان اسلام کے نام پر مارا گیا تھا۔ وہ اسلام کے لئے لڑتے ہوئے مارا گیا تھا۔ وہ مغربی نظام کا ناقد تھا۔ وہ اس تنقید کے جرم میں مارا گیا تھا۔ وہ اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرتا تھا اسے اسی چیز کی سزا ملی تھی۔ اس کا دل کیا وہ اس وقت پوری دنیا کو تباہ کر دے۔ اپنی زندگی کا بڑا عرصہ اس نے اس نظام کے دفاع میں خرچ کیا تھا۔ وہ یونیورسٹی کا برائٹ سٹوڈنٹ مسلمانوں کے خلاف اور مغربی نظام کے حق میں بولنے کے لئے آگے آگے رہتا تھا۔ وہ اس نظام کے لئے ہر ایک مسلمان سے لڑا تھا اور اب اس کا دل کر رہا تھا وہ اس نظام کو تہس نہس کر دے۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ صرف

ایک نہیں کئی نظاموں کی شراکت تھی۔ سنان صرف ایک نظام نہیں دنیا میں چودھراہٹ سمجھے جانے والے نظام کے خلاف لڑ رہا تھا

"تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا؟ "

ہاشم بن عبداللہ ششدر تھے

"کاش نا پتا چلتا۔" اس نے سرخ پڑتی آنکھیں بند کرتے انگلیوں سے انہیں مسلا

"ٹرسٹ کی ویڈیوز میں ایک سرخ سوئیٹر۔۔۔ "

وہ انہیں بتاتا گیا۔ جو کچھ اسے علم ہوا تھا جیسے علم ہوا تھا۔ کرب سا اندر بھرتا گیا۔ اذیت سے ہوتی رہی

"اور وہ آدمی؟ "

ان کا ماؤف دماغ کچھ جاگنے لگا

"اس پولیس سے نکالے جانے والے کے پاس زندہ رہنے کے لئے رقم نہیں تھی وہ بیرون ملک کا سفر کس طرح کر رہا ہے؟ صاف ظاہر ہے اسے منظر سے غائب کر دیا گیا ہے "

"یہ سب۔۔۔ "

انہیں سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہیں

"آپ کو اتنی حیرانی کیوں ہو رہی ہے؟ آپ سرعام مغربی نظام پر تنقید کرتے رہے ہیں اور آپ توقع کرتے ہیں کہ اوپر کے لوگ یہ برداشت کر لیں گے؟ "

"تو پھر یہ سب مجھ پر گزرنا چاہئے تھا۔ وہ معصوم لڑکا کیوں نشانہ بنا؟ "

"آپ بھی نشانہ تھے "

اب کی بار وہ بری طرح چونکے

"کیسے؟ "

"سنان کو گولی لگنے کے بعد ایک اور گولی بھی چلی تھی۔ آپ کی قسمت اچھی تھی کہ آپ دوسری طرف مڑ گئے تھے ورنہ میں یہاں بیٹھ کر آپ دونوں پر تحقیقات کر رہا ہوتا۔ "

اس نے طنزیہ سر جھٹکا۔ ہاشم بن عبداللہ اگلے کئی لمحے اسے دیکھتے رہے پھر وہ جھٹکے سے اٹھے

"تو یہ ہے تمہارا وہ نظام جس کی تم حمایت کر رہے تھے ؟ یہ نظام ایرک کیان ؟ جو اپنے اوپر ہونے والی حق تنقید بھی برداشت نہیں کر سکا؟ کس قدر بزدل ہو تم لوگ "

وہ پھنکارے۔ایرک اسی طرح کرسی پر بیٹھا رہا

"میں سن رہا ہوں۔آپ اپنا غصہ نکال سکتے ہیں "

"غصہ ؟تم مجھ سے پوچھو میں کیا کیا اندر رکھے ہوئے ہوں۔مزید کتنا گرو گے تم لوگ ؟اس بچے کا قصور کیا تھا؟ صرف یہی کہ وہ اپنے دین کا امیج بہتر کر رہا تھا؟ اور تمہارے لوگوں سے یہی برداشت نہیں ہوا "

ان کا چہرہ غضب سے سرخ پڑ رہا تھا

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں "

اس نے بس سر کو خم دیا

"یا میرے اللہ۔میں کیا کروں" وہ تھک کر کرسی پر بیٹھے۔آنکھیں نم ہو گئیں" میں اس بچے کو کیسے واپس لاؤں ؟کاش میں نے یہ سب شروع ہی نا کیا ہوتا "

پچھتاوا۔ کرب۔ اذیت۔ وہاں ہر شے گھل گئ۔ ایرک کے گلے میں کچھ اٹکا۔ کوئ روتی ہوئ آنکھیں یاد آئیں۔ کسی یوسف کا زکر۔ کسی یعقوب کا غم۔ وہ ابھی تک نہیں جان پایا تھا کہ آنکھیں کیسے بینائ کھو دیتی ہیں

"ہم اسے واپس نہیں لا سکتے "

"کاش وہ جاتا ہی نا۔ کس قدر کرب ہے دل میں۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا "

سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ تنفر اور حقارت سے۔ ایرک گہری سانس لیتا اٹھا پھر دونوں ہاتھ میز پر رکھے

"پہلی بات تو یہ کہ ان سب میں میرا قصور نہیں تھا اس لئے مجھ پر الزام مت لگائیں۔ میں صرف اپنے نظام کو ڈیفینڈ کر تا رہا ہوں۔ میری جگہ ہوئ بھی ہوتا وہ یہی کرتا اور یہ غلط نہیں تھا۔ جیسے آپ کے ملک کے سیاستدان اور صاحب اقتدار لوگوں کی پالیسیز کے پیچھے آپ اپنے ملک سے نفرت نہیں کر سکتے ویسے ہی میں بھی نہیں کر سکتا۔ مسئلہ ملک میں نہیں ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اسے چلاتے ہیں۔ اس لئے آپ کی باتوں میں آ کر میں نا ہی خود کو کمرے میں بند کر کے

بیٹھوں گا اور نا ہی آپ کی طرح سر پکڑ کر بیٹھوں گا کہ میں کیا کروں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں بہت کچھ کر سکتا ہوں" وہ سیدھا ہوا پھر ایک زکام زدہ سانس اندر کھینچی کر ہاتھ جیبوں میں ڈالے "میں اپنے اپارٹمنٹ پہنچنے کے ایک گھنٹے بعد آپ کو چند ویڈیوز بھیجوں گا۔ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میں چاہوں گا کہ آپ سنان کے لڑیں "

"کیا مطلب؟ "

"میں نے اپنی زندگی کا آدھا حصہ گزارا ہے ہاشم صاحب۔ یہ آدھا حصہ میں اسی نظام کا دفاع کرتا رہا ہوں جس نے مجھے آج منہ کے بل گرایا ہے۔ میں اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اس نظام کو ختم کر سکوں جو ظالم بن گیا ہے لیکن میں اتنی طاقت ضرور رکھتا ہوں کہ ایک مظلوم کا بدلہ لے سکوں۔ میں آپ کے رب پر یقین نہیں رکھتا لیکن میں اس انصاف پر یقین رکھتا ہوں جس کا حکم آپ کا رب دیتا ہے۔ پھر چاہے وہ انصاف میرے خلاف ہو یا میرے نظام کے خلاف چاہے وہ کمزور کے خلاف ہو یا طاقتور کے خلاف میں اس انصاف کے لئے لڑوں گا "

وہ ان پر ایک آخری نظر ڈالتا دروازے کی طرف بڑھا جب پیچھے سے آواز آئی

"تم کیا کرنے جا رہے ہو؟ "

ایرک لمحہ بھر کو وہیں رکا رہا۔ گلے میں گلٹی ابھری۔ آنکھوں میں سختی

"میں ایک جنگ شروع کرنے جا رہا ہوں "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے سب سے پہلے شو کے ڈائریکٹر سے بات کی

"تم بہت بڑی بات کر رہے ہو ایرک "

"میں سچ بات کر رہا ہوں "

"اس سچ کی وجہ سے تم ہمیں تباہی کی طرف لے جاؤ گے "

"میں ایک بڑی تباہی سے بچانا چاہتا ہوں سر۔ یہ بہتر ہو گا کہ میڈیا اب دوغلا پن دکھانا چھوڑ دے۔ "

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ تم چند ماہ پیچھے پلٹ کر دیکھو اس کی آنکھوں کی شرارت آج غائب تھی

"ایک حد تک یہ ٹھیک ہے۔ لیکن ہم اپنی حکومت یا نظام کے خلاف نہیں جا سکتے۔ میں ایسی آواز نہیں اٹھا سکتا جو نا صرف میری زبان بلکہ پورا جسم ضائع کر دے"

"آپ منع کر رہے ہیں؟"

"ہاں۔"

وہ گہری سانس لے کر سر کو خم دیتا وہاں سے اٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا یہی ہو گا۔ یہ وہ پہلا راستہ تھا جو وہ اپنانا چاہتا تھا لیکن یہ آخری نہیں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے دوسرا راستہ اپنایا

طبل جنگ بج چکا

اس نے وہ سارے ثبوت اور ویڈیوز اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر شیئر کر دیئے۔ ساتھ ایک لمبا چوڑا پیغام

"میں سنان کو اپنی زندگی کے پچھلے پانچ ماہ میں دو ماہ سے جانتا تھا۔ وہ مجھ سے پہلی بار تب ملا تھا جب وہ اسلام کے بارے میں میرے خیالات تبدیل کرنا چاہتا تھا" وہ اپنے اپارٹمنٹ میں صوفے پر بیٹھا کیمرہ سامنے رکھے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا" اس وقت ہماری بحث ہوئی اور ہم دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرنے لگے۔ کم از کم میں اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ پھر میری زندگی میں ایسے واقعات ہوئے کہ میں نے مان لیا کہ وہ مجھ سے بہتر ہے اور وہ یہ حق رکھتا ہے کہ اسے پسند کیا جائے ۔سنان سعدی کو کون ناپسند کر سکتا ہے ؟اس کا مرنا اور میرے سامنے مرنا اس پر مستزاد جس وجہ سے وہ مرا اس نے میرے سامنے میرے معاشرے کا وہ رخ لایا جس سے میں آج تک نظریں چرا رہا تھا۔اس کی موت کے بعد میرے پاس اتنے سوال جمع ہو گئے ہیں کہ ان کا جواب ایک شخص نہیں دے سکتا۔ لیکن میں چاہتا ہوں مجھے اس کا جواب دیا جائے۔ مجھے جاننا ہے کہ اس شخص کا قصور کیا تھا؟ وہ ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ میں تباہ حال مسلمان ملکوں کے لوگوں کے لئے فنڈز اکٹھا کرتا تھا کیا یہ اس کا قصور تھا؟ وہ فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لئے بولتا تھا کیا یہ اس کا قصور تھا؟ وہ اپنے مذہب سے متعلق مغرب کا تصور درست کرنے کی

کوشش کر رہا تھا کیا یہ اس کا قصور تھا؟ جن لوگوں نے اسے مارا میں ان سے صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی شخص اپنے مذہب کے لئے لڑ رہا ہے تو کیا اسے اس کی سزا ملنا ضروری ہے؟"

وہ بیس منٹ کا ویڈیو کلپ تھا جو اس نے دو گھنٹے کی محنت کے بعد تیار کرتے ہوئے سارے ثبوتوں کے ساتھ اپنے اکاؤنٹ پر شیئر کیا تھا۔ ہر واقعے کی کڑی سے کڑی ملاتے اس نے بنا کسی پر الزام لگائے مغربی نظام کا وہ بھیانک روپ دکھایا جو مسلمانوں کے لئے زہر قاتل ثابت ہو رہا تھا۔ براہ راست کسی پر الزام لگائے بغیر اس نے ہر چیز ڈیٹیل سے شیئر کر دی اور عوام کو سوچنے دیا کہ قاتل کون تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عوام کی سوچ مغربی نظام کے لئے بھیانک ثابت ہوئی۔ پہلے پہل وہ ویڈیو چند لوگوں تک محدود رہی پھر شہر پھر ملک اور پھر دنیا

سنان سعدی ایک بار پھر برطانیہ کے لئے ہاٹ ٹاپک بن گیا لیکن اس بار مختلف انداز میں۔ پانچ ماہ قبل سنان کے معاملے میں برطانیہ کے مسلمانوں نے احتیاطاً خاموشی اختیار کی تھی کیونکہ اس وقت الارا گریس کا معاملہ تازہ تھا لیکن پانچ ماہ

بعد جیسے سنان کے کیس کا نیا رخ آنے پر ان کے اندر غم و غصے کی کیفیت چھا گئی۔

ٹوئٹر پر ٹاپ ٹرینڈ بننے والے

#" سنان سعدی" نے جلد ہی عالمی سرخیوں میں جگہ بنالی۔ اسے برطانوی نیوز چینلز پر ریٹنگ کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ بظاہر حکومت کے وفادار نظر آنے والے چینلز جنہوں نے چند ماہ قبل سنان پر کئی طرح کے الزامات لگائے تھے وہ بھی اب اسے اپنے لئے استعمال کر رہے تھے

ایرک کیان کی شیئر کی گئی ویڈیوز میں اس نے کسی پر صاف الزام لگانے سے گریز کیا تھا۔ وہ میڈیا پرسن تھا صاف نام لینے کے نتائج اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے یہ جنگ جذبات سے نہیں عقل سے لڑنی تھی اور عقل کا تقاضا تھا کہ وہ احتیاط کرے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس نے یہ آگ پیٹرول کے ساتھ لگائی تھی۔ کسی کا نام لئے بغیر بھی اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں مغربی نظام کو عوام کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ وہ یوں تھا گویا اس نے کسی مکان کی ساری علامتیں بتادی ہوں اور کہا ہو کہ تم اسے پورے محلے میں ڈھونڈ لو۔ عوام نے نتائج اپنی مرضی کے نہیں ایرک کیان کی مرضی کے اخذ کئے تھے۔ مغربی نظام کو ان سب میں گھسیٹا گیا اور

بری طرح گھسیٹا گیا۔ سنان کی کتابوں کا ایک ایک صفحہ پاکستانی میڈیا نے بڑھا چڑھا کر دکھایا۔ عوام نے پاکستان میں سنان کے حق میں چند چھوٹی موٹی ریلیاں نکال کر اپنا فرض پورا کر دیا ۔ برطانیہ میں مسلمانوں نے سیمینار منعقد کئے۔ ایرک نے ان سب میں شرکت کی تھی۔ اس نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر مغربی ممالک میں بڑھتے ہوئے اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرنے کی کوشش پر زور دیا۔ وہ مسلمان نہیں تھا لیکن وہ مسلمانوں کے لئے بول رہا تھا اور بڑھ چڑھ کر بول رہا تھا۔ جو لوگ پہلے اسے جانتے تک نہیں تھے وہ اب اس کا نام پہچاننے لگے تھے

"تمہیں مجھے پہلے بتانا چاہئے تھا ایرک کہ یہ معاملہ اتنا حساس تھا "

شو کا ڈائریکٹر چینل کے مالک کے سامنے منمنایا

"میں سارے ثبوت لے کر آپ کے پاس آیا تھا سر آپ نے خود کہا تھا کہ آپ یہ بہادری دکھا کر بیوقوفی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ اگر آپ مجھے شو میں یہ سب دکھانے کے لئے منع نا کرتے تو میں اسے سوشل میڈیا پر شیئر نا کرتا "

اس نے بنا لحاظ کئے سچ کہہ دیا۔ ڈائریکٹر گڑبڑایا جبکہ چینل مالک نے خونخوار نظروں سے ڈائریکٹر کو دیکھا

"تمہیں مجھ سے بات کرنی چاہیے تھی ایرک "

"فنچ سر نے منع کر دیا تھا کیونکہ ان کے بقول آپ راضی نہیں ہوں گے "

"میں کیوں منع کرتا؟ یہ اتنا اہم معاملہ ہے۔ ہمیں مل کر انصاف کے لئے بولنا چاہیئے "

انصاف؟ ریٹنگ کا معاملہ تھا سب لیکن اس نے سر ہلا دیا

"جو ہو چکا سو ہو چکا۔ لیکن تم اب آزاد ہو ایرک۔ جو جو ثبوت تمہارے پاس ہیں وہ تم شو میں بنا کسی پابندی کے دکھا سکتے ہو "

"شکریہ۔۔۔۔ "

وہ اسی سنجیدگی سے کہتا کرسی پیچھے کرتا ہٹا اور دروازہ کھولتے باہر چلا گیا۔اس کے جانے کے بعد چینل مالک ڈائریکٹر کی طرف متوجہ ہوا

"تم ایک بار مجھے ثبوت تو دکھا سکتے تھے؟ یہ اپنے پاس ایک تباہی لئے پھر رہا تھا اور تم نے ہمیں اس سے فائدہ بھی نا اٹھانے دیا؟ لعنت ہو تم پر "

وہ غصے میں تھے

"میں اسی تباہی سے چینل کو بچانا چاہ رہا تھا سر "

"کم از کم ایک بار مجھ سے تو بات کر لیتے "

"کی تھی۔ آپ نے ہی تو صاف منع کر دیا کہ اب ان چھوٹے موٹے شو کرنے والے اینکر پرسن کے لئے اپنا چینل بند کروائیں؟ "

وہ خائف ہوا۔ اس لڑائی میں وہ خواہ مخواہ رگید اجا رہا تھا

"چھوٹا موٹا؟ لوگوں نے سر پر اٹھا رکھا ہے اسے۔ ایسا کرو یہ چھ بجے کی بجائے نو بجے والا پروگرام اسے دے دو "

"سر وہ مائیکل کا وقت ہے "

وہ گڑبڑایا

"مجھے پرواہ نہیں لیکن تم اب فوکس ایرک پر رکھو۔ اس لڑکے کو کل کسی بڑے چینل سے آفر آ گئی تو وہ پہلی فرصت میں ہمارا چینل چھوڑے گا۔ قابو میں رکھو اسے "

فینچ نے صرف سر ہلا دیا۔ ایرک فلوقت ان کے لئے سونے کی چابی تھی۔ اسے اجازت تھی کہ وہ جو بھی کرے سو کرے

سو اس نے اس اجازت کا کھلا اور جائز فائدہ اٹھایا۔ اس نے سنان کے بیک گراؤنڈ۔ اس کی کاوشیں۔ اس کی کتابوں پر مشتمل ڈاکیو منٹریز اپنے شو میں چلوائیں۔ کئی سیاستدانوں کو شو میں بلوایا۔ کئی جگہوں پر خود جا کر سنان کے لئے بات کی۔ ان سب میں وہ بری طرح ذہنی تھکاوٹ کا شکار ہوا لیکن اسے یہ منظور تھا۔ اسے بس اوپر کے لوگوں سے اقرار چاہئے تھا کہ یہ سب پلینڈ تھا اور سنان کے لئے ہی پلین کیا گیا تھا۔ اسے مغربی نظام کا اقبال جرم اور ان کی ہار دیکھنی تھی

"جوزف مار گریٹ اس وقت کہاں ہے؟ "

وزارت داخلہ کے سینیئر آفیسر کے سامنے بیٹھے اس نے کیمرے میں دیکھتے سوال کیا تھا

"ہم نے امریکی پولیس سے رابطہ کیا ہے۔ وہ اسے تلاش کر رہے ہیں "

"میرا سوال زرا مختلف ہے سر۔ اگر بقول پولیس کے وہاں موجود ہر شخص کو گرفتار کر لیا گیا تھا تو جوزف مار گریٹ وہاں سے کیسے فرار ہوا؟ بلکہ نا صرف جائے وقوعہ سے بلکہ وہ ملک سے بھی فرار ہو گیا جبکہ اس کے پاس دوسرے شہر تک کے سفر کی رقم نہیں تھی "

"ایرک، ان سب پر تحقیقات تو جوزف کے گرفتار ہونے کے بعد ہی ممکن ہے"

"یہ تحقیقات پہلے کیوں نہیں کی گئیں؟"

"ہمارے پاس وہ ویڈیوز نہیں تھیں"

"اسٹارک اگر مجھے وہ اتنی آسانی سے مل سکتی ہیں تو پولیس کو کیوں نہیں ملیں؟"

"اب ہر کوئی آپ جیسا تو نہیں ہے"

اس نے بات مزاق میں اڑانی چاہی۔ ایرک کی سنجیدگی ختم نہیں ہوئی۔ کچھ تھا جو وہ کھو چکا تھا

"آپ درحقیقت قبول نہیں کر رہے کہ ان سب میں پولیس نے سب سے بدترین کردار ادا کیا اور اُنہوں نے تحقیقات لاپرواہی سے مکمل کیں۔ بلکہ مکمل بھی نہیں کیں۔ جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ان پر توڑ پھوڑ کے مقدمات درج کر کے سزا دے دی گئی یا پھر شک کی بنا پر چھوڑ دیا گیا جبکہ اصل قاتل پولیس کی نظروں سے نا صرف اوجھل ہوا بلکہ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ملک

سے فرار بھی ہو چکا ہے۔ تو پھر اب حکومت کیا کرے گی؟ آپ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کب کر رہے ہیں؟ "

آفیسر اپنے ہاتھوں کو بھینچتے مسکرایا

" فلوقت تو جوزف کو بھی قاتل کہنا ناانصافی ہو گی ایرک۔ محض شک کی بنا پر ہم کسی پر اتنا بڑا الزام نہیں لگا سکتے "

" ایسے ہی شک کی بنا پر پولیس نے حامد رئیسی کو بھی گرفتار کیا تھا "

" وہ۔۔اس سے مختلف معاملہ تھا "

وہ کھنکارا۔ کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ یہ لڑکا چپ ہو سکتا تھا؟

" میرا نہیں خیال۔ معاملہ دونوں طرف قتل کا ہی تھا "

" یقیناً۔ لیکن پولیس سنان کے لئے بھی کوشش کر رہی ہے "

" اور پولیس کا کردار؟ اس پر کیا کہیں گے؟ "

" یقیناً یہ پولیس کی لاپرواہی تھی اور ہم نے پولیس حکام سے رابطہ کر کے اس پر کاروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ سنان سعدی کے کیس کا چارج اسپیشل کمیٹی کو دے دیا گیا ہے اور جلد آپ کو اس پر رزلٹ دیکھنے کو ملے گا "

اس وقت ان سب کو بات سمیٹنی تھی۔ کسی بھی طرح معاملہ سنبھالنا تھا۔ جو امیج برباد ہوا تھا اس کی اب خیر تھی لیکن فلوقت اوپر والوں کو مزید رائتہ نہیں پھیلانا تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے ایرک کیان کو روکا جائے

آفیسر نے کافی پیتے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا جو بریک کے بعد اب دوبارہ سے پروگرام شروع کر چکا تھا۔ وہ لا علم تھا کہ وہ کن لوگوں کی نظروں میں آ چکا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کانفرس روم میں سربراہی کرسی کی دائیں طرف بیٹھے وہ ایک ہاتھ سے میز پر انگلیاں بجا رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ کی دو انگلیاں ماتھے پر جمی تھیں۔ نگاہیں سامنے بیٹھے لڑکے پر تھیں جو سامنے پڑی سرخ ڈائری سے الفاظ کا انگلش ترجمہ کر کے سنا رہا تھا

"وہ لاھور سے ہے۔۔۔"

اس کی انگلیاں تھمیں پھر جھٹکے سے سیدھا ہوا

"اچھا ٹھیک ہے۔ اتنا کافی ہے"

"کس لئے؟ "

سربراہی کرسی پر بیٹھا فنچ ٹھٹکا

"آگے کی معلومات ہمارے لئے غیر ضروری ہیں "

اس نے لاپرواہی دکھانی چاہی

"اس وقت سنان سے جڑی کوئ شے غیر ضروری نہیں ہے۔تم پڑھو "

"فنچ۔۔۔ "

"ایرک۔۔۔۔ "

اسے گھورا تو وہ بدمزہ سا پیچھے کو ہوا۔ہونٹوں پر سختی سے مٹھی رکھ لی۔لڑکا دوبارہ پڑھنا شروع ہو گیا اور جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا ایرک کا ضبط بڑھتا گیا۔معطر صبا سے ہونے والی ہر ملاقات کو سنان سعدی نے یہاں لکھا تھا۔اس کے زخم ہرے ہوتے ہو گئے۔اذیت بڑھتی گئ۔آخری ادھورا صفحہ اور لڑکے نے ڈائری بند کی

"امیزنگ "...

فنچ دنگ تھا

"آپ نے پڑھ لی ہو تو میں ڈائری واپس لے لوں؟ "

اس نے ضبط سے فنچ کو دیکھا۔دل میں سو بار پچھتایا جب وہ یہ ڈائری اس نیت سے آفس لایا تھا کہ شاید اس میں سنان سے متعلق کوئی ایسی بات ہو جو اسے کیس میں مدد دے سکے۔اگر اسے علم ہوتا اس نے ڈائری میں معطر کو لکھا تھا تو وہ مر کر بھی یہ نا کرتا

"واپس کیوں ؟تم ایسا کرو یہ ان سب کی تصاویر لو۔اور آج کے شو میں چلواؤ۔دیکھنا ریٹنگ کیسے اوپر اٹھتی ہے "

"میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا "

"کس لئے ؟ "

فنچ چونکا

"یہ اس کی پرسنل ڈائری ہے اور اس میں ایسا کچھ نہیں ہے جو ہمارے لئے فائدے کا باعث ہو "

"کیوں نہیں ہے ؟اس کے اپنی محبوبہ کے نام لکھئے گئے خط ہیں۔یہ ہمارے لئے بہت فائدہ مند ہوں گے "

اس کے ماتھے کی رگیں پھٹنے کو ہوئیں۔ پچھلے دو ہفتے سے نیند کی کمی تھکاوٹ اور بے زاری تکلیف سب عود کر آنے لگا

"میں یہ نہیں کروں گا فنچ۔۔۔ میں کسی لڑکی کی عزت یوں نہیں اچھال سکتا "

وہ جس لڑکی کا نام خود بھی احتیاط سے لیتا تھا اسے یوں دنیا کے سامنے آنے دیتا؟

وہ مر جاتا یہ نا ہونے دیتا

"نام کہاں لکھا ہے اس نے؟ "

ایرک کا وجود یکدم تھما

"نام نہیں لکھا؟ "

وہ بڑبڑایا

"پوری ڈائری میں ایک بار اس لڑکی کا نام تک نہیں آیا۔ تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ "

اور اس لمحے اسے احساس ہوا کہ سنان سعدی نے ڈائری میں ایک بار بھی معطر صبا کا نام نہیں لکھا تھا۔ اسے بے اختیار سنان پر رشک آیا۔ وہ اس انسان سے کیسے مقابلہ کرتا؟ کہاں کرتا؟ اس نے محبت کی تو ایسی کی کہ اس لڑکی کا نام اپنے

ساتھ کسی کاغذ کے صفحے پر بھی نہیں لکھا۔اس کا نام دل کے اندر کسی کونے میں چھپا کر رکھتے وہ اسے اپنے ساتھ جوڑنا چاہتا تھا۔یہ کیسی محبت تھی اس کی؟ وہ اس ایک شخص جیسی محبت کیسے کرتا؟

"ایرک؟ "

ایرک نے نظر گھما کر فنچ کو دیکھا پھر گہری سانس لیتے سر جھٹکا۔ کھڑا ہوتے اس نے وہ ڈائری اٹھائی اور فنچ کی طرف مڑا

"میں یہ نہیں کروں گا فنچ۔اگر تم نے مجھے مجبور کیا تو میں اسی لمحے ریزائن کر دوں گا "

سختی سے کہتے وہ کانفرس روم کا دروازہ کھولتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے بیٹھے فنچ نے بے اختیار اسے دو چار گالیاں دیں۔وہ اس وقت ان کے چینل کی ضرورت نا ہوتا تو وہ اس کے ایٹیٹیوڈ پر لعنت بھیج کر خود ہی اسے فائر کر دیتا لیکن اس وقت ایرک کو برداشت کرنا اس کی مجبوری تھی

اس سے دور ایرک کیان کے آفس کی طرف واپس آؤ تو وہ اب ڈائری میز پر رکھتا تھک کر کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔ چہرے پر تھکن اور اذیت تھی۔ سر پیچھے کو لگائے اس نے آنکھیں بند کیں

آنکھوں کے پار کسی کا وجود لہرایا۔ وہ اس ایک لڑکی کو کہاں ڈھونڈتا؟ کون کہتا تھا وقت کے ساتھ محبت ختم ہو جاتی ہے؟ اسے تو مزید جکڑ رہی تھی۔ جانے اس نے اپنے ملک میں بیٹھے یہ خبر سنی بھی ہو گی یا نہیں۔ جانے اس نے جانا ہو گا یا نہیں کہ وہ سنان کے لئے کتنا لڑ رہا تھا۔ جانے اسے ایرک کیان یاد بھی ہو گا یا نہیں۔

آنکھوں کو مسلتے اس نے موبائل اٹھایا۔ معطر صبا کو وہ پچھلے پانچ ماہ سے ٹوئٹر انسٹا گرام فیسبک ہر جگہ سرچ کر چکا تھا لیکن وہ کہیں نہیں تھی

اپنا انسٹا کھولتے اس نے اپنی نئی پوسٹ کے کمنٹس دیکھے۔ وہ اب تک کی رپورٹ پر مشتمل پوسٹ تھی جس میں اس نے لوگوں سے درخواست کی تھی کہ وہ سنان کے لئے آواز اٹھائیں۔ نیچے جسٹس فار سنان سعدی کے لاکھوں کمنٹس تھے۔ اس کی فین فالونگ یوں بڑھی تھی کہ وہ خود حیران تھا۔ کمنٹس پڑھتے وہ ایک کمنٹ پر رکا

"میں دعا کروں گا کہ آپ اسلام قبول کر لیں "

وہ کتنی ہی دیر اس کمنٹ کو دیکھتا رہا۔ پچھلے چند دنوں میں یہ پہلا کمنٹ نہیں تھا جو اسے ملا تھا۔ ہر دوسرے سیمینار میں ہر دوسری پوسٹ پر وہ یہ جملہ سن اور پڑھ رہا تھا

سر جھٹکتے اس نے کمنٹس نیچے کئے جب ہاتھ ایک بار پھر سے رکا

"مجھے سنان سے متعلق بات کرنی ہے۔ پلیز آئی بی میں رپلائے دیں "

وہ یہ کمنٹ اگنور کر دیتا اگر اس کی نظر نام پر نا پڑتی۔ تیزی سے سیدھا ہوتے اس نے وہ آئی ڈی کھولی

درخزئی خان

کچھ دیر قبل سنان کی ڈائری میں اس نے یہ نام سنا تھا ورنہ وہ یہ کمنٹ نظر انداز کر دیتا۔ اس طرح کے کئی میسجز اس کے انباکس میں پڑے تھے لیکن وہ اس ایک میسج کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا

"آپ سنان کے کیا لگتے ہیں؟ "

اس نے انباکس کھولتے وہ میسج بھیج کر انتظار کیا کہ کیا رپلائے آتا ہے لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔ شاید وہ آفلائن تھا۔ ایرک نے فون رکھ دیا اور سر پیچھے کی طرف کرلیا

جو خواہشیں تھیں وہ بے زاریوں میں بدل جائیں تو دل کو کیا کہیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"وہ میرا تایا زاد کزن تھا"

درخزئی کا رپلائے اسے رات کو آیا تھا جب اپارٹمنٹ پہنچتے چینج کرتے اس نے باہر جانے سے قبل عادتاً اپنا اکاؤنٹ چیک کیا تھا

"مجھ سے کیا بات کرنی تھی آپ کو؟"

وہ کھڑے کھڑے رپلائے دینے لگا۔ اسے جلدی تھی

"سنان کے بابا کو آپ سے بات کرنی ہے۔ ویڈیو کال کرلوں؟"

وہ کچھ دیر اس میسج کو دیکھتا رہا

"کرلیں"

کچن ٹیبل پر لیپ ٹاپ ٹیبل پر فکس کرتے وہ چیئر پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ویڈیو کال آنے لگی۔ اس نے بھاری دل کے ساتھ بٹن دباتا

سامنے کسی کمرے کا منظر تھا۔ پیچھے کشیدہ کاری کیئے گئے ڈیزائن ٹھہرے تھے۔ ریک میں کتابیں بھی نظر آرہی تھیں یقیناً کوئی سٹڈی ہوگی۔ کرسی پر کوئی ساٹھ کے قریب کے مرد بیٹھے تھے۔ پر وقار شخصیت۔ سر کے سیاہ بال جن میں کچھ سفیدی تھی۔ چہرے پر ہلکی داڑھی اور مونچھیں۔ اداس آنکھیں۔ وہ چند لمحوں میں پہچان گیا کہ وہ سنان کے بابا تھے۔ ان کے پیچھے ایک خوش شکل سا لڑکا ٹھہرا تھا جو غالباً درخزئی تھا

"السلام علیکم بیٹا۔ میں سنان کا والد ہوں "

بارعب سا لہجہ۔ دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنا کر لبوں پر رکھے اس نے صرف سر کو خم دیا

"میں نے ہی درخزئی سے کہا تھا کہ آپ کو کال کرے "

ان کے لہجے میں پشتو جھلک تھی۔ انگلش صاف نہیں تھی لیکن سمجھ آرہی تھی

"آپ مجھ سے کس لیئے بات کرنا چاہتے تھے؟ "

"میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا "

"کیوں؟ "

"میں اس انسان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا جو میرے بیٹے کے لئے لڑ رہا ہے "

اس نے دونوں ہاتھ ہونٹوں سے ہٹائے پھر زرا سا آگے کو ہوا

"آپ لوگ یہاں سنان کے کیس کے لئے کیوں نہیں آئے؟ "

" حکومت نے منع کیا تھا کہ برطانوی حکومت سب معاملات دیکھ رہی ہے۔ ہم پانچ چھ ماہ سے آپ کی حکومت کے انصاف کے منتظر تھے "

اب کے جواب پیچھے ٹھہرے درخزئی نے دیا تھا۔ اس کی انگلش صاف تھی

" یہاں معاملہ مشتبہ تھا۔ پہلے صورتحال واضح نہیں تھی لیکن اب سب صاف ہے۔ آپ لوگ یہاں آکر کیس دائر کر سکتے ہیں اور اس پر نا آپ کو پاکستان کی حکومت روکے گی نا برطانوی حکومت "

وہ اُنہیں کسی طرح قائل کرنا چاہتا تھا کہ وہ برطانیہ آکر اس سب معاملے میں ذاتی طور پر حصہ لیں۔ وہ سنان کی طرف سے لڑ سکتا تھا مقدمہ درج نہیں کر سکتا تھا

"میں وہاں نہیں آنا چاہتا "

"دیکھیں انکل۔میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں لیکن آپ لوگوں کے یہاں آنے سے اس کیس کو بہت فائدہ ہو گا "

"میں برطانیہ نہیں آنا چاہتا "

"لیکن کیوں ؟اگر آپ خوفزدہ ہیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو یا آپ کے خاندان کو کوئی کچھ نہیں کہے گا "

"ہم پٹھان ہیں ایرک۔ہم ڈرتے تو میرا بیٹا وہاں ایک شہید کی موت نامارا جاتا "

"پھر آپ یہاں کیوں نہیں آرہے ؟ "

وہ زرا سا جھنجھلایا۔وہ سمجھ نہیں رہے تھے ان کے آنے۔۔۔

"میں اس زمین پر نہیں جانا چاہتا جہاں سے میرے بیٹے کی میت واپس آئی تھی "

کسی نے لمحے میں اس کے دل کا ایک حصہ باہر نکالا تھا۔کسی نے دل کو دو حصوں میں کاٹ کر واپس جوڑا تھا۔اس کے پاس سارے الفاظ ختم ہو گئے

"وہ جب جا رہا تھا تو میں نے کہا تھا کہ پردیس کو اپنا مت سمجھ لینا۔اس نے شاید اپنا ہی سمجھ لیا کہ واپس اپنے ملک زندہ نہیں آیا۔مجھے بڑے غم ہیں ایرک۔میں ستاون سال کا ہوں لیکن میں بوڑھا نہیں ہوا تھا۔جس دن اس کی میت گھر آئی میں اس دن بوڑھا ہو گیا۔اسے دفن کرتے وقت میں نے اپنی ہمت بھی دفن کر دی تھی۔مجھے بڑے غم ہیں بیٹا۔میں ان غموں کے ساتھ اس زمین پہ قدم رکھوں گا تو میرا بڑھاپا بھی ختم ہو جائے گا "

اس نے زندگی میں پہلی بار کسی بزرگ کو اس طرح روتے دیکھا تھا۔وہ بس ٹکر ٹکر ان کا چہرہ دیکھتا رہا۔درخزئی اب ان کے آنسو صاف کر رہا تھا

"میں آپ۔۔۔کا غم سمجھ۔۔۔"

یہ کہنا فضول تھا وہ ان کا غم نہیں سمجھ سکتا تھا

"مجھے تم سے شکایت نہیں ہے۔سنان سے بھی شکوہ نہیں ہے۔وہ میرا سر فخر سے بلند کر کے گیا ہے۔میں اس سے قیامت کے دن فخر سے ملوں گا۔لیکن میرے دل کو صبر نہیں آ رہا "

وہ آنسو صاف کر رہے تھے۔اس نے دیکھا درخزئی کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں

"میں اسے انصاف دلانے کی پوری کوشش کروں گا "

بالآخر وہ کوئی جملہ پورا کر سکا

"نا بھی دلا سکے تو میں نے کہانا مجھے کوئی غم نہیں۔ تم جو کر رہے ہو وہ بہت ہے۔ تم جو نا کروں اس کا بھی شکوہ نہیں۔اس نظام سے تم نہیں لڑ سکتے ایرک۔ یہ نظام بہت سے سنان سعدی مار چکا ہے۔ یہ نظام ظالم ہے اور مجھے صرف اپنے اللہ سے انصاف کی امید ہے "

ان کی آواز اب ہموار تھی۔ایرک نے کچھ نہیں کہا۔وہ ٹی وی پر بیٹھ کر بولتا تھا اور دنیا اسے سنتی تھی۔اس کا شو اس وقت برطانیہ کے ٹاپ شوز میں سے ایک تھا۔ اس نے اپنے چینل کی ریٹنگ آسمان تک پہنچا دی تھی لیکن وہاں اپنے اپارٹمنٹ کے کچن میں ٹیبل کے سامنے بیٹھے اس کی زبان سے سارے الفاظ کھینچ لئے گئے تھے

"میں دعا کروں گا کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔سنان کی مورے ہر نماز میں اپنے بیٹے کی مغفرت اور آپ کی سلامتی کی دعا مانگتی ہے۔اس کی پہلی دعا قبول

ہو جائے گی۔ دوسری رد نہیں کی جائے گی۔ میں چلتا ہوں۔ زمینوں پر پہنچنا ہے ۔آپ سے پھر بات ہو گی "

وہ کرسی سے تھک کر اٹھے تھے۔مزید شاید اس کے سامنے بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔اس نے بس سر کو خم دیا۔ سکرین سے ان کا چہرہ غائب ہوا تو درخزئی کا چہرہ آ گیا

"تایا تھوڑے جذباتی ہو گئے۔امید ہے آپ کو برا نہیں لگا ہو گا "

"وہ صرف ایک باپ ہیں "

"سنان ہم سب کو بہت عزیز تھا۔میرا دوست بھائی سب تھا۔ایک عرصہ لگے گا ہمیں سنبھلنے میں "

" سمجھ سکتا ہوں۔ میں چلتا ہوں اب "

اس نے کال کٹ کرنی چاہی جب درخزئی کی آواز پر رکا

"ایک منٹ رکیں۔ کسی اور کو بھی آپ سے بات کرنی تھی "

وہ کرسی سے اٹھتا سکرین سے یکدم غائب ہوا۔ایرک کے ہاتھ تھمے رہے۔اور کس کو؟

وہ دو منٹ بعد واپس آیا تو کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ ساتھ کوئی لڑکی تھی جس نے دوپٹہ اچھے سے سر پر اوڑھ رکھا تھا۔ گول سا سفید خوبصورت چہرہ۔ گلابی گال اور بڑی بڑی آنکھیں۔ وہ انیس بیس سال کی کوئی لڑکی تھی جو زرا زرا سا گھبرائی ہوئی تھی

"یہ پریزے ہے۔ سنان کی بہن اور میری کزن پلس منکوحہ۔ اسے کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔ پریزے بیٹھو "

"درخزئی کسی نے دیکھ لیا تو؟ "

وہ ڈر رہی تھی۔ ایرک خاموشی سے اُنہیں دیکھتا رہا۔ اس سے کیا بات کرنی تھی ؟

"کوئی نہیں دیکھے گا۔ تم میرے ساتھ ہو۔ اب بیٹھو بھی۔ وہ مصروف آدمی ہے "

وہ کچھ ڈر اور گھبراہٹ سے کرسی پر ٹکی گویا ابھی بھاگ جائے گی

"سلام لالہ "

گھبراہٹ میں زبان سے نکلا۔ ایرک کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری

"وعلیکم السلام "

"آپ کو اردو آتی ہے؟ "

وہ سلام کا جواب سن کر حیران ہوئ تھی

"صرف سلام کا جواب آتا ہے "

"اچھا اچھا۔مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا" وہ بار بار دروازے کو دیکھتی

"جی؟ "

"آپ معطر صبا کو جانتے ہیں؟ "

تو کیا ساری دنیا آج ہی ہر زخم ادھیڑنا چاہتی تھی؟ ہر پرانے شخص کا غم آج یاد آنا تھا؟ اس نے سوچا منع کر دے کہ وہ کسی معطر صبا کو نہیں جانتا۔ لیکن وہ اپنا ہونا بھول سکتا تھا معطر صبا کا ہونا نہیں۔ وہ اس کائنات میں اپنے وجود کا انکار کر سکتا تھا معطر صبا کی موجودگی کا نہیں

"جانتا ہوں" اس نے سر کو خم دیا "آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ "

"سنان لالہ اس کا ذکر کرتے تھے۔ میری ایک بار بات ہوئی تھی لیکن پھر جانے وہ کہاں غائب ہو گئیں۔ میں ان کے نمبر پر کال کرتی ہوں تو نمبر بند جا رہا ہے۔ آپ ان سے میرا رابطہ کروا سکتے ہیں؟ "

"تمہیں کیوں لگا کہ میں معطر کو جانتا ہوں گا؟ "

"آپ لالہ کے دوست ہیں نا تو اُنہوں نے معطر کا ذکر تو کیا ہو گا "

وہ اسے کیا بتاتا کہ سنان سعدی محبت کے معاملے میں اس قدر محتاط واقع ہوا تھا کہ وہ معطر کو بھی نہیں بتا کر گیا تھا

"میں نے سنان سے معطر کا ذکر نہیں سنا لیکن میں اسے جانتا ہوں اور میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ وہ پاکستان واپس جا چکی ہے "

"اس کا کوئی رابطہ نمبر ہے آپ کے پاس؟ "

"پرانا نمبر وہ بند کر چکی ہے۔ نئے نمبر کا مجھے علم نہیں "

اس نے دیکھا تھا کہ اس لڑکی کے چہرے پر صاف مایوسی چھائی تھی

"اسے ڈھونڈ دیں کہیں سے "

کاش! کوئی اسے ڈھونڈ دیتا

"میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے پریزے "

اس کے لہجے میں بھائیوں سی نرمی گھل گئ۔پریزے کی آنکھیں نم ہوئیں

"ایسے مت بلائیں "

"تمہیں برا لگا؟ "

وہ گڑبڑایا

"سنان لالہ ایسے ہی نرمی سے بلایا کرتے تھے "

وہ اب رو رہی تھی۔ درخزئ گھبرا کر اس کی دائیں طرف آیا۔ایرک کو ایک بار پھر دکھ نے آن گھیرا۔وہ خاموشی سے سکرین کو دیکھتا رہا جہاں اب درخزئ پشتو میں کچھ کہتے پریزے کو چپ کروا رہا تھا۔وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔نرم محبت بھرا انداز۔چہرے پر تکلیف تھی

"آئ ایم سوری۔میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں "

اس کی آواز سن کر وہ سارا رونا بھول گئ

"نہیں نہیں۔۔مجھے بس لالہ یاد آ گئے۔میں بہت بیوقوف ہوں آپ برا مت مانیں۔آپ میرے بھائ جیسے ہیں پلیز سوری "

ایرک نے گہری سانس لی

"مجھے لگا میں نے تمہیں پریشان کر دیا ہے "

" بالکل نہیں۔اچھا آپ پلیز مجھے معطر کا ایڈریس ڈھونڈ دیں کہیں سے "

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا پریزے لیکن میں اس کا ایڈریس نہیں ڈھونڈ سکتا نا ڈھونڈنا چاہتا ہوں۔ "

وہ کچھ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی پھر آنکھیں سکیڑیں

"کیوں؟ "

وہ اس کیوں کا کیا جواب دیتا سو یہ دکھانے کو کہ اسے دیر ہو رہی ہے اس نے ہاتھ پہ بندھی گھڑی پہ ٹائم دیکھا

"مجھے دیر ہو رہی ہے فی الحال۔ پھر بات ہو گی۔ درخزئی آپ اپنا نمبر مجھے سینڈ کر دیں "

اس نے عجلت کا مظاہرہ کرتے جلدی سے لیپ ٹاپ سکرین بند کر دی۔ ارد گرد سناٹا چھا گیا

پرانے لوگوں کا ذکر ہمیشہ خوشی نہیں دیا کرتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں پچیس سال کا ہوں اور میں پندرہ سال کی عمر سے مسلمانوں سے نفرت کرتا آرہا ہوں۔ مجھے نہیں یاد وہ کون سا واقعہ تھا جس نے مجھے اس نفرت کی طرف دھکیلا لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ اس نفرت کا زمہ دار کون ہے" وہ پوڈیم کے سامنے کھڑا کہہ رہا تھا۔ نیلی جینز پر سیاہ ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔ کالر پر مائیک لگا تھا" وہ مغربی معاشرہ تھا اور میرے ارد گرد کے لوگ تھے جنہوں نے مجھے سکھایا کہ مسلمان ایک دہشت گرد قوم ہیں اس لئے ان سے نفرت کرو۔ میرے میڈیا نے مجھے سکھایا کہ دنیا میں جتنے بھی دہشت گردانہ واقعات ہوتے ہیں ان سب کے پیچھے مسلمانوں کا ہاتھ ہے۔ مجھے میرے معاشرے اور لوگوں نے سکھایا کہ جس مسلمان ملک کو تباہ کیا گیا وہ اس کے حقدار تھے۔ زندگی کے چوبیس سال میں اسی سوچ کے ساتھ رہا اور پھر۔۔" وہ لمحہ بھر کو رکا سامنے ڈھیروں نوجوان بیٹھے تھے "میری زندگی میں دو لوگ آئے۔ وہ دونوں مسلمان تھے۔ اپنے مذہب کو ڈیفینڈ کرنے کے لئے ہمیشہ آگے رہتے تھے۔ وہ دو لوگ میری زندگی میں نا آتے تو میں آج بھی یہی سمجھ رہا ہوتا۔ ان میں سے ایک سنان

تھا۔ وہ جاتے جاتے میرا ذہن بدل گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے جانا کے شدت پسندی کا تعلق کسی مذہب سے نہیں ہوتا۔ اگر مذہب سے ہوتا تو سنان نا مارا جاتا۔ مذہب سے ہوتا تو برطانیہ میں اسلاموفوبیا کے ہر ماہ اوسطاً تین سو کیسز رپورٹ نا ہوتے۔ مذہب سے ہوتا تو دنیا بھر میں مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا نا کرنا پڑتا۔ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں بند کر دینی چاہئیں ۔ مسلمان ممالک کا پیچھا کرنا چھوڑ دیں۔ وہ آپ کے زر خرید غلام نہیں ہیں کہ اگر ان کی پالیسیز آپ کے مطابق نہیں ہیں تو آپ انہیں اس فہرست میں لے آئیں جو صرف تباہی کے حقدار ہیں۔ انصاف کے نام پر مسلمان ممالک کو تباہ کرنا چھوڑ دیں۔ میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ زمین کا ایک ٹکڑا اتنی اہمیت کا حامل کیوں ہے کہ اس کے لئے انسانوں کی جان لے لی جائے؟ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جس قوم پر دنیا میں سب سے زیادہ ظلم ہوئے ہوں وہ ظالم کیسے ہو سکتی ہے؟ جو لوگ اب بھی اپنے فرنشڈ ہاؤس میں بیٹھ کر مسلمانوں پر شدت پسند اور دہشت گرد ہونے کے الزامات لگاتے ہیں اُنہیں چاہئے کہ فلسطین میں جا کر وہاں کہ پانچ سال کے بچوں کو دیکھیں۔ عراق اور شام کے بوڑھوں کو دیکھیں۔

ان ننھے اور بوڑھے ہاتھوں میں انہیں کون سا اسلحہ نظر آتا ہے جو دہشت گردی کے نام پر مسلمان ممالک کو روند دیا جاتا ہے؟ آپ کو جو الزامات لگانے ہیں وہ ایک انسان پر لگائیں مسلمان پر نہیں کیونکہ اس دنیا میں ہر شخص زندہ رہنے کا حق رکھتا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم "

وہ بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔ بنا کچھ سوچے۔ دماغ میں سنان کی موت کا منظر۔ معطر کے سر سے نکلتا خون گھومنے لگا۔ اس کے چپ ہونے پر مجمع پورے جوش سے کھڑا ہوا اور تالیاں بجانے لگا۔ وہ مسلمانوں کے زیر اہتمام منعقد کیا جانے والا جلسہ تھا جس میں اسے مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ وہاں صرف مسلمان نہیں کئی غیر مسلم بھی موجود تھے۔ تالیوں کا شور تھا تو مجمعے میں سے کوئی کھڑا ہوا

"ایک سوال پوچھوں؟ "

"جی "

اس نے سر کو خم دیا پھر گھڑی پہ وقت دیکھا۔ اسے واپس لندن پہنچنا تھا

"وہ دوسرا انسان کون ہے جس نے آپ کی رائے بدلی؟ "

گھڑی پر وقت رک گیا۔اس کی نظر مجمعے پر گئی پھر مائیک درست کرتے اس نے گلا کھنکارا

"میں اس کا نام نہیں بتانا چاہتا "

مجمعے میں سرگوشیاں ابھریں

"کیا وہ کوئی لڑکی ہے ؟ "

اس بار وہ کئی لمحے چپ رہا

"یہ جاننا اہم نہیں۔اہم یہ ہے کہ وہ ایسا انسان نہیں جس کا ذکر ہر کسی سے کر لیا جائے "

وہ کالر پہ لگا مائیک اتار رہا تھا۔سامنے بیٹھے لوگوں کو کئی سوالات پوچھنے تھے لیکن وہ جان گئے تھے کہ ان کا پسندیدہ صحافی سوالات پسند نہیں کرتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیز ہوتی بارش میں اس نے ایک بار پھر سپیڈ کچھ زیادہ کرنی چاہی۔اسے اب رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا کہ وہ جلدی چلا جاتا یا وہاں اتنی دیر نا ٹھہرتا۔موبائل نکالتے اس نے ٹائم دیکھا۔بارہ بج رہے تھے۔وہ وہاں سے نکلا تھا تو دس کا وقت تھا۔عام

طور پر اتنا وقت نہیں لگتا تھا لیکن آج بارش کے باعث دیر ہو گئی تھی۔ موبائل پر آتی کال دیکھتے اس نے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا پھر بلیوٹوتھ کان میں ڈالا

"جی مام "

وہ موڑ کاٹ رہا تھا۔ موبائل سکرین پر اسے ہیزل کا چہرہ نظر آرہا تھا

"یہ کیا کرتے پھر رہے ہو تم؟ "

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں؟ "

"ایرک میں مزاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ یہ کہاں تقریر کر کے آرہے ہو ؟ "

"آپ کو کس نے بتایا؟ "

"لائیو دیکھ رہی تھی میں۔ پوری دنیا نے لائیو دیکھی ہے تمہاری بیوقوفی "

"حالانکہ وہ بہادری تھی "

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ایرک۔ پہلے دن سے میں تمہیں سمجھا رہی ہوں کہ اتنا زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھ کیوں نہیں آتی تمہیں؟ "

ان کا چہرہ غصے میں لگ رہا تھا

"میں صرف سچ کا ساتھ دے رہا ہوں "

وہ احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا۔ راستہ کچھ پہاڑی تھا ذرا سی بے احتیاطی اور گاڑی پھسل جاتی

"بیوقوفی کر رہے ہو۔ تم ایسا کرو فوراً امریکہ آؤ "

"یعنی آپ چاہتی ہیں کہ میں زمینی کیڑوں سے بچ کر سمندر میں مگرمچھ کے پاس چلا جاؤں؟ "

"تم بات غلط سمت کی طرف موڑ رہے ہو "

"ابھی تو صحیح سمت کا تعین کیا ہے۔ نا آپ بچی ہیں اور نا میں مام۔ ہم دونوں جانتے ہیں کہ سنان جس نظام کے خلاف لڑ رہا تھا اور جس نظام کے خلاف میں لڑنے کی کوشش کر رہا ہوں وہ کن کا بنایا ہوا ہے اور کون اس کا مین ہینڈلر ہے "

بات پوری کرنے سے قبل اس کی گاڑی کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ وہ بروقت اسٹیرنگ نا تھامتا تو گاڑی نیچے جا گرتی

"یہی بہادری تمہیں کسی دن مروائے گی "

وہ جھنجھلائیں۔ ایرک کا پرسکون چہرہ انہیں مزید مشتعل کر رہا تھا

"میں بہادروں کی طرح مرنا پسند کروں گا "

"تم غلط لوگوں کے لیے لڑ رہے ہو ایرک۔ مسلمان اس قابل نہیں ہیں کہ ان کے لئے کوشش کی جائے "

"میں اس پر بحث۔۔۔۔ "

اس بار لگنے والا جھٹکا شدید تھا۔ وہ یکدم آگے کو ہوا۔ اسٹیئرنگ گھماتے اس نے بمشکل گاڑی کنٹرول کی

"کیا ہوا؟ "

اس نے جواب نہیں دیا۔ دماغ گھوم رہا تھا۔ سیدھا ہوتے اس نے سائیڈ مرر سے دیکھا پیچھے کوئی لائٹ جل رہی تھی۔ دو چار اونچی گالیوں سے نوازتے اس نے دوبارہ سے گاڑی سٹارٹ کی

"تم ٹھیک ہو ایرک؟ "

"جی۔ بارش ہو رہی ہے تو اسی وجہ سے کسی کی ٹکر لگ گئی تھی "

سوزین ہیزل کچھ کہہ رہی تھیں اسے سنائی نہیں دیا۔ پیچھے سے کسی نے زوردار ٹکر ماری تھی۔ اس نے اسٹیئرنگ سنبھالنے کی کوشش کی لیکن گاڑی کنٹرول میں

نہیں آرہی تھی۔ ٹکر دوبارہ آکر لگی اور اس بار اس کے ہاتھ سے اسٹیئرنگ چھوٹ گیا۔ سر سیٹ بیلٹ کے باوجود پوری قوت سے اسٹیئرنگ سے لگا۔ موبائل پر سوزین اب چیخ رہی تھیں۔ اس کی گاڑی بے قابو ہوتی سڑک پر گھومتی جارہی تھی۔ اس کا جسم جھٹکوں کے باعث تکلیف میں تھا۔ گول گول گھومتی گاڑی کسی درخت سے ٹکرا کر رکی تو سامنے سے دھواں نکلنے لگا۔ اس کے اندر ہمت نہیں بچی تھی لیکن بہت کوشش سے اس نے دروازے کو مارنا چاہا۔ کہنی زخمی تھی۔ کاندھا یوں لگتا تھا جسم سے جدا کر دیا گیا ہو۔ گاڑی کے اندر دھواں بھر رہا تھا۔ کھانستے اس نے بمشکل آخری بار ہمت کرتے کچھ قوت سے دروازے کو مارا۔ قسمت تھی کہ وہ کھل گیا۔ ایرک خود کو گھسیٹ کر بمشکل باہر نکلا۔ پاؤں سے جان نکل رہی تھی۔ اس کے اندر چلنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ وہیں زمین پر لیٹ گیا۔ اوپر تیز آواز کے ساتھ بادل گرج رہے تھے۔ اس نے گہری سانس لیتے اٹھنا چاہا لیکن جسم مردہ ہو رہا تھا۔ اس کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا۔ سر گھوم رہا تھا۔ اس نے کسی کو بلانا چاہا۔ کوئی انسان جو یہاں ہوتا لیکن علاقہ سنسان تھا۔ یہاں کسی کی موجودگی قریباً ناممکن تھی۔ اسے ٹکر مارنے والا ڈمپر

وہاں سے جا چکا تھا۔ کیا وہ یوں مر جائے گا؟۔اس نے ہمت سے بہت کوشش سے خود کو گھسیٹا۔ گاڑی گول گول گھومتی سڑک سے سرک کر نیچے گری تھی وہاں آبادی نہیں تھی۔ٹانگیں زخمی تھیں۔اس کی ہمت ختم ہو گئی۔ جان جسم سے بہت آہستہ سے نکل رہی تھی۔گلے میں ابھرتی گلٹی سے اس نے کسی کو بلانا چاہا۔ کوئی انسان یا خدا۔انسان وہاں نہیں تھے اور خدا؟

وہ کس خدا کو بلائے؟ وہ کس خدا کو مانتا تھا؟ پچیس سال۔ان سالوں میں اس نے کس خدا کی عبادت کی تھی؟اس نے مشکل میں کس خدا کو پکارا تھا؟خوشی میں کس خدا کا شکر ادا کیا تھا؟وہ جب مر رہا تھا تو کس خدا سے زندگی مانگتا؟وہ جب مر رہا تھا تو کس خدا سے آسان موت مانگتا۔اس انجان سڑک سے دور تباہ حال گاڑی کے ساتھ پڑے اسے احساس ہوا اس کے پاس کوئی خدا نہیں تھا۔اس نے زندگی کے پچیس سال صرف دنیا کے لئے ضائع کئے تھے۔خسارے کا سودا۔گھاٹے کا کاروبار۔ملا تو خاک !

بند ہوتی آنکھوں اور پھٹتے ذہن سے اس نے یاد کرنا چاہا کہ اس کے پاس کتنے لوگ تھے۔ڈیڈ۔مام۔معطر۔تین۔اس کے ماں باپ کو علم ہو جاتا لیکن معطر؟

کیا وہ جان پاتی جس لڑکے کے ساتھ وہ واز لنگٹن کی سڑکوں پر چلا کرتی تھی وہ یوں انجان سڑک پر مر رہا تھا۔ وہ جان پاتی کہ جس سے وہ نفرت کرتی تھی وہ زندہ ہی نہیں رہا تھا

اس کا دماغ پھٹنے لگا۔ حلق درد کر رہا تھا۔ گہری سانس لیتے اس نے آسمان کو دیکھا۔ چند ماہ پہلے ٹرسٹ کے صحن میں اسی طرح لیٹا کوئی وجود یاد آیا۔ اس کے پاس بیٹھی کوئی لڑکی یاد آئی۔ آخری سانسیں بھرتا سنان۔ اسے یاد آیا وہ آخری وقت میں کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کے پاس یہاں کوئی نہیں تھا جس سے کچھ کہتا۔ اسے یاد آیا سنان کی زبان سے آخر میں الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ تو کیا ہر موت کے قریب شخص کی زبان ہلنے سے انکار کر دیتی ہے؟ بند ہوتی آنکھوں سے اسے یاد آیا سنان نے آخری بار ایک لفظ کہا تھا

اللہ۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ کانپتے ہونٹ جدا ہوئے۔ نظر آسمان پر گئی۔ ہونٹ ہلکے سے ہلے۔ کوئی نام نکلا۔ کوئی ایک لفظ جو اس نے کہا تھا

"اللہ۔۔۔۔۔"!

وہ آخری لفظ تھا جو اس کے ہونٹوں سے نکلا تھا اور پھر آنکھیں بند ہو گئیں۔ دماغ ساکت ہو گیا۔ جسم خالی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آٹھ سال کا تھا جب پہلی بار اس کے ماں باپ میں جھگڑا ہوا۔ وجہ سے وہ لاعلم تھا۔ جھگڑا اس کے سامنے ہوا تھا۔ وہ ٹکر ٹکر دونوں کا چہرہ دیکھتا رہا۔ گالیاں۔ بہتان۔ الزام تراشی۔ اور اختتام پر اس کے ماں باپ اپنے اپنے کام پر چلے گئے۔ اور ٹھہرا وہ تو اسے بھی سکول جانا تھا لیکن ذہن وہیں لاؤنج میں اونچی آوازوں کے درمیان اٹک گیا

اس کے بعد یہ جھگڑے معمول بنتے گئے۔ پورے دو سال ہیزل اور کیان کا تعلق پیچیدہ رہا اور پورے دو سال اس نے پڑھائ، دوست، کھیل کھود چھوڑ دیا۔ فرق کسے پڑا تھا۔؟ صرف اسے

دو سال بعد ان دونوں کی طلاق ہو گئ اور ایرک کیان دو حصوں میں بٹ گیا۔

ہیزل اسے اپنے ساتھ امریکہ لے گئیں۔ سکول میں ایڈمیشن کرایا۔ یہودیوں کی عبادت گاہ بھیجا اور یہودی تعلیم کی طرف راغب کیا

" مگر مام میں تو بائبل پڑھتا تھا "

"اب یہ پڑھو گے "

"لیکن یہ مختلف ہے "

" یہ قدیم حصہ ہے، وہ جدید تھا، دونوں ایک ہی ہیں"

"لیکن یہ مختلف ہے "

"اوفوہ ایرک۔ کیوں تنگ کر رہے ہو؟ "

وہ تنگ آکر اسے عبادت گاہ لے گئیں اور ربی (را پر زیر کے ساتھ، یہودیوں کے مذہبی پیشوا کو کہتے ہیں) کے حوالے کر دیا۔ جہاں اسے بتایا گیا کہ خدا نے اسے "چنی گئی قوم" کا حصہ بنایا ہے

"آپ کو یہ خدا نے بتایا ہے؟ "

"ہم نے کتابوں میں پایا ہے "

اسے پڑھنے کو تورات دی گئی

"بائبل دو کیوں ہیں؟ "

"بائبل ایک ہی ہے۔ جو تم نے پہلے پڑھا وہ جدید حصہ ہے اور ہم اسے الہامی نہیں مانتے "

"لیکن پھر ایک کتاب جو الہامی ہو اس کا ایک حصہ الہامی اور دوسرا غیر الہامی کیسے ہو سکتا ہے؟ "

ربی اس تیرہ سالہ بچے کو گھور کر رہ گیا۔ ایرک کا دماغ قدیم اور جدید عہد نامہ میں پھنس گیا۔ اس نے عبادت گاہ جانا چھوڑ دیا۔ ہیزل اس کی طرف سے لاپرواہ

ہو گئی تھیں۔ وہ اسے دوسری کتابیں لا کر دے دیتیں جو وہ یوں ہی رکھ دیتا۔ اس نے عہد نامہ قدیم پڑھنے سے صاف انکار کر دیا تھا

اسے یہ کتابیں نہیں پڑھنی تھیں۔ اسے امریکہ میں رہنا بھی نہیں تھا۔ اسے واپس انگلینڈ جانا تھا۔ اب تو زندگی میں کچھ سکون آیا تھا۔ اب روز جھگڑے نہیں ہوتے تھے۔ وہ سکول بھی جا رہا تھا۔ بھلے دو سال پیچھے لیکن وہ دوبارہ سے پڑھائی شروع کر چکا تھا۔ گیارہ سال کی عمر میں اس نے زندگی کا پہلا سبق سیکھا تھا کہ اگر میاں بیوی کی نہیں بن رہی تو بچے کے لئے خود کو ساتھ گھسیٹنے کی بجائے علیحدہ ہو جائیں۔ کم از کم اس کے نزدیک یہ درست تھا۔ وہ گھر میں ذہنی ٹارچر برداشت کرنے کی بجائے اسی بات کو ترجیح دیتا

ہیزل نے نئی زندگی شروع کر دی۔ وہ مذہب سے لاتعلق خاتون تھیں۔ ایرک کو یہودی بنا کر خود کو گلٹ سے نکالنا چاہتی تھیں کہ کیوں اپنا مذہب چھوڑا۔ وہ پندرہ سال کا تھا جب پہلی بار سکول سے واپسی پر اس نے مسلمانوں کے خلاف کوئی مظاہرہ دیکھا تھا

"تم لوگ ان کے خلاف کیوں بول رہے ہو؟ "

"کیونکہ وہ دہشت گرد ہیں۔ برے ہیں۔ ظالم ہیں۔ تم ان سے نفرت کرو"

ٹھیک ہو گیا۔ یعنی مسلمان نفرت کے قابل ہیں۔ یہ دوسرا اسبق تھا جو اس نے پندرہ سال کی عمر میں سیکھا تھا۔ مسلمانوں سے نفرت کا

وہ یہودی تعلیمات حاصل کر رہا تھا۔ بے دلی یا دل سے لیکن کر رہا تھا اور انہی دنوں اس کے ڈیڈ نے اسے واپس بلا لیا۔ اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ انگلینڈ چلا گیا لیکن مسئلہ تب شروع ہوا جب اس کے باپ نے اسے ایک بار پھر عیسائیت کی تعلیم لینے کے چرچ بھیجنا شروع کر دیا

عیسائی۔۔۔یہودی۔۔۔عیسائی

اس کے ماں باپ نے اپنے اپنے مفاد کے لئے اس کے ذہن کے ساتھ بری طرح کھلواڑ کیا تھا۔ اس کا ذہن انتشار کا شکار ہو گیا۔ اگر خدا ایک تھا تو مذہب اتنے زیادہ کیوں تھے؟ اور مذہب کو ماننا بھی آخر ضروری کیوں تھا؟ وہ کنفیوژ ہوا اور پھر کافی حد تک بے دین۔ یونیورسٹی میں آنے کے بعد اس نے اکثر برطانوی نوجوانوں کی طرح لادینیت اختیار کر لی۔ ضروری تو نہیں کہ کسی مذہب کو مانا جائے۔ جو نہیں مان رہے تھے وہ بھی تو زندہ تھے۔ جو مانتے تھے وہ بھی مر جاتے

تھے۔ اگر مذہب آپ کو موت سے نہیں بچا سکتا نا لمبی زندگی دے سکتا ہے تو مذہب کو ماننا ضروری تو نہیں؟

کیان چاہتے تھے وہ وکیل بنے۔ ہیزل چاہتی تھیں وہ ڈاکٹر بنے۔ وہ اس کی زندگی تھی اور ماں باپ کی محبت میں وہ اسے برباد نہیں کر سکتا تھا۔ اسے ٹی وی پر بیٹھ کر تیز تیز بولتے اینکر متاثر کرتے تھے۔ ان سے متاثر ہوتے لوگوں کو وہ غور سے دیکھتا۔ اسے یہی اینکر بننا تھا جس سے لوگ متاثر ہوں۔ اسے دولت کی خواہش تھی۔ شہرت کی اس سے زیادہ تھی۔ سو اس نے اینکر بننے کا فیصلہ کر لیا۔ سیاست، جرائم، جھوٹ، سچ، سنسنی، دلچسپ!

وہ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس میں مشہور اور پھر بدنام والا مشہور انسان بنتا گیا۔

زندگی ایک ہی بار ملی تھی تو ماضی کا غم منا کر اسے برباد کرنے کا کیا فائدہ؟ اس کے بچپن کے ٹراماز بچپن میں رہ گئے تھے تو اسے بھی آگے بڑھ جانا چاہیے۔ یہ الگ بات تھی کہ اسے پڑھائی سے خاص دلچسپی نہیں تھی۔ مارے باندھے پورا سال گزارنے کے بعد وہ آخری دو ماہ میں محنت کر کے پیپر دے دیتا اور معلوم نہیں کیسے ٹاپ بھی کر لیتا۔ اس نے زندگی اپنے مطابق گزارنا شروع کر دی۔ شہرت

کی خواہش بڑھتی گئی۔ کیان اور ہیزل سے ملنے والی رقم اس نے بچانا شروع کر دی۔ جب زندگی دوسروں کی رقم پر گزاری جاسکتی ہے تو اپنا نقصان کرنا ضروری ہے؟

اس نے بڑے بڑے نیوز چینلز کو متاثر کرنے کے کالمز میں مسلمانوں کے خلاف لکھنا شروع کر دیا۔ دور اندر مسلمانوں سے نفرت کا دعویٰ نا کرنے والا ایرک کیان جانتا تھا کہ وہ مسلمانوں کو پسند نہیں کرتا۔ جن کو پسند نہیں کرتا تھا ان کا امیج خراب کرنے میں کیا حرج تھی؟ ویسے بھی وہ صرف سچ لکھتا تھا
سچ جو جھوٹ تھا۔ یہ سوچ اس کی معطر اور سنان سے ملاقات کے بعد تبدیل ہوئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اینکر پرسن ایرک کیان پر قاتلانہ حملہ !

یہ خبراس کے ایکسیڈنٹ کے ایک دن بعداس کے چینل کی جانب سے دی گئی تھی۔سنان کی خبر کے ساتھ اس خبر کا آناوہ بھی اس وقت جب ایرک کیان سنان سعدی کے کیس میں اہم ترین کردار ادا کر رہا تھا۔اس کا مطلب صاف تھا حملہ ان لوگوں کی جانب سے کرایا گیا تھا جو دنیا کی چودھراہٹ سنبھالے بیٹھے تھے

برطانیہ میں سنان کے معاملے پر خاموشی اختیار کرنے والے برطانوی افراد ایرک کیان کے لئے اٹھے اور معاملہ پہلے سے زیادہ شدت اختیار کر گیا۔میڈیا کے لئے یہ ان پر حملہ تھا تو پورا میڈیا بیک وقت صاحب اقتدار لوگوں پر حملہ آور کی گرفتاری کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالنے لگا۔کچھ میڈیا ہاؤسز نے سارا الزام حکومت پر ڈال دیا۔یہ وہ بدترین شے تھی جو ہو سکتی تھی اور اس کا خمیازہ احتجاج کی صورت سامنے آیا۔عوام نے کھلے عام حکومت سے استعفیٰ کا مطالبہ کر دیا۔جو مصیبت اوپر کے لوگ اپنے سر سے ٹالنا چاہتے تھے وہ ان کے گلے پڑ گئی تھی۔

اُنہوں نے سوچا تھا کہ ایرک کیان مر جائے گا تو وہ اسے تیز رفتاری اور خراب سڑک پر خراب موسم میں سفر کا نتیجہ قرار دے دیں گے۔ایسا ہو جاتا تو یہ بہت

آسان تھا۔ ہر کوئی یقین کر لیتا۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اگر ایرک کیان بچ جاتا تو کیا ہوتا؟

ہیزل نے ایرک سے رابطہ منقطع ہونے پر کیان سمتھ سے رابطہ کیا تھا وہ لندن میں تھے اور ایرک کی تلاش فوراً شروع کر دی گئی۔ اس کے جی پی ایس کے ذریعے اس کی لوکیشن معلوم کرنا مشکل نہیں تھا۔ وہ اسے لندن سے دور انتہائی زخمی حالت میں ملا تھا۔ اگر اسے فوراً طبی امداد نا دی جاتی تو اس کا بچنا مشکل تھا حادثہ قرار دینے کی پوری تیاری کر کے بیٹھے اوپر کے لوگ تب بوکھلائے جب ہیزل واٹسن نے ایرک کے ساتھ اپنی آخری گفتگو میڈیا پہ شیئر کی جس میں وہ صاف کہہ رہا تھا کہ کوئی پیچھے سے اس کی گاڑی کو ٹکر مار رہا ہے۔ مسلمانوں نے سارا الزام ان لوگوں پر لگا دیا جو سنان کے قتل کے زمہ دار تھے کیونکہ اس وقت واحد انسان ایرک کیان تھا جو سنان کے قاتلوں کی گرفتاری پر کھلے عام بات کر رہا تھا۔ جو پہلے چند حلقوں کی جانب سے ایک مسلمان کے لئے بولنے پر تنقید کی زد میں تھا وہ بیک وقت ہیرو بن گیا۔ کل تک جسے مسلمان عوام ایک مسیحا سمجھ رہے تھے وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک سٹار بن گیا۔ خاص کر پاکستان

کے لوگوں کے لئے۔اس کی سلامتی کے لئے ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ تحفے اس کے اپارٹمنٹ اور ہاسپٹل کے باہر بھیجے گئے۔ مسلم دنیا میں اسے مغربی معاشرے میں روشنی کی کرن قرار دیا گیا جو کم از کم اپنے نظام کے خلاف لڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔سوشل میڈیا پر اس کے لئے پیغامات شیئر کئے گئے اور اس کی جلد صحت یابی کی دعا کی گئ،ایرک کیان کا نام پوری دنیا کے لئے اب نیا نہیں رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہاسپٹل کے کمرے میں بیٹھے اس نے یہ ساری خبریں سنی تھیں اور پچھلے دو دن سے سن رہا تھا۔اس کا سر زخمی تھا۔چہرے پر چوٹوں کے نشانات تھے۔ایک بازو ٹوٹنے سے تقریبا بچ گیا تھا۔باقی جسم پر خراشیں تھیں

"بہادروں کو بہادری کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے "

ٹی وی سکرین سے نظر ہٹا کر اس نے بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھے ہاشم بن عبد اللہ کو دیکھا

"یہ بزدل بن کر جینے سے زیادہ اچھا ہے "

"یہ بہادری کہاں سے آئی تمہارے اندر؟ "

وہ واقعی جاننا چاہ رہے تھے۔اُنہوں نے آج تک مغربی نظام پر تنقید کی تھی لیکن ایرک کی طرح کھلے عام اُنہیں للکارا نہیں تھا۔ایرک نے ٹی وی بند کرتے سر تکیے پر رکھا۔آنکھوں کے سامنے سیاہ جلد والی کتاب لہرائی۔انصاف کے لئے لڑنے کا حکم دیتی

"میں نہیں جانتا "

وہ چھت کو دیکھ رہا تھا۔اس کی نیلی آنکھیں اپنی روشنی کھو چکی تھیں۔ہاشم بن عبد اللہ اسے دیکھتے رہے۔ایرک چپ تھا۔یہ دوسرا دن تھا جب وہ اس کے پاس آرہے تھے اور وہ چند الفاظ کے سوا کچھ نہیں بولا تھا

"تمہیں کیا ہوا ہے ایرک؟ "

"میں زخمی ہوں "

"جسم کے زخم مجھے بھی دکھ رہے ہیں تم اندر کے زخموں کا بتاؤ "

وہ چھت کو دیکھتا رہا پھر دھیرے سے بولا

"آپ نے کبھی وہ شخص دیکھا ہے ہاشم صاحب جس کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو جائے اور اس کا دل چاہ رہا ہو کہ کاش اس نے کبھی یہ خواہش ہی نا کی ہوتی "

"نہیں۔۔۔ "

"میں نے دیکھا ہے۔۔۔" وہ گہری سانس لے کر بولا پھر آنکھیں بند کیں "میں آرام کرنا چاہتا ہوں "

یعنی وہ چاہتا تھا کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔ اُنہوں نے سر کو خم دیا پھر کرسی سے اٹھے

"اللہ تمہارا خیال رکھے "

وہ آنکھیں بند کیئے لیٹا رہا۔ قدموں کی آواز آئی۔ پھر دروازہ کھلنے کی اور پھر بند ہونے کی۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ کمرے میں بہت کم روشنی تھی۔ ارد گرد پھولوں کی خوشبو بکھری تھی۔ وہاں اس کے لئے کئی پھول بھیجے گئے تھے۔ کئی دعائیں بھی، کئی محبتیں بھی، لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتا جس کے اندر وحشت تھی؟ جسے یہ سب تکلیف دے رہا تھا؟ ایک وقت تھا جب وہ ان سب چیزوں کی

خواہش کرتا تھا۔ شہرت۔ عزت۔ دولت۔ نام۔ رتبہ اور اب جب سب پاس تھا تو اسے کیا چاہئے تھا؟ سکون؟ گمنامی؟ کھو چکا پرانا ایرک؟ اپنی لاپرواہ زندگی۔ اور وہ سوال۔ ان سب میں ایک وہی سوال جو سوتے جاگتے ذہن کو جھنجھوڑ رہا تھا

اس کا خدا کون تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جوزف مارگریٹ کو امریکی پولیس نے گرفتار کر کے انٹرپول کے حوالے کر دیا تھا۔ پولیس نے باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے جوزف کی گرفتاری کی اطلاع دی اور اس کا اقبال جرم سنایا جس میں اس نے اقرار کیا تھا کہ سنان کا قتل اس نے ہی کیا تھا اور یہ اس کا ذاتی فعل تھا۔ اس میں نا پولیس کا کوئی کردار تھا نا کسی اور کا، اس نے اقرار کیا کہ وہ سنان سے اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نفرت کرتا تھا، اس کی کاوشیں ناپسند کرتا تھا، اس کے بیانات پر مشتعل تھا اور اسی اشتعال میں اس نے سنان کو قتل کر دیا، ملک سے باہر وہ قرضہ لے کر گیا تھا

یہ ایک بھونڈی سی کوشش تھی جو کی گئی تھی۔ بہت سارے جھول باقی رہنے دیئے گئے اور گویا ایک کردار کو لا کر کھڑا کر دیا گیا جس نے اقبال جرم کر لیا۔

برطانوی حکومت نے سنان سعدی کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اسے اعزاز سے نوازا اور اس کے نام کا ادارہ قائم کرنے کا اعلان کیا جو اسلاموفوبیا کے خلاف مغربی ذہنیت بدلنے کی کوشش کرے گا۔ ایرک کیان پر ہونے والے حملے سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا گیا اور اس کی صحت یابی کے لئے دعا کی گئی نیز اسے بہادری پر سلیوٹ دیا گیا۔ اور بس

گویا اصل قاتل جوزف مارگریٹ تھا جسے گرفتار کر لیا گیا اور اب سب کچھ نارمل ہو جانا چاہیے۔ سو برطانوی عوام نے بھی گویا ہاتھ صاف کرتے پیچھے ہٹ جانے میں بہتری سمجھی۔ اصل قاتل پکڑا گیا تھا اب مظاہروں کا فائدہ؟ جب وہ کہہ رہا تھا کہ قاتل وہی تھا تو وہی ہو گا

یہ وہ ذہنیت تھی جو مغرب سالوں سے پروان چڑھا رہا تھا۔ یہ وہ معاشرہ تھا جس نے اسی طرح رہنا تھا۔ کسی ایک شخص کے اٹھنے سے کسی ایک شخص کو انصاف ملتا تھا۔ اور وہ بھی ناقص۔ اصل قصوروار۔ اصل پلینر بچ جانے والے تھے، ابابیل جھنڈ کی صورت آتے تھے۔ ایک ابابیل کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یا تو وہ مار دیئے جاتے یا مارنے کی کوشش میں چپ کرا دیئے جاتے۔ کسی مسیحا کے منتظر۔ امام

مہدی کا انتظار کرنے والے مسلمان اس امید پر ہیں کہ وہی آ کر سب ٹھیک کریں گے۔ جنگ ہونی ہے تو تب تک ہم ظلم سہہ لیتے ہیں۔ القدس فتح ہونا ہے تو ہو جائے گا۔ ہم کوشش کر کے کیا کریں گے؟ وہ احادیث کی پیشن گوئیوں کو اپنی مرضی کے معنیٰ پہنا کر خاموشی سے بیٹھ گئے ہیں اور اُنہوں نے طے کر لیا ہے کہ سب امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام آ کر درست کریں گے۔ مسیحا کا انتظار کرنا ہماری پرانی عادت ہے لیکن مسلمان یہ بھول گئے ہیں کہ

اللہ کسی قوم کے حالات تب تک نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے حالات خود نا بدلیں

ایرک کیان نے سنان سعدی کے لئے نتیجے سے بے نیاز ہو کر کوشش کی تھی۔ اور وہ جانتا تھا اس کی کوشش ناقص رہی ہے۔ اپنے کمرے میں بیٹھ کر وہ پریس کانفرس سننے کے بعد اس نے پوری قوت سے ریموٹ ٹی وی پر مارا تھا۔ غصہ ابل ابل کر آ رہا تھا۔ کیا فائدہ نکلا ان سب کوششوں کا؟ جن کے خلاف وہ لڑ رہا تھا اُنہوں نے ایک لمحے میں اس کی ساری محنت برباد کر دی۔ سنان کے خون کا کیا؟ اس کی ماں کے آنسو کا کیا؟ باپ کے درد کا، بہن کی اذیت کا کیا؟ کس قدر منافق اور دغا باز تھا یہ معاشرہ۔ وہ کیسے لڑتا ان سے؟ وہ کیسے بدلتا یہ نظام؟

سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ اس وقت شدید ترین فرسٹریشن، دکھ، اذیت سے گزر رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ ایک بیوقوفانہ حرکت تھی اور تمہیں اس کا یہی نتیجہ ملنا تھا "

اس نے بے زاری سے صوفے کی دائیں طرف بیٹھے کیان سمتھ کو دیکھا

"اگر یہ تعریف ہے تو شکریہ "

"تم سنجیدہ کب ہو گے ایرک؟ "

"جتنا میں سنان کے معاملے میں سنجیدہ تھا آپ نے غالباً وہ نہیں دیکھا "

"کامیابی پر مبارک ہو "

اب کے آواز بائیں طرف سے آئی تھی۔ وہ کچھ اور اکتایا

"آپ دونوں مل کر مجھے ٹارچر کرنے آئے ہیں؟ میں بیمار ہوں مجھے تنہا چھوڑ دیں "

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے ان کی ملامتیں سن رہا تھا۔ کیا فائدہ اتنی محنت کا؟ موت سے لڑ کر واپس آنے کا؟ پولیس نے ایک شخص کی قربانی دے کر معاملہ ٹھنڈا کر دیا تھا

"مجھے تم سے ہمدردی ہے ایرک "

اب کے اس کی نظر کچن ٹیبل پر بیٹھی سوزین پر گئی

"اسے کیوں لے کر آئے ہیں؟ "

وہ چڑ گیا۔ بد تمیز کب سے مسکرائے جا رہی تھی

"تمہاری بہن تمہاری خیریت پوچھنے آئی ہے "

"سوزی تم کب میری خیریت پوچھو گی؟ "

"جب تمہاری مام اور میرے ڈیڈ تمہاری خیریت پوچھ لیں گے "

پونی ٹیل بنائے وہ سیاہ جینز پر ریڈ شرٹ پہنے سولہ سال کی بچی تھی

"پھر اپنے ڈیڈ کو یہاں سے لے کر جاؤ۔ اپنی مام کو میں خود بھیج دوں گا۔ ان دونوں کے ہوتے ہوئے میں ٹھیک نہیں ہو سکتا "

ہیزل اور کیان دونوں نے بیک وقت اسے گھورا

"ہم تمہاری فکر کر رہے ہیں "

"آپ دونوں دراصل مجھے ذہنی طور پر ٹارچر کر رہے ہیں۔۔۔"وہ سیدھا ہوا"
آپ دونوں مجھے بار بار یہ باور کروا رہے ہیں کہ میں جیت کر بھی ہار چکا ہوں۔
آپ کی آنکھوں کا تمسخر میں دیکھ رہا ہوں جو صاف کہہ رہا ہے کہ اس نظام سے
لڑنا بے وقوفی تھی جس کا نتیجہ میرے جسم پر نظر آرہا ہے "

"بالکل ایسا ہی ہے "

اس نے ضبط سے گہری سانس لی

"بے وقوفی تھی تو تھی کم از کم میں مطمئن ہوں کہ میں نے کوشش کی ہے۔
کامیابی نا بھی ملی ہو لیکن میں نے اس نظام پر ایک ہتھوڑا ضرور مارا ہے اور اب
آپ دونوں براہِ مہربانی یہاں سے چلے جائیں کیونکہ میں اس وقت چڑ چڑا ہو رہا
ہوں اور آپ دونوں سے بد تمیزی نہیں کرنا چاہتا "

وہ صوفے سے اٹھا اور آہستہ قدموں سے کمرے کی طرف بڑھا۔اس کی ٹانگ پر
چوٹ لگی تھی۔کمرے میں پہنچ کر اس نے ٹھا سے دروازہ بند کیا۔کل کیان اور
آج دونوں نے آکر اسے خوب سنائی تھی۔تھک کر وہ بیڈ پر بیٹھا اور سر دونوں

ہاتھوں میں تھام لیا۔ سچ ہی تو تھا۔ ملا کیا تھا اس سب سے ؟ کیا یہ ایک فضول جنگ تھی؟ وہ سنان کے گھر والوں سے، مسلمانوں سے اتنا شرمندہ تھا کہ دو دن سے موبائل تک آف کر رکھا تھا

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟ "

دروازے پر آواز ابھری تو اس نے گہری سانس لیتے سر اٹھایا۔ اب یہ اس کا سر کھائے گی

"آجاؤ سوزی "

دروازہ کھلا۔ پہلے اس کا سر پھر وہ خود اندر آئی۔ بیڈ کے سامنے رکھی چیئر گھسیٹی اور ایرک کے سامنے رکھی

"تم ہرٹ ہو؟"

وہ بڑی بہن کی طرح پوچھ رہی تھی

"ہاں۔۔۔ "

وہ چھوٹے بھائی کی طرح کہہ گیا

"یہ زخم ٹھیک ہو جائیں گے "

"ایک دن سوزی۔۔۔لیکن میں اندر سے ہرٹ ہوں "

"تمہیں ڈیڈ اور ہیزل آنٹی کی باتوں کا برا لگا؟ "

"وہ سچ کہہ رہے ہیں میں نے اپنی پوری کوشش کی اور نتیجہ دیکھو۔کچھ بھی نہیں ملا "

"کسی زمانے میں تم مجھے کہا کرتے تھے کہ کوشش معنی رکھتی ہے نتیجہ نہیں "

"میں یہ تمہیں تمہارے رزلٹ کے بارے میں کہا کرتا تھا جب تم فیل ہو کر آتی تھیں "

"ٹیچر فیل کرتی تھی "

"دونوں میں فرق کیا ہے؟ "

"وہی جو تمہاری کہانی میں ہے۔ تمہیں بھی تو فیل کیا گیا ہے حالانکہ تم پاس ہو چکے ہو "

وہ تپ گئی۔ایرک کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔خاموشی سے پھر آگے کو ہوتے اس کی جینز کی پاکٹ سے جھپٹ کر کچھ نکالا

"چوری کرنا کب چھوڑو گی تم؟ "

اس کے ہاتھ میں بٹوہ تھا۔ سوزین کو مزید تپ چڑھی

"میری بھائی کی جائیداد ہے اِدھر دو "

"شکل گم کرواپنی۔ تمہاری مام مجھے اپنے گھر سے ایک کافی تک نہیں دیتیں اور

ان کی اولاد میرے پیسے چوری کر رہی ہے "

"وہ تمہاری بھی مام ہیں "

"وہ میرے باپ کی بیوی ہے "

"میں ممی کو بتاؤں گی ایرک "

"دیکھو میں کتنا خوفزدہ ہوں۔ تمہیں میرے چہرے پر ڈر نظر آرہا ہے نا؟ "

عرصے بعد وہ کسی سے یوں زبان لڑا رہا تھا۔ سوزی کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا

"تم کتنے کنجوس ہو "

"فلوقت ہوں "

"شہرت نے بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیا "

"شہرت ملی ہے۔دولت نہیں۔میری گاڑی تک پچک کر رہ گئی،نئی لینی پڑے گی
۔تم جاکر اپنے باپ کی جائیداد پر عیش کرو "
"ہم دونوں کا باپ ایک ہے۔شرم کرو "
"اسی باپ سے کہو تمہیں لے کر جائے یہاں سے "
وہ بٹوہ جیب میں ڈالتا سلگ کر کہتا پیچھے ہوا۔آہ ٹانگ اندر تک درد کر رہی تھی۔
دیکھ لے گا وہ اس ڈمپر والے کو
"میں تمہیں ڈیڈ کی جائیداد سے عاق کروادوں گی۔تمیز سے بات کرو مجھ سے
"

"تم وہ جائیداد چوری کر کے بھی مجھ سے چھین لو گی۔میں چار تک گنوں گا
میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ "
سوزی سرخ چہرے سے اسے دیکھتی رہی پھر اٹھی دروازہ کھولا اور ٹھاہ سے بند
کرتے باہر بڑھی۔ایرک زیر لب بڑبڑاتا سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔چند لمحے یونہی لیٹا
رہا پھر لبوں پہ مسکراہٹ ابھری۔سوزی بھی نا۔اب اسے منانے کے لئے اچھا
خاصا خرچہ کرنا پڑے گا۔اس کی بلا سے ناراض ہی رہے۔اور اسی لمحے اسے

پریزے کا چہرہ یاد آیا۔ مسکراہٹ غائب ہوئی۔ موبائل اٹھاتے اس نے درخزئی کا نمبر کھولا

"پریزے سے سوری کہہ دینا۔اس کا بھائی اس کے بھائی کو انصاف نہیں دلا سکا "

میسج بھیجتے وہ ایک بار تھک کر لیٹا۔اندر باہر فرسٹریشن بھری تھی۔اذیت۔بے زاری۔کچھ عجیب۔کچھ نامحسوس سا۔اسے وہیں لیٹے لیٹے نیند آگئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب آنکھ کھلی۔سر کے پچھلے حصے میں شدید درد ہو رہا تھا۔وہ بمشکل اٹھا۔سر کے پچھلے حصے پر دونوں ہاتھ رکھے۔پٹی ابھی تک کر رکھی تھی۔ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا تھا کہ بے احتیاطی نہیں کرنی۔وہ گہری سانسیں لیتا رہا پھر اٹھ کر ساتھ رکھی میز کا سہارا لیتے واش روم تک گیا۔لائٹ آن کی اور آئینے کے سامنے جا کر چہرہ دیکھا۔دائیں گال پر لگا کٹ بھر رہا تھا۔ ماتھے پر بھی نشان غائب تھا۔چہرہ پہلے سے کچھ بہتر تھا اور آنکھیں۔وہ اپنی

آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ کیا تھا جواب ان میں نہیں تھا؟ ان آنکھوں سے کیا غائب ہوا تھا؟

سر جھٹکتے وہ واش بیسن پر جھکا۔ پانی لے کر منہ پر کئی چھینٹے مارے۔ درد مزید بڑھ گیا۔ کیان نے کہا بھی تھا کہ وہ ان کے ساتھ چلے لیکن اس کی انا آڑے آ رہی تھی ۔ بمشکل کمرے میں واپس آتے اس نے وارڈروب کھولی۔ دوائیاں یہیں کہیں رکھی تھیں۔ نیند کی گولی بھی وہیں ہو گی۔ لائٹ مدھم تھی۔ اس کی آنکھیں اب درد سے بند ہو رہی تھیں۔ ہاتھ اِدھر اُدھر مارتے وہ کچھ جھنجھلایا

"کیا مصیبت ہے "

اسے غصہ آیا۔ سوزی کو کہا بھی تھا ٹیبل پر رکھ دے لیکن یہ لڑکی اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع جانے دے۔ ؟ ہو ہی نہیں سکتا۔ نیچے کی سائیڈ سے دراز کھولتے اس نے آنکھیں پوری کھولیں تو پل بھر کو ارد گرد سب تھم گیا۔ وہاں نیچے سیاہ غلاف میں لپٹا قرآن پڑا تھا۔ اسے نا وقت مل سکا تھا نا ہمت کہ وہ یہ کھول کر پڑھتا۔ ہاتھ بے ساختہ قرآن کی طرف گیا۔ اسے اٹھاتے وہ بیڈ پر آیا۔ ہاتھ

کانپ رہے تھے۔ جسم بخار میں پھنک رہا تھا۔ سر درد سے پھٹنے کو تھا۔ سائیڈ لیمپ جلاتے وہ بیڈ پر بیٹھا۔ قرآن سامنے رکھ لیا

اللہ

اللہ

اللہ

یہ وہ واحد لفظ تھا جو پچھلے ایک ہفتے سے زہن میں گونج رہا تھا۔ یہ واحد لفظ تھا جو اس کے سارے الفاظ چھین کر لے گیا تھا۔ اس انجان سڑک پر نیم مردہ حالت میں اس نے کس خدا کو پکارا تھا؟ وہ جسے وہ بچپن میں جانتا تھا؟ یا وہ جسے بچپن سے جانتا تھا؟ یا وہ خدا جس سے اس کا تعارف جوانی میں ہوا تھا۔ اس نے کئی بار معطر کے منہ سے یہ نام سنا تھا۔ اسے جب جب چوٹ لگتی وہ یہی ایک لفظ بولا کرتی تھی۔ اس نے سنان کے منہ سے یہ لفظ مرتے وقت سنا تھا۔ اور اب اگر اس سے کہا جاتا کہ وہ کوئی ایک لفظ بولے۔ تو وہ یہی نام لیتا

کانپتے ہاتھوں سے اس نے وہ غلاف اتارا۔ اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔ اسے گرمی بھی لگ رہی تھی۔ اسے دوائی لینی چاہئے۔ اسے سو جانا چاہئے۔ وہ پچھلے ایک ماہ سے جاگ رہا تھا۔ اسے نیند کی ضرورت تھی۔ وہ یہ کیا کر رہا تھا؟
بالکل درمیان سے کوئی صفحہ کھولتے اس نے پڑھنا شروع کر دیا

"یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔ اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ اختیار کرنا چاہے۔ اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ، جو رب ہے تمام جہانوں کا، چاہے۔ تو پھر تم کہاں جا رہے ہو؟"

سورۃ التکویر: 25-28

کانپتے ہاتھ دوسرے صفحے کی طرف گئے۔ سر کا درد دل میں منتقل ہو گیا۔ ہاتھوں کی کپکپاہٹ پورے جسم تک پھیل گئی۔ وہ درمیان درمیان سے قرآن کھول رہا تھا

کہہ دو (اے نبی): اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے!
اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ بے
شک وہی ہے بخشنے والا، مہربان۔
)سورۃ الزمر: 53(

کتاب پر جھکی آنکھوں نے دیکھا وہاں ایک سفید قطرہ آکر گرا تھا۔ جیسے آنسو ہو،
جیسے ندامت ہو۔ جیسے کچھ تھا جو دل سے ختم ہو رہا تھا جیسے کچھ تھا جو دل میں جمع
ہو رہا تھا۔ کچھ تھا جو ذہن سے نکل رہا تھا۔ کچھ تھا جو ذہن کو سمجھ آ رہا تھا

" اور (یاد کرو) جب تمھارے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو
نکالا اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا (اور پوچھا): 'کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟'
انہوں نے کہا: 'کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں۔' (یہ اس لیے کیا) کہ قیامت
کے دن تم یہ نہ کہو کہ ہمیں تو اس کی خبر ہی نہ تھی۔ "

سورہ الاعراف: آیت 172

اللہ !

کتاب بند کرتے اس نے شروع سے کھولی۔ بالکل پہلے صفحے سے۔ آغاز سے۔ افتتاح سے۔ گھڑی کی سوئی ہلتی رہی۔ باہر ہوا چل رہی تھی۔ وہ تیز ہوئی پھر ہلکی ہوئی۔ اندر آگ جل رہی تھی۔ وہ ہلکی تھی پھر تیز ہوئی۔ منٹ بدلے۔ پھر گھنٹے۔ پھر رات صبح میں تبدیل ہوئی۔ اور یہ تبھی تھا جب ستارے آسمان سے غائب ہو رہے تھے اور سحر کی روشنی پھیل رہی تھی جب اس نے قرآن بند کیا۔ اس کا سر درد کب غائب ہوا علم نہیں۔ دل کا درد کب بڑھا یاد نہیں۔ اسے یاد تھا تو اتنا کہ وہ مٹی ہو رہا تھا۔ وہ خاک بن گیا تھا۔ قرآن اٹھائے سینے سے لگائے وہ بیڈ سے اٹھا پھر تھک کر نیچے گرا۔ گھٹنوں کے بل۔ کچھ دیر وہ وہیں بیٹھا رہا۔ گہرے سانس لئے۔ کئی آنسو زمین پر گرے۔ اس نے کہنی سے انہیں صاف کیا۔ پھر گہرا سانس لیا۔ چند آنسو مزید گرے۔ اس نے آنکھیں بند کیں پھر کھولیں اور وہ رو دیا۔ آہستہ پھر زور سے۔ اونچی آواز میں بچوں کی طرح۔ سسکیوں سے۔ آواز

سے۔بنا یہ سوچے کہ کوئی دیکھ لے گا تو کیا کہے گا۔صرف یہ سوچ کہ جو دیکھ رہا تھا وہ کیا سوچ رہا ہو گا

"اللہ۔۔۔۔میں آپ کو پکار لوں ؟ میں مسلمان نہیں ہوں لیکن میں آپ کو بلا لوں ؟ میرا دل آپ کو یاد کر رہا ہے۔میں آپ کا نام لے لوں ؟ "

وہ رو رہا تھا ہچکیوں سے۔آواز سے

"آپ میرے رب کیوں نہیں بنے ؟ مجھے کیوں کسی اور خدا کی طرف جانے دیا؟ مجھے آپ کی طرف کیوں نہیں آنے دیا؟ میں اب کہاں جاؤں ؟ مجھے اپنے پاس بلا لیں "

سورج کی پہلی کرن اس کے کمرے کی کھڑکی پر پڑی۔وہ اندھیرے میں بیٹھا رہا

"میں آپ کا بندہ بن سکتا ہوں ؟ کیا اب بن سکتا ہوں ؟ پچیس سال بعد کیا میں آپ کو اپنا رب کہہ لوں اللہ ؟ آپ کا نام کتنا پیارا ہے۔میں یہ کہتا ہوں تو میرا دل پگھل جاتا ہے۔آپ کتنے عظیم ہیں۔مجھے اپنا بندہ بنا لیں۔میں مٹی کے برابر ہو رہا ہوں مجھے ڈھیر بننے سے پہلے کھڑا کر لیں "

وہ روئے گیا۔ پچیس سال کے آنسو بہتے گئے۔ زمین پہ کچھ پھیل رہا تھا۔ کوئی نور جو آسمان سے آتا ہے۔ کوئی روشنی جو زمین پہ پھیلتی ہے۔ کچھ تھا جو بدل گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے "

وہ سیدھا مسجد گیا تھا۔ سینٹر میں فہد معظم نہیں تھے

"اوہ ایرک... کیسے ہیں آپ؟ "

وہ پہلے کی نسبت گرمجوشی سے ملے۔ وہی گرمجوشی جو باہر سے اندر آتے ہوئے اسے کئی لوگوں نے دکھائی تھی

"میں ٹھیک ہوں۔ مجھے آپ سے بات کرنی ہے "

وہ مضطرب لگ رہا تھا۔ بے چین۔ بے سکون

"آئیں آفس چلتے ہیں"

ہاتھ سے اشارہ کرتے وہ سینٹر کی طرف جا رہے تھے جب رکے۔ ایرک وہیں ٹھہرا تھا

"کیا ہوا؟ "

"کیا ہم یہیں بات کر سکتے ہیں؟ "

"آاا... ضرور "

نیچے بٹھنے کا اشارہ کرتے وہ خود بھی نیچے بیٹھ گئے۔ایرک آلتی پالتی مارے ان کے سامنے بیٹھا۔اس نے سیاہ جینز پر سفید ڈھیلی سی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ماتھے کی پٹی غائب تھی۔چہرہ سرخ آنکھیں اس سے زیادہ سرخ

"میں سن رہا ہوں "

وہ جو زمین کو دیکھ رہا تھا چونکا۔سر اٹھا کر اُنہیں دیکھا پھر کتنی ہی دیر دیکھتا رہا

"آپ نے اس دن کہا تھا کہ میں اپنی ہجرت عورت کے لئے کر رہا تھا.... میں یہ بات نہیں سمجھا تھا "

"آپ اس کا مطلب پوچھنا چاہتے ہیں؟ "

اس نے صرف سر ہلا دیا

"حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی ہجرت اللہ کے لئے ہو گی اس کی ہجرت اللہ کے لئے ہی شمار کی جائے گی۔جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو گی یا کسی عورت کے لئے تاکہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت

اسی چیز کے لئے شمار ہو گی" وہ ذرا دیر کو رکے پھر دوبارہ سے کہنا شروع کیا" آپ کفر سے اسلام کی طرف ہجرت کرنا چاہتے تھے لیکن ایک عورت کے لئے۔ قیامت کے دن جب اعمال تولے جائیں گے تو آپ کا اسلام اللہ کے لئے نہیں ایک عورت کے لئے شمار کیا جاتا "

اس کا سر نیچے جھکا۔ انگلی سے نیچے ڈیزائن بناتے وہ کچھ دیر چپ رہا۔ کئی ساعت۔ کئی لمحے۔ کوئی آواز حلق میں اٹک رہی تھی۔ کوئی جملہ تھا جو دل سے نکلنا تھا۔ اسے بہت ہمت چاہئے تھی۔ پھر اس نے اپنی زندگی بھر کی ہمت اکٹھی کی

"میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں "

اس نے کہہ دیا۔ زبان سے کوئی بوجھ ہٹا۔ دوسری طرف خاموشی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر فہد معظم کو دیکھا۔ اس کا خیال تھا وہ خوش ہوں گے لیکن وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے

"کچھ کہیں گے نہیں؟ "

"سوال کرنا چاہتا ہوں "

"جی "...

"آپ یہ اس لڑکی کے لئے کرنا چاہتے ہیں؟ "

"ہرگز نہیں.... "وہ تیزی سے بولا "میں یہ اللہ کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ اس فیصلے کے پیچھے نا دنیا ہے نا کوئی عورت "

"اس فیصلے کی وجہ جان سکتا ہوں؟ "

اس نے لب کا کنارہ کاٹا پھر سر جھٹکا

"میں اس دن آپ کے آفس میں تھا تو میں نے قرآن کی آیت پڑھی۔ سب مجھ سے پوچھتے ہیں میں اتنی بے وقوفی بھری ہمت کہاں سے لایا ہوں کہ سرعام ایک طاقتور نظام کو للکار بیٹھا ہوں۔ میں اُنہیں بتا نہیں سکتا کہ یہ ہمت مجھے قرآن کی ایک آیت سے ملی تھی۔ وہ کتاب پہلے تعارف سے ہی مجھے مسحور کر گئی تھی۔ پھر چند دن پہلے جب میں اس سڑک پر مر رہا تھا تو میں نے سوچا کہ میں کس خدا سے زندگی مانگوں؟ میرے پاس کوئی خدا تھا ہی نہیں۔ میں ہمیشہ سوچتا رہا کہ دین کا ہونا نا ہونا برابر ہے۔ خدا کو ماننا نا ماننا برابر ہے۔ اس رات سڑک پر پڑے آسمان کو دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ ایک خدا تو سب کے پاس ہونا چاہئے جسے ہم مشکل میں بلا سکیں۔ خوشی میں اس کا شکر ادا کر سکیں۔ میرے پاس کوئی خدا نہیں تھا۔ میں

کس سے مدد مانگتا؟ پھر میں نے اس خدا کو پکارا جس کا نام میں نے دو لوگوں کے منہ سے سنا تھا۔ ایک مصیبت آنے پر اسے پکارتی۔ دوسرے نے موت آنے پر اسے پکارا۔ مجھ پر موت اور مصیبت دونوں ایک ساتھ آئی تھیں۔ اس لمحے میں نے اللہ کو پکارا۔ میں نے زندگی میں پہلی بار اس رب کو پکار کر اس سے زندگی کی دعا مانگی۔ مجھے فی الحال نہیں مرنا تھا۔ مجھے اس نظام کے خلاف لڑنا تھا۔ کچھ سال بعد موت آتی تو منظور تھا لیکن فی الحال نہیں۔ مجھے فی الحال زندگی چاہئے تھی تو میں نے اللہ سے زندگی مانگی۔ اللہ نے مجھے زندگی کے ساتھ ساتھ اپنا آپ بھی دے دیا۔ اس رات موت کے قریب میں نے اللہ کو پالیا "

وہ جھکے سر کے ساتھ کہہ رہا تھا۔ آواز بھاری ہو گئی۔ لہجہ نم

"یعنی آپ اسلام اللہ کے لئے قبول کر رہے ہیں؟ "

"صرف اللہ کے لئے "

اس کا لہجہ مضبوط تھا۔ فہد معظم نے پر سکون سانس لی

"میں آپ کو کلمہ پڑھا دیتا ہوں ایرک لیکن میں چاہوں گا آپ پہلے کلمے کو سمجھ لیں۔ کلمے کے صرف پہلے لفظ کو ہی سمجھ لیں "

"کون سا لفظ؟ "

"لا "...

"لا؟ "

"لا..... "اُنہوں نے سر کو خم دیا" کلمے کا پہلا لفظ "لا" جسے ادا کئے بغیر آپ "اله "تک پہنچ سکتے۔ جسے سمجھے بغیر آپ اللہ کو نہیں پا سکتے "

"کیا مطلب ہے اس لفظ کا؟ "

وہ نا سمجھی سے اُنہیں دیکھنے لگا

"یہ ایک صوفی ٹرم ہے۔ لیکن یہاں یہ کلمے کا پہلا اور بنیادی حصہ ہے۔ جب آپ یہ ادا کرنے جا رہے ہیں تو آپ اسے اله سے پہلے کہنے جا رہے ہیں۔ اله بعد میں آ رہا ہے "لا" پہلے آ رہا ہے۔ اس کی گہرائی جانتے ہیں آپ؟ "

اس کا سر نفی میں ہلا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"لا عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے "نہیں" کلمے کا پہلا لفظ۔ پہلے حصے کا پہلا آغاز۔ جب آپ ایک "اله" کی تصدیق کرنے جا رہے ہیں تو آپ ہر "اله" کو "لا" کہنے جا رہے ہیں "

)وہ ڈھیروں ہجوم کے ساتھ چل رہا تھا۔ پوسٹرز اٹھائے۔ نعرے لگاتے۔ کچھ غصے میں۔ کچھ اس کی طرح غصے کا دکھاوا کرتے۔ مسلمانوں کے خلاف اکٹھا ہونے والا ہجوم (

"اور لوگ سمجھتے ہیں "اله" صرف وہ ہے جسے ہم خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے "اس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا" انسان کا "اله" صرف خدا نہیں۔ اس کا نفس بھی ہوتا ہے۔ جب آپ "لا" پڑھنے جا رہے ہیں تو آپ نفس کو خدا بنانے سے انکار کر رہے ہیں "

)اس نے معطر سے محبت کی اور اس کی محبت کو اپنا خدا بنانا چاہا۔ وہ اپنا دین اس کے لئے بدلنے پر تیار ہو گیا۔ اس کا نفس اس پر غالب آگیا۔ ایک عورت نا ملی تو وہ کیا کرے گا؟ ایک عورت کی محبت (

"جب آپ "لا" کہنے جا رہے ہیں تو آپ دنیا کو بھی "لا" کہنے جا رہے ہیں۔ دنیا کا خوف اور مستقبل کی محبت انسان کا خدا بن جاتی ہے۔ وہ دنیا کے خوف سے سچ چھوڑ دیتا ہے مستقبل کے خوف سے حق چھپا لیتا ہے۔ آپ اسلام قبول کرتے ہیں تو کلمے کا پہلا لفظ آپ کو اس خوف سے آذاد کر دیتا ہے۔ کلمے کا پہلا لفظ یعنی" لا "..... "

)اسے شہرت کی خواہش تھی۔ اس نے اس شہرت کے لئے اسلام کے خلاف لکھنا شروع کر دیا۔ جو نفرت دل کے اندر چھپی تھی اسے صفحات پر درج کرنا شروع کر دیا۔ وہ مسلمانوں کو برا سمجھنے میں خود کو حق بجانب سمجھتا رہا۔ ان کے

خلاف لکھنے کو صحیح سمجھتا رہا۔دور اندر دل کے کسی کونے میں یہ شہرت کی خواہش تھی۔اسے مشہور ہونے کا جنون تھا "

"جب آپ ایک "الہ "کی تصدیق کرنے جا رہے ہیں تو آپ ہر دنیاوی خدا کو انکار کر رہے ہیں۔ہر زمینی خدا کا خوف دل سے نکال رہے ہیں۔آپ صرف ایک اللہ سے ڈریں گے۔ایک الہ کے لئے سچ بولیں گے۔ایک الہ کے لئے حق بولیں گے۔آپ "الہ "سے پہلے "لا "کے زریعے دنیاوی خداؤں کے خوف سے۔دنیاوی خداؤں کی محبت سے خود کو آزاد کر رہے ہیں "

)وہ اس نظام کی حمایت میں رہا تھا۔جو نظام خود کو خدا سمجھ کر بیٹھے لوگوں نے بنایا تھا اس نظام کے دفاع میں اس نے اپنی زندگی کا آدھا حصہ لگا دیا۔وہ اپنے ایڈیٹر کو اپنے حکمرانوں کو اپنا دنیاوی خدا بنا بیٹھا (

"جب آپ اسلام قبول کرتے ہیں تو آپ "الہ" سے پہلے "لا" کہتے ہیں۔آپ خود کو نفس کی قید سے آزاد کر دیتے ہیں۔خود کو شہرت کی خواہش بدنامی کے خوف سے آزاد کر دیتے ہیں۔آپ خود کو دنیاوی خداؤں سے۔دنیا سے آزاد کر دیتے ہیں۔ہر خدا کو "لا" کہنے کے بعد ایک "الہ" کی تصدیق آپ کو ہر شے سے آزاد کرنے جا رہی ہے....آپ یہ لفظ کہنے کے لئے تیار ہیں؟ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ کے یہ لفظ کہنے کے لئے تیار ہیں ایرک؟ "

وہ سامنے بیٹھے پوچھ رہے تھے۔ایرک کے گلے میں گلٹی ابھر رہی تھی۔وہ ان سے کہنا چاہتا تھا کہ اب معطر اسے ملتی یا نا ملتی وہ اس کا دکھ ساری زندگی ساتھ لے کر چلتا۔وہ اسے اپنے دل سے نہیں نکال سکتا تھا لیکن وہ اسلام اس کے لئے قبول نہیں کر رہا تھا

وہ کسی زمانے میں شہرت کا متمنی ہوتا تھا لیکن اب وہی شہرت اس کے قدموں میں پڑی تھی اور وہ اسی شام جب اس سینٹر سے نکلا تھا تو اپنے اندر کی خواہش یہیں چھوڑ گیا تھا۔قرآن نے اس کی زندگی اسی دن بدل دی تھی

وہ دنیا خداؤں سے خوفزدہ نہیں تھا۔اسے سچ کے لئے لڑنے کی ہمت بھی اسی قرآن نے دی تھی۔اس ایک "لا" نے اس کی زندگی کئی دن پہلے ہی بدل دی تھی ۔وہ اس "لا" کے ذریعے اپنی زندگی ایک بار پھر بدلنا چاہتا تھا

"میں کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں فہد بھائی۔میں اس ایک الہ کے لئے ہر الہ کو "لا" کہنے کی ہمت پاتا ہوں۔میں مستقبل نہیں جانتا لیکن مستقبل میں بھی میں کبھی کسی دنیاوی خدا کے آگے نہیں جھکوں گا "

اس کی آواز مضبوط تھی۔کوئی خوف نہیں۔کوئی پشیمانی نہیں۔فہد معظم ہلکا سا مسکرائے پھر اٹھے۔ایرک بے ساختہ ان کے ساتھ اٹھا

"آپ میرے ساتھ آئیں۔وضو کرلیں پہلے "

وہ آگے جارہے تھے۔ایرک ان کے پیچھے چلا۔کسی ٹرانس سی کیفیت میں اس نے وضو کیا۔ہر عضو دھونے کے ساتھ کچھ تھا جو دھل رہا تھا۔کچھ تھا جو مٹ رہا تھا۔ان کے ساتھ واپس آنے۔چند مزید لوگوں کے ساتھ بیٹھنے۔کسی کے اذان کہنے تک زہن میں سب ساکت رہا۔وہ چونکا تب جب اسے فہد بھائی کی آواز سنائی دی

"میرے ساتھ دہرائیں"۔اس کا سر ہلا

"اشھد "

"اشھد "

گواہی۔دل سے نکل کر کراما کاتبین کے قلم پر درج۔وہ گواہ تھا۔وہ گواہ بن رہا تھا

"ان لا "

"ان لا "

اس نے ہر دنیاوی خدا کو ذہن میں رکھا... نفس... دنیا... خوف

"الہ الا اللہ "

"الہ الا اللہ "

اس نے ہر دنیاوی خدا کو دل سے نکال دیا۔صرف ایک خدا ہے۔ایک ہی رہے گا ۔۔۔۔اللہ !

"واشھد ان محمد "

"واشھد ان محمد "

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف نام جانتا تھا

"عبدہ ورسولہ "

"عبدہ ورسولہ "

اور اب وہ اس نام پر مر مٹنے کو تیار تھا

"اللہ آپ کو یہ سفر مبارک کرے "

"آمین۔۔۔۔ "

اس کی آواز کانپ گئی۔ارد گرد کے لوگ۔فہد بھائی اسے مبارک دے رہے تھے۔وہ اسے گلے لگا رہے تھے۔اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔پوری روح کانپ رہی تھی

"فہد بھائی۔۔۔ "

کھڑا ہوتے وہ ان کے سامنے آیا"میرے۔۔۔۔میرے گناہ؟ کیا اللہ وہ معاف کردے گا؟میں نے اب تک زندگی میں بہت گناہ گئے۔وہ بھی جو اللہ کو ناپسند ہیں۔وہ بھی جن سے اسلام منع کرتا ہے۔ان کا کیا؟ "

وہ اس بچے جیسا ہو گیا جسے دنیا میں صرف ایک خوف ہوتا ہے کوئی اس کی من پسند چیز نا چھین لے

"آپ نے جس وقت کلمہ پڑھا ہے اس وقت آپ یوں ہو گئے گویا آج ہی پیدا ہوئے ہیں۔ ہر گناہ ختم... ہر گناہ ختم.. آپ کے پاس آج سے نیا نامہ اعمال ہے۔ اس پر آپ اب نئی زندگی شروع کرنے جا رہے ہیں۔ اللہ یہ نئی زندگی برکت والی بنائے "

ساتھ ڈھیروں آمین ابھرے۔ اس نے صرف سر ہلا دیا۔ اس کے حلق میں بہت سے آنسو اٹکے تھے

" فہد بھائی نام تو دیں لڑکے کو کوئی اچھا سا "

"اوہ ہاں۔۔۔" وہ چونکے "آپ نام تبدیل کرنا چاہیں گے ایرک؟ "

"جی... مجھے پرانی زندگی کا کچھ نہیں چاہیئے۔۔۔ مجھے نئی زندگی میں نیا نام چاہیئے "

وہ بہت دقت سے بول پایا تھا

"چلیں پھر... میں آپ کو روئے زمین پر آنے والے پہلے انسان کا نام دیتا ہوں... اللہ کا اقرار کرنے والے پہلے انسان کا... الہ کو پہچاننے والی پہلی ہستی کا۔۔۔ ہمارے ہم سب کے باپ کا... آدم علیہ السلام کا نام.... آج سے آپ کا نام آدم ہو گا۔۔۔ آدم کیان "!

آدم۔۔۔ اس نے زیر لب دہرایا۔۔ پھر آگے کو ہوتے فہد بھائی کو گلے لگایا

"آپ کا بہت شکریہ فہد بھائی "

وہ ان کے گلے لگا ہوا تھا۔ فہد بھائی نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی

"اللہ آپ کے لئے آسانیاں لائے آدم "

وہ علیحدہ ہوا پھر گہری سانس لی اور ارد گرد دیکھا

"کیا۔۔۔ کیا میں یہاں ایک سجدہ کر سکتا ہوں؟ "

"جی ضرور۔۔۔۔ مسجد آپ کے حوالے "

وہ مسکرا کر کہتے دوسرے لوگوں کو اشارہ کرتے چلے گئے۔ وہ وہیں ٹھہرا رہا۔ دروازہ بند ہو گیا مسجد اندھیرے میں ڈوب گئ۔ پھر وہ دو قدم چلتے محراب کے سامنے آ ٹھہرا۔ قدم رک گئے

"اللہ۔۔۔ "

آواز پلٹ کر واپس آئی

"اللہ "..

آواز پلٹ کر آسمان تک گئی

"اللہ "....

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا۔ پھر اسی طرح سجدے میں۔ چند لمحے مسجد میں خاموشی چھائی رہی پھر ہلکی سی سسکی کی آواز ابھری۔ پھر رونے کی۔ پھر ہچکیوں کی۔ پھر وہ آواز بلند ہوتی گئی

"اللہ۔ دیکھیں میں زمین پہ منہ کے بل گرا ہوں" وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا" میں نے زمین پر گر کر کس کو پا لیا یہ بھی دیکھیں۔۔۔ مجھے آپ مل گئے۔ اب دنیا مجھ سے چھوٹ جائے تو کیا غم؟ مجھے آپ مل گئے۔ اب دنیا مجھ سے کنارہ کر لے تو کیا دکھ؟ آپ مجھ سے راضی ہوں اور دنیا خفا ہو جائے تو کیا پرواہ؟ "

وہ رو رہا تھا۔ شدت سے رو رہا تھا۔ وہ چھ فٹ سے نکلتے قد کا اونچا لمبا مرد سجدے میں بچوں کی طرح رو رہا تھا

"میں کبھی آپ کو خفا نہیں ہونے دوں گا۔میں آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ آپ مجھ سے راضی رہئے گا۔دیکھیں میں کتنا کمزور انسان ہوں۔میں غلط کر دوں تو مجھ سے ناراض مت ہوئیے گا۔مجھے تو ابھی سے خوف آ رہا ہے۔میں کتنی بھاری شے کاندھوں پر رکھ بیٹھا ہوں۔میں کتنی خوبصورت شے دل میں رکھ بیٹھا ہوں "

اس کا وجود اب ہچکیوں سے کانپ رہا تھا۔خوف سے کانپ رہا تھا

"میں اب تک کہاں کہاں بھٹکتا رہا؟میں یہاں کیوں نہیں آیا؟دیکھیں۔ سجدے میں۔زمین پر یوں ماتھا رکھ کر میں مٹی بھی ہو رہا ہوں تو سکون سے ہو رہا ہوں۔باہر جو عروج ہے وہ خاک برابر۔سجدے میں جو عروج ملا ہے اعزاز برابر ۔اوہ میں دنیا کو کیسے بتاؤں اپنا سر زمین پر رکھ کر میں کس آسمان کو چھو آیا ہوں "

وہ اونچی آواز میں بول رہا تھا۔کوئی آ جاتا تو خوف نہیں تھا۔کوئی نا آتا فرق نہیں پڑتا تھا

"میرا دل چاہ رہا ہے میں بار بار آپ کا نام لوں۔ میرا دل چاہ رہا ہے میں بار بار کلمہ پڑھوں۔ میں اس مٹھاس سے اب تک لاعلم کیوں رہا؟ اوہ اللہ۔ آپ کتنے پیارے ہیں۔ آپ کا نام کتنا پیارا ہے "

وہ وہ شخص بن گیا جو سجدے سے اللہ کو راضی کر کے اٹھے گا۔ جو آنسو سے ہر شے بہادے گا۔ جو ہچکیوں سے سب کہہ دے گا۔ وہ روتا رہا۔ سجدے میں پڑے پڑے۔ اس کا سر کا جو درد کئی دن سے تھا وہ راحت میں بدل رہا تھا۔ اس کے دل میں جو درد کئی سالوں سے تھا وہ سکون میں بدل رہا تھا

آدم کیان نے زمین پہ گر کر آسمانوں کے رب کو پالیا تھا !

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ایک منٹ کا مختصر سا ویڈیو کلپ تھا جو کسی نے سوشل میڈیا پر شیئر کیا تھا، چند لوگ جو گول دائرے کی صورت بیٹھے تھے، خاموشی سے سامنے والے مرد کو

سنتے ہوئے جو اپنے سامنے بیٹھے لڑکے سے کچھ کہہ رہا تھا، ریکارڈنگ قریب سے کی گئی تھی لہذا آواز واضح تھی

کلمہ

تصویر صاف تھی اس لئے چہرہ بھی واضح تھا

کلمہ پڑھتا ایرک کیان

جنگل میں آگ کی طرح یہ ویڈیو اور خبر پھیلی، ایرک کیان کا قبولِ اسلام، جو جتنے قیاس کر سکتا تھا اس نے کئے، جو جتنا بول سکتا اس نے بولا، آدم کی طرف سے فلحال خاموشی تھی، یہ خاموشی دو دن بعد تب ٹوٹی جب اس نے اپنے ہر سوشل میڈیا اکاؤنٹ پر اپنا نام تبدیل کر کے آدم کیان رکھ دیا، ساتھ ہی ایک مختصر سا ویڈیو پیغام بھی جاری کیا جس نے اس نے مبارکباد دینے والے ہر انسان کا شکریہ ادا کیا اور ان خبروں کی تصدیق کی کہ وہ واقعی اسلام قبول کر چکا ہے اور اس کا نام اب آدم ہے لہذا اسے اسے نام سے پکارا جائے، نیز مزید اس کی ذاتی زندگی پر تبصرہ کرنے کی بجائے وہ سب سے توقع رکھتا ہے کہ اس کی پرائیویسی کا خیال رکھا جائے گا

اس کی اس ویڈیو کو کروڑوں لوگوں نے دیکھا، لاکھوں نے شیئر کیا، مسلمانوں نے مبارکباد دی اور خوشی کا اظہار کیا جبکہ برطانویوں میں سے چند نے منفی تبصرے دیئے اور چند نے اس کا ذاتی معاملہ قرار دے کر خاموشی اختیار کر لی۔ اسے صرف چند لوگوں کی طرف سے ردعمل کا انتظار تھا، اس کے گھر والے، دوست، اور وہ جو اس کے مخلص تھے

"میں تمہارے لئے تمہارے جتنا خوش ہوں آدم "

سب سے پہلا فون اسے ہاشم بھائی کا آیا تھا، وہ ہلکا سا مسکرایا

"جانتا ہوں "

"اور تم کتنا خوش ہو؟ "

"آپ پوری زمین گھوم کر دیکھیں کسی نے کہہ دیا کہ وہ مجھ سے زیادہ خوش ہے تو سمجھ لیجئے گا وہ جھوٹ بول رہا ہے "

"ملنے آسکتے ہو یا میں آجاؤں؟" ہاشم بھائی مسکرائے

"کچھ دنوں تک فرصت سے آؤں گا ہاشم بھائی، فلحال سب چیزیں درست کرنی ہیں "

"تمہارے گھر والوں نے کیا ریکشن دیا؟ "

"مام کا فون آیا تھا، وہ اور ڈیڈ یہیں آ رہے ہیں، میں جانتا ہوں وہ ناراض ہوں گے "

دوسری طرف کچھ دیر کو خاموشی چھا گئی

"صبر رکھنا بیٹا "

"کس لئے؟ "

وہ سمجھا نہیں تھا

"اگر لوگ تمہیں چھوڑ دیں تو یاد رکھنا کہ تم نے اللہ کو پا لیا ہے، اگر لوگ تم سے پیچھے ہٹ جائیں تو یاد رکھنا اللہ نے تمہیں قریب کر لیا ہے "

"لوگ مجھے کیوں چھوڑیں گے؟ "

"میں دعا کرتا ہوں وہ تمہیں نا چھوڑیں "

وہ کچھ حیران ہوا لیکن پھر سر جھٹک دیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم اسلام چھوڑ دو "

ہیزل نے سب سے پہلی بات یہی کہی تھی

"مجھے آپ سے اسی شے کی توقع تھی، اب میں نہیں جانتا آپ کو کس جواب کی توقع ہے لیکن میرا جواب "ناں" ہے "

"تم بے وقوفی کر رہے ہو ایرک "

"میرا نام آدم ہے مام "

وہ پر سکون تھا

"مجھے نا تمہارا یہ نام منظور ہے نا تمہارا مذہب "

"ٹھیک ہے" اس نے سر ہلا دیا پھر کیان کو دیکھا جو صوفے پر بیٹھے خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے "اب آپ کیا کہیں گے ؟ "

"تم اتنے بڑے کب ہوئے کہ اتنے بڑے فیصلے خود سے لے سکو؟ "

"میں نے پہلا فیصلہ سات سال کی عمر میں لیا تھا ڈیڈ، جب آپ میرا اسکول شفٹ کرنا چاہتے تھے اور میں نے منع کر دیا تھا، آپ کو اسی دن جان لینا چاہئے تھا کہ میں اپنے فیصلے خود لے سکتا ہوں "

"یہ فیصلہ بڑا ہے "

"اسی لئے خود لیا "

"تم ہم سے اجازت لے سکتے تھے "

"اس فیصلے پر کسی کی رائے بھی نہیں بنتی تھی، اجازت کیسے لیتا؟ "

اس نے کاندھے اچکائے۔ ہیزل اور کیان نے خاموش نظروں کا تبادلہ کیا پھر کیان آگے کو ہوئے

"تمہیں کسی نے مجبور کیا ہے؟ "

"آپ کو لگتا ہے مجھے کوئی مجبور کر سکتا ہے؟ "

وہ ہنسا

"تم مسلمانوں کے خلاف تھے ایرک "

"اٹس آدم ڈیڈ"...

اس نے نرمی سے ٹوکا

"مذاق سے گریز کرو، یہ سنجیدہ معاملہ ہے "

ان کی آواز سخت ہوئی، پہلی باران تینوں کواندازہ ہوا گفتگو واقعی سنجیدہ تھی، وہ صوفے پر سیدھا ہوا

"ناہی مجھے کسی نے مجبور کیا ہے ناہی میں نے کسی کے دباؤ میں آکر یہ فیصلہ لیا ہے اور ناہی یہ فیصلہ جذباتی ہے، میں اسلام قبول کرچکا ہوں اور یہ سچ ہے "

"تمہیں علم ہے ہمیں اپنی سوسائٹی میں کیا کیا برداشت کرنا پڑے گا؟ "

"آپ دونوں کو علم ہے اگر ہم اسلام قبول نا کریں تو ہمیں آخرت میں کیا کیا برداشت کرنا پڑے گا؟، میں دنیا کا خوف دل سے نکال چکا ہوں، دنیا میرا رب نہیں ہے "

"تم پچھتاؤ گے "

" کبھی نہیں "

"دیکھو ایرک...."ہیزل اس کے ساتھ آکر بیٹھیں، وہ اس بار ضبط کر گیا(آدم !!!)"تم بچے ہو، تم نہیں سمجھ رہے کہ تمہیں کیا کیا برداشت کرنا پڑے گا، یہ

ایک جذباتی اور غلط فیصلہ ہے، تم ایسا کرو میرے ساتھ چلو یا اپنے ڈیڈ کے ساتھ، تم عیسائی ہو، یا پھر یہودی بھی بن سکتے ہو چلو اٹھو "

وہ گویا اٹھنے لگی تھیں جب آدم نے ان کا ہاتھ تھاما

"مام ! میں اسلام قبول کر چکا ہوں، آپ مجھے اب کبھی بھی اپنا مذہب تبدیل کرتے ہوئے نہیں دیکھیں گی لیکن "اس نے گلا کھنکھار کر ان دونوں کو دیکھا" میں اللہ کے دین کی طرف آپ دونوں کو بھی دعوت دیتا ہوں، جس مذہب پر آپ ہیں وہ برحق نہیں ہے، اسلام قبول کر لیں "

پل بھر کو وہاں سناٹا چھا گیا، ہیزل کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکلا، کیان کا چہرہ سرخ پڑا، وہ اسے اسلام سے برگشتہ کر رہے تھے اور یہ لڑکا انہیں ہی اسلام کی دعوت دے رہا تھا، گھامڑ ! !

"ہم تمہاری طرح بیوقوف نہیں ہیں ایرک "

وہ غصے سے کھڑے ہوئے

"میرا نام آدم ہے ڈیڈ، مجھے بار بار ایرک کہہ کر مت بلائیں "

وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا

"تمہیں یہ سکھایا ہے اسلام نے کہ ماں باپ سے بد تمیزی کرو گے؟ "

وہ مشتعل ہوئے

"میں پہلے بھی آپ سے ایسے ہی بات کرتا ہوں "

"تم..." وہ اس کے سامنے آئے "تم اپنا مذہب تبدیل کر رہے ہو اور اسی وقت کر رہے ہو، میں سوسائٹی کی تمسخرانہ نظریں نہیں برداشت کر سکتا "

"آپ نے دنیا کو اپنا خدا بنالیا ہے "

اس نے افسوس سے ان دونوں کو دیکھا جو غصے میں اس کے سامنے ٹھہرے تھے

"مجھے مت سکھاؤ، تم اسی وقت میرے ساتھ چل کر مذہب تبدیل کر رہے ہو "

"میں نہیں کروں گا "

وہ دوٹوک لہجے میں بولا

"پھر ہمیں مجبور مت کرو کہ ہم کوئی سخت فیصلہ لیں "

"کیسا فیصلہ؟"

وہ کیا کرلیں گے ؟ہاں ٹھیک ہے ناراض ہوں گے ،چند دن بات نہیں کریں گے ، ممکن ہے چند سال بات نا کریں لیکن اس سے زیادہ وہ کیا کریں گے ؟

"ہم سمجھ لیں گے کہ تم ہمارے لئے مر چکے ہو ایرک اور یاد رکھو مر جانے والوں سے ساری زندگی ملاقات نہیں ہوتی "

کوئ جو دل کو ٹکڑوں میں کاٹتا ہے ایسے ہی کاٹتا ہو گا

"ڈیڈ "....

اسے صدمہ ہوا

"میں ایسا ہی کروں گا، تمہاری شکل تک نہیں دیکھوں گا، میں ہر ایک انسان کو بتاؤں گا کہ میرا کوئ ایرک نام کا بیٹا نہیں ہے، تم ہمارے لئے اور ہم تمہارے لئے مر جائیں گے "

اتنی سنگدلی؟اتنی بے حسی؟اس نے بے جان ہوتی آنکھوں سے ہیزل کو دیکھا، ویسے ہی تاثرات جیسے کیان کے تھے

"مام "....

"تمہارے ڈیڈ صحیح کہہ رہے ہیں، میں بھی ایسا ہی کروں گی، میرے سارے دوست، فیملی سب جیوز ہیں یا کرسچن، میں کسی مسلمان سے تعلق بناتی ہوں تو صرف کام کی غرض سے، میں اپنے بیٹے کو اسلام قبول کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی "

وہ دونوں ساتھ ٹھہرے تھے، علیحدگی کے پندرہ سال بعد ان میں اتفاق ہوا تو کس بات پر؟

اس نے گہری سانس لی پھر سر جھٹکا

"آپ دونوں کیا چاہتے ہیں؟ "

"ہمارے لئے اسلام چھوڑ دو، عیسائی بن جاؤ"

اور اس لمحے اس نے جانا کہ جب اس نے معطر سے کہا تھا کہ وہ اسلام کو چھوڑ دے تو اس کے دل پر کیا گزری ہو گی، جیسے کوئی روح نکالتا ہے اور واپس ڈال دیتا ہے، جیسے کوئی ارد گرد کا ہر منظر ساکت کر دیتا ہے، جیسے کوئی دنیا سے سارے کانٹے چن کر آپ کے وجود میں اتار دیتا ہے، اس لمحے معطر نے وہی تکلیف محسوس کی ہو گی، اس لمحے وہ بھی وہی تکلیف محسوس کر رہا تھا

"میں ایسا نہیں کر سکتا "

اس کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑا

"تو پھر بھول جاؤ کہ تمہارے کوئی ماں باپ تھے "

بیگ تھامے ہیزل اور جھپٹ کر موبائل اٹھاتے کیان دونوں باہر کی طرف بڑھے جب وہ تیزی سے ان کے سامنے آیا

"آپ دونوں مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے "

"جس خدا کو مانتے ہو وہ تمہارے لئے کافی ہے "

"ماں باپ بھی اسی خدا نے بنائے ہیں، آپ دونوں کیوں مجھے مجبور کر رہے ہیں ؟ "

وہ بے بس ہوا، اذیت، تکلیف ہر شے غالب آ گئ

"مجبور کر رہے ہیں تو مجبور صحیح، فیصلہ تمہارے پاس ہے، اپنے ماں باپ یا اپنا مذہب "

فیصلہ کرنے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی، ایک بار اسلام قبول کر لیا تو موت تک یہیں رہنا تھا

"میں ایسا نہیں کر سکتا، میرے لئے مشکل مت بنائیں "

"تم سوچ لو ایرک، تم سوچ لو "

وہ دونوں آگے بڑھ گئے، وہ وہیں ٹھہرا رہا، ہر تلخی کے باوجود، ہر ٹراما کے باوجود وہ اپنے ماں باپ سے محبت کرتا تھا، تو اگر اسے لگا تھا کہ فیصلہ آسان ہو گا تو اس فیصلے کے بعد کے نتائج مشکل تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ کھولتے اُنہوں نے قدم باہر رکھا تو نظر سیڑھیوں پر گئ، وہ پہلی سیڑھی پر بیٹھا تھا، گھٹنوں پر کہنیاں جما رکھی تھیں، سیاہ جینز پر سفید ٹی شرٹ، سفید جیکٹ ، سفید جوگر، وہ مکمل سفید پہن کر آیا تھا

"تم اندر کیوں نہیں آئے؟ "

برآمدے سے گزرتے وہ سیڑھیوں پر اس کے ساتھ آ بیٹھے، آدم نے رخ موڑ کر اُنہیں دیکھا

"باہر سکون مل رہا تھا "

"سکون چاہئے کیوں؟ "

"سکون کیوں نہیں چاہئے ہوتا؟"

اس نے نظر جھکا کر اپنے سفید جو گر دیکھے

"تمہیں تو مل گیا ہے آدم"

وہ جھکے سر کے ساتھ ہلکا سا مسکرایا

"اچھا لگتا ہے"

"کیا؟"

"یہی نام سننا.... آدم"

"یہ فیصلہ اچانک کیسے لے لیا تم نے؟"

"اچانک نہیں لیا، کئی ماہ ہیں اس کے پیچھے، کئی دن ہیں اس کے پیچھے، کئی سوال، کئی جواب"

"یعنی تم نے آہستہ آہستہ اللہ کو پایا ہے"

وہ خاموشی سے نیچے دیکھتا رہا، سفید جو گر سبز گھاس پر لگے، پھر اس نے سر اٹھا کر اُنہیں دیکھا

"مجھے ڈر لگ رہا ہے"

"کس چیز سے ؟" وہ ٹھٹکے

"اللہ کو کھونے سے "

"آدم "....

" مجھے ڈر لگ رہا ہے ہاشم بھائی، مجھے لگا تھا سب آسان ہو گا، آسان ہی تھا لیکن مام ڈیڈ نے مشکل بنا دیا، وہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام چھوڑ دوں ورنہ وہ مجھے چھوڑ دیں گے "

"تم کمزور پڑ رہے ہو ؟ "

"اللہ کو منتخب کرنے میں نہیں، والدین کو چھوڑنے میں، میں جانتا ہوں میں اپنے ماں باپ کو کھو دوں گا "

وہ کتنے ہی لمحے اسے خاموشی سے دیکھتے رہے اور اُنہیں احساس ہوا وہ لڑکا جو پوری دنیا سے لڑ گیا تھا وہ اپنے ماں باپ کو کھونے سے خوفزدہ تھا

"تم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے واقعات پڑھے ہیں آدم ؟ "

اس نے نفی میں سر ہلایا

"پڑھنا، حضرت عمار بن یاسر کو اسلام لانے کی وجہ سے زدو کوب کیا گیا، ان کے ماں اور باپ کو ان کے سامنے شہید کر دیا گیا، اور اُنہیں کلمہ کفریہ کہنے پر مجبور کیا گیا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے گئے اور بتایا کہ اُنہوں نے کفریہ کلمہ کہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے چہرے سے آنسو صاف کرتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ "وہ دوبارہ کہیں تو تم دوبارہ بھی کفریہ کلمہ بول دینا" کیونکہ ان کے دل میں ایمان تھا زبان سے جو بھی کہہ دیتے کیا فرق پڑتا تھا؟، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ تعالیٰ عنہا، تم تاریخ پڑھو گے تو تم جانو گے کہ صحابہ نے اسلام قبول کیا تھا تو کیا ہوا تھا، انہوں نے کتنی تکلیفیں برداشت کی تھیں، کتنے اپنوں کو کھویا تھا، جانتے ہو میں تمہیں یہ کیوں بتا رہا ہوں؟ "

اس نے خاموشی سے نفی میں سر ہلا دیا، ہاشم بھائی نے گہری سانس لی

"کیونکہ میں چاہتا ہوں تم جان لو کہ جس دین کو تم نے چنا ہے اس میں تم آزمائے جاؤ گے، تمہیں لوگ چھوڑ دیں گے، تمہارے بہت قریبی بھی، دوست

بھی، جس معاشرے میں تم رہتے ہو وہ معاشرہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا، اپنے آپ کو تیار رکھو آدم "

"یہ سب ضروری ہے کیا؟ "

"بنا امتحان کے اپنے دل کی مضبوطی کو کیسے پرکھو گے؟ "

اس نے اپنے ہاتھوں میں تھاما سبز پتا دیکھا

"کچھ بھی ہو جائے لیکن میں اللہ کو کبھی نہیں چھوڑوں گا "

"اللہ بھی تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا "

اس نے رخ سامنے کی طرف موڑ لیا، باغیچہ خزاں کے باعث خشک ہو گیا تھا، کچھ ماہ پہلے اسی باغیچے نے ان سب کی زندگی بدل دی تھی

"میں آپ سے شرمندہ ہوں "

"کس لئے؟ "

"میں سنان کو انصاف نہیں دلا سکا "

اس نے دونوں ہاتھ جیکٹ میں ڈال لئے، چہرے پر تکلیف ابھری

"تم بھی جانتے تھے کہ یہ ناممکن سی بات ہے، اس کا قاتل یہ معاشرہ اور نظام ہے، تم اکیلے اس نظام سے نہیں لڑ سکتے "

"میں نے کوشش کی "

"تمہاری کوشش لکھ لی گئ ہے "

" مجھے زیادہ کوشش کرنی چاہیے تھی، میں سوچتا ہوں اور پچھتاتا ہوں، زندگی کا ایک بڑا حصہ میں نے کہاں خرچ کر دیا، زندگی کا ایک بڑا حصہ کن لوگوں کے پیچھے خرچ کر دیا، آپ لوگ بھی تو ہیں، شروع سے حق پر قائم، شروع سے حق کے لئے لڑنے والے، شروع سے مسلمان، ایسا تو مجھے بھی ہونا چاہئے تھا، میں کہاں کہاں بھٹکتا رہا؟ میں کیوں گمراہ رہا؟ جو حق ہے وہ اتنا عرصہ مجھ سے پوشیدہ کیوں رہا؟ "

"اپنا مقابلہ ہم سے مت کرو، تم ہمارے جیسے نہیں ہو "

وہ رخ موڑے اسے دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا پھر اس نے سر کو خم دیا

"واقعی، آپ سب سے کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں، آپ شروع سے اچھائی پر قائم ہیں، میں شروع سے برائی پر، موازنہ بنتا بھی نہیں ہے، آپ سب مجھ سے بہتر ہیں "

"درحقیقت تم ہم میں سے کئی لوگوں سے بہتر ہو "

اس کے الفاظ زبان پر رہ گئے، وہ کچھ حیرانی سے اُنہیں دیکھنے لگا، ہاشم بھائی نے رخ سامنے کر لیا تھا

"آپ تسلی دینا چاہ رہے ہیں؟ "

"ہاں.... لیکن میں جھوٹ بھی نہیں بول رہا، ہم پیدائشی مسلمان ہیں، ہمیں گویا اسلام وراثت میں ملا تھا، تمہاری طرح ہمیں چن کر ہمیں اسلام کی طرف نہیں لایا گیا، ہم نے اللہ کو تمہاری طرح تلاش کر کے نہیں پہچانا، ہمیں تو شروع سے بتا دیا گیا کہ ہمارا خدا اللہ ہے، تم دیکھو دنیا میں اربوں لوگ ہیں، ان اربوں میں سے بہت چند ہیں جنہیں چنا جاتا ہے، مجھے تم پر رشک آرہا ہے آدم، تمہیں چنا گیا ہے، چن کر لایا گیا ہے، ہم اور تم برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہم تو عام سے ہیں، تمہیں تو خاص کر دیا گیا ہے "

اگر وہ تسلی تھی تو بہترین تھی، اگر دلاسہ تھا تو با کمال تھا، اس کا دل سجدہ شکر میں گرنے کو چاہا، اس کا دل سجدہ شکر میں پڑے رہنے کو چاہا

" میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں لیکن مجھے اب واقعی ڈر لگ رہا ہے، اندھیرے سے روشنی کی طرف آنا معجزے جیسا ہے، روشنی سے واپس اندھیرے کی طرف جانا موت جیسا ہے اور میں مرنا نہیں چاہتا "

"اللہ تمہیں مرنے نہیں دے گا "

وہ کچھ دیر وہیں خاموشی سے بیٹھا رہا پھر تھکی سی سانس لی

"میں سنان کا کیس دوبارہ سے کھلوانا چاہتا ہوں "

"اگر تم پوچھ رہے ہو تو میں تمہیں منع کردوں گا "

"کیوں؟ "

"کیونکہ تم ساری زندگی لڑ کر بھی سنان کو انصاف نہیں دلا سکو گے، یہ جنگ جاری رہے گی اور اختتام پر تم اپنی زندگی بھی کھو دو گے، یہ سب سالوں کا بنایا گیا نظام ہے آدم، تم اکیلے اسے نا ختم کر سکتے ہو نا کر سکو گے، جتنی ذمہ داری تُمہاری تھی تم نے پوری کر دی، جتنی ذمہ داری ہر مسلمان کی ہے وہ اُنہیں پوری کرنے

دو، ہم سب یہ سوچ کر بیٹھ گئے ہیں کہ اس نظام سے ہم نہیں لڑ سکتے، کافی حد صحیح بھی ہیں لیکن ہم سب ایک کام کر سکتے ہیں، ہم میں سے ہر مسلمان اپنے دین کو دنیا کے سامنے اپنے عمل کی صورت پیش کرتا ہے، جب تم مسلمان ہو تو دنیا کو بتاؤ کہ تمہارا دین کتنا خوبصورت ہے، تم اپنا عمل درست کرو اور دنیا کو سوچنے دو کہ جس دین کے ماننے والے اتنے اچھے ہیں وہ دین برا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم اس نظام کو ختم نہیں کر سکتے لیکن ہم مغرب کے لوگوں کا اسلام سے متعلق تصور ضرور تبدیل کر سکتے ہیں، صاحب اقتدار مسلمانوں کو صاحب اقتدار اور ہم عام مسلمانوں کو عام غیر مسلموں کو اپنے عمل اور قول سے بتانا چاہئے کہ ہم جس دین کو مانتے ہیں وہ ہمارے عمل سے زیادہ خوبصورت ہے "

"میں یہ کوشش کروں گا لیکن میں مسلمانوں کے سامنے یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہوں کہ سنان کو انصاف مل سکتا ہے "

"تم نے جو کیا وہ کافی تھا، تم نے کم از کم یہ بتانے کی کوشش تو کی کہ اسلاموفوبیا کیسے اس معاشرے کو خراب کر رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ مسلمان بہت اچھے ہیں، ظاہر ہے ہم میں بھی بہت سی برائیاں ہیں، ہم گنہگار بھی ہیں، ہم میں

قاتل بھی ہیں، ہم میں ریپیسٹ بھی ہیں، ہاں دہشت گرد بھی ہیں لیکن ہم ویسے نہیں ہیں جیسا مغرب ہمیں بنا کر پیش کرتا ہے، اتنے برے تو نہیں ہیں ہم "

"تو یعنی سنان کی داستان یہیں تک تھی؟ میں مزید اس کے لئے کچھ نا کروں؟ "

"اس کی داستاں یہی تک تھی، وہ اپنا کام کر گیا ہے اب یہ تمہاری کہانی ہے تم اپنا کام کرو "

وہ اُنہیں دیکھتا رہا پھر گویا ہار کر سر جھٹکا

"سنان کو میں نہیں بچا سکا لیکن کوئی اور ہے جسے بچانے کی کوشش کر سکتا ہوں، اگر وہ بے قصور ہے تو "

"کون؟ "

"حامد رئیسی.... "وہ اٹھا پھر انہیں دیکھا "اس کا ایڈریس مجھے سینڈ کر دیجئے گا، میں چلتا ہوں اب، مام سے ملنا تھا، دعا کریں یا تو میں اُنہیں منا لوں یا انہیں کھو نا دوں "

وہ دھیمے سے کہتا آہستہ قدموں سے باہر کی طرف بڑھ گیا، ہاشم بن عبداللہ کی نظر اس کی چھوڑی گئی جگہ پر گئی

اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کتنا خاص کر دیا گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تو یعنی آپ مجھے واقعی میں چھوڑ کر جا رہی ہیں؟"

ہیزل بے ساختہ پلٹیں، وہ پیچھے ٹھہرا تھا، چہرے پر دکھ اور اذیت تھی

"میں نے تمہیں آپشن دیا تھا"

"آپ اس آپشن میں مجھے موت اور صرف موت کا انتخاب کرنے کا کہہ رہی ہیں"

"میں تمہیں تمہاری ماں کو چننے کا موقع دے رہی ہوں"

"آپ مجھے اللہ کو چھوڑنے کا کہہ رہی ہیں"

وہ دو قدم چل کر ان کے سامنے آیا، ان کا سامان ساتھ رکھا تھا

"تم نے غلط کیا ہے ایرک"

وہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ آدم ہے لیکن وہ اس بار یہ نہیں کہہ سکا

"مسلمان برے نہیں ہوتے مام"

"ہیں، تم بھی ان کے جیسے بن جاؤ گے، یہ لوگ ظالم ہیں، تم ان کو چھوڑ دو ایرک، ابھی بھی وقت ہے "

وہ اس کے سامنے ٹھہری تھیں

"میں یہ نہیں کر سکتا "

"تم مجھے تنہا چھوڑ دو گے ؟، کیان کے پاس اس کی بیٹی ہے، میرے پاس صرف تم تھے ایرک، میری تو کوئ اولاد بھی نہیں ہوئ، اپنے ماں کو اکیلا کر دو گے ؟ "

ان کا لہجہ بھرا گیا، آدم کے اندر تک اذیت ابھری، یہ اتنا مشکل کیوں ہو گیا تھا؟

"مجھے امو شنل مت کریں "

"تم سوچو ایرک، میں کیسے تمہارا مذہب قبول کر لوں؟ میری ایک پہچان ہے سوسائٹی میں، میں مسلمانوں کے خلاف کھلے عام بولتی ہوں میں کیسے لوگوں کو جا کر بتاؤں گی کہ میرا بیٹا مسلمان بن گیا ہے؟ تم نے مجھے مشکل میں ڈال دیا ہے "

"آپ یہیں رہ جائیں "

ماں کو کھونا کتنا ازیت ناک تھا

"تم میرے لئے جو نہیں کر رہے وہ میں تمہارے لئے کیوں کروں ؟ "

"میرے لئے مشکل مت بنائیں مام "

وہ بے بس ہوا ء ہیزل کچھ لمحے اسے دیکھتی رہیں پھر زکام زدہ سانس اندر اتاری

"میں یہ آخری بار کہہ رہی ہوں ایرک مجھے چن لو یا اپنے نئے دین کو، آخری بار "

ان کا لہجہ دو ٹوک تھا۔ آنکھوں میں سختی تھی، وہ کئی لمحے اُنہیں دیکھتا رہا، تو آزمائش آغاز میں ہی سامنے آ ٹھہری تھی، اگر وہ اس مقام پر پھسل گیا تو سب کھو دے گا، اس ایک مقام پر چوک گیا تو سفر پہلے ہی پڑاؤ پر واپسی کی طرف مڑ جائے گا، واپس جہاں اندھیرا تھا واپس جہاں گمراہی تھی، اس نے دل کو مضبوط کیا، کچھ کھونے کے لئے خود کو تیار کر لیا

"میں اللہ کو چنتا ہوں "....

ہیزل کی آنکھوں میں کچھ بہت زور سے ٹوٹا پھر اُنھوں نے سر کو خم دیا، سیاہ گلاسسز آنکھوں پر لگائیں

"تم نے اپنی مام کو کھو دیا ہے "

وہ بیگ اٹھاتی پلٹنے لگیں جب پیچھے سے اس کی آواز ابھری

"مام! مت جائیں پلیز، مجھے چھوڑ کر مت جائیں "

اس کی آواز نم تھی، نم آواز میں درد تھا، ٹوٹا بکھرا لہجہ، ہیزل کی گرفت بیگ پر مضبوط ہوئ، وہ ایک قدم آگے بڑھیں پھر رکیں، پھر دل کو مضبوط کیا

"جس دن اسلام کو چھوڑ دو گے اس دن میں واپس آجاؤں گی ایرک "

وہ بیگ گھسیٹتی ایئرپورٹ کی طرف بڑھ گئیں، وہ وہیں ٹھہرا رہا، اس نے تصحیح نہیں کی کہ وہ اب آدم تھا، اسے اب آدم ہی رہنا تھا، اس نے ایرک کو ہیزل کے ساتھ جانے دیا اس نے آدم کو یہیں رہنے دیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور وہ صرف ہیزل نہیں تھیں جس نے اسے چھوڑا تھا، کیان نے بھی اس سے لا تعلقی کر لی، وہ ان کے گھر گیا تو دروازے پر نازلی ملیں

"ایرک "

"نازلی آنٹی ڈیڈ گھر پر ہیں؟ مجھے ان سے ملنا ہے "

"وہ آفس ہیں، کیس تھا آج کوئ "

سینے پر بازو باندھے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا

"میں رات میں آجاؤں گا "

وہ پلٹنے لگا

"یہاں مت آنا "

"آپ مجھے میرے باپ کے گھر آنے سے نہیں روک سکتیں "

اس کے چہرے پر سختی ابھری

"کیان تم سے سارے تعلق توڑ چکا ہے "

"وہ صرف غصے میں ہیں "

"اس نے اپنی سوسائٹی میں سب سے کہہ دیا ہے کہ اس کا ایرک نام کا کوئی بیٹا نہیں ہے "

اس کے دل کو دھچکا لگا

"جھوٹ مت بولیں "

"اوہ مائے بوائے، میں کیوں جھوٹ بولوں گی ایرک ؟۔۔"وہ رکیں "سوری اب تو تم آدم ہو، تم چاہو تو کسی سے بھی پوچھ لو "

اسے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی اسے معلوم تھا اُنہوں نے یہی کیا ہو گا، بنا کچھ کہے وہ سرخ چہرے سے پلٹنے لگا جب سوزی پر نظر پڑی، وہ بیگ اٹھائے گاڑی سے نکلتی اسی طرف آ رہی تھی جب اسے وہاں دیکھ کر رکی

"سوزی...." کیسی ہو؟" وہ مسکرایا

"ٹھیک ہوں "

"میں تمہیں لینے آیا تھا، شاپنگ پر چلو گی؟ "

"مجھے نہیں جانا "

"سوچ لو، میرے پاس ایک اچھی خبر ہے تو میرا دل اور والٹ دونوں فراخدلی کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں "

"میں نہیں جاؤں گی "

"تم۔۔۔ "

" ڈیڈ نے تم سے ملنے سے منع کیا ہے، آئندہ یہاں مت آنا "

وہ رکھائی سے کہتی اس کی دائیں طرف سے ہوتی گزر گئی، اور آدم کیان کا دل کئی حصوں میں بٹا، کتنے ہی لمحے وہ وہیں ساکت ٹھہرا رہا، پیچھے دروازہ بند ہونے کی

آواز آئی پھر بھی وہ وہیں ٹھہرا رہا، چونکا تب جب کیان کی گاڑی پورچ میں رکی پھر وہ گاڑی سے اترے، لمحہ بھر کو اسے دیکھا پھر اس کے قریب سے گزرنے لگے تو وہ ان کے سامنے آیا

"آپ مجھے نظر انداز کر رہے ہیں؟ "

"میں تم سے لاتعلقی اختیار کر رہا ہوں "

"آپ لوگ اتنے سنگدل کیوں ہو گئے ہیں ڈیڈ؟ "

"اسلام چھوڑ دو ہم رحمدل بن جائیں گے "

"میں یہ نہیں کروں گا "

دوٹوک لہجہ، اس کا دل ٹوٹا تھا لیکن ٹوٹے دل کی سلامتی کے لئے وہ اسلام نہیں چھوڑ سکتا تھا

"بہتر...." وہ پیچھے ہوئے، اسے دیکھا پھر گیٹ کیپر کو "یہ چلا جائے تو دروازہ بند کر دینا "

اور وہ اندر کی طرف چلے گئے، آدم وہیں ٹھہرا رہا، وہ اُنہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ آج خوش تھا، وہ یہ خوشی اپنی فیملی کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا، اسے بی بی سی میں جاب آفر ہوئی تھی، اس کا خواب پورا ہو رہا تھا

لیکن روئے زمین پر اب اس کا کوئی اپنا باقی نہیں رہا تھا جس سے وہ خوشی بانٹتا، اس نے رائن کو پچھلے ایک ہفتے میں تین بار کال کی تھی

"بزی ہوں "

"ابھی زرا باہر ہوں بعد میں بات کروں گا "

تیسری مرتبہ اس نے اٹھائی نہیں، چوتھی مرتبہ ملانے کی بجائے اس نے رائن کا نمبر ڈلیٹ کر دیا، اس کا حلقہ احباب وسیع تھا، آدھی یونیورسٹی اسے جانتی تھی، آدھی یونیورسٹی اس کی دوست تھی اور اب اس کے پاس ایک بھی دوست نہیں بچا تھا، سر اٹھا کر اس نے آسمان کو دیکھا

وہ ہر اس انسان کو کھو چکا تھا جو اسے عزیز تھا

معطر، ہیزل، کیان، سوزی، رائن، اور کیا باقی رہا تھا اب جسے وہ کھو دیتا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی، لفٹ خراب تھی ورنہ وہ یوں سیڑھیاں چڑھنے کی زحمت نا کرتا، علاقہ بدبودار سا تھا، ارد گرد شور اور چنگھاڑتی آوازیں، ان سب سے بے نیاز وہ جینز پر سیاہ شرٹ پہنے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے ایک فلیٹ کے سامنے ٹھہرتا دوسرے ہاتھ سے اب دروازہ بجا رہا تھا، ایک دستک، دو، پھر تیسری سے پہلے دروازہ کھلا اور سیاہ جینز پر ڈھیلی سی ٹی شرٹ پہنے لڑکا نظر آیا، اس کے منہ میں برش تھا جو اسے دیکھ کر نیچے گرا پھر جھاگ سے بھرا منہ کھلا، آدم نے بدقت خود کو کچھ کہنے سے روکا

"اندر آ سکتا ہوں؟ "

اسے جیسے ہوش آیا، اپنے حلیے کو دیکھا پھر شرمندگی سے اسے

"جی۔ جی آجائیں "

وہ برش اٹھاتا پیچھے کو ہوا، آدم جیبوں میں ہاتھ ڈالے اندر آیا

"جا کر حلیہ درست پہلے پھر واپس آؤ، ہمیں بات کرنی ہے "

وہ فلیٹ کو دیکھتا کہہ رہا تھا، وہ شاید لاؤنج تھا جہاں نام کا بھی فرنیچر نہیں پڑا تھا

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ "

وہ صاف بوکھلایا ہوا لگ رہا تھا

"تمہارے ساتھ ناشتہ کرنے سے تو رہا، جس طرح فلیٹ کی حالت ہے لگ رہا ہے تم خود صدیوں سے فاقہ کشی کر رہے ہو" بے نیازی سے تبصرہ کرتے اسے دیکھا، آنکھوں میں ناگواری ابھری"... براہِ مہربانی پہلے جا کر دانت صاف کرو "

بس برداشت یہیں تک تھی، وہ اس کی بات سن کر مزید شرمندہ ہوا، جلدی سے سر ہلاتے اندر گیا، منہ دھویا، شرٹ بدلی اور جب واپس آیا تو مہمان اپنے لئے ایک کرسی ڈھونڈ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہیں بیٹھ چکا تھا، ایک کرسی سامنے بھی رکھی تھی

"بیٹھو "....

اسے اشارہ کیا تو وہ چلتے ہوئے اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھا

"آپ کو میرا ایڈریس کیسے معلوم ہوا؟ "

دھلے دھلائے چہرے، کچھ سنجیدہ نظر آتا، خوش شکل سا قدرے سیاہی مائل رنگت والا حامد رئیسی

"تم ڈائریکٹ دوسرا سوال پوچھو تو بہتر ہو گا، میں تمہارے فلیٹ پر کیا کرنے آیا ہوں، بلکہ تمہارے دوست کے فلیٹ پر "

"جواب بھی دے دیں اب "

وہ کچھ مرعوب لگ رہا تھا لیکن خود کو سنجیدہ ظاہر کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا

"میرے پاس آج کل سوال بہت ہیں، ایک سوال تم سے بھی پوچھنے آیا ہوں" ....ٹانگ سیدھی کرتے وہ ہلکا سا جھکا "الارا کو تم نے قتل کیا تھا یا نہیں؟ "

حامد کے چہرے پر سایہ لہرایا، کوئی دکھ، کوئی چھپی اذیت پھر اس نے سر جھٹکا

"آپ میرا میڈیا ٹرائل کرنا چاہتے ہیں؟ "

"ایسا ہوتا تو میں کیمرہ ساتھ لے کر آتا "

"آپ کا کیا بھروسہ، میڈیا والے۔۔۔ "

"میں یہاں اینکر پرسن آدم کیان بن کر نہیں ایک مسلمان بن کر آیا ہوں جو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی مدد کرنا چاہتا ہے "

وہ اب کے کچھ نرمی سے بولا تو حامد کے کاندھے ڈھیلے پڑے، وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

"میں نے اس کا قتل نہیں کیا "

"کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس؟ "

"ثبوت ہوتا تو میں یہاں ہوتا؟ "

وہ تلخ ہوا

"تمہیں بتایا نہیں گیا کہ عدم ثبوت کی موجودگی کی بنا پر تم پر سے کیس خارج کر دیا گیا ہے؟ "

"جانتا ہوں "

"پھر تم واپس کیوں نہیں جا رہے؟ تم پر سے ٹریول بین ہٹا دیا گیا ہے، لاسٹ سیمسٹر تم پورا کر چکے ہو، جاب یہاں تم کر نہیں رہے، پھر یہاں رہنے کی وجہ؟ "

" میں یہاں سے تب تک نہیں جاؤں گا جب تک الارا کے قاتل نہیں پکڑے جاتے "

"تمہارا روشن مستقبل ہے یہاں خود کو برباد کرنا بے سود ہوگا، الارا کے ڈیڈ ایک طاقتور انسان ہیں اور وہ۔۔۔۔ "

"سوتیلے ڈیڈ "...

وہ رکا پھر ابرو اچکائے

"سوتیلے ؟ "

"وہ اس کا سگا باپ نہیں تھا "

اوہ! وہ ایک بار پھر سے پیچھے کو ہوا

"میں نہیں جانتا تھا "

"اکثر نہیں جانتے تھے "

وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

"محبت کرتے تھے اس سے ؟ "

کرسی پر بیٹھا حامد کچھ دیر خاموش رہا، چہرے پر دکھ ابھرا

"ہم شادی کرنے والے تھے، اس کی ڈگری کمپلیٹ ہو جاتی تو وہ اسلام قبول کر لیتی، اسے معلوم تھا پڑھائی پوری ہونے سے پہلے اس کا باپ اسلام قبول

کرنے پر اس کے ساتھ کیا کرتا، وہ خوفزدہ تھی، ہم نے طے کیا تھا کہ شادی کے بعد ہم قطر چلے جائیں گے، ہم نے بہت خواب دیکھے تھے، وہ اپنے ساتھ ساتھ میرے خواب بھی لے گئی ہے "

"مووآن کرلو "

وہ کسے مشورہ دے رہا تھا؟ کس منہ سے دے رہا تھا؟ خود کا دل کسی کو دن رات یاد کرتا تھا اور کسی دوسرے کو مووآن کا سبق پڑھا رہا تھا

"آسان نہیں ہے "

" سمجھ سکتا ہوں "

رخ موڑ کر اس نے اس دروازے کو دیکھا جہاں سے حامد باہر آیا تھا

"تمہارا دوست کہاں ہے؟ "

"وہ دوسرے شہر گیا ہے "

آدم نے سر کو خم دیا پھر جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اٹھا اور لاؤنج میں لگی واحد شیشے کی کھڑکی تک آیا

"سنان کو جانتے ہو تم؟ "

"میں اس کے ساتھ کام کرتا تھا "

وہ کچھ دیر خاموشی سے باہر دیکھتا رہا پھر حامد کو اس کی آواز سنائی دی

"الارا کے قاتل کون ہیں ؟ "

"وہی پتا لگانے کی کوشش کر رہا ہوں "

"تم نے میرا سوال نہیں سنا، میں نے پوچھا الارا کے قاتل کون ہیں ؟ الارا کا قاتل نہیں، میں جمع کا صیغہ استعمال کر رہا ہوں "

حامد ٹھٹکا

"مجھے کیسے علم ہوگا؟ "

"پھر تم نے یہ کہنے کی بجائے کہ جب تک الارا کا قتل گرفتار نہیں ہوتا یہ کیوں کہا کہ الارا کے قاتل گرفتار نہیں ہوتے ؟ "

"میں صرف ایک ۔۔ایک مفروضے کی بنا پر کہہ رہا تھا، ممکن ہے اس کا قاتل ایک شخص نا ہو، میں خود بھی پتا لگانے کی کوشش کر رہا ہوں "

آدم پلٹا، اس کا چہرہ اب سنجیدہ تھا، سنجیدگی کے علاوہ کچھ تھا جسے دیکھ کر حامد نے تھوک نگلا

"اور تم چاہتے ہو میں یقین کر لوں کہ تم پتا لگانے کی کوشش کر رہے ہو؟ "

"میں واقعی پتا لگانے کی کوشش کر رہا ہوں "

"تم پتا لگانے کی کوشش نہیں کر رہے حامد" وہ چلتے ہوئے اس کے سامنے رکھی کرسی تک آیا، دونوں بازوں کرسی کی پشت پر رکھے "تم جانتے ہو کہ اس کے قاتل کون ہیں "

پل بھر کو وہاں سناٹا چھا گیا، حامد کا چہرہ فق ہوا، آدم اسی طرح سپاٹ تاثرات سے اسے دیکھتا رہا

"میں نہیں جانتا "

"نا ہی میں شکل سے بیوقوف نظر آتا ہوں اور نا ہی میں بیوقوف ہوں، تمہیں لگتا ہے کہ میں اس بات پر یقین کر لوں گا کہ اس چھوٹے سے ڈربے نما فلیٹ میں جہاں بنیادی ضروریات کا سامان تک نہیں ہے، پچھلے چار ماہ سے تم خاموشی سے بیٹھ کر الارا کے قاتلوں کی گرفتاری کا انتظار کر رہے ہو؟ حالانکہ اس سے پہلے تم جس ہاسٹل میں رہتے تھے وہ بہتر حالت میں تھا "

"مجھے۔۔۔اسکالرشپ ملی تھی، وہ ختم ہو گئی، وہاں کیسے رہتا؟"اس کا لہجہ لڑکھڑا گیا

"دیٹس دا پوائنٹ، تمہاری اسکالرشپ ختم ہو چکی ہے، جاب تم کر نہیں رہے، پھر وہ کیا ہے جو تم کر رہے ہو؟ "

"میں صر۔ "...

وہ بنا اسے بولنے کا موقع دیئے اس کی بات کاٹ گیا"تمہارے جس کمرے سے میں یہ کرسیاں لے کر آیا ہوں وہاں کئی تصاویر لگی ہیں، کمرے کے باہر تالا ہے، یقیناََ تم رات تک وہیں کام کرتے ہو پھر صبح بھی وہیں ہوتے ہو، کیونکہ پورے فلیٹ میں لائٹ کا انتظام بھی صرف اسی کمرے میں کیا گیا ہے، لیکن کیونکہ میں صبح صبح یہاں آیا ہوں تو جلدی جلدی میں تم اس کمرے کو تالا نہیں لگا سکے، وہ تصاویر کس کی ہیں؟ "

وہ اب درشت لہجے میں پوچھ رہا تھا

"وہ میرے دوست۔۔۔ "

"ان میں سے ایک میئر کا بیٹا ہے، اتنے اونچے لوگوں سے تمہاری دوستی نہیں ہے "

اب کے وہ کئی لمحے چپ رہا، خاموشی سے آدم کو گھورتا رہا پھر اس کا چہرہ سپاٹ ہوا

"میں ان تینوں کو قتل کرنے والا ہوں "

آدم نے گہری سانس لی پھر کرسی چھوڑتا اس کے سامنے آبیٹھا

"الارا کے کیس سے تعلق ہے ان کا؟ "

"ان تینوں نے مل کر اسے قتل کیا ہے "

"تمہیں کیسے معلوم؟ "

"یہ اس کے یونیورسٹی فیلو تھے، جیس، براؤن اور رونن، کافی وقت سے اسے تنگ کر رہے تھے، براؤن نے الارا کو پرپوز بھی کیا تھا لیکن اس نے منع کر دیا، اس کے بعد یہ اسے تنگ کرنے لگا، ہماری آخری بار ملاقات ہوئی تو وہ بہت پریشان تھی، میں اس رات اس کے فلیٹ گیا تھا، اس رات ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم کورٹ میرج کر لیں گے، لیکن اگلے ہی دن۔۔۔ "

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی، چہرے پر اذیت ابھری

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ الارا کا قتل ان تینوں نے کیا تھا؟ "

"میں واپس ہاسٹل آیا تو اس کی کال آئی، اس نے مجھے خود بتایا تھا کہ یہ تینوں اس کے اپارٹمنٹ کے باہر ٹھہرے ہیں، میں جب تک اپارٹمنٹ پہنچا الارا وہاں نہیں تھی، میں نے اسے پورے شہر میں ڈھونڈا، ہر جگہ، ہر گلی میں، تم یہ کیفیت سمجھ سکتے ہو آدم جب کوئی آپ کو دل سے پیارا انسان مر رہا ہو اور آپ جانتے ہوں کہ وہ مر رہا ہے لیکن آپ اسے بچا نا سکتے ہوں، یہ کیفیت سمجھ سکتے ہو؟ "

اس کے گلے میں گلٹی ابھری، برستی بارش، سرخ خون، سفید لباس والی لڑکی، اس کی بے جان ہوتی آنکھیں، کئی منظر ذہن میں ابھرے، وہ سامنے بیٹھے لڑکے کی کیفیت سمجھ سکتا تھا

"تم نے پولیس کو کیوں نہیں بتایا؟ "

"بتایا تھا، میں سب سے پہلے اس کے ڈیڈ کے پاس گیا تھا، انہیں الارا کی کال کا بتایا، ان لڑکوں کا بتایا، اس کے باپ نے ہی پولیس بلوا کر مجھے گرفتار کروایا تھا، کیونکہ وہ اپنے تعلقات اپنے اونچے دوستوں سے خراب نہیں کرنا چاہتا تھا "

آدم یکدم سیدھا ہوا، معاملہ کسی اور طرف جا رہا تھا

"پولیس الارا کی تمہیں کی گی کال کے بارے میں جانتی تھی؟ "

"ہاں "

وہ ٹھٹکا اور بری طرح ٹھٹکا

"ریپ کی تصدیق کے لئے تمہارے خون کا فرانزک ٹیسٹ کیا گیا تھا؟ "

"ہاں۔۔۔۔ "

"الارا کا؟ "

"ہاں "

"رپورٹ کیا آئ تھی؟ "

"نیگیٹو "....

وہ کراہ کر پیچھے کو ہوا پھر آنکھیں میچتے دونوں ہاتھوں کو گردن پر رکھا

"لعنت ہو "

"کیا ہوا؟ "

آدم نے جواب نہیں دیا، وہ جیسے ایک بار پھر بے یقینی کی تہہ میں اترا تھا، تو یہ سب پلینڈ تھا، شروع سے، الارا کا قتل جیسے ان سب کو ایک بہانہ دے گیا تھا، یہ سب کسی میئر کی اولاد کو بچانے کے لئے نہیں گیا تھا، حامد کی گرفتاری الارا کے باپ کی اپنے تعلقات بچانے کی کوشش تھی لیکن آگے کا سب پلینڈ تھا، الزام حامد پر لگا کر اسلاموفوبیا کی مہم، ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کا نام ان سب میں لانا، ٹرسٹ پر حملہ، سنان کی موت، یہ سب شروع سے طے کیا گیا تھا، الارا کا قتل نا ہوتا تو بھی وہ کسی نا کسی طریقے سے یہ سب کر لیتے لیکن الارا گریس کے کیس نے جیسے اوپر والوں کو وہ طریقہ دے دیا جس سے وہ ہاشم بن عبداللہ اور سنان سعدی کا کام ختم کر سکتے

"آدم۔۔۔۔"

اس نے ضبط بھری آنکھیں اٹھا کر حامد کو دیکھا جو ناسمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا پھر سر جھٹکا، اب کیا فرق پڑتا تھا

"کاش تمہیں تھوڑا بہت قانون کا علم ہوتا خیر، اب کیا کرو گے؟"

"وہی جو بتایا ہے، میں ان تینوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا، آپ پولیس کو جا کر

سب بتادیں، مجھے پرواہ نہیں "

وہ سپاٹ لگ رہا تھا، آدم نے ایک بار پھر سر جھٹکا، یہ صرف ایک قتل میں الجھا تھا

اور یہاں بات کہاں تک پہنچ گئ تھی

"میں پولیس کو نہیں بتاؤں گا لیکن میں کسی اور کو۔بتاؤں گا "

"کسے؟" وہ چونکا

"تمہارے ماں باپ کو "

"ہرگز نہیں "....

وہ تیزی سے سیدھا ہوا

"اب کیوں فکر ہو رہی ہے؟ان تینوں کو مارنے کے بعد ویسے بھی تم نے خبروں

میں آنا ہے تو اُنہیں پہلے پتا چلنے دو تا کہ وہ خود کو تیار کر سکیں" وہ جس دقت سے

بول رہا تھا وہی جانتا تھا، سر جیسے درد سے پھٹنے کو ہوا، وہ الارا کو انصاف دلانے کے

لئے ہر احتجاج میں شریک ہوا تھا، کالمز تک لکھے تھے، مسلمانوں کے خلاف بولا تھا

،اسی کیس کی وجہ سے معطر کو موت کی طرف جانا پڑا تھااور وہ سب جھوٹ تھا، سازش؟

"میرے ماں باپ کو ان سب میں مت لائیں "

وہ سیخ پا ہوا

"ٹھیک ہے میں پھر کسی اور کو بیچ میں لاتا ہوں، تمہارے اس عمل کا انجام جانتے ہو کس کس کو بھگتنا پڑے گا؟" وہ کرسی سے ایک بار پھر اٹھا" برطانیہ میں مقیم ہر مسلمان کو، تم جب ان سب کو قتل کرو گے تو یہ سوچنا چھوڑ دو کہ تم بچ جاؤ گے، تمہاری گرفتاری پر یہ نہیں کہا جائے گا کہ حامد رئیسی نے قتل کیا ہے، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ مسلمان حامد رئیسی نے کیا ہے،ایک بار پھر سے بات مسلمانوں پر چلی جائے گی،ایک بار پھر سے مظاہرے شروع ہو جائیں گے،ایک بار پھر مسلمان تمہاری وجہ سے مشکل میں پڑ جائیں گے،اور یقین کرو اس بار یہ سب زیادہ شدید ہو گا، جن لوگوں کو تم مارنے کا سوچ رہے ہو وہ ہائی پروفائل لوگ ہیں ، بات بہت زیادہ بڑھے گی اور تمہاری سوچ سے زیادہ بڑھے گی، تو طے کر لو حامد کہ کیا تم ایک بار پھر کسی سنان سعدی کے قتل کی وجہ بننا چاہتے ہو یا نہیں؟ "

وہ اس کی کرسی کے سامنے چلتا کہہ رہا تھا، حامد کا چہرہ فق ہوا، کئی لمحے وہ آدم کو دیکھتا رہا پھر اس نے سر جھکا کر دونوں ہاتھوں میں چہرہ رکھا

"میں اسے انصاف دلانا چاہتا ہوں "

"یہ صحیح طریقہ نہیں ہے، میں اس معاملے کو پرسنلی دیکھوں گا لیکن اب میں تمہیں اپنے غصے اور انتقام کے لئے ایک بار پھر مسلمانوں کے خلاف اسلاموفوبیا کا شکار لوگوں کو محاذ کھولنے کا موقع نہیں دوں گا، اپنے عمل سے پہلے یاد رکھنا کہ تم کس تباہی کا آغاز کرنا چاہتے ہو "

اسے احساس ہوا شاید وہ لڑکا رو رہا تھا، آدم کو اس پر ترس آیا، وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا

"وہ تمہارے نصیب میں نہیں تھی صبر کر لو "

"یہ دنیا طاقتور لوگوں کی کیوں ہے؟ ہم جیسے مظلوم کہاں جائیں؟ "

سر اٹھاتے اس نے کہنی سے آنسو صاف کئے

"یہاں ہر شخص خود سے کمزور لوگوں کے لئے ظالم ہے حامد، کوئی دودھ کا دھلا نہیں ہے "

اگلے کئی لمحے وہ دونوں خاموش رہے

"میں واپس چلا جاؤں گا لیکن آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ الارا کے قاتلوں کو سزا دلوائیں گے "

"میں پوری کوشش کروں گا" اس نے سر کو خم دیا پھر اٹھا "اسے بھول جاؤ، یہ مقدر تھا اور یہ طے تھا "

وہ موبائل نکالتا باہر جا رہا تھا جب پیچھے سے حامد کی آواز ابھری

"آپ نے کسی سے محبت کی ہوتی تو یہ نا کہتے "

وہ رک گیا، گلے میں کچھ اٹکا

"تمہیں لگتا ہے مجھے محبت نہیں ہوئی؟ "

"ہوتی تو اتنی آسانی سے یہ نا کہتے "

"آسانی سے نہیں کہا، ہمت سے کہا ہے "

"آپ نہیں سمجھ سکتے "

"ہاں، میں نہیں سمجھ سکتا" اس نے رک کر گہری سانس لی "کیونکہ مجھے جو ہوئی وہ محبت سے زیادہ تھی، میں تو مروں گا بھی تو اس کا خیال ساتھ لے کر مروں گا "

وہ آہستہ سے کہتے باہر کی طرف بڑھ گیا، حامد وہیں بیٹھا رہا اس کی آنکھیں سرخ تھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگر وہ کہتا تھا کہ وہ الارا کو انصاف دلانے کی کوشش کرے گا تو وہ سچ کہتا تھا، اس نے اپنے شو میں ایک بار پھر اس معاملے کو اٹھایا، فرانزک رپورٹ، الارا کی حامد کو کی جانے والی کال، اس کے دوستوں سے رابطہ کر کے براؤن کے خلاف گواہیاں سب کچھ اکٹھا کر کے اس نے اپنے شو میں چلوا دیا،

اوراس کے بارے میں مشہور تھا کہ جس انسان کا ذکر آدم کیان اپنے شو میں کردے اسے مشہور یا بدنام ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا

سوالارا گریس کا کیس ایک بار پھر سرخیوں میں آگیا، لیکن اس بار حامد رئیسی کی بجائے براؤن، رونن اور جیس کو گرفتار کیا گیا، ان کی ماضی کی کال ریکارڈنگز نکلوائی گئیں، یونیورسٹی کیمراز چیک کئے گئے جہاں وہ کئی بار الارا سے ملتے اور اسے تنگ کرتے نظر آرہے تھے، ہر معاملے میں بہادری کا مظاہرہ کرنے والی الارا کے متعلق کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس طرح کسی لڑکے کے ہاتھوں ذہنی اذیت کا شکار تھی، وہ براؤن سے لڑنے اور اسے جواب دینے سے خوفزدہ نہیں تھی وہ اپنے باپ کے ردعمل سے خوفزدہ تھی جس کی براؤن کے باپ سے بہت گہری دوستی تھی

اس بار نا یہ دوستی کام آئی نا براؤن کے باپ کے تعلقات، وہ برطانیہ تھا، لاکھ برائیاں صحیح لیکن وہاں انصاف ٹکوں کے عوض سرعام نہیں بکتا تھا، سو براؤن کو گرفتار کرلیا گیا وہ اقبال جرم کرنے کو تیار نہیں تھا لیکن اس کے دوست نے سب بتادیا

الارا کو اپنے اپارٹمنٹ سے ان تینوں نے حامد کا حوالہ دے کر نیچے بلایا تھا، اسے اغوا کرنے والے بھی وہی تین تھے، زیادتی اور قتل میں صرف براؤن ملوث تھا اس کا اقبال جرم پھانسی کا پھندا بن کر ان تینوں کے گلے پر پڑا اور ان سب کا کریڈٹ اگر کسی کو جاتا تھا تو وہ آدم کیان تھا، ایک بار پھر اسے کئی شکریہ کے میسجز موصول ہوئے، ایک بار پھر اسے سراہا گیا،، وہ دن بدن پہلے سے زیادہ مقبول ہوتا جا رہا تھا، نا صرف برطانیہ بلکہ پوری دنیا میں، اور ایک وہ تھا جسے اب اس شہرت کی نا چاہ رہی تھی نا ضرورت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زندگی بدل گئی تھی، ان سب میں ایک نئی چیز شامل ہو گئی، وہ مسجد جانے لگا، پھر سینٹر، وہ قرآن سیکھ رہا تھا، قرآن پڑھ رہا تھا، نماز سیکھ کر پڑھ رہا تھا، اسلام کے احکام، پابندیاں، نرمی کے احکام، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کے واقعات، عقائد

فہد بھائی نے اس پر ایک دم سے بوجھ ڈالنے کی بجائے آہستہ آہستہ اسے سب چیزیں سکھائی تھیں، وہ اسے یکدم ہی اسلام نہیں سکھانا چاہتے تھے کہ کہیں وہ

بے زار نا ہو جائے، یوں جیسے چودہ سو سال پہلے تیئس سال میں تھوڑے تھوڑے کر کے احکام اترے تھے، یوں جیسے بچپن سے جوانی تک آہستہ آہستہ ہر حکم بتایا جاتا ہے، وہ اسے بھی یوں ہی سمجھا رہے تھے

"یہ بتاؤ قرآن میں سب سے امید افزا بات کیا لگی؟"

قرآن پڑھتے پڑھتے وہ یکدم اس سے پوچھنے لگے تو وہ لمحہ بھر کو رکا۔ کچھ سوچا پھر چہرے پر ہلکا سا جوش ابھرا

"ویسے تو ہر چیز۔۔ لیکن ایک بات جو میں نے سب سے زیادہ پسند کی، آپ کو علم ہے جب میں قرآن پڑھ رہا تھا تو مجھے لگا کہ مجھے معاف نہیں کیا جائے گا، جس جنت کا ذکر ہے وہ جنت مجھے نہیں ملے گی، جس جہنم سے ڈرایا جا رہا ہے وہ جہنم میرے حصے میں آئے گی، میں مایوس تھا اور بہت زیادہ تھا لیکن تب میں نے نوٹ کیا کہ اللہ نے سب سے زیادہ قرآن میں اپنی کس صفت کا ذکر کیا ہے؟ وہ غفور رحیم ہے، وہ بخشنے والا ہے، وہ معاف کرنے والا ہے، آپ نے نوٹ کیا فہد بھائی جب اللہ کسی عذاب والی آیت کو لاتے ہیں، کسی گناہ پر سرزنش، کسی خطا پر ڈانٹ، ان سب کے بعد اللہ کہتے ہیں کہ معافی مانگو گے تو وہ معاف کر دے گا، توبہ کرو

گے تو وہ قبول کر لے گا، رجوع کرو گے تو وہ مان جانے والا ہے، دیکھیں یہ کتنی خوبصورت بات ہے، جو رب بذات خود رحیم ہے میں نے اس سے اپنی لئے بخشش مانگی، میری مایوسی کو اللہ نے کی آیات سے ختم کر دیا، تو اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں کہوں گا کہ میرے اندر کی مایوسیوں اور اندھیروں کو قرآن نے اپنی اس امید افزاء بات سے ختم کیا ہے "

اس نے قرآن کی صرف عربی نہیں پڑھی تھی، اس نے قرآن کا مفہوم سمجھا تھا،

فہد بھائی مسکرائے

"تمہارا علم وسیع ہو آدم "

اسے یہ سب اچھا لگ رہا تھا، یوں مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت میں نماز پڑھنا، دعا کے وقت ہر مسلمان کو یاد رکھنا، ہر خیر میں شریک ہونا، ہر شے سے بچنے کی کوشش کرنا

اسے پریزے کی کال آئی تو وہ رو پڑی

"آپ کو پتا ہے میں نے دعا کی تھی کہ آپ اسلام قبول کر لیں "

" سمجھو تمہاری دعا قبول ہو گئی "

وہ اوپن کچن میں ٹھہرا اپنے لئے کھانا بنا رہا تھا، ایک ہاتھ فرائنگ پین کو پکڑے ہوئے تھا دوسرے سے کیچپ اٹھایا، موبائل کاندھوں کے درمیان تھا

"مجھے یقین ہے میری ہی دعا قبول ہوئی ہے لالہ۔۔" وہ رکی "میں آپ کو لالہ بلالوں؟ "

"بالکل ".....

وہ خوش ہوگئ، اسے پریزے کیوٹ سی لگتی تھی، پیاری سی، بالکل سوزی جیسی، سنان کے خاندان کی وہ واحد فرد نہیں تھی جس سے اس کا رابطہ تھا، اس کے والدہ ، والد، درخزئ وہ سب جیسے اس کا دوسرا خاندان بن گئے تھے، سنان کی والدہ کو انگلش نہیں آتی تھی تو پریزے ان کے ساتھ بیٹھ کر ان دونوں کے بیچ متراجم کا کردار ادا کر دیتی

"پاکستان کب آؤ گے آدم؟ "

وہ جو مسکرا کر ان کی بات سن رہا تھا مسکراہٹ سمٹی

"میں تھوڑا مصروف ہوں فی الحال "

"عید کی چھٹیاں نہیں ملیں تمہیں؟ "

وہ مسکراہٹ ضبط کر گیا لیکن پریزے نے ہنسی ضبط کرنے کی کوشش نہیں کی تھی

"مورے وہ سکول میں تھوڑی پڑھتے ہیں جو چھٹیاں ملیں گی وہ اینکر ہیں، ان کے بغیر ان کا چینل نہیں چلتا "

"جانتی ہوں، تم دونوں بھائی بہن اب مجھ پر ہنسو "

وہ خفا ہو گئیں، آدم کچھ بوکھلا یا پھر اُنہیں بمشکل راضی کیا کہ اسے جیسے ہی فرصت ملتی ہے وہ پاکستان کا چکر ضرور لگائے گا

"آپ آئیں گے یہاں؟ "

"دیکھوں گا "......

اس نے ٹال دیا، وہ واقعی مصروف ہوتا تھا لیکن وقت نکالا جا سکتا تھا لیکن بات یہی تھی کہ وہ وقت نہیں نکالنا چاہتا تھا

"اگلے سال میری اور درخزئ کی شادی ہے، میں فی الحال نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن چاچا کہتے ہیں لالہ کو گئے ایک سال ہو گیا ہے، سوگ اتنا لمبا کرنا جائز نہیں، آپ آئیں گے نا؟ "

اس کا چہرہ اداس ہو گیا

"مشکل ہے"

"آپ ٹال کیوں دیتے ہیں؟"

"میں صرف اپنی مصروفیات بتاتا ہوں"

"آپ بہانے بناتے ہیں، سچ بتائیں کس وجہ سے پاکستان نہیں آرہے؟"

"میں واقعی میں مصروف ہوتا ہوں"

"تو پھر پچھلے مہینے سعودی عرب کیوں گئے تھے؟"

"عمرے کے لئے گیا تھا، عمرے کے لئے تو ہر کوئی وقت نکال لیتا ہے"

"ملائیشیا میں کون سا مقدس مقام ہے جس کی زیارت کے لئے گئے تھے؟ پھر کچھ دن پہلے آپ نے امریکہ کی کسی جگہ کی سٹوری لگا رکھی تھی، درخزئی نے دکھائی تھی مجھے، پھر وہ فرانس۔۔۔"

"کام کے سلسلے میں گیا تھا لالہ کی بہن"

نرمی سے اسے ٹوکا

"جھوٹ نا بولیں، کام کے لئے کون اتنے ملکوں کے چکر لگاتا ہے؟"

"چینل والوں نے بھیجا تھا "

"چینل والے پاکستان کیوں نہیں بھیجتے؟ "

"تم کتنا شک کرتی ہو "

"میں پتا لگوالوں گی کہ آپ پاکستان کیوں نہیں آتے، یاد رکھیے گا "

اب کے اس نے بس ہاتھ جھلا دیا، وہ مصروف تھا، BBC میں کام کرتے ہوئے اس کے پاس فرصت کے جتنے لمحات ہوتے تھے وہ اسلام سیکھنے میں لگا رہا تھا، اس کا شو برطانیہ کے ٹاپ شوز میں سے تھا، کروڑوں لوگوں میں دیکھا جانے والا، اس کے پوری دنیا سے لاکھوں فینز تھے، کامیابی جیسے قدموں میں پڑی تھی اور وہ اس سے بے نیاز ہو گیا تھا

زندگی صرف کام اور کام کے بیچ پس کر رہ گئی، پہلی عید پھر دوسری عید آئی اس نے جا کر نماز پڑھی اور گھر واپس آگیا، خالی سا فلیٹ جہاں دنیا کی ہر آسائش تھی لیکن وہ پھر بھی خالی تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مجھے کوئی طریقہ بتادیں فہد بھائی جس سے میں اپنے ماں باپ کو اسلام کی طرف راغب کر سکوں "

وہ سر جھکائے کسی شکست خوردہ انسان کی طرح ان کے سامنے بیٹھا تھا

"دعا کیا کریں "

"کرتا ہوں، اپنے لئے مغفرت کی ان کے لئے ہدایت کی، لیکن یہ دعا قبول نہیں ہو رہی، آپ کو پتا ہے یہ کتنا اذیت ناک خیال ہے کہ آپ کے ماں باپ اپنے لئے آگ جمع کر رہے ہیں، میں یہ نہیں سوچ سکتا، جب آپ صحیح راستہ چن لیں تو غلط راستے کی طرف جاتا ہر انسان آپ سے برداشت نہیں ہوتا وہ تو میرے ماں باپ ہیں، میں ان کے لئے کیا کروں فہد بھائی؟ میں اُنہیں کیسے بتاؤں کہ جس راستے پر وہ ہیں وہ راستہ صحیح نہیں ہے "

"اُنہیں آہستہ آہستہ اسلام کی طرف لانے کی کوشش کریں آدم، مشکل ہے لیکن جس رب نے آپ کو چنا ہے وہ آپ کے ماں باپ کو بھی چن لے گا "

وہ صرف مایوسی سے سر ہلا کر رہ گیا، انہیں کیسے اسلام کی طرف لاتا؟ ہیزل اور کیان دونوں نے اس سے رابطہ منقطع کر لیا تھا، وہ دو ماہ پہلے امریکہ گیا تھا تو جتنے

دن وہاں رہا ہیزل سے ملنے جاتا رہا، وہ اسے نظر انداز کر دیتیں، اس نے پھر بھی امید نہیں ہاری تھی، وہ انہیں منا لے گا، ان کا بیٹا تھا وہ، وہ مان جائیں گے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ شادی کر لیں "

بڑی سنجیدگی سے اس نے مشورہ دیا تھا

"اچھا مشورہ ہے "

مزاح سے اس نے ٹالنا چاہا

"میں سنجیدہ ہوں "

"اچھی بات ہے پریزے "

اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا رکھا تھا، کچھ فائلز، کافی کا کپ، ٹشو باکس جس سے وہ وقفے وقفے سے ٹشو کھینچ لیتا

"عمل بھی کریں اس پر، دیکھیں کیسے ناک سرخ ہو رہی ہے "

"میری ناک کے سرخ ہونے کا شادی سے کیا تعلق؟ "

"زکام کا تو ہے، بیوی ہوتی تو آپ کا خیال رکھتی "

"تمہیں پتا ہے؟ تمہاری اکثر لاجک بغیر سر پیر کے ہوتی ہیں "

"درخزئی بھی یہی کہتا ہے" وہ خفا ہوئی

"تم اتنا سچ بولنے پر داد کے مستحق ہو "

اس نے پیچھے ٹھہرے درخزئی کو آواز لگائی

"نا کریں آدم بھائی، یہ ناراض ہو جاتی ہے پھر، منانا مشکل ہوتا ہے "

اور کہنے کی دیر تھی کہ سکرین سیاہ ہو گئی، لو جی ہو گئیں پریزے سعدی ناراض

اس نے درخزئی کو کال کی

"منہ پھلا کر صوفے پر بیٹھی ہے اور تائی کو آپ کی شکایت لگا رہی ہے "

"یہ بہت جلدی ناراض نہیں ہو جاتی؟ "

"آپ سے ہو جاتی ہے، سنان کے بعد بالکل چپ ہو گئی تھی، ہمیں زبردستی اس سے بلوانا پڑتا تھا، گھنٹوں سنان کے کمرے میں بیٹھی رہتی، آپ میں اسے اپنا بھائی نظر آتا ہے تو آپ کو تنگ کرتی رہتی ہے "

اس کے اندر کوئی ملال سا ابھرا

"بات کروا دو "

وہ صوفے پر سیدھا لیٹ گیا، تکیہ سر کے نیچے رکھ لیا

"بولیں "

دوسری طرف اس کی خفا سی آواز سنائی دی، وہ ہلکا سا مسکرایا

"تو میری بہن ناراض ہو گئی ہے ؟ "

"نہیں، میں کیوں ناراض ہوں گی ؟ میں تو مشین ہوں نا جس کے اندر جذبات نہیں ہیں، احساسات نہیں ہیں "

" تین ماہ بعد تُمہاری شادی ہے، بچپنا کب ختم کرو گی اپنا؟ "

وہ زور سے چھینکا، افف یہ زکام، پوری دنیا کو سردیوں میں زکام ہوتا تھا اور اسے گرمیوں میں ہو جاتا

"شادی سے یاد آیا، آپ شادی پر آئیں گے تو میں آپ کو اپنی کزنوں سے ملواؤں گی آپ کو پتا ہے "...

لو جی محترمہ پھر شروع ہو گئیں، وہ چپ چاپ سنتا رہا، فلاں کزن فلاں پڑھائی کر رہی تھی، فلاں فلاں کام میں اتنی ماہر تھی، فلاں سے زیادہ خوبصورت تو کوئی

تھا ہی نہیں، وہ اسے کیسے بتاتا کہ اس کا دل تو مشرق سے کوئی چوڑیاں پہننے والی چرا کر لے گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ نے دوائی نہیں لی تھی؟ "

کھلی کھڑکی سے نظر آتے اندر کے منظر میں سامنے کرسی پر بیٹھا آدم نظر آرہا تھا جو خفگی سے کوئی دوائی اٹھائے دیکھ رہا تھا، مخاطب سامنے بیڈ پر نیم دراز بانو آپا تھیں

"یہ والی نہیں لی تھی "

"یہ والی ہی لازمی لینی تھی "

وہ اٹھتے ہوئے بیڈ سائیڈ ٹیبل تک گیا، گلاس میں پانی ڈالا اور انہیں دیا

"کڑوی ہے گولی "

"شربت ڈال دوں؟ "

خفا سے انداز میں پوچھا تو وہ ہلکا سا ہنس دیں، پھر اس کے ہاتھ سے گولی لیتے حلق سے نیچے اتاری

"آپ بہت لاپرواہ ہو گئی ہیں آپا، میں کل ہی ملازمہ ٹھہرا رہا ہوں اور نہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں اب آپ کی بات نہیں مانوں گا "

وہ جو کچھ کہنے لگی تھیں چپ کر گئیں، وہ سنجیدہ سے چہرے والا لڑکا پیچھے دو سال سے ان کے گھر آ رہا تھا، اپنی بے پناہ مصروفیت میں سے ان کے لئے وقت نکالنا جیسے وہ خود پر فرض سمجھتا تھا

"ہلکا سا بخار ہے بس آدم "

وہ نحیف لگ رہی تھیں

"پچھلے ایک ہفتے سے آپ یہی کہہ رہی ہیں "

دوائیوں کا ڈبہ اٹھاتے وہ دوبارہ سے بیڈ سائیڈ ٹیبل تک گیا، دراز کھولی اور وہاں رکھا، بانو آپا اسے دیکھتی رہیں

"معطر کو ڈھونڈنا چھوڑ دیا ہے تم نے؟ "

اس کے ہاتھ تھمے پھر آہستہ سے دراز بند کرتے وہ صوفے تک آیا اور وہاں بیٹھا، سیاہ پینٹ پر اس نے سفید شرٹ پہن رکھی تھی، بازوں مڑے ہوئے تھی، ٹائی ندارد، کوٹ صوفے پر ساتھ پڑا تھا

"اس کے منع کرنے کے بعد اسے ڈھونڈنے کی کوشش ہی نہیں کی "

وہ بہت آہستہ سے بولا تھا

"بھول گئے ہو اسے ؟ "

"میں اپنا ہونا بھول سکتا ہوں اس کا ہونا نہیں "

"دو سال سال ہو گئے ہیں آدم، اب تو کوشش کر لو، اب تو وہ مان جائے گی،
اسے مسئلہ صرف تمہارے مذہب سے تھا "

اس کا سر نفی میں ہلا

"وہ کہہ کر گئی تھی کہ میں مسلمان ہو جاؤں یا وقت کا ولی بن جاؤں وہ مجھے دیکھے گی بھی نہیں، دیکھیں میں نے تو اس کے کہے گئے جملے بھی حفظ کر رکھے ہیں اور آپ کہتی ہیں اسے بھول گیا ہوں "

وہ سر جھٹک کر تلخی سے ہنسا

"ایسا کیا ہوا تھا تم دونوں کے بیچ کہ وہ تم سے رابطہ تک نہیں رکھنا چاہتی ؟ "

وہ اگلے کئی لمحے خاموش رہا

"میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ میرے لئے اپنا مذہب چھوڑ دے "

"آدم ".....

ان کی آواز صدمے سے پھٹ گئ

"کیسے روح نکالنے والے الفاظ ہیں نا؟ میں نے تب بہت آسانی سے کہہ دیئے تھے ،اب سوچتا ہوں تو خود کو معاف ہی نہیں کر پاتا، کاش مجھے احساس ہو جاتا کہ یہ الفاظ کتنے بھاری ہیں، اتنے کہ وہ اب تک ان کے بوجھ سے نہیں نکلی ہو گی "

اس کی آواز میں ہجر زدہ دنوں کے قصے جیسا ساز شامل ہوا

" تمہیں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا "

"ہاں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا، کوئ مجھے وہ ایک لمحہ لوٹا دے، بس وہ ایک لمحہ ، کوئ مجھ سے میری ساری زندگی لے لے اور وہ ایک لمحہ مجھے لوٹا دے جب میری زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے، میں یہ کہنے سے پہلے اپنی زبان کو قوت گویائی سے محروم کر دینا چاہوں گا "

بانو آپا کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہیں، ان کا دل چاہا وہ اسے بتا دیں کہ لاہور کی معطر صبا کس گلی میں رہتی تھی، وہ بتائیں کہ کس چوبارے کے سامنے مسجد تھی، جس

مسجد سے کھلی کھڑکی میں لٹکتی چوڑیاں نظر آتی تھیں لیکن کسی کے وعدے نے اُنہیں قید کر رکھا تھا

" پاکستان چلے جاؤ "

"کیا کروں گا جا کر؟ "

"لاهور جانا "

"اس ایک شہر میں کوئی ہے جس کا دل توڑا تھا،اس ایک شہر کی فضا بھی مجھ پر بھاری رہے گی "

"وہ محبتوں کا شہر ہے، تمہیں اس شہر میں نفرت نہیں ملے گی "

"اس شہر کی ہی ایک لڑکی مجھ سے نفرت کرتے ہوئے گئی تھی "

"اگر اس نے نہیں ملنا تو آگے بڑھ جاؤ "

"اپنا آپ پیچھے چھوڑ کر کیسے آگے بڑھ جاؤں؟ "

وہ کچھ بے بسی سے اسے دیکھنے لگیں

"یوں سمجھو وہ صرف ایک یاد تھی،اب بھول جاؤ اس یاد کو "

"وہ کہانی ہے۔ بعض اوقات ہماری پوری کہانی صرف ایک انسان ہوتا ہے۔

کوئی ہم سے ہماری کہانی پوچھے اور ہم اس کا نام لے دیں۔ وہ میری پوری کہانی

ہے، میں نے اس کہانی کا ہر لفظ حفظ کیا ہے، یہ مت کہا کریں اسے بھول جاؤ "

"اپنے آپ کو کس خسارے میں ڈال بیٹھے ہو؟ "

"اس کے جانے کے بعد میں نے اپنے خسارے گننا چھوڑ دیئے ہیں "

وہ تھک کر کہتا اٹھا، اپنا کوٹ اٹھایا، بازوں پہ ڈالتے اُنہیں دیکھا

"میں چلتا ہوں کل پھر آؤں گا ان شاءاللہ "

ایک ہاتھ جیب میں ڈالے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا، بانو آپا یاسیت سے اس بند دروازے کو دیکھتی رہیں جوان کے کمرے سے نظر آتا تھا، وہ جانتی تھیں دروازے کے پاس وہ چند لمحے کو رکے گا، رک کر اوپر دیکھے گا پھر صوفے کو اور پھر باہر بڑھ جائے گا، وہ دو سال سے یہ کام کر رہا تھا وہ دو سال سے اسے یہ کرتے ہوئے دیکھ رہی تھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" تو آدم کیان۔ سب سے پہلے تو بڑی مشکل سے ہاتھ لگے ہیں آپ اس کے لئے شکریہ "

سامنے والے صوفے پر بیٹھی سنہری بالوں والی ہوسٹ ہنس کر بولی تو وہ ہلکا سا مسکرایا، سیاہ پینٹ پر سیاہ ڈریس شرٹ پہنے وہ اس ہوسٹ کی دائیں طرف رکھے سنگل صوفے پر بیٹھا تھا، ٹانگ پر ٹانگ جمار کھی تھی

"میں مصروف ہوتا ہوں۔ انٹرویوز کے لئے وقت نہیں ملتا "

"درحقیقت آپ مصروفیت کا بہانہ بنا کر سوالات سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں "

"یہ ایک بے رحمانہ تبصرہ ہے "

"سچ ہے "

"میں تردید نہیں کروں گا، مجھے سوالات کرنے کی عادت ہے، جوابات دینے کی نہیں "

اس نے کاندھے اچکائے، وہ ایک لائیو شو تھا جو نجی ٹی وی کی جانب سے پیش کیا جارہا تھا، نیچے کرسیوں پر عوام بیٹھی تھی

"لیکن آج آپ ہمارے ہاتھ لگ گئے ہیں تو آپ سے کافی کچھ اگلوالیں گے خاص کر آپ کی ذاتی زندگی کے بارے میں "

"میری ذاتی زندگی کے بارے میں میرا باس بھی نہیں جانتا "

"اندازہ ہے، بہر حال کیونکہ آپ سنجیدہ انسان ہیں تو ہم بھی سنجیدگی سے انٹرویو کا آغاز کرتے ہیں، سوالات آپ کو پہلے ہی بتادیں کہ ہم نے مختلف پلیٹ فارمز پر عوام کی جانب سے اکٹھے کئے ہیں، تو سب سے پہلا سوال جو ہم سے پوچھا گیا وہ یہ ہے کہ اپنے والدین کے بارے میں کچھ بتائیں "

صوفے پہ بیٹھے آدم نے پہلو بدلا پھر ہلکا سا مسکرایا

"میرے فادر کیان سمتھ ایک جانے مانے وکیل ہیں مام امریکہ میں ڈاکٹر ہیں، اور وہ دونوں میرے لئے میری پوری کائنات ہیں، لیکن اگر آپ ہمارے پرسنل ریلیشن کے بارے میں جاننا چاہ رہی ہیں تو میں ان پر بات نہیں کرنا چاہتا "

اس کا لہجہ نرم لیکن دوٹوک تھا، ہوسٹ نے سر کو خم دیا (پورے انٹرویو میں پھر پوچھوں گی کیا اگر یہ پرسنل معاملات پر ہی بات نہیں کرنا چاہتے؟)

"دوسرا سوال، آپ کی سیلری کتنی ہے؟ "

" No comment"

"مستقبل میں خود کو کہاں دیکھتے ہیں؟ "

"جنت میں "

مجمعے میں قہقہے ابھرے

"اپنی جاب پسند ہے؟ "

"بہت "

"اس جاب کی سب سے بری بات کیا ہے؟ "

"سوال اسکپ کرنے کی اجازت ہے؟ "

شیور۔۔۔"ہوسٹ مسکرائی (کچھ بتائے گا بھی یہ؟)"اب وہ سوال جو ہمارے پاس سب سے زیادہ آیا، کسی کے ساتھ کمیٹڈ ہیں؟ "

"اٹس پرسنل ".....

"آپ کی کوئی گرل فرینڈ ہے؟ "

"استغفرُاللہ ".....

وہ بے ساختہ بولا، عوام کے اندر کھلکلاہٹیں ابھریں، ہوسٹ نے کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھا

"اس کا کیا مطلب ہے؟ "

"آپ دوسرا سوال کریں، مطلب کے پیچھے ناہی پڑیں" وہ مسکرایا

"اوکے لیکن میں یہی سوال تبدیل کر کے پوچھ لیتی ہیں کوئی ہے جس سے آپ محبت کرتے ہوں؟ "

اس کی مسکراہٹ پہلے مدھم ہوئی پھر غائب ہوئی، کچھ دیر وہ خاموش رہا پھر صوفے پر کچھ آگے کو ہوا

"کوئی.... تھی "

ہوسٹ یکدم سیدھی ہوئی، اب آیا نا اصل جواب باہر

"کون؟ "

"ایک لڑکی تھی مشرق سے، جواز لنگٹن کی گلیوں میں چلتی تھی تو اس کی چوڑیوں کا ساز پورے انگلینڈ میں گونجتا تھا، وہ بولتی تھی تو مجھے چپ ہو جانا پڑتا تھا

، سنتی تھی تو میں صرف بولتے رہنا چاہتا تھا، جس کے ساتھ قدیم دور کے قصے لکھے جا سکتے ہیں، تھی ایک لڑکی مشرق سے۔ "

وہ کیمرے میں دیکھتا کہہ رہا تھا یوں جیسے کوئی گمان سا تھا کہ کوئی کیمرے کے پار اسے سن رہا ہو گا

"پھر کیا ہوا؟ "

"ہم بچھڑ گئے اور میں اسے ڈھونڈ نہیں سکا "

"کچھ کہنا چاہیں گے ان سے؟ "

"صرف اتنا کہ تم واپس آسکتی ہو؟ میری زندگی میں تمہاری جگہ اب تک خالی ہے، میرے دل میں تم اب تک موجود ہو، صرف ایک بار مجھ سے رابطہ کر لو، میں وہ غلطیاں دوبارہ نہیں دہراؤں گا جو میں نے پہلے کیں، سیکنڈ چانس تو ہر کسی کو مل جاتا ہے، ایک مجھے بھی صیحح "

اس کی آواز میں ٹوٹے کچے گھڑے جیسی یاسیت تھی

"ان کا نام کیا ہے؟ "

"میں نے اس کا نام دل میں اس جگہ پر رکھا ہے جہاں میں خود بھی احتراماً اس کا نام لینے سے گریز کرتا ہوں "

"اتنی محبت ؟ "

وہ آنکھوں میں دنیا جہاں کا حزن لے آئی (کوئی بات نہیں، نام نا بتائے، شو کو ریٹنگ دلانے کے لئے یہ اعتراف ہی کافی ہو گا، لیکن دل ؟ کیا مطلب کسی سے محبت کرتا ہوں ؟؟)

"وہ بذات خود حرفِ محبت ہے، تو اب آپ کے اگلے سارے سوالات کا جواب یہ ہے کہ آئی ایم ناٹ ایویلیبل "

اس نے سیدھا ہوتے گلا کھنکارا، ہوسٹ کچھ گڑ بڑائی

"میں اب سنجیدہ موضوع کی طرف آ رہی تھی "اس نے سر کو خم دیا، شاید معطر یہ انٹرویو دیکھ لے، شاید وہ اس سے رابطہ کر لے، شاید۔۔۔

"آپ برطانیہ میں بڑھتے اسلاموفوبیا کے متعلق کیا کہیں گے ؟ "

"یہی کہ اس بارے میں حکومتی پالیسز ناکافی ہیں، پچھلے چند سالوں میں اسلاموفوبیا میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے، ان سب پر باقاعدہ منصوبہ بندی کے

ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، صرف میڈیا پر بیانات دینا ناکافی ہے، صرف سوشل میڈیا پر پوسٹس کرنا ناکافی ہے، اگر میں اپنی بات کروں تو میں اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلاموفوبیا کا شکار تھا، میرے نزدیک اسلام ایک تنگ ذہنیت رکھنے والا مذہب تھا لیکن اسلام لانے کے بعد میں نے جانا کہ اس سے زیادہ آپ کو سہولت دینے والا مذہب کوئی نہیں ہے، یہ آپ کو غاروں میں بند نہیں کرتا، آپ کو کھلا آسمان دیتا ہے، مغرب کے لوگوں کو اسلام سے متعلق اپنا نظریہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے، وہ ایک عورت کے پردہ کرنے کو پابندی سے کیسے جوڑ سکتے ہیں؟ حالانکہ آپ ماضی میں جا کر دیکھیں تو آپ کو یہی پردہ کرنے والا خواتین تخت سنبھالتی نظر آئیں گی، اسلام سے متعلق لوگوں کے نظریات تب تک تبدیل نہیں ہوں گے جب تک وہ اسلام کو خود نا جانیں اس لئے۔۔۔۔۔"

یہ وہ موضوع تھا جس پر وہ گھنٹوں بول سکتا تھا تو اب بھی وہ بنا رکے اس پر بولنے والا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کی شادی ہو گئی اور وہ نا جانے کے لئے وقت نکال سکا نا اس کا جانے کا ارادہ تھا، البتہ اس نے پریزے کے لئے تحفہ ضرور بھجوایا جو حسب توقع

"ضرورت نہیں ہے "

کہ میسج کے ساتھ کسی کونے میں پڑا ملا

"میرا تحفہ یہ سلوک تو ڈیزرو نہیں کرتا تھا "

اسے افسوس ہوا، درخزئی نے اسے تازہ تازہ تصویر بھیجی تھی جہاں باقی تحفوں سے علیحدہ اس کا تحفہ کونے میں پڑا تھا

"آپ کے نا آنے کی سزا ہے "

"میں مصروف ہوتا ہوں "

"بہانے ہیں سارے "

پیچھے سے زور سے آواز آئی، اس نے فون کان سے ہٹایا

"یہ پورے پشاور کو سنائے گی؟ "

"آپ فی الحال اس سے بات کرنے کا سوچئے گا بھی مت، وہ غصے میں ہے "

"مورے سے بات کرادو "

پتا نہیں کیوں وہ اُنہیں مورے کہہ جاتا تھا، دوسری طرف اب خاموشی تھی پھر خجستہ خانم کی آواز ابھری

"اس سے کہو بہن کے ساتھ ساتھ ماں بھی ناراض ہے "

درخزئی نے پیغام ترجمہ کر کے پہنچا دیا

"یاررر، سمجھاؤ ان کو میں نہیں آسکتا تھا" وہ کراہا

"بہانے رد۔۔۔ "

"یہ اچھا ہے، ہم کہیں تو بہانے "

وہ لاؤنج میں بیٹھا تھا، سامنے لیپ ٹاپ رکھا تھا، ہاتھ میں اس کا پرانا کیمرہ تھا، باکس، چند پرانے سامان، موبائل کاندھے کے درمیان رکھے وہ کیمرہ اٹھائے پرانی تصاویر دیکھ رہا تھا، دوست، یونیورسٹی کے سال، یادیں، دنیا میں دوستوں کے بچھڑنے سے زیادہ تکلیف دہ شے بھی کوئی تھی؟

"آپ سے اب میں کبھی بات نہیں کروں گی لالہ "

دوسری جانب اس کی خفا سی آواز ابھری

آدم مسکرایا

"یہ بات تم مجھ سے بات کرتے ہوئے ہی کہہ رہی ہو "

اس کا ہاتھ کیمرے کا بٹن دبا رہا تھا

"آج مجھے بتا ہی دیں کہ آپ پاکستان کیوں نہیں آنا چاہتے؟ "

"فری ہوں گا تو آجاؤں گا "

دوسری طرف کچھ دیر خاموشی چھائی رہی

"وہ پاکستان سے تھی نا؟ "

اس کی آواز آہستہ تھی، آدم کا ہاتھ رکا تھا، دل بھی ساتھ رکا تھا، ہاتھ تصویر کو دیکھتے دل پریزے کی بات سنتے

"کون؟ "

وہ جس کی تصویر سامنے تھی، کاؤنٹر پر رکھے رجسٹر پر کچھ لکھتے ہوئے وہ سیاہ کیپ پہنے ہوئے تھی، بالوں کی ایک لٹ چہرے پر آرہی تھی

"میں نے آپ کا انٹرویو سنا تھا "

اس نے وہ سب کسی اور کو سنانے کے لئے کہا تھا، وہ کئی دن سے منتظر تھا، کئی سال سے منتظر تھا، کوئی واپسی کا پیغام بھیج ہی نہیں رہا تھا، اس کی نظریں تصویر پر جمی رہ گئیں

"میں اس سے محبت کرتا ہوں پریزے "

پتا نہیں وہ کیوں اعتراف کر گیا، دل پر کوئی بوجھ سا آن پڑا تھا

" تصحیح کریں لالہ، آپ معطر سے محبت کرتے ہیں "

اس بار اس کی نظر کیمرے سے ہٹی

"تم کیسے.....؟ "

"آپ کو لگتا ہے میں نہیں جانتی کہ ہر بار معطر کا پوچھنے پر آپ کی آنکھوں کا رنگ کیوں تبدیل ہوتا ہے ؟آپ کو لگتا ہے میں نہیں جانتی کہ دنیا گھوم لینے والے آدم کیان کے قدم صرف میرے ملک کی طرف کیوں نہیں اٹھتے ؟ "

اس کے گلے میں گلٹی ابھری، راز فاش ہوا تھا

"میں اس کا سامنا کرنے سے خوفزدہ ہوں "

"وہ آپ سے محبت نہیں کرتی ؟ "

"نفرت کرتی ہو گی "

"آپ نے اس کا دل تو نہیں دیکھا "

"میں نے اس کی آنکھیں دیکھی تھیں "

اس کے لیپ ٹاپ کی سکرین پر اسی وقت کوئ میل آئ تھی، کریم عبدالولی اور کامل منظور کے لئے آنے والی یہ کوئ پچاسویں میل تھی

"آنکھوں کا تاثر دائمی نہیں ہوتا "

وہ کچھ دیر سامنے رکھی تصویر کو دیکھتا رہا

"سنان اس سے محبت کرتا تھا "

"جانتی ہوں "

"پھر بھی تم چاہتی ہو میں اس سے ملوں ؟ "

"میں چاہتی ہوں میرے ایک بھائ کو اس کی محبت نہیں ملی لیکن دوسرے کو مل جائے "

"میں اس کا سامنا نہیں کر سکتا، اس نے کہا تھا کہ اس کی شادی ہونے والی ہے، اب کیوں جاؤں ؟ میں نے انٹرویو میں جان بوجھ کر اس کا ذکر کیا تھا، ایک امید

تھی کہ شاید وہ رابطہ کرے اور کہے کہ وہ اب تک کسی سے منسوب نہیں ہے، دیکھو پریزے میں کن کن اندھیروں میں جگنو ڈھونڈ رہا ہوں" وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا

"ممکن ہے اس کی واقعی شادی نا ہوئی ہو "

"ایک خیال ہے "

"ایک خیال پر ہی صحیح اپنے دل کے لئے کوشش کر لیں لالہ "

"میں۔۔۔۔"

"آپ کبھی اسے نہیں بھلا پائیں گے، کبھی نہیں، تو اگر ایسا ہے کہ ساری زندگی اسے یاد ہی رکھنا ہے تو ایک بار اس کے شہر جا کر کوشش کر لیں، کیا معلوم لاھور کی گلیوں میں اس کی چوڑیوں کا شور آج بھی آپ کا منتظر ہو "

اس نے کال کاٹ دی تھی، آدم کے ہاتھ فون تھامے ساکت رہ گئے، کئی لمحے جیسے وہ منجمد بیٹھا رہا پھر ایک بار پھر موبائل کی ٹون بجی تو چونکا، کان سے ہٹا کر موبائل دیکھا، وہاں کوئی ای میل آئی تھی، کسی کریم عبدالولی کے لئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیر جھلاتے وہ کچھ بے زاری سے ارد گرد دیکھ رہا تھا، پانچ منٹ ہو گئے تھے اور آفیسر ابھی تک واپس نہیں آیا تھا، چھٹا منٹ شروع ہوا اور دروازہ چرررکی آواز سے کھلا، پولیس یونیفارم میں ملبوس ایک آفیسر کے ساتھ بیس بائیس سال کا کچھ سہما سا لڑکا اندر آیا، وہ اسی طرح بیٹھا رہا

"مسٹر آدم آپ کا مہمان حاضر ہے "

وہ اسے کرسی پر بٹھاتے چلا گیا تو آدم سیدھا ہوا

"کریم عبدالولی؟ "

سامنے بیٹھے لڑکے نے سر ہلایا

"تمہارے دوستوں کی طرف سے مجھے ایک ہفتے میں ڈیڑھ سوای میلز آئی ہیں، پرسوں تمہارا ایک دوست میرے چینل کے باہر بھی مجھ سے ملا تھا، اس کے بقول تمہیں یہاں ایک غلط الزام کی وجہ سے ڈالا گیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میں تم لوگوں کے لئے آواز اٹھاؤں۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے کیونکہ میری مطابق جو پولیس نے تحقیقات کی ہیں تو تم واقعی مجرم ہو "

"میں نے کچھ نہیں کیا سر، میں اور میرا دوست کامل ہم دونوں ایک ہوٹل میں پارٹ ٹائم ویٹر کی جاب کرتے ہیں، ایک ماہ پہلے ہمیں پولیس نے یہ کہہ کر گرفتار کرلیا کہ ہم یہاں مجرمانہ اور شدت پسندانہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں، ہم نے سچ میں کچھ نہیں کیا، ہمارا برطانیہ میں اب تک ریکارڈ صاف ہے، ہم نے واقعی میں کچھ نہیں کیا "

"تمہارے دوست کا کیا نام ہے؟ "

"کامل منظور "

"کتنے دن سے جیل میں ہو؟ "

"ایک ماہ سے "

"پولیس کو کوئی ثبوت ملا ہوگا تبھی تو گرفتار کیا ہے، ایسے کیوں وہ تم دونوں کو گرفتار کریں گے؟ "

"میرا یقین کریں میں بے قصور ہوں "

وہ خوفزدہ نظر آرہا تھا، آدم خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

"تم نے اپنے گھر والوں سے رابطہ کیا؟ "

"وہ پریشان ہیں لیکن بنگلہ دیش سے یہاں آنا ان کے لئے ممکن نہیں ہے، کچھ کریں پلیز "

وہ رونے لگ گیا، آدم گہری سانس لیتا پیچھے کو ہوا

"دیکھو کریم، میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں اور تمہارے دوست کو انصاف دلوا سکوں، میں ایسے معاملات کو اپنے شو میں خاص طور پر زکر کرتا ہوں لیکن یہ بھی یاد رکھنا کہ اگر تم دونوں قصوروار ہوئے تو میں اپنے ہاتھوں سے تم دونوں کو پھانسی تک پہنچاؤں گا "

"ہم نے کچھ نہیں کیا، ہم اسکالر شپ پر یہاں پڑھنے آئے ہیں، آپ میرے دوست کامل سے ملے؟ وہ پا۔۔۔۔ "

اس کے الفاظ زبان میں رہ گئے دروازہ کھولتے پولیس والا اندر آرہا تھا

"پانچ منٹ مکمل ہو چکے ہیں سر "

"شیور۔۔۔۔۔"وہ سر کو خم دیتا اٹھا پھر کریم کو دیکھا "میں اپنی تحقیقات کے بعد تم سے آکر ملوں گا "

کوٹ درست کرتے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا، پہلے خیال آیا کہ دوسرے لڑکے سے بھی مل لے لیکن اسے چینل پہنچنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ملاقات ہوئی ان سے؟"

"ہاں۔۔۔ شکل سے تو معصوم سا بچہ لگ رہا تھا" ٹائی ڈھیلی کرتے اس نے موبائل میز پر رکھا

"شکل سے لوگوں کے عمل کا پتا تھوڑی چلتا ہے؟"

"اس لئے میں بنگلہ دیش جانے کا سوچ رہا ہوں، یہاں جتنی معلومات اس کے بارے میں ملی ہیں اس کے مطابق تو یہ سیدھا سادہ سا آدمی ہے، تم نے دوسرے لڑکے پر تحقیقات کیں؟"

"کی ہیں، اس میں بھی بظاہر کوئی برائی نہیں ہے"

"بیک گراؤنڈ جانے بغیر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، تم اس کے ملک جا کر تحقیقات کر لو، میری بنگلہ دیش کی ٹکٹ بک کرا دینا، میں چھٹیوں کے لئے باس سے کہتا ہوں"

"ان معاملات پر زرا کم بولا کرو آدم، چینل میں کئی لوگ تم سے ناراض ہیں "

"مجھے تو جیسے پرواہ ہے نا "

اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی

"یقیناً تمہیں نہیں ہے، بہر حال میں ٹکٹ بک کرواتا ہوں تمہاری بنگلہ دیش کی

"وہ اس کے سامنے والی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا، آدم نے صرف سر

ہلا دیا، وہ لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہا تھا جب مارک کی آواز کانوں میں پڑی "لاہور

پھر میں خود چلا جاؤں گا "

اس کا سر دھیرے سے اٹھا

"لاہور.....؟ "

"ہاں، کامل منظور لاہور سے ہے نا "

اور ایک پل کو جیسے ارد گرد صرف ایک آواز رہ گئی

"میرے گھر کے سامنے مسجد ہے، چھت سے بالکل سامنے میرے کمرے کی

کھڑکی نظر آتی ہے وہاں ایک دھاگے سے میں نے ڈھیروں چوڑیوں کو باندھ

رکھا ہے، ہر رنگ کی چوڑیاں، اب یوں کرنا لاہور کی گلیوں میں کوئی ایسی مسجد ڈھونڈنا، پھر اس مسجد کی چھت پر ٹھہر کر کوئی ایسی کھڑکی ڈھونڈنا "

مارک اب موبائل دیکھتا دروازہ کھول رہا تھا جب اس نے خود کو کہتے سنا

"مارک! میری لاہور کی ٹکٹ بک کروا دو "

"تم لاہور جاؤ گے ؟" وہ ٹھٹک کر رکا

"ہاں "....

"کیوں؟ "

"میں ۔۔۔ کامل منظور کا کیس خود دیکھوں گا "

"تم شیور ہو؟ "

اب کے اس نے سر ہلا دیا، مارک کاندھے اچکاتا چلا گیا تو اس نے ڈھیلی ہو چکی ٹائی مزید ڈھیلی کی، نگاہوں میں سفید ننھی بالی ابھری

شہر لاھور میں کوئی تھی جو داستان ادھوری چھوڑ کر گئی تھی اسے وہ داستان مکمل کرنی تھی، پریزے ٹھیک کہتی تھی اگر وہ ساری زندگی اسے نا بھول پاتا تو اسے کوشش کر لینی چاہئے تھی، ایک کوشش

تو معطر صبا کے لاھور کو آدم کیان کی آمد کا پیغام پہنچا دو

☆☆☆☆☆☆☆☆

آدم کیان کے لندن سے دور لاہور کی سڑکوں پر چو بارے والے گھروں کی گلیوں سے گزرتے، سیاہ تار کول والی سڑک سے ہوتے ایک عمارت کے سامنے بنی پتھریلی روش پر سیاہ جوتے رکے، سیاہ جوتوں میں لپٹے سفید پاؤں، سفید پاؤں سے نظر اٹھا کر دیکھو تو وہ گلابی لباس میں ملبوس تھی، لمبی گلابی قمیص، سفید ٹراؤز، گلابی دوپٹہ جو سینے پر پھیلا رکھا تھا، ہاتھ میں کوئی فائل تھامے وہ رکشے سے ابھی ابھی اتری تھی، بیگ سے پیسے نکال کر رکشے والے کو دیئے اور ہاتھوں کا چھجہ بنا کر یونیورسٹی کو دیکھا

اس کا ایم فل کا آج آخری پیپر تھا

گہری سانس لیتے اس ن قدم آگے بڑھائے ہی تھے جب یکدم رکی، آنکھیں سکیڑیں پھر ماتھے پر بل پڑے، سیاہ گاڑی سے ٹیک لگائے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا، معطر نے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھا، پیپر شروع ہونے میں ایک گھنٹہ دیر تھی، وہ کوئی فیصلہ کرتی اس تک آئی

"اگر مجھ سے بات کرنی ہے تو کسی دن فرصت سے وقت نکال کر گھر آجانا تیمور حیدر، میرے راستے میں آنے اور دھمکانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں لوگوں سے، خاص کر تمہارے جیسے لوگوں سے خوفزدہ ہونا چھوڑ چکی ہوں "

اس کے سامنے رکتے سنجیدگی سے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرایا

"کس نے کہا میں تمہیں خوفزدہ کرنے آیا ہوں؟ "

"واقعی میں؟ یہاں کھڑے ہو کر تم میری خیریت پوچھنے سے تو رہے "

"ہم کزنز ہیں معطر، کیوں اتنا بدگمان رہتی ہو مجھ سے؟ "

"میں تمہارے ساتھ کسی ایسے تعلق کو نہیں جانتی "

وہ بےزاری سے کہتی پلٹنے لگی جب پیچھے سے وہ چلتا اس کے سامنے آیا

"ہمارا کزنز کے علاوہ بھی ایک تعلق رہ چکا ہے "

وہ غور سے اس کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا

"تو یعنی اب تم یہ سوچ کر یہاں آئے ہو کہ ڈھائی سال قبل اس طرح کے جملوں کو سن کر میں جو دو دن روتی تھی اب بھی روتی رہوں گی؟" سمجھ کر سر ہلایا، تیمور کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"بدل گئی ہو"

"اور اس بدل چکی معطر کو تمہارے ہونے یا نا ہونے سے فرق نہیں پڑتا"

"یقین کرو مجھے لگ رہا ہے تم سے دوبارہ سے محبت ہو رہی ہے مجھے"

اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا

"حد میں رہو اپنی"

"حد میں ہی ہوں ابھی تک، حد سے گزر جاتا تو اب تک تم اور تمہارا خاندان اس گھر میں آرام سے نا بیٹھے ہوتے"

"ڈھائی سال سے یہ دھمکیاں سن رہی ہوں، اب تمہیں چاہئے کہ کوئی اور طریقہ ڈھونڈو مجھے خوفزدہ کرنے کا"

"میرے پاس یہی طریقہ کافی ہے معطر، چلو میں تمہیں ایک بار پھر آفر کرتا ہوں، کسی دن کسی جگہ ملو ہم ایک معاہدہ طے کر لیتے ہیں، تم یقین کرو جتنے پیسے تم لوگ مجھے اس گھر کے دے سکتے ہو اتنے کی میری یہ گاڑی ہے، مجھے زرا بھی ان پیسوں میں دلچسپی نہیں ہے "

"پھر پیچھے کیوں پڑے ہو اس گھر کے؟ "

وہ سلگی

"تم ابھی تک نہیں سمجھیں؟" وہ سر جھٹک کر مسکرایا پھر اسے دیکھا "یا پھر نا سمجھ بننے کا ناٹک کرتی ہو؟ "

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے تیمور کہ تم مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہو، اب تردید کرو یا تصدیق "

"اوہ معطر، میں تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ میں نے یہ سب کیوں کیا ہے؟ ذرا سوچو میں اپنا انتہائی قیمتی وقت کیوں تم پر صرف کرتا ہوں؟ "

"کیونکہ تم ایک گھٹیا انسان ہو "

"لڑکی، زرا زبان سنبھال کر بات کرو، تمہارے لئے آئندہ مشکل ہو سکتی ہے"
اس کی مسکراہٹ میں کچھ آگ جیسا تھا

"کسی اور کو ڈراؤ تیمور، تمہاری یہی باتیں میں عرصے سے برداشت کر رہی ہوں"

"تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں کیس اس لئے نہیں کر رہا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ میں کیس ہار جاؤں گا؟ اس ملک میں ججز کو خریدنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے معطر، میں نے اب تک کیس نہیں کیا، جانتی ہو کیوں؟" وہ دو قدم آگے کو ہوا "کیونکہ مجھے تمہارے ساتھ پہلے عدالت کے باہر ایک جنگ لڑنی تھی، بہت سے حساب باقی ہیں تمہارے لئے میرے پاس"

"جسے تم ڈرا رہے ہو وہ ڈھائی سال سے انسانوں سے ڈرنا چھوڑ چکی ہے"

"جو انسانوں سے ڈرنا چھوڑ چکی ہے اسے میں محبت سے ڈرا رہا ہوں"

اور یہی باتیں، اس کی یہی باتیں سن کر دل چاہتا تھا کہ اس کا منہ نوچ لے لیکن وہ تحمل کا مظاہرہ کرتی مسکرائی پھر دو قدم پیچھے کو ہوئی

"جس محبت کا تم مجھے طعنہ دیتے ہو وہ میں تمہارے منہ پر کافی کی صورت مار آئی تھی، جس انصاف کا تم مجھے طعنہ دیتے ہو وہ ابھی اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہے کہ میں تمہارے جیسے لوگوں سے خوفزدہ ہوں اور جس بدنامی سے تم مجھے ڈرا رہے ہو وہ اب میرے لئے بے معنی ہے اور ہاں" رک کر اسے دیکھا جو خاموش لیکن گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا" پہلے جا کر اپنی بیوی کے ساتھ اپنے معاملات درست کرو، سنا ہے وہ ایک بار پھر اپنے مائیکے جا کر بیٹھی ہوئی ہے، دوسروں کی چھتیں چھیننے سے پہلے یہ تو دیکھ لو کہ تمہارے خود کے گھر کی زمین سلامت ہے یا نہیں "

بے تاثر لہجے میں کہتے وہ آگے بڑھ گئی، تیمور کے ماتھے پر بل پڑے، کئی لمحے وہ سلگتی نظروں سے معطر کو دیکھتا رہا جس کے قدم نا لڑکھڑائے تھے نا پلٹے تھے، اسے تو دیکھ لے گا وہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایئرپورٹ سے باہر نکلنے سے پہلے اس نے رک کر آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا چہرہ دیکھا، دونوں ہاتھوں سے بالوں کو درست کیا، آنکھیں بند کیں، خود کو

سرزنش کی اور گردن سیدھی کرتا باہر بڑھا، ایئرپورٹ سے باہر ڈھیروں لوگوں کے بیچ اس کے قدم رکے، سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا

سرزمینِ لاہور

جس سے محبت کے قصے منسوب ہیں

جہاں ادھوری داستانیں درج ہیں

کوئی بچھڑ گیا تو کوئی مل گیا

کسی نے زمین پہ ٹھہرے ٹھہرے آسمان چھو لیا

تو کوئی آسمان سے زمین پر آ گرا

شہر محبت۔۔۔ شہر محبوب۔۔۔ لاہور !

معطر صبا کا لاہور !

تو اس شہر کی گلیوں میں کہیں وہ بھی چلی ہو گی، ان سڑکوں پر کہیں اس کے قدم بھی نقش ہوں گے، کہیں ان راستوں پر اس نے رک کر کسی جگہ شاید اسے بھی

سوچا ہو، شاید اسے لندن کا کوئی آدم کیان یاد ہو، شاید وہ جانتی ہو کہ اب تک وہ اس کا منتظر ہے، لاہور کی چوڑیاں پہننے والی اس لڑکی کا جو اپنی ایک بالی اس کے دیس چھوڑ آئی تھی، وہ جس کے سامنے لاہور کی برائی کرو تو ناراض ہو جاتی تھی، وہ جو کہتی تھی کہ لوگ اس کے لاہور سے جلتے ہیں، تو معطر صبا کے لاہور میں آدم کیان کو خوش آمدید !

سر جھٹکتے وہ آگے بڑھا، سب سے پہلی شے جو محسوس ہوئی۔۔۔بلا کی گرمی، دوسری شے جس کا احساس ہوا، بلا کی گرمی کے ساتھ بلا کا پولیوشن
"ابھی بھی لوگ جلتے ہیں مادام کے لاہور سے "
سر جھٹکتے وہ بیگ گھسیٹتا باہر آیا، چینل کی طرف سے کسی نے لینے آنا تھا سو وہ وہیں باہر کسی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا، ہاتھ اوپر کرتے نیلی شرٹ کے اوپری بٹن کو کھولا، کیپ پہننے کے باعث سر الگ درد کر رہا تھا، فلائٹ سے اترتے ہی سب سے پہلے دو چار لوگوں نے آکر تصویریں کھنچوائی تھیں تو اس نے احتیاطاً کیپ پہن لی، اب پچھتا رہا تھا

"آدم سر "......

ایک لڑکا بوکھلایا ہوا اس کی طرف آیا

"جی محترم، آدم کیان "

بے زاری سے اسے دیکھا

"میں نجیب ہوں، نجیب سلیم، سوری مجھے دیر ہو گئ "

شرمندگی سے کہتے اس کا بیگ تھاما

"میں کہنا نہیں چاہتا لیکن کوئ بات نہیں "

وہ اس کے پیچھے چلنے لگا، گاڑی پارکنگ میں ٹھہری تھی، وہاں پہنچنے تک اندر بیٹھنے تک اس نے جھٹ سے کیپ اتاری، ایک تو گرمیوں میں یہاں آنے کا فیصلہ کیا تھا اوپر سے ڈھیروں کام تھے جو کرنے تھے

"آپ کا کمرہ ہوٹل میں بک کر دیا ہے، میرا گھر یہاں سے کچھ فاصلے پر ہے لیکن پک اینڈ ڈراپ سروس میں فراہم کروں گا "

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا گاڑی سٹارٹ کرتے کہہ رہا تھا، اس نے بس سر ہلا دیا، نظر باہر ٹکی تھی، سڑکیں، سڑکوں پر ڈھیروں گاڑیاں، موٹر سائیکل، رکشے، جیسے

پوری دنیا لاہور کی سڑکوں پر سمٹ آئی تھی، جیسے پوری دنیا ایک لاہور میں سمٹ آئی تھی، اور وہ اس ہجوم میں وہ مسجد، مسجد کے سامنے والا گھر کہاں ڈھونڈتا؟

"لاہور میں کتنی مسجد ہیں نجیب؟ "

"اندازہ لگانا بھی مشکل ہے، آپ کے ہوٹل کے سامنے بھی ہے "

کچھ حیرانی سے کہتے اس نے ساتھ بیٹھے مہمان کو دیکھا تھا جو باہر دیکھ رہا تھا۔ اس نے بانو آپا یا پریزے میں سے کسی سے یہاں آنے کا زکر نہیں کیا تھا، اگر وہ یہاں کسی گلی میں مل گئی تو وہ ان دونوں کو بتادے گا ورنہ وہ ساری زندگی یہ راز اپنے ساتھ رکھے گا کہ وہ معطر صبا کے لئے لاہور کی گلیاں بھی گھوم آیا تھا

"کامل منظور کے گھر اور یونیورسٹی کا ایڈریس سینڈ کر دینا مجھے "

"آپ ایک دو دن آرام کر لیں پھر چلیں گے یونیورسٹی "

"میرے پاس وقت نہیں ہے نجیب، جلدی کام ختم کر کے واپس پہنچنا ہے "

"آپ لاہور نہیں گھومیں گے؟ "

"وہی گھومنے تو آیا ہوں.. "وہ آہستہ سے بڑبڑایا پھر سر جھٹکا "کام ہو جائے، معلومات مل جائیں پھر دیکھیں گے "

"کام کے ساتھ ساتھ میں آپ کو لاہور بھی گھمادوں گا "

"تم مجھے صرف آدم کہہ سکتے ہو یا آدم بھائی بھی "

نرمی سے اس سے کہا تو وہ جو الرٹ سا بیٹھا تھا یکدم ڈھیلا ہوا

"شکریہ، میں تو سمجھ رہا تھا آپ باقی انگریزوں کی طرح ماتھے پر بل ڈالے منہ بنا کر بیٹھے رہیں گے "

اس نے کچھ نہیں کہا، گاڑی رش بھری سڑکوں سے گزرتی کسی ہوٹل کے سامنے رکی تو وہ دونوں نیچے اترے، اب کی بار اس نے سامان خود ہی اٹھالیا، ریسیپشن پھر کمرے میں چھوڑ کر نجیب واپس چلا گیا تو وہ کھڑکی تک آیا، کمرہ چوتھی منزل پر تھا تو یہاں سے لاہور دور تک نظر آتا تھا

معطر صبا کا لاہور، اور جانے وہ خود کہاں تھی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کے ہوٹل سے دور، چند تنگ گلیاں مڑتے، چند چوبارے دیکھتے سفید گنبد والی مسجد کے سامنے والے گھر کا دروازہ کھل رہا تھا، کھلے دروازے سے اندر داخل ہوتی بائیک پر دانیال بیٹھا نظر آتا تھا، نیلی جینز پر سفید آدھے بازوں والی ٹی

شرٹ پہنے وہ کچھ تھکا سا نظر آرہا تھا، بائیک سے سامان اتارتے وہ برآمدے تک آیا اور وہاں رکھے تخت پر سبزی رکھی

"مبشرہ، پانی لانا "

موبائل نکالتے آواز اونچی کی جانتا تھا موبائل اٹھائے ریلز دیکھ رہی ہو گی تو بمشکل آنے گی، چند لمحے گزرے اور پانی کا گلاس اس کے سامنے آیا، گلاس اٹھاتے اس نے زرا کی زرا نظر اٹھائ تو رکا، ہلکے گلابی سوٹ پر دوپٹہ سینے پر پھیلائے، بالوں کو ہمیشہ کی طرح گول مول جوڑے میں باندھے وہ معطر تھی

"تمہارا پیپر نہیں تھا آج؟ "

"آدھہ گھنٹا ہو گیا واپس آئے "

وہ وہیں پر بیٹھ گئ

"کیسا ہوا؟ "

"ہو گیا، ختم ہوئ ایم فل "

"خود کو ہی شوق چڑھ گیا تھا انٹر نیشنل ریلیشنز میں ایم فل کرنے کا، کیا کرو گی اب؟"

"تو کیا گھر پہ بیٹھی رہتی ؟ امی نے جاب کرنے سے تو یوں منع کیا جیسے میں باہر جا کر مزدوری کرنے لگی تھی، سکول میں ہی پڑھانا تھا "

وہ ویسی ہی تھی، پر کشش چہرے سادہ انداز، نرم دل، نرم انداز اور ایک نئی چیز جو اس کی اندر آئی تھی، سنجید گی

"ضرورت نہیں تھی معطر، بابا کی پینشن تھی اور اب میری بھی اچھی خاصی سیلری ہے "

وہ چپ کر گئی، ڈھائی سال ہو گئے تھے، زندگی کتنی بدل گئی تھی، دانیال کی جاب لگ گئی، مبشرہ یونیورسٹی، عون کالج چلا گیا، امی کو مزید بیماریوں نے گھیر لیا، بیمار ہونے والے بابا کے جانے کا بھی یقین آگیا اور ان سب میں ایک دل تھا جو آج بھی سامنے والے کمرے کی کرسی میں اٹکا تھا، بابا کے جانے کے بعد روٹھ چکی خوشحالی واپس پلٹ آئی تھی، لیکن وہ اپنے باپ کو کہاں سے لاتی ؟

"چچا نے کچھ کہا پھر سے ؟ "

"کل پھر دھمکی دے رہے تھے کیس کی، دو ڈھائی سال ہو گئے ہیں ابھی تک ان دونوں کے اندر کیس کی ہمت نہیں آئی "

"میں جانتی ہوں وہ کیس کبھی نہیں کریں گے "

"تمہیں اتنا یقین کیوں ہے ؟ "

"کیونکہ تیمور صرف ہمیں تنگ کرنا چاہتا ہے "

وہ کہہ نا سکی اسے تنگ کرنا چاہتا ہے، پتا نہیں چاہتا کیا تھا یہ انسان

"خیر..... کیس کر بھی دیں تو ہم دیکھ لیں گے، امی کہاں ہیں ؟ "

"نماز پڑھ رہی ہیں "

وہ سر ہلا کر اٹھتا اندر کی طرف بڑھ گیا، تخت پہ دونوں جانب ہاتھ رکھتے معطر نے وہاں سے نظر آتے آسمان کو دیکھا

وہ ناواقف تھی کہ کسی کا بسیرا اس کے شہر کے مکاں بن گئے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چلتے چلتے وہ ایک بار پھر رکا، رک کر اوپر نیچے دیکھا پھر سر جھٹکتے آگے بڑھا

"آپ بار بار رک کیوں جاتے ہیں؟ "

"میں دراصل لاہور کی قدیم عمارتوں کو دیکھ رہا ہوں "

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھا

"صرف مساجد ہی قدیم لگ رہی ہیں آپ کو؟ "

وہ مساجد تھوڑی دیکھ رہا تھا وہ تو کسی چوبارے والی کھڑکی کو دیکھ رہا تھا جس پر کسی چوڑیوں کی شیدائی لڑکی نے دھاگے سے ہر رنگ کی چوڑیاں کھڑکی پر باندھ رکھی تھیں

"واپسی پر نماز پڑھنی ہے مسجد میں، اس لئے کوئی مسجد دیکھ رہا تھا "

کچھ جھوٹ سچ ملا کر اس نے بات ٹال دی، نجیب بنا کچھ کہے اب ایک گھر کے سامنے رک رہا تھا، تنگ سی گلیاں تھیں جہاں گاڑی نہیں آسکتی تھی تو وہ یہاں تک پیدل آئے تھے، دروازہ کھلا تو اندر سے نحیف بزرگ باہر نکلے، رک کر ان دونوں کو دیکھا

"جی؟ "

"چچا میں نجیب سلیم ہوں اور یہ آدم کیان، لندن سے آئے ہیں "

"کامل کے دوست ہو؟ "

ان کے چہرے پر یکدم روشنی سی پھوٹی تھی

"میں ایک صحافی ہوں، کامل کے کیس کی تحقیقات کر رہا ہوں "

اب کے وہ خود بولا تو بزرگ کے چہرے پر مایوسی ابھری

"اچھا اچھا، آجاؤ اندر۔"

"انہیں انگلش سمجھ آجاتی ہے؟ "

اس نے کچھ حیرانی سے نجیب کو دیکھا، اتنے چھوٹے محلے میں وہ ایک بزرگ سے انگلش سمجھنے کی توقع نہیں رکھتا تھا

"اپنے زمانے میں انگلش میں ایم اے کیا تھا انہوں نے، ساری معلومات اکٹھی کر رکھی ہیں میں نے"

وہ کچھ فخر سے بولا جیسے سامنے والا شخص اس کا خود کا باپ تھا، آدمصرف سر ہلا دیا، وہ دونوں اس سے پہلے کامل کی یونیورسٹی بھی گئے تھے، لیکن صرف ڈین کے آفس جاکر اس کی تعلیمی کارکردگی اور سرگرمیوں کا پتا کر کے واپس آ گئے تھے بزرگ دونوں کو اندر بٹھاتے خود باہر چلے گئے، کچھ دیر بعد واپس آئے تو شربت اٹھا رکھا تھا

"گھر میں کوئی ہے نہیں ورنہ میں آپ کو کھانا ضرور کھلاتا "

"اس کی بھی ضرورت نہیں تھی، مجھے صرف چند سوالات پوچھنے ہیں، آپ بیٹھ جائیں پلیز "

اس نے گلاس تھاما تو وہ اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھے، وہ غالباً بیٹھک تھی جہاں آمنے سامنے تین تین کرسیاں رکھی تھیں، درمیان میں ٹیبل جس پر گلدان پڑا تھا

"کامل ٹھیک ہے نا؟ "

بے چینی، باپ کی شفقت، فکر، ہر شے ان کے لہجے میں گھل گئ

"وہ ٹھیک ہے، اور اگر وہ بے قصور ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں وہ باہر ضرور آئے گا "

"اس کا کوئ قصور نہیں ہے، میرا بیٹا تو کسی کا برا بھی نہیں کرتا تھا، تم پورے محلے سے پوچھ لو مجال ہے جو کسی کو اس سے شکایت ہو "

"وہ یہاں اتنا اچھا ہو گا انکل لیکن برطانیہ میں زرا مختلف ماحول ہے، اس پر الزام ہے کہ وہ کچھ تنظیموں کے ساتھ شدت پسند واقعات میں شریک رہا ہے، گو برطانیہ میں اس طرح کا کوئ عمل اس نے نہیں کیا لیکن یہ الزام اس پر پاکستان

میں ان تنظیموں کے ساتھ شمولیت کا کہہ کر لگایا گیا ہے۔ پولیس تحقیات کر رہی ہے یا تو اسے سزا ہو جائے گی یا وہ ڈی پورٹ کر دیا جائے گا، دونوں صورتوں میں اس کے لئے مشکل کھڑی ہو جائے گی، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سب بتائیں اور سچ سچ بتائیں "

"میں سچ کہہ رہا ہوں، پولیس نے اسے بلاوجہ گرفتار کیا ہے "

"بلاوجہ تو خیر نہیں کیا، مقدمہ درج کیا گیا تھا ان دونوں پر چوری کا، یہیں سے سارا معاملہ شروع ہوا تھا "

"میں نے اپنے بیٹے کو چوری اور دغا بازی نہیں سکھائی "

وہ آگے کو ہوا، شربت کا گلاس میز پر رکھا

"میری بات غور سے سنیں انکل، مجھے کامل کی ایک ایک بات بتائیں، بچپن سے لے کر اب تک کی ہر بات، اس کی کسی سے لڑائی ہوئی ہے تو وہ لڑائی بھی بتائیں "

"لڑتا تو نہیں تھا۔۔۔ "

ان کی آواز بیٹھک میں گونجنے لگی، بچپن سے لے کراب تک کے اہم واقعات، وہ خاموشی سے سنتا رہا، ذہن مزید الجھ گیا، اتنا ہی شفاف تھا تو پولیس نے کیوں گرفتار کیا تھا؟ یا کچھ تھا جو وہ مس کر رہا تھا؟ اس کے پاس صرف آٹھ دن کی چھٹی تھی، ان آٹھ دنوں میں اسے یہ سارا معاملہ دیکھنا تھا، معطر کو ڈھونڈنا تھا، وہ مل جاتی تو اس سے بات کرنی تھی، کئی افسانے چھیڑنے تھے اور یہاں وہ پہلے ہی قدم پر پھنس گیا تھا

"جتنا یہ بتا رہے ہیں اتنا شریف تو ہرگز نہیں ہو گا یہ کامل "

باہر نکلتے نجیب نے سب سے پہلے یہی تبصرہ کیا تھا

"ظاہر ہے وہ میرے سامنے اس کی برائی تھوڑی کریں گے "

"آپ کو دیکھ کر لگتا نہیں ہے کہ آپ مشہور اینکر پرسن آدم کیان ہیں "

"کیوں؟ "

وہ رکا، دور کسی مسجد سے ظہر کی اذان کی آواز آ رہی تھی، یا شاید کہیں پاس سے ہی، نماز پڑھ لیں یا واپس جائیں؟

"زرا ایٹیٹیوڈ نہیں ہے آپ میں "

وہ سر جھٹک کر رہ گیا، پھر آگے چلتے زرا کی زرا نظر اٹھا کر ارد گرد دیکھا، قدیم گلیوں والا محلہ، چوبارے۔۔۔۔

"یونیورسٹی چلیں گے یا کہیں اور؟"

اس نے رخ واپس موڑ لیا، (چوبارے؟)

"واپس چلو سات دن ہی بچے ہیں میرے پاس، آٹھ دن کی چھٹی لے کر آیا تھا"

"بڑے ظالم ہیں آپ کے آفس والے"

اس کے قدم واپسی کی طرف مڑ رہے تھے لیکن دل یہی کہیں اٹک گیا تھا، کوئی تھا جو کہہ رہا تھا کہ اسے اس گلی کے آخری کونے تک جانا چاہیئے، وہ آگے چلتے نجیب سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اس گلی میں کوئی مسجد تھی؟ لیکن وہ تیزی سے آگے کی طرف جا رہا تھا، سات دن، اس کے پاس صرف سات دن تھے!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کامل منظور کی زندگی گویا یونیورسٹی سے گھر اور گھر سے یونیورسٹی تک محدود تھی،
ان دونوں نے محلے میں بھی جانچ پڑتال کی، اس کے دوستوں سے بھی پوچھا لیکن
نا کچھ علم ہو سکا نا کوئی ایسی بات علم میں آسکی جس پر شک کیا جا سکے

"پرنسپل سے ملیں گے یا پروفیسر سے؟ "

یونیورسٹی کو ارد گرد دیکھتے اس نے نظر گھما کر نجیب کو دیکھا

"دونوں سے نہیں، مجھے اس کے کلاس فیلوز سے ملنا ہے "

وہ سیڑھیاں چڑھتے اوپر جا رہے تھے، کامل بی ایس فزکس کے پہلے سیمسٹر میں
تھا جب اسے اسکالر شپ پر انگلینڈ بھیجا گیا تھا، اسے گئے چوتھا ماہ تھا جب یہ سب
ہوا

" تین ماہ پڑھا ہو گا یہاں، کلاس فیلوز کتنا جان سکتے ہیں؟ "

" تین ماہ میں محبت تک ہو جایا کرتی ہے نجیب یہ تو دوسری ہے، "

"ذاتی تجربہ..... کیپ پہن لیں ویسے" وہ جو کچھ اور کہنے لگا تھا اس کی گھوری پر
فوراً بات بدلی

"کیوں؟ "

"پہچان لئے جائیں گے، نوجوانوں میں زیادہ مشہور ہیں آپ "

"چھوڑو، یہاں کون جانتا ہو گا مجھے "

ہاتھ جھلاتے وہ ایک کلاس کے سامنے رکا تو اندر پڑھاتے پروفیسر لمحہ بھر کو رکے

"جی؟ "

"یہ--- "

"میں آدم کیان ہوں، سٹوڈنٹس سے کچھ بات کرنی تھی، پرنسپل سے اجازت لے کر یہاں آئے ہیں "

اس سے پہلے کہ نجیب اس کی شان میں زمین آسمان کے قلابے ملاتا اس نے خود ہی اپنا تعارف کروادیا، پروفیسر نے سر ہلایا تو وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور جیسے اندر بیٹھے سٹوڈنٹس کے منہ کھلے پھر یکدم کسی کونے سے ہوٹنگ کی آواز آئی، وہ وہیں رک گیا، ایک نظر نجیب کو دیکھا جو دانت نکال رہا تھا پھر گہری سانس لی

"السلام علیکم "

مسکراتے ہوئے ان سب کو دیکھا تو پوری کلاس یکدم کھڑی ہوئی اور استقبالیہ جملے کہنے لگی، کسی نے ساتھ کھڑے پروفیسر کو بھی آکر سرگوشی میں بتادیا تو وہ

بھی کچھ الجھن اور تعجب میں اسے ڈائس پر آنے کی دعوت دینے لگے، وہ گہری سانس لیتے ڈائس تک آیا پھر ہلکا سا مسکرایا

"میرا خیال ہے پاکستان میں مجھے اس طرح کا استقبال کہیں نہیں ملے گا "

"آپ ہمارے لئے آئیڈیل ہیں سر "

"ویلکم ٹو پاکستان "

"کچھ کہیں سر "

"کچھ سنائیں سر "

اس نے سر کو خم دیا پھر نجیب کو گھورا، کہا بھی تھا اسے کہ علیحدہ میں لڑکوں کو بلا کر پوچھ لیں گے لیکن نہیں، وہ کھیسا کر پہلے بینچ پر جا بیٹھا تھا

"میں تقریر کرنے میں بہت برا ہوں، میرا خیال ہے آپ لوگ بور ہو جائیں گے "

"ہم بور ہو کر بھی خوشی سے سن لیں گے "

"لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مجھے تقریر کرنی نہیں آتی "

وہ کھنکارا

"جیسے شو میں بولتے ہیں ویسے ہی یہاں بھی بولنا شروع کر دیں "

"آپ میں سے کوئ پھر میرے سامنے آکر بیٹھ جائے "

اس نے کریم کلر کی شرٹ کے بازو موڑ رکھے تھے، بال پیچھے کو جمے تھے، وہ وہاں عام سے حلیے میں آیا تھا اور وہ عام سے حلیے میں بھی چھا جانے کی صلاحیت رکھتا تھا

"گو ہم ہار جائیں گے لیکن آپ سے ہارنا باعث فخر ہو گا "

کن اکھیوں سے اسے نظر آیا کہ کھڑے مجمعے میں سے ایک لڑکا آہستہ سے نیچے جھکا تھا، اس کا ہاتھ گردن پر گیا تھا پھر سینے پر پھر وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا

"تم ٹھیک ہو "

وہ جھٹکے سے وہاں سے ہٹتا اوپری رو تک پہنچا لڑکا تب تک سفید پڑتے چہرے کے ساتھ نیچے گر چکا تھا، ساری کلاس جیسے یکدم بوکھلا کر ان کے ارد گرد جمع ہوئ

"نجیب ایمبولینس کو کال کرو "

وہ چلا کر لڑکے کے ساتھ بیٹھا، اس کی آنکھیں پھٹ رہی تھیں، سانس اکھڑ رہی تھی، وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا اور اس کا گال تھپتپایا

"سنو، بچے گہری سانس لو، زور سے "

وہ نہیں سن رہا تھا، دو تین لڑکے اس کے پاس بیٹھے اس کا کاندھا ہلانے لگے

"کوئی ہے جو سی پی آر دینے میں مدد کر سکے؟ "

وہ چلایا، پھر زور سے اس کے سینے پر ہاتھ مارا، لڑکے کے سینے کو جھٹکا لگا لیکن وہ سانس نہیں لے رہا تھا

"سر، میں۔۔۔۔"

کوئی بوکھلایا سا آگے کو ہوا، آدم اسے سنے بغیر اس کا سینا مسل رہا تھا، دوسرا لڑکا اس کے ساتھ آیا اور اسے سی پی آر دینے لگا

"یہاں سے دور رہو سب، گھٹن بڑھ جائے گی "

وہ اس کا سینے مسلتے ایک بار پھر زور سے چلایا، کچھ نے سنا اور ہٹ گئے کچھ وہیں ٹھہرے رہے، دو منٹ تک وہ اور دوسرا لڑکا اسے سی پی آر دیتے رہے اس کے ساتھ بیٹھے لڑکے نے اب کی بار کچھ زور سے اس کے سینے پر ایک ہاتھ رکھ کر مارا، اس کی گویا سینے میں اٹکی سانس باہر آئی، سفید پڑتا چہرہ سرخ ہوا پھر وہ کھانستے ہوئے ہلا، آنکھیں اپنے مقام سے ہٹیں، کوئی آگے بڑھا اور اسے سیدھا کیا، چند

دوسرے پروفیسر بھی کمرے میں آ گئے تھے، آدم کا سینے میں دھڑکن چھوڑتا دل اپنے مقام پر واپس آیا، ایک پل کو اسے لگا تھا کہ وہ بس مر ہی گیا ہے

"اسے ہاسپٹل لے کر جائیں "

اس نے سہارا دے کر لڑکے کو باہر لے جاتے پروفیسر اور دوسرے سٹوڈنٹس سے کہا پھر مڑتے اس لڑکے کو دیکھا جس نے اس کی مدد کی تھی

"تم باہر ملو مجھے "

اس کا ہلتا سر دیکھنے سے پہلے وہ مڑ کر پروفیسر کی طرف آیا جو اس کا شکریہ ادا کرتے کچھ کہہ رہے تھے، دس منٹ ان کے ساتھ ٹھہرتے جب وہ واپس مڑنے لگا تو وہی لڑکا ان تک چلا آیا

"نام کیا ہے تمہارا؟ "

"شاہ رخ "

"بہادر ہو، ورنہ ایک پل کو تو میں خود بوکھلا گیا تھا "

وہ کچھ جھینپ کر مسکرایا

"ہمیں ٹریننگ میں سکھایا گیا تھا یہ سب، اندازہ نہیں تھا کہ ضرورت پڑے گی "

"گڈ، علم ہونا چاہئے ان سب کا، نجیب اس کی تصویر لے کر ذرا شیئر کرنا اپنے پیج پر، لوگوں کو سی پی آر کی اہمیت کا علم ہونا چاہئے "

"نجیب نے سر ہلاتے اسے سیدھا کھڑا کرتے دھڑا دھڑ دو چار تصویریں لیں

"کامل منظور کو جانتے ہو تم؟ "

"جی سر، وہ میرا بہت اچھا نا صحیح لیکن دوست تھا "

"اس کی کوئی ایسی سرگرمی جو تمہیں مشکوک لگے؟ "

"نہیں سر، اچھا لڑکا تھا" وہ کچھ اور بھی کہہ رہا تھا، وہ بے دلی سے سنتا رہا، کیا اس نے یہاں آکر غلطی کی تھی؟ یہاں تو سب نارمل تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو دن تک اسے کچھ علم نا ہو سکا تو وہ دونوں دوبارہ سے کامل کے گھر چلے گئے، اس کے پاس مزید صرف چار دن بچے تھے اور ان چار دنوں میں اسے معطر کو ڈھونڈنا

تھا، دروازہ اس بار کسی چھوٹے لڑکے نے کھولا تھا، ان دونوں کو اندر کی طرف لے جاتے ہوئے راہداری سے گزرتے ہوئے وہ ایک تصویر کے سامنے رکا وہ کامل کی تصویر تھی لیکن اکیلے نہیں تھی، چند دوسرے لڑکے بھی تھے جنہوں نے سیاہ رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا

"آجائیں آدم بھائی "

نجیب کی آواز پر وہ آگے بڑھ گیا لیکن دماغ میں وہ کوٹ اٹک سا گیا

"آج آپ لوگ کھانا کھائے بغیر نہیں جائیں گے "

منظور صاحب کئی پلیٹیں اٹھائے بیٹھک میں رکھتے یہ جملہ قریب دس بار بول چکے تھے

"تم لوگ کچھ زیادہ کھلاتے پلاتے نہیں ہو؟ "

اس نے جھک کر سرگوشی کی تو نجیب کا سینہ فخر سے کچھ چوڑا ہوا

"آپ کو علم نہیں ہم کتنے مہمان نواز لوگ ہیں؟ "

اگر وہ نجیب کو نا جانتا ہوتا تو اسے معطر کا بھائی سمجھ لیتا، اسی کی طرح ہر وقت اپنے ملک اور لاہور کی شان میں زمین آسمان کے قلابے ملاتا رہتا تھا

"باہر جو تصویر کامل کی چند لڑکوں کے ساتھ لگی ہے وہ کس چیز کی ہے ؟ "

اس نے دو چار نوالے لینے کے بعد ہاتھ کھینچ لیا تھا، بریانی البتہ اس نے پیٹ بھر کر کھائ تھی

"وہ ایک ٹریننگ کے سلسلے میں کشمیر گیا تھا، اس کے ساتھ چند دوست بھی تھے، دو ماہ کی ٹریننگ تھی، ہنگامی حالات سے نبٹنے کے لئے ابتدائی تعلیم دی گئ تھی

"

اس نے سر ہلا دیا، غالباً وہی ٹریننگ جس کا زکر اس کا دوست کر رہا تھا، نجیب کھانا کھانے اور وہ ان سے دو چار مزید معلومات لینے کا بعد واپس پلٹنے لگے تو وہ کافی حد تک بے زار لگ رہا تھا

"آپ کو لگتا ہے لاہور میں مزہ نہیں آ رہا "

تنگ گلیوں سے ہوتے وہ مسجد کی طرف جا رہے تھے، ظہر کا وقت تھا تو نماز پڑھ کر پھر واپس جانے کا ارادہ تھا

"گھومنے تھوڑی آیا ہوں یہاں "

وہ اپنے قدموں کو دیکھ رہا تھا، اسی لاہور کی کچھ گلیوں میں معطر صبا بھی رہتی تھی

"مجھے لگا تھا دو دن میں کام نبٹ جائے گا تو آپ کو لاہور گھماؤں گا، بادشاہی مسجد ،داتا دربار، مینار پاکستان، اور بھی بہت سی جگہیں "

گلی نسبتاً کھلی تھی لیکن اتنی نہیں کہ وہاں گاڑی کھڑی کی جاسکتی، اپنے قدموں کو گنتے اس نے سر اٹھا کر ساتھ چلتے نجیب کو دیکھا

"نجیب "

"جی "

"اگر ہمیں لاہور میں کسی کو ڈھونڈنا ہو تو سب سے بہتر طریقہ کیا ہے؟ "

"پوسٹ کر دیں اپنے اکاؤنٹ پہ، اگلا بندہ خود ہی آپ کے پاس آجائے گا "

"اوہووں۔۔ کوئی اور؟ "

"اخبار میں خبر دے دیں "

"کوئی مناسب طریقہ؟ "

"مساجد میں اعلان کروادیں "

"بہت اچھے "

اسے گھورا تو وہ گڑبڑایا

"اچھا یہ والا تھوڑا مشکل ہے لیکن نادرا سے رابطہ کیا جا سکتا ہے، جسے ڈھونڈنا ہے اس کی تصویر اور نام دیں وہ آپ کو ڈھونڈ دیں گے لیکن عام لوگوں کے لئے یہ زرا مشکل ہے "

مسجد سے باہر جوتا اتارتے اس نے سوچا کہ یہ طریقہ بہتر تھا، اس پر عمل کیا جا سکتا تھا

نماز پڑھنے دعا مانگنے کے بعد وہ کچھ دیر وہیں بیٹھا رہا، لاہور میں سب سے اچھی چیز جو اسے لگی تھی وہ یہاں کی مساجد تھیں، عجیب سکون، عجیب نور جیسی فضا، سر اٹھا کر اس نے مسجد کی چھت کو دیکھا، انہیں مساجد میں سے کسی کے سامنے اس کا گھر تھا، وہ لاہور کی سڑکوں پر چلتے ہوئے نظریں ارد گرد رکھتا، سڑکوں پر چلتی ہر گاڑی کو دیکھتا، چوڑیوں والی ہر دکان پر رک کر اس نے اندر جھانکا تھا، جانے وہ ایک لڑکی اتنے بڑے شہر میں کہاں تھی، سر جھٹکتے اس نے جیب سے موبائل نکالا، مارک کی کال آ رہی تھی

"ہیلو "

دوسری جانب وہ کچھ کہہ رہا تھا، جانے سگنلز کا مسئلہ تھا یا کیا لیکن اسے سنائی نہیں دے رہا تھا

"مارک، آواز آرہی ہے تمہیں؟ "

وہ جگہ سے اٹھتا کچھ آگے ہوا، پھر جھنجلا کر موبائل کو دیکھا

"ہیلو؟ "

ساتھ بیٹھا نجیب اٹھتے اس تک آیا

"آدم بھائی نیچے اِدھر سگنلز آج کل برے آرہے ہیں، نیٹ ورک پرابلم چل رہی ہے، آپ اوپر چھت پر چلے جائیں "

"اوپر کہاں سے جانا ہے؟ "

اس نے موبائل کان سے ہٹایا

"میں امام صاحب سے پوچھتا ہوں "

وہ نجیب کے ساتھ ہی امام صاحب کی طرف گیا، مارک کی جانب سے کال کاٹ دی گئی تھی، اس نے کچھ جھنجھلا کر واٹسپ کھولا

"ہم اوپر جانے نہیں دیتے کسی کو، بے پردگی ہوتی ہے لیکن آپ خاص مہمان ہیں تو آپ چلے جائیں، برآمدے کے سامنے پہلے ستون سے سیڑھیاں نکل رہی ہیں "

اس نے بے دھیانی سے بات سنتے سر ہلایا پھر شکریہ کہتے باہر کی طرف گیا، سگنلز کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا، دوبارہ سے کال ملاتے پہلی سیڑھی چڑھتے وہ اوپر دیکھتے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے چلنے لگا

"ہیلو؟ مارک؟ "

آواز کٹ رہی تھی، وہ کچھ تیزی سے اوپر کی طرف گیا

"آواز آرہی ہے؟ "

"اب آرہی ہے، کہاں ہو تم؟ "

چھت پر پہنچتے اس نے کچھ سکون کا سانس لیا ہی تھا جب احساس ہوا یہاں گویا جہنم کی سی گرمی تھی

"کسی محلے میں ہوں، یہاں نیٹ ورک کا مسئلہ آرہا ہے "

" صحیح، کچھ علم ہوا؟ "

"ابھی تک تو نہیں "

اس نے ہاتھ بڑھا کا گریبان کا اوپری بٹن کھولا، چھت مستطیل تھی، ارد گرد ڈھیروں گھر، چھوٹی سی دیوار دے رکھی تھی، وہ چلتے ہوئے دیوار تک گیا

" یہاں بھی سب کلیئر ہے، کریم سیدھا سادہ انسان ہے، میں واپس برطانیہ جا رہا ہوں آج، وہاں جا کر پولیس سے دوبارہ پوچھ تاچھ کروں گا، اس دن انسپکٹر کسی سرٹیفکیٹ کی بات کر رہا تھا جو میں دیکھ نہیں سکا "

"کون سا سرٹیفکیٹ؟ "

" یہ تو واپس جانے پر ہی معلوم ہو گا، تم کب آ رہے ہو؟ "

" دیکھوں گا، یہاں کچھ نا ملا تو میں بھی واپس آ رہا ہوں "

افففف یہ گرمی، اس نے دوسرا بٹن بھی کھولا پھر سر اٹھا کر سورج کو گھورا، گویا وہ اس کی گھوری سے ڈر کر تھوڑا ٹھنڈا ہو جائے گا

" دیکھ لو، مجھے تو لگ رہا ہے ہم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں، پولیس یوں ہی تھوڑی گرفتار کرتی ہے "

"تم نوٹ کرو مارک، یہاں کے ریکارڈ کے مطابق کامل بالکل سادہ سا لڑکا ہے، لوگوں کی مدد کرنے والا، بلکہ اس نے "......

اس کے باقی الفاظ زبان پہ رہ گئے، ذہن میں کچھ کلک ہوا

"تم کس سرٹیفیکیٹ کی بات کر رہے ہو؟ "

رک کر اس سے پوچھا

"انسپکٹر نے بتایا تھا ایک سرٹیفیکیٹ کا، معاملہ شاید اسی کی وجہ سے خراب ہوا تھا "

اور تب اسے وہ مخصوص رنگ کا کوٹ یاد آیا، اس لڑکے کا کسی ٹریننگ کا ذکر

"تم ایسا کرو فوراً واپس پہنچو اور مجھے اس سرٹیفکیٹ سے متعلق سب کچھ معلوم کر کے بتاؤ "

وہ تیزی سے بولا پھر ہاتھ دوبارہ گلے کی طرف لے جاتے سرسری سی نظر ارد گرد ڈالی، یوں ہی خواہ مخواہ کی نظر جیسے کوئی دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے ارد گرد کا منظر کیسا ہے، وہ جس جگہ کھڑا ہے وہ جگہ کون سی ہے، وہ جس مقام پر ہے وہ مقام کون سا ہے، اس کے سامنے کیا ہے

اس کا گریبان کی طرف بڑھتا ہاتھ نیچے آ گرا، اس کے سامنے چوبارہ تھا، اس چوبارے سے نظر آتی کھڑکی کا پٹ کھلا تھا، کھلی کھڑکی کی ایک طرف کسی نے دھاگہ باندھ رکھا تھا، رنگ برنگی چوڑیاں جو دھاگے سے بندھی دوسری کھڑکی تک جا رہی تھیں، وہ رنگ کھو چکی تھیں، سامنے نظر آتا دوسرے دیس کا باسی الفاظ کھو چکا تھا، اسے نامارک کی آواز آ رہی تھی نا کسی گرمی کا احساس ہو رہا تھا ، نظریں صرف سامنے جمی تھیں جہاں کسی مشرق کی لڑکی کی چوڑیاں لٹکی تھیں

"اور اگر تم لاہور آؤ تو کوئی ایسی کھڑکی ڈھونڈنا"

تو وہ جس نے وہ کھڑکی ڈھونڈ لی تھی اس نے اس چھت پر کھڑے اپنا آپ کھو دیا تھا، گلے میں گلٹی ابھری، وہ بے ساختہ دو قدم آگے کو ہوا، پھر دیوار پر ہاتھ رکھا، وہ گرم تھی اور بے انتہا تھی، اس کا جسم گرمی کو فلوقت محسوس کرنے سے قاصر تھا، سورج نیچے کی طرف جا رہا تھا لیکن آج نا ہوا تھی نا بادل، اسے لاہور سے ایک شکوہ تھا، خوبصورت لاہور اس قدر گرم مزاج کیوں تھا؟

اسے لاہور کی معطر صبا سے بھی ایک شکوہ تھا، وہ آئی تھی تو رابطے توڑ کر کیوں آئی تھی؟

مارک موبائل کے پار سے کچھ کہہ رہا تھا، اس کا ہاتھ پھر سے کان پر گیا

"مارک۔۔۔ "

"کہاں چلے گئے تھے؟ "

"یہیں کہیں۔۔۔ "

وہ سامنے دیکھ رہا تھا، سامنے کے کمرے کی مکین وہاں نہیں تھی، جانے وہ اس گھر میں بھی تھی یا نہیں، جانے وہ اب اس کی زندگی میں بھی تھی یا نہیں

"تم سن رہے ہو مجھے؟ "

وہ مسلسل بول رہا تھا، وہ مسلسل خاموش تھا

"میں بعد میں۔۔۔ بعد میں بات کرتا ہوں "

اس نے بنا کچھ سنے کال کاٹ دی، وہ اس جگہ آج تیسری بار آیا تھا، وہ جس لڑکی کو پورے لاہور میں ڈھونڈتا رہا تھا وہ اس جگہ کی مکین تھی؟ اس کے حلق میں کانٹے

اگے ، آنکھیں بند کرتے اس نے سر جھٹکا، پھر آنکھیں کھولیں، پھر ہاتھ سر پر پھیرا، نظر کھڑکی پر گئی، اس نے پھر سے آنکھیں بند کرتے کھولیں

"معطر "...

لبوں سے سرگوشی نکلی، کاش وہ سن پاتی، کاش وہ کسی قاصد سے کہہ کر اس تک پیغام پہنچا پاتا، کاش یہ ممکن ہوتا

"آدم بھائی "....

وہ چونکا، نجیب پیچھے سے اس کی طرف آرہا تھا

"یہاں کیوں ٹھہرے ہیں؟ "

وہ منجمد ہو گیا تھا، کسی نے قدم بھی چھین لئے تھے، چلنے کی طاقت بھی

"یہ---یہ گھر کس کا ہے نجیب؟ "

نجیب کی نظر سامنے گئی

"معلوم نہیں،، پتا کروادوں؟"اس کا سر ہلا، وہ نا اس جگہ سے نظریں ہٹا رہا تھا نا اس جگہ سے ہل رہا تھا، آنکھیں وہیں جمی تھیں، دل بھی وہیں اٹکا تھا

"آپ پہلے نیچے تو چلیں، دیکھیں آپ کی شرٹ پسینے سے گیلی ہو گئی ہے "

اسے پہلی بار احساس ہوا کہ وہاں گرمی تھی، پہلی بار سامنے والے کمرے کے علاوہ کسی چیز کا احساس ہوا، سر جھٹکتے وہ وہاں سے ہٹا

"مجھے شام تک ڈیٹیل لادو اس گھر سے متلعق "

وہ اب بھی وہیں دیکھ رہا تھا، معطر صبا صرف ایک بار نظر آجائے، صرف ایک بار، حبس زدہ ماحول میں ہلکی سی ہوا چلی، وہ گرمی مٹانے کو ناکافی تھی لیکن اس ہوا سے کانچ کی چوڑیاں ہلنے لگیں

"کامل کا تعلق ہے اس گھر سے؟ "

نجیب ٹھٹکا

"نہیں ".....

اس گھر سے کسی اور کا تعلق تھا، اس گھر سے اس کا خود کا دل جڑا تھا، گلے میں ابھرتی گلٹی، چہرے پر پھیلتی بے چینی، دماغ میں چلتے جھکڑ، وہ آہستہ سے پیچھے ہوا، نجیب کچھ کہہ رہا تھا، وہ صرف اس ساز کو سن رہا تھا جو چوڑیوں کے آپس میں ٹکرانے سے پیدا ہوا تھا، نجیب آگے تھا، وہ سیڑھیوں کے پاس رکا، یہاں سے چوڑیاں نظر نہیں آتی تھیں

اسے یقین تھا معطر صبا یہیں کی رہنے والی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ڈاکٹر ہے اور غریب مریضوں کا تو مفت علاج کرتا ہے "

اس نے یہ جملہ چھت سے نیچے اترتے ہوئے سنا تھا اور بنا کوئی نوٹس لئے برآمدے کی سیڑھیاں اترتی تخت پر کپڑے رکھتی انہیں تہہ لگانے لگی

"یہیں پاس کی گلی میں گھر ہے فی الحال، کہہ رہا تھا کہ کہیں اور لے لے گا جلد "

اب کی بار آواز دانیال کی تھی

"شکل وصورت بھی اچھی ہے "

"زرا عقل بھی چیک کر لیتے موصوف کی امی جو یہاں رشتہ بھیجنے کی بات کر رہے ہیں "

اب کہ وہ ناگواری سے بولی تھی

"تو کیا تم ساری زندگی یہیں رہو گی ؟ "

"میرا بھائی مجھے دو وقت کی روٹی بھی نہیں کھلا سکتا؟ "

اس نے شاکی نظروں سے دانیال کو دیکھا تو وہ گڑبڑایا

"روٹی تین وقت کی ہوتی ہے اور پھر تمہارے دوسرے اخراجات بھی ہیں وہ کون پورے کرے گا؟ "

دروازے سے اندر آتے عون اور کچن سے نکلتی مبشرہ نے بھی امی کی یہ آواز سنی تھی، قصہ پرانا تھا تو وہ دونوں اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے

"میں اپنا کما لوں گی "

"گھر میرے نام ہے "

"آپ مجھے گھر سے نکالیں گی؟ "

اسے دکھ ہوا

"ہاں، دانیال بلاؤ اس لڑکے کو، بس اب میں اس کی شادی کر رہی ہوں "

وہ تخت سے اٹھتی فیصلہ کن انداز میں بولیں تو دانیال سر ہلا گیا، معطر کپڑے وہیں پٹختی اس تک آئی

"خبردار جو اگر کسی ڈاکٹر نے یہاں قدم بھی رکھا تو "

"کیا کرو گی؟ ٹانگیں توڑو گی؟ "

وہ نیم دراز تخت پر لیٹ گیا

"میں اس کی نہیں تمہاری ٹانگیں توڑوں گی "

"بھائی کو لنگڑا کرو گی؟ "

"بھائی کو بہن کا احساس ہے؟ "

اب کہ دانیال کچھ سیدھا ہوا اور اسے دیکھا جو کچھ تپی اور بے زار لگ رہی تھی، ڈیڑھ سال سے اس گھر میں یہی تکرار ہو رہی تھی

"معطر! شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں تم؟ "

"مجھے وقت چاہئے "

"دو ڈھائی سال کافی ہوتے ہیں "

"کچھ غم بھلانے کے لئے سو سال کی عمر بھی مل جائے تو نا کافی لگتی ہے "

وہ وہیں تخت پر اس کے ساتھ بیٹھ گئ

"اس طرح خود کو ضائع کرنے سے بابا واپس نہیں آئیں گے "

"ان کاز کر ایسے مت کیا کرو "

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم تیمور کی وجہ سے "....

معطر نے اس کی بات کاٹ دی

"اس کا تو نام بھی مت لو "

کچھ پل کو وہ دونوں خاموش رہے، معطر آسمان کو دیکھ رہی تھی، کچھ دن سے حبس بہت بڑھ گیا تھا شاید بارشوں کی پیش گوئ سچ ثابت ہونے والی تھی، لاہور کی بارشیں دیکھنے میں اچھی لگتی تھیں لیکن گلیاں جیسے سمندر میں تبدیل ہو جایا کرتی تھیں

"مجھے ڈر لگتا ہے"

"کس چیز سے ؟" وہ رک کر معطر کو دیکھنے لگا

"شادی کے خیال سے، میرے ارد گرد شادیوں کا انجام کسی فیری ٹیل جیسا نہیں ہے جو مجھے متاثر کر سکے، میں نے محبت کا نام لے کر جوڑے جانے والے اس تعلق کا بہت برا اختتام دیکھا ہے، مجھے اب اس لفظ سے خوف آتا ہے "

"تم خواہ مخواہ ڈرتی ہو معطر، ہر جگہ دو طرح کی کہانیاں ہوتی ہیں، یہ تمہارا ذہن ہے جو تمہیں منفی کہانیاں دکھا رہا ہے کیونکہ تمہارے ذہن کو کوئی بہانہ چاہئے جس سے تم شادی سے منع کر سکو "

"شاید ایسا ہی ہے لیکن امی سے کہو مجھے فی الحال فورس نا کریں، مجھے کچھ عرصہ لگے گا خود کو راضی کرنے میں"

"اچھا یہ تو بتادو کہ کب تک دل کو راضی کر لو گی؟ میں بھی ذرا امی کو کہوں لگے ہاتھوں میرا ابھی سوچ لیں "

"بس، اپنی پڑ جاتی ہے موصوف کو، مبشرہ یہ کپڑوں کو تہہ لگاؤ آکر جب دیکھو یا تو موبائل چلاتی رہتی ہے یا سوئی رہتی ہے "

اس کے اندر کی بڑی بہن فوراً باہر نکلی، مبشرہ ڈھیٹوں کی طرح بیٹھی رہی، جب تک معطر دو تین مرتبہ مزید آواز نا لگاتی اس نے نہیں اٹھنا تھا۔ مجال تھی جو چھوٹی بہنیں پہلی آواز پر کوئی کام کر لیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اس گھر کے مالک کا نام افتخار صاحب ہے، ڈھائی سال پہلے ان کا انتقال ہو گیا تھا، اب ان کی بیوی اور بچے اس گھر میں رہتے ہیں "

"اور....؟ "

"اور کیا پتا کروانا تھا؟ "

نجیب گڑ بڑایا، کرسی پر آگے کو ہو کر بیٹھا آدم سیدھا ہوا

"تم نے بس گھر کس کا ہے یہ معلوم کروایا ہے؟ "

اس کا دل کیا رکھ کر تھپڑ لگائے اس لڑکے کو، زبان یوں چلتی تھی کہ خدا کی پناہ اور کام چور اتنا کہ حد نہیں

"نہیں، میرا مطلب یہ بھی پتا کروایا تھا کہ چار بچے ہیں ان کے، دو بیٹیاں دو بیٹے "

"یہ باتیں وہاں محلے میں کھڑے کھڑے بھی بندہ پتا کروا لیتا ہے "

"لیکن آدم بھائی آپ در حقیقت پتا کیا کروانا چاہ رہے ہیں ؟ "

کوئی لڑکی جس کا نام معطر صبا تھا، وہ اس شہر کے اسی مکان میں رہتی تھی ،اسے بس اسی کے حال سے غرض تھی

"ایسا کرو مجھے پتا کروا دو کہ ان کے گھر میں سب کیا جاب کرتے ہیں، بچے کتنا پڑھے ہوئے ہیں، کیا کیا پڑھ رہے ہیں، شادی شدہ ہیں یا نہیں (سرسری سا انداز، تیزی سے دھڑکتا دل) بلکہ یہ بھی کہ کسی کرائے دار کی ضرورت ہے یا نہیں؟

"

وہ اٹھتے ہوئے کبرڈ تک گیا۔ شرٹ اور جینز نکالی

"آپ اس محلے میں کسے کرائے دار ٹھہرانا چاہتے ہیں؟ "

اب کے وہ کچھ تحمل سے پلٹا

"خود کو "

"آئیں ؟؟" نجیب کا چہرہ ہونق لگنے لگا "آپ کیوں؟ کیا؟ کس لئے ؟ "

"منہ بند کرو اور مجھے پتا کروا کر دو، تمہارے پاس صرف بیس منٹ ہیں "

وہ شرٹ لیتا واش روم میں گھس گیا، تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو نجیب موبائل کان سے لگائے اندر آ رہا تھا، وہ وہیں رک کر اسے دیکھنے لگا، اب وہ یا تو زندگی کا پیغام لایا ہو گا یا موت کا، موت معطر صبا کا کسی اور کے نام ہونا۔ زندگی، اس سیاہ رات کی طرح اسے ایک موقع دیا گیا ہو، نجیب وہیں کمرے میں چکر لگاتا بات پوری کرتا رہا، اس کی سمجھ میں ایک لفظ نہیں آ رہا تھا لیکن وہ پھر بھی وہیں رکا رہا، کسی نے قدم منجمد کر دیئے تھے، پانچ منٹ بعد اس کی کال بند ہو گئی

"پتا کروا لیا ہے میں نے، بڑی بیٹی کا نام معطر صبا ہے (اس نے مٹھیاں بھینچ لیں، چند سیکنڈ، چند الفاظ) اس نے حال ہی میں ایم فل کے پیپر دیئے ہیں، پھر بیٹا ہے دانیال افتخار، وہ ایک مقامی کمپنی میں آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں ہوتا ہے، پھر بیٹی مبشرہ صبا، کیمسٹری میں بی ایس کر رہی ہے، بیٹا ہے پھر عون افتخار اس کا کالج کا پہلا سال ہے، ایف ایس سی کر رہا ہے، سارے غیر شادی شدہ ہیں "

"کہیں منگنی وغیرہ کسی کی؟ "

"میرے ذرائع کے مطابق تو نہیں.... "مشکوک نظروں سے اسے دیکھا" بڑی بیٹی کی ہوئی تھی پھر ٹوٹ گئی "

آدم نے بھینچی ہوئی مٹھیاں کھولیں، شانے ڈھیلے پڑے، ان گلیوں میں کانچ کی آواز اب بھی گونجتی ہو گی، اس لڑکی کا نام کسی کے نام سے منسوب نہیں ہوا تھا، قسمت مہربان تھی، وقت رحم کر رہا تھا، اس کے اندر سے کسی نے آدھا بوجھ نکال لیا، لیکن پھر معطر نے جھوٹ کیوں بولا تھا؟ نجیب اب بھی اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس کی بلا سے دیکھتا رہے

"کرائے دار کا پتہ کیا؟"

"اس گھر کے ساتھ والا گھر خالی ہے لیکن دو مسئلے ہیں؟ "

"پہلا؟ "

"وہ بہت چھوٹا اور تنگ سا گھر ہے، آپ وہاں نہیں رہ پائیں گے "

"یہ میرے نزدیک مسئلہ نہیں ہے، دوسرا؟ "

"وہ گھر افتخار صاحب کے بھائی کا ہے اور ان کے ساتھ افتخار صاحب کی اولاد کے تعلقات اچھے نہیں چل رہے "

"یہ مسئلہ ہے" اس نے دانتوں کا کنارہ کونے سے کاٹا پھر نجیب کو دیکھا" لیکن اتنا بڑا بھی نہیں ہے "

"آدم بھائی، مجھے آپ کی حرکتیں مشکوک لگ رہی ہیں "

"تم میری حرکتوں پر غور ہی مت کرو "

"سچ سچ بتائیں آپ یہاں کامل منظور کے لئے ہی آئے ہیں؟ "

"جو سچ ہے وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اور چلو باہر اب، میں آرہا ہوں "

انہیں بی بی سی کے آفس جانا تھا، نجیب بی بی سی کا سوشل میڈیا ہینڈلر تھا، ہر وقت موبائل پر اپڈیٹس دیتا رہتا، کیونکہ اس کا کام آفس میں بیٹھ کر کیا جانے والا نہیں تھا تو فی الحال آدم نے اسے اپنے ساتھ لگا رکھا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زرا کی زرا نظر اٹھا کر اس نے ایک بار پھر مکان کو دیکھا، اسے یقین تھا اس سے زیادہ خستہ حال مکان پورے لاہور میں کہیں نہیں ہوگا

"کرایہ کتنا لیں گے؟ "

"پندرہ ہزار "

"ایویں ہی پندرہ ہزار؟ مکان کی حالت دیکھی ہے چچا؟ اسے تو آثار قدیمہ والے بھی قبول نا کریں "

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ساتھ ٹھہرا نجیب چمک کر کہتا یکدم آگے کو ہوا، حسن صاحب گڑ بڑائے

"تو؟ پورا مکان ہے، ایک کمرہ تھوڑی ہے "

"تو ہمیں کون سا دس بندوں کے لئے چاہیئے؟ ایک آدم بھائی نے ہی رہنا ہے یہاں، اوپر سے جیسی گھر کی حالت ہے"...

"نجیب...." کچھ تحمل سے کہتے اس نے نجیب کو گھورا تو وہ چپ ہوا، آدم حسن صاحب کے سامنے ٹھہرا "دیکھیں انکل، اگر آپ کو لگتا ہے کہ مجھے غیر ملکی سمجھ کر آپ مجھے لوٹ لیں گے تو آپ کو غلط لگتا ہے، میں آٹھ ہزار سے زیادہ ایک روپیہ نہیں دوں گا "

اور بس یہ نجیب کا منہ کھلا، وہ ایک بار پھر آگے کو ہو کر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن حسن صاحب فوراً بول پڑے

"ٹھیک ہے، منظور ہے "

آدم نے وہیں کھڑے کھڑے والٹ کھولا، اس نے کرنسی یہیں آکر تبدیل کروائی تھی لیکن فلوقت اس کے پاس چار ہزار ہی تھے تو ایڈوانس میں صرف وہی دے دیئے، حسن صاحب چلے گئے تو نجیب آدم کا بیگ لے کر اندر آیا

" آپ بہت بھولے ہیں آدم بھائی "

"بیوقوف کہنا چاہتے ہو؟ "

"پانچ ہزار کرایہ بھی نہیں بنتا تھا اس گھر کا، حالت دیکھیں، گیس کا کنکشن کٹا ہوا ہے، بجلی بھی بند ہے اور یہ۔۔۔"وہ چلتے ہوئے خستہ حال کمرے تک گیا"دو کمروں کے اس مکان کا آٹھ ہزار کرایہ؟ "

اس نے کچھ نہیں کہا، وہ پورا گھر دیکھ رہا تھا، سیاہ جینز کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ پُرسکون نظر آتا تھا

"اوپر سے سیمنٹ تک اتری ہوئی ہے، کیسے یہاں پہ رہیں گے؟ "

اس کا بیک گراؤنڈ میوزک ابھی تک جاری تھا، وہ اب کے چھوٹے سے صحن میں لگے درمیانی دروازے تک گیا اور اس پر ہاتھ رکھا، ایک دیوار، ایک دروازہ، یا بیچ میں بہت کچھ حائل تھا

"واش روم کی حالت "....

"جاؤ یار کچھ لے کر آؤ پہلے تو "

اس نے وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ جھلایا تو نجیب کی زبان بند ہوئی، کچھ دیر اسے گھورتا رہا پھر منہ بناتے باہر کی طرف بڑھ گیا، اس کے جانے کے بعد آدم سر جھکٹتے سیڑھیوں کی طرف بڑھا، ساتھ والا مکان بہتر حالت میں تھا لیکن اسے تو جیسے کسی نے گویا زلزلے کے بعد دوبارہ بنانے کی کوشش ہی نہیں کی تھی، وہ چھت پر آیا تو لمحہ بھر کو رکا، دیوار بہت چھوٹی سی تھی، یوں جیسے بتکلف بنائی گئی ہو ،اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، کیا یہ بداخلاقی ہو گی اگر وہ دیوار پھلانگ کر جائے اور نیچے دیکھ لے؟ کل ہی نجیب ایسا کوئی واقعہ سنا رہا تھا کہ ان کے محلے میں کسی لڑکے کی لڑکی کے بھائی نے چھت سے جھانکنے پر اچھی خاصی درگت بنائی تھی، وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا دو قدم پیچھے کو ہوا، جب دروازہ تھا تو دیوار پھلانگنے کی کیا ضرورت تھی؟ بہت غیر اخلاقی حرکت ہو گی

کچھ دیر وہیں ٹھہر کر اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا، ہر طرف مکان ہی مکان تھے، کچھ کا صحن نظر آتا تھا کچھ کا نہیں، ساتھ والے گھر کی صرف گیٹ سے برآمدے

تک کی جگہ نظر آتی تھی اور فلوقت وہاں کوئی نہیں تھا، جب تک وہ نیچے آیا نجیب کھانے پینے کا سامان لے کر آگیا تھا، سیڑھیوں سے اترتے اس کی نظر گوشت پر پڑی تو ابرو اچکائے

"کوئی اور چیز نہیں تھی؟"

اس سے یہ تیکھی سالن نہیں کھائی جاتی تھی

"آپ کو اب یہی ساری چیزیں ملیں گی"

وہ ابھی تک آٹھ ہزار کو لے کر صدمے میں تھا

"کچن میں کچھ نہیں ہے؟"

"نا کچن میں کچھ ہے نا کمرے میں، آپ کو بہت مبارک ہو کیونکہ آپ کو یہاں سونا بھی ڈھنگ سے نصیب نہیں ہو گا"

اب کے اس نے ہاتھ جھلا دیا، چند پاؤنڈز ہی ضائع ہوئے تھے اس کے اور یہ لڑکا یوں تپا ہوا تھا جیسے اپنی ساری جائیداد اس نے حسن صاحب کے نام کر دی ہو، اس کے لئے چند پاؤنڈز تھے لیکن وہ چند پاؤنڈز پاکستان کے آٹھ ہزار روپے بنتے تھے، اور نجیب سلیم کو اسی بات کا صدمہ تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات دیر تک وہ باہر کام کرتا رہا، ہوا کے باعث گرمی زیادہ محسوس نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ کچھ سکون سے رہا تھا، کئی بار زور سے اٹاخ پٹاخ بھی کی تاکہ ساتھ کے مکان والوں کو احساس ہو کہ نیا کرائے دار آیا تھا لیکن وہاں خاموشی رہی، اسے کئی دن رات کو جاگنے کی عادت تھی اسی لئے صبح تک وہ بالکل فریش ہی رہا، صبح طلوع ہوئی ہی تھی جب اسے مارک کی کال آئی، وہ اس انسٹیٹوٹ کا نام بتا رہا تھا جس کا سرٹیفیکیٹ کامل کے پاس تھا اور جس کی وجہ سے وہ اور اس کا دوست جیل میں تھے

"اس کا نام کہیں سنا سنا لگتا ہے "

وہ چونکا

"یاداشت کمزور تو نہیں ہو رہی تمہاری؟ اس نام کی تنظیم کو انگلینڈ میں کالعدم قرار دیا جا چکا ہے "

وہ کراہ کر سیدھا ہوا، یعنی یہ سب صرف ایک نام کی وجہ سے ہوا تھا، صرف ایک نام، ان کے پاس کسی جماعت کا ٹریننگ سرٹیفکیٹ تھا لیکن مسئلہ ہی یہی بنا تھا

کیونکہ اسی نام کی ایک جماعت پر برطانیہ میں تشدد پسند واقعات کی وجہ سے پابندی لگائی گئی تھی اور ان کی کارکنوں کی گرفتاریاں جاری تھیں سو وہ دونوں بھی اسی چکر میں گرفتار ہو گئے، ان سب میں کریم تو جلد چھوٹ جاتا لیکن کامل کے لئے اسے کوشش کرنی پڑتی

"اب کیا کرو گے ؟ "

"کیا کروں گا ؟" وہ بدمزہ ہوا، ایک نام ؟" یہاں تو وہی بات ہو گئی کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا، یہ بات ہم وہیں سے بیٹھ کر پتا کروا لیتے تو۔۔۔ "

تو وہ یہاں نا آتا، معطر کا گھر نا ڈھونڈتا، معطر سے ملاقات نا ہو پاتی، اس نے گہری سانس لی، قدرت کے کام وہی جانے

"اب واپس آجاؤ "

دوسری طرف مارک کہہ رہا تھا

" یہاں کچھ اور کام کرنے ہیں، اور یہ انسٹیوٹ، مجھے جا کر اس سب کا معاملہ بھی دیکھنا پڑے گا "

اس نے ماتھا مسلا، سر درد کر رہا تھا، عجیب وحشت تھی اس گھر میں

"چھٹیاں بھی اس لئے آگے کی ہیں؟ "

"ہاں "....

اس نے دو چار باتوں کے بعد کال کاٹ دی، پھر تھک کر کرسی پر سر رکھا، معطر سے جانے کب ملاقات ہوتی۔اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ کیا کیا کہے گا،اس سے معافی مانگے گا،ایک موقع،چند گزراشات،وہ اس سے خفا ہو گی، ہاں ٹھیک ہے اتنا تو اس کا حق تھا

لیپ ٹاپ اٹھاتے وہ مزید چند باتیں سوچتا اندر گیا، نجیب ٹھیک ہی کہتا تھا اس گھر کو تو آثار قدیمہ والے بھی نظر انداز کر دیتے، فرنیچر نام کا بھی نہیں تھا، دو کمرے تھے ایک کچن اور باہر پکا چھوٹا سا صحن، ساتھ والے سرخ گھر کے ساتھ یہ عجیب سا لگتا تھا

سامان کمرے میں رکھتے وہ کچن تک آیا تو چند پیکٹ رکھے تھے،اسے یہاں کے بازاری کھانوں میں ڈلا آئل سخت ناپسند تھا تو کوئی سبزی بنانے کا ارادہ تھا لیکن کچن کی حالت سے لگ رہا تھا کہ ارادہ بدلنا ہی بہتر ہو گا، ڈھونڈ کر انڈہ اور سارا سامان رکھا تو ایک بار پھر اکتاہٹ نے آن گھیرا

موبائل جیب سے نکالتے نجیب کا نمبر ڈائل کیا

"مجھے پتا تھا آپ کال کر کے کہیں گے کہ نجیب واپس لینے آجاؤ "

"نمک نہیں لائے تھے ؟ "

اس نے سارے سامان کو دیکھتے کچھ بے زاری سے پوچھا

"نہیں ہے ؟ "

"نہیں۔۔۔ "

"بھول گیا ہو گا آپ ایسا کریں پڑوس والوں سے مانگ لیں"

پڑوس والے ؟یعنی معطر سے ؟

"ایسے کیسے مانگ لوں "

"زبان سے "

"نجیب۔۔۔۔ "

"اچھا سوری، میں زرا کہیں دور گیا ہوا ہوں تو آنا مشکل ہو گا،ابھی مانگ لیں

جا کر میں واپس آکر باقی سامان کے ساتھ نمک بھی دے جاؤں گا "

اس نے کال کاٹتے ہونٹ کاٹے، چلا جائے؟ پھر بالوں پر ہاتھ پھیرا اور قدم باہر رکھے، گلی چھوٹی سی تھی لیکن صاف ستھری تھی، وہ گہری سانس لیتا دروازے کے باہر ٹھہرا پھر سر جھٹکا، نظر اٹھا کر گھر کو دیکھا

تو یعنی وقت ملاقات آن پہنچا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازے پر پہلی دستک ہلکی ہوئی تھی، یوں جیسے کسی نے بس دو انگلیاں رکھ کر ہٹا لی ہوں، اس کی دو انگلیوں کی حرکت اندر نہیں پہنچی تھی سو آنے والے نے اس بار کچھ زور سے دروازہ بجایا، دروازے تک آتی ساجدہ نے ہلکا سا دروازہ کھولا پھر گھور کر لڑکے کو دیکھا

"جی؟"

"نمک مل سکتا ہوں؟"

"کیا؟"

وہ تھوڑا رکا پھر سوچنا چاہا کہ کیسے بتائے

"جسے سالن میں ڈالتے ہیں "

اس بار جملہ زیادہ لمبا ہوا، اسے احساس ہوا شاید خاتون کو انگلش نہیں آتی تھی، نمک کو اردو میں کیا کہتے تھے ؟ اس کی نظر ارد گرد گئی، ساتھ میں کوئی لڑکا جا رہا تھا ،اسے روک کر سامنے کرتے اس نے بتایا کہ اسے کیا چاہئے تھا

"نمک مانگ رہے ہیں "

وہ پانچ فٹ کا لڑکا دو فٹ کی لمبی زبان سے کہتا فوراً غائب ہوا، ساجدہ نے سوالی کو دیکھا پھر سر تا پیر گھورا

وہ بھورے بالوں گوری رنگت، نیلی آنکھوں والا لڑکا تھا، کوئی پہلی ہی نظر میں بتا دیتا کہ وہ مغرب سے تھا، نیلی جینز پر سیاہ ٹی شرٹ پہن رکھی تھی، چہرے پر ہلکی سی شیو تھی

" بھجواتی ہوں "

وہ جانتی تھیں اسے ان کی بات سمجھ نہیں آئی ہو گی لیکن سوالی نے پھر بھی سر ہلا دیا، دروازہ بند کرتے برآمدے تک آتے وہ کچن کے سامنے رکیں

"معطر "...

"جی "....

وہ کچن میں تھی

"زرا سا نمک اٹھا کر گیٹ پر کوئی آیا ہے اسے دے آؤ، باہر سے ہی دے دینا ،گیٹ مت کھولنا "

ان کے گھٹنوں میں آج کل شدید درد رہتا تھا تو وہ اندر کمرے میں چلی گئیں

"اچھا امی ".....

چند لمحے گزرے اور کٹوری میں سفید نمک لئے وہ باہر نکلی، جس نے سفید رنگ کے لباس پر چنری والا دوپٹہ سینے پر پھیلا رکھا تھا، برآمدے سے صحن، صحن سے گیٹ تک آتے اس نے آسمان کو دیکھا، آج یقیناً بارش ہونے والی تھی پھر نظر گیٹ پر گئی، زرا سا گیٹ کو کھولتے اس نے وہیں سے نمک بڑھایا، دروازے کے پار ٹھہرے سوالی نے اس کی کلائیاں دیکھیں، وہ خالی تھیں پھر اس کی نظر نمک کی پیالی پر گئی، وہ کئی لمحے ساکت سا ٹھہرا رہا

"نمک مانگا تھا؟ "

سوالی سے سوال کیا جا رہا تھا، اس نے کچھ کہنے کو منہ کھولا پھر بند کر لیا

"لینا ہے تو لو ورنہ جاؤ "

اب کہ وہ کچھ اکتائی، دوسری جانب سے کٹوری نہیں تھامی گئی تھی، اسے غصہ آیا کٹوری والا ہاتھ واپس کھینچتے اس نے دروازہ بند کرنا چاہا جب دروازے کے پار ٹھہرے سوالی کی آواز کانوں میں پڑی

"تم اس کلائی سے ان ہاتھوں کو محبت دان کر سکتی ہو معطر ؟ "

معطر صبا کو دروازہ بند کر کے قدم بڑھانے تھے لیکن اس کا ہاتھ دروازے پر جما رہ گیا، اس کے قدم زمین پر جمے رہ گئے، وہ آواز کو پہچان گئی تھی، وہ ایک آواز سے سوالی کو پہچان گئی تھی، وہ دھیرے سے پلٹی، گیٹ بند کرتا ہاتھ گیٹ کھولنے کو آگے ہوا، مڑتے قدم واپس ہوئے، اس نے خالی کلائیوں سے گیٹ کھولا وہم ہو گا، یا وہ نیند میں ہو گی، خواب ہو گا اور وہ ٹوٹ جائے گا، مغرب کا سوالی اس کے در پر کیوں آئے گا؟، دروازہ کھلا اور وہم حقیقت بن گیا، خواب پہلی ہی سوچ پر ٹوٹا، وہ سوالی دیارِ غیر سے ایک سوال لے کر اس کے دروازے پر آن ٹھہرا تھا، کٹوری میں نمک لاتی لڑکی سے محبت لانے کی التجا کی جا رہی تھی، سوالی

سامنے ٹھہرا تھا، نمک تھامے لڑکی نے نہیں دیکھا تھا لیکن سامنے ٹھہرا شخص پتھر کا مجسمہ بنا تھا

وہ دن گن کر بتا سکتا تھا جتنے دن بعد اس نے وہ چہرہ دیکھا تھا، وہ سات سمندر کی مٹی اپنے قدموں میں لایا تھا، مشرق کی باسی کی آنکھیں بے یقینی سے مغرب کے اس سوالی کے چہرے پر جمی رہ گئیں

"میں یہاں کچھ اور مانگنے آیا تھا معطر "

اس کے گلے میں کچھ اٹکتا تھا، اس کی آنکھیں کچھ کہتی تھیں، وہ نظریں چرانے کی کوشش میں زمین کا زرہ گن آتا تھا پھر خاک سے نظر اٹھا کر پتھر لگتی اس لڑکی کو دیکھتا

"تم مجسم صورت سامنے ہو تو دیکھو مجھے یہ بھی بھول گیا میں نے کیا مانگنا تھا "

جس کی کٹوری میں نمک تھا وہ کٹوری زمین پر گر گئ، اس کے چہرے پر آتی لٹ ہوا کی لہر سے چہرے پر گردش کرتی تھی

"ایک بار میرا نام پکار لو معطر، صرف ایک بار تا کہ مجھے یقین ہو جائے کہ تم نے مجھے بھلایا نہیں ہے "

"ایرک " ...

اس کے لب بے یقینی سے پھڑ پھڑائے

"تم نے تو پکار کر خاک ہی کر ڈالا "

ایرک ؟ تو کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے سامنے ٹھہرا شخص آدم تھا؟ اس نے سر جھٹکا، پھر نظر اٹھائی اور اسے دیکھا، کئی ساعتیں جیسے وقت رک گیا ہو، جیسے آسمان پر کوئی سیاہ بادل نہیں تھے، جیسے زمین پر کوئی ٹھنڈی ہوا نہیں چل رہی تھی، اس کے گلے میں کچھ اٹکتا تھا، اس کی آنکھیں دیکھو، وہ ان آنکھوں میں کیا کیا بھر لایا تھا؟

" کیسی ہو؟ "

تو اسے اب حال پوچھنا یاد آیا تھا؟ اسے آئینے سے جا کر اپنا حال بھی پوچھنا چاہیے

"تم ۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ "

اسے بھی اب پوچھنا یاد آیا تھا، اسے آئینے کے سامنے جا کر اپنا چہرہ دیکھنا چاہیے

"میں پرانے دنوں کا قصہ چھیڑنے آیا تھا پر دیکھو میری زبان تمہیں دیکھ کر الفاظ ہی بھول گئی ہے، تم نے مجھ پر کیا سحر کیا ہے ؟ "

اس نے سنا تھا مشرق کی زمین روگ زدہ تھی، وہ مانتا تھا وہ واقعی روگ زدہ تھی، چنری پہننے والی لڑکی کو ہوش آیا، اس کی نظر زمین پر گئی، کٹوری اور نمک زمین پر گرے تھے پھر اس کی نظر سامنے گئی، سیاہ لباس والا لڑکا اسے دیکھ رہا تھا، اس کا سر نفی میں ہلا پھر وہ دو قدم پیچھے کو ہوئی

"تم وہم ہو "....

وہ اس شخص کی موجودگی ماننے کو تیار نہیں تھی، وہ اس لڑکی کی موجودگی کو سب سے بڑا سچ کہتا تھا

"معطر___ "

معطر صبا کا سر نفی میں ہلا، اس نے گیٹ کو کھینچا

"یہ تم نہیں ہو "

وہ نہیں تھا، اسے خود اپنی موجودگی پر شک ہوا

"ہاں میں نہیں ہوں، میرے ارد گرداب میں نہیں رہا، میرے ارد گرداب تم ہو "

مشرق کی سفید لباس والی لڑکی نے نفی میں سر ہلاتے کھلا گیٹ بند کر دیا، اس کا چہرہ اس کے لباس سے زیادہ سفید لگتا تھا پھر وہ ٹرانس سے چلتی ہوئی برآمدے تک آئی، وہاں رکھا تخت خالی تھا، وہ ساکت زہن سے وہاں بیٹھی

وہ مغرب سے یہاں آیا تھا؟ کیوں؟ وہ وہم کی صورت لگ رہا تھا، وہ سچ کی صورت نکل آیا تھا، ایرک یہاں کیوں آیا تھا؟

اس کے دروازے کے پار ٹھہرا شخص جیسے اس کی چنزی میں، ان خالی کلائیوں میں الجھ گیا تھا، اسے کسی کے سوال کرنے کا ڈر نا ہوتا تو وہ ایک بار پھر دروازہ کھٹکھٹاتا، وہ اس سے پوچھتا کہ وہ کیسی تھی؟ اسے بتاتا وہ کیسا تھا، وہ رک کر اسے دیکھتا، وقت از لنگٹن کی سڑکوں پر لوٹ جاتا جب وہ اسے تنگ کرتا تھا اور تنگ ہو جاتی تھی، کیا ہوا گر ہم وقت کو واپس لا سکیں؟ اس کے تھکے قدم ساتھ والے گھر کی طرف پلٹ رہے تھے، کیا ہوا گر ہم وقت کو واپس لا سکیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ پورا دن گھر میں گھومتی رہی، نظر بار بار گیٹ پر جاتی، وہ ایرک تھا، اسے یقین ہو گیا تھا، لیکن اسے اس کے گھر کا پتا کہاں سے ملا، اس نے سب سے پہلی کال بانو آپا کو کی

"وہ وہاں ہے؟ "

انہیں بے یقینی ہوئی اور معطر سے زیادہ ہوئی

"وہ میرے سامنے ٹھہرا تھا، وہ وہی تھا، صرف چہرہ ہوتا تو میں کہہ دیتی اس کا مشابہ لگتا کوئی شخص میری گلی میں بھٹک کر آ گیا تھا لیکن وہ وہی تھا، اس کی آنکھیں، اس کی آواز وہ وہی تھا آپا "

"لیکن وہ۔۔وہ کیسے "

"آپ نے ایڈریس دیا تھا اسے؟ "

"میں نے تم سے کیا گیا وعدہ نہیں توڑا معطر "

"پھر وہ یہاں کیسے آیا ہے؟ کیوں؟ "

"اس نے مجھے نہیں بتایا "

وہ سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گئ، نظریں بار بار گیٹ پر اٹھتیں، وہ جانتی تھی وہ دوبارہ آئے گا، وہ بلا کا ضدی تھا، لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس شخص کی ہر ضد کسی کے آگے ہار گئ تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نا اس نے دوبارہ دروازہ کھٹکھٹایا نا وہ دوبارہ اس کے سامنے آیا، اگلا دن گزر گیا اور یہ رات کا قصہ تھا جب سب اپنے کمرے میں سو رہے تھے اور وہ سیڑھیاں چڑھتی چھت پر جاتی نظر آ رہی تھی، آسمان بادلوں سے ڈھکا تھا اور دو دن ہو گئے وہ برس ہی نہیں رہا تھا، چھت پر لگا لوہے کا دروازہ کھولتے اس نے جوتا وہیں اتارا اور ننگے قدموں چھت پر گئ، چچا کے گھر کے ساتھ لگی دیوار سے ٹیک لگائے وہ وہیں بیٹھ گئ، سر گھٹنوں پر رکھ لیا

ڈھائی سال میں کتنے دن ہوتے تھے وہ نہیں جانتی تھی لیکن اسے بابا سے بچھڑے کتنے دن ہو گئے تھے وہ یہ بتا سکتی تھی، وہ پوروں پر ایک ایک دن کی اذیت گنوا سکتی تھی، وہ ایک ایک رات کا حال بتا سکتی تھی جب دن سکون سے

گزارتے اس نے راتیں روتے ہوئے گزاری تھیں، کون کہتا ہے باپ بچھڑ جائے تو صبر آجاتا ہے ؟ اسے تو اب تک نہیں آیا تھا

سامنے دیکھتی آنکھوں میں نمی ابھری، وہ کہتی نہیں تھی لیکن وہ تھک گئی تھی، وہ بتاتی نہیں تھی لیکن اسے کوئی کاندھا چاہئے تھا جس پر وہ سر رکھ سکتی، گھر کی بڑی بہن بنتے، سب کو تسلیاں دیتے، ماں کو سنبھالتے، گھر کے باہر سب سے لڑتے وہ خود کو کہیں کھو بیٹھی تھی، بچپن سے اب تک وہ اپنے خاندان کا سامع تھی، کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ تم بھی سامنے بیٹھو تو تمہیں سن لیں

اس کے تو کوئی دوست بھی نہیں بنتے تھے، اور دوست سے اسے کوئی شخص یاد آیا ، از لنگٹن کی سڑکیں، سڑکوں پر مسکرا کر چلتا کوئی شخص، سنان

اس کے آنسو مزید تیز ہوئے پھر اسے دروازے پر آنے والا شخص یاد آیا، اسے لگتا ہوگا معطر صبا نہیں جانتی کہ وہ ایرک نہیں آدم تھا، وہ اسی دنیا کی باسی تھی، اسے علم تھا اور بخوبی تھا، نہیں تھا تو ایک یقین نہیں تھا، اب وہ پورا از لنگٹن اس کے خلاف لاتا یا پورا لاہور اس کے حق میں کھڑا کر لیتا اسے فرق نہیں پڑتا تھا، بارش کی پہلی بوند سر پر گری تو وہ چونکی، آسمان پر بہت تیز بادل تھے، ہوا اب آندھی

میں بدلنے لگی تھی، ہاتھوں کو گالوں پر رگڑتے وہ اٹھنے ہی لگی جب ساتھ والی چھت پر کھٹکا ہوا، اس کا وجود یکدم تھما، آہستہ سے اٹھتے اس نے سر اونچا کیا، چھوٹی سی دیوار سے دوسری جانب کوئی لڑکا نظر آرہا تھا جو گدا زمین سے اٹھا رہا تھا، معطر دھیرے سے اٹھی، آسمان پر چمکتی بجلی میں اسے صاف نظر آیا تھا کہ وہ کون تھا

"تم میرے شہر میں کس لئے آئے ہو؟ "

گدا اٹھاتے لڑکے کے ہاتھ تھمے، عجیب تھا کہ وہ آوازیں پہچان لیتے تھے، اس کا سر گھوما، کتنی ہی دیر وہ چھت کی دوسری طرف کھڑی لڑکی کو دیکھتا رہا جو اندھیرے میں صحیح سے نظر بھی نہیں آتی تھی، وہ بستر وہیں رکھتا اس کی طرف چلا آیا

"تم نے کہا تھا کہ لاہور کی کسی گلی میں کوئی چوڑیوں والی کھڑکی ڈھونڈنا، دیکھو میں نے وہ کھڑکی ڈھونڈ لی "

"یہاں کس لئے آئے ہو ایرک؟ "

"میرا نام آدم ہے "

وہ یکدم رکی

"مجھے نام میں مت الجھاؤ "

بجلی ایک بار پھر چمکی تھی

"تم روئی ہو؟ "

کیا وہ بہرا تھا؟

"میری بات کا جواب دو "

"تم روئی کس لئے ہو؟ "

اس نے جھٹ آنکھوں پر سے آنسو صاف کئے، گویا وہ صرف بہرا ہی نہیں اندھا بھی تھا، کس نے کہا وہ روئی تھی

"اپنی نظریں مجھ سے دور رکھو "

اس نے نظریں ہی نہیں قدم بھی دور کر لئے

"تم دور سے بھی ویسی ہی نظر آتی ہو "

"چچا کے گھر کیا کر رہے ہو؟ "

وہ سلگی

"کرائے پر لیا ہے "

"کسی دن یہاں سے لاش ملے گی تمہاری "

وہ تڑخ کر کہتی نیچے کی طرف بڑھی

"معطر "....

"میرا نام اپنی زبان سے مت لینا، معطر صبا خود کو لندن میں دفن کر آئ تھی "

اسی سخت لہجے میں کہتے وہ نیچے اتری، سیڑھیاں، پھر برآمدہ اور برآمدے سے اندر جاتے ہوئے وہ رکی، باہر اب تیز آندھی کے ساتھ بارش شروع ہو گئ تھی، وہ لمحہ بھر کو وہیں رکی رہی پھر جھنجھلا کر دانیال کے کمرے تک گئ، دو تین بار دستک دی تو اس نے نیند سے بوجھل ہوتی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا

"کیا ہوا؟ "

"ساتھ والے گھر میں کوئ لڑکا کرائے پر آیا ہوا ہے "

"تو؟ "

"جا کر ملو اس سے "

"یار صبح مل لوں گا، یہ کوئ وقت ہے ملاقات کا؟ "

وہ جھنجھلایا

"ملاقات کا کون کہہ رہا ہے؟ موسم دیکھا ہے باہر؟ چچا کے گھر کو ایک ہوا کے جھونکے کی ضرورت ہے اور وہ ملبے میں بدل جائے گا، جا کر اس لڑکے سے کہو کہیں اور چلا جائے "

اب کے وہ بے زار ہوئی، اسے بھی یہی جگہ ملی تھی رہنے کو؟ دانیال کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اندر گیا

"دانیال ".....

"آتا ہوں، چھاتا تو لینے دو "

وہ اندر سے بولا تو اس نے سر جھٹکتے قدم باہر کی طرف بڑھا لئے، برآمدے میں تخت پر بیٹھے وہ باہر برستی بارش دیکھنے لگی، دانیال چھاتا تھامے اونچی آواز میں بڑبڑاتا گیٹ کی طرف گیا، تھوڑی دیر بعد ساتھ والا دروازہ بجنے کی ہلکی سی آواز آئی پھر کھلنے کی، وہ وہیں بیٹھی رہی، اگر اس نے دانیال کو بتا دیا کہ وہ کیوں آیا تھا؟ شاید وہ غلط سوچ رہی تھی؟ ہو سکتا ہے وہ یہاں کسی کام سے آیا ہو، لیکن پاکستان میں اس کا کیا کام؟

قریب دس منٹ گزرے تھے جب گیٹ ایک بار پھر کھلا اور دانیال اندر آیا وہ سکون کا سانس لیتی پلٹنے ہی لگی تھی جب وہیں رک گئی، دانیال کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا، سیاہ رنگ کا چھوٹا بیگ، پھر اس کی نظر پیچھے کی جانب گئی، گیلے بالوں اور گیلی شرٹ پہنے لڑکا، وہ وہیں برآمدے میں کھڑی رہ گئی

"آئیں "....

سامان برآمدے کے تخت پر رکھتے اس نے لڑکے کو اشارہ کیا تو وہ کچھ تذبذب سے برآمدے تک آیا پھر رکا، سیاہ سوٹ میں سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ وہ سامنے ٹھہری تھی، نظر اس پر تھی گویا بھسم کرنے کا ارادہ ہو

"معطر تم امی کے پاس جاؤ میں آتا ہوں "

اسے آنکھوں سے اشارہ کرتے وہ واپس سے مہمان کی طرف پلٹا

"آدم سر، آپ یہاں بیٹھیں میں آتا ہوں "

وہ اندر کی طرف بڑھ گیا، معطر کے ساکت وجود میں حرکت سی ہوئی

"یہاں کیا کر رہے ہو تم؟ "

سلگ کر اس سے پوچھا تو وہ جو تخت پر بیٹھ رہا تھا رکا

"تمہارا بھائی لے کر آیا ہے"

"میں نے اس سے کہا تھا کہ کہیں اور چھوڑ آئے یہاں آنے کا نہیں کہا تھا"

"چھوڑ آئے مطلب؟"

وہ کوئی بچہ تھا؟ اسے مزید کچھ کہنے کی بجائے وہ تخت پر بیٹھا اور سر کو جھاڑا، معطر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی امی کے کمرے کی طرف گئی جہاں دانیال نے اُنہیں اٹھا کر صورتحال بتادی تھی، مبشرہ ویسے ہی لیٹی تھی، اس کی نیند اس قدر پکی ہوتی تھی کہ نا طوفان سے کھلتی تھی نا زلزلے سے

"ایسے کیسے جوان جہان لڑکے کو گھر میں رکھ لیں واپس بھیجوا سے"

امی حسب توقع صاف منع کرنے لگیں

"امی صرف دس بارہ دن رکیں گے بابا کا کمرہ شروع میں ہے وہیں ٹھہرا دیں گے"

"میں اسے ہر گز بابا کے کمرے میں نہیں رکنے دوں گی"

وہ فوراً سامنے آئی

"معطر۔۔۔" دانیال جھنجلا گیا "اب واپس بھیج دوں؟"

"واپس بھیج دو، زرا جو تمہارے اندر عقل ہو، ایسے کیسے گھر میں لے آئے؟

جوان بہنیں ہیں گھر میں، پتا نہیں کس قماش کا لڑکا ہے، کچھ سمجھ بھی ہے

تمہارے اندر؟ "

"امی وہ کوئی ڈاکو تھوڑی ہے، آدم کیان ہے، آپ جانتی بھی ہیں اسے؟ "

اور اس لمحے معطر کا دل چاہا خود کو جا کر سو تھپڑ مارے، اچھی طرح علم تھا کہ اس کا بھائی آدم کیان کا کتنا بڑا فین ہے پھر بھی اس کی مدد کے لئے بھیج دیا

"تو؟ کون سا وقت کا ولی ہے؟ "

"امی، وہ اتنے بڑے سلیبرٹی ہیں، آپ کو پتا ہے وہ مسلمانوں کے لئے برطانیہ

میں کتنا لڑتے ہیں؟"

"ہو گا اچھا لیکن میں اسے گھر میں نہیں ٹھہرا سکتی "

گڈ، وہ امی کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی، ماتھا سلگ رہا تھا، کیا ضرورت تھی اس کی

مدد کے لئے بھیجنے کی؟

"وہ کامل کی رہائی کے لئے کوشش کر رہے ہیں، اسی سلسلے میں یہاں آئے ہیں، کیا ہم ان کی تھوڑی سی مدد بھی نا کریں؟ منظور چچا نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے امی "

اور بس، امی کے ماتھے کے بل ڈھیلے پڑے، منظور صاحب کے ان کے شوہر سے بہت قریبی تعلقات تھے، گلی کے آخر میں ہی تو ان کا گھر تھا، کامل ان کے لئے بیٹوں جیسا تھا

"پھر بھی۔۔۔۔ "

"چچا کو چار ہزار ایڈوانس دیا ہے، ہوٹل کہہ رہے تھے کہ واپس جا نہیں سکتے، کامل کی یونیورسٹی اور گھر بار بار آنا پڑتا ہے، چند دن کا کام ہے ان کا، چاچو کے گھر کی حالت آپ کے سامنے ہے، میں خود ان کو یہاں نہیں ٹھہرانا چاہتا لیکن کوئ اور آپشن بھی نہیں ہے، اب بتائیں کیا کروں؟ "

"اچھا ٹھیک ہے لیکن وہ گھر میں نہیں رکے گا، بیٹھک صاف کر دو اسے "

"امی؟ وہاں دو سال سے صفائ تک نہیں کی "

وہ مزید جھنجھلا گیا

"ٹھہرے گا تو وہیں ٹھہرے گا ورنہ ابھی نکالو اسے "

"امی ایسے کیسے ؟ "

ساجدہ نے بنا ان کا احتجاج سنے قدم نیچے اتارے جب دانیال فوراً آگے بڑھا

"اچھا ٹھیک ہے، میں کل انہیں بیٹھک میں ٹھہرا دوں گا، وعدہ وہ گھر کے اندر آئیں گے بھی نہیں، لیکن ابھی میں بابا کا کمرہ کھول رہا ہوں، آپ آرام کریں "

وہ تیزی سے کہتا باہر کی طرف بڑھا، بیٹھک گھر کے کونے میں بنی تھی، دروازہ گلی میں کھلتا تھا تو گویا گھر سے الگ ہی تھی، یعنی وہ جو بھی کام ہو گلی کا دروازہ کھولتا کر آئے اور اندر کی طرف دیکھے بھی نا، لیکن۔۔۔ معطر نے سرخ پڑتے چہرے سے باہر کی طرف کاٹ دار نظر ڈالی

وہ تھا تو گھر میں ہی نا۔۔۔ اففففف

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دانیال نے اگلی صبح ہی بیٹھک کی صفائی کروادی تھی، لیکن مسئلہ یہ ہوا کہ بیٹھک قریب دو سال سے زیر استعمال نہیں تھی لہذا وہاں نا پنکھا تھا نا سونے کے لئے کوئی جگہ ،ناچار امی کو بابا کا کمرہ دینے کے لئے راضی ہونا ہی پڑا

"اس سے کہنا شرافت سے رہے "

"کہہ دوں گا "

" نظریں نیچی رکھے "

"اوکے "(وہ کسی کو دیکھتا ہی کہاں تھا؟)

"کام کرے اپنا اور جلدی جائے "

"اچھا امی "

اور وہ بچارا جسے رات سے مسلسل چھینکیں ہی آئی جا رہی تھیں، امی کے کہنے پر اس نے جوشاندہ بنا کر عون کے ہاتھوں بھجوا دیا، ناشتہ بھی صبح دانیال دے کر گیا تھا، واپس آیا تو اچھا خاصا حیران لگتا تھا

"یہ آدم بھائی کتنے اچھے ہیں "

"ایک ہی ملاقات میں طے کرلیا؟ "

وہ اس اچھے کے برے قصے سناتی تو پھر دیکھتی دانیال کو ہنہہ

"دو سالوں سے ہر جگہ ان کو فالو کر رہا ہوں، ان کو بہت اچھے سے جانتا ہوں، تم سوچو جس کے آپ فین ہوں وہ آپ کے سامنے آجائے تو کیسا محسوس ہوتا ہے ؟ "

"اتنا متاثر کیوں ہو اس سے ؟" وہ رک کر پوچھنے لگی

"تم ان کے شو نہیں دیکھتیں نا، جتنا انہوں نے سنان سعدی والے معاملے پر بات کی تھی آدھا پاکستان تو ان کا فین ہے، اور پھر اب بھی ان کے سوشل میڈیا پر پوسٹس دیکھو مسلمانوں کے لئے کتنا کام کر رہے ہیں "

معطر نے رخ موڑ لیا، سنان کا زکر کیفیت عجیب کر گیا تھا

"اور تم کیوں اتنا ان سے خار کھا رہی ہو؟ جانتی تو تم بھی ہو ان کو، خود بتایا تھا ایک دو بار "

"جانتی ہوں اس لئے روکھی ہو رہی ہوں "

"اب بچارے سے تھوڑی بہت تو تڑاخ ہو گئی تھی تو ساری زندگی کیا اس بات پر ان کو برا سمجھتی رہو گی؟ "

تھوڑی بہت؟ اس نے تلملا کر دانیال کو دیکھا، پتا نہیں کون سا برا وقت تھا جب اس نے ایرک (آدم معطر آدم!!!) کے متعلق دانیال کو بتایا تھا، وہ اب ابلا ہوا انڈہ اور کافی اٹھاتا آدم کے پاس جا رہا تھا، اسے دوائی بھی دی، لیکن اس کا زکام ٹھیک نہیں ہو رہا تھا

"شام کو ہمارے گھر ڈاکٹر صاحب آ رہے ہیں ان کو چیک کرا لیجئے گا "

برآمدے میں بیٹھے اسے مسلسل چھینکتے دیکھ عون نے مشورہ دیا تھا، خواتین اندر تھیں تو وہ کچھ دیر کو گرمی سے اکتا کر باہر آ گیا تھا، پورے گھر کی صفائی مہم جاری تھی اور عون افتخار کو بھی اس مہم میں گھسیٹ لیا گیا تھا جو مارے باندھے اندر سے صوفہ نکال کر بیٹھک میں رکھ رہا تھا

"تم ایڈریس بتا دو میں خود ہی چلا جاتا ہوں ڈاکٹر کے پاس "

"یہاں مفت علاج کر دیں گے"

"مفت کیوں؟ "

"آپی کے رشتے کے لئے آرہے ہیں تو ہمیں متاثر کرنے کے لئے مفت ہی کر دیں گے "

وہ لڑکھڑایا، صوفہ ہاتھ سے چھوٹا اور وہ خود دھڑام سے نیچے گرا، لبوں سے چیخ نکلی ،کچن میں کام کرتی معطر بوکھلا کر باہر نکلی، صحن میں عون نیچے گرا تھا اور آدم اس کے ساتھ کھڑا ہاتھ بڑھائے ہوئے تھا، وہ تیزی سے اس تک آئی

"کیا ہوا؟ "

"صوفہ بہت بھاری تھا، میں نے دو دن سے کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا اس لئے گر گیا "

وہ پاؤں پکڑے کراہ رہا تھا

" صبح دو پراٹھے کس نے کھائے تھے؟ "

تڑخ کر کہا، ایک نمبر کا ڈرامے باز تھا یہ لڑکا

"آپی آپ صوفے کو دیکھیں کتنا بھاری ہے، میرے کھانے کو کیوں نظر لگا رہی ہیں؟ "

"زیادہ چوٹ نہیں لگی "

کہنے والے کی آواز بھاری تھی، وہ سرخ نظریں چرا رہا تھا، معطر نے عون پر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا، ہاتھ میں ٹشو تھامے، سرخ ناک اور تھکی آنکھیں

"تم جا کر بیٹھو میں دیکھتی ہوں "

آدم نے سر ہلا دیا، وہ برآمدے تک گیا وہاں پانی رکھا تھا، اس کے سینے میں کچھ اٹک رہا تھا، اس نے گلاس اٹھا لیا

"اٹھو عون، ناٹک مت کرو "

"آپ کو ناٹک لگتا ہے؟، میں گر گیا ہوں "

آدم انہیں دیکھتے پانی پی رہا تھا (رشتہ؟)

"گرنے سے مت ڈرا کرو، گرو گے نہیں تو اٹھنا کیسے سیکھو گے؟ "

"اگر گرنے کے بعد میں لنگڑا ہو گیا تو؟ "

پانی اس کے منہ سے فوارے کی صورت باہر نکلا، کھانسی کا دورہ بھی ساتھ پڑا، معطر کو سبکی کا احساس ہوا، کیا ضرورت تھی انگلش میں فلسفہ جھاڑنے کی

"شرافت سے اٹھو ورنہ یہی صوفہ تمہاری دوسری ٹانگ پر ماروں گی "

اب کے عون کراہتے اٹھا

"یہ دانیال بھائی سے کہیئے گا رکھ دیں گے، میں مزید نہیں اٹھا سکتا "

وہ لنگڑا کر چلتا اندر کی طرف بڑھ گیا

"عون شرافت سے صوفہ اندر رکھو "

وہ پیچھے سے چلائی، اس نے نہیں سنا

"میں مدد کر دوں؟ "

تخت پہ بیٹھے سفید ٹی شرٹ والے نے نرمی سے پوچھا تھا، معطر ٹھٹکی

"میں خود رکھ لوں گی "

اس نے دوپٹہ سیدھا کرتے خود ہی صوفہ اٹھانا شروع کیا لیکن اسے اندازہ ہوا آدم کے سامنے یہ بہادری نہیں حماقت تھی، وہ دھان پان سی تھی اور وہ سنگل صوفہ ٹوٹنے کے باوجود اچھا خاصا بھاری تھا، اس سے ہلا تک نہیں، سبکی کا احساس مزید بڑھ گیا، لیکن پیچھے ہٹنا اب توہین تھی تو اس نے اٹھانے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے صوفہ گھسیٹنا شروع کر دیا تبھی کوئی بالکل ساتھ آ ٹھہرا

"میں رکھ دیتا ہوں "

اس کی آواز زکام کی وجہ سے بھاری تھی، معطر کا ہاتھ تھما

"میں کرسکتی ہوں، میں کرلوں گی "

"جانتا ہوں تم کرسکتی ہو، تم کرلو گی لیکن میں صرف تھوڑی سی ہی مدد کر رہا ہوں "

صوفہ اٹھاتے وہ بیٹھک کی طرف بڑھا، معطر وہیں جمی رہی گئی، یہ شخص کون تھا؟ وہ اسے نہیں جانتی تھی، وہ جس ایرک کو جانتی تھی وہ اِس بات پر اُس کا مزاق اڑاتا، کئی دن تک اڑاتا، وہ جس ایرک کو جانتی تھی اس کی آنکھوں میں شرارت ہوا کرتی تھی، وہ بولتا تھا اور مسلسل بولتا تھا، اور اب یوں لگتا تھا وہ بولتا ہو اور الفاظ چن چن کر بولتا ہو۔۔۔لندن کا باسی کہاں کھو گیا تھا؟

وہ یہ بھول گی کہ وہ ایرک تھا اور یہ آدم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم نے بتایا کیوں نہیں کہ تم پاکستان جا رہے ہو؟ "

"مجھے لگا تھا میں اسے نہیں ڈھونڈ پاؤں گا "

"ڈھونڈ لیا؟ "

"کھو بھی دیا "

"کیا ہوا ہے؟ "

اس نے کمرے کی کھڑکی سے نظر آتے صحن کو دیکھا

"اس کا آج رشتہ ہونے جا رہا ہے "

دوسری طرف کچھ خاموشی چھا گئ

"آدم "......

"میں نے کبھی نہیں بتایا آپا لیکن مجھے تکلیف ہوتی ہے، اس نے جن نظروں سے مجھے دیکھا میں خود سے نظریں چرا رہا ہوں، میں نہیں جانتا تھا، میں واقعی نہیں جانتا تھا کہ میرا ایک جملہ اتنا بھاری ہو گا، میں اسے کیسے بتاؤں آپا کہ اس ایک جملے نے میرے اندر سے کیا کیا ختم کیا ہے "

وہ درد سے بول رہا تھا، جیسے کچھ تھا جو اندر تک ختم ہو رہا تھا

"آدم "....

"میں ایک بار اس سے بات کروں گا، اگر وہ ناں کہتی ہے تو میں اس ناں کا احترام کرتے ہوئے واپس آ جاؤں گا "

"اسے منا لو "

"وہ تو ناراض بھی نہیں لگتی "

"تم کہو تو میں آجاتی ہوں وہاں "

"آپ آجائیں لیکن میرے لئے نہیں "

"پریزے کو بتایا تم نے؟"اُنہوں نے گفتگو کا رخ پھیر دیا، وہ شخص اُنہیں دو سال سے واپسی کے لئے منا رہا تھا

"نہیں، چند دن کی چھٹی باقی ہے تو پشاور سے ہو آؤں گا "

"اسے بتا دو "

"بتانے سے کیا ہو گا؟"ماتھا مسلتے وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا

"دل کا اور کاندھوں کا بوجھ کم ہو جائے گا آدم "

"دل کا بوجھ اب کوئی کم نہیں کر سکتا اور کاندھوں کا بوجھ مجھے اکیلے اٹھانے کی عادت ہے، فون رکھتا ہوں بعد میں بات ہو گی آپ سے "

اس نے کال کاٹ دی، انگلی سے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دبایا

ایک آخری بار ہی صحیح

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے وہ گفتگو کرنے کا موقع تب ملا جب وہ کچن سے ہوتے ہوئے گیٹ کی طرف جا رہی تھی، بیٹھک کی کھڑکی گیٹ کی طرف کھلتی تھی، وہ وہیں سے اسے دیکھتا باہر نکلا، عون کے ہاتھ میں کچھ سامان تھا جو اس نے معطر کو دیا تھا پھر وہ واپس چلا گیا، وہ کچھ تھکی سی لگ رہی تھی، واپس جاتے ہوئے اسے دیکھ کر قدم رکے، وہ بیٹھک کے دروازے میں ٹھہرا تھا

"تم مجھے دس منٹ دے سکتی ہو؟ "

معطر کے حلق میں کچھ اٹکا پھر نظر اندر کی طرف گئی، دانیال اور امی اندر تھے، وہ فیصلہ کن انداز میں اس کی طرف بڑھی

"پانچ منٹ "

اس نے سر ہلایا پھر غور سے اسے دیکھا، ہلکے رنگ پہننے والی معطر صبا نے آج تیز گلابی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا، ریشمی دوپٹہ گردن میں تھا، کوئی سادگی میں بھی اتنا پیارا کیسے لگ سکتا ہے؟ اس نے بمشکل نظریں ہٹائیں

"جو کچھ میں نے ڈھائی سال پہلے کہا تھا وہ سچ تھا "

"کس بات کا کہہ رہے ہو آدم؟ مجھ سے محبت کے دعوے کا یا پھر تمہارے لئے

اسلام چھوڑنے کا؟ "

"میں تب نہیں جانتا تھا کہ وہ جملہ اتنا بھاری ہو گا "

جانے وہ اس ایک عورت کے سامنے ہر لفظ کیوں بھول جاتا تھا

"وہ تمہاری سوچ سے زیادہ بھاری تھا، میں آج تک وہ ایک جملہ نہیں بھلا پائی

"

"آئی ایم سوری"

"کیا یہ لفظ معنی رکھتا ہے؟ "

"نہیں رکھتا، جانتا ہوں نہیں رکھتا لیکن میں تب اس جملے کی اذیت سے ناواقف

تھا "

"تمہارے واقف ہونے سے میرے لئے کچھ نہیں بدلا "...

"تم مجھے ایک موقع دے سکتی ہو؟ "

وہ جو کچھ کہنا چاہ رہی تھی رک گئی، ارد گرد سب تھم گیا

"کیسا موقع؟ "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا

"شادی کرو گی مجھ سے؟ "

اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ کر روکا تھا

"آدم "....

"میں تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں معطر، کیا تم مجھے ایک موقع دے سکتی ہو؟ "

"معطر ".....

ان دونوں کی نظر بیک وقت صحن کے سرے پر گئی، معطر کا چہرہ زرد پڑا، وہاں دانیال ٹھہرا تھا، اس کی سخت نظریں آدم پر تھیں

"اندر جاؤ تم "

معطر نے بنا اس پر دوسری نظر ڈالے قدم اندر کی طرف بڑھائے، دانیال اسے جاتے دیکھ آدم کی طرف آیا

"دیکھو دانیال، میں صرف....." ہاتھ اٹھائے احتیاط سے کچھ کہنا چاہا جب دانیال نے ٹوک دیا

"اندر آئیں میرے ساتھ "

وہ سپاٹ سا کہتا افتخار صاحب کے کمرے کی طرف بڑھا، آدم نے گہری سانس لی پھر اس کے پیچھے گیا، کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر رکھے صوفے پر بیٹھا تھا، کہنیاں گھٹنوں پر جما رکھی تھیں، اسے اندر آتے دیکھ صرف ایک نظر اٹھائی تھی

"ہمارے ہاں پرپوزل دینے کے کچھ طریقے ہوتے ہیں "

وہ بیٹھ چکا تو دانیال کی کاٹ دار آواز کمرے میں گونجی

"جانتا ہوں "

"ان میں ایک یہ بھی ہے کہ بات لڑکی سے نہیں لڑکی کے گھر والوں سے کی جاتی ہے "

"یہ بھی جانتا ہوں، میں نے مشرقی روایات حفظ کر رکھی ہیں "

"تو پھر آپ کو پہلے ہم سے بات کرنی چاہیے تھی "

آدم صوفے پر آگے کو ہوا

" میں نے مشرقی روایات میں یہ بات بھی جانی ہے کہ بات لڑکے کے گھر والے کرتے ہیں اور میرے گھر والے مجھ سے ناراض ہیں "

"تو پھر آپ کو چاہئے کہ اُنہیں منائیں اور پھر یہاں رشتہ بھیجیں "

"وہ تب تک نہیں مانیں گے جب تک میں اسلام چھوڑ نا دوں "

دانیال یکدم تھما، چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر گہری سانس لی

"آپ کیا چاہتے ہیں ؟ "

"جو سوال اس سے کیا وہ تم سے کر رہا ہوں، "رک کر اسے دیکھا "میں معطر سے شادی کرنا چاہتا ہوں"

"معطر پسند کرتی ہے آپ کو؟ "

"نہیں "

"آپ پھر بھی اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں "

"ہاں "

"کیوں؟ "

"میں نہیں جانتا مجھے یہ بات کرنی چاہیے یا نہیں لیکن میں نے اپنی زندگی میں اس کے علاوہ کسی کا نہیں سوچا "

"یہ ناممکن کے قریب کی بات ہے "

"تم مجھے بتا سکتے ہو دانیال کہ میں اسے کیسے ممکن بناؤں ؟ "

وہ بے چینی سے پوچھ رہا تھا

"ایک مسئلہ ہو تو نا، سب سے بڑا مسئلہ معطر کی رضامندی کا ہے، وہ راضی ہو بھی جائے تو امی نہیں مانیں گی "

"معطر سے میں بات کرلوں گا" رک کر اسے دیکھا "اگر تمہاری اجازت ہو تو ؟ "

"ویسے تو میں بہت غیرت مند بھائی ہوں آدم کیان صاحب لیکن ٹھیک ہے یہاں معاملہ میری بہن کی زندگی کا ہے تو میں آپ کی اس سے ایک ملاقات کروا سکتا ہوں "

"شکریہ۔۔۔" اس نے سر کو خم دیا "اور تُمہاری والدہ کو کیا مسئلہ ہوگا؟ "

"آپ کو شاید برا لگے لیکن ان کے لئے دو مسئلے سب سے اہم ہیں، آپ کا انگلینڈ میں ہونا، ہمارے خاندان سے نا ہو نا وہ نظر انداز کر بھی دیں لیکن آپ کا نو مسلم ہونا وہ نظر انداز نہیں کریں گی وہ بھی اس صورت میں جب آپ کی فیملی بھی آپ سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی "

اس کے چہرے پر سایہ گزرا لیکن پھر سر کو خم دیا

"میں یہ اعتراض سمجھ سکتا ہوں "

"آپ کو برا لگا؟ "

"نہیں۔ یہ سچ ہے، ٹھیک ہے کوئی بھی پیدائشی مسلمان کسی نو مسلم سے اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرے گا، سمجھ سکتا ہوں "

"میں انہیں راضی کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں لیکن میں نے کہا نا یہاں ایک مسئلہ نہیں بہت سے مسئلے ہیں" وہ اٹھ کھڑا ہوا، آدم وہیں بیٹھا رہا "آپ غلط جگہ کوشش کرنا چاہ رہے ہیں "

کھلے دروازے سے وہ باہر نکل گیا، وہ تب بھی وہیں بیٹھا رہا، اس کے چہرے پر کوئی زخم سا ابھرتا تھا

دوسری طرف اب کھلے دروازے سے صحن اور پھر صحن سے گزرتا دانیال نظر آرہا تھا، چھوٹے سے لاؤنج سے ہوتے وہ اندرونی سیڑھیاں چڑھتا اوپری منزل کی طرف گیا، وہاں سامنے والا کمرہ معطر کا تھا، وہ اندر داخل ہونے سے پہلے رکا پھر دستک دی، اندر سے فوراً دروازہ کھولا گیا، معطر سامنے تھی، اس کا چہرہ ابھی تک زرد تھا

"کیا کہا اس نے تمہیں؟ "

"تمہارا رشتہ مانگا ہے "

چہرے کی زردی سرخی میں تبدیل ہوئی

"تم نے کیا کہا؟ "

"میں نے کہا یہ ممکن نہیں ہے" وہ اب بیڈ پر بیٹھ رہا تھا

"ٹھیک کہا "

وہ کچھ مطمئن ہوئی

"اگر میں ایک آزاد خیال انسان نا ہوتا اور اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کی ہڈیاں توڑ دیتا "

"اتنے تم پہلوان، منع کر دیا کافی ہے "

"لیکن میں نے دل سے منع نہیں کیا "

"کیا مطلب ؟" وہ ٹھٹکی

"اگر مجھے انتخاب کا موقع دیا جائے تو میں تمہارے لئے آدم کیان کو منتخب کروں گا معطر "

"تم اسے نہیں جانتے دانیال "

"تمہیں لگتا ہے صرف تم اسے جانتی ہو؟ "

"میں نے چھ ماہ از لنگٹن میں اسے جانا ہے "

" جسے تم جانتی ہو وہ ایرک کیان تھا جسے میں جانتا ہوں وہ آدم کیان ہے، فرق ہے معطر "

وہ لمحہ بھر کو بالکل چپ رہ گئی پھر سر جھٹکا

"اس نے کہا تھا وہ میرے لئے اسلام قبول کرلے گا،اب اس کا اس طرح یہاں آنا اور کیا ثابت کرتا ہے؟ "

"اگراس نے تمہارے لئے اسلام قبول کیا تھاتو وہ دو سال تک کیوں نہیں آیا
؟ "

"مجھے نہیں معلوم...."وہ جھنجھلائی"اس سے کہو یہاں سے چلا جائے "

"پھر تم ڈاکٹر احمد کے لئے ہاں کر دو "

"تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو؟ "

"بالکل "....

"دانیال"اسے صدمہ ہوا

"میری بات سنو معطر...."وہ اس کے سامنے آیا اور اس کا ہاتھ تھاما"میں اس گھر کا بڑا مرد ہوں، بابا کے بعد اس گھر کا سربراہ میں ہوں، تم دنیا، لوگ، ہر چیز سے بے فکر ہو کر تسلی سے سوچو اور مجھے بتاؤ، اگر تم آدم کے لئے راضی ہو تو بخدا میں پوری دنیا سے لڑ لوں گا "

"تم کیا چاہتے ہو؟"وہ اسے بھائیوں والا مان دے رہی تھی

"فیصلہ میں نے نہیں تم نے کرنا ہے لیکن اگر تم مجھ سے پوچھو تو میں چاہوں گا کہ ایک بار آدم کے بارے میں سوچ لو، میں ڈاکٹر احمد کی فیملی کو منع کر دوں گا فی الحال آنے سے "

وہ نرمی سے کہتا پلٹا پھر دروازے سے باہر نکل گیا، معطر تھک کر بیڈ پر بیٹھی، وہ آیا تھا تو مُشکلیں ساتھ لے کر آیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاؤنج میں داخل ہوتے اس نے پٹخ کر ٹیبل پر وہ دو کاغذ رکھے اور شرٹ کا اوپری بٹن کھولا، صوفے پر بیٹھ کر موبائل پر کچھ دیکھتی رضیہ خاتون نے چونک کر سر اٹھایا پھر نظر ان لفافوں پر گئی

"ان میں کیا ہے؟ "

"دیکھ لیں "

وہ اب صوفے پر بیٹھ رہا تھا، ٹانگ پر ٹانگ رکھے صوفے کے ہتھے پر انگلی بجائی، چہرہ بے تاثر تھا، اس کی دائیں طرف بیٹھی رضیہ نے اچھنبے سے لفافہ کھولا، اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر ابرو اچکائے

"تم نے کیس کر دیا ہے؟ "

"حسن ماموں نے کیا ہے "

"اور میں تو جیسے جانتی ہی نہیں ہوں کہ حسن کو شہہ کس نے دی ہے "

تیمور نے کاندھے اچکائے

"میں نے صرف تھوڑا بہت پیسہ خرچ کیا ہے، دو سال بہت تھے اُنہیں سمجھانے کو "

"تم سمجھا تو نہیں رہے تھے "

"میں ڈرا رہا تھا "

"معطر کو؟ "

"معطر کو... "اس نے سر کو خم دیا" لیکن میرا خیال ہے وہ لفظوں سے ڈرنے والی لڑکی نہیں ہے تو اب کورٹ کی راہداریوں میں ملاقات ہو گی "

"جو کرنا ہے کرو "اُنہوں نے ہاتھ جھلایا گویا بے وہ بے زار تھیں "لیکن اب جا کر نازنین کو واپس لے آؤ، دو ماہ ہو چکے ہیں اسے گئے ہوئے "

تیمور کے تاثرات بگڑے

"میرے سامنے اس کا نام مت لیا کریں "

"بیوی ہے تمہاری "

"وہ بیوی جو مجھے دو سال میں اولاد تک نہیں دے سکی "

"تو ڈاکٹر کو چیک کروایا تو ہے، یہ دیر اللہ کی طرف سے ہے "

"ایک سال سے ہسپتال کے چکر لگا رہے ہیں ہم دونوں اور آپ جانتی ہیں کہ مجھے ہسپتال میں خوار ہونا پسند نہیں ہے، اس سے کہیں اب یہ امید مت رکھے کہ میں واپس لینے جاؤں گا "

وہ سگریٹ جلاتا ہونٹوں سے لگا رہا تھا

"تو کیا کرو گے اس کے بغیر؟ "

"اس کے بغیر؟ میں اس کے ساتھ بھی خوش نہیں تھا "

"دیکھو بچے، رنجشیں ہر جگہ ہو جاتی ہیں، ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر تعلقات خراب تو نہیں کئے جا سکتے نا "

"تعلقات ختم ضرور کئے جا سکتے ہیں "

"یہ بہت بڑی بات ہے تیمور "

انہوں نے کچھ سختی دکھانی چاہی

"رکیں ابھی امی، میں آپ کو ایک اور بڑی بات بتاتا ہوں" سر صوفے کی پشت پر رکھے اس نے دھواں فضا کے سپرد کیا" میں معطر سے شادی کرنے جارہا ہوں "

دھواں ہوا میں تحلیل ہوا، آہستہ سے، دھیرے سے، پھر مکمل غائب ہوا، تیمور کی نظر دائیں طرف رکھے صوفے پر بیٹھی رضیہ پر گئی جو ساکت اسے دیکھ رہی تھیں

"تیمور "....

ان کی آواز بے یقین تھی

"آپ کو شاید یقین نہیں آیا، میں دوبارہ اپنی بات دہرا دیتا ہوں، میں معطر صبا سے شادی کرنے جارہا ہوں "

وہ پُر سکون لگ رہا تھا

"مزاق بھی وہ کرو جو برداشت ہو سکے "

وہ جھٹکے سے اٹھیں

"آپ کو اتنی بڑی بات مزاق لگ رہی ہے ؟ "

"گھٹیا مزاق، ایسے کیسے شادی کرو گے اس سے؟ "

"قاضی کو بلا کر نکاح پڑھوا دیں گے، قصہ ختم "

یوں جیسے چٹکیوں کی بات تھی، لمحوں کا قصہ تھا، رضیہ کا تنفس تیز ہوا، غصہ ابل کر باہر آیا

"اور نازنین کا کیا کرو گے؟ بیوی ہے وہ تمہاری "

"آپ نے دوسرا لفافہ نہیں کھولا؟ "

وہ اب بھی صوفے پر سکون سے بیٹھا تھا، رضیہ کے زہن میں کوئی الارم سا بجا، دوسرا لفافہ؟ نظر میز پر گئی، وہ بے یقینی سے لفافے تک آئیں اور اسے چاک کیا، سفید کاغذ جس پر سیاہ حرف درج تھے، ان کی نگاہیں اوپر سے نیچے تک گئیں، لب بے یقینی سے کھلے، پھر تیمور کو دیکھا جو خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا

"تم۔۔۔ تم نے نازنین کو۔۔۔ طلاق دے دی؟ "

ان کی آواز صدمے سے عجیب طرح نکلی

"میں نے نازنین کو طلاق دے دی امی، بالکل صحیح پڑھا آپ نے "

"یہ کیا کیا تم نے۔۔۔۔ "

ان کے پاس جیسے الفاظ ختم ہو گئے تھے، تیمور صوفے سے اٹھا، سگریٹ نیچے پھینکی

"مجھے اس کا حق تھا، وہ عورت میرا ذہنی سکون برباد کر رہی تھی میں نے وہی کیا جو مجھے ٹھیک لگا۔ اور اب آپ مامی کے پاس جائیں گی اور میرے اور معطر کے رشتے کی بات کریں گی "

"میں ایسا ہر گز نہیں کروں گی" وہ چیخیں

"سوچ لیں امی، مجھے اپنی بات منوانی آتی ہے "

"کیا کرو گے تم؟ ہاں کیا کرو گے؟ میں مر جاؤں گی لیکن معطر سے تمہاری شادی نہیں ہونے دوں گی "

"پھر آپ یہ بھی سن لیں کہ میں معطر سے شادی کروں گا اور ضرور کروں گا "

اس کی آنکھیں اور لہجہ باغیانہ ہو گیا، رضیہ کو کئی لمحے یقین نہیں آیا کہ یہ وہی تیمور تھا جو ان کے صرف ایک بار کہنے پر چار سال پرانی منگنی توڑ آیا تھا

"تم ایسا نہیں کرو گے "

ان کا سر نفی میں ہلا

"میں ایسا کروں گا اور میں دیکھتا ہوں مجھے کون روکتا ہے "

وہ سگریٹ پر پاؤں مارتا باہر کی طرف جانے لگا جب رضیہ یکدم اس کے سامنے آئیں

" تیمور ، ایسے کیسے اس سے شادی کرو گے ؟ وہ وہی لڑکی ہے جس سے تم نفرت کرتے ہو "

" نفرت ؟۔۔۔"وہ جھٹکے سے رکا"میں بھی خود کو یہی کہہ رہا تھا امی ، آپ کو پتا ہے مجھے خود آج تک سمجھ نہیں آئ یہ کیا ہے ، میں کبھی کبھی پچھتاتا ہوں امی ، بہت زیادہ ، دیکھیں ماموں صرف چھ ماہ بعد مر گئے ، کیا ہوتا اگر میں چھ ماہ رک جاتا ، کیا ہوتا اگر آپ چھ ماہ رک جاتیں ، ہاجرہ کے نام پر بلیک میل کیا تھا آپ نے مجھے ، اب ہاجرہ کو دیکھیں جا کر ، وہ اپنے گھر میں کتنی خوش ہے ، مجھے دیکھیں میں خوش نظر آرہا ہوں آپ کو ؟ آپ نے میری زندگی برباد کر دی "

وہ چیخ رہا تھا ، جس ماں کے سامنے اس کی آواز بلند تک نہیں ہوتی تھی وہ اس پر چیخ رہا تھا ، رضیہ صدمے سے وہیں جم گئیں

"تیمور۔۔۔ "

"مائیں آپ جیسی ہوتی ہیں کیا؟ میں نے بتایا تھا میں اسے پسند کرتا ہوں، بتایا تھا نا امی؟ پھر بھی آپ نے کہا نازنین سے شادی کرلو، میں نے کرلی، میں چابی والا گڈا بن گیا جو صرف آپ کے اشارے پر چلتا رہا، پر دیکھیں میں نے وہ تاریں نکال دی ہیں، اب آپ مجھے کنٹرول نہیں کر سکتیں "

ان کے پاس الفاظ ختم ہو گئے، تیمور انہیں سننا بھی نہیں چاہتا تھا

"آپ کو پتا ہے میں پاگل ہوتا جا رہا ہوں امی، میں ایک دن سوچتا ہوں معطر کو پوری دنیا میں رسوا کروں گا، اگلے دن مجھے احساس ہوتا ہے میں تو اس سے محبت کرتا ہوں، میں سوچتا ہوں اس سے شادی کر کے اسے چھوڑ دوں گا لیکن مجھے پتا ہے میں ایسا نہیں کروں گا، میں اسے ساری زندگی اذیت دوں گا پھر بھی اپنے ساتھ رکھوں گا، اس کے بہت سے قصور جمع ہیں میرے پاس، وہ ساری زندگی میرے ساتھ اذیت میں رہے گی لیکن میرے "ساتھ" رہے گی، یا میرے اللہ، امی میرا دماغ درد سے پھٹا جا رہا ہے "

"ایسا مت "....

"میں کیا سے کیا بن گیا ہوں امی ؟ میں نے اپنی اِنسانیت بھی کھودی ہے، آپ دیکھیں میرے پاس دولت ہے، گھر، گاڑی، ہر شے لیکن وہ نہیں ہے، آپ کو پتا ہے میں نے اتنی دولت کیسے اکٹھی کی ؟ میں نے اپنے اندر کا انسان مار دیا ہے، آپ کو پتا ہے میں نے اتنی اذیت کہاں سے اکٹھی کی؟ آپ نے میرے اندر کا تیمور مار دیا ہے "

اس کی آنکھیں نم ہوئیں، رضیہ صدمے سے جم گئی تھیں

"اور نہیں امی، آپ نہیں جائیں گی تو ٹھیک ہے میں خود معطر سے بات کروں گا ، مجھے معلوم ہے وہ نہیں مانے گی لیکن میں اسے راضی کرلوں گا، وہ پھر بھی نامانی تو میں اسے دھمکی دوں گا، اس نے مجھ سے شادی نا کی تو اس کا گھر چھین لوں گا، وہ بہت بہادر بنتی ہے لیکن وہ اندر سے آج بھی کمزور ہے، صرف ایک دھمکی امی اور وہ اپنے باپ کے گھر کے لئے، اپنے گھر والوں کے لئے ہار جائے گی، میں اسے جانتا ہوں "

اس کی آنکھیں اب سرخ پڑ رہی تھیں

"تیمور۔۔یہ مت کرو "

"کیوں؟ میں کیوں خوش نا رہوں؟ میں کب تک آپ کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنوں ؟ کب تک امی؟ وہ واحد خوشی تھی جو میرے پاس تھی، وہ واحد محبت تھی اور آپ نے اسے بھی مجھ سے چھن جانے دیا، جتنا قصور افتخار ماموں کا ہے اتنا آپ کا بھی ہے، میں انہیں جا کر باتیں سنا سکتا ہوں آپ کو نہیں، لیکن اور نہیں، آپ اب مجھے اپنی مرضی پر نہیں چلائیں گی، میں نے کہا میں معطر سے شادی کر رہا ہوں تو کر رہا ہوں، آپ روک کر دکھائیں مجھے "

سخت آنکھوں سے چبا چبا کر کہتے وہ میز کو ٹھوکر مارتا باہر کی طرف بڑھ گیا، رضیہ اب بھی کسی مجسمے کی مانند وہاں ٹھہری تھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دانیال نے ساجدہ کو سب بتا دیا

"وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے "

"اور تم یہاں بیٹھ کر مجھے بتا رہے ہو؟ فوراً اسے گھر سے جانے کا کہو "

وہ سیخ پا ہوئیں

"اس نے عزت اور شرافت سے رشتہ مانگا ہے امی "

"یہ کیسی عزت اور شرافت ہے کہ جن کے گھر مہمان بن کر رہ رہا ہے ان کی ہی بیٹی پر نظر رکھی ہوئی ہے ؟" وہ غصے سے کہہ رہی تھیں

"وہ اسے لندن سے جانتا ہے "

"یعنی اس کے پیچھے پیچھے یہاں تک آیا ہے ؟ "

اُنہیں مزید صدمہ ہوا

"اس کے پیچھے نہیں آیا، اتفاقاً ملاقات ہو گئ ہے "

وہ تحمل سے سمجھا رہا تھا، معطر آنکھیں میچے کمرے کے باہر ٹھہری تھی، اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ امی کو بتادے گا

"تو اب اس حرکت پر پھول پہناؤں اسے ؟ "

"امی، آپ کو مسئلہ کیا ہے آدم بھائی سے ؟ "

"ایک مسئلہ ؟ ہزاروں ہیں "

"پہلا بتائیں "

"وہ نو مسلم ہے "

سب سے بڑا اعتراض

"دو سال ہو چکے ہیں انہیں اسلام قبول کئے، اور ہم میں سے تو کئیوں سے بہتر ہیں، آپ نے خود دیکھا ہے دو دن میں، ساری نمازیں پڑھتے ہیں، نیک ہیں، اخلاق اچھا ہے اور کیا چاہئے؟ "

اس کے نزدیک گویا یہ اعتراض تھا ہی نہیں

"کیا معلوم ہمارے سامنے نیک بن رہا ہو "

"بہت اچھے، آپ ایسا کریں بانو خالہ سے پوچھ لیں، دو سال سے جانتی ہیں وہ آدم بھائی کو، ان کے سامنے بھی دو سال سے اچھا بننے کا ڈرامہ کر رہے ہوں گے ؟ "

"کل کو اگر وہ اسلام سے پھر گیا تو، گمراہ ہو گیا پھر؟ "

"نہیں پھریں گے، جن کو اللہ نے چن کر ہدایت کی راہ پر ڈالا ہے آپ اُنہیں کیسے گمراہ کہہ سکتی ہیں؟ "

"اس کے ماں باپ بھی ساتھ نہیں ہیں "

دوسرا اعتراض

"وہ انہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ہی چھوڑ گئے ہیں "

"تو کیا ایسے ہی ایرے غیرے کے ساتھ بیاہ دوں اپنی بیٹی کو؟ لوگ کیا کہیں گے ؟ ماں باپ میں سے ایک ہی ہوتا تو بھی سوچ لیا جاتا یہاں تو دونوں ہی اس کے ساتھ نہیں ہیں "

"وہ انہیں منالیں گے "

وہ کچھ چڑ گیا

"منالے لیکن میں معطر کی شادی اس سے نہیں کروں گی "

"ابھی کہا ہے نا بانو آپا بھی جانتی ہیں انہیں، آپ ان سے تسلی کرلیں "

"جب رشتہ ہی نہیں کرنا تو تسلی کیسی؟ "

"آپ جن لوگوں سے ڈر رہی ہیں نا اچھی طرح جانتا ہوں، یہ جن رشتے داروں کی باتوں کی آپ پرواہ کرر ہی ہیں کل کو معطر کو کسی لنگڑے کے ساتھ بیاہ دیں ایک اعتراض تک نہیں کریں گے ، زندگی معطر کی جہنم بنے گی، آپ کے رشتے داروں کو فرق نہیں پڑے گا، اپنی اولاد کو کیوں معاشرے کی خوشی کے لئے قربان کرر ہی ہیں؟ "

ساجدہ کچھ غصے سے اسے دیکھتی رہیں

"معاشرے کا سبق مت پڑھاؤ مجھے، میں پہلے ہی بتا چکی ہوں مجھے سو سو اعتراض ہیں، اگر یہ سب نا ہوتے تو بھی بات تھی، میں کلیجے پر پتھر رکھ کر اسے دوبارہ اس ملک بھیج دیتی لیکن یہاں تو سرے سے بات ہی نہیں بن رہی، اس سے کہو سامان اٹھائے اور جائے یہاں سے "

وہ غصے سے اٹھیں اور کمرے سے نکل گئیں، معطران سے پہلے باہر جا چکی تھی، اس کا رخ بابا کے کمرے کی طرف تھا، دروازہ کھلا تھا کھلے دروازے سے اندر بیڈ پر لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا آدم نظر آ رہا تھا، وہ سیخ پا ہو کر اس کے سر پر پہنچی

"دانیال کو کیا پٹی پڑھائی ہے تم نے؟ "

اس نے چونک کر سر اٹھایا

"کیا ہوا؟ "

"ایسا کیا کہا ہے تم نے اس سے کہ وہ تمہاری حمایت میں امی تک سے لڑ رہا ہے؟ "

اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا

"میں نے کچھ نہیں کہا سوائے اس کے کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں "

وہ بیڈ سے اٹھتا اس کے سامنے آیا

"میں نے تمہیں منع کر دیا تھا "

"تم نے ایرک کو منع کیا تھا اس مرتبہ یہ سوال آدم نے کیا ہے "

"مجھے پھر بھی تم سے شادی نہیں کرنی چاہے تم ایرک ہو یا آدم "

"وجہ جان سکتا ہوں ؟ "

"نہیں کرنی تو بس نہیں کرنی، بہتر ہے یہاں سے چلے جاؤ "

وہ اسی غصے سے پلٹتی جانے لگی جب پیچھے سے اس کی آواز آئی

کیا تم واقعی مجھے ایک موقع نہیں دے سکتیں معطر ؟ میں بدل گیا ہوں، ہاں ٹھیک ہے میں نے ماضی میں بہت کچھ غلط کیا ہے لیکن میں اب واقعی میں بدل گیا ہوں "

وہ پلٹی

"نہیں۔ میں تمہیں موقع نہیں دے سکتی، میں نے بانو آپا سے جھوٹ کہا تھا کیونکہ میں چاہتی تھی کہ تم میرے پیچھے نا آؤ، میں اب بھی یہی چاہتی ہوں کہ تم

یہاں سے چلے جاؤ، میں تمہارے سوال کا جواب وہ نہیں دے سکتی جو تم چاہتے ہو "

"لیکن کیوں ؟" وہ بے بس ہوا

"ہم مشرقی لڑکیوں کی بڑی مجبوریاں ہوتی ہیں آدم کیان صاحب، ہمیں معاشرے کی بنائی گئی حدود میں رہنا پڑتا ہے، ہمارا مستقبل صرف ہم نہیں پورا معاشرہ طے کرتا ہے، اور جس معاشرے کا حصہ میں ہوں وہاں تم میرے معاشرے کے تقاضے پر پورے نہیں اترتے "

"میں اس معاشرے سے لڑ سکتا ہوں "

"اور میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گی، بہتر ہوگا تم واپس چلے جاؤ "

"اگر میری جگہ سنان یہاں ہوتا تو کیا تم اسے منع کرتیں ؟ "

وہ کیوں کرتا تھا ایسے ؟ وہ کیوں اپنا موازنہ اس سے کرتا تھا؟ معطر کے گلے میں ڈھیروں آنسو اٹکے

"وہ یہاں نہیں ہے "

"اگر وہ یہاں ہوتا معطر، اگر سنان یہاں ہوتا اور تمہیں انتخاب کا موقع دیا جاتا تو تم مجھے منتخب کرتیں یا سنان کو؟ "

وہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی، چپ چاپ، پھر گہری سانس لی

"میں سنان کو منتخب کرتی "

وہ بنا اس پر دوسری نظر ڈالے آگے بڑھ گئی، اس نے پیچھے ٹھہرے لڑکے کی آنکھوں کو نہیں دیکھا تھا، اس نے ان آنکھوں میں درج ہوتی اذیت نہیں دیکھی تھی، اس نے نہیں دیکھا تھا کہ پیچھے ٹھہرے لڑکے کے چہرے پر کسی نے وہ اذیت انڈیلی تھی جو کسی کا دل نکالنے سے ہوتی ہے

ہاں ٹھیک ہے اسے معلوم تھا جواب یہی ہو گا تو پھر اپنے دل پر یہ ظلم کیوں؟ وہ جانتا تھا، وہ ہمیشہ سے جانتا تھا کہ جب انتخاب کا موقع آیا تو معطر صبا کبھی بھی اسے منتخب نہیں کرے گی پھر کس امید پر اس نے یہ سوال پوچھا تھا؟

وہ ہزاروں لاکھوں لوگ کا پسندیدہ تھا لیکن وہ اپنی پسندیدہ عورت کے دل سے اپنے لئے نفرت نہیں نکال سکتا تھا، اس کے پاس ہر کام کے لئے ہزاروں انتخاب تھے لیکن وہ خود کو اپنی پسندیدہ عورت کا انتخاب نہیں بنا سکتا تھا، وہ جب بولتا تھا تو

نظریں اس پر جم جاتی تھیں اور وہ ایک عورت اس کے ہر لفظ کو کھینچ کر لے گئی تھی، اتنی شہرت کا کیا فائدہ؟ دل تو پھر بھی خسارے میں رہا تھا

کمرے سے باہر نکل کر دیکھو تو معطراب چھوٹے سے لاؤنج سے ہوتی سیڑھیوں کی طرف جا رہی تھی جب لاؤنج میں بیٹھے دانیال کو دیکھ کر رکی

"دانیال "...

اس نے بے ساختہ سر اٹھایا پھر معطر کی آنکھوں کو دیکھا

"اس سے کہو یہاں سے چلا جائے، مجھے اس کی آنکھوں سے خوف آتا ہے "

"کیسا خوف؟ "

"وہ ان آنکھوں میں جو محبت بھر کر لایا ہے وہ مجھے خوفزدہ کر رہی ہے، تمہیں اللہ کا واسطہ اس سے کہو چلا جائے "

اس کی آواز بھرا گئی، قدم اوپر کی طرف بڑھ گئے، دانیال کئی لمحے وہاں بیٹھا رہا پھر دھیرے سے اٹھتے سب سے پہلے کمرے کی طرف بڑھا، دروازہ کھلا تھا، اس کے قدم دروازے پر رک گئے، سامنے بیٹھا شخص کسی تھکے ہارے انسان کی طرح بیٹھا تھا، اس کا سر جھکا ہوا تھا

"آدم بھائی "

آدم نے سر اٹھایا، لمحے بھر کو دانیال وہیں تھم گیا، اس کی آنکھوں کا کونہ نم تھا، دانیال کو دیکھتے اس نے گیلی سانس اندر اتاری

"اس نے کیا کہا ہے ؟ "

آدم اٹھ کر اپنے بیگ کی طرف جا رہا تھا

"تمہاری بہن کبھی مجھے منتخب نہیں کرے گی دانیال "

"اس نے منع کر دیا؟ "

"میں جانتا تھا وہ یہی کرے گی اور میں نے سوچا تھا کہ وہ منع کرے گی تو میں اس کی زندگی سے چلا جاؤں گا لیکن" وہ بیڈ پر بیٹھا دانیال چلتے ہوئے سامنے آ ٹھہرا تھا" لیکن وہ کمرے سے گئی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ میری زندگی سے چلی گئی تو میرے پاس تو کچھ باقی ہی نہیں رہے گا "

دانیال سامنے ٹھہرا اسے دیکھتا رہا، وہ دو دن سے سوچ رہا تھا، دو دن سے فیصلہ نہیں لے پا رہا تھا لیکن اس ایک لمحے میں جیسے اس نے طے کر لیا تھا

"آپ کی فیملی یہاں نہیں آسکتی ؟ "

"وہ لوگ مجھ سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتے "

"کوئی تو ہو گا آدم بھائی، فیملی میں کوئی؟ کوئی رشتے دار؟ کوئی تو "

"کوئی نہیں ہے... "وہ لمحہ بھر کو رکا" سوائے چند لوگوں کے "

"کون چند لوگ؟ "

"وہ میری فیملی نہیں ہیں، فیملی جیسے ہیں اور میں انہیں ان سب میں نہیں لانا چاہتا "

"کیوں؟ "

"ان کے دل زخمی ہیں، میں یہاں بلا کر مزید زخمی نہیں کرنا چاہتا، تم بے فکر رہو، میں یہاں سے کل چلا جاؤں گا "

دل تو پچھلے چند سالوں میں کئی بار ٹوٹا تھا، اس بار زیادہ زور سے ٹوٹا تھا لیکن کوئی بات نہیں وہ برداشت کر لے گا

"مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا "

اس نے کچھ نہیں کہا، دانیال خاموشی سے باہر چلا گیا، پیچھے بیٹھا لڑکا اب زمین کو دیکھ رہا تھا

کیا واقعی اس بار دل کا ٹوٹنا وہ برداشت کر لے گا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے اگلے دن نا کسی سے کچھ کہنے کا وقت مل سکا نا وہ کسی سے مل سکا، چھٹی ختم ہونے میں صرف آٹھ دن باقی تھے اور ان سب میں تین دن تو عید میں گزر جاتے، یہ پہلی بار تھا جب وہ عید پر برطانیہ میں نہیں تھا

اس دن وہ صبح صبح منظور صاحب کے ساتھ گیا، پہلے کالج پھر پولیس اسٹیشن پھر اس کے انسٹیوٹ کال کروائی، پھر انگلینڈ میں موجود پاکستانی سفارت خانے تک ساری بات پہنچائی، اُنہوں نے تسلی کروائی کہ وہ سارا معاملہ خود دیکھ لیں گے، اس نے سارے ڈاکیومنٹس جن میں کامل منظور کے کسی بھی طرح کی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث نا ہونے کا یقین کروایا گیا تھا مارک تک پہنچا دیئے، وہ وہاں یہ سارا معاملہ دیکھ رہا تھا

" آپ کا شکریہ بیٹا، آپ نا ہوتے تو میں تو امید ہی چھوڑ چکا تھا "

منظور صاحب کی آنکھیں نم ہو گئیں

"میں نا ہوتا تو کوئی اور ہوتا اور اب کامل کو واپس مت بلوائیے گا کسی خوف کی وجہ سے، اسے اپنے مستقبل کے لئے کوشش کرنے دیں، وہ وہاں محفوظ ہے، میں واپس جا کر بذات خود اس سے ملوں گا "

اس نے انہیں تسلی دیتے نجیب کو گاڑی نکالنے کا اشارہ کیا

"آپ کا مشن کہاں تک پہنچا؟ "

"کون سا مشن؟" گاڑی میں بیٹھتے وہ ٹھٹکا

"وہی جس کی وجہ سے پڑوس والا گھر لیا تھا "

"تم وہیں اٹکے ہو ابھی تک؟ "

وہ ہلکا سا ہنسا، چہرے پر تھکن نظر آ رہی تھی، پچھلے چند دن سے نا نیند پوری ہوئی تھی نا آرام کا وقت مل سکا تھا، موبائل نکالتے وقت دیکھنا چاہا لیکن وہ بند تھا، پورے دن میں اسے چارج کرنا یاد ہی نہیں رہا

"میں انتظار کر رہا ہوں کہ کسی دن مجھے علم ہو ہی جائے گا "

"میں خود انتظار کر رہا ہوں "

"اب تو آپ لاہور گھومیں گے نا؟ "

"مجھے پشاور جانا ہے "

"پہلے لاہور تو گھوم لیں "

"پشاور بھی گھومنے نہیں جا رہا "

"پھر کس لئے جا رہے ہیں؟ "

"کسی سے ملنا ہے "

نجیب گاڑی گلی میں روک رہا تھا، وہ دروازہ کھولتے باہر نکلا جب سڑک پر نظر گئی، ایک بڑی گاڑی وہاں رکی تھی، اس نے ابرو اچکائے

"یہ آپ کہیں پچھلے جنم میں پاکستانی تو نہیں تھے؟ "

گاڑی کی کھڑکی سے منہ نکالتے نجیب نے اسے پکارا تو اس نے رخ موڑا

"کون سا پچھلا جنم؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ "

"نہیں میرا مطلب، آدھا پاکستان آپ سے واقف ہے، آدھے پاکستان سے آپ واقف ہیں، یہ واقفیت کس وجہ سے ہوئی ہے بھلا؟ "

"خود ہی تو کہتے ہو آدھی دنیا مجھے جانتی ہے، آدھی دنیا میں پاکستان بھی آتا ہے
"

"لیکن آپ آدھے پاکستان کو کیسے جانتے ہیں؟ "

"میں تمہارے آدھے پاکستان میں سے صرف دو چار لوگوں کو جانتا ہوں، یہ الگ بات ہے کہ میرے لئے آدھا پاکستان انہیں دو چار لوگوں میں سما جاتا ہے
"

مزید نجیب سے بحث کرنے کی بجائے وہ گلی کی طرف جا رہا تھا، گلی کے ابتدا ہی میں معطر کا گھر تھا، وہ اندر داخل ہوا تو گیٹ کھلا تھا اسے بند کرتے وہ برآمدے پھر کمرے کی طرف جانے لگا تو یکدم رکا، چھوٹے سے لاؤنج سے باتوں کی آواز آ رہی تھی، عام سی چیز تھی لیکن وہ ٹھٹکا، یونہی گمان سا گزرا کہ وہ آواز جانی پہچانی تھی، آہستہ قدموں سے وہ گیلری سے ہوتا لاؤنج کے سرے پر آیا تو قدم مزید چلنے سے انکاری ہو گئے

سامنے بزرگ بیٹھے تھے، سفید شلوار قمیص پہنے، ان کے ساتھ خاتون جنہوں نے دوپٹہ سر پر اوڑھ رکھا تھا، پھر اس کی نظر ساتھ والے صوفے پر گئی، سیاہ شلوار قمیص پہنے بیٹھی لڑکی

"پریزے".....

اس کے لبوں سے نکلا، کسی بات پر مسکراتی پریزے کی نظر اس پر گئی تو مسکراہٹ سمٹی پھر اس نے خفگی سے رخ موڑا، آدم کی نظر خجستہ خاتون پر گئی پھر سعدی حشمت خان پر

"السلام علیکم "

اس کی آواز پر وہاں سناٹا چھایا، سب نے سر ہلا کر سلام کا جواب دیا تو وہ کچھ حیرانی سے ہلکا سا مسکراتے ہوئے سعدی خان کی طرف آیا جو اسے دیکھتے کھڑے ہو چکے تھے، ان سے گلے ملتے خجستہ کے آگے سر جھکایا، نظر دانیال پر گئی جو اسے دیکھ رہا تھا پھر نظر پریزے پر گئی تو وہ سیدھا ہوتے ہلکا سا کھنکارا

"کیسی ہو پریزے؟ "

"بات مت کریں مجھ سے "

اس نے کچھ بے بسی سے خجستہ خانم کو دیکھا پھر سعدی حشمت خان کو، دونوں نے کاندھے اچکا دیئے

"ناراض ہو؟"

"بہت، آپ نے آنے سے پہلے بتایا بھی نہیں"

"میں آج پشاور کے لئے نکل ہی رہا تھا"

"بیٹھیں آدم بھائی"

دانیال کی آواز پر وہ سر کو خم دیتا دائیں طرف رکھے صوفے پر بیٹھا، ایک سنجیدہ نظر سب پر ڈالی (وہ یہاں کیا کر رہے تھے؟)

"کیونکہ آدم بیٹا بھی آگیا ہے تو ہم سیدھا مدعے کی بات پر آتے ہیں" سعدی حشمت خان نے اسے دیکھتے انگلش میں کہا تو وہ کچھ چونکا پھر سیدھا ہوا، نظر پریزے پر گئی جو اسے دیکھتی مسکراہٹ دبا رہی تھی

"میں سمجھی نہیں"

ساجدہ کو ان لوگوں کی آمد حیران کر رہی تھی

"ہم سمجھا دیتے ہیں بہن" اس نے مٹھی اضطراری انداز میں بند کرتے خجستہ خانم کو دیکھا جن کی نظر ساجدہ پر تھی "آدم کو ہم دو سال سے جانتے ہیں، یہ سنان کا دوست ہے، سنان میرا بیٹا جسے برطانیہ میں شہید کر دیا گیا تھا" پل بھر کو وہاں سناٹا چھا گیا، پھر خجستہ خانم نے گہری سانس لی "سنان کو انصاف دلانے کیلئے آدم نے کوششیں کی تھیں، ہم تب سے اس سے واقف ہیں، یہ میرے لئے میرے بیٹے جیسا ہے، اور میں اپنے اس بیٹے کے لئے آپ کی بیٹی معطر کا ہاتھ مانگتی ہوں "

گفتگو اردو میں تھی، اسے الفاظ سمجھ نہیں آئے تھے سوائے سنان اور معطر کے نام کے، بند مُٹھی کھل گئ، اسے گفتگو کا موضوع سمجھ آ گیا تھا، سر جھکاتے اس نے آنکھیں بند کیں

"میں ۔۔۔ خجستہ خاتون آپ نے مجھے کچھ کہنے لائق نہیں چھوڑا "

ساجدہ پل بھر کو واقعی لاجواب ہو گئ تھیں

"میں جانتی ہوں آپ کے لئے فیصلہ مشکل ہو گا لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ بچہ آپ کی بیٹی کو بہت خوش رکھے گا "

"یہ مشکل فیصلہ ہے "

"جانتے ہیں بہن لیکن ہم آپ کو پوری تسلی دلاتے ہیں کہ آپ غلط فیصلہ نہیں کریں گی "

وہ سر جھکائے خاموشی سے گفتگو سنتا رہا، یہاں اس کے ماں باپ کو ہونا چاہئے تھا، کیان اور ہیزل کو، پریزے کی جگہ سوزین ہوتی، وہاں اس کے ماں باپ ہوتے، اس کی جھکی آنکھوں میں ازیت ابھری، عجیب دل توڑنے والی ازیت

"میں معطر سے مل سکتی ہوں؟ "

اس کا سر پریزے کی آواز پر اٹھا تھا، وہ ساجدہ سے پوچھ رہی تھی، اُنہوں نے سر ہلاتے مبشرہ کو بلایا

"ان کو معطر کے پاس چھوڑ آؤ "

وہ شکریہ کہتی اٹھی، بنا کسی کو دیکھے مبشرہ کے ساتھ لاؤنج کے سرے پر بنی تنگ سی سیڑھیوں سے اوپر کی طرف، وہاں سیڑھیوں کے اختتام پر سب سے پہلا کمرہ معطر کا تھا، مبشرہ نے دستک دے کر دروازہ کھولا تو اندر بیٹھی معطر نظر آئی، وہ کھڑکی کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھی تھی، پاؤں اوپر کر رکھے تھے، نظر باہر تھی،

اس کا لباس مکمل سیاہ تھا، ڈوپٹہ گردن میں، بال ڈھیلے سے جوڑے میں بندھے تھے، دستک پر نظر گھمائی، مبشرہ کے پیچھے ٹھہری گلابی دوپٹے میں دمکتے چہرے والی لڑکی پر نظر گئی

"یہ پریزے ہیں، آپ سے ملنا چاہتی تھیں "

وہ کچھ دیر اس لڑکی دیکھتی رہی، ابرو تعجب سے اٹھے پھر ایک لمحے میں یاد آیا وہ کون پریزے تھی، وہ دنیا میں صرف ایک پریزے نام کی لڑکی کو جانتی تھی، قدم کرسی سے نیچے اترے

"شکریہ مبشرہ، ہمیں کچھ دیر اکیلا چھوڑ سکتی ہیں؟ "

مبشرہ مسکرائی پھر سر ہلاتے دروازہ بند کیا، پریزے کچھ لمحے وہیں ٹھہری رہی پھر معطر کے سامنے پڑی کرسی تک آئی

"السلام علیکم "

"پریزے "......

وہ بے یقینی سے اٹھی اور تیزی سے اس تک آتے اسے گلے سے لگایا، پریزے تھم گئی، معطر اسے زور سے بھینچے ہوئے تھی، اس کا ہاتھ معطر کی پشت پر گیا

"تم یہاں کیسے ؟ "

اس سے الگ ہوتے حیرانی سے پوچھا، وہ ابھی سو کر اٹھی تھی تو نیچے آنے والے مہمانوں کی آمد سے لاعلم تھی

"آپ کے لئے آئے تھے، میں بیٹھ سکتی ہوں؟ "

"ہاں۔۔ بیٹھو "

کرسی سامنے رکھتے وہ خود بھی بیٹھ گئی، چہرے پر بے چینی پھیلی تھی

" کیسی ہو تم؟اور یہاں کیسے ؟ایڈریس کیسے ملا تمہیں؟ "

"سانس تو لیں معطر" وہ ہلکا سا ہنسی

"اللہ، مجھے تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے، کس کے ساتھ آئی ہو؟ "

وہ واقعی خوش لگ رہی تھی

"مورے اور بابا کے ساتھ، وہ نیچے ہیں "

"اوہ، میں ان سے مل کر آتی ہوں" وہ اٹھنے لگی جب پریزے نے اس کا ہاتھ

تھاما

"وہ آپ کی امی سے بات کر رہے ہیں، مجھے آپ سے بات کرنی تھی اس لئے اوپر آگئی"

"کیا بات کرنی ہے؟" وہ وہیں بیٹھ گئی

"پہلے تو آپ کو دیکھنا تھا "

"ابھی تو دیکھا ہے" وہ مسکرائی

"دروازے میں کھڑے ہو کر اپنی نظر سے دیکھا تھا یہاں بیٹھ کر سنان لالہ کی نظر سے دیکھنا چاہتی ہوں "

اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی

"مجھے اس کے لئے دکھ ہے "

"میرا دکھ تو دو سال سے کم ہی نہیں ہو رہا "

"وہ۔۔۔اچھا انسان تھا "

"تھا.... دیکھیں اس لفظ سے ہی کتنا دکھ ہوتا ہے "

اس کی آنکھیں نم ہوئیں، معطر کو دکھ نے آن گھیرا

"صبر کرو پریزے ".....

"وہ مجھے کہتے تھے کہ تم جب معطر سے ملو گی تو کہوں گی کہ وہ ہیر جیسی لڑکی ہے ،وہ یہاں ہوتے تو میں انہیں بتاتی آپ واقعی ہیر جیسی ہیں پر وہ یہاں ہیں ہی نہیں "اس کی نم آنکھیں اب آنسو بہا رہی تھیں "ان کے پاس بہت خواب تھے جو آپ سے جڑے تھے، لیکن ان کی کہانی مختصر رہی، کچھ کہانیوں کے انجام ان کے نام طے کرتے ہیں، وہ خود کو رانجھا نا کہتے تو اچھا ہوتا نا "

"اس کا جانا طے تھا پریزے "

"وہ خوش تھے معطر، ہماری رات کو بات ہوئی تھی، اُنہوں نے بتایا کہ وہ واپس آرہے ہیں، ہم نے طے کیا تھا کہ ہم لاہور جائیں گے، اُنہوں نے آپ کے لئے چوڑیاں بھی لی تھیں، وہ چوڑیاں کہیں کھو گئیں، انہوں نے میرے لئے جھمکے لئے تھے وہ جھمکے بھی گم گئے، ان کی ڈائری میں کئی قصے درج تھے وہ ڈائری بھی مجھے نہیں ملی "

اس کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے، معطر کو اسے دیکھتے کچھ یاد آیا، وہ اس کا ہاتھ چھوڑتی اٹھی، الماری کا دروازہ کھولا، نچلے خانے میں چھوٹے سے ڈبے کو اٹھایا پھر

اس تک آئی، ڈبہ کھولا تو اندر رکھی چند چوڑیاں نظر آئیں ساتھ ایک جھمکا، آنسو صاف کرتی پریزے کی نظر اس کے ہاتھ میں تھامے جھمکے پر گئی

"جب اسے گولی لگی تھی تو یہ مجھے اس کے پاس سے ملے تھے، اس نے میرے سامنے تمہارے لئے لیے تھے "

اس نے وہ جھمکا پریزے کی طرف بڑھایا، وہ اسے ہاتھ میں تھامے ایک بار پھر رو پڑی

"اوہ لالہ۔۔۔ "

معطر چوڑیاں وہیں رکھتی اس تک آئی، اسے گلے سے لگاتے اس کی پیٹھ تھپکی

"رونے سے غم ہلکا ہوتا ہے پریزے لیکن اپنے دل کا بوجھ مت بڑھاؤ "

وہ اس کا سر تھپک رہی تھی، اس کی خود کی آنکھیں یوں ہی نم ہو گئی تھیں، پریزے کی ہچکیاں آہستہ آہستہ تھمنے لگیں پھر وہ پر سکون ہوتے ہوتے چپ ہوئی، ہاتھ سے آنسو صاف کئے اور معطر کا ہاتھ تھاما

"میں بہت کمزور دل والی لڑکی ہوں دراصل "

وہ سامنے بیٹھتی ہلکا سا مسکرائی

"سنان تمہارا ابتا تا تھا "

"لالہ آپ کا بھی بتاتے تھے" وہ آنسو صاف کر رہی تھی

"کیا بتاتا تھا؟ "

"یہی کہ آپ چوڑیاں پہنتی ہیں، انہیں ڈر ہے کہ کسی دن جب وہ آپ کو بتائیں گے کہ وہ آپ کو اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں تو آپ اُنہیں انہی چوڑیاں پہنے ہاتھوں سے تھپڑ ماریں گی "

"وہ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں سے ڈرتا تھا "

وہ نم آنکھوں سے ہنسی، پریزے کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی

"وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ آپ کو وہ تنگ کرتے تھے، اُنھوں نے از لنگٹن کی گلیوں میں آپ کو خوفزدہ کیا تھا، آپ کا بس چلتا تو اُنہیں دریائے ٹیمز میں پھینک دیتیں "

اس کی نمی آنکھوں میں رہی لیکن مسکراہٹ غائب ہو گئی

"یہ سنان کہتا تھا؟ "

"یہ آدم لالا کہتے ہیں "

وہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی، لفظ جیسے دماغ کو آہستہ سے سمجھ آئے تھے

"پریزے "....

"ہم یہاں آپ کا رشتہ لینے آئے ہیں معطر، اپنے بھائی آدم کیان کے لئے "

وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی، معطر آنکھوں میں حیرت لئے اسے دیکھتی رہی

"تم آدم کو جانتی ہو؟ "

"وہ میرے لئے بھائی جیسے ہیں، سنان لالہ زندہ ہوتے تو ہم یہاں ان کے لئے آتے، لیکن ہم یہاں آدم لالہ کے لئے آئے ہیں، میرے بھائی کو منع مت کیجئے گا معطر "

اس نے ہاتھ پریزے کے ہاتھ سے کھینچا

"تو اس نے تمہیں سفارش کے لئے بھیجا ہے؟ "

"وہ ہمارے یہاں آنے کے متعلق جانتے بھی نہیں ہیں، ہم یہاں ان کی مرضی سے نہیں آئے "

"اگر اس نے نہیں کہا تو تم لوگوں کو نہیں آنا چاہئے تھا "

"ان کے پاس کوئی تھا ہی نہیں معطر جو ان کے لئے آتا" معطر صبا کی زبان سے کسی نے سارے الفاظ کھینچ لئے، پریزے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی "ان کے ماں باپ، بہن، دوست سب نے انہیں اس لئے چھوڑ دیا کیونکہ وہ اسلام قبول کر چکے تھے، ایسے انسان سے نفرت تو نہیں بنتی جس نے اللہ کے لئے سب کو چھوڑ دیا ہو، ایسے انسان پر تو رشک بنتا ہے"

"میں اس سے نفرت نہیں کرتی"

اس نے وضاحت دینی چاہی

"پھر آپ ان سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں؟"

"تم۔۔ تم میرے حالات نہیں جانتیں"

"میں واقعی نہیں جانتی، لیکن میں آدم لالہ کے دل کا حال جانتی ہوں، وہ آپ سے محبت کرتے ہیں، میں نے کئی بار ان سے کہا کہ پاکستان آجائیں وہ نہیں آئے، مجھے کچھ عرصے بعد پتا چلا وہ آپ کی وجہ سے نہیں آرہے، وہ آپ کا سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے، میں نہیں جانتی کس وجہ سے لیکن کوئی بھی جرم اتنا بڑا تو نہیں ہوتا جسے معاف نا کیا جاسکے"

" تم غلط سمجھ رہی ہو "

"میں شاید غلط سمجھ رہی ہوں لیکن میں واقعی نہیں جانتی کہ جو انسان آپ سے سب زیادہ محبت کرتا ہو اس کا دل توڑنے کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے "

وجہ ؟اس نے سوچا واقعی کیا وجہ تھی ؟آدم کیان کا وہ جملہ جو اس نے نادانی میں کہا تھا؟ یا۔۔۔اور کیا قصور تھا؟ اسے واقعی یاد نہیں آسکا

"وہ جو چاہ رہا ہے وہ ممکن نہیں ہے پریزے "

اس نے پاؤں دوبارہ اوپر کر لئے

"وہ آپ کے لئے پوری دنیا سے لڑ سکتے ہیں معطر "

"اور میں یہی نہیں چاہتی، وہ کس کس کے لئے پوری دنیا سے لڑے گا؟ اسے خود کا سوچنا چاہیے "

"خود کا ہی تو سوچ رہے ہیں "

معطر چپ چاپ اسے دیکھتی رہی

"میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتی، میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے "

"آپ ان کے لئے جو کر سکتی ہیں وہ کر لیں، قسمت ان پر مہربان ہو گی تو آپ کو مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی "

اس کے کوئی جواب دینے سے پہلے دروازے پر دستک ہوئی پھر دروازہ کھلا

"آپی آپ کو اور پریزے کو نیچے بلا رہے ہیں "

پریزے سر ہلاتی اٹھی پھر معطر کو دیکھا

"نیچے چلیں "

اس نے جھک کر اپنا لباس دیکھا، تھوڑی دیر پہلے ہی تبدیل کیا تھا پھر سر ہلاتے اٹھی اور دوپٹہ درست کر کے سر پر پہنا، سیڑھیوں سے اترتے ہوئے پریزے اس کے آگے رکی

"میرے بس میں ہوتا تو میں سنان لالا کے لئے آپ کو چنتی معطر، لیکن ان کی قسمت میں آپ نہیں لکھی تھیں، اب میں اپنے دوسرے بھائی کے لئے آپ سے سوال کر رہی ہوں میرے دوسرے بھائی کا دل مت توڑیئے گا "

وہ آگے بڑھ گئی، معطر نے سیڑھیوں سے نظر آتے آدم کو دیکھا، اس کے قدم دھیمے ہوئے، لاؤنج تک پہنچنے تک وہ آدم کو دیکھتی رہی، وہ سر جھکائے نیچے دیکھ رہا تھا، اتنا نیچے کے اس کا چہرہ نظر نہیں آتا تھا

"السلام علیکم "

آواز پر بھی وہ سر جھکائے بیٹھا رہا، معطر خجستہ خانم سے ملتی ان کے ساتھ بیٹھی، زرا کی زرا نظر اٹھا کر پھر سے اسے دیکھا، وہ اپنے قدموں کو خاموشی سے گھور رہا تھا

"بہت پیاری بیٹی ہے آپ کی "

اس پیاری بیٹی کو اس پیارے بیٹے کو دیکھ کر پہلی بار احساس ہوا وہ بدل گیا تھا، وہ واقعی بدل گیا تھا، جسے الفاظ یوں ہی کہہ دینے کی عادت تھی وہ کم گو ہو گیا تھا، جس کے جملے زبان کی نوک پر رہتے تھے وہ جملے سوچ کر بولنے لگا تھا، جسے نظریں ارد گرد گھمانے کی عادت تھی وہ نظریں جھکا کر رکھنے لگا تھا، جس کی گول گول گھومتی آنکھوں کے گرد دنیا رقص کرتی تھی وہ آنکھیں اب گول گول گھومنا چھوڑ چکی تھیں، کوئی اتنا کیسے بدل سکتا ہے؟

"آپ تسلی سے سوچ لیں بہن لیکن جلدی جواب دے دیجئے گا، یہ ہمارے لئے ہمارا بیٹا اور ہم اس کے ماں باپ ہیں "

اس نے سعدی خان کی آواز سنی پھر پریزے کو دیکھا وہ آدم کے جھکے سر کو دیکھ رہی تھی، اس جھکے سر والے کے چہرے پر اذیت تھی، کوئی پوچھتا تو وہ کہتا اسے اپنے ماں باپ یاد آرہے تھے، زندگی کس مقام پر لائی تھی کہ اپنی زندگی کا اہم ترین دن وہ کسی اور کو اس کے لئے اہم بناتے دیکھ رہا تھا، ہیزل، کیان اور سوزی، اس کے پاس ہر رشتہ تھا اور ہر رشتہ اسے چھوڑ گیا تھا، وجہ؟ وہ صرف حق کو جان چکا تھا، حق پر عمل کر رہا تھا، اس بات پر وہ کون کون سی سزا بھگتتا؟ اس بات پر کون کون اسے چھوڑ جاتا؟ ایک اللہ ہی کو تو چنا تھا اس نے، اللہ کی مخلوق کیوں اسے چھوڑ گئی تھی؟

"میں باہر ہوں "

وہ جھٹکے سے اٹھتا باہر کی طرف بڑھ گیا، معطر اور پریزے کے سوا کسی نے محسوس نہیں کیا تھا کہ اس کی آواز ہلکی سی نم تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم صرف شکی نہیں چالاک بھی ہو "

گلی سے نکلتے کار کی طرف جاتی پریزے ہلکا سا ہنسی

"میں تعریف سمجھوں گی "

"تم مجھے بتا سکتی تھیں "

"آپ نے بتایا تھا کہ آپ پاکستان میں ہیں؟ "

"میں سرپرائز دینا چاہتا تھا "

"ہم نے بھی سرپرائز دیا ہے "

ان کے آگے دانیال تھا، وہ سعدی خان سے کچھ بات کر رہا تھا

"ایڈریس کہاں سے ملا یہاں کا؟ "

" بانو آپا نے دیا، اُنہوں نے ہی آپ کے یہاں آنے اور رشتے کا بتایا تھا "

اوہ آپا، وہ سنان کے خاندان سے رابطے میں تھیں

" بہت اچھے.... "اس نے سر ہلایا" کیا کہا معطر نے؟ "

"آپ کے لئے بات تھوڑی کرنے گئی تھی "

"ہاں تم تو پاکستانی سیاست پر بحث کرنے گئی تھیں نا "

"جی نہیں، اور سنیں لالا زرا انہیں سمجھائیں، وہ آپ سے بدگمان نہیں ہیں وہ صرف کنفیوژ ہیں، آپ بات کریں گے تو لڑکی مان جائے گی "

وہ گاڑی کے پاس رک رہی تھی، آدم نے صرف سر ہلا دیا، سب سے ملتے اُنہیں روانہ کرتے وہ اور دانیال ایک ساتھ واپس روانہ ہوئے

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کی پاکستان میں بھی ایک فیملی ہے؟ "

"مجھے خود آج احساس ہوا ہے "

وہ سر جھکائے قدموں کو دیکھ رہا تھا

"امی کچھ رضامند نظر آ رہی تھیں لیکن میں کچھ کہہ نہیں سکتا "

"اٹس اوکے دانیال، اگر وہ میری قسمت میں ہوئی تو مجھے مل جائے گی "

وہ جانے مطمئن تھا یا ظاہر کر رہا تھا لیکن دانیال نے مزید کچھ نہیں کہا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ متذبذب تھی لیکن امی تو ابھی بھی اسی بحث میں اٹکی تھیں

"اس کے سگے ماں باپ تو نہیں ہیں "

"وہ بھی آ جائیں گے کسی دن "

دانیال ان سے بحث کر کے تھک گیا تھا

"لیکن ہیں تو غیر مسلم ہی نا "

"آپ نے جس سے معطر کی شادی کرنی ہے وہ مسلمان ہے "

"تم بس اسی بات کو پکڑ کر بیٹھ جاؤ، ہزار چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں، ہزار باتیں سوچنی پڑتی ہیں، ہزار ".....

وہ ان کی باتیں نظرانداز کرتی چھت کی طرف بڑھ گئ، موسم کل سے دوبارہ گرم ہورہا تھا لیکن مغرب کے وقت ٹھنڈی ہوائیں چل پڑتی تھیں تو گرمی کا احساس نہیں ہوتا تھا، سورج کو غروب ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی سوفی الحال موسم بہتر تھا

سیڑھیاں چڑھتے وہ اپنی ہی سوچ میں الجھی تھی، جانے دل کیا چاہتا تھا، کبھی سوچتی ان سب میں آدم کا تو کوئ قصور نہیں تھا اور کبھی دل سرے سے اس کی اچھائ ماننے سے انکار کر دیتا

اوپر کا دروازہ کھلا تھا، اس نے ابھی چھت پر قدم رکھا ہی تھا جب نظر اس پر گئی، وہ ابھی ابھی کال کاٹ کر پلٹا تھا، معطر کو دیکھ کر رکا، اسے یکدم آکورڈ سا احساس ہوا، پلٹنے ہی لگی تھی جب اس کی آواز سنائی دی

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا "

"کس سوال کا جواب دوں؟ تم نے سوال ہی اتنے اکٹھے کر رکھے ہیں "

وہ پلٹتی اس تک آئی، ایک آخری گفتگو ہو ہی جائے

"تم نے غور نہیں کیا معطر میرے ہر سوال کا جواب "تم" ہو "

"اپنے سوال تبدیل کر لو "

"جواب تو پھر بھی وہی رہے گا "

معطر نے رخ موڑتے چچا کے مکان کی طرف دیکھا، اس کی چھت خالی تھی

"تم چھت پر سوتے تھے؟ "

"نیچے اے سی نہیں تھا" چھت کو دیکھتے وہ ہلکا سا مسکرائی

"تمہیں کہنا چاہئے تھا پنکھا نہیں تھا "

وہ خاموش رہا، جانے کتنی دیر، جانے کتنے لمحے، اس نے سوچا رخ موڑ کر اسے دیکھا جب اس کی آواز کانوں میں پڑی

"میں نے اسلام تمہارے لئے قبول نہیں کیا تھا" معطر نے بے ساختہ سر گھما کر اسے دیکھا، اسے اندازہ نہیں تھا وہ یہ بات کرے گا "میں نے اسلام اللہ کے لئے قبول کیا تھا معطر، دو سال پہلے، ایک سڑک پر نیم مردہ حالت میں پڑے میں نے زندگی میں پہلی بار تمہارے خدا کو پکارا تھا، مجھے مرنا نہیں تھا، ابھی بہت کچھ ادھورا تھا، میں نے اللہ کو پکار کر اس سے زندگی مانگی تھی، اللہ نے زندگی کے ساتھ ساتھ اپنا آپ بھی دے دیا، میں نے اس رات ایرک کو وہیں دفن کر دیا تھا ،اس کے بعد وہ ایرک آج تک میرے سامنے نہیں آیا، کچھ دن پہلے تم نے جب پرانے نام سے پکارا تو مجھے احساس ہوا ہر ادھورا کام مکمل ہو گیا تھا سوائے تم سے معافی مانگنے کے "

وہ پل بھر کو رکا، معطر خاموشی سے سنتی رہی

"میں نے جب اسلام قبول کیا تھا تو..." وہ ایک بار پھر رکا پھر سر جھٹکا "تو مام ڈیڈ نے کہا کہ ان کے لئے اسلام چھوڑ دوں، اس لمحے میں نے جانا کہ جب یہی جملہ

میں نے تم سے کہا تھا تو تمہارے دل پر کیا گزری ہو گی، تھپڑ تو بہت چھوٹی چیز تھی تم مجھے قتل بھی کر دیتیں تو جائز تھا، مجھے اب احساس ہوتا ہے وہ جملہ کتنا بھاری تھا، میں نے اب جانا میں نے وہ جملہ کہہ کر تمہارے اندر سے روح نکالی ہو گی "اس نے پہلی بار نظر اٹھا کر معطر کو دیکھا، اس کی آنکھیں نم تھیں "میں نے دو سال سوچا کہ کاش مجھے اس وقت احساس ہوتا، کاش میں وقت کو واپس لوٹا سکتا، میں آج تک اپنے بولے گئے کسی جملے پر اتنا شرمندہ نہیں ہوا، میرا ماضی میرے پیچھے رہ گیا ایک وہی جملہ میں اپنے حال میں بھی ساتھ لایا ہوں، تم مجھے اس ایک جملے کے لئے معاف کر سکتی ہو؟ "

وہ بالا آخر خاموش ہو گیا، معطر کی نم آنکھیں اس پر جمی رہ گئیں

"اب یہ باتیں بے معنی ہیں "

"میرے لئے نہیں ہیں، میں انہی باتوں میں اٹکا ہوں، میرا دل انہیں باتوں میں اٹک گیا ہے "

"میں نے تمہیں معاف کر دیا تھا آدم" وہ اسے دیکھتا رہا جو آنسو صاف کر رہی تھی "جس دن تم نے سنان کے لئے اپنی آواز استعمال کی تھی میں نے اسی دن

تمہاری زبان کا وہ ایک جملہ معاف کر دیا تھا، میں نہیں جانتی تھی کہ تم نے اسلام کس لئے قبول کیا، تم کہتے ہو اللہ کے لئے کیا تھا تو مجھے تم پر رشک ہے، تم کہتے ہو تم نے ایرک کو کہیں دفن کر دیا تھا تو میں اس ایرک کا وہ ایک جملہ معاف کرتی ہوں "

"دل سے؟ "

"دل سے، تم ٹھیک کہتے ہو تم ناواقف تھے، مجھے دیر سے سمجھ آئی کہ تم ناواقف تھے، تم نے جو سب اپنے ارد گرد دیکھا تھا تمہارے لئے اس وقت وہ جملہ واقعی چھوٹا تھا" وہ خاموشی سے اس لڑکی کو دیکھتا رہا، وہ اور سنان اس کی زندگی میں نا آتے تو وہ آج بھی وہیں از لنگٹن کی گلیوں میں ہوتا، شاید یوں ہی کامیاب لیکن در حقیقت ناکام

"تم جانتی تھیں کہ میں سنان کے لئے کوشش کر رہا تھا؟ "

"ہاں ۔۔۔" اس نے سر کو خم دیا" پاکستان میں یہ معاملہ بہت اٹھا تھا، دانیال نے تب تمہیں ہر سوشل میڈیا پیج پر فالو کیا تھا، وہ مجھے تمہارے بارے میں ہر

خبر بتاتا تھا، بانو آپا بھی، انہوں نے میرے کہنے پر جھوٹ بولا تھا، وہ میرا ایڈریس بھی جانتی تھیں لیکن میں نے وعدہ لیا تھا کہ تمہیں نہیں بتائیں گی "

"تم مجھ سے خوفزدہ تھیں؟ "

"معاشرے سے خوفزدہ تھی، میری بہادری کی ایک حد تھی، میں اکیلے انگلینڈ جاسکتی ہوں، میں اپنے باپ کے پوری دنیا سے لڑ سکتی ہوں لیکن میں خود کے لئے نہیں لڑ سکتی تھی، مجھے خود کے لئے لڑنے کی ہمت بابا دیتے تھے، وہ چلے گئے تو میری ہمت پست ہو گئی، تم سمجھتے ہو گے میں سخت دل ہوں لیکن میں جس معاشرے میں رہتی ہوں آدم وہاں لڑکیوں کی زندگی آسان نہیں ہوتی، میری پہلے ہی مشکل تھی تم آتے تو مزید مشکل ہو جاتی، میں نے تو صرف اپنے لئے آسانی چنی تھی "

"میں تمہارے لئے مشکل نہیں بننا چاہتا تھا "

"جانتی ہوں لیکن تم بن جاتے، سنان کی وجہ سے تیمور نے ویسے ہی یہاں سب کو جانے کیا کیا کہا تھا، لندن سے کسی اور کا آنا میرے لئے مزید مشکل کھڑی

کردیتا، میں خود غرض بن گئی، مجھے کچھ سکون چاہئے تھا لیکن بابا کے بعد وہ سکون کہیں میسر ہی نہیں رہا "

"مجھے افسوس ہے کہ میں سنان کو انصاف نہیں دلا سکا "

اس کی آواز دھیمی ہو گئی، وہ ٹھیک کہہ رہی تھی، وہ اپنی جگہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی

"میں جانتی تھی یہی ہو گا، تم نے غلط لوگوں سے جنگ چھیڑی تھی "

"دیکھو مجھے یہ بھی سمجھ آگیا کہ وہ لوگ غلط ہی تھے، تم صحیح تھیں، وہ اسلاموفوبیا تھا "

معطر نے کچھ نہیں کہا، خاموشی کا ایک اور وقفہ ان کے بیچ آیا تھا

"تم مجھے منتخب کر سکتی ہو معطر؟ "

انتخاب؟ بات اب انتخاب کی رہی ہی کہاں تھی؟

"بات انتخاب سے آگے کی ہے آدم، ہار یا جیت۔ اور تم ہمیشہ جیت جاتے ہو "

"میں اس بار تمہارے سامنے ہارنے آیا ہوں "

"میں ہار نہیں بننا چاہتی "

"تم وہ واحد جیت ہو جسے ہارنے سے میں خوفزدہ ہوں "

وہ سامنے آ ٹھہرا تھا

"تم الفاظ کے ساتھ اچھے ہو "

"تمہارے سامنے مجھے صرف سننا اور دیکھنا یاد رہ جاتا ہے۔ بولنا کہاں یاد رہتا ہے ؟ "

اس کی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں، وہ چپ کر جاتا تو اچھا تھا، اس کا دل پگھل رہا تھا، اسے اس دل کے پگھلنے سے خوف آ رہا تھا، اس نے ایک بار پھر رخ موڑ لیا، وہ آنکھوں سے گفتگو کرنے میں بھی ماہر تھا، کئی لمحے وہ باریک سے چاند کو دیکھتی رہی، سات دن بعد عید تھی

"جنت کی ساتھی بنو گی میری؟ "

معطر کا سر بے ساختہ اس کی طرف مڑا، وہ دیوار سے کاندھا ٹکائے جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ رہا تھا

"فلرٹ کر رہے ہو؟ "

"تم سے تمہیں اپنے لئے مانگ رہا ہوں، جنت تک ساتھ چلو گی میرے ؟ "

"جنت میں جا کر حوروں پر دل آ گیا تو؟"

وہ سر جھکا کر ہنسا

"حوروں کی ملکہ کے ہوتے ہوئے کوئی اور شخص کہاں یاد رہے گا مجھے ؟ "

"ایسے کیسے ہاں کر دوں؟ "

"کیسے ہاں کرو گی پھر؟ "

وہ سیدھا ہوا، معطر نے زکام زدہ سانس اندر اتاری

"اپنے بارے میں بتاؤ پہلے "

"تم مجھے جانتی ہو، اور میں صرف تمہیں جانتا ہوں "

"میں ایرک کو جانتی تھی، اب آدم کو جاننا ہے "

"ٹھیک۔۔۔"اس نے سر ہلایا"پوچھو کیا جاننا چاہ رہی ہو؟ "

"کیا کرتے ہو؟ "

"تم سے محبت "

"کماتے کتنا ہو؟ "

"اتنا کما لیتا ہوں کہ تمہاری چوڑیاں آ جائیں گی "

"میرے خرچے بہت ہیں "

"سنبھال لوں گا "

"نخرے زیادہ ہیں "

"اٹھالوں گا "

"میں ناراض جلدی ہوتی ہوں "

"منالوں گا "

"مجھے سگریٹ سخت ناپسند ہے۔۔اور تم پیتے ہو "

"میں تمباکو کو آگ لگادوں گامادام۔آپ حکم کریں "

وہ سینے پر ہاتھ رکھے ہلکا سا جھکا

"مجھ سے تمیز سے بات کرنا "

"ملکہ حکم کریں۔غلام اپنی زبان کاٹ ڈالے گا "

یہ شخص!!!

"مجھ سے فلرٹ کرنے کی کوشش مت کرو "

"محبت کر سکتا ہوں؟ "

اف یہ معصومیت

"تمیز سیکھو پہلے "

"پاکستان میں سیکھ لوں گا "

"تم اب بھی ویسے ہی لگتے ہو "

"کیسا...؟ "

"پہلے برے لگتے تھے، اچھے اب بھی نہیں لگتے لیکن...." وہ رکی، چند لمحے اسے دیکھا پھر مسکراہٹ دبائی "مجھے تمہاری جنت کی ساتھی بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے "

وہ کتنی ہی دیر بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا

"تم میرا پرپوزل قبول کر رہی ہو؟ "

"ہاں "

"بنا تھپڑ مارے؟ "

اس کے ماتھے پر بل پڑے

"تھپڑ کھانا ہے؟ "

"ایک ہی کافی تھا "

وہ ہنسا

"کوئی کہہ رہا تھا قتل بھی کر دیتیں تو جائز تھا "

وہ الٹے قدموں واپس بڑھی

"تم نے سنا نہیں لغو باتوں کی شرعاً کوی حثیت نہیں ہے ؟ "

"بڑا دین کا علم آ گیا ہے ؟ "

"تھوڑا بہت ،ان میں یہ بھی ہے کہ لڑکی راضی تو کس کا اعتراض قابل قبول ؟

"

"لڑکی سے پہلے اس کی امی کو راضی کرو ،امی نے منع کر دیا تو مجھ سے کوئی امید مت رکھنا "

وہ کاندھے اچکاتے نیچے بڑھی ،اس نے آدم کے موبائل کی رنگ ٹون بجتے سنی تھی ،لبوں پہ مسکراہٹ ابھری ،اتنا برا بھی نہیں تھا

نیچے اترتے پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے اسے گیٹ سے کسی کے قدم اندر داخل ہوتے نظر آئے ، صحن میں پہلا قدم رکھنے پر اس انسان کا وجود اندر داخل ہوا ،

معطر وہیں رک گئی، سیاہ پینٹ پر اس نے نیوی بلیو شرٹ پہن رکھی تھی، وہ تیمور حیدر تھا

اس کے چہرے پر سپاٹ تاثرات چھائے، قدم خود بخود اس کی طرف بڑھے

"یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"کیا میں اپنے ماموں کے گھر نہیں آ سکتا؟"

"تمہارے ماموں یہاں نہیں ہیں۔اس لئے بالکل تم یہاں نہیں آ سکتے"

تیمور کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"پتا نہیں کیوں مجھے اب احساس ہونے لگا ہے کہ تم حقیقتاً بہت ظالم ہو"

"تمہیں اب یہ بھی احساس کر لینا چاہیے کہ تم کتنے گھٹیا ہو"

وہ ہنسا جیسے محظوظ ہوا تھا

"تم خاموش اچھی لگتی تھیں بولتی اور زیادہ اچھی لگتی ہو، دانیال کہاں ہے؟"

وہ گھر میں ارد گرد دیکھ رہا تھا

"آفس ہے، جاؤ یہاں سے، اس کی موجودگی میں آنا"

"اہاں، عون بھی گھر پر نہیں ہے؟"

"باہر گیا ہے محترم تیمور صاحب، اسی لئے ابھی کے لئے دفع ہو جاؤ یہاں سے
"

وہ چبا چبا کر کہہ رہی تھی، اسے دیکھ کر غصہ ابل ابل کر باہر آ رہا تھا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو تیمور؟ "

اندر سے ساجدہ کی آواز ابھری تو معطر مڑتی ان تک آئی

"بات کرنے آیا تھا لیکن کیونکہ آپ کے گھر کے مرد یہاں نہیں ہیں تو آپ سے ہی بات کر لیتا ہوں" وہ جیب سے لفافہ نکالتا معطر کی طرف بڑھا رہا تھا

"کیا ہے یہ؟ "

"تم مجھے کہہ کر آئی تھیں نا کہ میں کیس سے نا ڈراؤں تمہیں، میں ڈرا نہیں رہا تھا معطر، حسن ماموں نے کیس دائر کیا ہے تم لوگوں پر "

معطر لفافے سے کاغذ نکالتی وہ پڑھ رہی تھی، اوپر نیچے ایک ایک لفظ پڑھا اور پھر نظر اٹھا کر غصے سے اسے دیکھا

"اور حسن چاچو کے پاس فیکٹریاں لگی ہیں نا جو وہ کیس پر خرچ کریں گے تم نے ہی شہہ دی ہو گی "

"چچ۔۔ بہت غلط سوچتی ہو میرے بارے میں تم "افسوس سے اُسے دیکھا" حالانکہ میں نے بہت کوشش کی کہ تم لوگ معاملہ کورٹ سے باہر ہی طے کرلو لیکن اب تم خود ہی کورٹ تک بات لے جانا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے "

"تو پھر اب کورٹ میں ہی ملاقات ہو گی "

وہ پریشان لگتی ساجدہ کے ساتھ ٹھہری تھی

"مجھے بہت برا لگے گا، کیا یہ اچھی بات ہے کہ ہمارے خاندان کی عورتیں عدالتوں کے دھکے کھائیں؟ تم سوچ لو معطر، ابھی بھی معاملہ باہر رہ کر طے کیا جا سکتا ہے "

"اور باہر معاملہ طے کرنے کا کیا لوگے تم؟ "

سینے پر ہاتھ باندھے وہ اس کی سامنے آ ٹھہری، تیمور نے گہری نظر سے اسے دیکھا

"بہت آسان سی قیمت ہے "

"کیا؟ "

تیمور کچھ کہنے ہی لگا تھا جب سیڑھیوں پر سے کھٹکے کی آواز آئی،ان دونوں کی نظر بیک وقت اوپر گئی، نیلی جینز پر سیاہ شرٹ پہنے بازو کہنیوں تک موڑے وہ موبائل جیب میں ڈالتا نیچے اتر رہا تھا

"کیا سب ٹھیک ہے ؟ "

تیمور کے ابرو اکٹھے ہوئے، آنکھوں میں حیرانی پھر شناسائی ابھری

"اہاں، آدم کیان.... "ابرو اچکاتے کاٹ دار نظر سے معطر کو دیکھا" مجھے نہیں معلوم تھا کہ اتنا بڑا اسٹار یہاں موجود ہے"

وہ تیمور کو نظر انداز کرتا معطر کی طرف آیا

"کیا مسئلہ ہے ؟ "

" کیس کیا ہے اس نے اور اب دھمکیاں دے رہا ہے "

وہ غصے سے تیمور کو دیکھ رہی تھی

"دکھاؤ "....

اس کے ہاتھ سے کورٹ کا نوٹس لیتے اسے پڑھا پھر تیمور کو دیکھا

"اگر کیس حسن صاحب نے کیا ہے تو تم کیا کرنے آئے ہو یہاں؟ "

"یہ ہمارا نپچ کا معاملہ ہے تم ان سب سے دور رہو "

"درحقیقت تم شاید یہاں صرف معطر کو ڈرانے آئے، کیا تین سال پہلے ایئرپورٹ کا منظر بھول گیا ہے؟ "

وہ تپانے والے انداز میں مسکرایا، تیمور کا ماتھا سلگا

"تم ہوتے کون ہو مجھ سے بحث کرنے والے؟ واہ امی جوان لڑکے کو گھر میں رکھا ہوا ہے، کس حثیت سے؟ "

آدم کو گھورتے ساجدہ سے پوچھا تو معطر کا ضبط جیسے جواب دے گیا

"تم کون "...

"وہ اس گھر کا ہونے والا داماد ہے "

الفاظ زبان میں رہ گئے، وہ بے یقینی سے ساجدہ کی طرف پلٹی

"امی "....

"آدم اور معطر کا رشتہ طے کر دیا ہے میں نے، وہ اسی حثیت سے یہاں ہے، مل گیا جواب؟ "

وہ تیمور کے سامنے آئیں، تیمور ساکت ہوا

"مزاق مت کریں ممانی "

"تم سے میرا کون سا مزاق والا تعلق ہے؟ "

"کیا کہہ رہی ہیں تمہاری امی؟ "

آدم تھوڑا سا قریب کھسکا، معطر نے خونخوار نظر اس پر ڈالی، اسے بھی ترجمہ کر کے دینا پڑے گا، وہ پہلے ہی تپی ہوئی تھی

"بطورِ داماد تمہارا تعارف کروا رہی ہیں "

"واقعی؟ "

وہ چونکا

"نہیں۔ جھوٹ بول رہی ہوں، گوگل سے ٹرانسلیشن کروالو "

"ضرورت نہیں ہے، تمہاری زبان پر یقین ہے مجھے "اس سے کہتے وہ تیمور کے سامنے آیا، ہاتھ جیبوں میں ڈال لئے، چہرے پر سختی ابھری، وہ تیمور سے دو انچ لمبا تھا

"کیونکہ تم نے سن لیا کہ میرا اس گھر سے کیا رشتہ ہے اس لئے اپنا یہ دو روپے کا امیروں والا ایٹیٹیوڈ اٹھاؤ اور دفع ہو جاؤ یہاں سے، کیونکہ تم نا معطر کو خوفزدہ کر سکتے ہو نا مجھے متاثر "

تیمور کی رگیں پھول گئیں

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گا "

"ضرور، سوموار سے جمعہ بی بی سی پر رات نو بجے آتا ہوں "

وہ مسکرایا، کسی کو زہر کسی کو شہد لگا

"اور تم معطر اس کی شہ پر مجھ سے ٹکر لے رہی ہو تو دیکھ لوں گا تمہیں بھی "

"میری ہونے والی بیوی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش بھی مت کرنا تیمور حیدر، بخدا مجھے آدم سے ایرک بننے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا، پچھلی بار صرف شہر میں بدنام ہوئے تھے اس بار میں تمہیں پوری دنیا میں منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑوں گا "

اس کی آواز سخت ہو گئی، وہ معطر کے سامنے ٹھہرا تھا، کسی ڈھال کی طرح، کسی سائے کی طرح

"تم پچھتاؤ گے لڑکے "

"دیکھ لیں گے "

ابرو سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا تو تیمور سلگتی نظر اس پر اور معطر پر ڈالتا پلٹا پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا،اس کے جانے کے بعد آدم ساجدہ کی طرف پلٹا جو خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں،اس نے ایک نظر معطر پر ڈالی

"تم مترجم کا کردار ادا کر سکتی ہو؟ "

"کیا کہنا ہے؟ "

"وہی جو عام طور پر لڑکے کہتے ہیں "

"میری تعریف کرو گے تو ٹھیک ہے ترجمہ کر دوں گی "

"تم اپنی تعریف کا ترجمہ کبھی بھی نہیں کرو گی اس لئے آنٹی سے کہو میں اس دنیا میں اپنے ماں باپ کے بعد ان کا سب سے شکر گزار ہوں "

معطر نے منہ بناتے اردو میں ترجمہ کر دیا، ساجدہ ہلکا سا مسکرائیں پھر آگے کو ہوتے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ ہلکا سا جھکا

"سلامت رہو، معطر اندر چلو "

اس کے سر پر سے ہاتھ ہٹاتے معطر کو اشارہ کیا تو اس نے سر ہلایا پھر ساجدہ کے پیچھے گئی

"سنو "....

وہ برآمدے تک جاتی پلٹی

"کیا؟ "

"آئی لو یو "....

معطر کا چہرہ سرخ پڑا

"استغفرُاللہ".....

وہ ہنسا پھر سر جھٹک دیا، معطر اندر جا چکی، لاؤنج میں پہنچتے وہ پل بھر کو رکی، ساجدہ اندر کرسی پر بیٹھ رہی تھیں، وہ ان تک آئی

"امی "....

انہوں نے سر اٹھایا

"آپ کو اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے؟" وہ جھجھک رہی تھی, ساجدہ نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو وہ ان کا ہاتھ تھامتی ان کے ساتھ بیٹھی

"اعتراض نہیں ہے، خدشات اب بھی ہیں، وہ نیا نیا مسلمان ہوا ہے، اس کے ماں باپ ساتھ نہیں ہیں، ہم اسے زیادہ جانتے بھی نہیں ہیں، پھر وہ غیر ملک سے ہے، بہت سارے خدشات ہیں معطر، دانیال کو لگتا ہے میں سخت بن رہی ہوں، لیکن میں صرف ایک ماں ہوں بیٹا، یوں ہی کوئی لڑکا آ کر کہے کہ آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو میں اٹھ کر ہاں تو نہیں کر سکتی نا؟ تمہارے بابا ہوتے تو مجھ پر اتنا بوجھ نا ہوتا، ان کے بعد تو قدم بھی پھونک پھونک کر رکھنے پڑ رہے ہیں" وہ لمحہ بھر کو رکیں، رک کر سانس لی "لیکن دانیال یہ بھی ٹھیک کہتا ہے کہ وہ ہم میں سے کئی مسلمانوں سے بہتر ہے، ماں باپ بھی اسے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ہی چھوڑ گئے ہیں، جس نے اللہ کے لئے اپنے چھوڑے ہوں میں اسے نا امید کر کے اسے اسلام سے بد دل نہیں کرنا چاہتی کہ اس کے نو مسلم ہونے کی وجہ سے میں نے منع کر دیا، دل پر پتھر رکھ کر فیصلہ کیا ہے، معاشرے سے بغاوت آسان نہیں ہوتی معطر، ہمیں یہیں رہنا پڑتا ہے، بہادری کی باتیں کرنا آسان ہے لیکن بہادر بننے کے لئے آپ کو بیوقوف بھی بننا پڑتا ہے "

"آپ راضی نہیں ہیں؟ "

"راضی ہوں، دانیال نے تسلیاں کروائی ہیں، پھر تم یہاں سے چلی جاؤ تو یہی بہتر ہے، یہاں تو سب تمہیں جینے نہیں دیں گے، تم اسے جانتی ہو نا پہلے سے ؟ "

"جی..."اس نے سر ہلایا"از لنگٹن میں اس نے میری بہت بار مدد کی تھی "

"اچھا لڑکا ہے ؟ "

"پہلے برا نہیں تھا اب اچھا ہے"ساجدہ ہلکا سا مسکرائیں

"تم راضی ہو ؟ "

"آپ راضی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں "

"لیکن تیمور کے مسئلے کا کیا؟ "..

"اس کی آپ فکر مت کریں امی، وہ اگر مجھے کمزور سمجھتا ہے تو غلط سمجھتا ہے ،میں دیکھتی ہوں کیسے میرے باپ کے گھر پر قبضہ کرتے ہیں یہ لوگ، ان پر زمین تنگ کر دوں گی میں "

"محتاط رہو معطر، وہ خطرناک انسان ہے "

"میں دیکھتی ہوں وہ کیا کرتا ہے، آپ بے فکر رہیں، بابا کا گھر ہم سے کوئی نہیں چھینے گا "

ساجدہ نے اس کا ہاتھ تھپتھپایا، معطر کی نظر باہر گئی، وہ اب تک باہر تھا، اور وہاں صحن میں نظر ڈالو تو وہ موبائل کان سے لگائے ہوئے تھا

"ہیلو نجیب! ایک آدمی کا نام بھیج رہا ہوں، اس کے سارے کالے کرتوت ڈھونڈ کر مجھے دو، یاد رکھو ایسے کرتوت جو اسے پھانسی تک لے جائیں "

دوسری طرف وہ کچھ کہہ رہا تھا، آدم سنتے ہوئے کمرے کی طرف جا رہا تھا

سرِشام پنچھی لوٹ رہے تھے، اور لاہور کس نئے انجام کو لکھ رہا تھا، کہانی بدل دینے والا انجام !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ جتنی تیزی سے گاڑی ڈرائیو کر سکتا تھا اتنی تیزی سے کرتے گھر پہنچا، باہر گاڑی کھڑی کرتے جھٹکے سے دروازہ کھولتے وہ اندر پہنچا تو سامنے لاؤنج میں ہاجرہ کے ساتھ رضیہ بیٹھی تھیں، کسی بات پر وہ دونوں ہنس رہی تھیں، وہ جھٹکے سے ان تک پہنچا اور میز سے گلاس اٹھاتے زمین پر پھینکا، ہاجرہ چیخ مارتے اٹھی

"خوش ہو جائیں آپ امی... " وہ پوری قوت سے چلایا، رضیہ شاکی چہرے کے ساتھ کھڑی ہوئیں "انہوں نے معطر کا رشتہ طے کر دیا ہے، وہ عورت میرے سامنے کھڑی ہو کر مجھے بتا رہی تھی کہ اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ طے کر دیا ہے، خوش ہو جائیں آپ "

اس کی آنکھیں لال انگارہ ہوئیں، ماتھے پر پسینہ ابھرا، رضیہ ششدر سی اس تک آئیں اور اس کی کہنی پر ہاتھ رکھا

" تیمور کیا کہہ رہے ہو؟ "

"ہاتھ نا لگائیں مجھے"۔۔۔اس نے ان کا ہاتھ جھٹک دیا" وہ میری زندگی میں واحد خوشی تھی، واحد، آپ نے اسے چھین لیا، بخدا میرا دل کر رہا ہے آگ لگا دوں دنیا کو "

ہاجرہ نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بمشکل اپنی چیخ روکی، رضیہ کے پاس الفاظ ہی ختم ہو گئے

"وہ اس کی ماں، وہ عورت جس کی میں عزت بھی صرف معطر کی وجہ سے کرتا تھا وہ آپ سے تو بہتر نکلی، اس کا باپ جسے میں دیکھنا بھی پسند نا کروں وہ بھی آپ سے بہتر تھا، غیرت مند تھا جو میری چند باتیں سن کر ہی مر گیا، ان کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا امی میں پھر بھی میں بولتا رہا، آپ کو کیسے باتیں سناؤں، آپ کو سنا بھی نہیں سکتا۔۔۔ "

"تیمور بھائی "....

بلآخر وہ کچھ بول سکی، تیمور نے سرخ نظریں اس کی طرف گھمائیں

"اوہ ہاجرہ، تم سنو میری بات" وہ جھٹکے سے اس تک پہنچا، ہاجرہ نے دیکھا وہ کانپ رہا تھا" تمہیں علم ہے ہماری ماں نے مجھے تمہارے نام پر بلیک میل کیا تھا،

ہاجرہ چلی گئی تو میں اکیلی پڑ جاؤں گی، ہاجرہ یہ ہاجرہ وہ، ہاجرہ باقی رہ گئی، تیمور مر گیا، بچپن سے ان کے اشاروں پر چلا ہوں اور یہ ایک معطر کو میری زندگی میں نہیں لا سکیں" وہ غرایا پھر رضیہ کی طرف مڑا" اور امی آپ، آپ اس کی ماں سے کہیں اس کی شادی مجھ سے کریں ورنہ بخدا میں اس لڑکے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا، میں اسے جان سے۔۔۔۔ "

وہ مزید نا بول سکا، ہاتھ سینے پر گیا، چہرہ پسینے سے پہلے ہی تر تھا، ہاجرہ گھبرا کر اس تک آئی

"بھائی "....

تیمور نیچے گھٹنوں کے بل گرا، اس کا ہاتھ ناک پر گیا، وہاں سے خون نکل رہا تھا، سر درد سے پھٹنے کو تھا، اس نے ہاتھ بڑھا کر گریبان کے بٹن کھولنے چاہے، گھٹن بڑھ رہی تھی

"امی گاڑی نکلوائیں، بھائی۔۔۔ "

ساکت ٹھہری رضیہ کو ہوش آیا، وہ فوراً تیمور تک آئیں

"تیمور "...

اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا، اس نے ہاتھ جھٹکنا چاہا لیکن ہمت نہیں ہوئی ، سر پر کسی نے گویا پتھر رکھ دیا، آنکھیں بند ہونے لگیں، حواس گم ہوتے گئے، وہ وہیں زمین پر اوندھے منہ گرا

"امی ڈاکٹر کو بلائیں "

ہاجرہ چیخ رہی تھی، رضیہ ڈرائیو، ملازم کسی کو آواز دینے لگیں

تیمور حیدر کو پینک اٹیک آیا تھا اور اس مرتبہ شدید آیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ دو دن بعد کی بات ہے جب ہلکے سرمئی رنگ کے گیٹ سے اندر جھانکو تو سامنے برآمدے میں ٹھہری ساجدہ نظر آتی تھیں، نیلے رنگ کا جوڑا پہنے وہ سامنے ٹھہری مبشرہ کو ڈانٹ رہی تھیں

"وقت پر تیاری مکمل ہوتی بھی ہے تمہاری؟ دانیال معطر کو لینے گیا ہے اور یہاں اس کے کمرے کا حال دیکھو، جا کر نکالو ساری لڑکیوں کو وہاں سے، نکاح وہیں ہوگا "

گلابی پیروں تک آتے فراک میں ملبوس مبشرہ جو اکتا کر ان کی ڈانٹ سن رہی تھی فوراً اوپر کی طرف گئی

ان کے سامنے گیٹ کھلا پھر سفید شرارے میں ملبوس معطر گاڑی سی اترتی دکھائی دی، وہ تیزی سے اس تک گئیں، سفید شرارہ تھوڑا بھاری تھا، اس نے دوپٹے کا گھونگٹ لے رکھا تھا، چادر بھی اوڑھ رکھی تھی، ساجدہ نے اس تک جاتے ایک ہاتھ پشت پر رکھا اور دوسرے سے اس کا ہاتھ تھاما، دانیال پیچھے سامان کسی کزن کو پکڑا رہا تھا

"کب تک آرہے ہیں وہ لوگ؟ "

وہ جاتے جاتے اس سے پوچھنے لگیں

"کال آئی تھی، بس آدھے گھنٹے تک پہنچ جائیں گے "

سر ہلاتے ساجدہ معطر کو سیڑھیوں سے اوپر کمرے میں لے گئیں، کمرے میں آتے اس کا گھونگھٹ اٹھایا تو پل بھر کو اسے دیکھ کر رہ گئیں، سادہ سی رہنے والی معطر پر دلہناپے کا روپ ٹوٹ کر آیا تھا، اس کا میک اپ سادہ سا تھا، کانوں کے جھمکے اور مانگ ٹیکا بھاری تھا، سر پر پڑا ریشمی دوپٹہ سرخ رنگ کا تھا

"ماشاءاللہ "....

جھک کر اس کے سر پر بوسہ دیا تو وہ ہلکا سا مسکرائی

"تمہارے بابا ہوتے تو صدقہ اتارتے "

ان کی آنکھ نم ہو رہی تھی، سامان اکٹھی کرتی مبشرہ کے ہاتھ رکھے پھر وہ سر جھٹکتے دوبارہ سب درست کرنے لگی، معطر کے حلق میں آنسو اٹک رہے تھے، آج بابا یاد آرہے تھے اور بے تحاشہ یاد آرہے تھے

"آپ ان کے حصے کی دعائیں بھی دے دیجئے گا "

اُنہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا

"مبشرہ، دروازہ بند کردو جس کا دل چاہ رہا ہے اوپر آرہا ہے، میں نیچے دیکھ لوں "

وہ تیزی سے کہتے نیچے کی طرف بڑھ گئیں، چند چند لوگوں کو بلاتے بلاتے بھی کافی لوگ جمع ہو گئے تھے، سارے رشتے دار گویا یہیں اکٹھے تھے

رشتے دار

معطر کے آدم کیان سے رشتہ جوڑنے پر جو واویلا سب نے مچایا تھا وہ اب تک حیران تھیں کہ سب سمٹ کیسے گیا تھا

"ہم لوگ شادی میں نہیں آئیں گے "

افتخار صاحب کے چچا کی بیگم جنہیں سب بڑی دادی کہتے تھے اُنہوں نے گویا حتمی اعلان کیا تھا، لاؤنج میں آدھے خاندان کے لوگ جمع تھے، آدم واپس ہوٹل جا چکا تھا

"مجھے جو اپنی بچی کے لئے صحیح لگا میں نے وہی کیا اماں "

"لڑکا تو دیکھ لیتیں ساجدہ، ایک تو نیا نیا مسلمان، پھر غیر، دوسرے ملک کا رہنے والا، ارے رشتہ جوڑتے ہوئے آنکھیں بند کر لی تھیں کیا؟ "

"معذرت کے ساتھ لیکن بڑی دادی آپ لوگ کس حق سے میری ماں کے فیصلے پر اعتراض کر رہے ہیں؟" دانیال کا ضبط یہیں تک تھا، وہ یکدم کرسی سے اٹھا

"بڑے ہیں اس خاندان کے ہم "

"ہمارے لئے نہیں ہیں، آپ لوگ تب کہاں تھے جب میرے باپ کو کینسر ہوا تھا اور ہم تنہا ہو گئے تھے؟ مالی امداد تو کجا آپ سب نے تسلیاں دینا بھی گوارا نہیں کیا، تب آپ سب کہاں تھے جب حسن چاچو نے ہمارے حق پر قبضہ کر لیا تھا؟ آپ سب تب کہاں تھے جب تیمور نے معطر سے چار سال پرانی منگنی توڑی تھی؟ تب کہاں تھے جب میرا باپ مرا تھا؟ تب کہاں تھے آپ سب جب تیمور اور حسن چاچو ہمیں اس گھر سے نکالنے کی دھمکیاں دے رہے تھے؟ اب کس منہ سے آپ سب یہاں آئے ہوئے ہیں؟ کس منہ سے ہمارے فیصلوں پر اعتراض اٹھا رہے ہیں؟ نہیں آنا تو مت آئیں معطر کے نکاح میں، ہمیں اب آپ سب کی ضرورت بھی نہیں ہے، اپنی بہن کے لئے میں اور اپنی بیٹی کے لئے میری ماں کافی ہیں "

وہ پہلی بار ضبط کھوتا یوں پھٹا تھا، وہاں بیٹھے سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا، اس کے بعد نا کسی کی اعتراض کی ہمت ہوئی نا کسی نے اعتراض کیا، جس جس کو مدعو کیا گیا وہ خاموشی سے آ گیا جسے مدعو نہیں کیا گیا وہ گھر میں بیٹھ کر تبصرے کرتا رہا، آدم کو عید کے تیسرے دن واپس جانا تھا اور دو دن بعد عید تھی، اس لئے وہ چاہتا تھا

کہ فلوقت صرف نکاح کر دیا جائے، وہ اپنے ماں باپ کو راضی کر کے واپس آ کر رخصتی کروا جائے گا

"آدم بھائی تو گئے کام سے آج آپی "

آئینے میں خود کو دیکھتی معطر ہلکا سا مسکرائی، مبشرہ سامان درست کرتی وہاں سے چلی گئی تو کمرہ خالی ہو گیا، دروازہ بند ہو گیا، اس نے میز پر پڑا موبائل اٹھایا تو سامنے اس کا میسج آیا ٹھہرا تھا

"کیسی لگ رہی ہو؟ "

"خود دیکھ لینا "

"پک ہی بھیج دو "

"سامنے بیٹھ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا "

ٹائپنگ کرتے ہوئے مسکراہٹ دبائی، اس انسان کو تنگ کرنے کا بھی اپنا ہی مزہ تھا

"شوہر کی نافرمانی کرو گی؟ "

"کون سا شوہر؟ ابھی نکاح نہیں ہوا "

"تھوڑی دیر کی بات ہے، پھر تم معطر صبا سے مسز آدم بننے والی ہو "

"زیادہ ہوا میں مت اڑو، میں انکار بھی کر سکتی ہوں "

"تم کر کے دکھاؤ، میں اس بار پورا پاکستان تمہارے خلاف لے آؤں گا "

وہ ہنسی

"میرا پاکستان مجھ سے وفادار ہے "

چیٹس کی طرف جاتے اس کی نظر دوسرے نمبر پر گئی تو مسکراہٹ سمٹی، وہ ہاجرہ کا نمبر تھا

" تیمور بھائی ہوسپٹل میں ہیں آپی "

اس نے میسج سین کر کے چھوڑ دیا تھا، تیمور حیدر دو دن سے ہسپتال میں تھا، وہ جانتی تھی، ان کے گھر سے نا کوئی پوچھنے گیا نا کسی نے کال کی، اس کی خیریت کی اطلاع دانیال کو کسی کزن نے دے دی تھی، موبائل رکھتے اس نے دوپٹے کو دیکھا، وہ بھاری تھا اور بار بار پھسل رہا تھا، جانے پارلر والی لڑکی نے کتنی پنیں لگا دی تھیں، اس نے ہاتھ بڑھاتے دوپٹہ درست کرنا چاہا اسی لمحے دروازہ ہلکا سا کھلا

"مبشرہ، یہ پنز تو سیٹ کر دو، دوپٹہ بار بار اتر رہا ہے "

بنا سر اٹھائے اس نے پکارا لیکن دوسری طرف سے جواب نہیں آیا، اس کا سر اٹھا اور پھر پورا کا پورا وجود تھم گیا

"آپا "…..

وہ بانو آپا تھیں، سیاہ ہلکے سے کام والے سوٹ میں ملبوس دروازے میں ایستادہ، معطر ٹرانس کی کیفیت میں اٹھی

"یا اللہ، آپ کیسے ؟ "

وہ آگے بڑھتی ان کے گلے لگی، بانو آپا نے زور سے اسے بھینچا، آنکھیں نم ہو گئیں

"تم نے بلایا تو میں منع نہیں کر سکی "

"اوہ آپا… "وہ ان سے الگ ہوتی ان کا ہاتھ تھامتے رو پڑی "آپ کو علم بھی نہیں کہ میں نے آپ کو کتنا یاد کیا "

"اچھا چپ۔ رو نہیں، میک اپ خراب ہو جائے گا" اسے ڈانٹتے اُنہوں نے اپنی آنکھوں کو صاف کیا پھر بیڈ پر بیٹھیں، معطر اپنا شرارہ سنبھالتی ان کے ساتھ بیٹھی

"آپ پہلے کیوں نہیں آئیں؟"

"تمہارا میاں بلا کا ضدی ہے، میں تو اب بھی نا آتی لیکن اس نے ٹکٹ لے کر بھیج دیئے"

میاں؟ اسے ہنسی آئی

"اچھا کیا اس نے"

"تم خوش ہو معطر؟" بانو آپا نے غور سے اسے دیکھا

"خوش ہوں آپا، پُر سکون بھی ہوں، ایک موقع اپنے اور آدم کے دل کو دینا چاہتی ہوں"

"وہ تمہیں خوش رکھے گا"

"جانتی ہوں"

کچھ دیر وہاں خاموشی رہی پھر معطر نے ٹشو سے آنکھیں صاف کرتے انہیں دیکھا

"کتنے دن کے لئے آئی ہیں؟"

"ہمیشہ کے لئے"

اس کا ہاتھ تھما، بے یقینی سے اُنہیں دیکھا

"سچ میں؟ "

"اس لئے تو دیر ہو گئ، وہاں سے سارا کچھ سمیٹ کر یہاں آئ ہوں "

"یہ فیصلہ کیسے لیا آپ نے؟ "

"مجھے احساس ہوا معطر میری غلطی بہت بڑی تھی، معافی وہاں بیٹھ کر مانگنے سے نا ملتی، مجھے خطوط بھیجنے کی بجائے خود آنا چاہئے تھا، مجھے لگتا رہا کہ کسی دن کوئ بلاوا آ ہی جائے گا لیکن میں یہ بھول گی کہ جن کے قصور بڑے ہوں انہیں بلاوے کا انتظار نہیں کرنا ہوتا انہیں معافی کے لئے خود جانا پڑتا ہے، تو میں یہاں خود آ گئ، تمہارے نکاح کے بعد اپنے گاؤں جاؤں گی "

"وہ آپ کو معاف کر دیں گے "اس نے تسلی دی

"نا بھی کریں تو میں یہیں رہوں گی، مجھے پردیس کی قید سے ڈر لگنے لگا تھا، یہاں اماں اور ابا نہیں رہے لیکن بہن بھائ تو ہیں، نا بھی مانے تو مرنے پر اپنے شہر میں دفن تو کر دیں گے، وہاں تو قبر بھی گمنام ملتی "

"اچھی اچھی باتیں کریں آپا، سب ٹھیک ہو گا "

"ہاں اچھی اچھی باتیں، میں بھی اپنے غم لے کر بیٹھ گئی، تمہیں بھی رلا دیا، چلو شاباش آنسو صاف کرو" اُنہوں نے اپنے چہرے سے آنسو صاف کرتے اسے ڈانٹا تو وہ سر ہلا گئی، نیچے سے شور کی آواز آرہی تھی، یقیناً بارات آگئی تھی آدم کی طرف سے اس کا خاندان سنان سعدی کا خاندان بنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھونگھٹ اوڑھے اپنے ارد گرد اسے بس دانیال نظر آیا تھا یا پھر امی، کمرے میں چند لوگ ہی تھے، گواہان، قاضی اس کی امی اور ایک دور رشتے دار، دانیال اس کے ساتھ بیٹھا تھا، وہ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا، وہ بھائی نہیں باپ بن کر اس کے ساتھ کھڑا رہا تھا، اس کے کانپتے ہاتھوں کو اس وقت واقعی کسی سہارے کی ضرورت تھی، نکاح خواں کے کلمات اس نے تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ سنے تھے، عجیب کیفیت ہو گئی، بابا یاد آرہے تھے اور شدت سے یاد آرہے تھے، سامنے سفید لباس میں ملبوس نکاح خواں کلمات پڑھ رہے تھے

پہلی مرتبہ "قبول ہے" کہنے پر اسے تیمور حیدر یاد آیا تھا

دوسری مرتبہ "قبول ہے" کہنے پر سنان سعدی یاد آیا
تیسری مرتبہ "قبول ہے" کہنے پر اس کی زندگی کا محور آدم کیان ہو گیا

دانیال نکاح فارم اس کی طرف بڑھا رہا تھا، وہ بتا رہا تھا کہ اسے کہاں دستخط کرنے ہیں، اس کا ایک ہاتھ وہ اب بھی تھامے ہوئے تھا، دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا، باپ، بھائی، دوست، سب کچھ، اس نے کانپتے ہاتھوں سے دستخط کئے

پہلا دستخط کرنے پر اس نے آدم کیان کو اس کے ماضی سمیت قبول کیا اور خود کو اپنے ماضی سمیت اس کے نام کیا
دوسرا دستخط کرنے پر اس نے اپنے حال کو پوری رضامندی سے اس کے نام اور اس کے حال کو پوری رضا سے اپنے لئے قبول کیا
تیسرا دستخط کرنے پر اس نے اپنے مستقبل کا ہر حق آدم کیان کے نام اور اس کے مستقبل کا ہر غم اور خوشی اپنے لئے قبول کی

نکاح فارم واپس کرتے اس نے ہر پرانے شخص کو بھلا دیا، اسے اب ایک شخص کے حال سے غرض تھی، اسے بس ایک شخص سے وفادار رہنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور اس شخص کو اچھی طرح یاد تھا اس کے ارد گرد کون تھا، سعدی خان، در خزئی، دانیال کے رشتے دار

اس نے نکاح سے پہلے ایک بار کیان کو کال کی تھی، اُنہوں نے نہیں اٹھائی، ہیزل کو کی وہ خاموشی سے سنتی رہیں، انہیں بتایا کہ وہ نکاح کرنے جا رہا ہے، انہیں معطر کا بتایا، اس کے گھر کا ایڈریس دیا

"میں آپ کا انتظار کروں گا مام"

وہ آخری لمحے تک منتظر رہا، آخری لمحے تک گیٹ پر نظریں ٹکائے رہا، نا کیان کا جواب آیا نا ہیزل آئیں، اس زمین پر اس کا ہر رشتہ موجود تھا لیکن اس کی زندگی کے سب سے بڑے دن پر وہ تنہا تھا

نکاح خواں اس سے معطر صبا کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لئے اس کی رضا چاہ رہا تھا، ایک نیا رشتہ !

اس نے پہلے "قبول ہے"۔پر صرف معطر کو یاد رکھا
دوسرے "قبول ہے" پر بھی معطر صبا کو
تیسرے "قبول ہے" پر بھی معطر صبا کو

اس کے ماضی میں وہی تھی، حال میں وہی ہے اور مستقبل میں بھی وہی رہے گی

پہلا دستخط کرنے پر اس نے تیمور حیدر کے حوالے سے اس کا ماضی اس کے ساتھ قبول کیا
دوسرا دستخط کرنے پر اس نے سنان سعدی کے حوالے سے دل میں موجود ہر موازنہ نکال دیا
تیسرا دستخط کرنے پر اس کی زندگی کا محور معطر صبا ہو گئ

تو کہانی یوں ہوئی کہ لاھور کی معطر صبا لندن کے آدم کیان کے نام !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مبشرہ اور باقی سب نے نیچے چھوٹا سا اسٹیج بنادیا تھا سو تھوڑی دیر کے لئے وہ نیچے چلی گئی، شرارہ سفید رنگ کا تھا، بازوں پر گولڈن موتیوں کا کام تھا جو کلائی تک آتے تھے، گلے پر بھی بھاری کام تھا، قمیص گھٹنوں تک تھی اور نیچے بھاری کام والا شرارہ، وہ خجستہ خانم کی پسند کا تھا اور انہوں نے ہی بھجوایا تھا

وہ صحن میں رکھے صوفے پر بیٹھی تو دانیال کے ساتھ آدم اندر آیا، سفید شلوار قمیص پر اس نے سفید کوٹ پہن رکھا تھا، وہ مشرق کا دلہا بنا تھا، گلے میں کسی نے پھولوں والا ہار بھی ڈال دیا تھا، وہ یقیناً اس سے تنگ تھا لیکن اتارا نہیں تھا، اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تو اتار کر ساتھ رکھ دیا، معطر کو خواہ مخواہ گھبراہٹ ہونے لگی

"نکاح مبارک ہو "

اس کے ساتھ ہوتے سرگوشی کی تو وہ مزید پزل ہوئی

"بس بھئی، باتیں بند کریں، آدم لالا تصویریں کھنچوائیں اور جائیں اِدھر سے "

"اچھی دھمکی ہے، اپنی بیوی سے بات بھی نہیں کرنے دی جارہی" وہ کراہا ساتھ کھڑی لڑکیوں کی دبی دبی ہنسی گونجی، وہ چپ چاپ اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی، اس نے نا مہندی لگوائی تھی نا چوڑیاں پہنی تھیں، چند لمحوں بعد وہ اٹھ گیا تو امی نے پریزے کو اسے بھی کمرے میں لے جانے کا اشارہ کیا، وہ کمرے میں واپس آئی تو کھڑکی کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے اس نے گویا صدیوں بعد سکون کی سانس لی

"تھک گئی ہیں؟ "

"بہت "

صبح سے پارلر، پھر گھر، پھر نکاح، ایک ہی طرح بیٹھے بیٹھے اس کی گردن اکڑ گئی تھی

"مہندی نہیں لگوائی آپ نے؟ "

پریزے اس کے خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھ بیٹھی

"اتنا شوق نہیں ہے "

"نکاح کے دن تو لگوا لیتیں "

"بے فکر رہو، تمہارے لالا نے میرے سونے ہاتھ اور کلائیاں دیکھ کر منع نہیں کرنا تھا "

"وہ تو آپ کو سادہ شلوار قمیص میں بھی اپنے نکاح میں لے لیتے "پریزے ہنسی، اسے احساس نہیں ہوا لیکن پریزے کی آنکھیں نم تھیں

"پیاری لگ رہی ہیں "

"شکریہ ".....

"اگر وقت ظالم نا ہوتا تو آج آدم لالا کی جگہ سنان لالا ہوتے "

اس نے رخ موڑ کر پریزے کو دیکھا، وہ آنکھوں میں کوئی حسرت لئے اسے دیکھ رہی تھی، اسے سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے

"آپ کو پتا ہے معطر ؟ مجھے آدم لالا بہت عزیز ہیں لیکن سنان لالا جتنے نہیں، سنان لالا ہوتے تو ہماری خوشی زیادہ ہوتی، وہ ہوتے تو میں رونے کی بجائے مسکرا رہی ہوتی، مجھے پہلے یاد آتے تھے آج زیادہ یاد آرہے ہیں، اُنہوں نے باتوں

میں ایک بار پوچھا تھا کہ معطر پشتون لباس میں کیسی لگے گی؟ ہمارا روایتی لباس جو ہم شادیوں پہ پہنتے ہیں، وہ آج ہوتے تو آپ کو دیکھ کر صدقے میں اپنا آپ وار دیتے "

اسے یہ باتیں نہیں کرنی چاہئے تھیں، آج نہیں کرنی چاہئے تھیں، کم از کم آج نہیں، لیکن وہ صرف ایک بہن تھی، وہ پریزے سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ چپ کر جائے اسے یہ سب نہیں سننا تھا لیکن جیسے الفاظ کسی نے کھینچ لئے تھے

"آپ کو برا تو نہیں لگے گا اگر میں آپ کو بھابھی کے بجائے صرف معطر کہوں ؟بھابھی لفظ مجھے سنان لالا کی یاد دلائے گا "

اس نے جھکے سر کو نفی میں ہلایا پھر اسے دیکھا

"اس کاز کر مت کرو پریزے، تم اس کاز کر کرتی ہو تو مجھے دکھ ہوتا ہے، اب بھی ہو رہا ہے اور اب یوں لگ رہا ہے جیسے میں آدم کے ساتھ خیانت کر رہی ہوں "

پریزے یکدم چپ ہوئی، اسے شاید احساس ہوا وہ کیا بول گئی تھی پھر سر جھٹکا

"آئی ایم سوری، مجھے بس لالا یاد آ گئے "

معطر نے کچھ نہیں کہا، کھلے دروازے سے مبشرہ اندر داخل ہو رہی تھی

"پریزے کھانا لگ گیا ہے، کھالیں آکر "

پریزے نے سر ہلایا پھر معطر کو دیکھا

"آئی ایم سوری "

وہ شدید شرمندہ لگ رہی تھی، معطر بمشکل ہلکا سا مسکرائی، وہ اسے چند لمحے دیکھتی رہی پھر باہر چلی گئی، مبشرہ نے جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا تھا

اس کے جانے کے بعد معطر نے رخ موڑ کر آئینے کو دیکھا، جو روپ تھوڑی دیر پہلے پیارا لگ رہا اب خالی سا لگا، دل جیسے ہر شے سے اچاٹ ہو گیا تھا، اس نے ہاتھ بڑھاتے دوپٹے پر لگ پن اتاری، پھر دوسری، پھر تیسری، جانے کتنی پنیں لگی تھیں اسے اکتاہٹ ہوئی، تبھی دروازے پر دستک ہوئی، کسی نے بہت آہستہ سے دروازہ بجایا تھا، وہ منع کرنا چاہتی تھی لیکن شاید مقابل کو اجازت لینے میں دلچسپی نہیں تھی، اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا

معطر نے سر اٹھایا پھر وہیں رک گئی، سفید شلوار قمیص پہنے اوپر سفید کوٹ، سلور کلر کی گھڑی، بال پیچھے جیل سے جما رکھے تھے، مشرقی لگتا آدم، وہ دروازہ بند کرتا

اس کے پیچھے آ ٹھہرا تھا، آئینے میں نظر آتے اس کے عکس پر نظر جمار کھی تھیں، کئی لمحے اسے دیکھتا رہا جو ہلکا سا منہ کھولے آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھ رہی تھی

"نکاح مبارک ہو مسز آدم کیان "

ہلکا سا جھکتے سرگوشی کی تو اسے جیسے ہوش آیا فوراً اس کی طرف چہرہ گھمایا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ "

"نکاح کی مبارک دینے آیا تھا "

سکون سے کہتے وہ سامنے آیا اور ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگالی

"باہر دی تو تھی "

اس نے چبا کر کہتے دروازے کو دیکھا، ابھی کوئی آجاتا تو جانے کیا سوچتا، اففف

"میرا خیال تھا وہ تمہیں سنائی نہیں دی ہو گی "

"سنائی بھی دے گئی تھی اور سمجھ بھی آ گئی تھی، تم جاؤ یہاں سے "

وہ متوحش تھی

"کتنی بد اخلاق لڑکی ہو، شوہر کو کمرے سے نکال رہی ہو "

معطر تلملائی

"تمہارا اخلاق کہاں گیا ہے؟ کسی نے دیکھ لیا تو جانتے بھی ہو کیا سوچیں گے

؟"

"کیا سوچیں گے؟ یہی نا کہ میں اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں"

"یہ تو ہرگز نہیں سوچیں، اوہ اللہ جاؤ یہاں سے"

"سکون کرو معطر، مبشرہ باہر ہے، کوئی آئے گا تو وہ بتا دے گی"

"وہ جانتی ہے تم یہاں ہو؟"

وہ بے یقین ہوئی

"جانتی ہے؟ پورے پندرہ ہزار لئے ہیں اس نے ملاقات کرانے کے"

وہ کچھ دیر اسے گھورتی رہی پھر سر جھٹکتے آئینے میں دیکھا، دوپٹے پر لگی پنز اتر ہی نہیں رہی تھیں، اس نے ہاتھ سر کی طرف بڑھایا

"یہ لباس جو تم نے پہنا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟"

"شرارہ"...

"اچھا لگ رہا ہے"

"مجھ پر اچھا لگ رہا ہے یا میں اچھی لگ رہی ہوں ؟ "

"تم اپنی تعریف سننا چاہتی ہو ؟"

اس نے مسکراہٹ دبائی

"اب یہ بھی میں کہوں ؟ایک بار بھی کہا ہے تم نے کہ اچھی لگ رہی ہو، یا پیاری لگ رہی ہو، خوبصورت لگ رہی ہو "....

"آدم کیان کی معطر صبا لگ رہی ہو "

اس کی چلتی زبان رکی، چہرے پر سرخی پھیلی، ہاتھوں میں لرزش اتری، وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے اسے دیکھتا رہا

"فلرٹ مت کرو "

"میں تو تعریف کر رہا تھا "

وہ گھوم کر پیچھے آیا اور اس کی پشت پر ٹھہرا، معطر کے دوپٹے سے الجھتے ہاتھ رکے ،وہ کوٹ اتارتا اسے بیڈ پر رکھتا اس کے پیچھے آن ٹھہرا تھا

"کیا کر رہے ہو؟ "

"تمہاری مدد کرنے کی کوشش" بازوں فولڈ کرتے پوری سنجیدگی سے اس کے دوپٹہ پر ہاتھ رکھا اور ایک پن اتاری

"میں کرلوں گی "

اب تو دل بھی زور سے دھڑک رہا تھا، آدم کا یہ انداز ہضم نہیں ہو رہا تھا

"آئی نو کہ تم کرلو گی، میں بس تمہارا کام آسان کر رہا ہوں "

"کیوں؟ "

"تاکہ تم فرصت سے میری طرف متوجہ ہو سکو "

دوپٹے پر لگی پنز اتارتے وہ سامنے رکھ رہا تھا، معطر کی بس ہو گئی

"تم نے مبارک باد دینی تھی، دے دی نا اب جاؤ "

"پندرہ ہزار میں پندرہ منٹ کی ملاقات تو کرنے دو "

آئینے میں دیکھتے اسے گھورا پھر ایک اور پن اتاری

"میرا کیا فائدہ اس ملاقات میں؟ "

"میں تمہاری تعریف کر دوں گا، ایسے اچھی لگ رہی ہو، اتارنا کیوں ہے یہ؟"

آخری پن اتاری تو دوپٹہ پھسل کر شانے پر گرا، معطر کا ہاتھ مانگ ٹیکے کی طرف گیا لیکن وہ اس سے پہلے ایک پن اتار چکا تھا

"بھاری لگ رہا ہے "

" تھوڑی دیر برداشت کر لو گی تو کیا ہو جائے گا؟ زرا فرصت سے دیکھنے تو دو مجھے "

"تم۔۔ تم دور رہو، میں کر لوں گی "

مانگ ٹیکا اتارتے آدم کی نظر آئینے پر گئی، اس کے گالوں پر لالی بکھری تھی، پلکیں لرز رہی تھیں، دوپٹہ کاندھے پر درست کرتے ہاتھوں میں لرزش تھی، وہ رک کر دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا

"تم شرما رہی ہو؟ "

"جی نہیں "...

"اور شرما بھی مجھ سے رہی ہو؟ "

"میں نہیں شرما رہی "اسے گھورتے وہ اٹھی دوپٹہ سینے پر پھیلا لیا، آدم پیچھے ہوا، معطر کا رخ الماری کی طرف تھا، زور سے آنکھیں میچیں (اف معطر کیا کر رہی ہو ؟ یہ وہی انسان ہے جسے از لنگٹن میں لڑائی کیا کرتی تھی، پر سکون رہو، لیکن اب وہ شوہر بن گیا تھا، اور یہ چیز ہضم نہیں ہو رہی تھی)

الماری کی طرف جاتے خود کو کئ بار سرزنش کی پھر الماری کے سامنے رکی، کیا لینا تھا؟ چور نظروں سے پیچھے دیکھا وہ اسی کی طرف متوجہ تھا، اس نے خواہ مخواہ الماری کھول کو منہ اندر گھسا لیا

"پاکستان کے لئے خزانہ ڈھونڈ رہی ہو؟"

"چپ رہو "

"سنو لڑکی زرا تمیز سے بات کرو، شوہر ہوں تمہارا "

"تمہیں عزت شرافت راس آتی ہے ؟" پٹخ کر دروازہ بند کیا، بس اب وہ آ گئ پرانے روپ میں، اب کچھ بولے یہ اور وہ سیدھا منہ توڑ جواب دے گی

"مجھے تو بس تم سے محبت راس آتی ہے "

اور بس اس کے سارے الفاظ غائب ہوئے، منہ کھولتے کچھ کہنا چاہا پھر رکی، اسے دیکھا پھر گھورنا چاہا پھر نظریں گھمالیں (یہ اس طرح کیوں دیکھ رہا ہے؟)

"تم جا کیوں نہیں رہے؟"

وہ جھنجھلائی

"تم دو منٹ سکون سے میرے سامنے بیٹھ سکتی ہو؟"

آگے بڑھتے اس کا ہاتھ تھاما تو معطر کے الفاظ ایک بار پھر گم گئے، وہ اس کا ہاتھ نرمی سے تھامتے کھڑکی کے سامنے رکھی کرسی پر اسے بٹھا رہا تھا، پھر اس کے سامنے والی کرسی تھوڑا سا آگے کھینچتے اس پر بیٹھا، گھٹنوں پر کہنیاں جماتے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما

"کوئی آجائے گا آدم"

"آنے دو"

نظریں اس پر جمی تھیں

"تم سمجھ نہیں"....

"تمہیں پتا ہے مجھے پہلی بار کب احساس ہوا کہ میرا دل میرے ہاتھ سے نکل کر تمہارا ہو رہا ہے؟ "

وہ بولتے بولتے چپ ہوئی

"کب...؟ "

"جب اینجل اسٹیشن پر تم سرخ لباس میں ٹرین سے اتری تھیں میں تب سیٹی بجا رہا تھا، مجھے سیٹی کا ساز بھول گیا، میری نظریں تم پر گئیں اور تم پر ہی جمی رہ گئیں، میں نے اس دن جانا بچپن میں سنے گئے شہزادیوں کے قصے سچ ہوتے تھے، ایک شہزادی تو میرے سامنے ٹھہری تھی "

معطر کا گلا رندھ گیا، کسی نے سڑک پر کھڑے ہو کر پوچھا تھا کہ اس کی اوقات کیا ہے؟، وہ اسے وقت کی شہزادی ٹھہرا رہا تھا

"ایک سوال پوچھوں؟ "

"پوچھو "...

"تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟ "

"میں لفظوں میں نہیں بتا سکتا "

"تم میری کتنی عزت کرتے ہو؟ "

"میں عمل سے نہیں بتا سکتا "

"اگر کبھی عزت اور محبت میں سے میرے لئے کسی ایک کو چننا پڑ جائے تو عزت چن لینا "

"چننے والا معطر صبا کو عزت اور محبت کے ساتھ چنے گا "

اس کی آنکھیں نم ہوئیں

"مجھ سے بے وفائی مت کرنا "

"تاقیامت نہیں "

"مجھے چھوڑ کر رسوا مت کرنا "

"اپنی عزت کون چھوڑتا ہے؟ "

" کبھی دنیا میرے خلاف ہو اور میرے حق میں بولنا پڑا تو پیچھے مت ہٹنا "

"میں دنیا کو تمہارے خلاف جانے ہی نہیں دوں گا "

"مجھ سے تھک جاؤ تو بتا دینا "

"خود سے تھک کر تمہارے پاس آؤں گا تم سے تھک کر کہاں جانا ہے مجھے؟ "

"مجھ سے بے زار تو نہیں ہو گے؟"

"ایسا ہو۔۔۔یہ محال ہے"

"مجھے کبھی یہ مت کہنا کہ تم اکتاہٹ میں مبتلا کر دیتی ہو"

"تم روتی ہو تو میں تمہیں دیکھتا ہوں، بولتی ہو تو سنتا ہوں، خاموش ہوتی ہو تو تمہیں تکتا ہوں، بتاؤ تم سے کیسے اکتاؤں گا؟"

وہ اتنا نرم کیوں بن گیا تھا؟ اس کے سامنے بیٹھے جیسے وہ اس کا ہر اندیشہ اس کے اندر سے نکال رہا تھا، بنا اکتائے بنا بے زاری کے

"تم مجھے ماضی کا طعنہ تو نہیں دو گے؟"

"مجھے تمہارے حال سے غرض ہے، اس حال میں میں نے تمہیں اپنا ہے، مجھے تمہارے مستقبل سے غرض ہے اس مستقبل میں ہم دونوں ہوں گے"

"تم بدل تو نہیں جاؤ گے؟"

"ویسے تو نہیں لیکن دن میں ایک بار بدلنے کی اجازت ہے؟ مجھے تمہارے ساتھ ایک لڑائی تو ضرور کرنی ہے دن میں" وہ روتے روتے ہنس دی

"تم ازلنگٹن والے ایرک بنے تو میں وہی معطر بن جاؤں گی"

وہ مسکرایا پھر اس کے ہاتھوں کو دیکھا، خالی کلائیاں سونے ہاتھ

"چوڑیاں پہننا کیوں چھوڑ دی ہیں تم نے؟ اچھی لگتی تھیں تم پر "

معطر کی نظر اپنے ہاتھ پر گئی، وہ دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا

" بابا لا کر دیتے تھے، وہ چلے گئے تو کوئی چوڑیاں لانے والا نہیں رہا، نا مجھے

چوڑیاں لانا یاد رہا نا چوڑیاں پہننا "

"میں لادوں گا، چوڑیاں، محبت، اپنا آپ۔ تم سنبھال لینا، ساز، وفا، مجھے۔ "

"تم صاف صاف اظہار کیوں نہیں کرتے؟ "

"تم صاف صاف اظہار سننا چاہتی ہو؟" اس کے دونوں ہاتھ تھامے وہ تھوڑا سا آگے کو ہوا، نظریں اس کی آنکھوں پر جمالیں "سنو معطر! میں نے تمہیں دل میں حفظ رکھا ہے، تم کبھی میری یاداشت سے محو نہیں ہو گی، میں نے تمہیں چاہا ہے اور ایک محبوب کی طرح چاہا ہے، چاہوں گا اور ایک محبوب کی طرح چاہوں گی، تم صاف الفاظ میں سننا چاہتی ہو تو سنو، میں۔۔اپنے دل سے۔۔۔اپنے دل کے آخری کونے سے۔۔۔اپنے دل کے ہر مقام سے تم سے محبت کرتا ہوں

"

کھڑکی کے باہر سے چوڑیوں کا ساز بجا تھا، نیچے سے کسی منچلے نے ہوا میں رنگ چھوڑے تھے، وہ اوپر آسمان تک گئے اور ہر جگہ روشن کر گئے، وہ روشنی اس مرد کی آنکھوں تک آئی جس کی آنکھیں نیلے رنگ کی تھیں، جو اپنے سامنے بیٹھی لڑکی سے لفظ محبت کہتا تھا، وہ لڑکی جس پر کسی نے بہار کے رنگ چھوڑ دیئے تھے ، پھر اس نے اپنی نم آنکھیں اس مرد پر جمائیں

"مجھ سے یہ مت کہو کہ تم مجھ سے محبت کرو گے مجھ سے یہ کہو کہ تم مجھ سے وفادار رہو گے، تم بیچ راہ میں کھڑے ہو کر میری تذلیل نہیں کرو گے، سخت دنوں میں تم مجھ پر مہربان رہو گے، مہربان دنوں میں سخت نہیں بنو گے۔ میں اگر تھک جاؤں تو اپنا کاندھے دے دو گے، میں اگر روؤں تو آنسو صاف کر لو گے ، میں اداس ہوں تو پھول لا دو گے، مجھ سے محبت کا دعویٰ مت کرو، وفا کا کرو "

وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا، وہ عورت ایک مرد سے ملنے والے دھوکے سے خوفزدہ تھی، اسے ایک اور مرد نے بیچ راہ میں چھوڑا تھا وہ نیا ہاتھ تھامتے ہوئے خوفزدہ تھی وہ کچھ کہتا اس سے قبل ہی دروازے پر دستک ہوئی

"آدم بھائی، پندرہ منٹ ہو گئے، کوئی آجائے گا "

دروازے کے پار سے مبشرہ کی آواز آئی، معطر نے ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا

،وہ گہری سانس لیتا اٹھا پھر بیڈ پر پڑا کوٹ اٹھایا اور اسے دیکھا، بھیگی بھیگی پلکیں،

رویا رویا سا چہرہ، کانوں میں جھمکے، ہلکا سا میک اپ، وہ آنسو صاف کر رہی تھی

"میں نہیں جانتا کہ ہر مشرقی دلہن اتنی ہی پیاری لگتی ہے یا پھر تمہیں دیکھ کر

میں نے خوبصورتی کا مطلب جانا ہے" معطر رک کر اسے دیکھنے لگی، وہ کوٹ

بازوں میں اٹھائے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا" میں نہیں جانتا میری عمر کتنی ہوگی

لیکن میں اس وقت تک جب میں آخری سانس لوں گا تم سے محبت کرتا رہوں گا،

میں قسمت کو نہیں جانتا نا قسمت پر میرا اختیار ہے لیکن میں تم سے وفادار رہوں

اس پر میرا اختیار ہے، تم نے جو بوجھ ماضی میں اٹھائے ہیں وہ میں کم نہیں کر سکتا

لیکن تم پر مستقبل میں کوئی بوجھ نا آئے میں یہ کر سکتا ہوں، میرا کاندھا ہمیشہ

تمہارے لئے موجود ہے لیکن میں تمہیں رونے ہی نہیں دوں گا، میں خود پر آنے

والے سخت دن نہیں ٹال سکتا لیکن میں ان سخت دنوں کو تم تک نہیں آنے دوں

گا، ہم خوشیاں مل کر بانٹ لیں گے، میں اپنے غم صرف خود تک رکھوں گا، میں

محبت کا دعوی کرتا ہوں معطر اور میری محبت میں وفا محبت سے زیادہ ہے "

نرمی، دوٹوک، سنجیدہ، وقار بھرا انداز، وہ ان چار جملوں میں اس کے اندر سے ہر خوف نکال گیا تھا، وہ ماضی کی معطر صبا کو اسی کمرے میں چھوڑ کر دروازہ کھول رہا تھا، پھر اسے مبشرہ کی آواز سنائی دی ساتھ آدم کی، اس نے رخ موڑ کر آئینے میں دیکھا پھر وہ رو دی، چہرہ ہاتھوں میں تھامے پوری شدت سے، اس بار یہ آنسو غم کے نہیں تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ ان کے نکاح کے اگلے دن اور عید سے ایک دن پہلے کی بات ہے جب سڑک پر چھوٹی سی مہران رک رہی تھی، اس میں سے سیاہ جینز پر سفید ٹی شرٹ والا نجیب نکلا پھر دوسری طرف کا دروازہ کھولتے نیلی جینز پر ہلکی کریم کلر کی شرٹ پہنے آدم باہر نکلا، وہ سر پر کیپ پہن رہا تھا، بازوں حسب عادت موڑ رکھے تھے، شرٹ کا اوپری بٹن کھلا تھا اور وہ عام سے حلیے میں کوئی کالج بوائے لگ رہا تھا

"یہی ہے؟ "

دوسری طرف آتے نجیب سے پوچھا تو اس نے سر ہلایا

"اندر ہوں گے حسن صاحب؟ "

"اندر ہی ہیں"

وہ سڑک کراس کرتے دوسری طرف جا رہے تھے، اسٹور پر بڑے سے حروف میں "حسن کریانہ سٹور" لکھا ہوا تھا، وہ دروازہ دھکیلتے اندر داخل ہوئے تو کاؤنٹر پر بیٹھے لڑکے نے سر اٹھایا پھر جھکا کر حساب کتاب دیکھنے لگا، نجیب گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا جب کہ وہ سیدھا لڑکے تک آیا

"حسن صاحب ہیں اندر؟ "

"جی"...

"کہاں؟ "

"پیچھے کمرہ ہے وہیں، کہاں جا رہے ہیں آپ؟ "

آدم کو کمرے کی طرف بڑھتے دیکھ وہ ہکا بکا سا ہوا پھر فوراً اس تک آیا

"ان سے ملنے "

"نہیں جا سکتے "

"دیکھو بچے یہ ان کے داماد ہیں، اگر نوکری سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے تو راستے میں مت آؤ "

اب کے نجیب نے پچکارا تو لڑکا کچھ گھبرایا پھر پیچھے کو ہوا، آدم بنا سنے اندر جا چکا تھا، دستک دے کر دروازہ کھولا تو حسن صاحب نے سر اٹھایا پھر رکے

"تم؟ "

"مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کو میں یاد ہوں "

وہ کرسی کھینچتا اس پر بیٹھ چکا تھا، حسن صاحب نے ضبط سے اسے دیکھا

"یہاں کیا کر رہے ہو؟ "

"آپ نکاح میں نہیں آئے؟ "

"تم یہی پوچھنے آئے ہو؟ "

"نہیں، میں کسی اور کام سے آیا تھا، یہ بتائیں کمائی کتنی ہوتی ہے اس اسٹور سے ؟ "

وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے گویا فرصت سے تھا

"تم سے مطلب؟ "

"آپ کو خوشی نہیں ہوئی کہ BBC سے بذات خود آدم کیان آپ کا انٹرویو کر رہا ہے؟ تعجب "

"دیکھو لڑکے "......

"ماہانہ ڈیڑھ دو لاکھ تو کما لیتے ہوں گے یقیناً، اسٹور کافی بڑا ہے، آپ نے پوش علاقے میں گھر بھی لے رکھا ہے جبکہ پرانا گھر قابلِ ترس حالت میں تھا، یقیناً میں صحیح ہوں کمائی اچھی ہوتی ہو گی "

"کہنا کیا چاہتے ہو؟ "

ان کا ضبط جواب دے گیا

"یہ کہ حسن صاحب..."وہ کہنیاں میز پر رکھتا آگے کو ہوا"میری بیوی کا اور اس کے گھر والوں کا حق کس حق سے کھا رہے ہیں آپ؟ "

"تو معطر خود نہیں آسکتی تو تمہیں لڑنے کے لیے بھیجا ہے؟ "

"میری بیوی بہت بہادر ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اب میرے ہوتے ہوئے وہ ان مسئلوں میں پڑے، میں اب مدعے کی بات پر آتا ہوں، اس اسٹور کو آپ اپنے پاس رکھیں لیکن معطر کے باپ کا حصہ ان کو دے دیں "

"اور میں جیسے تمہاری بات مان لوں گا؟ "

وہ طنزیہ مسکرائے

"آپ میری دوسری بات بھی مانیں گے اور وہ یہ ہے کہ جو کیس آپ نے تیمور حیدر کی شہہ پر کیا ہے وہ خارج کروائیں "

"مجھے حیرت ہے آدم تم یہاں میرے سامنے بیٹھ کر مجھے یوں حکم دے رہے ہو جیسے میں تمہارا غلام ہوں "

پیچھے کو ہوتے اُنہوں نے ہاتھ باہم پھنسائے، آدم مسکرایا

"میں ابھی آپ کو چچا والا مان دے رہا ہوں ورنہ مجھے حکمیہ انداز اپنانے میں وقت نہیں لگے گا "

"میں دونوں صورتوں میں تمہاری بات نہیں مانوں گا، جا سکتے ہو، میں مصروف ہوں "

"وہ کچھ دیر انہیں دیکھتا رہا پھر پیچھے کو ہوا

"آپ جانتے ہیں میں کیا جاب کرتا ہوں؟ "

"تو اب تم مجھے دھمکیاں دو گے کہ تم میڈیا میں میرے خلاف خبریں چلواؤ گے اور مجھے بدنام کرو گے؟ میں ان باتوں سے نہیں ڈرتا "

"نہیں حسن صاحب میں برطانیہ میں اس کے علاوہ بھی کچھ کرتا ہوں، چلیں آپ کو بتاتا ہوں، میں نے حال ہی میں برطانیہ میں ایک کیس دیکھا ہے جس میں برطانوی پولیس نے ایک مرد پر غلط فہمی کی وجہ سے ٹریول بین لگادیا تھا اور اسے گرفتار کرلیا تھا کیونکہ اس کے پاس ایک انسٹیٹیوٹ کا سرٹیفکیٹ تھا جس کا نام ایک کالعدم جماعت سے ملتا تھا یعنی صرف تھوڑی سی نام کی غلط فہمی، اب میں مسلمانوں کے بیچ تھوڑا بہت اسی وجہ سے بھی مشہور ہوں کہ میں مسلمانوں کے لئے برطانیہ میں بہت کام کرتا ہوں، کام کی نوعیت سے لوگ واقف نہیں ہیں لیکن میں ان لوگوں کے لئے کوشش کرتا ہوں جنہیں مسلمان ہونے کی وجہ برطانیہ میں کئی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، آپ یقیناً بور ہو رہے ہیں لہذا میں مطلب کی بات پر آتا ہوں" وہ ایک بار پھر آگے کو ہوا "یونو حسن صاحب مغربی ممالک خاص کر امریکہ دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ہیں اور وہ ان کے خلاف سخت کاروائیاں کرتے ہیں، حال ہی میں ایک حسن ابراھیم نام کے شخص کی تلاش برطانوی انٹرپول اور امریکی سی آئی اے کر رہی ہے جس پر چند مشکوک افراد کی معاونت کا انتظام ہے، میں جانتے ہیں کیا کروں گا؟ میں صرف اپنے چند

تعلقات استعمال کروں گا، ایک افواہ پھیلاؤں گا اور اگلے دن آپ پاکستان میں کسی کو نظر بھی نہیں آئیں گے کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے آپ کا مکمل نام بھی حسن ابراھیم ہے نا؟ "

حسن صاحب کا چہرہ سفید پڑا پھر سرخ پھر وہ غصے سے آگے کو ہوئے

"تم ایسا نہیں کر سکتے "

"میں کر سکتا ہوں، آپ میری پہنچ سے واقف نہیں ہیں، پھر بعض اوقات تو صرف ایک افواہ کی ہی ضرورت پڑتی ہے، آپ کی حکومت کی کارکردگی ایسے معاملات میں بہت خراب ہے تو آپ کو میری دھمکی سے ڈرنا چاہئے "

"تم ایسا نہیں کرو گے "

وہ سرخ پڑتے چہرے سے غرائے

"کیوں؟ "

"میں نے کچھ نہیں کیا "

"کون مانے گا؟ میں تو صرف ایک محب وطن برطانوی اور ذمہ دار امریکی ہونے کا ثبوت دوں گا" اس نے لاپرواہی سے کاندھے اچکائے، حسن صاحب اسے گھورتے رہے

"کیا چاہتے ہو؟ "

"کیس واپس لیں اور اس دکان کی آدھی قیمت دانیال کے اکاؤنٹ میں بھیجیں "

"میں کیس واپس لے لوں گا لیکن رقم نہیں دے سکتا "

"بہتر، میں چلتا ہوں "

وہ اٹھنے لگا جب انہوں نے ضبط سے ہاتھ اٹھاتے اس نے رکنے کا اشارہ کیا

"میرا مطلب ہے فلوقت میرے پاس پیسے نہیں ہیں جب آئیں گے تو دے دوں گا "

"میں یقین کر لیتا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہاں آنے سے پہلے میں آپ کی ساری معلومات نکلوا کر آیا تھا جس کے مطابق آپ کے بینک اکاؤنٹ میں اس وقت

قریب دس لاکھ پڑے ہیں جو آپ نے کسی زمین کے لئے دینے ہیں، وہ دس لاکھ ابھی دانیال کو بھیجیں "

"وہ میری خود کی رقم ہے" وہ غرائے، ماتھے کی رگ ابھرنے لگی

"اس اسٹور سے کمائی گئی، آپ جیسا دوغلا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا، وہاں وہ لوگ افتخار صاحب کے علاج کے وقت جس کسم پرسی کی حالت میں تھے آپ اس وقت زمینیں لے رہے تھے۔افسوس "

"اس اسٹور پر میری محنت لگی تھی" ان کا چہرہ ابھی تک سرخ تھا

"رقم افتخار صاحب کی لگی تھی، ان کی رقم لوٹائیں اور اپنی محنت کی رقم اپنے پاس رکھیں "

"دیکھو "....

"آپ کے پاس دس منٹ ہیں حسن صاحب، میں اٹھ کر باہر جا رہا ہوں کیونکہ آپ کا چہرہ مجھ سے مزید برداشت نہیں ہو رہا، اگلے پندرہ منٹ میں دانیال کی کال اور دو گھنٹوں میں عدالت سے کیس خارج ہونے کی خبر نا آئی تو آپ اگلے دن کا سورج نہیں دیکھ پائیں گے "

بے تاثر لہجے میں کہتے وہ اٹھا دروازہ کھولتے باہر بڑھ گیا نجیب تب تک لڑکے سے گفتگو کر چکا تھا، وہ اس تک آیا اور اسے چلنے کا اشارہ کیا

"سر"...

وہ جاتے جاتے رکا، لڑکا خوش آمدی چہرہ بناتے اس تک آرہا تھا

"حسن صاحب سے کہہ کر میری تھوڑی بہت تنخواہ بڑھوا دیں، آپ ان کے داماد ہیں تو آپ کی بات تو ضرور مانیں گے "

کمزور انگلش میں بمشکل وہ اپنی بات پوری کر سکا تھا، وہ اسے دیکھتا رہا پھر کوشش کر کے زبردستی مسکرایا

"ضرور"...

وہ پلٹا تو مسکراہٹ غائب تھی، (داماد؟ اگلی مرتبہ ملنے پر قتل کر دیتا یہ انسان اسے)

"مان گئے؟ "

نجیب اس کے ساتھ چلتا کچھ چبا رہا تھا پھولے منہ سے بمشکل بولا

"بہت ہی ڈرپوک انسان ہے یہ تو، پہلی ہی دھمکی پر مان گیا، بیوقوف"

وہ سر جھٹکتے گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا

"مجھے تو یہ آدمی گڑبڑ لگ رہا تھا، اتنا بڑا اسٹور یونہی کیسے چلا رہا ہے؟ "

"چھوڑو، ہمارا کام تو ہو گیا "

اس نے موبائل نکالتے معطر کی چیٹ کھولی پھر مسکراہٹ دبائی، تھوڑی دیر پہلے اس نے لاہور پر کوئی تبصرہ کیا تھا تو اس کا جلا بھنا جواب آیا ٹھہرا تھا

"جواب تو مجھے بھی مل گیا ہے ایک ویسے "

"کون سا؟ "

"آپ پاکستان کیوں آئے تھے اس بات کا "

"شادی کرنے... "کہہ دو "

"ہاں تو سچ ہے، ویسے میں بہت خوش ہوں کہ آپ اب پاکستان آتے جاتے رہیں گے "

وہ جواب دیتا اس سے پہلے ہی دانیال کی کال آنے لگی، اس نے فون کان سے لگایا

"رقم پہنچ گئی؟ "

"جی لیکن کیسے؟ "

"کہا تھا نا دانیال دو منٹ کا کام ہے "

"آپ نے کیسے کیا آدم بھائی ؟" وہ ششدر تھا

"مجھے ایک کام بہت اچھا کرنا آتا ہے اور وہ ہے بولنا، زیادہ کچھ نہیں کیا بس اپنی زبان چلائی ہے تھوڑی بہت "

"بہت شکریہ.... میں واقعی آپ "

"اچھا بھئی یارر، مجھے شکریہ سننے کی عادت نہیں ہے،اور سنو دانیال یہ بات معطر کو مت بتانا کہ اس میں میرا کوئی ہاتھ تھے"

وہ دوسری جانب کچھ کہہ رہا تھا آدم نے سنتے سر ہلایا پھر کال کاٹ کر نجیب کو دیکھا

"تم چاند رات پہ گھر ہوتے ہو؟ "

"جی بالکل،ایک دم فری ہوتا ہوں، کہاں جانا ہے؟ "

"تمہارے ساتھ نہیں جانا، تمہاری گاڑی چاہئے تھی "

نجیب کا منہ بگڑا

"چلا لیں گے یہاں؟ "

"آرام سے "...

اس کی نظر موبائل پر گئی معطر کا میسج آیا ٹھہرا تھا،اسے ریپلائے کرتے اس نے نظر باہر گھمائی

اسے اب تیمور حیدر کو دیکھنا تھا اور وہ جانتا تھا وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور ریلوے اسٹیشن پر ٹرین آنے میں تھوڑی دیر تھی،پلیٹ فارم کے سامنے عرشے پر آدم بینچ پر بیٹھ رہا تھا،اس کے ساتھ بانو آپا تھیں،ہاتھ میں تھامی پانی کی بوتل ان کی طرف بڑھاتے وہ ان سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھا

"ٹرین لیٹ ہے؟ "

"میرے ملک کی ٹرینوں کا یہی حال ہے "

"آپ فلائٹ سے چلی جاتیں "

"میرے گاؤں تک صرف کچی سڑک جاتی ہے آدم، وہاں اب بھی پکے راستے نہیں بنے۔ تم ایئرپورٹ کی بات کرتے ہو؟" آدم نے رخ سامنے کر لیا

"آپ اب یہیں رہیں گی؟ "

"مجھے واپس نہیں جانا "

"میں آپ کو مس کروں گا "

"میں بھی..." وہ اداسی سے مسکرائیں پھر لہجے میں بشاشت ابھری "اب تو تمہارے پاس معطر ہے، تمہیں کہاں کسی کی یاد آئے گی "

وہ ہنسا

"اس نے آکر اپنی خالی جگہ بھری ہے آپا، باقی سب کی جگہیں تو خالی ہیں "

"تمہارے گھر والے مان جائیں گے "

"آپ کو اپنے گھر والوں کے ماننے کی امید ہے؟ "

رخ موڑ کر انہیں دیکھا

"ہم دونوں کے حالات ایک جیسے نہیں ہیں، موازنہ مت کرو "

"ایک جیسے ہی ہیں آپا، آپ کے ماں باپ چلے گئے، آپ کو گلٹ ہے کہ آپ سے ناراض ہو کر چلے گئے، میرے ماں باپ مجھ سے ناراض ہیں، میں بھی ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے ناراض رہے اور اُنہیں یا مجھے کچھ ہو گیا تو؟ "

"ایسے مت بولو" وہ رنجیدہ ہوئیں

"جانتی ہیں لوگوں کو حیرت ہو گی اگر میں اُنہیں بتاؤں کہ میرے باپ غیر مسلم ہیں، وہ مسلمانوں کے خلاف ہیں اس کے باوجود بھی میں ان سے محبت کرتا ہوں، لوگوں کو حیرانی ہو گی لیکن میں محبتوں کے معاملے میں بہت بے بس واقع ہوا ہوں، کرتا ہوں تو بس کرتا ہوں، اور جن سے کرتا ہوں میں ان کی محبت میں اپنے اندر سے نہیں نکال سکتا "

"وہ ایک دن مان جائیں گے "

"وہ مان کر بھی غیر مسلم رہے پھر؟ آپ کو پتا ہے آپا یہ کیفیت بدترین ہے کہ آپ جانتے ہوں آپ کے ماں باپ خود کو آگ میں ڈال رہے ہیں اور آپ صرف دیکھتے رہیں، فہد بھائی کہتے ہیں کافر جنت میں نہیں جائیں گے، میں اپنی

آنکھوں کے سامنے اپنے ماں باپ کو جہنم میں جاتے ہوئے کیسے دیکھوں گا آپا

؟ "

اس کے چہرے پر اذیت پھیلی، ایک یہی مقام تھا جہاں وہ تھک جاتا، جہاں وہ کوشش بھی نہیں کر سکتا تھا

"تم انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہنا، ان کا دل کبھی نا کبھی اسلام کی طرف مائل ہو ہی جائے گا "

"وہ میری کالز تک نہیں اٹھاتے، دعوت دینا تو دور کی بات ہے" اس نے سر جھٹکا پھر سیدھا ہوتے گہری سانس لی، اُنہیں دیکھا اور مسکرایا" میں جب پاکستان آؤں گا تو میں اور معطر آپ کے گھر آئیں گے "

"تب تک مجھے معافی مل گئی تو، لیکن تم دونوں پشاور نہیں جا رہے ؟ "

پریزے نے ان دونوں کو دعوت دی تھی ساتھ انہیں بھی لیکن وہ ٹکٹ پہلے ہی بک کرا چکی تھیں

"میں نہیں جا پاؤں گا "

"کیوں؟ "

"وہ اداس ہوں گے "

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بیٹا "

"پریزے سنان کو یاد کرتی ہے آپا" وہ دھیرے سے بولا تھا، بانو آپا رک کر اسے دیکھنے لگیں "پہلے کی بات ہوتی تو میں ضرور جاتا لیکن اب معطر سے نکاح ہونے کے بعد میں اس کے ساتھ وہاں جا کر پریزے کے دکھ میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا، وہ نکاح پر بھی بمشکل آنسو روکے ہوئے تھی، میں اسے بہن مانتا ہوں، اپنی بہن کے غم میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا "

بانو آپا کئی لمحے چپ سی رہ گئیں، انہیں احساس ہوا اس کہانی کا ہر کردار کسی غم کو سہہ رہا تھا کسی غم سے گزر رہا تھا، گزرنے کی، سہنے کی کوشش کر رہا تھا

"وہ تمہیں اپنا بھائی مانتی ہے، وہ تمہارے لئے خوش ہے "

"وہ مجھے اپنا بھائی مانتی ہے لیکن میں اس کا بھائی نہیں ہوں، اس کا بھائی سنان تھا، میں جانتا ہوں وہ میرے لئے خوش ہے لیکن اسے سنان کا غم بھی ہے اور اس کا غم اس کی خوشی سے زیادہ ہے "

سامنے سے ٹرین آرہی تھی، بانو آپا اسے دیکھتی رہیں پھر اٹھ کھڑی ہوئیں، آدم ان کا بیگ اٹھاتا ساتھ ہی اٹھا

"سنان کی ڈائری تمہارے پاس تھی؟ "

"وہ میں پریزے کو دے چکا ہوں، اس ڈائری پر صرف اس کا حق تھا "

ان کا بیگ گھسیٹتے وہ ٹریک کے سامنے رکا، مسافر اتر رہے تھے کچھ چڑھ رہے تھے، رش سا لگ گیا، بانو آپا بیگ تھامتے رکیں

"معطر کا دھیان رکھنا آدم، اس بچی نے بہت کچھ برداشت کیا ہے، بہت سے دکھ، بہت سی آزمائشیں، اس تک اب خوشیاں لانا تمہارے ذمہ ہے "

وہ مسکرایا

"وہ میرے لئے اس دنیا میں واحد رشتہ بچ گیٔ ہے آپا، میں اس کا دل نہیں دکھاؤں گا "

بانو آپا مسکرائیں پھر سر ہلاتے بیگ اندر رکھا، قدم بر تھ پر جمائے

"آپا "

"ہاں "

وہ مڑیں

"ہم پھر ملیں گے "

"ضرور ملیں گے ان شاءاللہ "

وہ قدم اندر رکھ چکی تھیں، آدم وہیں رکا رہا، الوداع مشکل ہوتا ہے، مشکل ترین ہوتا ہے، سر جھٹکتے وہ واپسی کی طرف بڑھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پریزے اور اس کا خاندان اگلے ہی دن چلا گیا تھا، وہ لوگ عید کے دوسرے دن انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دے کر گئے تھے، معطر کا خیال تھا شاید آدم وہاں نہیں جائے گا، وہ نکاح کے بعد مصروف ہو گیا تھا جانے کہاں غائب ہوتا تھا اور یہ چاندرات کی بات تھی جب حد درجہ مصروفیت کے دوران اسے آدم کا میسج موصول ہوا

"تم نے بتایا نہیں کہ مشرق میں لڑکیوں کو سسرال والوں کی طرف سے عیدی بھی دی جاتی ہے؟ "

وہ کچن میں امی کے ساتھ ٹھہری شیر خورمہ بنا رہی تھی، چور نظروں سے موبائل کو دیکھا پھر ٹائپ کیا

"اچھی لگتی اپنے منہ سے عیدی مانگتے ہوئے؟ "

"مجھے تو لگتیں "

" تمہیں خود پتا ہونا چاہئے تھا کہ عیدی دیتے ہیں "

"میں کون سا صدیوں سے یہاں رہ رہا ہوں بطورِ شوہر پہلی عید ہے میری"

"مشرقی لڑکی سے شادی کی ہے تو مشرقی روایات بھی سیکھ لیتے "

اس نے موبائل رکھ دیا، اسے کون سا عیدی کی ضرورت تھی

"آدم سے کہہ دینا کہ کل یہیں آجائے "

اس نے سر ہلادیا، مبشرہ کے پاس آدھے محلے کی لڑکیاں مہندی لگوانے آئی بیٹھی تھیں، وہ ان سب سے بے زار تھی تو سارا کام کرتے کمرے میں چلی گئی، نماز پڑھی اور وہیں جائے نماز پر سجدے میں لیٹ گئی

دنیا کا آدھا سکون تو نماز کے بعد جائے نماز پر سونے میں تھا

ایسے موقع پر بابا بہت شدت سے یاد آتے تھے، پچھلی ہر عید پر ہر چاند رات پر، ہر تہوار پر جیسے ان کے نا ہونے کا غم ان کے نا ہونے سے زیادہ بڑھ جاتا تھا، اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں جب دروازہ ہلکا سا کھلا اور مبشرہ اندر آئی

"آپی "...

"ہوں؟ "

"اٹھیں، باہر دیکھیں کوئی آیا ہے "

"کون؟ "

"اٹھیں تو "

وہ چاروناچار اٹھی، دوپٹہ درست کیا اور جمائی روکتی سیڑھیوں سے اتری، مبشرہ پہلے ہی باہر جا چکی تھی، درمیانی سیڑھی پر قدم رکے، وہ سامنے بیٹھا تھا، مسکرا کر دانیال کی بات سن رہا تھا، سیاہ جینز پر سفید شرٹ جس کے بازو موڑ رکھے تھے، وہ کچھ اچھنبے سے آگے کو آئی

"آدم تمہیں لینے آیا ہے "

سامنے والی کرسی پر بیٹھی امی اسے آتے دیکھ بولیں

"کس لئے؟"

"عید کی شاپنگ کرانی تھی"

اسے عید سے ایک رات پہلے شاپنگ کا خیال آیا تھا؟ رک کر اسے گھورا، وہ مکمل انجان بنتا دانیال کی بات سنتا رہا

"میرے پاس ہے سب کچھ"

"چلی جاؤ معطر، بلکہ ایسا کرو مبشرہ اور عون کو ساتھ لیتی جاؤ اگر اکیلے نہیں جانا"

اس نے رک کر آدم کو دیکھا پھر ہاتھ سینے پر باندھے مسکراہٹ دبائی، کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا جب دانیال کی آواز کانوں میں پڑی

"امی، اس کا شوہر ہے وہ، اکیلی جاتے ڈرے گی کیوں؟ معطر تم جاؤ"

"میں تو اسی کے لئے کہہ رہی تھی"

امی خفا ہوئیں

"بچی تو نہیں ہے وہ، جاؤ معطر"

وہ منہ بناتی اوپر گئی، لباس تبدیل کیا اور نیچے آئی تو وہ گیٹ کے پاس ٹھہرا تھا، بیگ کاندھے پر ڈالے وہ اس کے ساتھ ہی باہر نکلی

"اب دیکھو مجھے سچ میں علم نہیں تھا کہ یہ کوئی عیدی وغیرہ کا معاملہ ہوتا ہے تمہارے ملک میں، تم جانتی ہو اور یقیناً جانتی ہو کہ میں زراان سب سے دور رہنے والا انسان ہوں "

"تو اب کیوں آئے ہو؟ "

یہ لے کر کس پر جائے گا؟ رکشے پر؟

"پریزے نے ڈانٹا ہے، سنو معطر یہ کس قدر غلط بات ہے نا کہ وہ مجھ سے چھوٹی ہو کر مجھے ڈانٹ رہی ہے "

"یعنی تم اپنی مرضی سے نہیں آئے" وہ رکی، خفگی سے اسے دیکھا

"میری جیب میں جو والٹ ہے وہ میرا ہے، جن قدموں سے میں آیا ہوں وہ بھی میرے ہیں، تم بتاؤ کیا اب بھی اپنی مرضی سے نہیں آیا میں؟ "

"نکاح کے بعد تمہاری زبان کچھ زیادہ نہیں چل رہی؟ "

"پہلے میں خوفزدہ تھا کہ تم منع کر دو گی، اب کیسا خوف؟ "

وہ یکدم ہی کوی پرانا شناسا لگ رہا تھا، وہی جواز لنگٹن کی سڑکوں پر اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولتا تھا اور بے تحاشا بولتا تھا، وہ وہی بن گی جو اسے جواب دیتی تھی اور بھرپور دیتی تھی

"میں رخصتی سے منع کر دوں گی "تڑخ کر کہتے وہ گاڑی تک آئ پھر رکی "تم چلا لو گے ؟ "

"اوہ، رکو تمہیں لگتا ہے مجھے گاڑی چلانی نہیں آتی ؟ تمہاری اطلاع کے لئے میرے پاس اپنی ایک عدد کار ہے "

اس کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ مسکرایا، وہ مسکراہت ایرک کی تھی، معطر اندر بیٹھی

"وہاں کی ڈرائیونگ مُختلف ہے، یہاں کہیں ٹھوک دی تو؟ "

"میری صلاحیتوں پر شک مت کرو "

دوسری طرف آتے وہ گاڑی سٹارٹ کرنے لگا

"کس سے لی ہے ؟ "

"نجیب.... وہ ایک لڑکا ہے "

"لڑکا ہے" وہ ہنسی

"دوست وہ ہے نہیں، اور بھائی وہ مجھے کہتا ہے "

وہ آہستہ سے چلا رہا تھا

"تمہارے باقی سب دوست کدھر گئے؟ "

"چھوڑ گئے "....

"کہاں؟" اسے لگا شاید کہیں دوسرے شہر یا ملک چلے گئے ہوں گے

"وہ ایرک کے دوست تھے، آدم کو چھوڑ گئے "

معطر چپ ہوئی، آدم کے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے یوں جیسے عام سی بات تھی

"مارک بھی تو ہے اور وہ فہد بھائی بھی تو ہیں "

"مارک آفس فرینڈ ہے اور فہد بھائی قابلِ احترام ہیں، دوستوں والے تعلقات نہیں ہیں ان کے ساتھ" بات مکمل کرتے اس نے رخ موڑ کر آنکھیں سکیڑے اسے دیکھا "تم مجھے سوشل میڈیا پر سٹالک کرتی تھیں؟ "

"میں کیوں کرنے لگی؟ "

وہ گڑبڑائی

"پھر تم مارک اور فہد بھائی کو کیسے جانتی ہو؟ "

"دانیال نے بتایا تھا "

"اوہ ٹھیک، یعنی وہ تمہیں اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بتاتا تھا، صحیح "

"ہاں بالکل "

"اپنی فیک آئی ڈی کا نام بتانا ذرا "

"میری کوئ فیک آئی ڈی نہیں ہے "

"کس نام سے ہو گی؟ مجھے گیس کرنے دو، اینجل، ڈریمر، پری "...

"تمہیں میں اتنی غیر سنجیدہ لگتی ہوں؟ "

"کسی کو سٹالک کرنا کہاں کی سنجیدگی ہے؟یعنی تعجب "

"میں نہیں کرتی تھی سٹالک "اسے غصہ آیا

"تم مکر جاؤ۔ سچ پھر بھی وہی رہے گا "

"سچ نہیں ہے یہ "

"اچھا یہ بتاؤ تم نے کبھی مجھے میسج کیا تھا اس فیک آئی ڈی سے؟ "

"جی نہیں "

اوپس، زبان سے سچ پھسل گیا۔ آدم ہنس دیا، معطر کو سبکی کا احساس ہوا

"نام بتانا معطر "

" بات ہی نا کرو مجھ سے "

چڑ کر کہتے وہ رخ ہی پھیر گئی پھر سڑک کو دیکھا

"کہاں لے کر جا رہے ہو؟ "

" بد قسمتی سے ہم اس گاڑی سے انگلینڈ نہیں جا سکتے تو شاپنگ مال ہی لے جا رہا ہوں" وہ موبائل پر لوکیشن دیکھ رہا تھا

" مجھے مال نہیں جانا، انار کلی جانا ہے "

" یہ کیا ہے؟ "

" بازار ہے "

"اوکے ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ ٹھیک ہے "

گویا سرینڈر کرتے اس نے انار کلی کی لوکیشن دیکھی، بازار پاس ہی تھا تو وہ جلدی پہنچ گئے، اندر گاڑی لے جانا ممکن نہیں تھا تو وہ اس نے باہر ہی پارک کر دی، اس

نے اترنے سے پہلے کیپ سر پر پہن لی تھی، تھوڑا سا چلا ہی تھا جب رک کر بازار کو دیکھا پھر ساتھ چلتی معطر کو

"یہاں سے شاپنگ کرو گی؟ "

وہ لندن کے اونچے شاپنگ مالز کا عادی

"ہمیشہ یہیں سے کرتی ہوں "

وہ انار کلی کی دکانوں کے سامنے رک جانے والی

"ہم اس رش میں گم ہو گئے تو؟ "

"اتنے تم چھوٹے بچے، ویسے تم اتنے مشہور بھی نہیں ہو پاکستان میں" وہ اس کی کیپ کو دیکھتی بول رہی تھی، اندر واقعی رش تھا، چاندرات کا ہنگامہ، خواتین کا شور، بچوں کے رونے کی آوازیں، کہیں سے اٹھتی مہندی کی مہک، وہ راستوں سے ہوتے آگے بڑھنے لگے، درمیان میں سٹالز، دکانوں کے اندر سے آتی آوازیں، وہ برطانیہ میں یہ چیز سب سے زیادہ مس کرتی رہی تھی

"کوئی جل رہا ہے؟ "

"جلتی ہے میری جوتی "

"جل کر سیاہ ہو چکی ہے "

"تم پھر میرا دماغ گھما دیتے ہو، میں نہیں جا رہی "

"اچھا سوری، اب چلو، میں یہاں کے بازاروں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا "

"پھر لائے کیوں تھے ؟"

"بتایا تو ہے پریزے کے کہنے پر "

معطر رکی

"تم ہماری پہلی چاندرات خراب کرنا چاہتے ہو؟ "

"یادگار بنانا چاہتا ہوں "

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے ٹھہرا تھا، پاس سے کوئی لڑکا گزرا پھر ٹھٹکا پھر رکا

"آدم کیان؟ "

وہ چونکا، ہلکا سا مسکرایا، لڑکا اب جوش سے ہاتھ آگے بڑھائے کچھ کہہ رہا تھا، معطر خاموشی سے دیکھتی رہی، ایک منٹ تک وہ وہیں ٹھہرا رہا لڑکا ایک تصویر کھنچواتے آگے بڑھا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوا

"میں تو اتنا مشہور بھی نہیں ہوں نا پاکستان میں؟" معطر نے ہاتھ جھلایا

"ایک دو لوگ ہی پہچانتے ہیں بس"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو... چلیں؟"

"کہاں جانا ہے؟"

"مجھے کیا معلوم؟"

"کیا مطلب کیا معلوم؟ خود ہی تو لے کر آئے ہو، کہاں جانا ہے یہ بھی بتاؤ"

وہ رکا، رک کر ارد گرد دیکھا، ارد گرد کپڑوں کی دکانیں تھیں

"پہلے ڈریس لے لیتے ہیں"

وہ سر ہلاتی آگے بڑھی، آدم کا اس طرح کے بازار میں گھومنے کا پہلا تجربہ تھا تو وہ تھوڑا کنفیوز تھا (بر گرہنہہ)، سو اس نے خود ہی آگے بڑھتے دو چار دکانیں چھانیں، اسے ساتھ خوار کیا، سوٹ پسند نا پسند کرتے وہ ساتھ بیٹھا اس کی دکاندار سے بحث سنتا رہا، سمجھ ایک لفظ نہیں آیا لیکن اس نے خواری کا شکوہ نا کیا۔ بے چارہ تحمل سے دو چار دُکانوں میں گھومتا رہا، بلاآخر ایک دکان پر اسے سوٹ پسند آ

ہی گیا، ہلکے گلابی رنگ کی لمبی قمیص جس کا ٹراؤزر ہم رنگ تھا، دوپٹہ شیفون کا تھا، وہ پیمنٹ کرتا اس کے ہاتھ سے بیگ لیتا باہر نکلا تو رکا

"باقی کی شاپنگ تم میری مرضی سے کرو گی "

"تمہیں خواتین کی شاپنگ کا تجربہ ہے ؟ "

"تم پر ٹرائے کرتا ہوں، آخر کو قانونی اور شرعی بیوی ہو میری "

معطر خاموشی سے اس کے ساتھ بڑھ گی لیکن اسے اندازہ ہو گیا آدم صرف وقت کا ضیاع کر رہا تھا، وہ ہر دکان کے سامنے رک جاتا پھر اس سے پوچھتا کہ کیا وہ یہ لے گی، وہ جھانکتی، اندر برائیڈل ڈریسز ملتے اسے گھورتی پھر آگے بڑھ جاتی، وہ تھوڑی دیر بعد کسی اور دکان کے سامنے رک جاتا، آخر اس کا ضبط جواب دے گیا

"میں خود شاپنگ کر لوں گی"

اس نے خود ہی سٹال پر رکتے خود ہی جھمکے، مہندی اور دکان سے جوتے پسند کر لئے

"اور چوڑیاں؟ "

وہ واپسی کا کہنے لگی تو آدم نے ابرو اچکائے

"رہنے دو، میں اب چوڑیاں نہیں پہنتی "

"تم چوڑیوں کو اپنی کلائیوں سے محروم کر رہی ہو؟ "

"تم تو کہتے تھے کہ چوڑیوں کے بغیر زیادہ اچھی لگتی ہو"

"اب میں کہہ رہا ہوں، چوڑیوں کے بغیر نامکمل لگتی ہو "

اس کا ہاتھ تھامتے وہ ایک سٹال کی طرف بڑھا تو وہ گڑ بڑائی

"ہاتھ تو چھوڑو، لوگ دیکھ رہے ہیں "

"ایک تو بندہ یہاں اپنی بیوی کا ہاتھ بھی نہیں پکڑ سکتا، یورپ کو دیکھو وہاں تو ..."

"یورپ کو تو رہنے ہی دو، تم لوگ تو ہو ہی بے حیا "

تم لوگ؟اس کے ماتھے پر بل پڑے اس

"تمہارا شوہر بھی انہی یورپ والوں میں آتا ہے "

"شوہر کی حرکتیں بھی یورپ والی ہی ہیں "

بازار میں رش بہت زیادہ تھا تو وہ دونوں بالکل ساتھ ساتھ چل رہے تھے، آدم اب آرام سے چل رہا تھا جیسے بچپن سے انہیں بازاروں میں شاپنگ کرتا ہو اور وہ اب اتنی کنفیوژ ہو رہی تھی کہ حد نہیں

"تم بہت غلط الزام لگاتی ہو ویسے"

وہ چلتے چلتے رکا، کسی سٹال کے عین سامنے، معطر کی نظر سٹال پر گئی، رنگی برنگی ڈھیروں چوڑیاں، ہر سائز کی ہر رنگ کی، وہ وہیں رک گئی، عرصے بعد جیسے یوں چوڑیوں نے اپنی طرف کھینچا تھا

"یہ لال رنگ کی دینا"

پندرہ سالہ لڑکا کچھ گڑ بڑایا

"کیا؟"

"تمہیں انگلش نہیں آتی؟"

اس نے ہاتھ سے ہی چوڑیوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ سمجھ کر سر ہلاتا دو سیٹ اس کی طرف بڑھانے لگا

"قیمت؟"

"بارہ سو "

وہ سر ہلاتے اشارے سے بتانے لگا جب خاموش ٹھہری معطر یکدم اس کے آگے آئی

"بارہ سو کس چیز کے ؟ "

لڑکا ایک بار پھر گڑ بڑایا

"باجی، چوڑیاں ہیں چھوارے نہیں "

"چوڑیاں بھی تم مہنگی دے رہے ہو، میں ہمیشہ یہی سے لیتی تھی، دو سال میں کون سا سونے کا رنگ چڑھانے لگے ہو تم لوگ چوڑیوں پر؟ "

خالص مشرقی انداز، آدم نے اس کی کہنی پکڑتے پیچھے کیا

"کیوں ڈانٹ رہی ہو اسے ؟ "

"قیمت کم کرا رہی ہوں، تم زرا چپ رہو، بانٹنے کے لئے کماتے ہو؟ "

وہ اسے پیچھے کرتی آگے کو ہوئ، اچھی خاصی بحث کے بعد دکاندار آٹھ سو میں دینے پر رضا مند ہو گیا، اس نے آدم کے ہاتھ سے پیسے لیتے دکاندار کو پکڑائے

"اتنی زیادہ کم ؟" وہ حیران ہوا

"امی کہتی ہیں کہ دکاندار آدھی قیمت زیادہ بتاتے ہیں چیزوں کی، اس لئے آدھی قیمت خود ہی کم کرایا کرو، تم یہاں کے طور طریقوں سے واقف نہیں ہو، اسے بارگیننگ کہتے ہیں "

وہ آگے بڑھنے لگی جب آدم نے یکدم اس کا ہاتھ تھاما، معطر کی پھر ابروا چکائے، وہ جواب دینے کی بجائے چوڑیوں کا پیکٹ کھولتا چوڑیاں نکال رہا تھا، وہ وہیں جم گئ ،انار کلی کی تنگ سی گلیوں میں، چمکتی روشنیوں کے بیچ، ارد گرد سے بے نیاز وہ اس کا ہاتھ تھامے چوڑیاں پہنا رہا تھا، ایک پیکٹ سے سرخ چوڑیاں نکالتے اس نے معطر کی کلائی تھامتے اس میں ڈالیں، کانچ کی چوڑیاں ایک دوسرے سے ٹکراتے فضا میں مانوس سا ساز پیدا کرنے لگیں، اس کی پوری کلائی چوڑیوں سے بھر گئ، اس نے دوسرا پیکٹ کھولتے اس کے اندر سے چوڑیاں نکالیں وہ منع کرنا چاہتی تھی لیکن جیسے کسی نے زبان سے الفاظ کھینچ کر چپ کرادیا تھا، دوسری کلائی میں چوڑیاں ڈالنے کے بعد اس نے دونوں کلائیاں سامنے کیں

"اب لگ رہی ہو نا معطر"

وہ مسکرایا، معطر کو ڈھیروں رونا آیا، آج کل خواہ مخواہ ہی آرہا تھا

"چلیں؟"

اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتے وہ نظریں چراتی بولی، اس نے چاہا کہ وہ دونوں وہاں سے ہٹ جائیں، راستے میں کھڑے وجود ریت بنتے جا رہے تھے

"مزید کچھ رہتا ہے؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا، کچھ نہیں رہتا تھا، اب کچھ نہیں رہتا تھا

واپسی کی طرف جاتے وہ کچھ بول رہا تھا، وہ نیچے دیکھتی سن رہی تھی۔ جانے کون سے قصے، کتنی داستانیں، کون سے واقعے یاد آنے لگے، چوڑیاں تو تیمور بھی لایا تھا، سنان نے بھی دی تھیں لیکن وہ چوڑیاں جو اس نے پہنائی تھیں وہ ایسی خاص کیوں لگنے لگی تھیں؟

" تم مہندی نہیں لگواؤ گی؟ "

وہ چلتے چلتے رکا۔ معطر کو بھی رکنا پڑا، نظران کی دائیں طرف گئی، کھلے دروازے سے اندر کا منظر نظر آ رہا تھا، لڑکیوں میں سے چند مہندی لگا رہی تھیں، چند لگوا رہی تھیں

"رہنے دو"

"کیوں؟۔۔ چلو" وہ خود ہی کھلے دروازے سے اندر گیا پھر گڑ بڑایا، وہاں ساری لڑکیاں تھیں، کسی نے نظر اٹھا کر تیکھی نظروں سے دیکھا کسی نے گھورا، وہ دونوں ہاتھ اٹھاتے مسکرایا

"آئی ایم سوری، میری مسز کو مہندی لگوانی تھی، معطر پلیز" اسے اشارہ کرتے وہ تیزی سے پیچھے کو ہوا پھر رکا "اس کے دونوں ہاتھوں کی چاروں سائیڈ پر لگایئے گا"

"مجھے نہیں لگوانی"

"شوہر کی نافرمانی کرو گی تو گناہ ملے گا"

"بیوی سے زبردستی بات منوا کر کون سا اجر کماؤ گے؟"

وہ اسے خفگی سے گھورتا رہا معطر نے کچھ بے چارگی سے اسے دیکھا

ء میں نے چوڑیاں پہنی ہیں، مہندی خراب ہو جائے گی"

"اوہ رکو، میں اتار لیتا ہوں"

وہ گویا خود ہی طے کرتا آگے بڑھا اور چوڑیاں کلائیوں سے نکالتے اپنی جیب میں ڈالنے لگا، معطر کا چہرہ سرخ پڑا، لڑکیاں منہ کھولے اِدھر ہی دیکھ رہی تھیں

"میں باہر ہوں "

دونوں ہاتھوں سے چوڑیاں اتارتے جیب میں ڈالتے وہ اسے دیکھتا باہر چلا گیا، معطر کچھ خفت سے اندر گئ

"یہ آدم کیان تھا نا؟ "

"ہاں وہی ہے، یہ ان کی مسز ہیں؟ "

چند چہ مگوئیاں سی ابھریں، وہ بیگ سنبھالتی آخری کرسی پر بیٹھ گئ، چہرہ ابھی تک سرخ تھا، آدم پر خواہ مخواہ غصہ آنے لگا، لڑکی اس سے ڈیزائن کا پوچھ رہی تھی اس نے اپنی مرضی سے لگانے کا کہہ کر ہاتھ آگے کر دیا، ایک گھنٹہ وہیں لگ گیا، اسے بار بار فکر ہوتی رہی کہ پتا نہیں موصوف باہر اکتا نا گئے ہوں، لڑکی بھی کچھ سست تھی، مہندی لگ چکی تو اس نے اٹھنا چاہا لیکن یکدم احساس ہوا بیگ کیسے اٹھائے گی، ساتھ ٹھہری لڑکی سے مدد کا کہا تو اس نے کاندھے پر ٹکا دیا، وہ باہر گئ تو آدم اب بھی باہر ہی تھا، ہاتھ میں کولڈ ڈرنک تھام رکھی تھی، ارد گرد چند لوگ بیٹھے تھے اور وہ اپنے مخصوص انداز میں مسلسل بول رہا تھا، اسے آتے دیکھ معذرت کی اور پیمنٹ کرتے واپس آیا

"لگ گئی؟ "

ستائش سے اس کے ہاتھ دیکھے، وہ شدید جھنجھلائی ہوئی لگ رہی تھی، دوپٹہ بار بار کاندھے سے پھسل رہا تھا اوپر سے بیگ بھی سنبھل نہیں رہا تھا

"تمہارا شوق پورا ہو گیا تو چلیں؟ "

"غصہ کیوں ہو؟ "

"غصہ نہیں ہوں، خواہ مخواہ ہاتھ بھر لئے اپنے، اب گھر کیسے جاؤں گی؟ بیگ بار بار پھسل رہا ہے، اوپر سے دوپٹہ سنبھالا نہیں جا رہا، تم۔۔۔۔ "

بات پوری ہونی سے پہلے ہی وہ اس کا بیگ کاندھے سے اتار چکا تھا، معطر کا منہ کھلا

"دوپٹہ درست کر دوں؟ "

وہ تلملائی، گال لال ہوئے پھر پیر پٹختے آگے بڑھی

"کچھ اور لینا ہے؟ "

"نہیں "

"کچھ کھاؤ گی؟ "

"زہر لا دو "

"اپنا آپ لادوں؟ زہر ہی لگ رہا ہوں گا تمہیں "

اس کا بیگ ایک ہاتھ میں اٹھائے وہ دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالے ہوئے تھا، معطر بنا جواب دیئے گاڑی تک آئی پھر رکی، یااللہ، دروازہ بند تھا، مڑ کر بے چارگی سے اسے دیکھا جو سامنے آتے دروازہ کھول رہا تھا پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ اندر بیٹھی تو اس کا بیگ اندر رکھا پھر دوپٹہ اندر کیا، دروازہ بند کرتے دوسری طرف آیا، سامان وہ پہلے ہی گاڑی میں رکھ گیا تھا

"اچھی لگ رہی ہو "

"زہر لگ رہے ہو "

وہ تپی ہوئی تھی، کل سے جو اچھی رائے اس کے بارے میں قائم کی تھی پل بھر میں بدل گئی، دوپٹہ سنبھال لوں؟ سب کے سامنے چوڑیاں پہنا دیں پھر اتار دیں، یااللہ، کتنا بے شرم تھا یہ انسان

"جو کہنا ہے کہہ لو لیکن خبردار جو مہندی خراب کی "

برا ہو اس وقت کا جب اس نے نکاح والے دن کسی کے ہاتھوں میں مہندی دیکھ لی تھی، وہ ایک بار پھر گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا ساتھ موبائل پر کچھ دیکھا، ماتھے پر

بل پڑے، معطر لب سیئے دوسری طرف دیکھنے لگی، اس کا جوڑا کھل رہا تھا، دوپٹہ کاندھے سے پھسل رہا تھا لیکن اس بار اس نے آدم سے کچھ کہنے کی حماقت نہیں کی تھی، گاڑی واپسی کی طرف مڑی اور کچھ ہی دیر میں اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ جان بوجھ کر بہت آہستہ چلا رہا تھا

"تیز تو چلا لو "

"تمہاری مہندی سوکھ جانے دو "

"گھر جانے تک سوکھ جائے گی "

اس نے بس سر ہلا دیا، چہرہ کچھ مزید سنجیدہ ہو گیا تھا، معطر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا، کچھ زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہا تھا

"تمہیں میری کوئی بات بری لگی ہے؟ "

"تمہیں مجھے برا لگنے کی فکر ہو رہی ہے؟ "

"جی نہیں "

"تمہیں تیمور نے ان دو سالوں میں تنگ کیا تھا معطر؟ "

وہ اس اچانک سوال پر ایک لمحے کو چپ رہ گئی، اس سوال کی توقع وہ نہیں کر رہی تھی، کم از کم اس وقت نہیں کر رہی تھی

" جواب نہیں دیا تم نے "

آدم نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"تم شک کر رہے ہو؟ "

"شک نہیں کر رہا، سوال کر رہا ہوں "

"کیا تھا، جتنا وہ ڈرا سکتا تھا، جتنا میں ڈر سکتی تھی اتنا ڈراتا رہا "

"کوئی مشکل تو کھڑی نہیں کی اس نے؟ "

"نہیں، بس گھر کو لے کر دھمکیاں دیتا رہا، میں کبھی نہیں سمجھ سکی کہ وہ مجھ سے چاہتا کیا ہے؟ اسے کیس کرنا تھا تو اب تک کیوں نہیں کیا؟ اب کیوں؟ "

آدم نے اس بار جواب نہیں دیا وہ موبائل پر کوئی میسج کر رہا تھا ساتھ بار بار سامنے دیکھتا جب اسے معطر کی آواز سنائی دی

"بابا کو شاید کیا تھا "

اس نے سر اٹھا کر معطر کو دیکھا

"کب ؟ "

"میں انگلینڈ تھی تو شاید تب، امی بتا رہی تھیں بابا کی وفات سے ایک دن قبل وہ ہمارے گھر آیا تھا، شاید گھر کے لئے اُنہیں مجبور کرنے آیا ہو "

گاڑی ان کے گھر کے باہر رک رہی تھی، وہاں سامنے سیاہ رنگ کی ایک اور گاڑی ٹھہری تھی، معطر گاڑی کو دیکھتی سیدھی ہوئی آدم رک کر اسے دیکھ رہا تھا

"تمہارے بابا کی وفات سے ایک دن قبل؟ "

"ہاں۔۔۔ یہ گاڑی کس کی ہے؟" اور اسے یاد آیا یہ کس کی ہے، وہ کچھ چونکی

"معطر "....

"یہ تیمور کی گاڑی ہے "

"تم مجھے سن رہی ہو؟ "

"وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ اللہ یہ آدمی "

وہ دروازہ کھولتی باہر نکلنے لگی جب آدم نے اس کی کلائی تھامی وہ رکی

"کیا ہوا؟ تیمور اندر "...

"وہ تمہارے بابا کی وفات سے ایک دن قبل تمہارے بابا سے ملا تھا معطر "

وہ رک کر اسے دیکھ رہا تھا

"تو؟ "

"اسی دن وہ شایان کے ڈیڈ کے پاس گیا تھا، شایان یاد ہے تمہیں؟ "

"کون شایان؟ "

"وہ لڑکا جس کے ذریعے ہم نے تیمور کی خبر چلوائی تھی اور پولیس نے تیمور کو گرفتار کیا تھا، وہ جس دن تمہارے بابا سے ملا تھا اسی دن وہ شایان کے ڈیڈ کے پاس گیا تھا "

"میں سمجھی نہیں "اس کے چہرے پر الجھن ابھری، دماغ کے کسی کونے میں کوئی کچھ کہہ رہا تھا، آدم کا چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا

"شایان کے ڈیڈ نے اسے بتادیا تھا کہ خبر میرے کہنے پر چلائی گئی ہے، وہ جانتا تھا کہ خبر میں نے چلوائی ہے، تمہارے گھر میں وہ مجھے پہچان گیا تھا، اس لئے نہیں کیونکہ وہ مجھے بطور اینکر جانتا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ مجھے بطور ایرک جانتا تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ خبر میں نے چلوائی تھی "رک کر اسے دیکھا.... "اس نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ تم لوگ مجھے کیسے جانتے ہو اور میں تمہارے گھر میں کیا کر رہا

ہوں، کیونکہ وہ واقف تھا کہ تم اور میں از لنگٹن سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں ،اسے یاد تھا کہ ایئرپورٹ پر میں تمہارے ساتھ تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ خبر میں نے چلوائی تھی اور یقیناً یہ بھی جانتا ہوگا کہ کس کے کہنے پر چلائی ہے "

"اسے علم نہیں ہو سکتا "

"وہ جانتا تھا معطر، میری اس سے کون سی دشمنی ہو گی جو میں خبر چلواتا، مجھے اندازہ ہونا چاہیئے تھا کہ میرا نام آیا تو بھی وہ تم تک پہنچ جائے گا" اسے خود پر غصہ آیا

"تم صاف صاف کیوں نہیں کہتے "

وہ ٹھٹکی، کسی نے دماغ کو جھنجھوڑا، آدم نے گہری سانس لی

"اسے جس دن پتا چلا وہ اسی دن تمہارے بابا سے ملا، اس کے ایک دن بعد تمہارے بابا کی ڈیتھ ہو گئی، اُنہیں کوئی ہارٹ پرابلم تھا؟ "

"نہیں، وہ ہارٹ پیشنٹ نہیں تھے ،اب تو کینسر کا بھی علاج ہو رہا تھا" وہ الجھ کر بول رہی تھی، وہ کیا تھا جو دماغ کو ہتھوڑے کی ضرب جیسی اذیت دے رہا تھا"

میں پیسے بھیج رہی تھی، سب ٹھیک تھا، وہ مجھے واپسی کا کہنا بھی چھوڑ چکے تھے، دانیال کہتا تھا لیکن بابا نہیں، اس دن کال کی تو۔۔۔ "

آگے کے الفاظ زبان پر رہ گئے، کسی نے قوت گویائی ختم کر دی، آنکھیں آدم کے چہرے پر جمی رہ گئیں، کتنی ہی دیر وہ اسے دیکھتی رہی جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا پھر معطر نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا، آہستہ سے، مردہ کیفیت میں، پھر وہ کھلے دروازے سے باہر نکلی، قدم لڑکھڑائے

"معطر "....

وہ اپنی طرف کا دروازہ کھولتا اس تک آیا

"ریلیکس، پہلے پتا چلنے دو کہ یہ سچ ہے "

وہ نہیں سن رہی تھی، گھر سامنے تھا، گیٹ کھلا تھا، وہ کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئی، مہندی آدھی سوکھ چکی تھی آدھی نم تھی، وہ صحن سے ہوتی گیلری تک پہنچی، قدم جیسے بھاری ہو رہے تھے

"میرے مرنے سے پہلے آجاؤں گی نا؟ "

وہ انہی مردہ قدموں سے لاؤنج تک آئی پھر رکی، وہ سامنے بیٹھا تھا، سیاہ ٹراؤزر سفید ٹی شرٹ، ٹراؤزر کی جیب پھولی ہوئی لگ رہی تھی، زرد چہرہ، سرخ آنکھیں ،الجھے بکھرے بال، وہ بیمار لگ رہا تھا، پھر اس کی نظر ساتھ بیٹھی پھپھو پر گئی، وہ تیمور کو دیکھ رہی تھیں

"آپ کو یہاں کچھ نہیں ملے گا، جائیں یہاں سے "

اسے کسی کونے سے دانیال کی آواز آئی، قدم اٹھے، تیمور نے بے زاری سے سر اٹھایا پھر اسے دیکھ کر تھما، وہ جس کے ہاتھوں پر مہندی لگی تھی، جس کا لباس سفید اور گلابی رنگ کا تھا، وہ جب اس کی یونیورسٹی کے باہر اس سے ملا تھا وہی لباس، دوپٹہ سینے پر پھیلائے وہ تیمور کو دیکھ رہی تھی

"معطر..." وہ جھٹکے سے اٹھتا اس تک آیا "تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟ تم نے نکاح کر لیا؟ میں ہوسپٹل میں تھا میرا انتظار تو کرتیں "

"تو کیا ہم تم سے پوچھ کر اس کا نکاح کرتے؟ "

دانیال کچھ غصے سے اٹھا، وہ کسی کو نہیں دیکھ رہی تھی وہ بس تیمور کو دیکھ رہی تھی، کوئی اس کے بالکل پیچھے آن ٹھہرا تھا

"تم مجھ سے محبت کرتی تھیں، تمہیں یاد ہے ہم نے مستقبل کے خواب دیکھے تھے، ایسے تو مت کرو یاررر "

"تیمور "....

اب کے اسے امی کی آواز سنائی دی

"دیکھو تم ایسا کرو اس سے طلاق لے لو" ایک کاٹ دار نظر آدم پر ڈالی جو کچھ بے زاری سے اسے دیکھ رہا تھا، اس کی بات پر ابرو اچکائے، اسے بس ایک طلاق لفظ کی سمجھ آئی تھی "یہ تمہارے قابل نہیں ہے "

"تم بابا سے ملے تھے تیمور؟ "

اس کے چہرے پر نظریں جمائے وہ آہستہ سے بولی تھی، رضیہ نے ٹھٹک کر معطر کو دیکھا، کیا وہ جانتی تھی؟

"معطر "....

"تم بابا سے ملے تھے تیمور حیدر؟ "

اب کی بار آواز اونچی تھی اور پورے لاؤنج میں گونجی تھی، تیمور ٹھٹکا

"میری بات "...

"تم بابا سے ملے تھے نا.. "آگے بڑھتے اس کی شرٹ پر ہاتھ مارا، مہندی کے چند داغ اس کی شرٹ پر لگے "تم ملے تھے نا؟ان کی وفات سے ایک دن پہلے؟ تم نے انہیں کیا بولا تھا؟ تم نے کیا بولا تھا اُنہیں تیمور؟ "

تیمور وہیں جم گیا، نگاہیں اس کی آنکھوں پر رہ گئیں جن میں نفرت تھی

"معطر "....

" جہنم میں گئ معطر، تم نے اُنہیں کیا کہا تھا؟ کیا کہا تھا؟ "

وہ زور سے چیخی

"میں نے کچھ نہیں کہا تھا، میں نے سچ میں کچھ نہیں کہا تھا "

اس کا سر نفی میں ہلا، آنکھوں میں کوئ خوف ابھرا

"تم نے کہا ہو گا، تم نے یہی کہا ہو گا نا کہ ان کی بیٹی بدکردار ہے، تم نے مجھ پر الزام لگائے ہوں گے، تم نے ان کے سامنے مجھ پر الزام لگائے ہوں گے، جیسے تم نے پورے خاندان کے سامنے مجھے رسوا کیا تھا "

"میں نے نہیں کیا تھا "

" جھوٹ مت بولو.... کیا کہا تھا تم نے ؟ وہ ٹھیک تھے لیکن وہ پھر بھی چلے گئے، ایسا کیا کہا تھا تم نے گھٹیا انسان ؟ میرے باپ کو کون سے میرے متعلقق جھوٹے قصے سنائے تھے ؟ کون سے الزامات لگائے تھے ؟ "

" میں نے کچھ ایسا نہیں کہا تھا معطر، میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ وہ تمہارے پیسوں پر پل رہے ہیں بس "

وہ غصے میں بول گیا، پھنکارتے ہوئے، ماتھے کی رگیں اُبھریں، معطر صدمے سے وہیں جم گئ، دانیال اور ساجدہ کے چہرے پر بے یقینی اتری

" تم نے یہ کہا تھا؟ "

" بالکل.. میں نے یہ کہا تھا، سچ کہا تھا، تمہارا باپ بزدل انسان تھا معطر، اس کی وجہ سے ہم دونوں کی شادی نہیں ہو سکی، اس کی وجہ سے میں سائیکو بن کر رہ گیا ، وہ ہم دونوں کے برے انجام کا ذمہ دار تھا، میں نے اس سے صرف یہی کہا تھا، میں نے یہی کہا تھا کہ وہ تمہارے باپ ہونے کے قابل نہیں تھا "

" تم کس قدر گھٹیا ہو "

اس کی آواز تک صدمے سے نا نکل سکی

"میں نے سچ کہا تھا، تم انے اپنے اسی باپ کو مجھ پر فوقیت دی تھی نا؟ وہ ہماری کہانی کے برے انجام کا ذمہ دار تھا "

"وہ میرا باپ تھا..." وہ چلائی "میں اس کے لئے ساری دنیا کی خاک چھن سکتی تھی، ساری دنیا کی دولت رد کر سکتی تھی، تمہاری اوقات کیا تھی ان کے سامنے جو میں تمہیں چنتی؟ میرے باپ سے وہ سب کس حثیت سے کہا تم نے؟ "

"اسی وجہ سے، اسی وجہ سے مجھے وہ انسان سخت ناپسند تھا، تمہیں اپنے باپ کے علاوہ کوئی نظر کیوں نہیں آتا؟ مر گیا تھا وہ معطر، چھ ماہ بعد ہی، اس چھ ماہ کی زندگی کا کیا اس نے؟ سوائے اس کے کہ وہ مجھے اور تمہیں اذیت دے گیا" وہ پھنکارا، معطر صدمے سے اسے دیکھتی رہی، کئی لمحے پھر اس کا ہاتھ اٹھا اور پوری قوت سے تیمور کے گال پر پڑا، اس کا چہرہ ہلکا سا جھکا، ہاتھ بے یقینی سے گال پر گیا، نظر معطر پر جمی رہ گئی

"میرے بابا کے بارے میں اپنے الفاظ سوچ کر منتخب کرو" وہ چلائی، تیمور کے چہرے پر شاک پھیلا پھر وہ بپھر کر آگے کو ہوا جب کوئی عین معطر کے سامنے آ ٹھہرا

" Don't you dare to touch my wife"

کوئی ڈھال بن کر سامنے آیا تھا، جیسے ہمیشہ آجاتا تھا، وہی سخت نظریں، وہی سخت چہرہ، وہی ہاتھ جو تیمور کے سینے پر آ کر لگے تھے، وہ دو قدم پیچھے کو ہوا، آدم معطر کے سامنے ٹھہرا تھا، انگلی اٹھا کر تیمور کو وارننگ دیتا ہوا

"تمہاری بیوی نہیں ہے وہ "

وہ انگلش میں غرایا، آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں، ماتھے پر پسینہ ابھرا

"تم تو کیا دنیا کا کوئی انسان اس کا مجھ سے جڑا نام علیحدہ نہیں کر سکتا، اس کی مجھ سے جڑی نسبت نہیں توڑ سکتا، اس لئے اگر میں کہہ رہا ہوں کہ میری بیوی سے دور رہو تو دور رہو تیمور حیدر، ورنہ میں تمہیں یہیں گاڑھ دوں گا "

تو وہ سائبان میسر تھا جو اس کے سامنے ڈھال بن جاتا، وہ اس تک غموں کو آنے سے پہلے ہی ختم کر دیتا، وہ اس کے سامنے چھپ گئی تھی، وہ اس کے سامنے ٹھہر گیا تھا، کوئی اس کی بیوی کو کچھ کہہ کر دکھائے

"تم مجھ سے اسے نہیں چھین سکتے آدم "

"تم سے چھینا کس نے ہے؟ وہ تمہاری کبھی تھی ہی نہیں "

تیمور کی آنکھوں میں آگ سلگی، وہ طیش سے اسے دیکھتا رہا پھر آگے کو ہوا

"تو اگر وہ میری نہیں تھی تو تمہاری بھی نہیں رہے گی "

وہ کچھ نکال رہا تھا کچھ سیاہ جیسا، جیسے کوئی آلہ ہو جو زندگی چھین لیتا ہے، آدم کی نظر اس کے ہاتھ پر گئی، وہ پستول اٹھائے ہوئے تھا اور اس کی نال آدم کے سینے پر رکھ رہا تھا

"میں غصے کا بہت تیز ہوں تمہیں چاہئے کہ مجھ سے میرے غصے کی حالت میں مت الجھا کرو "

آواز غراہٹ میں بدل گئی، معطر آدم کے پیچھے سے تیمور کی طرف آئی، اس کا چہرہ سفید پڑا تھا

"تیمور ".....

تیمور کی نظر اس کی طرف گئی، وہ زہر سا مسکرایا

"مر گیا تیمور حیدر معطر صبا، تم میں سے کسی ایک نے بھی مجھے زندہ نہیں رہنے دیا، کسی ایک نے بھی خوش نہیں رہنے دیا

تو کیا تکلف کریں یہ کہنے میں

جو بھی خوش ہے ہم اس سے جلتے ہیں "

"یہ مت کرو تیمور "

دانیال آگے کو ہونے لگا لیکن تیمور نے پسٹل کا دباؤ آدم کے سینے پر بڑھا دیا، وہ وہیں رکا

"تیمور بیٹا، غصہ مت کرو" اب کے اس کی نظر اپنی ماں پر گئی، وہ ہاتھ اٹھائے اس سے کہہ رہی تھیں

"آپ ان سب میں مت پڑیں "

"تم مجھے نہیں مار سکتے تیمور "

تیمور کی نظر آدم کی طرف مڑی وہ ضبط سے اسے دیکھ رہا تھا

"مجھے چیلنج مت کرو "

"تم مجھے نہیں مار سکتے بہتر ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ، تمہیں غالباً پھر سے پینک اٹیک آرہا ہے "

"بکواس بند کرو اپنی "

اس کا طیش مزید بڑھا

"آدم پلیز چپ کر جاؤ، وہ مار دے گا "

اسے لگا جسم سے جان نکلنے لگی ہو، دو سال پہلے کا کوئی اور منظر نگاہوں میں گزرا، سفید شرٹ، سرخ خون، نہیں، اس بار نہیں

"یہ کچھ نہیں کرے گا معطر، یہ صرف تمہیں ڈرا رہا ہے، یہ صرف طریقہ بدل کر تمہیں ڈرا رہا ہے "

وہ بے خوف تھا جیسے اسے معلوم تھا کچھ نہیں ہو گا

"تمہیں یوں لگتا ہے تو یوں صحیح "

اس نے پسٹل کا زور بڑھایا، ہاتھ ٹریگر پر گیا، معطر کے منہ سے چیخ نکلی لیکن کلک کی آواز اس سے زیادہ بھاری تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ناول: لا

رائٹر: فاطمہ نور

لاسٹ ایپیسوڈ

"یہ کچھ نہیں کرے گا معطر، یہ صرف تمہیں ڈرا رہا ہے، یہ صرف طریقہ بدل کر تمہیں ڈرا رہا ہے "

وہ بے خوف تھا جیسے اسے معلوم تھا کچھ نہیں ہو گا

"تمہیں یوں لگتا ہے تو یوں ہی صحیح "

اس نے پسٹل کا زور بڑھایا، ہاتھ ٹریگر پر گیا، معطر کے منہ سے چیخ نکلی لیکن کلک کی آواز اس سے زیادہ بھاری تھی، آواز نکلی اور پل بھر کو ارد گرد سب تھم گیا، معطر صبا کی سانس اندر رکی، روح باہر نکلی، چہرہ یوں ہو گیا گویا کسی نے سفید پینٹ چھینک دیا ہو، کئی لمحے وہ ساکت رہی پھر نظر تیمور پر گئی، وہ غضبناک نظروں سے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ رہا تھا، معطر نے رخ پھیرا، اس لڑکے کی آنکھیں بند تھیں، پھر اس کی نظر اس کے سینے پر گئی وہاں پسٹل کی نال رکھی تھی اور.....وہ تھک کر پیچھے صوفے پر بیٹھی

گولی نہیں چلی تھی

کسی نے سانس باہر نکالی، روح اندر ڈالی، وہ چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے رو دی، اس کی دائیں سمت ٹھہرے آدم کی بند آنکھیں کھلیں اس نے اپنے سینے کو دیکھا

پھر تھکی سی سانس باہر نکالی، پل بھر کو واقعی لگا کہ گولی سینے میں اتر گئی ہو، اس نے ہاتھ تیمور کے ہاتھ پر سختی سے جمایا پھر اسے پیچھے دھکیلا، وہ لڑکھڑایا، چہرہ سفید پڑا، ہاتھ میں تھامی پسٹل کو بے یقینی سے دیکھا

"پہلے چیک تو کر لیتے کہ گولیاں ڈالی تھیں یا نہیں "

چبا چبا کر کہتے اس نے تیمور کو ایک اور دھکا دیا

"یہ کیسے "...

اس کی زبان لڑکھڑا گئی پھر بے یقین نظریں رضیہ کی طرف گئیں

"امی ".....

"مجھے ۔۔۔ مجھے لگا کہ ۔۔۔ تم خود کو ختم کر دو گے، اس ۔۔۔ لئے نکال دی تھیں "

وہ معطر سے زیادہ نڈھال تھیں گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھیں، ان کی آواز ہچکیوں میں بدل گئی، ساجدہ نے بے ساختہ دانیال کو تھاما جو درشت نظروں سے تیمور کو دیکھ رہا تھا، صدمہ زدہ عون اب تک دروازے میں ٹھہرا تھا، اس کے ساتھ ٹھہری مبشرہ گہری سانس لیتے خود کو یقین دلا رہی تھی کہ سب ٹھیک تھا

"کس کی اجازت سے نکالیں گولیاں" وہ اپنی ماں پر دبی دبی آواز میں چلایا
ایک کلک سے پیدا ہونے والا خوف ختم ہو گیا تھا، فضا میں ٹھہری کافور کی خوشبو ختم ہو گئی، کسی نے مردہ وجودوں میں جان ڈالی، چہرے پر ہاتھ رکھ کر روتی معطر نے تیمور کی آواز پر ہاتھ ہٹائے، چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر وہ آنسو صاف کیئے بغیر اٹھی، تیمور تک آتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے دھکا دیا
" تم کب تک میری جان نکالتے رہو گے تیمور؟ کتنی بار نکالو گے؟ مر کیوں نہیں جاتے تم؟ "
وہ چیخ رہی تھی، جس پر چیخ رہی تھی اس کی آنکھوں سے کسی نے واقعی جان نکالی تھی
"معطر ـــــــ "
"میرا نام مت لو تم، مت لو میرا نام، میں نے اچھے دنوں کی چاہ میں تم سے محبت کی، تم برے دن بن گئے، اللہ تمہیں غارت کرے تیمور "
اس نے ایک مکا اس کے سینے پر مارا، آدم پیچھے سے آگے کو بڑھا اور اسے تھاما
"معطر "....

"اسے کچھ ہو جاتا تو؟ وہ مر جاتا تو؟ میرے جسم سے نکل جانے والی جان کیسے واپس لوٹتی؟ وہ اچھے دن لانے والا تھا، تم ان اچھے دنوں میں بھی برے لمحے کی طرح آ گئے "

اس کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے، آدم نے اس کے کاندھے کو تھامتے پیچھے کیا

"میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں معطر "

وہ نا آدم کو دیکھ رہا تھا نا کسی اور کو، وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو تین سال پہلے اس کے کمرے میں آئی تھی اور اس سے کہہ رہی تھی کہ وہ اس کا دل نا توڑے، تیمور حیدر نے یاد کرنا چاہا کیا اس کے لہجے میں بھی ایسی ہی اذیت تھی جو اس وقت اس کے اندر تھی؟

"محبت نہیں ضد کہو، تم تین سال پہلے پیچھے ہٹ گئے تھے میں تین سال پہلے دور چلی گئی، تمہارا پیچھے ہٹنا مبارک میرا دور ہونا خیر، پھر تم میری زندگی میں آئے اور میرے باپ کو چھین لیا، تم میرے باپ کے قاتل ہو، کس محبت کا دعویٰ کر رہے ہو؟ "

تیمور کا سر نفی میں ہلا، باہر سے سائرن کی آواز آرہی تھی، معطر کو تھام کر کھڑے آدم نے دانیال کو اشارہ کیا وہ سر کو خم دیتا دروازے کی طرف گیا

"میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں معطر "

"میری بیوی کا نام مت لو تیمور" اسے اپنے ساتھ ٹھہرائے وہ سخت لہجے میں بولا ، تیمور رکا، روتی ہوئی معطر جس کی آنکھیں سرخ تھیں،اس کے کاندھے پر بازوں پھیلائے آدم، وہ انہیں دیکھے گیا، داستان تو مکمل تھی، کردار پورے تھے، اختتام سامنے تھا، تو کیا کہانی کا ولن وہ خود تھا؟،اس کے اندر کچھ زور سے ٹوٹا، دروازے سے وردی میں ملبوس پولیس والا اندر آرہا تھا

"یہ ہے تیمور حیدر "

دانیال کی آواز پر سب کی نظر لاؤنج کے سرے پر گئی سوائے تیمور کے، وہ اب بھی معطر کو دیکھ رہا تھا

"ہمارے پاس رپورٹ درج کرائی گئی ہے تیمور حیدر کے خلاف "

آدم معطر سے دور ہوتا پولیس انسپکٹر تک آیا، ہاتھ بڑھاتے سلام کیا

"میں آدم کیان ہوں "

"جانتا ہوں آپ کو، ہمارے پاس اریسٹ وارنٹ ہیں ان جناب کے "

"میں آپ کو روک نہیں رہا، بلکہ مدد کر رہا ہوں، ایک مقدمہ اب مجھے بھی درج کرانا ہے تیمور پر" وہ تیمور کو دیکھتا بولا جس نے پہلی بار معطر سے نظر ہٹا کر آدم کو دیکھا تھا پھر انسپکٹر کو

"کس لئے گرفتار کرنے آئے ہیں میرے بیٹے کو؟ "

رضیہ پھپھو ہونق چہرے سے اٹھیں

"ان کے ڈسٹری بیوٹر فرید الدین نے رپورٹ درج کرائی ہے کہ ان کو بیچے گئے مصالحہ جات میں نقصان دہ کیمیکلز ملائے گئے تھے جس سے ان کے کئی گاہک بیمار ہو کر ہوسپٹل میں ایڈمٹ ہیں، دو چار اور ڈیلرز نے بھی رپورٹ درج کرائی ہے۔ "

تیمور کی آنکھوں میں پہلی بار کوئی ہلکا سا خوف ہلکا سا چونکنے کا تاثر ابھرا

"جھوٹ بول رہے ہیں یہ سب، ہمارے مصالحے فوڈ اتھارٹی کی طرف سے کلیئر قرار دیئے گئے ہیں" وہ بھڑکا

"پرانی بات ہے یہ تیمور صاحب، ہم نے دوبارہ ٹیسٹس کروائے ہیں اور ان کی بات سچ ہے، آپ جیل جا رہے ہیں اور صرف اسی مقدمے کی وجہ سے نہیں جا رہے "

"کیا مطلب ؟"

"آپ کی اہلیہ نازنین عامر نے آپ کے خلاف ڈومیسٹک وائلنس کا کیس درج کروایا ہے "

رضیہ پھپھو کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی چونکے تھے، ان سب میں واحد آدم تھا جو سکون سے تیمور کو دیکھ رہا تھا

"یہ۔یہ سب بکواس ہے، میں نے کبھی اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا "

وہ ابھی تک گن تھامے ہوئے تھا، وہ ابھی تک طیش میں تھا، آدم کھنکھارا، سب کی نظر اس پر گئی

"ایک کیس نیا بھی شامل کرلیں، تیمور حیدر نے ابھی ابھی مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا ہے، گن اس کے ہاتھ میں ہے، گواہان آپ کے سامنے ہیں، وہ تو شکر ہے اتفاق سے گن خالی تھی ورنہ اس وقت تک میں زندہ نا ہوتا "

انسپکٹر کی نظر تیمور کے ہاتھ پر گئ،اس نے گن یوں پھینکی جیسے انگارہ ہو

"میں نے کچھ نہیں کیا "

"یہ عدالت طے کرے گی، جبران اندر آ کر اریسٹ کرو اسے "

"نہیں رکیں، بات سنیں، نازنین جھوٹ بول رہی ہے، وہ غلط کہہ رہی ہے "

رضیہ پھپھو فوراً تیمور کے ساتھ آ ٹھہریں، تیمور اب آدم کو گھور رہا تھا جو جیبوں میں ہاتھ ڈالے سکون سے اس کے سامنے آیا

" تیمور حیدر، اگر میں کہتا ہوں کہ میری بیوی سے دور رہو تو تمہیں اس سے دور رہنا چاہیئے، اگر میں کہتا ہوں کہ میری دھمکی سے ڈرو تو ڈرنا چاہیئے، میں نے مذہب بدلا ہے، فطرت نہیں، نام بدلا ہے، کام نہیں، اور اب تم دیکھو گے کہ میں تمہیں کیسے عدالتوں، جیل اور وکیلوں کے دفاتر کے دھکے کھلاؤں گا" اس کے سامنے ٹھہرتے چبا چبا کر کہتے وہ وہی آدم کیان لگ رہا تھا جس کے بارے میں برطانیہ میں مشہور تھا کہ اس کے ارد گرد رہنے والے انسان کو مشہور یا بدنام ہونے سے کوئ نہیں بچا سکتا

"یہ سب تم نے کیا ہے ؟" وہ پوچھ نہیں رہا تھا بتا رہا تھا اور غصے سے بتا رہا تھا

"یہ سب تم نے خود کیا ہے، میں صرف تمہارا کیا گیا ڈھونڈ کر سامنے لایا ہوں، پہلے ہی بہت کیس تھے تم پر۔ مجھ پر حملہ کر کے مزید مشکل کھڑی کر لی اپنے لئے "افسوس سے اسے دیکھا، تیمور بپھر کر آگے کو ہوا جب وہ دو قدم پیچھے ہٹا، سر ہلکا سا جھکایا اور تپانے والے انداز میں مسکرایا" تھینکس می لیٹر "

وہ مڑتا معطر کے ساتھ آ ٹھہرا جس نے اسے دیکھتے خفگی سے رخ موڑ لیا تھا

"باقی باتیں بعد میں ہوں گی اریسٹ کرواسے جبران "

سپاہی آگے بڑھتا اس کی طرف آ رہا تھا، نفی میں سر ہلاتی رضیہ کو لیڈی کانسٹیبل نے پکڑ کر پیچھے کیا، دوسرا کانسٹیبل نیچے پڑی گن اٹھاتا تیمور کی طرف بڑھ رہا تھا، صوفے کے ساتھ کھڑی ساجدہ افسوس اور ان کے دائیں بائیں ٹھہرے عون اور مبشرہ نفرت سے ان دونوں کو دیکھتے رہے، تیمور کو ہتھکڑی لگا کر کانسٹیبل لے جانے لگا تو وہ وہیں جم گیا، کانسٹیبل ناگواری سے اسے دیکھتے کچھ کہنے لگا پھر رکا، تیمور اپنی ماں کی طرف جا رہا تھا، وہ جو لیڈی کانسٹیبل سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھیں تیمور کو آتے دیکھ رکیں

"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا تھا امی "

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا تیمور، میں "...

"میری بات سنیں امی" رضیہ یکدم رک کر اسے دیکھنے لگیں، وہ ان کے سامنے ٹھہرا تھا، آنکھوں میں نرمی تھی" میں آپ سے کہنا چاہتا تھا امی کہ میں بچپن سے جوانی تک آپ کا شکر گزار رہا ہوں، آپ نے ابو کے بعد مجھے پالا اور ماں اور باپ دونوں بن کر پالا، مجھے آپ سے ماں اور باپ دونوں کے حصے کی محبت ہے، اس محبت نے مجھ سے معطر کو بھی لے لیا، میں آپ سے ہمیشہ کہنا چاہتا تھا لیکن نہیں کہہ سکا، آج یہاں مجھے کہہ لینے دیں" اس نے رک کر ایک سانس لی" میں آپ سے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں امی لیکن آپ اچھی ماں نہیں ہیں ، آپ نے مجھے اپنا غلام بنا لیا تھا، میں نے ہمیشہ آپ کے زہن سے سوچا، آپ کے کہے پر عمل کیا، میں آپ کا بیٹا تھا لیکن پھر غلام بن گیا، میں نے جب غلامی کی زنجیریں اتاریں تو بہت دیر ہو گئی تھی، میں جن دو عورتوں سے محبت کرتا تھا مجھے ان دو عورتوں کو برابر رکھنا چاہیئے تھا، میں نہیں رکھ سکا، مجھے کہنے دیں امی کہ میری بربادی کی زمہ داری ماموں اور آپ دونوں پر آتی ہے، آپ بری ماں تھیں امی، آپ ہاجرہ کے لئے اچھی ماں بن گئیں لیکن میرے لئے صرف "ماں" بنیں

،آپ سے محبت نے مجھ سے میری سب محبتیں چھین لیں" وہ ایک قدم آگے کو ہوا اور ساکت ٹھہری رضیہ کے سر پر بوسہ دیا، چند لمحے یوں ہی ٹھہرا رہا پھر پیچھے کو ہوا اور اُنہیں دیکھا" اور میں اس کے لئے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا امی ، کبھی بھی نہیں "

وہ دو قدم پیچھے مڑا، آنکھوں میں ٹوٹے کانچ بکھرے، ساکت ٹھہری رضیہ میں کوئی جنبش نا ہوئی، تیمور پلٹا پھر رکا، معطر اور اس کے ساتھ ٹھہرا آدم، وہ ان تک آیا، کانسٹیبل کا منہ بنا لیکن وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا وہ معطر کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں تنفر تھا

"میں نے جب کہا تھا کہ تم زندگی میں سرخ گلاب کی طرح آئی ہو تو سچ کہا تھا معطر، تم واقعی سرخ گلاب تھیں، مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں کھو دیا، دل کے اندر میں کبھی تمہیں کسی اور مرد کے ساتھ خوش نہیں دیکھنا چاہوں گا، کبھی بھی نہیں، تم کہو گی یہ انا ہے، لیکن میں نے جان لیا کہ یہ محبت ہے معطر" اس کی آواز آہستہ ہوئی" اور اگر مجھے موقع ملے تو میں دوبارہ تمہارے شوہر کو مارنے کی

کوشش کروں گا، اور ضرور کروں گا، تم اسے بھی پاگل پن کہو گی لیکن معطر۔۔۔
یہ۔۔۔ بھی۔۔۔۔ محبت۔۔۔ ہے "

دھیمی سی سرگوشی میں کہتے وہ پیچھے ہوا، چند لمحے اس کے چہرے کو دیکھا پھر آدم کو

"تم جیتے نہیں ہو آدم، ابھی نہیں جیتے، اس ملک کا نظام مجھے قید نہیں رکھ پائے گا تو منتظر رہو کہ میں کب باہر آتا ہوں "

"میں بہت زیادہ ڈر گیا ہوں تیمور، یقین کرو "

آدم نے بے زاری سے آنکھیں گھمائی، وہ ہلکا سا مسکرایا پھر معطر کو دیکھا

"مجھے واقعی افسوس ہے معطر، تمہیں کھونے کا مجھے واقعی افسوس ہے "

وہ پلٹ گیا، پولیس آگے جا رہی تھی، ساکت مجسمے جیسی رضیہ وہیں تھیں، معطر سر جھٹکتی صوفے پر بیٹھی، اس کا وجود غائب ہوتا گیا پھر دروازہ کھلا اور تیمور حیدر ان کے گھر اور زندگیوں سے چلا گیا، وہ جاتے جاتے کسی پر زہر پھونک کر گیا تھا، وہی جو ساکت ٹھہری تھیں پھر وہ ہلیں، معطر کو دیکھا پھر آدم کو، پھر پیچھے کی طرف مڑتے بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھیں، قدم آہستہ تھے، تھکے

سے لیکن وہ چل رہی تھیں، انہیں تیمور کے پاس جانا تھا، تیمور کو ان کی ضرورت تھی

معطر آنکھوں میں تپش لئے انہیں دیکھتی رہی، سارا قصور ان کا تھا

"مجھے تو لگا بس گولی چل ہی گئی ہے "

خاموش ماحول میں پہلی آواز مبشرہ کی گونجی، معطر کو دیکھتے آدم نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"میں نے کہا تھا نا کہ وہ صرف ڈرا رہا ہے "

"ڈرا نہیں رہا تھا" اب کے اس کی نظر معطر پر گئی جو سلگتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی "اس نے گولی چلا دی تھی، اگر گن خالی نا ہوتی تو تم یہاں زندہ نا ٹھہرے ہوتے "

"گن خالی نا بھی ہوتی تب بھی میری قسمت میں مرنا نہیں لکھا تھا معطر "

معطر اسے گھورتی رہی پھر اٹھ کر اس تک آئی

"خودکشی کا شوق چڑھا ہے تمہیں؟ "

"خودکشی؟" وہ سٹپٹایا، ایک نظر حاضرین پر ڈالی پھر اس کے بپھرے انداز پر

"مجھ سے یہ تو مت ہی کہو کہ وہ تمہیں مار رہا تھا، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم خود کو اس کے سامنے مرنے کے لئے پیش کر رہے تھے "

"استغفرُاللہ معطر، میں کیوں ایسا کروں گا؟" اس نے آنکھیں گھمائیں

"جھوٹ مت بولو، جب میں کہہ رہی تھی کہ اسے مت بھڑکاؤ تو چپ کیوں نہیں کی تم نے؟ وہ پسٹل رکھے ہوئے تھا تم پر، پسٹل میں گولی ہوتی تو؟" وہ غصے میں تھی، غصے میں بھی رو رہی تھی

"میں۔۔۔ "

"میں نے کہا جھوٹ مت بولو آدم کیان "

اس بار وہ چیخی تھی، آدم نے ہاتھ احتیاطاً اوپر اٹھائے پھر رک کر سانس لی

"اچھا ٹھیک ہے، میں قبول کرتا ہوں، میں جان بوجھ کر اسے غصہ دلا رہا تھا تاکہ وہ گولی چلائے لیکن اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ میں خودکشی کا ارادہ رکھتا تھا، میں صرف پولیس کی آمد کا انتظار کر رہا تھا جنہیں میں نے دانیال کے بتانے پر پہلے ہی کال کر دی تھی، لیکن تمہارے ملک کی پولیس نے دیر کر دی وہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ گن خالی تھی لیکن واللہ میرا خودکشی کا ارادہ نہیں تھا "

معطر کے چہرے پر شاک کی سی کیفیت چھا گئی، عون پیچھے ٹھہری ساجدہ کو ترجمہ کرتا بتا رہا تھا

"کیوں کیا تم نے یہ سب؟ "

"کیونکہ میں جانے سے پہلے یہ تیمور نامی بلا کا خاتمہ کر کے جانا چاہتا تھا، نجیب نے مجھے یہ ساری معلومات لا کر دی تھیں، میں نے جا کر ان ڈیلرز کو کیس کرنے پر رضامند کیا لیکن مجھے معلوم تھا یہ کافی نہیں ہو گا، عنقریب وہ چھوٹ جاتا اور یقیناً چھوٹ جاتا کیونکہ بقول نجیب تمہارے ملک میں پیسوں سے کسی کو خریدنا بازار سے سوٹ خریدنے جیسا ہے، تو مجھے کوئی ایسا چاہئے تھا جو تیمور پر کیس کرے اور جسے تیمور خرید نا سکے، کسی دوسرے پر بھروسہ کرنے کی بجائے میں نے وہ انسان خود کو بنا لیا، اب کم از کم مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی وجہ سے میں اسے کئی سال جیل سے باہر نہیں نکلنے دوں گا "

اختتام تک اس کی آواز سخت ہو گئی

"تو پھر تو یہ جھوٹا کیس ہوا نا؟ "

"جھوٹا کیس نہیں ہے مبشرہ، میں نے اسے خود پر گولی چلانے کا نہیں کہا تھا، گن اس نے خود نکالی تھی میں نے صرف اسے اکسایا تھا" نظر واپس معطر کی طرف موڑی جو کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، اس نے دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجالی "آئی ایم سوری "

"تم ہر بار سب کچھ صرف سوری سے کیوں ٹھیک کر دینا چاہتے ہو؟" وہ تپی، آنسو مزید تیزی سے چہرے پر گرے "اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟ "

"کچھ ہوا تو نہیں نا "

"ہو جاتا تو؟ "

"تو....؟ "

تو؟ وہ رک کر اسے دیکھنے لگی، اس کے سینے پر رکھی پسٹل، کلک کی آواز، جسم سے نکلتی جان، سفید پڑتا چہرہ، وہ اب بھی پوچھ رہا تھا تو؟ وہ اسے گھورتی رہی پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی

"اپنی شاپنگ کا سامان تو لیتی جاؤ "

وہ پیچھے سے بولا تھا

"پھینک دو کہیں پہ "

اس کی بے چارگی مزید بڑھی، اب یہ روٹھی مشرقی بیوی کو کیسے مناتے ہیں؟

دانیال مسکراہٹ دباتا اس تک آیا، مبشرہ اور عون کھی کھی کرتے جا چکے تھے

"آدم بھائی! کل صبح یہیں آجایئے گا، اصولاً تو یہ دعوت معطر کو دینی چاہئے تھی لیکن میرا خیال ہے اسے منانے کے لئے آپ کو تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی پہلے "

اس نے سر جھٹکتے گہری سانس لی پھر ساجدہ تک آتے سر جھکایا تو اُنہوں نے سر پر ہاتھ پھیرا ساتھ وہ اسے شکریہ بھی کہہ رہی تھیں، وہ ہلکا سا مسکرایا پھر ایک نظر سیڑھیوں پر ڈالی پھر دانیال کو اللہ حافظ کہتے پیچھے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پاس بہت سے کام تھے، سب سے پہلے پولیس اسٹیشن جا کر تیمور کے خلاف رپورٹ درج کرانی تھی لیکن اس سے پہلے معطر کی پہلی عید کی شاپنگ اس تک پہنچانی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ پہلی بقرہ عید تھی جو وہ پاکستان میں منا رہا تھا، ایک خاندان کے ساتھ، کیفیات عجیب سی تھیں، وہ ہوٹل میں رہ رہا تھا لیکن پھر بھی نماز اس نے دانیال اور عون کے ساتھ پڑھی تھی، ان کے گھر کے سامنے والی مسجد میں، برطانیہ اور یہاں کے ماحول میں بہت فرق تھا، وہاں وہ نماز پڑھ کر گھر واپس آجاتا، دو سالوں میں اس نے ہر سال قربانی کی تھی لیکن گوشت سارا بانٹ دیتا، اس بار وہ ایک نئی کیفیت سے گزر رہا تھا، سب کے ساتھ نماز پڑھنا پھر ہر ایک کو گلے ملنا، قربانی کے لئے سب کا اکٹھا ہونا، یہ سب عجیب لیکن دلچسپ تھا، وہ نماز کے بعد دانیال اور عون کے ساتھ گھر گیا تو دروازے میں سب سے پہلے مبشرہ ملی

"تینوں بھائی الگ الگ عیدی دیں"

تیز نیلے رنگ کے فراک میں ملبوس وہ بال کھلے چھوڑے میک اپ لگائے پیاری لگ رہی تھی

"شکل ہے تمہاری عیدی والی؟"

عون نے ہاتھ جھلایا

"تمہاری بھی دینے والی نہیں ہے، میں تمہیں اپنے بھائیوں کی فہرست سے خارج کرتی ہوں، اس بار آدم بھائی عیدی دیں گے "

وہ مسکرایا پھر شانے اچکائے

"میرا نہیں خیال میں شکل سے امیر نظر آتا ہوں، اور کیونکہ میں امیر نظر نہیں آتا اس لئے میں امیر نہیں ہوں "

"میں تینوں سے ناراض ہو جاؤں گی "

اس نے منہ پھلالیا، دانیال نے افسوس سے اسے دیکھتے جیب سے پانچ ہزار نکالتے اس کے ہاتھ پر رکھا، مجبوراً اسے بھی عیدی دینی پڑی، یہ سب عجیب سی خوشی دے رہا تھا، نیا خاندان، نئے لوگ، اور جس کی وجہ سے یہ نیا خاندان ملا تھا وہ کہاں تھی؟

لاؤنج میں بیٹھے شیر خورمہ کھاتے اسے وہ کھنک سنائی دی، کسی کی چوڑیوں کی آواز ،اس کا سر اٹھا پھر نظر وہیں جمی رہ گئی، سیڑھیوں سے وہ نیچے اتر رہی تھی، گلابی لمبی قمیص جس کے دامن پر گلابی کڑھائی تھی، قمیص کے بازوں لمبے اور کھلے تھے ، بازوں کے بارڈر پر بھی پھول بنے تھے، لمبا شیفون کا دوپٹہ کاندھے پر رکھا تھا جو

پیچھے سیڑھیوں پر لگ رہا تھا، چہرے پر ہلکا سا میک اپ، آنکھوں میں کاجل ڈالے
، بال جوڑے میں باندھے ایک لٹ چہرے پر آ رہی تھی

کیا وہ شروع سے اتنی ہی حسین تھی یا جب سے وہ اس سے محبت کرنے لگا تھا
تب سے اس کی آنکھوں نے اسے حسین دیکھا تھا؟

چمچ ہاتھ میں ہی رہ گیا، نظر اسی پر جمی رہ گئی، وہ بے نیاز نظر آنے کی پوری کوشش
کرتی دانیال تک آئی، اسے گلے لگاتے عید کی مبارک دی پھر عون کو، دانیال کچھ
کہتے جیب سے پیسے نکال رہا تھا، وہ مسکرائی پھر اس کے ہاتھ سے پیسے لئے

"آدم بھائی سے بھی تو عیدی لیں آپی "

مبشرہ کی پکار پر وہ یکدم ہوش میں آیا، سب کی نظر اس پر تھی، پلیٹ میز پر رکھتے
وہ پیچھے کو ہوا پھر معطر کو دیکھا، وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہی تھی

"ہاں آپی، ان کی آدھی جائیداد مانگ لیں "

وہ مسکرایا، وہ اس سے پورا کا پورا آدم مانگ لیتی وہ تب بھی منع نا کرتا

"بعد میں لے لوں گی "

ہاتھ جھلایا، چوڑیوں کو ساز ہوا میں بکھرا، چوڑیاں پہننے والی کچن کی طرف جا رہی تھی، محفل ویران ہوئی، اس نے سر پر ہاتھ پھیرا، وہ ناراض کیوں تھی؟ مبشرہ اور عون اب اس کے پاس بیٹھے اس سے جانے کون سی باتیں کر رہے تھے اور اس کا دل دماغ ان چوڑیوں میں الجھ گیا تھا، ان کے سامنے سے ہٹتے کچن کی طرف آئے تو معطر سالن کے لئے مصالحہ بنا رہی تھی جب اسے دانیال کی آواز سنائی دی

"معطر ".....

اس نے رک کر دانیال کو دیکھا

"کیا؟ "

"آدم بھائی تمہیں باہر لے جانا چاہتے تھے، فری ہو کر چلی جانا "

وہ کچن کی سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا

"کچھ زیادہ ہی آزاد خیال نہیں بن گئے تم؟ "

"شوہر ہیں تمہارے "

اس نے سر جھٹکتے گوشت دھویا، امی باہر تھیں

"آئی ایم سوری "

اس کا سر دھیرے سے اٹھا، دانیال سینے پر بازوں باندھے اسے دیکھ رہا تھا

"کس لئے؟ "

"میں اچھا بھائی نہیں بن سکا نا؟ "

"دانیال ".....

"نہیں معطر، بابا کی بیماری کے وقت میں کیسے بھول گیا کہ اس گھر کا بیٹا میں ہوں مجھے تمہیں انگلینڈ نہیں جانے دینا چاہیے تھا، مجھے لگا مجھے اپنی پڑھائی پر فوکس کرنا چاہئے، پھر جاب، پھر سیلری سے بابا کا علاج کروانا چاہئے، تب تک تم کما کر ان کا خرچ برداشت کر سکتی ہو، تمہیں پتا ہے معطر؟ میں اس چیز کے گلٹ کا شکار ہر شے سے زیادہ ہوں "

"ایسی بات نہیں ہے، تم غلط سوچ رہے ہو" اسے دکھ ہوا

"ایسا ہی ہے۔ تیمور نے منگنی توڑ دی، تم نے انگلینڈ میں مصیبتیں برداشت کیں ، سب کی تہمتیں برداشت کیں، یہ سب اسی وجہ سے ہوا نا؟ میں بیٹا تھا، کمانا میرا فرض تھا" اس نے سر جھٹکا، اذیت سی تھی جو اسے دانیال کے چہرے پر نظر آرہی تھی، معطر چہرا وہیں رکھتی اس تک آئی

"جب میری تیمور سے منگنی ٹوٹی تھی تو میں بہت روئی تھی دانیال، سب کے سامنے نہیں لیکن میں روئی تھی، مجھے دکھ تھا کہ یہ سب اسی وجہ سے ہوا کیونکہ میں نے انگلینڈ جانے کی بات کی تھی، نا کرتی تو منگنی نا ٹوٹتی لیکن کچھ عرصے بعد احساس ہوا یہ سب ایسے ہی ہونا تھا، دو ڈھائی سال قبل وہ سب نا ہوتا تو آج میری زندگی میں تیمور حیدر ہوتا اور وہ میری قدر نا کرتا، بابا کا جانا طے تھا، سبب تیمور بن گیا لیکن ان کا جانا طے تھا، میں یہاں رہتی یا دنیا بھر کی دولت لے آتی ہم بابا کو موت سے نہیں بچا سکتے تو اس گلٹ سے نکل آؤ کہ تم کمانے لگ جاتے تو وہ سب نا ہوتا "

وہ جتنا بھی بڑا بن جاتا لیکن وہ اس سے چھوٹا تھا، وہ اب بھی اس سے چھوٹا تھا اور وہ اسے بڑی بہن کی طرح سمجھا رہی تھی، دانیال ہلکا سا مسکرایا

" سمجھدار ہو گئی ہو "

"بیوقوف تھی کیا پہلے ؟" وہ خفا ہوئی

"اب زیادہ سمجھدار ہو گئی ہو، آدم بھائی کی سنگت کا اثر ہے ؟ "

" سمجھداری کو کس کی طرف منسوب کر رہے ہو ؟ "

سر جھٹکتے وہ دوبارہ سے گوشت کاٹنے لگی، چوڑیاں اتار کر رکھ دی تھیں

"ان سے ناراض ہو؟ "

"تم ہم میاں بیوی کے معاملات سے دور رہو "

"بچارے "...

معطر نے سر اٹھا کر اسے گھورا تو اس نے کاندھے اچکائے

"میں تو صرف ہمدردی کر رہا ہوں، ویسے۔۔۔اچھے انسان ہیں اور اچھے انسانوں کی قدر کرنی چاہئے "

وہ مسکرا کر کہتے باہر بڑھ گیا، معطر گوشت کاٹتی رہی جب موبائل کی ٹون بجی، پریزے کا عید مبارک کا میسج آیا تھا اور اس کی بھیجی گئی تصویر پر رپلائے

"بہت بہت پیاری لگ رہی ہیں، سوٹ بھی بہت پیارا ہے "

"آدم نے دلایا تھا" اس نے جوابی میسج بھیجتے گوشت دھویا

"انہیں احساس ہو گیا کہ عیدی دیتے ہیں؟" ساتھ ہنسنے والے ایموجی تھے

"تم نے ڈانٹا ورنہ کہاں لا کر دینے والے تھے یہ جناب "

"ڈانٹا؟ میں ان کو ڈانٹ سکتی ہوں؟ میں نے تو بس پوچھا تھا کہ معطر کو عیدی دی یا نہیں، انہوں نے کہا نہیں، پھر میں ان کو جواب نہیں دے سکی تھی، بزی تھی "

اس کا سر بے ساختہ اٹھا، وہ سامنے بیٹھا تھا، سیاہ شلوار قمیص پہنے، ہاتھوں میں سلور واچ تھی، بال سلیقے سے پیچھے جمے تھے، ہلکی سی بیئرڈ جو اس پر اچھی لگتی تھی، نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں، وہ اسے دیکھتی رہی، تو وہ اپنی مرضی سے آیا تھا؟ اپنی مرضی سے اس کے ساتھ بازار میں خوار ہوتا رہا، پریزے کا تو صرف بہانہ تھا وہ اسے خود شاپنگ کرانا چاہتا تھا

کسی بات پر ہنستے آدم نے یوں ہی نظر اٹھا کر اسے دیکھا، معطر نے رخ پھیر لیا، وہ شلوار قمیص میں اچھا لگتا تھا، آج کچھ زیادہ ہی لگ رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہی قلعہ لاہور کے داخلی دروازے جسے شاہ برج گیٹ کہا جاتا ہے وہاں سے آگے کی طرف دیکھو تو وہ دونوں چلتے نظر آرہے تھے، قدم سے قدم ملا کر، ایک

وہ جو نیچے دیکھ رہی تھی دوسرا وہ جو اسے دیکھ رہا تھا، نیچے دیکھتی لڑکی نے نظریں اٹھا کر اسے گھورا

"نظریں نیچی رکھو "

"تم میری نظروں پر پابندی نہیں لگا سکتیں "

"یہ پاکستان ہے "

"یہ پاکستان میں میری بیوی ہے "

معطر نے خفگی سے رخ موڑا، راستہ لمبا تھا اور اونچائی کی طرف جا رہا تھا، آدم کو پرسوں واپس جانا تھا اور وہ ان دو دنوں میں لاہور گھومنا چاہتا تھا اس لئے دانیال کے کہنے پر آج وہ اکیلی اس کے ساتھ قلعے کی طرف آ گئی، کل سب کا مل کر گھومنے کا پلین تھا

"اگر میں تمہارے لاہور کی تعریف کروں تو کیا تم مان جاؤ گی؟ "

"میرے لاہور کو تمہاری تعریف کی ضرورت نہیں ہے "

شاہی قلعے کی سڑکوں پر چلتی وہ لڑکی مغل دور سے آ نکلی تھی، اس کے ساتھ چلتا لڑکا کوئی غیر ملکی سیاح لگتا تھا جو اس کے حسن کو دیکھ کر وہیں قیام کر گیا ہو

"تمہاری کردوں؟ "

"مجھے بھی ضرورت نہیں ہے"

"اب تم ناراض رہو گی تو مجھے اس قلعے کی تاریخ کون بتائے گا؟ "

"گوگل سے دیکھ لینا "

"گوگل تمہارے جتنا پیارا تھوڑی بولتا ہے "

کیمرہ اٹھائے اس نے ان دیواروں کی تصاویر اتاریں معطر وہیں رک گئی، آگے دیوان عام تھا تو وہ اسے اس کی تاریخ پڑھوادے گی، اس نے رخ موڑ کر اوپر دیکھنا چاہا جب کلک کی آواز آئی، جھٹکے سے سر پیچھے کیا لیکن وہ کسی اور طرف متوجہ تھا

"تم میری تصاویر بنا رہے ہو؟"

"میں تمہاری تصاویر کیوں بناؤں گا؟ میں تو قلعے کی بنا رہا ہوں" وہ کیمرہ گلے میں لٹکائے اس تک آیا "آگے کہاں جانا ہے؟ "

وہ ہنہہ کرتی آگے بڑھی، دوپہر میں شدید گرمی تھی تو وہ عصر کے بعد آئے تھے، اب سورج غروب ہونے والا تھا، عام دنوں میں اتنا رش نہیں ہوتا تھا لیکن عید پر جیسے ہر کوئی اِدھر آنکلتا تھا

"ویسے تو یہ قلعہ کئی صدیوں پرانا ہے لیکن بادشاہ اکبر کے دور میں اس کی تعمیر دوبارہ کی گئی، یہ جو شروع میں ہم جس جگہ سے آئے ہیں، اس کے ساتھ اکبری محل تھا پھر کھڑک سنگھ کا محل، اور یہ دیوان عام ہے، یہاں تقریباً چالیس پلر لگے ہیں" دیوان عام کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ چارو ناچار اسے ساتھ تاریخ بھی بتا رہی تھی جسے وہ بظاہر سر ہلاتے سن رہا تھا "اس کے آگے دیوان خاص ہے، پھر یہاں ساتھ میں شہزادہ جہانگیر کا محل، مہمان خانہ "...

"یہ کیا ہے؟ "

معطر نے رخ موڑا وہ سامنے دیکھ رہا تھا جہاں جھروکہ تھا

"یہاں بیٹھ کر بادشاہ اپنا دیدار کرایا کرتے تھے اور لوگوں کی شکایات سنا کرتے تھے "

"اور جو شکایات شہزادیوں کو بھیجنی ہوں وہ کہاں بھیجی جاتی تھیں؟ "

"ان کے محل الگ ہوتے تھے، یونو اس دور میں شہزادیاں...." اس کی زبان رکی، رک کر اسے دیکھا، وہ مسکرایا

"شہزادیاں کہاں سے دیدار کرایا کرتی تھیں معطر؟اور اگر ان شہزادیوں سے کسی ایک روٹھ چکی شہزادی کو منانے کا طریقہ پوچھنا ہو تو کیسے پوچھا جا سکتا ہے ؟"

وہ پلر سے ٹیک لگائے ہاتھ سینے پر باندھے اسے دیکھ رہا تھا

"غیر ملکی سیاح اپنی نظریں اور زبان قابو میں رکھیں، سلاطین ان معاملات میں سخت طبع واقع ہوئے ہیں "

غیر ملکی سیاح سر جھکا کر ہنسا، معطر نے رخ موڑ لیا، جب وہ سر جھکا کر ہنستا تھا تو اسے لگتا تھا اسے کسی کی نظر لگ جائے گی، ہنستے ہوئے کسی کو اتنا پیارا نہیں لگنا چاہیئے

"پھر اپنے سلاطین سے ہی ملا دو، کسی سرخ لباس والی شہزادی تک معافی کی درخواست پہنچانی ہے، سیاح کا دل اس کی آنکھوں میں اٹک گیا ہے "

"حدادب، سر قلم کر دیا جائے گا "

"سر تسلیمِ خم، قلم کر دیا جائے "

وہ اسے گھورتی پیچھے کی طرف مڑی، آدم ساتھ ہو لیا

"اچھا سوری یار، مان بھی جاؤ اب، میں سچ میں خودکشی نہیں کرنا چاہتا تھا، میں صرف اسے جیل میں ڈالنے کی ایک مضبوط وجہ فراہم کرنا چاہتا تھا "

"کیوں؟ میں نے تو تم سے نہیں کہا تھا یہ کرنے کو؟ کیا ضرورت تھی پھر؟"

اسے پھر سے غصہ آنے لگا، آدم یکدم اس کے سامنے آیا وہ رکی

"کیونکہ تم میری بیوی ہو معطر، میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں نہیں رلاؤں گا میں یہ کہنا بھول گیا کہ کسی کو رلانے بھی نہیں دوں گا، تمہارا ہر مسئلہ تمہارے "قبول ہے" نے ہمارا مسئلہ کر دیا تھا، تم مجھے ایسا انسان سمجھتی ہو کہ اپنی بیوی کو یوں کسی ایسے شخص کے ساتھ چھوڑ جاؤں گا جسے میں صدی کا گھٹیا ترین انسان سمجھتا ہوں؟ "

دیوانِ عام میں خاص سے لگتے وقت کے مسافر ٹھہرے تھے، نرمی سے اس کے سامنے ٹھہر کر اسیر کرتا سیاح، نم ہوتی آنکھوں کو رونے سے روکتی شہزادی، وہاں کوئی اور نا ہوتا تو وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر روتی اور بے انتہا روتی

"ایسے مت کرو آدم "

"کیا نا کروں؟ "

"مجھے اکیلے لڑنے کی عادت ہے، تم میرے لئے لڑنے لگو گے تو مجھے تمہاری عادت ہو جائے گی "

"پھر مجھے تمہارے لئے لڑنے دو تاکہ یہ عادت محبت میں بدل جائے "

وہ نم آنکھوں سے ہنس دی

"جس دن تم سے محبت ہو گئی وہ اس صدی کا عظیم ترین سانحہ ہو گا "

"یہ سانحہ رونما ہو اس کے لئے مجھے کیا کرنا ہو گا؟ "

"کچھ نہیں، مجھے نہیں لگتا کہ میں دوبارہ محبت کر پاؤں گی "

"کیوں؟ "

"ایک بار ایک شخص سے کی تھی، اس ایک شخص نے ہزار ٹکڑوں میں تقسیم کر کے چھوڑا تھا، دل اس محبت لفظ سے ڈر گیا ہے "

آدم کیان اس کی نم آنکھوں کو دیکھتا رہا

"کیا معلوم مجھ سے ہو جائے "

"اگر تم سے محبت ہو گئی تو سمجھ لینا تیمور سے نہیں کرتی تھی "

"تم ایک محبت پر یقین رکھتی ہو؟ "

"میں "صرف "ایک محبت پر یقین رکھتی ہوں "وہ آگے بڑھنے لگی

"اور اگر تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی تو مجھے کیسے علم ہو گا؟ "

آگے کی سمت چلتی لڑکی رکی، پلٹ کر سیاح کو دیکھا

"مجھے الفاظ میں کہنا نہیں آتا، تم آنکھیں پڑھ لیتے ہو نا؟ "

"تمہاری پڑھ لیتا ہوں، باقی دنیا سے مجھے کیا سروکار؟ "

گلابی لباس والی لڑکی نے رخ موڑ لیا، سیاہ لباس والا مرد اس کے ساتھ چلنے لگا، لڑکی کو آنکھیں نم کرنے کی عادت سی ہونے لگی تھی، آنکھیں واقف تھیں کہ کوئی ہے جو آنسو پونچھ لے گا

"ویسے تمہارے لاہور کی ایک بات بہت بری ہے "

"کیا؟ "

"یہاں گرمی بہت ہے "

وہ مسکرائی، قدم آگے بڑھ رہے تھے، سیڑھیاں اترتے وہ شاہی قلعے کی اونچی دیواروں کو دیکھ رہی تھی، ہاتھ بڑھا کر دوپٹہ درست کیا، وہ کچھ زیادہ ہی لمبا تھا، نیچے زمین پر لگ رہا تھا

"بار بار پاکستان آؤ گے تو عادت ہو جائے گی "

"اب تو ایک بار ہی آؤں گا، لاہور کے سپرد اپنی ایک امانت کر کے جا رہا ہوں،
تمہارا لاہور خائن تو نہیں ہے نا؟ "

"میرے لاہور کو برا مت کہو "

"محبوب کے شہر کی شان میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں "

معطر نے ایک بار پھر دوپٹہ درست کرتے اسے سمیٹنا چاہا جب وہ رکا، اس کے
لمبے دوپٹے کو دیکھا اور دوپٹے کا کنارہ تھاما

"کیا کر رہے ہو؟" وہ گڑبڑائی

"یہ تمہیں تنگ کر رہا ہے، اور میلا بھی ہو رہا ہے" وہ اس کے دوپٹے کا پلو اکٹھا
کر رہا تھا، دوپٹے کو کنارے سے پکڑتے اپنی ہتھیلی سامنے کی اور اس پر گول گول
گھماتے ہتھیلی والے حصے پر گرہ لگائی "اب نا میلا ہو گا نا تنگ کرے گا "
سکون سے کہتے سر اٹھایا تو معطر کے سرخ چہرے پر نظر گئی

"یہ واپس کرو مجھے، لوگ دیکھ رہے ہیں "

"مجھے ایک بھی انسان اس طرف متوجہ نظر نہیں آرہا، اپنا کہو کہ تم شرما رہی ہو
"

معطر نے دانت پیستے قدم آگے بڑھائے پھر رکی، وہ وہیں ٹھہرا تھا اور دوپٹہ اس
کے ہاتھ سے بندھا تھا

"اب کیا ہے؟ "

"ایک تصویر کھنچواؤ گی ساتھ؟ "

اس نے رک کر گہری سانس لی پھر پیچھے ہوئی، وہ مسکراتے ہوئے کیمرہ کسی
لڑکے کو تھما رہا تھا پھر تھوڑا سا اس کے قریب ٹھہرتے ہاتھ سینے پر باندھے

"میری بیوی کی تصویر اچھی آنی چاہیئے، مجھے اگلے کچھ دن اسی تصویر کے ساتھ
گزارنے ہیں "

وہ تھوڑا سا مزید ساتھ ہوا، معطر مزید دور ہٹی

"کھا نہیں جاؤں گا "

"لوگ "...

"تمہارے ان لوگوں کو تو بندہ قید کر دے کہیں "

اس کے ماتھے پر بل پڑے لیکن خاموشی سے پک بنوالی، آدم لڑکے کو شکریہ کہتے کیمرہ لے رہا تھا پھر تصویر دیکھتے منہ بنایا

"ڈھنگ کی تصویر تک نہیں آئی "

معطر نے قریب ہوتے تصویر دیکھی، وہ مسکرا رہا تھا اور وہ ماتھے پر بل ڈالے خفگی سے کیمرے کو دیکھ رہی تھی، اسے ہنسی آگئی، ساتھ کھڑے آدم نے گھورا

"تمہارا ہنسنا اس وقت برا لگ رہا ہے "

"تمہارے لئے تھوڑی ہنس رہی ہوں "

وہ محظوظ سی کہتی وہیں دیوار پر بیٹھی، چھوٹی سی دیوار سے قدم نیچے لٹکا لئے، آدم ساتھ ہی بیٹھا، وہ تھکا نہیں تھا لیکن وہ تھک چکی ساتھی کو مزید نہیں چلا سکتا تھا

"میرے لئے ہنستے ہوئے تو تمہیں لوگ نظر آجاتے ہیں، پہلی پک تھی ہماری ساتھ، خراب کردی "

"کیوں؟ تم نے چوری بنائی تو ہیں میری تصاویر "

"کس نے کہا؟ "

وہ مکر گیا

"نہیں تم مکر جاؤ سچ تو پھر بھی وہی رہے گا "

اس کا جملہ لوٹایا

" بالکل جیسے تم مکر گئی تھیں لیکن سچ یہی رہا تھا کہ تم مجھے سٹالک کیا کرتی تھیں "

وہ جملہ لوٹا کر پچھتائی

"تم شادی کے بعد اپنی زبان قابو میں رکھنا ورنہ ہماری روز جنگ ہو گی "

"تم روز ہارو گی "

"مجھے ہرا کر جیت سکو گے تم؟ "

وہ ایک جملے میں الفاظ کھینچ لیتی تھی

"جس جنگ میں تمہیں ہرانا پڑا میں اس جنگ میں اپنا تخت چھوڑ دوں گا "

وہ بھی ایک جملے میں الفاظ کھینچ لیتا تھا، معطر نے رخ سامنے کیا، سبزے پر لوگ بکھرے تھے، سورج اب غروب ہونے کو تھا

"تم نے چوڑیاں نہیں پہنیں؟ "

وہ چونکی، نظر کلائی پر گئی

"سالن بناتے وقت کچن میں رکھی تھیں پھر پہننا بھول گئیں "

"تو کیا ساری زندگی میں یاد دلاتا رہوں گا، ایک تو مہندی بھی خراب کردی تھی

"

وہ کیمرہ ساتھ رکھتا جیب سے چوڑیاں نکال رہا تھا، وہی چوڑیاں جو کل رات اسے پہنائی تھیں، چند چوڑیاں نکالتے اپنی ہتھیلی پھیلائی تو معطر نے بنا احتجاج کے کلائی آگے کردی، یہ حق اسے حاصل تھا، وہ جیب سے سرخ رنگ کی ہلکے سے کام والی چوڑیاں نکالتے اسے پہناتا رہا وہ خاموشی سے دیکھتی رہی، دونوں کلائیاں بھر گئیں تو اس نے وہ سامنے کیں

"میری عادت خراب کر رہے ہو تم "

"جو عادت مجھ سے جڑی ہو وہ کبھی خراب نہیں ہو گی "

"تمہارا بہت خرچہ آجائے گا چوڑیوں پر "

"تمہاری چوڑیوں پر آنے والا مجھے ہر خرچ منظور ہے "

"کسی دن اکتا جاؤ گے "

"تم سے جڑی کسی شے سے میں نہیں اکتا سکتا "

"تم ایسے کیوں بن گئے ہو آدم؟ "

"کیسا بن گیا ہوں؟ "

"ہم لڑتے تھے "

"تم سے لڑتے لڑتے میں خود کو ہار گیا "

"تم مجھے تنگ کرتے تھے "

"تمہیں تنگ کرتے کرتے میں محبت سیکھ بیٹھا "

"تم کہتے تھے تم بری لگتی ہو "

"تم ڈھونڈو، روئے زمین پر تم سے زیادہ کوئی اچھا لگنے والا باقی نہیں رہا "

"تم بدل گئے ہو "

"میں بدل کر بھی تمہارا رہا ہوں "

"تم بدل جاؤ گے "

"میں بدل کر پہلے سے زیادہ تمہارا ہو جاؤں گا "

وہ رخ موڑے اسے دیکھتی رہی، وہ رخ موڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"کچھ مانگوں؟ "

"سب کچھ مانگ لو "

"میرا دل مت توڑنا آدم، میرے پاس اب صرف ایک دل ہی بچا ہے "

"تمہارا دل توڑ کر اپنا دل کیسے سلامت رکھوں گا؟" اسے رونا آیا، اسے خود پر رشک کے ساتھ رونا آیا، آدم نے اس کا ہاتھ تھاما

"ہم سب بھول جاتے ہیں معطر، جو ہوا سب، میں ماضی تم حال، ماضی میں سنان تھا، حال میں تیمور رہے، ہم اس سب کو "تھا" میں بدل دیتے ہیں، ہم مل کر نئے سرے سے شروع کریں گے "

اسے جانے کون سے خدشے تھے جو ختم ہی نہیں ہوتے تھے

" تیمور ماضی تھا آدم، سنان یاد تھا، تیمور کو میں نے بھلا دیا، سنان ایک اچھی یاد کی طرح رہے گا، میں نے نکاح نامے پر سائن کرتے وقت ہر وفا تمہارے نام کی تھی، مجھے دنیا کے کسی دوسرے مرد سے سروکار نہیں ہے، دنیا کے کسی دوسرے مرد کو مجھ سے سروکار ہو اس سے فرق نہیں پڑتا، میری ہر وفا تمہارے نام، محبت کا وعدہ نہیں کرتی، لیکن باوفا رہوں گی "

آدم کیان کی زندگی کا آدھا حصہ اس دن کے نام، آدھی خوشی اس اقرار کے نام،

اس نے معطر کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا، یوں جیسے مان تھا، یوں جیسے یقین تھا

"مجھے خود پر رشک ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں "

وہ ہنس دی، پھر ایک ہاتھ سے آنکھ سے پھسلنے والا آنسو صاف کیا اور اسے دیکھا

"سنان کی ڈائری کہاں ہے آدم؟ "

"وہ میں نے پریزے کو دے دی تھی "

وہ چپ کر گئ، وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ اس نے وہ ڈائری پڑھی تھی یا نہیں لیکن

مزید اسے سنان کی یاد نہیں دلانی تھی نا خود کو نا اسے

"میں ہاشم بھائ کے ساتھ کام کر رہا ہوں "

اور وہ یاد یکدم ہی آئ تھی

"کون سا کام؟ "

"اسلاموفوبیا کے خلاف "

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا، نڈر، وہی جسے دنیا کا خوب نہیں تھا

"آدم۔۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا

"میں خوفزدہ نہیں ہوں معطر، جس دن میں نے "لا" کا مطلب جانا اس دن میں نے ہر دنیاوی "الہ" کا خوف دل سے نکال دیا تھا، میں جو کر سکتا تھا وہ کیا، جو کر سکوں گا وہ کروں گا، میں نے ہر دنیاوی خدا کو دل سے نکال دیا ہے، میں کسی سے خوفزدہ نہیں ہوں، اور میں چاہوں گا کہ تم بھی خوفزدہ نا ہو "

وہ کیا مانگ رہا تھا؟ بہادری؟ وہ بھی کیسی؟

"وہ تمہیں بھی مار دیں گے" وہ خوفزدہ ہوئی

"اگر موت لکھی ہے تو ایسے ہی صحیح، مجھے اپنے حصے کا کام کر کے مرنا ہے، ہم سب دیکھتے رہے تو یہ نظام اسلام کو جھکانے کے لئے کام کرتا رہے گا، کسی ایک کو، کسی دو کو، کسی نا کسی گروہ کو تو اٹھنا ہو گا نا، سنان وہ ایک تھا، میں وہ ایک بن رہا ہوں، ہاشم بھائی وہ دوسرے ہیں، ہمارے ساتھ کے لوگ وہ گروہ ہیں، میں فی الحال اس پوزیشن میں نہیں ہوں لیکن آگے چل کر میں اپنا چینل کھولوں گا، مجھے ان دوغلے لوگوں کی دوغلی پالیسیز سے لڑنا ہے، یوں صحیح تو یوں ہی صحیح "

تو جو بہادری وہ کلمے سے سیکھ بیٹھا تھا وہ بہادری وہ اسے بھی سکھا رہا تھا، معطر صبا نے لب کاٹا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

"تم مجھے منع کرنا چاہتی ہو؟ "

"کر سکتی ہوں؟"

"حق رکھتی ہو "

"رک جاؤ گے؟ "

"کمزور پڑ جاؤں گا۔۔۔ کمزور ہونے دو گی مجھے؟ "

"یعنی رکو گے نہیں؟ "

"مت روکنا معطر "

وہ بے بس ہوا، معطر نے سر جھٹکا، پھر سامنے دیکھا، چند لمحے سامنے دیکھتی رہی پھر رخ ہلکا سا اس کی طرف کیا

" میں تمہارے کاندھے پر سر رکھ لوں آدم؟ میں تھک گئی ہوں "

وہ بیٹھے بیٹھے نزدیک ہوا، معطر نے کچھ تھک کر سر اس کے کاندھے پر ٹکایا، یوں جیسے صدیوں بعد کوئی کاندھا ملا تھا جس کے سہارے وہ تھک کر لگ سکتی تھی، کوئی تھا جو غم سمیٹ سکتا تھا، چند لمحے وہ دونوں خاموش رہے پھر معطر نے گہری سانس لی

"میں تمہیں منع نہیں کر رہی، کر ہی نہیں سکتی، جس مفہوم کو تم نے سمجھا ہے وہ مفہوم میں شاید ویسے نہیں سمجھ سکتی، میں خوفزدہ بھی ہوں، مزید لوگ کھونے کی ہمت نہیں بچی لیکن میں منع نہیں کروں گی، میں صرف دعا کر سکتی ہوں، میں صرف دعا کروں گی "

سر اس کے کاندھے پر ٹکائے وہ سامنے دیکھ رہی تھی، ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا، احاطے کی اس طرف زیادہ لوگ نہیں تھے

"تم مجھے ہمت دیتی ہو "

"کاش ہم یہاں سے کہیں دور چلتے نا، میں تھک گئی ہوں "

"دور کہاں؟ "

"کہیں پہاڑوں کے بیچ، کسی جنگل میں "

"کھاتے کیا وہاں؟ "

"پھل کھا لیتے "

"زندہ کیسے رہتے؟ "

"تم میرے ساتھ زندہ رہ لیتے میں تمہارے ساتھ "

آدم نے رخ اس کے چہرے کی طرف موڑا پھر ہلکا سا مسکرایا

"ہم یہ کام لندن میں کر لیں گے معطر، زندگی آسان نہیں رہے گی لیکن ہم مشکل زندگی بھی گزار لیں گے، میں تمہارے ساتھ رہوں گا، تم میرے پاس رہنا، مل کر، لڑ کر ہم گزار لیں گے، پھر جنت میں تو سب آسانی ہو گی "

وہ ہلکا سا ہنسی، سر ابھی تک اس کے کاندھے پہ تھا، بابا کی گود کے بعد یہ دوسری جگہ تھی جہاں سکون میسر تھا

"تمہیں اتنا یقین کیوں ہے کہ ہم دونوں جنت میں جائیں گے؟ "

"میں صرف اچھی امید رکھتا ہوں، نیک گمان، ہم مل کر کوشش کر لیں گے جنت کے لئے، جنت کا سفر اکٹھے کر لیں گے، کر لو گی نا؟ میرے ساتھ جنت کے راستے پر چلو گی؟ "

"پورے دل سے "

ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھامے وہ مضبوطی سے بولی تھی، آدم کی گرفت مضبوط ہوئی، وہ سامنے دیکھ رہا تھا، وہ بیٹھے بیٹھے تھک بھی جاتا تب بھی اس سے سر ہٹانے کا نا کہتا

معطر سامنے دیکھتی رہی، وہ بھی سامنے دیکھ رہا تھا، راستہ مشکل تھا لیکن وہ ساتھ تھی تو وہ طے کر لے گا،

راستہ مشکل تھا لیکن اب وہ ساتھ تھا تو وہ چل لے گی

اور ان سے دور ایک اور خطے میں جسے پشاور کہتے ہیں، سنان سعدی کا پشاور، اس پشاور کے پہاڑوں، سبزوں، سڑکوں سے ہوتے نظریں ایک حویلی کے سامنے رکیں، سبز قطعے والی حویلی، جس کے صحن سے اندر جھانکو تو سیڑھیوں سے ہوتے آخری کمرے کا دروازہ کھلا تھا، کھلے دروازے سے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی سرخ لباس والی لڑکی نظر آتی تھی، وہ جس کے سامنے سرخ ڈائری کھلی تھی، جس پر پانی کے قطرے تھے، وہ پانی جو اس لڑکی کی آنکھوں سے بہہ رہا تھا، وہ چہرے پر ہاتھ رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی، پھر چہرے سے ہاتھ ہٹاتے اس نے ڈائری کو دیکھا

"ہم دونوں پشاور کی گلیوں میں ایک ساتھ چلیں گے، میں اسے پشتو غزلیں سناؤں گا،اس بار میں ترجمہ کر دیا کروں گا کیونکہ مجھے یقین ہے وہ اب مجھے تھپڑ نہیں مارے گی، میں۔۔۔"

آگے لفظ نہیں تھے، آگے صفحات خالی تھے، جانے وہ کیا کہنے لگا تھا، کیا لکھنے لگا تھا ،کون سا خواب صفحات پر درج کرنے لگا تھا، جانے معطر صبا کے ساتھ اس نے کون سی زندگی سوچی تھی، پریزے نے کانپتے ہاتھوں سے قلم اٹھایا، ساتھ رکھی اس کی تصویر کو دیکھا، چہرے پر پیاری سی مسکراہٹ، آنکھوں میں کچھ نرم سا، وہ کیمرے کی طرف دیکھ رہا تھا، ہاتھ جیبوں میں تھے، سیاہ جینز پر سیاہ سوئیٹر، بازوں کلائی تک تھے، چہرہ ویسا ہی جسے دیکھ کر رکا جائے، مسکراہٹ ویسی ہی جسے دیکھ کر نظر اتاری جائے، پشاور کا سنان سعدی

اس کے کمرے کی ہر شے ویسی ہی تھی، مورے ہر روز صفائی کرواتی تھیں، وہ تصویر کو دیکھتی رہی پھر نظر اس کی ڈائری پر ڈالی، قلم اٹھاتے نوک وہاں رکھی

"آپ کے خواب آپ کی آنکھوں کے ساتھ بند ہو گئے، رانجھے کو ہیر نہیں ملا کرتی، وہ ہیر جیسی لڑکی کسی اور کی ہو چکی ہے، معطر صبا کو سنان سعدی کے لئے نہیں لکھا گیا تھا، جس کے لئے لکھا گیا تھا ان کا ساتھ مبارک "

نوک وہیں رکھ دی، قلم ٹوٹ گیا، اس نے آنسو صاف کرتے ڈائری اٹھائی، بند کرتے ساتھ رکھے وہ خون آلود چوڑیاں اٹھاتے الماری تک گئی، وہاں سنان کا برطانیہ سے آنے والا سامان رکھا تھا، پریزے نے ڈائری وہیں رکھ دی، چند لمحے وہ اس ڈائری کو دیکھتی رہی پھر الماری کا دروازہ بند کر دیا، منظر چھپ گیا، قصہ بند ہو گیا، سنان سعدی کی داستان کا انجام دروازے کے پیچھے ٹھہر گیا، ہمیشہ کے لئے !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھ ماہ بعد !

سڑک کی دوسری طرف ٹھہرے اس نے ایک بار پھر ہاتھوں کو منہ کے سامنے کرتے گرم سانس دی، ٹھنڈ بڑھ گئی تھی، وہ اب تک لندن کی سردی کی عادی

نہیں ہو پائی تھی، ارد گرد نظر دوڑائی، سوئیٹر، جیکٹس پہنے ہجوم، پھر اسے وہ نظر آیا، سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہنے، اوپر سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی، بال نفاست سے پیچھے کو جمے تھے، وہ ہاتھوں میں آئسکریم اٹھائے اس کی طرف آرہا تھا

"بہت ہی برا آئیڈیا ہے یہ "

اس کے ہاتھ میں آئسکریم دیتے اس نے پھر سے تبصرہ کیا، معطر نے ڈبہ تھام لیا

"تم نا کھاؤ پھر "

"تم کنویں میں چھلانگ لگا رہی ہو، رک بھی نہیں رہیں تو مجھے تو ساتھ چھلانگ لگانی ہو گی نا "

"تم اوپر ٹھہر کر میرے باہر آنے کا انتظار کر لیتے "

وہ چمچ سے آئسکریم کھا رہی تھی، ہاتھ منہ کی طرف لے جاتے چوڑیاں آپس میں ٹکراتیں، سرخ فراک پر اس نے سفید لمبا کوٹ پہن رکھا تھا، کانوں میں جھمکے تھے اور لمبے بال اونی ٹوپی کے نیچے سے کمر پر پھیلے تھے، اپارٹمنٹ سے پیدل وہ اسٹیشن جا رہے تھے، آدم کے کسی دوست کی شادی تھی جس میں شرکت کرنی تھی، ٹیوب کا سفر آسان تھا

"اور تمہیں اپنی ناک سرخ کرتے دیکھتا، مجھے تو یہ فکر ہو رہی ہے کل میں شو میں بولوں گا کیسے" وہ جلا بھنا ہوا تھا، اتنی ٹھنڈ میں آئسکریم کون کھاتا ہے؟

"تیاری شو کی خود کی نہیں ہے الزام مجھ پر لگا رہے ہو"

وہ رکی، رک کر خفگی سے اسے دیکھا

"تم اگر اپنے یہ فضول پاکستانی ڈرامے دیکھنے کی بجائے میرا شو دیکھ لیا کرو تو جانوں گی کہ کیسے میں سامنے والے کو چپ کراتا ہوں"

"رہنے دو، کون تمہارا بورنگ شو دیکھے" اس نے ہاتھ جھلایا

"تم اگر اپنے یہ فضول پاکستانی ڈرامے دیکھنے کی بجائے میرا شو دیکھ لیا کرو تو جانوں گی کہ کیسے میں سامنے والے کو چپ کراتا ہوں"

"رہنے دو، کون تمہارا بورنگ شو دیکھے" اس نے ہاتھ جھلایا

"مادام، میرا شو اس وقت برطانیہ کے ٹاپ شوز میں سے دوسرے نمبر پر ہے"

"برطانیہ والوں کا ٹیسٹ بہت برا ہے" گویا وہ متاثر نہیں تھی

"تم دراصل آج تک یہ حقیقت تسلیم نہیں کر پارہیں کہ میں واقعی میں کامیاب ہو گیا ہوں "

ساتھ کوئی لڑکی گزری، اسے دیکھ کر مسکرائی، معطر رکی، رک کر اسے گھورا

"یہ کون تھی ؟" وہ گڑ بڑایا

"مجھے کیا معلوم ؟ "

"پھر تمہیں دیکھ کر مسکرائی کیوں ؟ "

"اس کا دل چاہ رہا ہو گا، میں اب اتنا ہینڈسم تو ہوں کہ مجھے دیکھ کر مسکرایا جائے "

"تمہیں اپنے بارے میں بہت سی خوش فہمیاں ہیں "

"جیسے تمہیں میرے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں ہیں، میرے ملنے پر تمہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے، الٹا تم ہر وقت مجھ سے لڑتی رہتی ہو "

وہ جھٹکے سے اس کے سامنے رکی

"تمہیں پتا ہے پچھلے تین ماہ میں سب سے زیادہ میں کس بات پر پچھتائی ہوں ؟ کاش تم سے شادی کے لئے ہاں ہی نا کی ہوتی "

"چچ۔۔۔افسوس، اب کیا فائدہ پچھتانے کا؟" پورے دل سے، چہرے پر افسوس لا کر افسوس کیا گیا، معطر پیر پٹختی آگے بڑھی

شادی کو تین ماہ ہو گئے تھے اور یہ آدمی آج بھی اسے زچ کر دیتا تھا، وہ آج بھی زچ ہو جاتی تھی، ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے علاوہ وہ اچھا شوہر ثابت ہوا تھا، اس کی روٹین بزی تھی، اپنی جاب پھر ہاشم بھائی کے ساتھ کام، پورا دن گھوم پھر کر گزر جاتا اور ان سب میں اسے یقین ہوتا کہ وہ دن میں تین مرتبہ اسے لازمی کال کرے گا، خیریت پوچھتے گا پھر کسی بات پر ان کی نوک جھوک ہو گی، وہ غصے سے فون بند کرے گی، وہ سوری کہے گا اور اگلے دن پھر سے کسی بات پر لڑائی ہو جائے گی، وہ لاعلم تھی وہ جان بوجھ کر اسے خفا کرتا ہے، اس کا روٹھنا، اپنا منانا، اس کا منہ پھلانا سب اچھا لگتا تھا

"ایک تو تم ناراض بہت ہوتی ہو"

وہ آئسکریم کھاتا قریب آیا

"کسی نے کہا تھا منالوں گا"

"یہ نہیں کہا تھا کہ ہر دو گھنٹے بعد ناراض ہو جایا کرو"

"تم بات ہی مت کرو مجھ سے، زرا آنے دو ویک اینڈ پر سوزی کو، شکل تک نہیں دیکھوں گی تمہاری "

وہ ہنوز خفا تھی، ایک واحد وہی تھا جس سے وہ ہمیشہ خفا ہو جاتی، ایک واحد وہی تھا جو اس کی خفگی بھانپ کر منا لیتا تھا

"سوزین کیان دشمن بن گئی ہے میری، اس سے کہو زرا تم سے دور رہے ورنہ گھر نہیں آنے دوں گا "

"بہن ہے وہ تمہاری" معطر نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھا وہ ڈھٹائی سے شانے اچکا گیا

"مجھ سے زیادہ تو وہ تمہاری سگی بنتی ہے "

سوزین سے اس کے تعلقات بہتر تھے، وہ ہر ویک اینڈ پر ملنے آ جاتی، وہ تینوں گھومنے چلے جاتے، کیان اور ہیزل کی طرف سے اب بھی سرد رویہ تھا لیکن اسے یقین تھا کہ ایک دن وہ اُنہیں منا لے گا

"کوئی جل رہا ہے؟ "

"بخدا جل رہا ہے "

"اپنی باری تو احساس نہیں ہوتا، کل کس امانڈا کا بتا رہے تھے؟ پھر وہ کون ایما تھی؟ "

"وہ تو میری کولیگز ہیں "

"اپنی کولیگز کا ذکر بیوی سے کرتے ہوئے شرم آتی ہے؟ "

"نہیں "

اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا، پھر پیچ کر ہاتھ میں تھامی آئسکریم اس کے ہاتھ میں رکھی، دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے اور آگے بڑھی، رخ اسٹیشن کی طرف تھا، وہ دونوں چلتے چلتے کچھ زیادہ ہی دور آ گئے تھے، اپارٹمنٹ ساتھ ہی تھا لیکن وہ فی الحال غصہ تھی تو ظاہر ہے اس کے ساتھ جانے سے تو رہی

"معطر "....

وہ بنا جواب دیئے چلتی رہی جب وہ یکدم سامنے آیا، معطر جھٹکے سے رکی پھر اسے گھورا

"سوری ".....

"تمہیں مجھے ناراض کر کے اچھا لگتا ہے؟ "

"مجھے تمہیں سوری کر کے اچھا لگتا ہے "

آئسکریم پیچھے رکھے بینچ پر رکھتے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے اپنے ہاتھوں میں رکھا، وہ لندن کی سردیوں کی عادی نہیں ہوئ تھی، باہر نکلنے پر ہاتھ ٹھنڈے پڑ جاتے تھے

"تم نے شادی سے پہلے جو وعدے کئے تھے سارے جھوٹے تھے نا؟ "

وہ آج بھی شرما جاتی تھی،اس کے ہاتھ سے ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتے وہ سرخ ہوئ

"میں نے سارے دعوے نکاح کے بعد کئے تھے "

"مکر جاؤ "

"مکر کون رہا ہے "

معطر کو مزید خفت ہوئ، ہاتھ چھوڑ کیوں نہیں رہا تھا یہ ؟ بھلا یہ بھی کوئ جگہ تھی ہاتھ پکڑنے کی ؟اس نے ارد گرد دیکھنا چاہا، کوئ ان کی طرف متوجہ نہیں تھا، ٹھنڈ نے ہر ایک کو جلدی چلنے پر مجبور کر رکھا تھا

"ہاتھ تو چھوڑ دو "

"چھڑوا سکتی ہو تو چھڑوا لو "

وہ اسے خفگی سے گھورتی رہی پھر شانے ڈھیلے پڑے

"تم مجھے بہت ناراض کرتے ہو "

"منا بھی لیتا ہوں "

"بہت غصہ دلاتے ہو "

"کیونکہ تم غصے میں زیادہ پیاری لگتی ہو "

"تم ۔۔۔ تم بہت بد تمیز ہو "

" میں فطرتاً ایک شریف انسان ہوں بس تمہارے سامنے شرافت بھول جاتا ہوں "

"تم نے کل شاپنگ بھی نہیں کرائ تھی "اسے ایک اور شکوہ یاد آیا

"میں بزی تھا لیکن سوری، تم مانگو جو چاہیئے "

وہ اسے دیکھتی رہی پھر مسکراہٹ دبائ

"میرے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ سکتے ہو؟ "

"نہیں "

"کیوں؟" وعدے کرنے والا دعووں سے مکر رہا تھا

"میرا سب کچھ تو تم ہو، تمہیں کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ "

وعدے کرنے والے کے دعوے سلامت رہیں، ٹھنڈے ہاتھوں والی لڑکی نے ہاتھ نکالنے چاہے

"اووہوں۔۔۔ گرم ہونے دو "

"میری آئسکریم پگھل جائے گی "

"ٹھنڈ میں کون سی آئسکریم پگھلتی ہے؟" اسے گھورا

"میری پگھل جاتی ہے" درحقیقت وہ دل تھا، آدم نے ہاتھ چھوڑ دیئے پھر پیچھے پڑی آئسکریم اٹھائی

" جتنا تمہیں سردی لگتی ہے نا میں سوچ رہا ہوں تمہاری جاب چھڑوا دوں، کیسے جاب کرو گی؟ "

"ایویں چھڑوا دوں؟ ابھی مجھے پہلی تنخواہ بھی نہیں ملی "

وہ ایک مقامی یونیورسٹی میں ریسرچ اینالسٹ تھی، ابھی پہلا ماہ ہی تھا جاب شروع کیئے ہوئے

"بس اسی لئے، اب تم مجھ پر اپنی تنخواہ کا رعب جھاڑو گی "

"جلو جلو "....

آئسکریم ختم کرتے اس نے ڈبے آدم کی طرف بڑھائے تو وہ ڈبہ لیتا سڑک کی دوسری طرف جانے لگا، شہر کی صفائی کا جناب کو گھر کی صفائی سے زیادہ خیال ہوتا تھا، ڈسٹبن میں ڈبہ پھینکتے وہ واپس پلٹنے لگا جب راستے میں دو لڑکوں نے اسے آلیا ،وہ رک کر ان سے ملنے لگا، اس کے فین، یہ ہر مرتبہ باہر جانے کی بات تھی معطر ہاتھ جیبوں میں ڈالے اسے دیکھتی رہی، جو گرمائش آدم کے ہاتھوں سے ملی تھی وہ یہ نرم گرم سا کوٹ دینے سے بھی قاصر تھا، وہ ان کی بات سنتے ہوئے مسکرایا تو معطر نے رخ موڑا

تین ماہ، ان تین ماہ میں اس نے زندگی کا نیا رخ دیکھا تھا، جو خدشات شادی سے پہلے تھے وہ اس آدمی نے اس کے اندر سے یوں نکالے جیسے کبھی تھے ہی نہیں، وہ اس کے لئے بہترین ثابت ہوا تھا، احساس کرنے والا، محبت کرنے والا، عزت دینے والا، اپنی بزی روٹین سے اس کے لئے ہمیشہ وقت نکال لیتا، وہ گھر کے کام کر رہی ہوتی تو ہاتھ بٹا دیتا، وہ بیمار ہوتی تو سرے سے کام ہی نا کرنے دیتا، آدم کو

پرائیویسی کی وجہ سے گھر میں ملازمین پسند نہیں تھے سو وہ دونوں اپنا چھوٹا سا گھر خود سنبھال لیتے، گروسری کی شاپنگ، اس کے اخراجات ہر چیز مل کر کر لیتے، وہ پچھلے تین ماہ میں اپنی آدھی سیلری اس کے ہاتھ میں تھما دیتا، اسے آدم سے محبت نہیں تھی لیکن اسے آدم کی خود سے محبت کی عادت ہو گئی تھی، اس سے خفا ہونا اچھا لگتا تھا، اس کا منانا زیادہ اچھا لگتا تھا، وہ دوسروں کے لئے جیسا بھی تھا اس کے لئے بہترین تھا، دانیال ٹھیک کہتا تھا وہ اچھا تھا، بہت اچھا، وہ اب بھی مسلمانوں کے لئے لڑتا تھا، وہ ہاشم بن عبداللہ ٹرسٹ کے ساتھ ساتھ ان کی اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرنے والی آرگنائزیشن میں بھی کام کرتا تھا، وہ جو بہادری کا سبق سیکھا تھا اسے وہ سبق حفظ تھا

اور دانیال، وہ اس کے لئے اب بھی فکر مند رہتا، پاکستان میں سب ٹھیک تھا، اس کے گھر والے خوش تھے، حسن چاچو کے اسٹور پر پولیس نے تالہ لگوا دیا تھا، وہ عرصے سے ایکسپائرڈ مال بیچ رہے تھے، سو اب وہ گھر پر فارغ بیٹھے تھے، ان کے ساتھ تعلقات اب بھی خراب تھے، پھپھو کے ساتھ اب تک صحیح نہیں ہوئے تھے، تیمور حیدر جیل میں تھا، آدم نے اپنا کہا پورا کیا تھا، فرق صرف اتنا تھا کہ

تیمور اپنا دماغی توازن بھی دھیرے دھیرے کھوتا جارہا تھا، اس کی فیکٹری تباہ ہو رہی تھی لیکن پھپھو کی رعونت اب تک ویسے ہی تھی، کچھ لوگ کبھی نہیں بدلا کرتے

اور اس کی زندگی کا ایک اور اہم کردار، پریزے، اس کے ہاں پچھلے ہفتے بیٹا پیدا ہوا تھا، وہ ان دونوں کو اپنے ہاں آنے کی کئی بار دعوت دے چکی تھی، آدم ہر بار ٹال دیتا وہ وجہ نہیں جانتی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ پریزے کو اپنی سگی بہن مانتا ہے

"تو اب تم مجھے اپنی سیلری میں سے قرضہ دے دو گی؟ "

اس کی آواز پر وہ چونک کر خیالوں سے باہر آئی، موبائل پر کچھ دیکھتے وہ ساتھ چلنے لگا تھا

"مزاق اڑا رہے ہو؟" اس کی سیلری آدم کی سیلری کا آدھا بھی نہیں تھی

"میں سنجیدہ ہوں، مجھے چینل کھولنے کے لئے رقم کی ضرورت ہے، تم پارٹنر بن جاؤ "

معطر نے اب کے کچھ نہیں کہا، وہ چلتے چلتے کانوں میں پہنے جھمکے اتار رہی تھی، وہ بھاری تھے، اُنہیں آدم کے کسی مسلمان دوست کی شادی میں جانا تھا تو وہیں جا کر پہن لے گی

"مجھے کئی سال لگیں گے تمہیں رقم دیتے دیتے "

"مجھے کئی سال لگیں گے تمہاری رقم لوٹاتے لوٹاتے، تمہارا مقروض رہوں گا، خوشی سے رہوں گا "

دوسرے کان سے جھمکا نکالتے اس نے وہ ہاتھ میں تھامے ہی تھے جب آدم نے اس کی ہتھیلی سے وہ جھمکے اٹھاتے اپنی سامنے کی جیب میں ڈال لئے، ایک جھمکا لٹک گیا سو وہ سامنے نظر آ رہا تھا، وہ سٹپٹائی

"میں اٹھا لیتی "

"جتنی تم نازک واقع ہوئی ہو ان کے بوجھ سے ہی تھک جاتیں "

وہ اب جیبوں میں ہاتھ ڈالے سکون سے چل رہا تھا

"ہاتھ میں نہیں کوٹ میں ڈال رہی تھی "

وہ خفا ہوئی

"کوٹ کا بوجھ بھی بمشکل برداشت کر رہی ہو تم "

"اتنی بھی نازک نہیں ہوں "

وہ تپی

"اوہ، مجھے یاد آیا کل کون ٹیبل کمرے سے ہٹوانے کے لئے مجھ سے مدد لینے آیا تھا؟ "

"تم اب مجھے طعنے دو گے ؟ "

"میں صرف حقیقت بتا رہا ہوں کیونکہ میں ایک حقیقت پسند انسان ہوں "

"تمہاری ساری حقیقت صرف مجھے تپانے کے لئے بنائ گی ہیں "

"یہاں تم غلطی کر رہی ہو، میں تو صرف سچ بولتا ہوں "

"بھاڑ میں جھونکو ساری سچائیاں، اور میرے جھمکے واپس کرو، میری بالی کی طرح یہ بھی گم کر دو گے "

"کتنی مرتبہ طعنہ مارو گی مجھے، ؟" افسوس سے اسے دیکھا

"جب تک میری بالی ڈھونڈ نہیں دیتے، چاندی کی تھی وہ "

"یقین کرو میں نے کبرڈ میں ہی رکھی تھی پتا نہیں کہاں گم ہو گئ "

"مجھے یقین ہے وہ اب بھی تمہارے پاس ہو گی، تم بس مجھے تنگ "......

وہ غصے سے خفگی بھرے انداز میں کچھ کہہ رہی تھی، وہ جواباً وضاحت دینے لگا، آواز مدھم ہوتی ہوتی دور ہوتی چلی گئ، سرخ لباس والی لڑکی اور سفید لباس والا مرد نئے مناظر کا حصہ بنتے چلے گئے،ان کے پیچھے گیلی سڑک پر لگے قمقمے چمک رہے تھے،ان کی چمک میں روشنیاں تھیں،وہی روشنیاں جو کسی کی زندگی میں بھی تھیں

تو اگر تم دعویٰ کرو

محبت اور وفا کا

پھر یوں ہو کہ

تم پر انتخاب کا وقت لایا جائے

تو اگر تم محبت کرتے ہو تو

منتخب کرو وفا !

اختتام!

☆☆☆☆☆☆